

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۲۳

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

پاکستان (۵۴۰۰۰)

Contents

4	اجمالی فہرست
6	پیش لفظ
9	کتاب الحظروالاباحۃ کے مترجم
10	تئیسویں ^{۲۳} جلد
12	فہرست مضامین مفصل
70	فہرست ضمنی مسائل
96	نماز و طہارت
96	(امامت، جماعت، استنجاء، وضو، غسل، تیمم وغیرہ)
106	روزہ و زکوٰۃ و حج
110	جنازہ و زیارت قبور و مزارات اولیاء
116	ایصال ثواب و صدقہ و خیرات و سوال
136	رسالہ
136	راد القحط والوباء بدعوة الجیران ومواساة الفقراء ^{۱۳۱۲ھ}
136	(پڑوسیوں کی دعوت اور فقیروں کی غمخواری کے ذریعے قحط اور وباء کو لوٹا دینے والا)
162	ذکر و دعا
184	نکاح و طلاق
184	محرمات، مہر، عدت، کفو، ولایت
198	نسب
202	رسالہ
202	اراءۃ الادب لفاضل النسب ^{۱۳۲۹ھ}
202	(نسبی فضیلت والے کو ادب کی راہ دکھانا)
258	رسم و رواج
258	ریاء و تقاخر و بدعت و اسراف وغیرہ

رسالہ	278.....
ہادی النایس فی رسوم الاعراس	278.....
(شادیوں کی رسومات کے بارے میں لوگوں کے لئے راہنما)	278.....
حدود و تعزیرات	324.....
آداب	336.....
مجلس وعظ، مسجد، قبلہ، اذان و اقامت، تلاوت، سجدہ تلاوت، درود و سلام، خطبہ، اوراد و وظائف، عملیات، سفر، استخارہ، فال، جماع، سفارش، مصحف، کتب اور سونے وغیرہ امور سے متعلق آداب	336.....
رسالہ	412.....
الکشف شافیا حکم فونو جرافیا ^{۱۳۲۸ھ}	412.....
(فونو گراف (گراموفون) کے حکم کے بارے میں تسلی بخش وضاحت)	412.....
رسالہ	472.....
الادلة الطاعنه فی اذان الملاعنه ^{۱۳۰۶ھ}	472.....
(ملعونوں کی اذان کے بارے میں نیزے چھونے والے دلائل)	472.....
زینت	482.....
سنگھی، سرمہ، مسی، مسواک، خضاب، مہندی، سنگار وغیرہ سے متعلق	482.....
رسالہ	496.....
حک العیب فی حرمة تسوید الشیب ^{۱۳۰۷ھ}	496.....
(سفید بالوں کو کالا کرنے کی حرمت کے بارے میں عیب کو مٹانا)	496.....
کسب و حصول مال	508.....
خرید و فروخت، اجرت، رشوت، سود، قمار، بیمہ، پیشہ، صنعت، قرض، نذرانہ، ہبہ، میراث، غصب وغیرہ اور ذرائع آمدنی، حلال و حرام و مشتبہ سے متعلق مسائل	508.....
رسالہ	604.....
خیر الامال فی حکم الکسب والسوال ^{۱۳۱۸ھ}	604.....
(کمائے اور مال کتنے کے حکم میں بہترین امید)	604.....
علم و تعلیم	624.....

624.....	عالم، متعلم، مفتی، واعظ، افتاء، کتابت، تقلید، علوم و فنون، تعلیم گاہ سے متعلق
722.....	محاسن و محافل
722.....	میلاد شریف، گیارہویں شریف، مرثیے، ذکر شہادت وغیرہ
760.....	مسئلہ میلاد سے متعلق
760.....	اعلیٰ حضرت کا ایک اہم اور مدلل فتویٰ



فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور نمبر ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)



مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (الحديث)
 الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ
 مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

جلد ۲۳

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
 فقہی انسائیکلو پیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ _____ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء _____ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور ۸، پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون: ۷۶۵۷۳۱۴

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳
تصنیف	شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری، ریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ترجمہ عربی عبارات	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
پیش لفظ	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
ترتیب فہرست	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
تخریج و تصحیح	مولانا نظیر احمد سعیدی، مولانا محمد اکرم اللہ بٹ، مولانا غلام حسین
باہتمام و سرپرستی	مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت، پاکستان
کتابت	محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)
پیشنگ	مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ لاہور
صفحات	۷۶۸
اشاعت	ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ / فروری ۲۰۰۳ء
مطبع	
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت	

ملنے کے پتے

* رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۷۶۶۵۷۷۲

۰۳۰۰ / ۹۴۱۵۳۰۰

* مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

* ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

* شبیر برادرزہ، بی، اردو بازار، لاہور

اجمالی فہرست

۵	○ پیش لفظ
۹۵	نماز و طہارت
۱۰۵	روزہ و زکوٰۃ و حج
۱۰۹	جنازہ و زیارت قبور و مزارات اولیاء
۱۱۵	ایصال ثواب و صدقہ و خیرات و سوال
۱۶۱	ذکر و دعا
۱۸۳	نکاح و طلاق
۱۹۷	نسب
۲۵۷	رسم و رواج
۳۲۳	حدود و تعزیرات
۳۳۵	آداب
۴۸۱	زینت
۵۰۷	کسب و حصول مال
۶۲۳	علم و تعلیم
۷۲۱	مجالس و محافل
	فہرست رسائل
۱۳۵	○ راد القحط
۲۰۱	○ اراء الادب
۲۷۷	○ ہادی الناس

- الكشف شافياً ۴۱۱ _____
- ادلة الطاعنه ۴۷۱ _____
- حك العيب ۴۹۵ _____
- خير الامال ۶۰۳ _____



بسم الله الرحمن الرحيم ط

پیش لفظ

الحمد لله! اعلیٰ حضرت امام المسلمین مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خزان علمہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری سے مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ المعروف بہ فتاویٰ رضویہ کی تخریق و ترجمہ کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاویٰ مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا۔ اور بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعنایت رسولہ الکریم تقریباً تیرہ سال کے مختصر عرصہ میں تیسویں جلد آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے قبل کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان، کتاب الحدود و التعزیر، کتاب السیر، کتاب الشرکۃ، کتاب الوقف، کتاب البیوع، کتاب الحوالہ، کتاب الشہادۃ، کتاب القضاء و الدعاوی، کتاب الوکالۃ، کتاب الاقرار، کتاب الصلح، کتاب المضاربہ، کتاب الامانات، کتاب العاریہ، کتاب الہبہ، کتاب الاجارہ، کتاب الاکراہ، کتاب الحجر، کتاب الغصب، کتاب الشفعۃ، کتاب القسمۃ، کتاب المزاعہ، کتاب الصيد، کتاب الذبائح، کتاب الاضحیہ اور کتاب الحظرو الاباحۃ کے حصہ اول و دوم پر مشتمل بائیس جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن کی تفصیل سنیں، مشمولات، مجموعی صفحات، اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے۔

جلد	عنوان	جوابات اسئلہ	تعداد رسائل	سنین اشاعت	صفحات
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ _____ مارچ ۱۹۹۰ء	۸۳۸
۲	کتاب الطہارۃ	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ _____ نومبر ۱۹۹۱ء	۷۱۰
۳	کتاب الطہارۃ	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ _____ فروری ۱۹۹۲ء	۷۵۶
۴	کتاب الطہارۃ	۱۳۲	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ھ _____ جنوری ۱۹۹۳ء	۷۶۰
۵	کتاب الصلوٰۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاول ۱۴۱۴ھ _____ ستمبر ۱۹۹۳ء	۶۹۲
۶	کتاب الصلوٰۃ	۴۵۷	۴	ربیع الاول ۱۴۱۵ھ _____ اگست ۱۹۹۴ء	۷۳۶
۷	کتاب الصلوٰۃ	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ھ _____ دسمبر ۱۹۹۴ء	۷۲۰
۸	کتاب الصلوٰۃ	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ھ _____ جون ۱۹۹۵ء	۶۶۴
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ _____ اپریل ۱۹۹۶ء	۹۴۶
۱۰	کتاب زکوٰۃ، صوم، حج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاول ۱۴۱۷ھ _____ اگست ۱۹۹۶ء	۸۳۲
۱۱	کتاب النکاح	۴۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ھ _____ مئی ۱۹۹۷ء	۷۳۶
۱۲	کتاب نکاح طلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ھ _____ نومبر ۱۹۹۷ء	۶۸۸
۱۳	کتاب طلاق، ایمان اور حدود و تعزیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ _____ مارچ ۱۹۹۸ء	۶۸۸
۱۴	کتاب السیر (ا)	۳۳۹	۷	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ _____ ستمبر ۱۹۹۸ء	۷۱۲
۱۵	کتاب السیر (ب)	۸۱	۱۵	محرم الحرام ۱۴۲۰ھ _____ اپریل ۱۹۹۹ء	۷۴۴
۱۶	کتاب الشریکۃ، کتاب الوقف	۴۳۲	۳	جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ _____ ستمبر ۱۹۹۹ء	۶۳۲
۱۷	کتاب البیوع، کتاب الحوالہ، کتاب الکفالہ	۱۵۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ _____ فروری ۲۰۰۰ء	۷۲۶
۱۸	کتاب الشہادۃ، کتاب القضاء الدعوی	۱۵۲	۲	ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ _____ جولائی ۲۰۰۰ء	۷۴۰
۱۹	کتاب الوکالۃ، کتاب الاقرار، کتاب الصلح، کتاب المضارۃ، کتاب الامانات، کتاب العاریۃ، کتاب الہبۃ، کتاب الاجارۃ، کتاب الاکراه، کتاب الحجر، کتاب الغصب	۲۹۶	۳	ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ فروری ۲۰۰۱ء	۶۹۲

۶۳۲	صفر المظفر ۱۴۲۲ _____ مئی ۲۰۰۱	۳	۳۳۴	کتاب الشفیعہ، کتاب القسمہ، کتاب المزارعہ، کتاب الصید والذیابح، کتاب الاضحیہ	۲۰
۶۷۶	ربیع الاوّل ۱۴۲۳ _____ مئی ۲۰۰۲	۹	۲۹۱	کتاب الحظروالاباحۃ (حصہ اول)	۲۱
۶۹۲	جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ _____ اگست ۲۰۰۲	۶	۲۴۱	کتاب الحظروالاباحۃ (حصہ دوم)	۲۲

فتاویٰ رضویہ قدیم کی پہلی آٹھ جلدوں کے ابواب کی ترتیب وہی ہے جو معروف و متداول فقہ و فتاویٰ میں مذکور ہے۔ رضافاؤنڈیشن کی طرف سے شائع ہونے والی بیس جلدوں میں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مگر فتاویٰ رضویہ قدیم کی بقیہ چار مطبوعہ (جلد نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم) کی ترتیب ابواب فقہ سے عدم مطابقت کی وجہ سے محل نظر ہے۔ چنانچہ ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ محسن اہلسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب اور دیگر اکابر علماء و مشائخ سے استشارہ واستفسار کے بعد اراکین ادارہ نے فیصلہ کیا کہ آئندہ شائع ہونے والی جلدوں میں فتاویٰ رضویہ کی قدیم جلدوں کی ترتیب کے بجائے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جائے، عام طور پر فقہ و فتاویٰ رضویہ کی کتب میں کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الحظروالاباحۃ کا عنوان ذکر کیا جاتا ہے اور ہمارے ادارے سے شائع شدہ بیسویں جلد کا اختتام چونکہ کتاب الاضحیہ پر ہوا لہذا اکیسویں جلد سے مسائل حظرواباحت کی اشاعت کا آغاز کیا گیا۔ اس سلسلہ میں بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کی تحقیق ائین کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس سے بھرپور استفادہ اور راہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔

یاد رہے کہ فتاویٰ رضویہ قدیم جلد میں کتاب الحظروالاباحۃ کے عنوان پر مشتمل جلد جس کی مکتبہ رضا ایوان عرفان بیلپور نے جلد دہم اور رضا اکیڈمی بمبئی نے جلد نہم کے نام سے شائع کیا ہے وہ غیر مرتب اور غیر مبوب ہے اس میں شامل بعض رسائل کی ابتداء و انتہا ممتاز نہیں، کچھ رسائل بے نام شامل ہیں جبکہ بعض رسالوں کے مندرجات یکجا ہونے کی بجائے متفرق منتشر طور پر مذکور ہیں اس جلد میں شامل دونوں حصوں کے عنوانات و مسائل ایک جیسے ہونے کے باوجود دونوں کی فہرست یکجا نہیں کی گئی۔ لہذا اس کی ترتیب و تبویب خاصا مشکل اور دقت طلب معاملہ تھا۔ راقم نے متوکلا علی اللہ اس پر کام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر عنایت اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے روحانی تصرف و کرامت کے صدقے میں توقع سے بھی کم وقت میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

کتاب الحظروالاباحۃ کی ترتیب میں ہم نے جن امور کو بطور خاص ملحوظ رکھا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حظرواباحت سے متعلق فتاویٰ رضویہ قدیم کے دونوں مطبوعہ حصوں کی (استفتاء میں مذکور) مسائل کے اعتبار سے یکجا تبویب کردی ہے۔

(ب) ایک ہی استفتاء میں مختلف ابواب سے متعلق مسائل مذکور ہونے کی صورت میں ہر مسئلہ کو مستفتی کے نام سمیت متعلق باب کے تحت درج کیا ہے۔

(ج) فتاویٰ رضویہ قدیم کی کتاب الحظروالاباحۃ میں شامل مسائل کو ان کے عنوانات کے مطابق متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔

(د) رسائل کی ابتداء و انتہاء کو ممتاز کیا ہے۔

(ه) بے نام رسائل کے ناموں کو ظاہر کیا ہے۔

(و) جن رسائل کے مندرجات و مشمولات یکجانہ تھے ان کو اکٹھا کر دیا ہے۔

(ز) حظرواباحت سے متعلق بعض رسائل اعلیٰ حضرت جو فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل نہ ہو سکے تھے ان کو بھی مناسب جگہ پر شامل اشاعت کر دیا ہے۔

(ح) تبویب جدید کے بعد موجودہ ترتیب سابق ترتیب سے بالکل مختلف ہو گئی ہے، لہذا پوری کتاب کی مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مطابق نئے سرے سے تیار کرنا پڑی۔

(ط) جلد ہذا میں شامل تمام رسائل کے مندرجات کی مفصل فہرست مرتب کی گئی

(ی) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعض مقامات پر گفتگو کرتے ہوئے اپنے تجربہ علمی کے پیش نظر ایسے مسائل بھی زیر بحث لے آتے ہیں جو متعلقہ ابواب میں سے کسی کے تحت مندرج نہیں ہو سکے ایسے مسائل کے لئے مفصل فہرست کے بعد ہم نے ضمنی مسائل کے عنوان سے الگ فہرست مرتب کی ہے۔

کتاب الحظروالاباحۃ کے مترجم

سوائے ان رسائل کے جن کو اب فتاویٰ میں نئے سرے سے شامل کیا گیا ہے پوری "کتاب الحظروالاباحۃ" کی عربی اور فارسی عبارات کا مکمل ترجمہ جامع منقول و معقول، فاضل جلیل، محقق شہیر، مصنف کتب کثیرہ، فخر المדרسین حضرت مولانا علامہ مفتی قاضی محمد سیف الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کیا ہے جو استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالسبحان بن مولانا مظہر جمیل بن مولانا مفتی محمد غوث

(کھلا بٹ، ہزارہ) کے صاحبزادے اور استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث والنفیر حضرت مولانا محمد خلیل صاحب محدث ہزاروی کے نواسے ہیں، آپ نے تمام درسیات اپنے والد گرامی سے پڑھیں فارغ التحصیل ہوتے ہی درس و تدریس سے وابستہ ہو گئے اور سالہا سال آپ نے اہلسنت کے معروف ادارے جامعہ رحمانیہ ہری پور میں بطور شیخ الحدیث تدریسی فرائض سرانجام دئے، آپ کے آباء واجداد نے ڈنکے کی چوٹ پر احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیا، چنانچہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا قاضی محمد عبدالسبحان صاحب اور برادر اکبر حضرت مولانا قاضی غلام محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی متعدد درسی و غیر درسی تصانیف ارباب علم میں معروف ہیں۔ مناظرہ ورد بد مذہبیاں خصوصاً دوہابیہ میں ان بزرگوں کی خدمات کو اہل سنت و جماعت میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

تیسویں جلد

یہ جلد "کتب الحظروالاباحۃ" کا تیسرا حصہ ہے جو ۴۰۹ سوالوں کے جوابات اور مجموعی طور پر ۷۶۸ صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد میں بنیادی طور پر جن ابواب کو زیر بحث لایا گیا وہ یہ ہیں:

طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جنازہ، زیارت قبور، ایصال ثواب، صدقہ و خیرات، سوال، ذکر و دعا، نکاح و طلاق، نسب، رسم و رواج، حدود تعزیر، آداب، زینت، کسب و حصول مال، علم و تعلیم اور مجالس و محافل۔

دیگر کئی ایک ابواب سے متعلق مسائل کثیرہ پر ضمناً گفتگو واقع ہوئی، لہذا راقم الحروف نے مسائل رسائل کی مفصل فہرست کے علاوہ مسائل ضمنیہ کی الگ فہرست بھی قارئین کی سہولت کے لئے تیار کر دی ہے نیز اس جلد میں شامل مستقل ابواب سے متعلق مسائل اگر کہیں ایک دوسرے کے تحت ضمناً مندرج تھے تو ان کی فہرست ہم نے متعلقہ باب کی مفصل فہرست کے آخر میں بطور ضمیمہ ذکر کر دی ہے تاکہ ان مسائل کی تلاش میں وقت و ابہام پیدا نہ ہو۔

انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل سات رسائل بھی اس جلد کی زینت ہیں:

(۱) الکشف شافیا حکم فونو جرافیا (۱۳۲۸ھ)

فونو گراف میں قرآن پاک بھرنے اور سننے نیز اس سے مزامیر وغیرہ کی آوازیں سننے کا حکم

(۲) حاک العیب فی حرمة تسوید الشیب (۱۳۰۷ھ)

سیاہ خضاب کی حرمت کا سولہ حدیثوں اور اقوال ائمہ سے ثبوت

(۳) رادّ القحط والوباء بدعوة الجيران ومواساة الفقراء (۱۳۱۲ھ)
مشرکہ طور پر مسلمان محلّہ داروں کے صدقہ و خیرات کی ایک صورت کا بیان

(۴) اراء الادب لفاضل النسب (۱۳۲۹ھ)

فضیلت نسب کے شرعاً معتبر ہونے یا نہ ہونے کا بیان

(۵) هادی الناس في رسوم الاعراس (۱۳۱۲ھ)

شادیوں کی بعض رسوم مثلاً سہر او غیرہ پر حکم شرعی کا روشن بیان

(۶) الادلة الطاعنه في اذان الملا عنه (۱۳۰۶ھ)

روافض کی اذان اہل سنت و جماعت کو سننا کیسا ہے

(۷) خیر الأمال في حکم الکسب والسؤال (۱۳۱۸ھ)

روپیہ کمانا کب فرض، کب مستحب، کب مکروہ، کب حرام اور سوال کرنا کب جائز اور کب ناجائز ہے۔

ان میں سے مقدم الذکر دو رسالے پہلے سے فتاویٰ رضویہ قدیم کی کتاب الحظر والاباحہ میں شامل تھے جبکہ باقی پانچ رسائل اب

شامل کئے گئے ہیں۔ مسئلہ میلاد سے متعلق ایک انتہائی اہم فتویٰ بھی اس جلد میں شامل کیا گیا ہے جو صفحہ ۷۵۹ پر مسئلہ ۴۰۹

زیر عنوان "مجالس ومحافل" مذکور ہے۔

حافظ محمد عبدالستار سعیدی

ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

فروری ۲۰۰۳ء

فہرست مضامین مفصل

۹۶	کون سی غیبت ممنوع اور کون سی غیر ممنوع ہے۔	۹۵	نماز و طہارت (امامت، جماعت، استنجاء، وضو، غسل، تیمم وغیرہ)
۹۷	ایک جاہل، فاسق و فاجر مرتکب کبیرہ شخص کے امام بننے کے بارے میں سوال۔	۹۵	ہندوؤں کے ہاں کھانا کھانے والے اور ایک عورت کو ساتھ لئے پھرنے والے مولوی کی امامت کیسی ہے۔
۹۷	سر کے بال ترشوا کر چھوٹے چھوٹے رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔	۹۵	ہندوؤں کے یہاں کا گوشت وغیرہ کھانا شرعاً کیسا ہے۔
۹۷	پانچے ٹخنوں کے نیچے رکھنا مکروہ تنزیہی یعنی صرف خلاف اولیٰ ہیں جبکہ بنیت تکبر نہ ہو۔	۹۵	کیسی عورت سے معمولی خدمت لینا جائز ہے۔
۹۸	کس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی اور کس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔	۹۶	ایک مجمل سوال اور اس کا جواب۔
۹۸	ولد الزنا کی امامت کا حکم۔	۹۶	آج کل وہابیہ وغیرہ مبتدعین میں تقیہ بہت رائج ہے۔
۹۸	انگریزی وضع کا بوٹ ممنوع ہے۔	۹۶	غیر سنی امام منافقت کر کے سنیوں کی مسجد میں امامت کرتا ہو تو اس کے اخراج کی تدبیر کرنے والا اجر عظیم کا مستحق ہے۔
۹۸	داڑھی کتر واکر مشیت سے کم کرنا اور سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔		

۱۰۱	اگر کوئی کسی کا گھر اتوڑ دے تو اس کا تادان دے۔	۹۸	فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ پڑھ لی تو اعادہ واجب ہے۔
۱۰۱	کوئی چیز ہاتھ سے پاک کی جائے تو اس کے پاک ہونے کے ساتھ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے۔	۹۸	ڈھول بجانا رقص کرنا ممنوع ہے۔
۱۰۱	جس لباس کا پہننا ناجائز ہو اس میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔	۹۸	مسلمان پر جھوٹی تہمت زنا گناہ کبیرہ ہے، اس کے مرتکب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
۱۰۱	چار سوالوں پر مشتمل استفتاء۔	۹۹	دلدار بدعت، رائج مرثیہ معصیت اور ساختہ کر بلا مجمع بدعات ہے ان کے مرتکب کو امام بنانا گناہ ہے۔
۱۰۲	قصہ احلال شرعی کو حرام کرنے والا، غیر مقلدوں کی غیر شرعی امداد کرنے والا، بخلاف جھوٹی شہادت دینے والا اور کلمہ حق سے منحرف ہونے والا سخت گنہگار بلکہ گمراہ ہے اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔	۹۹	نائک میں جانے والے امام، واعظ اور شیخ کے بارے میں سوال۔
۱۰۲	ایک جعلی پیر اور درویش کے بارے میں سوال۔	۹۹	نائک مجمع فقیہات ہے اور اس میں جاننا نامہذب ہونے کی دلیل ہے۔
۱۰۲	مملوکہ غیر کو بھگالے جانے والا اور غیر سید کو سید ظاہر کرنے والا فاسق و فاجر اور مرتکب کبائر ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔	۹۹	بے نماز سخت شقی، فاسق، فاجر، مرتکب کبائر مستحق جہنم ہے۔
۱۰۳	سود خور امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔	۱۰۰	انگریزی بال رکھنا خلاف سنت وضع فساد ہے۔
۱۰۳	جو شخص سود خور ہے اور حلال کمائی بھی رکھتا ہے اس کی دعوت قبول کرنے سے احتراز چاہئے اگرچہ اس میں فتویٰ جواز ہے۔	۱۰۰	آج کل کے روافض اسلام سے خارج ہیں۔
۱۰۳	جمعہ کے فرضوں اور سنتوں کی نیت کا بیان۔	۱۰۰	بلا نکاح کسی کے پاس رہنے والی عورت فاسقہ ہے۔
۱۰۳	شوہر کا حکم مانے تو نماز کا وقت ختم ہو جائے گا ایسی صورت میں نماز پڑھے شوہر کا حکم ماننا حرام ہے۔	۱۰۰	فاسقوں کے یہاں کا کھانا فی نفسہ حرام نہیں۔
۱۰۴	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو کافر جاننا حق ہے ایسے شخص پر تجدد اسلام اور تجدید نکاح ہرگز لازم نہیں۔	۱۰۰	فاسقوں سے میل جول نہ چاہئے خصوصاً مقتدا کو۔
		۱۰۰	فال کھولنا کبھی کفر اور کبھی معصیت ہوتا ہے۔

۳۸۰	روافض کی مسجد میں سنی کی نماز کا حکم۔	۱۰۴	جماعت مسنونہ سے پہلے الگ الگ نماز پڑھنے والے گنہگار ہیں مگر فرض ادا ہو جائے گا۔
۳۸۴	بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت چلے میں کب پاک ہوتی ہے۔ تفصیلی فتویٰ۔	۱۰۴	جماعت اولیٰ سے کچھ لوگ اتفاقاً رہ جائیں تو مصلیٰ سے ہٹ کر جماعت کرائیں۔
۵۴۲	سودی پیسہ سے بنائے ہوئے تالاب سے وضو کرنا جائز ہے۔		ضمیمہ نماز و طہارت
۵۹۷	خطبہ جمعہ کے وقت سلام و کلام مطلقاً حرام ہے۔	۱۱۷	گلی کوچوں میں کھلی پھرنے والی مرغی کے جھوٹے سے وضو کرنا مکروہ ہے۔
۶۸۸	جمعہ و عیدین کے خطبہ میں ساتھ ساتھ ترجمہ پڑھنا خلاف سنت ہے۔	۱۷۰	عوام کو صلوٰۃ عند الطلوع سے منع نہ کیا جائے۔
۷۱۵	علماء کے پیچھے نماز سے منع کرنا اور جاہلوں کو امام بنانا حکم شریعت کا بدلنا ہے۔	۱۷۷	ایک رکعتی نماز جس طرح جواہر خمسہ میں مذکور ہے مذہب حنفی میں ممنوع ہے۔
۷۱۷	تفریق جماعت و ترک جماعت دونوں حرام ہیں۔	۱۸۱	جس جگہ کی پاکی ناپاکی کی تحقیق نہیں وہ پاک ہی ہے اور اس پر نماز جائز ہے۔
۷۲۴	راستہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	۱۹۱	نکاح حرام سے پیدا ہونے والے کی امامت جائز ہے۔
۷۲۶	فاسق کو امام بنانے والے گنہگار ہیں۔	۱۹۲	دو بہنوں کے ایک مرد کے ساتھ نکاح کو جائز کہنے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔
	روزہ و زکوٰۃ و حج	۲۰۰	باپ کے غیر کی طرف نسب کو منسوب کرنے والے کی امامت مکروہ ہے۔
۱۰۵	روزہ عصر اور اس کے فوائد	۲۰۶	امامت صغریٰ کی ترتیب میں شرف نسب بھی وجہ ترجیح ہے۔
۱۰۵	حدیث وفقہ میں روزہ عصر کی اصل نہیں، بعض مشائخ کے معمولات سے ہے اور اس پر عمل میں حرج نہیں۔	۲۰۶	احق بالامتہ کون ہے۔
۱۰۶	زکوٰۃ و فطرانہ مسجد میں دے تو ادا نہ ہوں گے۔	۲۹۹	فاسق کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے۔
۱۰۶	خلافت فتنہ میں زکوٰۃ و فطرانہ دینا درست نہیں۔	۳۵۸	اگر کسی کی قرأت بلا قصد اوزان موسیقی سے کسی وزن کے موافق ہو تو اصلاً حرج نہیں حتیٰ کہ نماز میں بھی ایسی تلاوت جائز ہے۔

۷۵۳	پیر کاروزہ رکھنے کی وجہ۔	۱۰۶	زکوٰۃ کارکن تملیک فقیر ہے۔
	جنائز و زیارت قبور و مزاراتِ اولیاء	۱۰۶	تھیٹر کاروپہ تماشا کی اجرت ہے قطعی حرام ہے۔
۱۰۹	زیارت اولیاء اللہ کے واسطے جانا قطعاً جائز ہے۔	۱۰۶	زکوٰۃ و فطرہ اور تھیٹر کی آمدنی خلافتِ فتنہ میں دینے سے متعلق سوال کے بے منشاء ہونے کا بیان۔
۱۰۹	مردہ پیدا ہونے والے بچے کو نال کاٹے بغیر دفن کیا جائے گا۔	۱۰۶	کیا عورت بلا اذن شوہر حج کے لئے جاسکتی ہے یا نہیں۔
۱۱۰	مردہ کے بالوں میں کنکھی کرنا درست نہیں۔		ضمیمہ روزہ و زکوٰۃ وحج
۱۱۱	سوائے روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عورتوں کا مزاراتِ اولیاء و دیگر قبور پر جانا پسندیدہ نہیں۔	۱۳۰	ایک یتیم خانہ میں وہابی نیچری وغیرہ بدمذہب شامل ہیں سنی مسلمانوں کو اس میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں، اس میں زکوٰۃ کی مد سے چندہ دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں، اور وہ چندہ باعثِ اجر و ثواب ہوگا یا نہیں۔
۱۱۱	تین سوالات پر مشتمل استفتاء۔	۱۳۱	زکوٰۃ کارکن تملیک ہے۔
۱۱۲	سارق، بد معاش اور فاسق و فاجر جبکہ مسلمان ہو تو اس کی نماز جنازہ فرض ہے۔	۲۸۹	حالتِ روزہ میں مٹی لگانا منع ہے۔
۱۱۲	چوری اور جوئے وغیرہ سے حاصل شدہ مال پر ختم پڑھنا حرام، اس کا کھانا حرام اور اس کو کھانے والا قابلِ امامت نہیں۔	۵۳۲	سودی روپیہ سے حج کرنا جائز نہیں، ہاں فرض حج ذمہ سے ادا ہو جائے گا۔
۱۱۲	مالِ حرام کو صدقہ کر کے امیدِ ثواب رکھنے والا، اس کو قبول کر کے دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا کافر ہے۔	۵۹۸	حج کو جانے کے لئے مسلمان کمپنی کے ہوتے ہوئے انگریز کمپنی جو کہ سودی معاملہ کرتی ہے کے ذریعے سفر کرنا کیسا ہے، اس سے متعلق چھ سوالات پر مشتمل استفتاء۔
۱۱۳	جس شخص کے پاس مالِ حرام و حلال مخلوط ہوں اور اس کا خاص حرام ہونا معلوم نہ ہو یا زحرام سے کوئی چیز خریدی جس کی خریداری میں زحرام پر نقد و عقد جمع نہ ہوئے ہوں تو اس پر ختم و فاتحہ پڑھنے اور اس کو کھانے میں حرج نہیں اگرچہ خلاف احتیاط ہے۔	۶۸۰	کس طرح سے استنجا کرنا روزہ کو توڑ دیتا ہے۔

۱۱۶	"المراء یقیس علی نفسه" (ہر شخص دوسرے کو اپنی ذات پر قیاس کرتا ہے۔		ضمیمہ جنازہ زیارت قبور و مزارات اولیاء
۱۱۶	مشرکین کے برتن بغیر دھوئے استعمال کرنا مکروہ ہے۔	۳۳۸	نماز جنازہ میں فاتحہ کا بارادہ ثناء پڑھنا مکروہ نہیں۔
۱۱۷	گلی کوچوں میں کھلی پھرنے والی مرغی کے جھوٹے سے وضو کرنا مکروہ ہے۔	۳۷۳	قبر پر اذان دینے کا حکم شرعی۔
۱۱۸	میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شیرینی پر بیخ آیت پڑھ کر تقسیم کرنا جائز ہے اور بیخ آیت میں شادی غمی کا تفرقہ اور اسے مجلس غم سے مخصوص ماننا باطل و بے اصل ہے۔	۴۰۲	مزارات پر چادر چڑھانا اور اس سے پھول وغیرہ توڑ کر نعت خوانوں کو ہار ڈالنا کیسا ہے۔
۱۱۸	اصحاب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی مجلس میں جمع ہوتے تو کسی ایک سے قرآنی سورت کی تلاوت کراتے۔	۵۸۵	ایام موت کی دعوت قبول نہ کی جائے۔
۱۱۸	مسئلہ کی تائید احادیث مبارکہ سے۔	۶۱۱	زوجہ کا کفن و دفن شوم پر فرض ہے۔
۱۱۹	مجلس میلاد مبارک میں تلاوت قرآن عظیم ہمیشہ سے معمول علماء کرام و بلاد اسلام ہے۔	۶۱۱	عزیز و اقارب کا کفن و دفن کب فرض ہے۔
۱۱۹	اقوال و عبارات ائمہ سے مسئلہ کی تائید۔	۶۱۱	ہر مسلمان کا کفن و دفن مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اور جب ایک شخص میں منحصر ہو جائے تو فرض عین ہو جاتا ہے۔
۱۲۰	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کلام پاک کا ثواب پہنچانا جن بزرگوں کے نزدیک جائز ہے ان میں سے چودہ کے اسماء گرامی۔		ایصال ثواب و صدقہ و خیرات و سوال
۱۲۱	ایصال ثواب کا طریقہ۔	۱۱۵	بزرگان دین کی نذر و نیاز کے لئے ہندوؤں کی بنائی ہوئی شیرینی خریدنا کیسا ہے۔
۱۲۱	احد ثواب کے عدم جواز کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ کا نظریہ درست نہیں۔	۱۱۵	ہندو عموماً ناپاکیوں میں آلودہ رہتے ہیں لہذا ان کی بنائی ہوئی مٹھائی وغیرہ سے پرہیز چاہئے۔
۱۲۲	سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کئی عمرے کئے۔	۱۱۵	"الاصل الطہارۃ" قاعدہ کلیہ ہے۔
۱۲۲	حضرت علی ابن موقوف نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ستر حج کئے۔	۱۱۶	"البیقین لایزول بالشک" ضابطہ عام ہے۔

۱۲۶	احادیث مبارکہ سے تائید۔	۱۲۲	ابن سراج علیہ الرحمۃ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے دس ہزار سے زائد قرآن ختم کئے اور دس ہزار کے قریب قربانیاں کیں۔
۱۲۷	امور خیر کے لئے چندہ کرنا بدعت نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے۔	۱۲۲	حضرت ابوالمواہب درود شریف کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدیہ کرتے جس کی برکت سے ایک لاکھ افراد کے شفیق بنادیئے گئے۔
۱۲۷	احادیث مبارکہ سے تائید۔	۱۲۳	درود پاک کی فضیلت و برکت۔
۱۲۸	مختلف مواقع پر صحابہ کرام کے چندہ اکٹھا کرنے کے متعدد واقعات۔	۱۲۴	شریعت میں ثواب پہنچانے کے لئے کوئی دن مقرر نہیں جب چاہیں کریں۔
۱۲۹	بروز چہنشبہ فاتحہ اور کھانے کا ثواب میت کی روح کو بخش کر مساکین کو دینا جائز و مستحسن اور باعث اجر و ثواب ہے۔	۱۲۴	کسی کھانے یا شیرینی پر بچے کی فاتحہ دلا کر تقسیم کرنا جائز اور اس کا ثواب پہنچتا ہے۔
۱۲۹	میت کے سیم میں جنوں پر کلمہ شریف پڑھنا پھر ان کو اور بتاشوں کو مساکین وغیرہ مساکین میں تقسیم کرنا جائز مگر بہتر یہ ہے کہ صرف مساکین کو دینے جائیں۔	۱۲۴	بچہ اہل ثواب میں سے ہے۔
۱۳۰	زید کے پاس کچھ روپیہ وجہ حلال کا اور کچھ حرام کا ہے زید یہ بھول گیا ہے کہ اس میں وجہ حلال کا کتنا روپیہ ہے اب اگر زید اس روپے سے خیرات کرنا چاہے تو کیسے کرے۔	۱۲۵	تقریب نکاح وغیرہ میں آکر مانگنے والے تقالوں کو کچھ دینا کس صورت میں جائز ہے۔
۱۳۰	ایک یتیم خانہ میں وہابی نیچری وغیرہ بد مذہب شامل ہیں سنی مسلمانوں کو اس میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں، اس میں زکوٰۃ کی مد سے چندہ دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں، اور وہ چندہ باعث اجر و ثواب ہوگا یا نہیں۔	۱۲۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک شاعر سائل کو کچھ دینے کے بارے میں حضرت بلال کو حکم۔
۱۳۰	احکام غالب حالات پر مبنی ہوا کرتے ہیں نادر و موہوم کا اعتبار نہیں ہوتا۔	۱۲۵	پچھتی حلوہ شب، رات کی تخصیص عرفی ہے لازم شرعی نہیں۔
۱۳۱	جن صورتوں میں تملیک نہ پائی جائے ان میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔	۱۲۶	اجناس سے ایک ایک مٹھی ہر کھانے کے موقع پر مدرسہ دینیہ کی اعانت کے لئے الگ کر لینا جائز و مستحب ہے، ایسا کرنے والے اور اس کے مؤیدین سب کے لئے اجر جزیل ہے۔
		۱۲۶	علم عبادت سے افضل ہے۔

۱۳۱	زکوٰۃ کارکن تملیک ہے۔	۱۳۱	مشتزکہ دعوت میں سے اہل دعوت کو کھانا جائز ہے۔
۱۳۲	جمعات کی فاتحہ جائز، یونہی بزرگوں کا عرس اگر منکرات شرعیہ سے خالی ہو تو جائز ہے۔	۱۳۲	بے منع شرعی ارتکاب ممانعت جہالت و جرات ہے۔
۱۳۲	شعبان کی چودہ تاریخ کو حلوہ پکا کر حضرت اولیس قرنی اور سید الشداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فاتحہ دلانے کے بارے میں استفتاء۔	۱۳۶	اہل محلہ کامل جل کر کھانا تیار کرنا تاکہ اس میں سے مساکین و فقراء، علماء و صلحاء اعزاء واقارب اور پڑوسی سب ہی کھائیں ابواب جنت کی تعداد کے برابر آٹھ خوبیوں کا حامل ہے۔
۱۳۲	شریعت اسلامیہ میں ایصال ثواب کی اصل ہے۔	۱۳۷	اہمیت و فضیلت صدقہ و خیرات سے متعلق احادیث کریمہ۔
۱۳۲	صدقات مالیہ کا ثواب باجماع ائمہ اہلسنت پہنچتا ہے۔	۱۳۷	صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔
۱۳۲	تخصیصات عرفیہ از روئے حدیث جائز ہیں۔	۱۳۸	آدھا چھوہار اصدقہ کرنا بھی دوزخ سے بچنے کا سبب ہو سکتا ہے۔
۱۳۲	جواز خصوص کے لئے دلیل خصوص کا ہونا ضروری نہیں۔	۱۳۸	مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے۔
۱۳۲	منع خصوص کے لئے دلیل خصوص کا ہونا ضروری ہے۔	۱۳۸	اللہ تعالیٰ صدقہ کے سبب سے بری موت کے ستر دروازے دفع فرماتا ہے۔
۱۳۳	جوابات اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمائی کسی اور کو منع کا حق نہیں۔	۱۳۸	صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کرتا ہے۔
۱۳۵	o رسالہ راذ القحط والوباء بدعوة الجیدان ومواساة الفقراء (مشتزکہ طور پر مسلمان محلہ داروں کے صدقہ و خیرات کی ایک صورت کا بیان)	۱۳۹	صدقہ ستر بلاؤں کو روکتا ہے جن میں سب سے ہلکی جذام و برص ہیں۔
۱۳۵	ایک علاقے کا رواج ہے کہ جب وہاں ہیضہ، چچک اور قحط سالی وغیرہ آجائے تو دفع بلا کے واسطے اہل محلہ مل جل کر دعوت پکاتے ہیں فقراء و علماء کو بھی کھلاتے ہیں اور خود اہل محلہ بھی اس میں سے کھاتے ہیں، کیا ایسی صورت میں طعام مطبوخہ کا کھانا محلہ داروں کو جائز یا نہیں۔	۱۳۹	صحیح تڑکے صدقہ دو کہ بلا صدقہ سے آگے قدم نہیں بڑھاتی۔

۱۳۸	لوگوں کو کھانا کھلانے والے کے فضائل۔	۱۳۹	صدقہ بری قضا کو مال دیتا ہے۔
۱۵۰	مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والوں کے گناہ لے کر جاتا ہے۔	۱۴۰	خفیہ و ظاہر کثرت سے صدقہ کرنے سے رزق دیا جاتا ہے اور بگڑیاں سنور جاتی ہیں۔
۱۵۱	دینی بھائیوں کو کھانا کھلانے کی فضیلت	۱۴۰	مومن اور ایمان کی کہاوت۔
۱۵۱	کھانا مل کر اور بسم اللہ پڑھ کر کھانے میں برکت ہوتی ہے۔	۱۴۱	اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ اور اپنا نیک سلوک سب مسلمانوں کو دو۔
۱۵۲	تین چیزوں میں برکت ہے۔	۱۴۱	جو رزق میں وسعت اور مال میں برکت چاہتا ہے۔ وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔
۱۵۲	ایک آدمی کی خوراک دو کو اور دو کی چار کو کفایت کرتی ہے۔	۱۴۲	تقویٰ وصلہ رحمی سے رزق وسیع، عمر دراز اور بری موت دور ہوتی ہے۔
۱۵۲	اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔	۱۴۳	تمام نیکیوں سے جلد تر ثواب صلہ رحمی کا ہے۔
۱۵۲	پسندیدہ ترین کھانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جس پر ہاتھوں کی کثرت ہو۔	۱۴۳	صلہ رحمی کرنے والے محتاج نہیں ہو سکتے۔
۱۵۳	مشترکہ طور پر کھانا تیار کر کے کھانے اور علماء و صلحاء و مساکین و اقرباء کو کھلانے سے پچیس فوائد حاصل ہونے کی امید ہے۔	۱۴۳	بھلائی کے کام بری موتوں اور آفتوں سے بچاتے ہیں، جو دنیا میں احسان والے ہیں وہی آخرت میں احسان والے ہوں گے۔
۱۵۴	بغرض حصول شفاء و دفع بلا پانچ متفرق اشیاء کو جمع کرنے کا ایک عجیب نسخہ نافعہ۔	۱۴۴	بھلائی کے کام کرنے والے سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔
۱۵۵	بزرگان دین اور اسلاف کرام سے منقول متفرقات کو جمع کرنے کی مبارک ترکیبیں۔	۱۴۴	مسلمان بھائی کا دل خوش کرنا موجب مغفرت اور عند اللہ بعد از فرائض محبوب ترین عمل ہے۔
۱۵۶	جمع متفرقات کی کامل نظیر۔	۱۴۶	جو اپنے مسلمان بھائی کو اس کی چاہت کی چیز کھلائے اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دے۔
۱۵۶	کرامات اولیاء و رؤیائے صالحہ سے لاعلاج مریض درست ہو گئے۔	۱۴۶	غریب مسلمانوں کو کھانا کھانا رحمت کو واجب کر دیتا ہے۔
		۱۴۶	اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ بلند کرنے والی اشیاء یہ ہیں: (۱) سلام کو پھیلانا، (۲) لوگوں کو کھانا کھلانا، (۳) رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

۱۶۸	اللہ ورسول کا ذکر اہم و اعظم مقاصد شرع مطہر سے ہے۔	۱۵۶	سات برسوں سے بہنے والا پھوڑا ٹھیک ہو گیا۔
۱۶۹	نبی عارض بوجہ عارض راجع بعارض ہوگی نہ عائد بذکر یا بقید عارض تا عروض عارض مختص بافراد مختصہ بعارض۔	۱۵۶	امام حاکم صاحب مستدرک کے منہ پر نکلے پھوڑے درست ہو گئے۔
۱۶۹	محل ریاء و سمعہ میں ذکر جسر ممنوع ہے۔	۱۵۷	صدقہ و خیرات کو زیادہ نافع بنانے کے لئے چند امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔
۱۶۹	موضع نجاسات میں ذکر لسان ناجائز ہے۔	۱۶۰	قسط سالی کے زمانہ میں مسلمانوں کا محل کر مشترکہ طور پر کھانا تیار کر کے خود بھی کھانا اور دوسروں کو بھی کھانا بہت ہی مناسب ہے۔
۱۶۹	حدیث خیر الذکر الخفی کا مطلب۔	ضمیمہ ایصال ثواب و صدقہ و خیرات و سوال	
۱۷۰	جہاں عوارض ظاہرہ ہوں مجرد عوارض خفیہ قلبیہ کی بناء پر مادہ خاصہ میں حکم دینا اساءۃ ظن بالمسلمین ہے۔	۵۳۹	صدقہ واپس نہیں لیا جاتا۔
۱۷۰	جو امر فی نفسہ شرعاً خیر و مندوب ہو اور کراہت مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور تجربہ اس کا ترک منجر بہ منہیات اجتماعیہ ہو تو ہرگز اس سے منع نصیحت نہیں بلکہ مقصد شرع سے بعد بعید ہے۔	۵۶۲	اولیاء کو ایصال ثواب طریق اسلام ہے۔
۱۷۰	عوام کو صلوٰۃ عند الطلوع سے منع نہ کیا جائے۔	ذکر و دعا	
۱۷۱	ذکر الہی سے روکنا ہرگز مصلحت شرعیہ نہیں۔	۱۶۱	میت جسر اکلمہ پڑھتے ہوئے قبرستان لے جانا پھر واپسی پر کلمہ پڑھتے ہوئے میت کے گھر تک آنا اور اس کلمے کا ثواب میت کو بخش دینا جائز ہے نہیں، اور اس کو کفر و شرک کہنے والا خاطی ہے یا نہیں۔
۱۷۱	عوام کو مسجد میں ذکر بالجسر سے منع نہ کیا جائے۔	۱۶۱	مسئلہ جسر مختلف فیہا ہے اور اطلاقات قرآن مجید و ارشادات احادیث کثیرہ جانب جواز و تدب ہیں۔
۱۷۱	تائید میں عبارات ائمہ کرام۔	۱۶۲	پچیس احادیث مقدسہ سے مسئلہ کی تائید اور ذکر الہی کی فضیلت۔
۱۷۳	عبارات علماء سے واضح ہو گیا کہ ذکر جسر میں کراہت بھی ہے تو نہ اس قدر کہ خوبی ذکر کی مقاومت کر سکے۔	۱۶۸	نفس ذکر خدا و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حد ذاتہ اصلاً متعلق نہی و قبح نہیں۔

۱۴۸	بعد نماز با آواز بلند کلمہ شریف پڑھنا کیسا ہے اور اس سے روکنے والا امام کیسا ہے۔	۱۴۳	کراہت تنزیہہ کا حاصل خلاف اولیٰ ہے نہ کہ ممنوع و ناجائز۔
۱۴۸	کلمہ طیبہ اصل الاصول اور افضل الاذکار ہے۔	۱۴۳	یہ دقائق تدلیس و تبلیس اعلیٰ سے ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں منکر رشد و انکرام تکب کر دیتا ہے۔
۱۴۹	جس چیز کی تکثیر شارع کو مطلوب ہو اس کی تقلیل چاہنا شارع کی ضد ہے۔	۱۴۴	وقت پھیلنے و بابت و آمدھی و طوفان شدید وغیرہ کے اذان کہنا شرعاً جائز ہے۔ قرآن و حدیث سے دلیل۔
۱۴۹	ذکر بالجسر کن شرائط کے ساتھ جائز ہے۔	۱۴۵	مجلس میلاد شریف سے روکنا ذکر خدا سے روکنا ہے۔
۱۸۰	جسر مفطر کیا ہے، جسر مفطر کے ساتھ ذکر کرنا شرعاً کیسا ہے۔	۱۴۵	کس صورت میں مجلس میلاد شریف سے کسی کو روکنا درست ہے۔
۱۸۰	اجتماعی طور پر ذکر کرنا حسن ہے، صحیح یہ ہے ذکر بجسر جائز ہے مگر چند شرائط کے ساتھ۔	۱۴۵	مزدور اوقات مزدوری میں نفلی نماز ادا نہ کرے۔
۱۸۱	عام راستوں میں حمد و نعت سے متعلق سوال۔	۱۴۶	اپنے تحفظ کی دعا ہر مخالف کے مقابل جائز ہے۔
۱۸۱	جس جگہ پاکی ناپاکی کی تحقیق نہیں وہ پاک ہی ہے اور اس پر نماز جائز ہے۔	۱۴۶	دعا شرکافر و بد مذہب پر کی جائے۔
۱۸۱	کچھ لوگ نماز کے بعد ذکر جلی کرتے ہیں ان پر وجہ کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں، ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔	۱۴۶	اللہ تعالیٰ کے لئے محبت و عداوت رکھنے والا کامل مومن ہے۔
۱۸۲	بدعا کرنا گنہگاروں کے واسطے جائز ہے یا حرام۔	۱۴۷	سنی صحیح العقیدہ کے لئے بدعہ نہ کی جائے چاہے وہ کتنا ہی مخالف ہو۔
۱۸۲	ذکر جلی جائز ہے۔	۱۴۷	جواہر خمسہ کیسی کتاب ہے اور اس میں وارد اعمال کیسے ہیں۔
۱۸۲	حد معین ذکر جلی کی یہ ہے کہ اتنی آواز سے نہ ہو جس میں اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے۔	۱۴۷	ایک رکعتی نماز جس طرح جواہر خمسہ میں مذکور ہے مذہب حنفی میں ممنوع ہے۔

۱۸۲	ایک کاظن دوسرے کے حق میں کافی نہیں خود اپنے دل کی شہادت چاہئے۔	۱۸۲	ذکر کرتے کرتے کھڑا ہو جانا، سینہ پر ہاتھ مارنا، ایک دوسرے پر گر پڑنا، لیٹ جانا اور رونا وغیرہ افعال اگر بحالت وجد صحیح ہیں تو حرج نہیں اور اگر ریاء کے لئے ہیں تو حرام ہیں۔
۱۸۳	فتاویٰ ہندیہ وغیرہ سے مسئلہ کی تائید اور اخبار عن الاخبار کی متعدد صورتیں۔		ضمیمہ ذکر ودعا
۱۹۱	نکاح حرام سے پیدا ہونے والے کی امامت جائز ہے۔	۷۳۵	ذکر شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام با وضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز ہے جبکہ استخفاف کی نیت نہ ہو۔
۱۹۱	جو نکاح حرام سے پیدا ہوا اس کو نکاح میں بیٹی دینا اور اس کی شادی میں لوگوں کا شامل ہونا جائز ہے۔	۷۳۵	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمہ وقت ذکر الہی کرتے تھے۔
۱۹۱	نکاح حرام میں دانستہ شریک ہونے والے سخت گنہگار ہیں۔		نکاح و طلاق (محرمات، مہر، عدت، کفو، ولایت)
۱۹۱	سستی لڑکی کا غیر مقلد سے نکاح محض ناجائز ہے۔	۱۸۳	عورت نے خاوند کے مرنے کے بعد دوسرے سے شادی کی تو جنت میں کون سے خاوند کے پاس ہوگی۔
۱۹۱	غیر مقلدوں سے نکاح پر مجبور کرنے والے سخت ظالم اور زنا کے ساعی ہیں۔	۱۸۳	کسی عورت کا خاوند دوسرے ملک چلا گیا، اور عورت کی خبر گیری نہیں کرتا، اب عورت نے سنا ہے کہ وہ مرتد ہو گیا ہے تو یہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔
۱۹۲	ایک عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح قطعی حرام، اس کو درست کہنا کلمہ کفر ہے۔	۱۸۳	نکاح پر فساد طاری کی خبر کن شرطوں کے ساتھ مقبول ہے۔
۱۹۲	دو بہنوں کو ایک مرد کے ساتھ نکاح کو جائز کہنے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔	۱۸۴	مجر اخبار عن الاخبار کوئی شئی نہیں۔
۱۹۲	دو بہنوں کو ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنے والے قاضی اور گواہوں نے اگر حلال جان کر ایسا کیا تو تجدید اسلام و تجدید نکاح کریں۔	۱۸۴	تحری قلب باب احتیاط سے ہے۔
۱۹۳	قاضی کار جسر شرعاً کوئی شرط نکاح نہیں، ہاں یادداشت کے لئے درج ہونا بہتر ہے۔		

۱۹۸	غیر سید جو دیدہ دانستہ سید بنتا ہو وہ ملعون ہے۔ اس کا فرض و نفل قبول نہیں۔	۱۹۳	ماہ محرم میں نکاح کرنا جائز ہے۔
۱۹۸	باپ کے سوا دوسرے کی طرف نسب منسوب کرنے والے کے لئے حدیث میں وعید شدید۔	۱۹۴	نسبی، رضاعی اور صہری محارم کی تفصیل۔
۱۹۹	لفظ شیخ کے معانی۔	۱۹۴	عورتوں کا آپس میں ہنسی مذاق مشروط طور پر جائز ہے۔
۱۹۹	جولہا کس معنی میں خود کو شیخ کہلا سکتا ہے۔	۱۹۵	تین طلاق کے بعد بے حلالہ عورت کو رکھنا حرام، اس سے وطی زنا اور اولاد ولد الزنا ہے۔
۲۰۰	اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتانے والے کے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہے۔		ضمیمہ نکاح و طلاق
۲۰۰	مسلمانوں کو دھوکہ دینے والے کے لئے سخت وعید۔	۱۰۰	بلا نکاح کسی کے پاس رہنے والی عورت فاسقہ ہے۔
۲۰۰	باپ کے غیر کی طرف نسب کو منسوب کرنے والے کی امامت مکروہ ہے۔	۲۰۶	سید زادی کا غیر سید سے نکاح شرعاً کیسا ہے۔
۲۰۱	رسالہ ارأئۃ الادب لفاضل النسب (فضیلت نسب کے شرعاً معتبر ہونے یا نہ ہونے کا بیان)	۲۰۶	چند باطل نکاحوں کی مثالیں۔
۲۰۲	جد اعلیٰ کسی کا شیکار یا نورباف یا ماہی فروش ہو اس کی اولاد کو ماشاء، جولہا یا شکاری وغیرہ کہہ کر پکارنا جس سے ان کی دل شکنی ہو درست ہے یا نہیں۔	۳۹۶	نکاحوں میں کثرت مصارف کچھ ضروری نہیں۔
۲۰۲	علاوہ صحابی النسل کے دوسری قوم کو شیخ کہنا روا ہے یا نہیں۔	۴۸۳	بیوہ کو دوران عدت کوئی گہنا اور کسی طرح کا سنگار جائز نہیں۔
۲۰۲	مولوی محمد لطف الرحمن صاحب کا جواب۔	۴۸۳	بعد ختم عدت اگر بیوہ نتھ وغیرہ نہ پہنے تو حرج نہیں مگر اس کو ناجائز سمجھنا ممنوع ہے۔
۲۰۲	اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔		نسب
۲۰۲	جس نے شریعت کے مطابق کام کرنا چھوڑ دیا اس کا نسب کام نہ دے گا۔	۱۹۷	ایک مجہول النسب شخص کے بارے میں سوال جو خود کو سید کہلاتا ہے۔

۲۱۳	قریش برکت کے درخت ہیں۔	۲۰۴	اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا فتویٰ۔
۲۱۳	عزت دار اور بہتر قریش ہیں۔	۲۰۴	کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا حاجت شرعیہ ایسے لفظ سے پکارنا جس سے اس کی دل کھنی ہو اور اس کو ایذا پہنچے شرعاً حرام ہے اگرچہ فی نفسہ وہ بات سچی ہو۔
۲۱۶	اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور اس کی پسند۔	۲۰۴	ہر حق سچ ہے مگر ہر سچ حق نہیں۔
۲۱۸	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ترین قبیلہ میں پیدا ہوئے۔	۲۰۴	جو شخص کسی کو برے لقب سے پکارے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔
۲۱۸	قبیلہ معد بن عدنان کے لئے موسیٰ علیہ السلام کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کی وحی۔	۲۰۴	مسلمان کو ایذا دینے والا رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے۔
۲۱۹	سب سے بہترین جان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔	۲۰۵	مدار نجات تقویٰ پر ہے نہ کہ محض نسب پر۔
۲۲۰	اول با آخر نسبتے دارو۔	۲۰۵	حدیث "من ابطأہ عملہ لہ یسرع بہ نسبہ" کے معنی۔
۲۲۰	احکامات و نکات۔	۲۰۵	شرع مطہر نے متعدد احکام میں فرق نسب کو معتبر رکھا ہے۔
۲۲۱	عرب کبھی بحال کفر بھی غلام نہ بنائے جائیں گے۔	۲۰۶	سلسلہ طاہرہ و ذریت عاطرہ میں انسلک و انتساب ضرور آخرت میں بھی نافع ہے۔
۲۲۱	مشرکین عرب پر جزیہ نہیں رکھا جائے گا۔	۲۰۶	سید زادی کا غیر سید سے نکاح شرعاً کیسا ہے چند باطل نکاحوں کی مثالیں۔
۲۲۱	عربوں کی زمین پر خراج کبھی نہیں لگایا جائے گا وہ بہر حال عشری ہے۔	۲۰۶	امامت صفوی کی ترتیب میں شرف نسب بھی وجہ ترجیح ہے۔
۲۲۲	اعلیٰ درجہ کے اشراف علماء و سادات ہیں۔	۲۰۶	احق بالاملۃ کون ہے۔
۲۲۲	لغزشیں۔	۲۰۶	قریش کی خلافت۔
۲۲۲	کریموں کی لغزش سے درگزر کرو۔	۲۰۶	امامت کبریٰ قریش کے ساتھ مخصوص ہے۔
۲۲۳	تمذیل، تعظیم۔	۲۰۸	اہل قریش کی فضیلت اور مقام و مرتبہ۔
۲۲۳	اخلاق فاضلہ	۲۰۸	اسلامی حکومت کے والی قریش ہیں۔
۲۲۴	مشاہدہ شاہد ہے کہ شریف میں دیگر اقوام سے حیاء و حمیت و تہذیب و مروت و غیرہ بکثرت اخلاق حمیدہ موہوبہ و مکسوبہ میں زائد ہیں۔	۲۱۳	فقط ذکر قریش پر مشتمل قرآنی سورۃ۔

۲۴۳	صحابہ اور اہل بیت کی اولاد کے درجات۔	۲۴۵	قوم فارس کی فضیلت۔
۲۴۳	فضائل اہلبیت۔	۲۴۵	اولاد کسریٰ ہزار ہا سال صاحب تخت و تاج رہی۔
۲۴۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہلبیت سے محبت کرنے والے جنتی ہیں۔	۲۴۵	امام اعظم اور امام بخاری علیہما الرحمہ فارسیوں میں سے ہیں۔
۲۴۵	آیت کریمہ "ولسوف یعطیک ربک فترضی" کی تفسیر۔	۲۴۶	شرافت و دنائت کسی شہر کی سکونت پر نہیں۔
۲۴۶	سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے چار افراد قدسی۔	۲۴۶	ان دونوں باتوں میں فرق ہے کہ فلاں امام نے نساجی کی اور فلاں نساج امام ہو گیا۔
۲۴۶	حوض کوثر پر سب سے پہلے کون آئے گا۔	۲۴۶	انبیاء علیہم السلام نے بحریاں چرائیں مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں گڈریا نبی ہو گیا۔
۲۴۷	تنبیہ نبیہ اور نتیجہ۔	۲۴۷	امانت دار
۲۴۷	آیات و احادیث مذکورہ سے حاصل ہونے والے پانچ فوائد جلیلہ۔	۲۴۸	چار خصالتیں
۲۴۷	حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آیت کریمہ الحقنابہم ذریتہم میں تطبیق۔	۲۴۹	نیک عورتیں
۲۴۸	نفی نفع مطلق اور نفی مطلق نفع میں فرق۔	۲۴۹	کفو میں شادی
۲۴۸	سلب فضل کلی اور سلب کلی فضل میں فرق۔	۲۵۱	نفع آخرت
۲۴۹	رد تقویۃ الایمان	۲۵۲	روز قیامت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قریب تر قریش ہوں گے۔
۲۵۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رشتہ و علاقہ مضبوط تر اور غیر منقطع ہے۔	۲۵۳	ترجیح قریش کی ہوگی۔
۲۵۳	تفاضل انساب ثابت اور شرعاً معتبر ہے۔	۲۵۳	حضور علیہ السلام سے قرابت کا نفع۔
۲۵۳	آل رسول، انصار اور عرب کی تعظیم نہ کرنے والے پر سخت وعید۔	۲۵۶	جنت میں بلند درجہ والا کون۔
۲۵۵	نسب پر فخر کرنا جائز نہیں۔	۲۵۷	شفاعت و مغفرت۔
۲۵۵	لفظ شیخ کے معانی اور اطلاقات۔	۲۵۹	دو قیہموں کی دیوار اور اصلاح اعمال۔
۲۵۵	ابتداء ہند میں ہر مسلمان کو ترک کہتے تھے۔	۲۵۹	واقعہ موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام۔
۲۵۶	جواپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتائے اس پر جنت حرام ہے۔	۲۶۱	مومن کی اولاد کا ثواب اور اس کا اجر۔

۲۶۴	نومولود کی ولادت سے قبل نیامکان بنوانا اور پرانے کو منحوس سمجھنا کیسا ہے۔	رسم و رواج (ریاء و تقاضا و بدعت و اسراف وغیرہ)
۲۶۵	بدقالی اور بدشگونی مشرکوں کا طریقہ ہے۔	۲۵۷ لیلیہ القدر کے موقع پر مساجد کو آراستہ کرنا، روشنیوں کا اہتمام کرنا، میلاد شریف کی تقریبات میں مکانوں کو سجاونا، فانوس اور پھول وغیرہ لگانا، عرسوں کے موقع پر خانقاہوں اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار پر انوار پرایسا بندوبست کرنا کیسا ہے۔
۲۶۶	مکان مسکونہ میں درخت پیٹنا لگانا شرعاً ممنوع و منحوس نہیں۔	۲۵۸ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد "نور مساجدنا نور اللہ قبرک یا ابن الخطاب"۔
۲۶۷	خواب میں سفر و لیل ظفر و صحت ہے۔	۲۵۹ پیران پیر کا پیوندینا کیسا ہے، اور اس کی کیفیت کا بیان۔
۲۶۸	سودی قرض لے کر شادی بیاہ پر کھانا کھلانا اور اس کو کھانا کیسا ہے، کیا ایسے لوگوں کا جنازہ پڑھا جائے گا۔	۲۶۰ دوسندی نام کفار ہنود سے ماخوذ ہے اور مسلمان کو ممانعت ہے۔
۲۶۹	بچہ کی ناری چھیدنا سنت ہے اور اس کی خصوصیت کوئی نہیں۔	۲۶۱ مذکر جانور یعنی بیل اور بھینسا کو بیل جو تھے وقت اور مادہ کو بیاتھے وقت قیمت کا دسواں حصہ نکالنا، درختوں کو پیر صاحب کا کر کے استعمال میں لانا حرام سمجھنا، کھیتوں سے پیر صاحب کا حصہ دینا کیسا ہے، نیز پیر صاحب کی بودی، مدار پیر کی چٹیا وغیرہ رسوم کا کیا حکم ہے۔
۲۷۱	آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحتیابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض و وفات کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔	۲۶۱ کھیت میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کا حصہ دینا کس صورت میں جائز اور کس میں ناجائز ہے۔
۲۷۱	ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو ساتوں سلام بے معنی بات ہے۔	۲۶۳ ریاء و تقاضا کی نیت سے برادری کو کھانا کھلانا حرام ہے اور صلہ رحمی کی نیت سے مستحب ہے۔
۲۷۱	خاتون جنت سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب ڈوروں کی رسم محض بے اصل ہے۔	۲۶۳ سات گز سے بلند مکان بنانا کیسا ہے۔
		۲۶۴ طاق شہید اور طاق پرستی کی رسوم کا کیا حکم ہے۔

۲۸۰	غیر شرعی حرکات پر شادی میں مسلمان ہرگز شریک نہ ہوں۔	۲۷۲	کچھ مخصوص تاریخوں کو شادی کے لئے نقصان دہ سمجھنا باطل و بے اصل ہے۔
۲۸۱	لا طاعة لاحد فی معصیۃ اللہ تعالیٰ۔	۲۷۲	از روئے شریعت بہن کے گھر بھائی کا رہنا اور خوشدامن کے گھر داماد کا رہنا جائز ہے یا نہیں۔
۲۸۱	اعلان نکاح کے لئے دف بجانے کے جواز کی شرطیں۔	۲۷۳	شادی کے موقع پر ہندوؤں کی رسم کے مطابق گانے، باجے، پیشانی پر بلدی کا لگانا لگانے اور لڑکے کی سالگرہ کے روز لچھے میں عمر کی گرہ لگانا ناجائز و گناہ ہے۔
۲۸۱	شادی وغیرہ کے موقع پر کیسے اشعار پڑھنے کی اجازت ہے۔	۲۷۳	عیدین کے روز مسلمانوں کا شان و شوکت اسلام ظاہر کرنا، توپوں کے فیر کرنا، نشان و گھوڑا اور تاشے بچتے ہوئے عید گاہ کو جانا کیسا ہے۔ اظہار شوکت کی اصل حج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رمل و اضطباع اور صحابہ کرام کو اس کا حکم دینا ہے۔
۲۸۱	بازاری فاجرہ فاحشہ عورتوں اور رنڈیوں ڈومنیوں کو ہرگز گھر میں قدم نہ رکھنے دیا جائے۔	۲۷۴	۵ رسالہ ہادی الناس فی رسوم الاعراس۔ (شادیوں کی بعض رسوم مثلاً سہرا وغیرہ پر حکم شرعی کا روشن بیان)
۲۸۲	صحت بد زہر قاتل ہے۔	۲۷۴	شادی موقع پر آتشبازی، بندوق چھوڑنے، لکڑی کھیلنے، گانے بجانے اور نوشاہ کو پالکی پر سوار کر کے دلہن کے گھر تک لے جانے کا سوال۔
۲۸۲	عورتیں نازک شیشیاں ہیں جن کے ٹوٹ جانے کے لئے ایک اونٹنی ٹھیس بھی بہت ہوتی ہے۔	۲۷۴	تین کے سوا تمام لہو مسلمان کے لئے ممنوع ہیں۔
۲۸۳	مسائل مذکورہ پر احادیث کریمہ سے دلائل (دف بازی کا مشروط جواز)	۲۷۹	شادیوں اور شب بربات پر آتشبازی حرام ہے۔
۲۸۹	شادی وغیرہ میں آتشبازی چھوڑنا جائز ہے یا نہیں۔	۲۷۹	فضول خرچی کی مذمت اور اس پر وعید شدید۔
۲۸۹	اعلان کے لئے شادی میں بندوق چھوڑنے کے بارے میں سوال۔	۲۸۰	مروج گانے بجانے ممنوع ہیں۔
۲۹۰	آتشبازی بنانا اور چھوڑنا کب جائز اور کب ناجائز ہے۔	۲۸۰	ایک ناپاک و ملعون رسم کا بیان جس پر صدہا لعنتیں اللہ تعالیٰ کی اترتی ہیں۔

۳۰۱	چار چیزیں سنن مرسلین میں سے ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔	۲۹۱	ایک مرتکب محرمات شخص کے بارے میں سوال (بزبان فارسی)
۳۰۲	اعلان نکاح وغیرہ کے لئے دف بجانے کے بارے میں مولانا ریاست علی خاں اور مولانا شاہ سلامت اللہ کافٹوی اور مصنف علیہ الرحمہ کا اس پر محققانہ تبصرہ۔	۲۹۲	لہو ولعب میں مستغرق شخص کی مذمت قرآن وحدیث سے۔
۳۰۴	خلاصہ جواب المولوی ریاست علی خاں۔	۲۹۲	آیہ کریمہ "ومن الناس من يشترى لهو الحديث" کی تفسیر۔
۳۰۶	خلاصہ جواب الشاہ سلامت اللہ فی تائید۔	۲۹۳	مغنیات کی بیع وشراء ممنوع ہے۔
۳۰۹	جواب از مصنف علیہ الرحمۃ۔	۲۹۴	واستغفر زمن استطاعت منهم بصوتک (الآیہ) میں آواز شیطان سے مراد غناء ومزامیر ہے۔
۳۰۹	اعلان نکاح کے لئے اور دیگر افراح مستحبہ میں اظہار سرور کے لئے کب اور کس کو دف بجانا جائز ہے اور کس کو ناجائز ہے۔	۲۹۶	(بالجملہ) خلاصہ یہ کہ اجنبیہ عورت کا بے حجابانہ مردوں کی مجلس میں آنا آٹھ خرابیوں کا باعث ہے۔
۳۱۰	احادیث کریمہ سے استدلال۔	۲۹۶	جس کی حرمت ضروریات دین سے ہو اس کو حلال جاننے والا کافر ہے۔
۳۱۲	اللہو حقیقہ حرام کھلا۔	۲۹۶	بعض لہو ہائے ممنوعہ کبیرہ اور بعض ایسے صغیرہ ہوتے ہیں جو اصرار سے کبیرہ ہو جاتے ہیں۔
۳۱۲	مولانا ریاست علی خاں اور مولانا شاہ سلامت اللہ علیہما رحمہ کی تحسین۔	۲۹۷	تمام کھیل باطل ہیں سوائے تین کے کہ وہ حق ہیں: تیر اندازی، اسپ تازی اور بازن خود بازی۔
۳۱۶	جس کام سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں اس سے منع کرنے کا حق کسی کو نہیں۔	۲۹۷	دنیا کب ملعون ہے۔
۳۱۶	وہابیہ تمام جاہل ہوتے ہیں۔	۲۹۹	فاسق کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے۔
۳۱۶	وہابی مفتی کو اسراف کا معنی معلوم نہیں۔	۲۹۹	قلیان کشیدن یعنی حقہ نوشی کا شرعی حکم۔
۳۱۷	غرض محمود اور غرض مذموم میں اتفاق کے درمیان بون بعید ہے۔	۳۰۰	بوقت نکاح خوشبو لگانا اور گلے میں پھول ڈالنا جائز ہے۔
۳۱۷	ہر اتفاق اسراف نہیں۔	۳۰۰	خوشبو لگانا سنت اور اس کے پسندیدہ ہونے پر دلائل حدیثیہ۔

۳۲۴	حدِ قذف اسی کوڑے ہیں۔	۳۱۹	پھولوں کا سہرا جس میں نلکیاں اور پتی وغیرہ نہ ہو جائز ہے یا نہیں۔
۳۲۴	غیر سلطان کو حد جاری کرنے کا اختیار نہیں۔	۳۲۰	شرع شریف کا قاعدہ کلیہ ہے جس چیز کو اللہ و رسول اچھا بتائیں وہ اچھی، جس کو برا بتائیں وہ بری ہے، اور جس سے سکوت فرمائیں وہ اباحتِ اصلیہ پر رہتی ہے۔
۳۲۴	تعزیر بالمال منسوخ ہے۔	۳۲۰	آج کل کے مخالف اہلسنت کی روش ہے کہ جس چیز کو چاہا شرک و بدعت و ضلالت کہہ دیا۔
۳۲۴	منسوخ پر عمل جائز نہیں۔	۳۲۰	کسی چیز کو جائز کہنے والا دلیل خاص کا محتاج نہیں بلکہ ناجائز کہنے والا قرآن و حدیث سے دلیل لائے۔
۳۲۴	مجمع میں گناہ ہو تو مجمع ہی میں توبہ کی جائے۔	۳۲۰	سوال میں مذکور سہرے کا حکم شرعی۔
۳۲۵	کسی کی منکوحہ کو اپنے پاس رکھ کر زنا کرنے والے کو مسلمان برادری سے نکال دیں۔	۳۲۰	کون سی نئی بات کو بدعت کہا جاتا ہے۔
۳۲۶	مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔	۳۲۰	حدیث شریف "من تشبہ بقوم فهو منهم" کی تشریح و توضیح۔
۳۲۶	ثبوت زنا کے لئے چار گواہ مرد ثقہ متقی درکار ہیں۔	۳۲۱	بربنائے تشبہ کسی فعل کی ممانعت کا قاعدہ۔
۳۲۶	بوڑھے زانی کی سزا کیا ہے۔	۳۲۲	خلاصہ حکم۔
۳۲۶	اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے دشمن تین شخص ہیں۔		ضمیمہ رسم و رواج
۳۲۷	زنا کاری اور ناجائز گانے کو پیشہ بنانے اور اس کی کمائی کھانے والوں کے ساتھ مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہئے۔	۹۹	دلدل بدعت، رائج مرثیے معصیت اور ساختہ کربلا مجمع بدعات ہے ان کے مرتکب کو امام بنانا گناہ ہے۔
۳۲۹	مسلمان کو زنا کی تہمت بے ثبوت شرعی لگانے والا فاسق، مردود الشہادۃ اور اسی ^{۸۰} کوڑوں کا سزاوار ہے۔	۹۹	ناٹک مجمع فسقیات ہے اور اس میں جانا نامہ مذہب ہونے کی دلیل ہے۔
۳۲۹	گناہ سے توبہ کرنے والے کو پہلے گناہ سے عیب لگانا سخت حرام ہے۔		حدود و تعزیرات
		۳۲۳	حدِ قذف کے بارے میں طویل استفتاء کا جواب۔

۳۲۹	زن و شو میں جدائی ڈالنا شیطان کا کام ہے۔	۳۲۹	تغیر قصد سے تغیر حکم ہو جاتا ہے۔
۳۳۰	ایک شخص صاحب علم ہے مگر نماز روزے کا تارک ہے اس کے ساتھ مسلمانوں کو کیا سلوک کرنا چاہئے۔	۳۳۰	جنب کو آیات قرآن بہ نیت ذکر و دعا پڑھنا جائز ہے۔
۳۳۱	کسی جرم پر زجر الیائے گیارہویہ حرام ہے، تعزیر بالمال منسوخ ہے۔	۳۳۱	نماز جنازہ میں فاتحہ کا بارادہ ٹاپڑھنا مکروہ نہیں۔
۳۳۱	منسوخ پر عمل حرام ہے۔	۳۳۱	بوسیدہ قرآن مجید اور دیگر اوراق کو جلادینا کیسا ہے۔
۳۳۵	آداب (مجلس وعظ، مسجد، قبلہ، اذان و اقامت، تلاوت، خطبہ، درود و سلام، اوراد و وظائف، عملیات، سفر، استخارہ، فال، جماع، سفارش، مصحف، کتب اور سونے سے متعلق آداب)	۳۳۵	مصحف بوسیدہ کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنے کا طریقہ۔
۳۳۵	معلمین چار پائی پٹی۔ ٹٹھے یا لیٹے ہوں اور لڑکے کتابیں لئے نیچے بیٹھے ہوں تو کیا حکم ہے۔	۳۳۵	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے احراق مصحف کے وقوع کی وجہ۔
۳۳۶	نفس حروف قابل ادب ہیں اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں۔	۳۳۶	بعض کتب حنفیہ کی طرف منسوب عبارت کہ "پیشاب سے آیت قرآنی کا لکھنا جائز ہے" کا متعدد وجوہ سے رد اور معترض کی دھوکا دہی کا پردہ چاک۔
۳۳۶	بلا ضرورت کتاب پر دوات رکھنا منع ہے۔	۳۳۶	فتاویٰ برہنہ معتبر کتابوں میں محدود نہیں۔
۳۳۶	کتابوں والے صندوق کے اوپر کپڑے نہ رکھے جائیں۔	۳۳۶	رمل کے بارے میں حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توضیح و تشریح۔
۳۳۷	حروف تجوی کلام اللہ ہیں کیونکہ ہود علیہ السلام پر نازل ہوئے۔	۳۳۷	حرام چیز دواء استعمال کرنے میں اختلاف ہے اور ہمارے ائمہ اصل مذہب ظاہر الروایت یہ ہے کہ جائز نہیں۔
۳۳۷	کتب دینیہ کو بے وضو ہاتھ لگانے کے بارے علماء مختلف ہیں۔	۳۳۷	حوالہ جات
۳۳۷	کتابوں کے شروع میں بسم اللہ بطور تبرک لکھی جاتی ہے نہ کہ بطور آیت قرآنی۔	۳۳۷	جو ائمہ حقنہ کے لئے بھی ناپاک چیز استعمال جائز نہ جانیں وہ آیات قرآنیہ کو ناپاک چیز سے لکھنا کیسے جائز بنائیں گے۔

۳۵۸	اگر کسی کی قرأت بلا قصد اوزان موسیقی سے کسی وزن کے موافق ہو تو اصلاً حرج نہیں حتیٰ کہ نماز میں بھی ایسی تلاوت جائز ہے۔	۳۴۶	قبلہ رو رہنے ہو کر اپنی عورت سے صحبت جائز ہے یا نہیں۔
۳۵۸	فتاویٰ خیر یہ سے تائید۔	۳۵۰	بحالت برہنگی قبلہ کو منہ یا پشت کرنا مکروہ ہے کچھ آداب قبلہ کا ذکر۔
۳۶۰	بلا قصد راگنی پر قرآن عظیم کو درست کرنا یعنی گانے کی طرح پڑھنا ضرور حرام ہے۔	۳۵۰	رند یوں کا مسجد میں چراغ جلانا کیسا ہے۔
۳۶۳	حمد و نعت، ذکر موت، تذکیر آخرت اور اہوال قیامت وغیرہ سے متعلق اشعار پڑھنا جائز ہیں۔	۳۵۱	ایک مجلس میں آواز بلند یا خفی چند اشخاص کا تلاوت کرنا اور تھوڑا تھوڑا بانٹ کر پڑھنا کیسا ہے۔
۳۶۳	سیدنا حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں منبر بچھایا جاتا۔	۳۵۲	آداب تلاوت قرآن کا بیان۔
۳۶۴	بارگاہ رسالت میں حدی خوانی کے لئے صحابہ مقرر تھے۔	۳۵۲	بوقت قرأت قرآن مجید استماع و خاموشی فرض عین ہے یا فرض کفایہ، ثانی اوسع اور اول احوط ہے۔
۳۶۴	سیدنا براہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب۔	۳۵۲	مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق اور دونوں قولوں میں تطبیق۔
۳۶۴	حضرت انبشہ حبشی، عبد اللہ بن رواحہ اور عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدی خوان بارگاہ رسالت ہیں۔	۳۵۳	ہر خطبہ کی سماعت واجب ہے۔
۳۶۵	روز عمرۃ القضاء دخول مکہ کے وقت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے آگے سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجزیہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے۔	۳۵۳	چند افراد کا اونچی آواز سے قرآن پڑھنا کس صورت میں جائز اور کس صورت میں ناجائز ہے۔
۳۶۵	بالجملہ ممانعت گانے میں یا معاذ اللہ اشعار ہی خود برے ہوں۔	۳۵۵	وعظ کے درمیان میں واعظ کا اشعار مدحیہ اور حدیثوں کا ترجمہ خوش الحانی سے پڑھنا اور قرآنی آیات کو لحن عرب میں پڑھنا کیسا ہے۔
۳۶۸	حدیث میں عورتوں کو کالج کی بوتلوں سے تشبیہ کیوں دی گئی۔	۳۵۵	خوش آوازی کے ساتھ قرآن مجید تلاوت کرنے کی ترغیب میں دس حدیثیں۔

۳۶۹	امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کی تصنیف "کف الرعاع عن محرّمات اللہ والسماع" کا حوالہ۔	عورت خود اپنا پستان منہ میں لے کر بیٹھتی ہے تو کیا حکم ہے۔	۳۷۷
۳۷۳	ایک ہی مکان میں دو بیویوں سے بے پردہ مباشرت کرنا کیسا ہے۔	محراب کی دیواروں پر آیات کریمہ اس طرح کندہ ہیں کہ خطیب سے نیچے اور پیچھے پڑتی ہیں، کیا حکم ہے۔	۳۷۷
۳۷۳	قبر پر اذان دینے کا حکم شرعی۔	محراب میں کوئی شے شغل نظر نہ ہونی چاہئے۔	۳۷۸
۳۷۴	احکام مسجد سے متعلق چار سوالات پر مشتمل استفتاء۔	مسجد میں وعظ کس کی اجازت سے ہونا چاہئے۔	۳۷۸
۳۷۵	بلا ضرورت مسجد میں چراغ جلانا فضول ہے۔	جو کافی علم نہ رکھتا ہو اسے وعظ کرنا حرام ہے۔	۳۷۸
۳۷۵	مسجد کے روپیہ سے چچا کی قبر کی کھدائی کرنا حرام ہے۔	جس شخص کے بیان سے فتنہ اٹھتا ہو اس کو اہل مسجد روک سکتے ہیں۔	۳۷۸
۳۷۵	مسجد میں تلاوت قرآن جائز ہے، اگر نماز میں خلل نہ آتا ہو تو بلند آواز سے بھی جائز ہے۔	جمعہ کی چھٹی ہمیشہ معمول علماء اسلام ہے۔	۳۷۹
۳۷۵	بے اعتکاف مسجد میں سونا ممنوع ہے۔	حاملہ بیوی سے صحبت جائز ہے۔	۳۷۹
۳۷۵	بعد نماز فجر طلوع آفتاب سے قبل تلاوت قرآن مجید جائز ہے۔	مسجد میں چندہ مانگنا کن صورتوں میں جائز ہے۔	۳۸۰
۳۷۵	راستے میں چلتے ہوئے قرآن مجید پڑھنا دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔	روافض کی مسجد میں سنی کی نماز کا حکم۔	۳۸۰
۳۷۵	بیدار ہو کر آیہ الکرسی پڑھنا کیسا ہے۔	علماء اور نعت خوانوں کی نقدی وغیرہ میں جو خدمت کی جاتی ہے، اس کی تین صورتیں ہیں۔	۳۸۰
۳۷۶	حقہ بیٹے ہوئے سبق پڑھانا برا ہے۔	روزانہ دو پارے تلاوت کرنا افضل ہے یا ترجمہ کے ساتھ پارے کا ایک ریلج۔	۳۸۲
۳۷۶	کعبہ شریف کی جانب پشت کر کے دیوار مسجد کے سہارے بیٹھنا نامناسب ہے۔	قرآن پاک کا کونسا ترجمہ پڑھنا چاہئے۔	۳۸۲
۳۷۶	بوسیدہ مصحف شریف کو جلانا ممنوع ہے، دفن کرنا چاہئے۔	تلاوت قرآن کتنی آواز سے کرنا چاہئے۔	۳۸۳
۳۷۶	اسپند پر کوئی آیت دم کر کے جلانے میں حرج نہیں۔	جو تے مسجد کے اندر رکھنا جائز ہے یا نہیں۔	۳۸۳
۳۷۶	بیوی کا پستان منہ میں لے کر جماع کرنا کیسا ہے۔	مقبروں کے در و دیوار پر آیات قرآنی یا اسماء الہیہ لکھنا کیسا ہے۔	۳۸۳

۳۸۹	مسجد کی تاریخ پتھر پر کندہ کرا کے مغربی دیوار میں نصب کرنا نیز چندہ دینے والے کا نام پتھر پر کندہ کرنا درست ہے یا نہیں۔	۳۸۴	بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت چلنے میں کب پاک ہوتی ہے، تفصیلی فتویٰ۔
۳۸۹	شرعاً انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقررین کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام، صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور اولیاء و علماء کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا حکم ہے نیز غیر صحابی کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا کیسا ہے۔	۳۸۵	قطب کی طرف پاؤں کر کے سونے میں کوئی حرج نہیں۔
۳۹۰	اخبار روز نامہ صحیفہ حیدر آباد دکن کے نام اور آیت قرآنی پر مشتمل مونو گرام بنوانے سے متعلق استفتاء۔	۳۸۵	کعبہ کی طرف پاؤں کر کے لیٹنا کیسا ہے۔
۳۹۱	تعظیم قرآن عظیم ایمان مسلم ہے۔	۳۸۵	بیوی سے ہمبستری کس طرح سنت ہے۔
۳۹۱	تعظیم اور بے تعظیمی میں بڑا دخل عرف کو ہے۔	۳۸۵	دن میں بیوی سے ہمبستری ہونا کیسا ہے۔
۳۹۱	زمنہ شری معتزلی کا تفسیر میں بعض ابیات ہزل لانا علماء کرام نے سخت مذموم و خلاف ادب قرار دیا ہے۔	۳۸۶	تکبر و عناد کے طور پر یہ کہنا کیسا ہے کہ ہماری چار پائی مجلس و عظ سے دور بچھاؤ تا کہ کان میں و عظ کی آواز نہ آئے۔
۳۹۲	نقشہ انگلشتری مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	۳۸۷	ہاتھ پر اللہ اور محمد کھدوانا شرعاً کیسا ہے۔
۳۹۳	مجلس و عظ و نصیحت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سن کر سامعین کو درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔	۳۸۷	لوگوں کے نام کے آگے جو محمد ہے اس پر حرف (ص) لکھنا جائز یا نہیں۔
۳۹۵	وہ مقامات جہاں درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔	۳۸۸	پردیس میں بال بچے دار کو کب تک رہنا چاہئے۔
۳۹۶	مسجد بنانا خیر کثیر ہے۔	۳۸۸	ایک پتھر پر "رمضان المبارک" کندہ ہے اس کے اوپر سے گزرنا کہ اس پر پاؤں آئیں کیسا ہے۔
۳۹۶	نکاحوں میں کثرت مصارف کچھ ضروری نہیں۔	۳۸۸	رمضان اسماء البیہ سے ہے۔
۳۹۶	گم شدہ شیئی کی دریافت کیلئے لیس شریف سے نام نکالا جاتا ہے یا کسی اور طریقے سے چور کا پتہ معلوم کیا جاتا ہے، یہ طریقہ ٹھیک ہے یا نہیں۔	۳۸۸	حروف کی تعظیم خود لازم ہے اگرچہ ان میں کچھ لکھا ہو۔

۳۹۷	فال کیا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں۔	۳۹۷	بوسیدہ قرآن مجید اور مقدس اوراق کو لحد بنا کر دفن کیا جائے نہ کہ شق۔	۴۰۳
۳۹۷	انگریزی قلم و روشنائی سے تعویذ لکھنے سے اجتناب چاہئے۔	۳۹۷	جس مکان میں آیات کریمہ و اذکار لکھے ہوئے ہوں اس میں جماع و برہنگی بے ادبی ہے۔	۴۰۴
۳۹۷	غیر مذہب کو آیات قرآنی لکھ کر نہ دی جائیں۔	۳۹۷	آیات قرآنی پر مشتمل کچھ کارڈوں پر لکھا ہوتا ہے کہ ۹ یا ۱۱ مرتبہ لکھ کر لوگوں میں تقسیم کرور نہ نقصان ہوگا، یہ محض بے اصل بات ہے۔	۴۰۴
۳۹۷	اعمال میں ایام و وقت اور زکوٰۃ وورد کی کچھ اصل ہے یا نہیں۔	۳۹۷	دوران تلاوت کسی معظم دین کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا۔	۴۰۵
۳۹۸	اعمال حب و بغض و حاجات وغیرہ مسجد میں پڑھے جائیں یا خارج۔	۳۹۸	تماشاگاہوں اور شادی وغیرہ کی مجلسوں میں حمد و نعت وغیرہ پڑھنا کیسا ہے۔	۴۰۵
۳۹۸	جو جائز عمل جائزیت سے ہے اس کی حالتیں دو ہیں۔	۳۹۸	صحن مسجد مسجد ہے، فقہاء اس کو مسجد صغریٰ کہتے ہیں اور مستقف کو مسجد شغریٰ۔	۴۰۶
۳۹۹	اوراد و وظائف مقررہ کو اتفاقہ بے وضو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، ناعہ کی صورت میں ان کی قضا ہے یا نہیں۔	۳۹۹	تعویذات یا آیات قرآنیہ کا نقش جد اول میں لکھنے کا حکم۔	۴۰۶
۳۹۹	دوران وظیفہ خوانی سلام کا جواب دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔	۳۹۹	شفاعت حسنہ اور شفاعت سیدہ سے کیا مراد ہے۔	۴۰۷
۴۰۰	سفر کو جانے کے کس قدر دن ہیں۔	۴۰۰	مسجد میں امام کو بدن دبوانا جائز ہے۔	۴۰۷
۴۰۰	اسباب باہر چھوڑ کر خود شہر میں آجانا کسی طرح سفر کی حد میں نہیں آتا۔	۴۰۰	گیارہویں شریف میں تعظیم کے لئے اٹھنا کیسا ہے۔	۴۰۷
۴۰۰	اردو اخبارات ردی میں فروخت کر دینا کیسا ہے۔	۴۰۰	ماتم و نوحہ محرم و غیر محرم میں حرام ہے۔	۴۰۷
۴۰۱	مسجد کے اندر سوال کرنا اور سائل کو دینا کیسا ہے۔	۴۰۱	رافضیوں کی مجلس میں جانا سخت حرام ہے۔	۴۰۷
۴۰۱	آداب مسجد کے متعلق دو حدیثیں۔	۴۰۱	مزارات اولیاء پر شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے۔	۴۰۷
۴۰۲	مزارات پر چادر چڑھانا اور اس سے پھول وغیرہ توڑ کر نعت خوانوں کو ہار ڈالنا کیسا ہے۔	۴۰۲	نیک کام سے روکنے والا منع للخیر ہے اور منع للخیر ہونا شیطانی کام ہے۔	۴۰۷
۴۰۳	ناقابل استعمال بوسیدہ قرآنی اوراق سے متعلق حکم۔	۴۰۳		

۴۰۸	نوٹوں پر قرآنی آیت لکھنا ناجائز اور بے ادبی ہے۔	۴۰۸	دعویٰ دوم	۴۱۴
۴۰۸	منبر شریف پر بیٹھ کر میلاد پڑھنا جائز ہے، منبر و عظم و خطبہ کے لئے مختص نہیں۔	۴۰۸	بذریعہ تلاوت جو فونو میں ودیعت ہوا پھر تحریک آلہ جو اس سے ادا ہو گا سنا جائے گا حقیقہً وہ قرآن عظیم ہی ہے۔	۴۱۴
۴۰۹	منبر مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔	۴۰۹	مقدمہ اولیٰ	۴۱۴
۴۰۹	جابل اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی کتاب پڑھ کر سنائے۔	۴۰۹	آواز کیا ہے، کیونکر پیدا ہوتی ہے، کیسے سننے میں آتی ہے، ذریعہ حدوث کے بعد باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے، کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے۔	۴۱۴
۴۰۹	جابل کا وعظ کہنا حرام اور اس کا سننا بھی حرام ہے۔	۴۰۹	آواز کتندہ کی طرف آواز کی اضافت کیسی ہے اور اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے یا نہیں۔	۴۱۴
۴۱۱	o رسالہ الکشف شافیا حکم فونوجرافیا۔ (فونو گراف میں قرآن پاک بھرنے اور سننے نیز اس سے مزامیر وغیرہ کی آوازیں سننے کا حکم)	۴۱۱	قرع و قلع کا معنی۔	۴۱۴
۴۱۲	فونو گراف اور فونو گراف میں فرق۔	۴۱۲	آواز کی تعریف	۴۱۴
۴۱۲	فونو گراف کی تصویر اپنی ذی الصورت سے مبائن اور اس کی محض ایک مثال و شبیہ ہوتی ہے۔	۴۱۲	اللہ تعالیٰ نے آواز کو گوش سامع تک پہنچانے کے لئے سلسلہ تہویج قائم فرمایا۔	۴۱۵
۴۱۲	فونو گراف سے جو سنا جاتا ہے وہ خود اصل قاری کی آواز ہوتی ہے نہ کہ اس کی حکایت و تصویر۔	۴۱۲	ہواہیئت و رطوبت میں پانی سے زائد تر ہے۔	۴۱۵
۴۱۴	یہاں دود دعویٰ ہیں جن کو ثابت کرنا مطلوب ہے۔	۴۱۴	قرع اول سے متحرک و متشکل ہونے والی ہوائے اول کا موجدی سلسلہ قرع بہ قرع سورخ گوش میں بچھے ہوئے ٹھٹھے تک پہنچ کر اس کو بجاتا ہے جس سے اس میں وہ اشکال و کیفیات پیدا ہوتی ہیں جن کو آواز کہاجاتا ہے پھر اس ذریعے سے لوح مشترک میں مرسم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوتی ہیں۔	۴۱۵
۴۱۴	دعویٰ اول	۴۱۴	اداراک سمعی محض باذن اللہ حاصل ہوتا ہے۔	۴۱۵
۴۱۴	فونو سے جو سنی جاتی ہے وہ بعینہ اسی آواز کتندہ کی آواز ہے جس کی صوت اس میں بھری ہے قاری و متکلم ہو یا آلہ طرب وغیرہ۔	۴۱۴	ہر شئی کا سبب حقیقی ارادۃ اللہ عزوجل ہے۔	۴۱۵

۴۱۵	عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی قرق و قلع ہے۔	۴۱۵	مصنف علیہ الرحمہ نے سبب آواز کے بارے میں قدماء سے اختلاف کیوں کیا۔
۴۱۵	آواز سننے کا سبب عادی تموج و تجد قرق و قلع تا ہوائے جوف سمع ہے۔	۴۱۸	فلاسفہ غلط کاری و خطاء شعاری کے عادی ہیں۔
۴۱۵	جتنا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں تموج و قرق میں ضعف آتا جاتا ہے۔	۴۱۸	اس بات کا ثبات کہ حدوث آواز کو قرق و قلع بس ہے تموج کی حاجت نہیں۔
۴۱۵	دور کی آواز کم کیوں سنائی دیتی ہے اور ایک حد کے بعد بالکل ختم ہو جاتی ہے۔	۴۱۸	دلیل اول (اوٹا)
۴۱۵	تموج ایک مخروطی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔	۴۱۸	قرق و قلع سے ہوا دبے گی اور اپنی لطافت و رطوبت کے باعث ضرور اس کی شکل و کیفیت قبول کرے گی اسی کا نام آواز ہے اور صرف یہ دبنا تموج نہیں۔
۴۱۶	زمین سے مخروط ظلی، آنکھ سے مخروط شعاعی اور آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے۔	۴۱۹	دلیل دوم (ٹائیٹا)
۴۱۶	مخروطات تموج ہوائی کے اندر جوکان واقع ہوں ایک ایک ٹھپا سب تک پہنچے گا اور سب اس آواز کو سنیں گے جوکان ان مخروطوں سے باہر رہے وہ نہ سنیں گے۔	۴۱۹	اگر تشکل مقروع اپنے بعد کے اجزاء متحرک ہونے کا محتاج ہو تو چاہئے کہ تموج باقی رہے اور تشکل ختم ہو جائے اور یہ باطل ہے۔
۴۱۶	ٹھپوں کے تعدد سے آواز میں تعدد لازم نہ آئے گا۔	۴۱۹	سلسلہ تموج میں تسلسل باطل ہے۔
۴۱۶	آواز اس شکل و کیفیت مخصوصہ کا نام ہے کہ ہوا یا پانی وغیرہ میں قرق یا قلع سے پیدا ہوتی ہے۔	۴۱۹	سبب سے مسبب کا متخلف ہونا باطل ہے۔
۴۱۶	پانی میں غوط لگانے والے دو شخصوں میں سے ایک کی آواز دوسرا سن سکتا ہے۔	۴۱۹	حدوث آواز سے متعلق نظریات فلاسفہ کا ابطال اور ان کے استدلالات کا جواب۔
۴۱۶	پانی اتنا لطیف نہیں جتنی ہوا ہے۔	۴۲۲	تموج حرکت ہے اور حرکت زمانی ہے۔
۴۱۶	تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادہ الہی ہے۔ دوسری چیز اصلاً نہ مؤثر نہ موقوف علیہ۔	۴۲۶	حروف کی تین قسمیں ہیں: لفظیہ، فکریہ، خطیہ۔
۴۱۷	آواز کا ظاہری و عادی سبب قریب قرق و قلع ہے۔	۴۲۷	سننے کا سبب ہوائے گوش کا متشکل شکل آواز ہونا ہے اور اس کے تشکل کا سبب ہوائے خارج متشکل کا اسے قرق کرنا اور اس قرق کا سبب بذریعہ تموج حرکت کا وہاں تک پہنچنا ہے۔

۴۲۹	کیفیات اشکال اصوات کے تحفظ کا پہلے کوئی ذریعہ ہمارے پاس موجود نہیں تھا اب بمشیت الہی یہ آلہ ایجاد ہو گیا جس میں آوازیں ایک زمانہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔	۴۲۷	ذریعہ حدوث قلع و قمع میں اور وہ آتی ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور وہ شکل و کیفیت جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدات ہیں جن کا معلول کے ساتھ رہنا ضرور نہیں۔
۴۲۹	متقدمین یہ آلہ دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ تموج ہوا ختم ہوتا ہے آواز محفوظ و مخزون رہتی ہے۔	۴۲۷	آواز کان سے باہر بھی موجود ہے بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوتی ہوئی کان تک پہنچتی ہے۔
۴۳۱	حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے۔	۴۲۷	آواز آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملائے متکلیف کی صفت ہے، ہوا ہو یا پانی وغیرہ۔
۴۳۱	آواز ملائی کی علت تحریم تشخصات نہیں بلکہ اس کا لہو ہونا ہے۔	۴۲۸	آواز کنندہ کی موت کے بعد آواز قائم رہ سکتی ہے۔
۴۳۳	آواز ملائی میں خصوصیت صورت آلہ کو دخل نہیں بلکہ یہ آوازیں جس آلہ سے بھی پیدا ہوں گی اپنا رنگ لائیں گی۔	۴۲۸	انقطاع تموج انعدام سماع کا باعث ہو سکتا ہے نہ کہ انعدام صوت کا۔
۴۳۳	جب علت حرمت قطعاً حاصل ہو تو حکم حرمت کیونکر زائل ہو سکتا ہے۔	۴۲۸	تموج کے دوبارہ حدوث سے تجدید سماع ہوگی نہ کہ دوسری آواز پیدا ہوگی۔
۴۳۳	یہ بات بدایت کے خلاف ہے کہ فونو سے سازوں کی آوازیں مورث طرب نہیں۔	۴۲۸	وحدت آواز وحدت نوعی ہے۔
۴۳۳	لذت کلی مشکک ہے۔	۴۲۸	واقع میں تمام الفاظ و جملہ اصوات بجائے خود محفوظ ہیں، وہ بھی امم مخلوقہ میں سے ایک امت ہیں جو اپنے رب تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔
۴۳۳	طرب کا معنی۔	۴۲۸	کلمات ایمان تسبیح رحمن کے ساتھ اپنے قائل کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں۔
۴۳۳	علامہ سید محمد عبدالقادر الادلہ شافعی کے مؤقف کا دس وجوہ سے رد۔	۴۲۸	کلمات کفر اپنے رب کی تسبیح کے ساتھ اپنے قائل پر لعنت بھی کرتے ہیں۔
۴۳۳	اولیائے شریک۔	۴۲۹	لطافت و رطوبت جس طرح باعث سہولت انفعال ہے یونہی مورث سرعت زوال بھی ہے۔
۴۳۹	مقدمہ ثانیہ۔		

۴۳۸	جن علماء نے معنی ثانی کو ترجیح دی ان کے ہاں پھر اس کے بیان میں عبارات مختلف ہیں۔	۴۳۹	وجود شئی کے چار مراتب ہیں: (۱) وجود فی الایمان (۲) وجود فی الازہان (۳) وجود فی العبارة (۴) وجود فی الکتابۃ۔
۴۵۰	مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق کہ بصورت صدا پہلا وغیرہ سے ٹکرا کر ہوا ہی دوسری اس کیفیت سے متکلیف ہو کر آتی ہے نہ کہ ہوائے اول۔	۴۴۰	حق حصول اشیاء باشباحا ہے نہ بانفسہا۔
۴۵۱	پہلی دلیل (اولا)	۴۴۰	ہمارے ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدہ صادقہ میں یہ چاروں نحو قرآن عظیم کے حقیقی موطن وجود و تحقیقی مجال شہود ہیں۔
۴۵۱	دوسری دلیل (ثانیاً)	۴۴۰	تعریف قرآن مجید اور اس کے مناقب۔
۴۵۱	اثر قرع دو ۲ویں: (۱) تحرک (۲) تشکل۔	۴۴۱	صورت جبرائیل۔
۴۵۲	جو صدمہ تحرک کو روک دے وہ تشکل کو بھی نہیں رہنے دیتا۔	۴۴۳	کلام اللہ واحد لا تعدد له بحال۔
۴۵۲	ایک اعتراض اور اس کا جواب۔	۴۴۳	جس طرح کاغذ کی رقوم میں وہی قرآن مرقوم ہے اسی طرح جو فونو میں بھرا گیا اور اب اس سے ادا ہوتا ہے بالکل وہ قرآن ہے نہ کہ غیر قرآن۔
۴۵۲	وجوب سجدہ تلاوت سماع اول پر ہے نہ کہ سماع معاد پر۔	۴۴۶	فونو سے آیت سجدہ سن کر سجدہ تلاوت واجب کیوں نہیں ہوتا۔
۴۵۲	سماع صدا سماع معاد ہے۔	۴۴۶	طوطی و مینا کو آیت سجدہ سکھادی جائے تو اس کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔
۴۵۲	فونو کی تو وضع ہی اعادہ سماع کے لئے ہے۔	۴۴۶	مجنون کی تلاوت پر سجدہ تلاوت واجب نہیں۔
۴۵۲	مقدمہ جلیلہ مہدہ کے بعد تنقیح اصل مسئلہ۔	۴۴۶	سوئے میں کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو کیا سجدہ تلاوت کا وجوب ہوگا۔
۴۵۲	مسئلہ کی صورت عیدہ و وجہ شکی کا بیان۔	۴۴۸	صدا کس کو کہتے ہیں۔
۴۵۲	وجہ اول	۴۴۸	صدا سے سنائی دینے والی آواز پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔
۴۵۲	اگر فونو کی پلیٹیں نجس مسالا کی بنی ہوئی ہیں تو اس میں قرآن مجید کا بھرنا حرام قطعی اور سخت گناہ ہے اور اس پر مطلع ہونے کے باوجود اس میں قرآن بھروانے والے، سنانے والے اور اس پر راضی ہونے والے سب گنہگار ہوں گے۔	۴۴۸	صدا میں ہوا اسی تموج اول سے پلٹتی ہے یا گنبد وغیرہ کی ٹھیس سے وہ تموج زائل ہو کر تموج تازہ اس کیفیت سے متکلیف ہم تک آتا ہے۔

۴۵۷	جس مجلس ابو لغو میں کھیل تماشے کے طور پر قرآن مجید سنا جا رہا ہو وہاں اگر کوئی شخص ہندو تفرکے طور پر بھی سُننے لگنا سے بری نہ ہوگا۔	۴۵۳	اسپرٹ قطعاً شراب ہے اور حرام ہونے کے ساتھ پیشاب کی طرح نجس بھی ہے۔
۴۵۷	مجلس ابو ولعب میں شریک ہونا ناجائز ہے اس پر آیات قرآنیہ شاہد ہیں۔	۴۵۳	نجس کاغذ پر قرآن مجید لکھنا حرام و گناہ ہے۔
۴۵۸	وجہ چہارم	۴۵۳	نجاست کی جگہ قرآن مجید پڑھنا منع ہے۔
۴۵۸	صلیٰ نے خاص جلسہ کر کے فونو سے کسی اچھے قاری کی آواز میں بطور ہندو و تفرک قرآن مجید سنا اور سنانے والا بھی صالح ہے تو اس میں دو۲ نظریں ہیں۔	۴۵۳	حمام میں تلاوت قرآن مکروہ ہے۔
۴۵۸	نظر اولیٰ	۴۵۳	غسل میت سے قبل اس کے پاس تلاوت قرآن کا حکم شرعی۔
۴۵۸	کوئی فی نفسہ جائز کام کفار سے سیکھنے میں حرج نہیں اگرچہ ان ہی کی ایجاد ہو۔	۴۵۵	وجہ دوم
۴۵۸	فونو بذات خود معارف و مزامیر سے نہیں۔	۴۵۵	فقیہات میں ظن یقین کے ساتھ ملتحق ہوتا ہے خصوصاً احتیاط فی الدین کے معاملہ میں۔
۴۵۸	فونو ایک آلہ مطلقہ ہے جس کی نسبت ہر گونہ آواز کی طرف ایسی ہی ہے جیسے اوزانِ عروضیہ کی کلام کی طرف بلکہ حروف ہجاء کے معنی کی طرف۔	۴۵۵	محرمات میں شبہ ملتحق بہ یقین ہے۔
۴۵۸	حروف ہجاء من حیث ہی حروف الحجاۃ علوم رسمیہ میں کسی خاص معنی کے لئے وضع نہیں کئے گئے بلکہ وہ آلہ تادیہ معانی مختلفہ ہیں ان سے اچھے برے جیسے معانی چاہیں ادا کر سکتے ہیں۔	۴۵۵	فونو کا عام طور پر بجانا، سننا، سنانا سب کھیل تماشے کے طور پر ہوتا ہے اور قرآن عظیم کھیل تماشے کے لئے نہیں اُترا۔
۴۵۸	فونو اس حیثیت سے کہ وہ ایک آلہ مطلقہ ہے اس کو حسن یا قبح سے موصوف نہیں کر سکتے بلکہ وہ حسن و قبح، مدح و ذم، منع و اباحت اور ثواب و عقاب میں اس چیز کے تابع ہے جو اس سے ادا کی جاتی ہے۔	۴۵۵	قرآن مجید کو کھیل تماشے کے طور پر سننے والوں اور دین کو کھیل تماشہ بنانے والوں کے لئے وعید شدید۔
		۴۵۷	وجہ سوم

۴۵۸	تلاور بہت اچھی بھی ہے اور سخت بری بھی۔	۴۶۶	اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اصالتاً غیب کا جاننا نبوت کی شان ہے۔
۴۵۹	شعر اچھا بھی ہے اور برا بھی۔	۴۶۶	حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا نعتیہ قصیدہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا جس میں تاقیامت علوم غیبیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ثابت مانا۔
۴۶۱	نظر دقیق	۴۶۷	بالجملہ خلاصہ حکم، یہاں تین چیزیں ہیں: ممنوعات، معظمت، مباحات
۴۶۱	شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جس چیز سے حرام کو مدد پہنچے اس کو بھی حرام فرما دیتی ہے۔	۴۶۷	اول یعنی ممنوعات کا حکم۔
۴۶۱	جو چیز بنانا ناجائز ہو اس کو خریدنا اور استعمال میں لانا بھی ممنوع ہے۔	۴۶۷	دوم یعنی معظمت کا حکم۔
۴۶۱	خواجہ سراؤں کا خریدنا اور ان سے کام خدمت لینا شرعاً منع ہے۔	۴۶۸	سوم یعنی مباحات کا حکم۔
۴۶۲	بیل اور بکرے کو خضی کرنا جائز نیز گھوڑی سے خچر لینا بھی جائز ہے۔		۵ رسالہ الادلة الطائفة فی اذان الملا عنہ۔ (روافض کی اذان اہلسنت وجماعت کو سننا کیسا ہے)
۴۶۳	جن کو بھیک مانگنا حرام ہے ان کو بھیک دینا بھی گناہ ہے۔	۴۷۲	اہل تشیع نے جو اذان وغیرہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کلمہ "خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل" کہنا اختیار کیا ہے اہلسنت وجماعت کے لئے یہ کلمہ مبعوضہ سننا تہرّا ہے۔
۴۶۴	جس چیز کو بنانا ناجائز اس کو خریدنا اور استعمال میں لانا بھی ناجائز ہے، اور جس چیز کو خریدنا اور کام میں لانا منع نہ ہوگا اس کو بنانا بھی ناجائز نہ ہوگا۔	۴۷۲	تبراکے معنی اظہار برات و بیزاری ہیں۔
۴۶۴	ایک خیال باطل کا دفعیہ	۴۷۲	"علی خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل" کہنے میں بالتصریح خلافت راشدہ حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی نفی ہے۔
۴۶۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کی کسں بچیوں کو یہ کہنے سے کیوں منع فرمایا "وفینا نبی یعلمہ ما فی غد"	۴۷۲	روافض کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنی میں منحصر تھا، اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت علی المرتضیٰ کا یہ حق چھین لیا تھا۔

۴۷۹	ہاں اب داد انصاف طلب ہے۔	۴۷۲	روافض نے گویا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عیاذ باللہ سخت نامرد، بزدل، تارک حق اور مطیع باطل بتایا۔
	ضمیمہ آداب	۴۷۲	دوستی بے خرداں دشمنی است۔
۱۰۰	فال کھولنا کبھی کفر اور کبھی معصیت ہوتا ہے۔	۴۷۳	حضرات خلفاء ثلاثہ کی ثناء و مدحت اور ادب و عقیدت اہلسنت کے اصول مذہب میں داخل ہے۔
۱۶۹	موضع نجاسات میں ذکر لسان ناجائز ہے۔	۴۷۳	اذان میں "خليفة بلا فصل" کا اضافہ خود رافضیوں کے مذہب کے خلاف ہے۔
۱۷۴	وقت پھیلنے و بقاء و بیات و آندھی و طوفان شدید وغیرہ کے اذان کہنا شرعاً جائز ہے۔	۴۷۳	مصنف علیہ الرحمہ نے روافض کی اپنی کتابوں سے تین امور پر سندیں نقل فرمائی ہیں: (۱) روافض کی حدیث و فقہ کی رو سے اذان ایک محدود عبارت اور محدود کلمات کا نام ہے جن میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں۔ (۲) ان کے نزدیک بھی اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا ناجائز و گناہ ہے اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے۔ (۳) ان کے پیشوا خود لکھ گئے کہ ان زیادتیوں کی موجود ایک ملعون قوم ہے جنہیں امامیہ بھی کافر جانتے ہیں۔
۴۵۳	نجاست کی جگہ قرآن مجید پڑھنا منع ہے۔	۴۷۳	سند امر اول
۴۵۳	حمام میں تلاوت قرآن مکروہ ہے۔	۴۷۳	سند امر دوم
۴۵۳	غسل میت سے قبل اس کے پاس تلاوت قرآن کا حکم شرعی۔	۴۷۴	سند امر سوم
۵۴۲	سودی پیسہ سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز جائز ہے۔	۴۷۶	تنبیہ لطیف
۵۵۸	وظائف و اعمال کے اثر کرنے میں تین شرائط ضروری ہیں۔	۴۷۸	کلمہ "خليفة بلا فصل" کے تبرا ہونے کا ثبوت کتب شیعہ سے۔
۵۵۸	مصنف علیہ الرحمہ کے یہاں کی جملہ اجازات و وظائف و اعمال و تعویذات میں نماز پابندی سے باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی شرط ہے۔		
۵۸۱	طوائف نے حرام کمائی سے مکان خرید کر اس کی آمدنی مسجد کے نام لگادی، کیا اس کو مسجد کے اخراجات میں صرف کرنا جائز ہے۔	۴۷۸	

۵۸۳	دوران عدت نکاح ہوا، گواہوں کو جو روپے ملے وہ مسجد میں لگانا چاہتے ہیں، لئے جائیں یا نہیں۔	۴۸۳	جو مباح بنیت محمودہ کیا جائے وہ شرعاً محمود ہو جاتا ہے۔
۵۸۹	طوائف کے کسب سے خرید کردہ جالود کی آمدنی کو مصارف مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا کیسا ہے۔	۴۸۳	مستی لگانی عورت کو مباح ہے، اگر شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے لگائے تو مستحب ہے۔
۶۸۸	قرآن مجید کا احترام نہ کرنے والے معلم سے پڑھنا حرام۔	۴۸۳	جو دلالت النص سے ثابت ہو وہ اسی طرح ہے جیسے نص سے ثابت ہو۔
۷۰۹	معلم اپنے احباب کے ساتھ تخت پر بیٹھتا ہے اور شاگرد قرآن مجید لے کر نیچے، تو یہ سب گستاخ ہیں۔	۴۸۳	بیوہ کو دوران عدت کوئی گہنا اور کسی طرح کا سنگار جائز نہیں۔
	زینت (کنگھی، سرمہ، مسی، مسواک، خضاب، مہندی، سنگار وغیرہ)	۴۸۳	بعد ختم عدت اگر بیوہ تھ و غیرہ نہ پہنے تو حرج نہیں مگر اس کو ناجائز سمجھنا ممنوع ہے۔
۴۸۱	عورتوں کے ناک چھیدنے اور ننھنی پہننے کے بارے میں پانچ سوالات پر مشتمل استفتاء۔	۴۸۴	سیاہ خضاب ہر طرح کا سوائے مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے۔
۴۸۲	ننھ یا بلاق کے لئے عورتوں کو ناک چھیدنا جائز ہے۔	۴۸۴	صرف مہندی کا سرخ خضاب سنت مستحب ہے۔
۴۸۲	کان کے گہنوں کے لئے عورتوں کا کان چھیدنا جائز ہے۔	۴۸۴	حدیث اور عبارات فقہاء سے مسئلہ کی تائید۔
۴۸۲	کان چھیدنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں متعارف و مشہور تھا۔	۴۸۵	روزانہ کنگھی کی ممانعت سے متعلق احادیث کریمہ اور ان کا مطلب۔
۴۸۲	عورتوں کے لئے ناک اور کان چھیدنے کا جواز دلالت النص سے ثابت ہے۔	۴۸۶	بنیت صالحہ دن میں کئی بار کنگھی کرنے میں کوئی ممانعت و کراہت نہیں۔
۴۸۳	ناک چھیدنا عورتوں کے لئے امر مباح ہے، فرض و واجب و سنت اصلاً نہیں۔	۴۸۶	حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر دن میں دوبار سر کے بالوں میں تیل ڈالتے تھے۔

۴۸۸	مرد کو تنہا مہندی سے داڑھی میں خضاب کرنا یا اس میں کتہ کی پتیاں ملانا جائز ہے۔	۴۸۸	اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی عورت پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔	۴۹۳
۴۸۸	سیاہ خضاب وسے کا ہو یا کسی اور چیز کا، مطلقاً حرام ہے، مگر مجاہدین کو جائز ہے۔	۴۸۸	جنگ دھوکا ہے۔ (حدیث)	۴۹۴
۴۸۸	احادیث کے حوالہ جات	۴۸۸	o رسالہ حاکم العیب فی حرمة تسوید الشیب۔ (سیاہ خضاب کی حرمت کا سولہ حدیثوں اور اقوال ائمہ سے ثبوت)	
۴۸۹	مٹی کسی رنگ کی ہو عورتوں کو علاج دندان یا شوہر کے واسطے آرائش کے لئے جائز ہے۔	۴۸۹	صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے۔	۴۹۶
۴۸۹	حالت روزہ میں مٹی لگانا منع ہے۔	۴۸۹	حدیث اول	۴۹۶
۴۸۹	مرد یا عورت کو سر میں گھی ڈالنا، پھوڑے پھنسی پر استعمال کرنا جائز ہے۔	۴۸۹	حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیاہ خضاب سے منع کر دیا گیا۔	۴۹۶
۴۹۰	مہندی میں نیل ملا کر لگانا مرد کو کس صورت میں جائز اور کس صورت میں ناجائز ہے۔	۴۹۰	حدیث دوم	۴۹۶
۴۹۰	ہاتھ پاؤں میں مہندی کی رنگت مرد کے لئے حرام ہے، داڑھی اور سر میں مستحب۔	۴۹۰	پیری کی سفیدی کو سیاہ رنگ کے علاوہ کسی رنگ سے بدلنے کی اجازت۔	۴۹۶
۴۹۱	سیاہ خضاب حرام ہے۔	۴۹۱	حدیث سوم	۴۹۶
۴۹۱	سیاہ خضاب کی ممانعت پر احادیث کریمہ۔	۴۹۱	سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنے والی قوم کی خبر دی۔	۴۹۶
۴۹۲	سیاہ مقول بالمشک ہے۔	۴۹۲	سیاہ خضاب لگانے والوں کے لئے وعید شدید۔	۴۹۶
۴۹۲	سیاہ خضاب کو بوتر کے پوٹے سے حدیث میں کیوں تشبیہ دی گئی۔	۴۹۲	حدیث چہارم	۴۹۷
۴۹۲	جو سیاہ خضاب لگائے وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔	۴۹۲	اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سیاہ خضاب کرنے والوں کی طرف نظرِ کرم نہ فرمائے گا۔	۴۹۷
۴۹۲	تحریمِ سواد سے صرف مباشرانِ جہاد کا استثناء ہے۔	۴۹۲	حدیث پنجم	۴۹۷
۴۹۲	زوجہ جواں کے لئے سیاہ خضاب کا جواز ایک روایت موجودہ میں آیا ہے۔	۴۹۲	اللہ تعالیٰ بوڑھے کو دشمن رکھتا ہے۔	۴۹۷
۴۹۲	مروجہ پر فتویٰ کا حکم جہل و خرق اجماع ہے۔	۴۹۲		

حدیث ششم	۴۹۷	حدیث دوازدہم تا پانزدہم	۴۹۹
زرد خضاب مومن کا، سرخ خضاب مسلمان کا اور سیاہ خضاب کافر کا ہے۔	۴۹۷	ادھیڑ عموالوں میں سے جوانی جیسی صورت بنانے والا بدترین ہے۔	۴۹۹
حدیث ہفتم	۴۹۸	سیاہ خضاب منہی عنہ ہے۔	۵۰۰
سپیدی نور ہے جس نے اس کو چھپایا اس نے نور کو زائل کیا۔	۴۹۸	حدیث شانزدہم	۵۰۰
سفید بال اکھاڑنا منع ہے۔	۴۹۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا۔	۵۰۰
حدیث ہشتم	۴۹۸	عامہ مشائخ کرام و جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب منع ہے۔	۵۰۰
جسے اسلام میں سپیدی آئے وہ اس کے لئے نور ہے جب تک اسے بدل نہ ڈالے۔	۴۹۸	علماء جب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے مراد کراہت تحریم لیتے ہیں۔	۵۰۱
حدیث نہم	۴۹۸	کراہت تحریم کامر تکب گنہگار اور مستحق عذاب ہوتا ہے۔	۵۰۱
سب سے پہلے بالوں کو مہندی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لگائی۔	۴۹۸	سیاہ خضاب کا حرام ہونا غیر غازی کے حق میں ہے۔	۵۰۱
سب سے پہلے خضاب سیاہ فرعون نے لگایا۔	۴۹۸	بالجملہ قول مذکور ہی مختار و منصور و مذہب جمہور اور ثابت بارشاد حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔	۵۰۱
مہندی کے مستحب اور خضاب کے حرام ہونے کی وجہ۔	۴۹۹	احادیث و روایات میں مطلق سیاہ رنگ کی ممانعت ہے خواہ زرائیل ہو یا مہندی کا میل یا کوئی تیل سب ناجائز ہے۔	۵۰۱
حدیث دہم	۴۹۹	سیاہ خضاب میں کس قدر مہندی ملانے سے حرمت جاتی رہتی ہے۔	۵۰۲
سیاہ خضاب کرنے والوں کا چہرہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روزہ کالا کرے گا۔	۴۹۹	صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسا خضاب لگاتے تھے۔	۵۰۲
حدیث یازدہم	۴۹۹	کون سا خضاب جائز و محمود ہے۔	۵۰۲
واڑھی منڈا نے یا سیاہ کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حصہ نہیں۔	۴۹۹	کتم کس چیز کا نام ہے اس کے معنی کی تحقیق۔	۵۰۲
واڑھی منڈانا اور اس کو سیاہ کرنا مثلہ ہے۔	۴۹۹		

۵۰۸	گانے والے کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ کس صورت میں ہبہ اور کس صورت میں رشوت بنتا ہے۔	۵۰۳	مصنف کی تحقیق کہ حنا و کتم کے خضاب کارنگ سرخ ہوتا ہے۔
۵۱۰	زر حرام بعینہ پر نقد و عقد کا اجتماع ہو تو اس کا لینا کیسا ہے۔	۵۰۴	وسمہ کا معنی۔
۵۱۲	مال حرام و حلال اس طرح مل گئے کہ تمیز و شوار ہے تو اس کا کیا حکم ہوگا۔	۵۰۵	اصل خضاب حنا کا ہو اور اس میں کچھ پتیاں نیل کی شریک کر لی جائیں کہ سرخی میں ایک گونہ پختگی آجائے تو جائز ہے۔
۵۱۵	اگر اجیر کو کچھ خبر نہیں کہ زرا جرت، مال حرام سے توفیقی جواز ہے۔	۵۰۵	شراب میں کس قدر نمک ملانے سے سرکہ ہو جاتا ہے اور اس کی حقیقت بدل جاتی ہے۔
۵۱۵	اصل حلت ہے۔		الحاصل مدار رنگ پر ہے جو کچھ سیاہ رنگ لائے سب حرام ہے۔
۵۱۵	بادشاہ کے انعام و عطیات کا حکم شرعی۔	۵۰۷	کسب و حصول مال (خرید و فروخت، اجرت، رشوت، سود، قمار، بیمہ، پیشہ، صنعت، قرض، نذرانہ، ہبہ، میراث، غصب، ذرائع آمدنی، حلال و حرام و مشتبہ سے متعلق مسائل)
۵۱۶	ہمارا زمانہ شبہات سے بچنے کا نہیں۔	۵۰۷	رنڈیاں اور ڈومنینوں کے ہاں مزدوری کرنا اور نصاریٰ کے پاس نوکری کرنا جائز ہے یا ناجائز۔
۵۱۷	اگر معلوم ہو کہ متاجر کا مال اکثر حرام ہے تو مفتی کا کام اس سے بچنا ہے۔	۵۰۷	اصل مزدوری فعل جائز پر سب کے ہاں جائز اور فعل ناجائز پر سب کے ہاں ناجائز ہے۔
۵۱۷	آدمی کو حظوظ نفس کی وسعتیں خراب کرتی ہیں۔	۵۰۷	اس کی تفصیل کہ جائز مزدوری پر زرا جرت، مال حرام سے لینا کیسا ہے وہ اکل حلال ہے یا نہیں۔
۵۱۷	تصوف کی چاشنی سے لبریز ایک مختصر اور انتہائی مفید مضمون۔	۵۰۷	رنڈی وغیرہ کی ناجائز آمدنی ان کے ہاتھ میں مال معصوب کا حکم رکھتی ہے۔
۵۱۸	حدیث مبارک "الحلال بین الخ" کی نفیس تشریح۔	۵۰۸	وہ صورت کہ رنڈی کو ملنے والا مال رشوت قرار پاتا ہے۔
۵۱۸	حلمی کا معنی۔	۵۰۸	ایک صورت میں طوائف کی آمدنی مثل موہوب ہوتی ہے۔
		۵۰۸	رنڈیاں اور ڈومنیناں ایک صورت میں حاصل ہونے والی آمدنی کی مالک ہو جاتی ہیں۔

۵۲۶	ہر ملزوم معصیت معصیت ہوتا ہے۔	۵۱۹	بعض علماء نے در صورت غلبہ حرام عدم جواز کی تصریح فرمائی۔
۵۲۷	انگریز کی نوکری خصوصاً باجا بجانا کیسا ہے اور اس سے حاصل شدہ کمائی کا کیا حکم ہے۔	۵۲۰	ازالہ شبہ کے لئے اتنا بھی کافی ہے کہ صاحب مال یا ڈوم خود بیان کریں کہ یہ مال ہمارے پاس وجہ حلال سے آیا ہے تو اب اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں۔
۵۲۸	رزق اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔	۵۲۱	جسے اپنے دین کا کامل پاس ہو وہ غلبہ حرام کی صورت میں احتراز ہی کرے۔
۵۲۹	حلال روزی تلاش کرنا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔	۵۲۳	کافر کے لئے رہن کا غنڈہ تحریر کرنا مسلمان کو روا ہے یا نہیں۔
۵۳۰	طلب الحلال واجب علی کل مسلم۔	۵۲۳	نفس تحریر رہن نامہ میں کوئی حرج نہیں مگر سودی معاملے والا کاغذ نہ لکھے کہ موجب لعنت ہے۔
۵۳۰	جھوٹے حیلے حوالے اللہ تعالیٰ کے حضور کام نہ آئیں گے۔	۵۲۳	کفار کے میلہ میں بقصد فروخت اسباب تجارتی جانے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔
۵۳۱	حرام کی کمائی پر نذر و نیاز کرنے، اس کو کھانے اور اس پر فاتحہ دلانے والے کے بارے میں سوال۔	۵۲۴	ہر مکروہ تحریمی صغیرہ گناہ ہے۔
۵۳۳	ڈاک کی نوکری ڈپٹی پوسٹ ماسٹری تک جائز ہے۔	۵۲۴	ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔
۵۳۳	ذی علم مسلمان اگر بنیت رد نصاریٰ انگریزی پڑھے تو اجر پائے گا۔	۵۲۴	معابد کفار میں مسلمان کو جانا جائز نہیں کیونکہ وہ مجمع شیطین ہیں۔
۵۳۳	حساب، اقلیدس اور جغرافیہ وغیرہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں۔	۵۲۴	مسئلہ کی تائید میں عبارات علماء۔
۵۳۳	جو چیز اپنا دین و علم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے۔	۵۲۴	ہندوستان عند التحقیق دار الحرب نہیں ہے۔
۵۳۳	وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ درج ہیں ان کا پڑھنا روا نہیں۔	۵۲۴	مسلمان دار الحرب میں کیا کچھ برائے فروخت لجا سکتا ہے۔
۵۳۴	حالت صحت میں وارث کے ہاتھ کچھ فروخت کرنا یا ہبہ کرنا جائز ہے۔	۵۲۵	کتب فقہ سے حوالہ جات۔
۵۳۴	تنہا ایک وارث کو کوئی شیئی بخش دینا اور دوسروں کے ساتھ اس قسم کی رعایت نہ کرنا کب مکروہ و ممنوع ہے اور کب نہیں۔	۵۲۵	مسلمانوں کا کافروں کے محلہ سے گزر ہو تو شتابی کرتا ہوا گزر جائے۔

۵۳۹	اصحاب الرقیم کا قصہ۔	۵۳۴	طالب علم بیٹے کو دوسری اولاد پر ترجیح دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔
۵۴۰	جس چیز کا لینا حرام ہو اس کا دینا بھی حرام ہوتا ہے۔	۵۳۵	کسی شخص نے سود وغیرہ حرام مال چھوڑ کر انتقال کیا تو اس کے بیٹے کے لئے وہ مال حلال ہو گا یا نہیں۔
۵۴۱	سود کے روپیہ سے جو کارنیک کیا جائے اس میں استحقاق ثواب نہیں۔	۵۳۵	وارث کو صرف اتنا معلوم ہے کہ ترکہ میں مال حرام بھی ملا ہے مگر نہ مال متمیز اور نہ ہی مستحق معلوم تو دینا بے احتراز افضل ہے اور حکم جواز ہے۔
۵۴۱	حدیث سے تائید۔	۵۳۷	عرف میں جو کچھ مشہور ہے وہ اس طرح ہے جیسے لفظ سے شرط کردی جائے۔
۵۴۱	سود خوار پر شرعاً فرض ہے جتنا سود جس جس سے ہے اسے یا اس کی اولاد کو واپس کرے، وہ نہ مل سکیں تو اتنا مال تصدق کرے۔	۵۳۷	تلاوت قرآن مجید اور ذکر الہی پر اجرت لینا دینا دونوں حرام ہیں۔
۵۴۲	سود خوری سے توبہ کا طریقہ۔	۵۳۷	گناہ پر ثواب کی امید زیادہ سخت و اشد ہے۔
۵۴۲	سودی روپیہ سے حج کرنا جائز نہیں۔ ہاں فرض حج ذمہ سے ادا ہو جائے گا۔	۵۳۷	اجرت پر قرآن وغیرہ پڑھوانے میں جواز کی صورت۔
۵۴۲	قبولت شییٰ اور چیز ہے اور سقوط فرض اور چیز۔	۵۳۸	عورت کے نکاح کے بدلے میں لئے ہوئے روپے محض رشوت و حرام ہیں، نہ ان کا کھانا جائز اور نہ ہی مسجد میں لگانا جائز بلکہ لازم ہے کہ جس شخص سے لئے ہیں اس کو واپس دیں۔
۵۴۲	سودی پیسہ سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز جائز ہے۔	۵۳۸	غیر مسلموں کو کرائے پر کرسیاں دینا مسلمان کے لئے جائز ہے۔
۵۴۲	سودی پیسہ سے بنائے ہوئے تالاب سے وضو کرنا جائز ہے۔	۵۳۹	پیشہ وران ذیل کے بارے میں شرع کیا حکم دیتی ہے: (۱) قاطع الشجر (۲) ذابح البقر (۳) دائم الخمر (۴) بائع البشر۔
۵۴۲	بیع فاسد سے خریدے ہوئے گھر پر قبضہ کرنے کے بعد خریدار نے اسے فقیروں پر وقف کر دیا تو وہ وقف ہو گیا۔	۵۳۹	عوام میں مشہور ایک غلط حدیث کی نشاندہی۔
		۵۳۹	ہندہ کو معاوضہ زنا جو وظیفہ ملتا تھا وہ حرام قطعی، اور تائبہ ہو جانے کے بعد اگر بلا معاوضہ ملتا رہے تو حلال ہے۔

۵۳۶	اہلسنت کے مذہب میں آدمی کسی گناہ کے باعث اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔	۵۳۳	ملک کی خباثت وقف کی صحت سے مانع نہیں۔
۵۳۶	حدیث سے تائید۔	۵۳۳	مال رہا میں بعد قبضہ عدم ملک نہیں رہتا صرف خبث ملک ہوتا ہے۔
۵۳۷	گھوڑا یا گدھا کہ بے ذبح مر جائے اس کی کھال کہ پکائی نہ گئی ہو بیچنا خریدنا حرام ہے اس کی دباعنت کرنا جائز ہے اور اس کا پیشہ مکروہ ہے ایسا کرنے والے کے ہاں کھانے سے احتراز اولیٰ ہے۔	۵۳۴	خبث ملک فقیر کو تصدق میں لینے سے مانع نہیں۔
۵۳۸	حدیث میں پچھنے لگانے والے کی کمائی کو حرام کیوں کہا گیا۔	۵۳۴	سود اور رشوت کا مال توبہ سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں۔
۵۳۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو اجرت بھی دی۔	۵۳۴	سود خوار اور راشی کے ہاں نوکری کرنا، تنخواہ لینا اور کھانا کھانا جائز ہے جبکہ وہ چیز جو اسے دے اس کا بعینہ مال حرام ہونا معلوم نہ ہو۔
۵۳۸	رنڈی جو مال اس حرام و ناپاک ذریعے سے حاصل کرتی ہے اس کی ملک نہیں ہوتا حکم غصب رکھتا ہے۔	۵۳۵	شادی کے وقت دو لہا والے لڑکی کے استاد کو بخوشی جو کچھ دیں اس کا لینا جائز ہے اور مجبوری سے دیا تو حرام ہے۔
۵۳۸	اموال ضائعہ کا مصرف۔	۵۳۵	زید کا نایاب اپنی خوشی سے حسب عادت بازار میں سامان فروخت کرنے جاتا ہے تو زید پر الزام نہیں، اور اگر زید اسے مجبور کرتا ہے تو ضرور گنہگار و نالائق ہے۔
۵۳۸	اموال ضائعہ کو اپنے مال باپ اور بیٹے بیٹی پر صدقہ کر دینا حلال ہے۔	۵۳۶	باپ کا مال بیٹے کو اس کی رضا سے قدر رضایتک حلال ہے ورنہ حرام۔
۵۳۸	غیر منقسم ہونا صدقہ کو نقصان نہیں دیتا اگرچہ ہبہ کو نقصان دیتا ہے۔	۵۳۶	باپ کا حق بیٹے پر ہمیشہ رہتا ہے یونہی بیٹے کا حق باپ پر۔
۵۳۹	صدقہ واپس نہیں لیا جاتا۔	۵۳۶	بیٹا جب جوان ہو جائے تو باپ پر اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا۔
۵۵۰	کوئی شخص سودی کاروبار سے اموال کثیرہ جمع کر کے مر گیا، وارثوں کے لئے وہ حلال ہے یا نہیں۔	۵۳۶	ایک مسلمان عورت ہندہ بیس سال ایک انگریز کے ساتھ رہی، اب تائب ہوئی ہے، کیا اس کا مسلمان ہونا صحیح ہے۔

۵۵۰	مورث کے سود سے حاصل شدہ ترکہ کو وارث کیا کریں۔	۵۵۱	باجا بجانا ناجائز، ہندوؤں کے ہاں بجانا اور سخت ناجائز اور ان کے شیطانی تہوار میں بجانا اور بھی سخت حرام در حرام ہے۔
۵۵۱	جو مال کسی ذریعہ حرام سے حاصل کیا اس سے کوئی جائیداد خریدی یا تجارت پر لگایا تو اب اس جائیداد یا تجارت کی آمدنی اس شخص یا اس کے لواحقین کے میں مباح ہے یا نہیں۔	۵۵۲	ہندوؤں کے تہوار میں باجا بجانے والا اگر باز نہ آئے تو اس کی مسلمان برادری اس سے بائیکاٹ کرے۔
۵۵۱	کسی ذریعہ حرام سے حاصل کردہ مال سے سبکدوشی کا طریقہ۔	۵۵۲	ہندوؤں کے سودی معاملہ کی وثیقہ نویسی کرنے والے کا استفتاء اور مصنف علیہ الرحمہ کا حکیمانہ جواب اور اس پیشہ کو فورا ترک کرنے کی تلقین اور قضائے حاجات کے لئے اعمال مجربہ کی تعلیم۔
۵۵۱	مال سود اور مال رشوت وغیرہ کے حکم میں فرق۔	۵۵۸	وظائف و اعمال کے اثر کرنے میں تین شرائط ضروری ہیں۔
۵۵۲	مسئلہ استبدال یعنی حرام مال کے عوض کوئی دوسری چیز خریدنا۔	۵۵۸	مصنف علیہ الرحمہ کے یہاں کی جملہ اجازات و وظائف و اعمال و تعویذات میں نماز پابندی سے باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی شرط ہے۔
۵۵۲	زر حرام پر عقد و نقد کے جمع ہونے کی صورت اور اس کا حکم۔	۵۵۸	تاوان کا روپیہ جمع کرنا کیسا ہے۔
۵۵۲	سود یا عقود فاسدہ کے ذریعے جو مال حاصل کیا اس سے خریدی ہوئی شئی میں خباثت نہیں آئے گی۔	۵۵۹	بلا ضرورت شرعیہ و مجبوری صادق سودی روپیہ قرض لینا حرام اور شدید گناہ کبیرہ ہے۔
۵۵۳	وکیل نے مؤکل کی اثرفیاں اپنی اثرفیوں میں ملا دیں تو وکیل پر ضمان لازم ہے، اور ضمان میں مؤکل کا تصرف جائز ہے۔	۵۵۹	عقد فاسد سے حاصل شدہ روپیہ خبیث ہے اسے واپس دینا اور عقد کو فسخ کرنا واجب ہے۔
۵۵۳	شراب فروشی سے تائب ہونے والا اب اس سے حاصل شدہ مال کا کیا کرے۔	۵۵۹	جو روپیہ عقد فاسد سے حاصل ہو اس کو امور خیر یا اپنے کسی مصرف میں خرچ نہیں کر سکتا۔
۵۵۵	مال حرام کے تصدق میں مساکین کا غیر اصول و فروع ہونا شرط نہیں۔		

۵۶۲	مشرکوں سے ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہئے۔	۵۵۹	قرض کی ادائیگی ناپاک روپے سے کی تو قرض دہندہ کے لئے وہ روپیہ پاک رہا یا نہیں۔
۵۶۳	مزارات طیبہ پر جو کچھ بطور ایصال ثواب پیش کیا جاتا ہے اس خدام سے بطور ہدیہ و شراء لینا جائز ہے۔	۵۵۹	ناپاک روپیہ دو قسم پر ہے۔
۵۶۳	چندہ کار و پیہ چندہ دینے والوں کی ملک رہتا ہے۔	۵۶۰	چندہ دے کر واپس لیا اس میں ایک روپیہ زائد آگیا اس کو کھالیا ہے اب کیا حکم ہے۔
۵۶۳	جس کام کے لئے چندہ دیا گیا ہے اس میں صرف نہ ہو تو اس کے لئے حکم شرعی کی تفصیل۔	۵۶۰	مجلس میلاد مبارک اعظم مندوبات سے ہے جبکہ بروجہ صحیح ہو۔
۵۶۳	وظیفہ مقرر ہونے کے باوجود قاضیوں کالوگوں سے زبردستی یا سگرنگڑا کر کچھ لینا کیسا ہے۔	۵۶۰	جو قوالی یہاں رائج ہے ناجائز ہے۔
۵۶۵	گورنمنٹ کی طرف سے محکمہ آبکاری میں ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں۔	۵۶۰	وعدہ خلائی پر قرآنی وعید۔
۵۶۵	شراب بنانا، بنوانا، پینچنا، بکوانا اور ہر طرح کا تعاون حرام ہے اور ایسے کام میں نوکری ناجائز ہے۔	۵۶۰	تائبہ رنڈی کا ناجائز کمائی سے بنوایا ہو امکان اس کو جائز ہے یا ناجائز۔
۵۶۶	ایک عورت پر جن آتا ہے جس کو وہ علانیہ دیکھتی ہے اور وہ عورت کو روپے نوٹ وغیرہ دے جاتا ہے وہ عورت ان نوٹوں کا کیا کرے۔	۵۶۱	ناپاک مال کو پاک کرنے کا حیلہ۔
۵۶۷	درخت تاڑ سے تاڑی نکال کر فروخت اور اس کی قیمت لینا ممنوع ہے۔	۵۶۲	حق موروثی قابل بیع نہیں، نہ اس پر کچھ لے سکتا ہے۔
۵۶۷	درزی لوگوں کے کپڑے سے تھوڑا سا بچا کر ٹوپیاں بنالیں تو ان کا خریدنا معصیت و حرام ہے۔	۵۶۲	جس کو قانون نے حق موروثی ٹھہرایا ہے وہ کوئی شرعی حق نہیں۔
۵۶۸	بیاج (سود) کو جائز کر لینے کا حیلہ کرنا مسلمان کی شان نہیں۔ البتہ بیاج سے نجات حاصل کرنے کا حیلہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے۔	۵۶۲	بت پر چڑھاوا چڑھانا کفر ہے۔
۵۶۸	حاکم نے اپنے محکوم سے قرض لیا، اس پر سود دیا، یا اپنے مطالبات سے کچھ چھوڑ دیا تو اس میں کیا حکم ہے۔	۵۶۲	اولیاء کو ایصال ثواب طریق اسلام ہے۔
۵۶۹	حرام سے جتنا بچ کے بچنا لازم ہے۔	۵۶۲	بت کا چڑھاوا پجاری سے مفت یا شرائطے تو اس کا لینا کیسا ہے۔

۵۷۶	جس چیز سے بعینہ اقامت معصیت ہو اس کا بیچنا جائز نہیں جیسے مزامیر۔	۵۶۹	بحالت اکراہ شرعی جس فعل ناجائز کی رخصت دی جاتی ہے رخصت دیں گے۔
۵۷۶	ایک قوم کھتری سے متعلق استفتاء۔	۵۶۹	تخویف واقعی کا اعتبار ہے نہ کہ نری دھمکی کا۔
۵۷۸	درہم کی مقدار۔	۵۷۰	امام نے ایک رنڈی کی نماز جنازہ پڑھادی اور ان کا دیا ہوا نذرانہ قبول کیا اس پر کیا حکم ہوگا۔
۵۷۸	سود لینے اور دینے والے کی مذمت حدیث سے۔	۵۷۱	جنتا واجبی خرچہ ہے مدعا علیہ جھوٹے مدعی سے لے سکتا ہے سچے مدعی سے لینا حرام ہے اور مدعی سچا ہو یا جھوٹا مدعا علیہ سے نہیں لے سکتا۔
۵۷۸	عورتوں کا بے پردہ پھرنا حرام، اور ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہیں تو دیوث ہیں۔	۵۷۱	بھنگی مسلمان ہوا مگر پیشہ ترک نہیں کیا اس کے ہاں دعوت پر جا کر کھانا شرعاً کیسا ہے۔
۵۷۹	حسد کار شیطان ہے۔	۵۷۳	پنڈت کو جو اناج پن میں ملتا ہے وہ جمع کر کے بازار کے بھاؤ سے کم پر فروخت کر دیتا ہے اس کا خریدنا جائز اور اس پر نیاز شریف بھی مباح ہے۔
۵۷۹	جس رسم میں خود کوئی شرعی برائی نہ ہو اس میں قوم کی موافقت کا حکم ہے۔	۵۷۳	روپے کا نوٹ پندرہ آنے کو بیچنا خریدنا مطلقاً جائز ہے۔
۵۸۰	حرام روپیہ کا مصرف اور اس کے پاک ہو جانے کی صورت۔	۵۷۳	ایفون کی تجارت اور خرید و فروخت کے بارے میں حکم شرعی۔
۵۸۰	طرفین سے شرط لگانا کیسا ہے اور اس میں جو مال جیتا اس کا کھانا کیسا ہے۔	۵۷۳	رشوت میں حاصل شدہ مال واپس کرنا یا معاف کرنا از قبیل محال ہو گیا ہو تو برات و توبہ کی کیا صورت ہوگی اور مال کس مصرف میں صرف کیا جائے۔
۵۸۱	چوگنی کی نوکری جائز ہے۔	۵۷۵	ایک گاڑی جانور کے بجائے انسان کھینچتا ہے مناسب معاوضہ کے بدلے اس پر سواری جائز ہے۔
۵۸۱	نوکر کا خلاف قرار داد کرنا غدر ہے اور غدر مطلقاً حرام۔	۵۷۶	حلال گوشت میں حرام ملا ہو تو اس کو خریدنا مطلقاً حرام، اگر متمیز ہو کہ یہ مکڑا حلال ہے اور یہ حرام ہے تو صرف حلال کو خریدنا جائز ہے۔
۵۸۱	کسی قانونی جرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلاوجہ ذلت و بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً جرم ہے۔	۵۷۶	بازاری عوت کے ہاتھ قیمتاً چیزیں فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

۵۸۱	طوائف نے حرام کمائی سے مکان خرید کر اس کی آمدنی مسجد کے نام لگا دی کیا اس کو مسجد کے اخراجات میں صرف کرنا جائز ہے۔	۵۸۱	جو نوید یا نبوت دیا جاتا ہے وہ قرض ہے اس کا ادا کرنا لازم ہے، اگر رہ گیا تو مطالبہ رہے گا۔
۵۸۲	ایک مکان اہل محلہ مسجد کی آمدنی کے لئے خریدنا چاہتے ہیں ایک شخص اس میں حارج ہے وہ خود خریدار ہے اس پر کیا حکم ہے اور مالک مکان کیا کرے۔	۵۸۲	بغیر اجازت مالک درخت سے مسواک کاٹنا، مٹی کا ڈھیلا لینا، چھتر سے تنکا کھینچنا کیسا ہے۔
۵۸۳	ناچنے گانے کا پیشہ ملعون اور حرام قطعی ہے اس کو حلال جاننا کفر ہے، اس سے حاصل ہونے والا مال حرام ہے۔	۵۸۳	جس کے پاس سودی کے ساتھ جائز آمدنی بھی ہے اس کے ہاں کھانا کیسا ہے۔
۵۸۳	بزرگان طریقت شیطان خصلت نہیں ہوتے۔	۵۸۳	چوری کا مال خود کھانا اور دوسروں کو کھلانا دونوں حرام ہیں۔
۵۸۳	دوران عدت نکاح ہوا، گواہوں کو جو روپے ملے وہ مسجد میں لگانا چاہتے ہیں، لئے جائیں یا نہیں۔	۵۸۳	مہاجن سے تجارت کے لئے سودی قرضہ لینا اور اس سے تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور اس کا نفع کیسا ہے۔
۵۸۴	کس کس ضرورت سے سودی قرض لینے کی اجازت ہے۔	۵۸۴	سود کھانے، کھلانے اور تعاون کرنے والوں پر لعنت۔
۵۸۴	عالم صاحب کو کھانا کھلانے اور فاتحہ دلانے کیلئے بلا یا واپسی پر کچھ ہدیہ دیا تو یہ لینا دینا کیسا ہے۔	۵۸۴	طوائف کی ناجائز آمدنی اور جلداد کا مصرف کیا ہو سکتا ہے، اس کے لئے وہ کس صورت میں جائز ہو سکتی ہے۔
۵۸۵	ایام موت کی دعوت قبول نہ کی جائے۔	۵۸۵	طوائف کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا یا جائز شئی کو کرایہ پر دینا جائز ہے مگر اس کے زر حرام سے اجرت یا قیمت میں لینا حرام ہے۔
۵۸۵	قرض حسنہ دے کر مانگنے کی ممانعت نہیں، ہاں مانگنے میں بیجا سختی نہ کرے۔	۵۸۵	طوائف کے کسب سے خرید کردہ جلداد کی آمدنی کو مصارف مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا کیسا ہے۔
۵۸۶	نادار مدیون کو قرض حسنہ کی صورت میں مہلت دینا فرض ہے۔	۵۸۶	چندہ کا اختیار چندہ دہندوں کو ہے جو یہ کہیں کہ ہمارا چندہ مساوی طور پر تمام مساجد میں تقسیم کیا جائے وہ مساوی تقسیم کیا جائے، اور جو یہ کہیں کہ بعض مساجد کو دیا جائے وہ بعض کو دیا جائے۔

۵۹۵	غیر مسلم کاملاً اس کی خوشی سے بلا عذر ملے تو حلال ہے۔	۵۹۰	طوائفیں کہتی ہیں کہ ہم نے کسب کے دام بدل کر مٹھائی خریدی ہے تو اس پر فاتحہ وغیرہ سب جائز ہے۔
۵۹۵	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین قریش کے ساتھ شرط لگائی اور جیتی۔	۵۹۱	عشرہ محرم میں تخت بنانا بے معنی اور فضول بات ہے، اس کے لئے چندہ لینا دینا ناجائز ہے۔
۵۹۶	جیلوں میں قیدیوں سے جو اشیاء تیار کرائی جاتی ہیں ان کا خریدنا اور استعمال کرنا کیسا ہے۔	۵۹۱	کافر اصلی کی نوکری جس میں کوئی غیر شرعی کام نہ کرنا پڑے جائز ہے۔
۵۹۷	رشتہ کی تعریف اور اس کا حکم۔	۵۹۱	دنیوی معاملہ پر کافر اصلی سے بات چیت کرنا اور کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا منع نہیں، نہ ہی اس سے کفر و فسق لازم آتا ہے۔
۵۹۷	تشیع لکڑی کی ہو یا پتھر کی، جائز ہے مگر بیش قیمت ہونا مکروہ اور سونے چاندی کی حرام ہے۔	۵۹۱	مرتد کی نوکری، اس سے بات چیت اور اس کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا منع ہے۔
۵۹۷	خطبہ جمعہ کے وقت سلام و کلام مطلقاً حرام ہے۔	۵۹۲	کافر کے عقیدہ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہو جائے گا۔
۵۹۷	کافروں کی فوج میں نوکری جائز ہے یا نہیں۔	۵۹۲	بغیر ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ ہے بلکہ یہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔
۵۹۷	ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے۔	۵۹۲	زنا کی کماٹی مثل معصوب حرام ہے، فرض ہے کہ تمام فقراء پر تصدق کر دے تب ہی اس کی توبہ مکمل ہوگی۔
۵۹۷	حدیث سے تائید۔	۵۹۲	مسئلہ کی تائید میں حوالہ جات۔
۵۹۸	قادیانی مرتد ہیں ان کے ساتھ خرید و فروخت اور بات چیت کی اجازت نہیں۔	۵۹۲	مال حرام سے بچنے اور اس سے سبکدوش ہونے کا طریقہ۔
۵۹۸	حج کو جانے کے لئے مسلمان کمپنی کے ہوتے ہوئے انگریز کمپنی جو کہ سودی معاملہ کرتی ہے کہ ذریعے سفر کرنا کیسا ہے اس سے متعلق چھ سوالات پر مشتمل استفتاء۔	۵۹۳	جان کے بیمہ کی صورت۔
۶۰۱	افیون کی تجارت دوا کے لئے جائز اور افیونی کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے۔	۵۹۵	جس کمپنی سے بیمہ کا معاملہ کیا گیا ہے اگر اس میں کوئی مسلمان شریک ہے تو یہ حرام قطعی ہے۔
		۵۹۵	بیمہ قمار یعنی جوا ہے۔

۶۰۵	تانبے اور پیتل وغیرہ کے زیور فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔	۶۰۱	زندگی کا بیمہ جائز ہے یا نہیں۔
۶۰۵	ذرائع کسب میں اساءت کی مثالیں۔	۶۰۱	بیمہ زندگی کی صورت
۶۰۵	اساءت کا حاصل مکروہ تنزیہی سے بڑھ کر ہے اور مکروہ تحریمی سے کمتر ہے۔	۶۰۱	بیمہ زندگی کا حکم شرعی۔
۶۰۶	جانب فعل میں ہر مرتبہ طلب کے مقابل جانب ترک میں ایک مرتبہ نہی ضرور ہے۔	۶۰۳	○ رسالہ خیر الامال فی حکم الکسب والسوال۔ (روپیہ کمنا کب فرض، کب مستحب، کب مکروہ، کب حرام، اور سوال کرنا کب جائز اور کب ناجائز ہے)
۶۰۶	فرض کے مقابل حرام، واجب کے مقابل مکروہ تحریمی، مندوب کے مقابل مکروہ تنزیہی اور سنت کے مقابل اساءت ہے۔	۶۰۳	کسب کے لئے ایک مبداء ہے یعنی وہ ذریعہ جس سے مال حاصل کیا جائے اور ایک غایت ہے یعنی وہ غرض کہ تحصیل مال سے مقصود ہو۔
۶۰۶	سنت کا رتبہ مندوب سے برتر اور واجب سے کمتر ہے۔	۶۰۳	کسب کے مبداء غایت دونوں میں احکام نہ گانہ جاری، اور دونوں کے اعتبار سے کسب پر احکام مختلفہ طاری ہیں۔
۶۰۷	ظہر، مغرب اور عشاء کے فرض پڑھ کر سنتوں سے پہلے بیع و شراء کا حکم شرعی۔	۶۰۴	نفس کسب بے لحاظ مبادی و غایات کوئی حکم خاص نہیں رکھتا۔
۶۰۷	طلوع فجر کے بعد نماز فجر سے پہلے خرید و فروخت کیسی ہے۔	۶۰۴	ذرائع کسب میں حرام کی مثالیں۔
۶۰۷	ذرائع کسب میں مکروہ تنزیہی کی مثالیں۔	۶۰۴	اذان جمعہ کے وقت تجارت مکروہ تحریمی ہے۔
۶۰۸	ذرائع کسب میں مباح کی مثالیں۔	۶۰۴	کب مکروہ تحریمہ پر حرمت کا اطلاق صحیح ہے۔
۶۰۸	ذرائع کسب میں مستحب کی مثالیں۔	۶۰۵	دوسرے کے سودے پر سودا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
۶۰۸	خدمت اولیاء و علماء کی نوکری مستحب ہے۔	۶۰۵	بیع من زید جائز ہے۔
۶۰۸	گھٹا، چوگی یا بندوبست کی نوکری کب مستحب ہے۔	۶۰۵	تلقی جلب اور شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
۶۰۸	ذرائع کسب میں سنت کی مثالیں۔	۶۰۵	نیچری وضع کے جوتے یا کپڑے سینا مکروہ تحریمی ہے۔

۶۱۱	کس قدر کھانا پینا اور لباس واجب ہے۔	۶۰۸	بدیہ احباب قبول کرنا اور عوض دینا سنت ہے۔
۶۱۲	غایات کسب میں سنت کی مثالیں۔	۶۰۹	افضل واعلیٰ کسب مسنون سلطان اسلام کے زیر نشان جہاد شرعی ہے۔
۶۱۲	غایات کسب میں مستحب کی مثالیں۔	۶۰۹	جہاد کی فضیلت و اہمیت
۶۱۳	غایات کسب میں مباح کی مثالیں۔	۶۱۰	انواع کسب میں بہترین جہاد، پھر تجارت، پھر کاشتکاری، پھر صنعت ہے۔
۶۱۳	غایات کسب میں مکروہ تنزیہی کی مثالیں۔	۶۱۰	ذرائع کسب میں واجب و فرض کی مثالیں۔
۶۱۳	غایات کسب میں اسات کی مثالیں۔	۶۱۰	عطیہ والدین قبول کرنا کسب واجب اور کسب فرض ہے۔
۶۱۳	غایات کسب میں مکروہ تحریمی کی مثالیں۔	۶۱۰	عہدہ قضاء قبول کرنا کسب فرض، کسب مکروہ اور کسب حرام ہے۔
۶۱۶	غایات کسب میں حرام کی مثالیں۔	۶۱۰	غایات کسب میں فرض کی مثالیں۔
۶۱۶	احکام کسب	۶۱۰	کس قدر خورد و نوش اور لباس فرض ہے۔
۶۱۷	فرض و واجب میں طلب جازم اور سنت و مستحب میں غیر جازم ہے۔	۶۱۱	کفایت اہل و عیال اور ادائے دیون و نفقات مفروضہ فرض ہے۔
۶۱۷	مکروہ تنزیہی سے نبی ارشادی اور مکروہ تحریمی و حرام سے حتمی ہے۔	۶۱۱	فرض سے بری الذمہ ہونا فرض ہے۔
۶۱۷	مباح نبی و طلب دونوں سے خالی ہے۔	۶۱۱	مقدمہ فرض بھی فرض ہوتا ہے۔
۶۱۷	سبب و غرض دونوں اقسام تسعہ سے ایک ہی قسم کے ہوں تو کسب پر بھی وہی حکم ہوگا اور اگر مختلف اقسام سے ہوں تو پھر تین صورتیں ہیں۔	۶۱۱	زوجہ کا کفن و دفن شوہر پر فرض ہے۔
۶۱۸	حرام کا ترک فرض اور فرض کا ترک حرام ہے۔	۶۱۱	عزیز و اقارب کا کفن و دفن کسب فرض ہے۔
۶۱۸	بعض فرض بعض دیگر سے اعظم و اکمل ہوتے ہیں اور بعض حرام، بعض دیگر سے اشنع و اشد ہوتے ہیں۔	۶۱۱	ہر مسلمان کا کفن و دفن مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔
۶۱۸	شرع میں مامورات کی نسبت منہیات کا اعتناء شدید تر ہے۔	۶۱۱	اور جب ایک شخص میں منحصر ہو جائے تو فرض عین ہو جاتا ہے۔
۶۱۸	جب طلب و نبی میں سب وجوہ سے تساوی قوت ثابت ہو تو حکم کسب میں جانب نبی کو ترجیح ہوگی اور اگر دونوں کی قوت کم و بیش ہو تو اقویٰ کا اتباع ہوگا۔	۶۱۱	غایات کسب میں واجب کی مثالیں۔

۱۷۵	مزدور اوقات مزدوری میں نقلی نماز ادا نہ کرے۔	۶۱۹	خوک و غمر کی حرمت مال غیر بے اذن غیر لینے کی حرمت سے زائد ہے اور سدر متق و دفع جوع قاتل و عطش مہلک کی فرضیت ان سب سے اقویٰ ہے لہذا حالت مخمضہ میں ان اشیاء کا تناول اسی قدر جس سے ہلاکت دفع ہو لازم ہوا۔
۲۹۳	مغنیات کی بیع و شراء ممنوع ہے۔	۶۱۹	اگر مضطر کچھ نہیں پاتا مگر یہ کہ کسی انسان کا ہاتھ کاٹ کر کھائے تو حلال نہیں اگرچہ اس شخص نے اجازت بھی دی ہو کہ حرمت انسان اس فرض یعنی دفع ہلاک سے اقویٰ ہے۔
۳۸۰	علماء اور نعت خوانوں کی نقدی وغیرہ میں جو خدمت کی جاتی ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔	۶۱۹	احکام کسب سے متعلق تحقیق جمیل و مضبوط جمیل پر مشتمل تقریر منیر مصنف علیہ الرحمۃ کی اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گی۔
۴۰۰	اردو اخبارات ردی میں فروخت کر دینا کیسا ہے۔	۶۱۹	مسئلہ سوال کے حکم کی وضاحت
۶۰۴	اذان جمعہ کے وقت تجارت مکروہ تحریمی ہے۔	۶۱۹	غرض ضروری نہ ہو یا ضروری ہو مگر بغیر سوال کے کسی طریقہ حلال سے دفع ہو سکتی ہے تو سوال کرنا حرام ہے۔
۶۰۵	دوسرے کے سودے پر سودا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔	۶۲۰	جسے سوال کرنا حرام ہو اس کو دینا بھی ناجائز کہ یہ کسب حرام کا مؤید ہوتا ہے۔
۶۰۵	بیع منہ بزد جائز ہے۔	۶۲۰	سوال حلال ہونے کی صورتیں۔
۶۰۵	تلقی جلب اور شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔	ضمیمہ کسب و حصول مال	
۶۰۵	نیچری وضع کے جوتے یا کپڑے سینا مکروہ تحریمی ہے۔	۹۵	کیسی عورت سے معمولی خدمت لینا جائز ہے۔
۶۰۵	تانبے اور پیتل وغیرہ کے زیور فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔	۱۰۶	تھیٹر کاروپہ کہ تماشہ کی اجرت ہے قطعی حرام ہے۔
۶۰۷	ظہر، مغرب اور عشاء کے فرض پڑھ کر سنتوں سے پہلے بیع و شراء کا حکم شرعی۔	۱۱۵	بزرگان دین کی نذر و نیاز کے لئے ہندوؤں کی بنائی ہوئی شیرینی خریدنا کیسا ہے۔

۶۰۷	طلوع فجر کے بعد نماز فجر سے پہلے خرید و فروخت کیسی ہے۔	۶۰۷	جو علم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ترکہ میں چھوڑا وہ محمود ہے ورنہ مذموم و بدیالغو و فضول یاد نیا کا کام ہے۔
۶۰۸	خدمت اولیاء و علماء کی نوکری مستحب ہے۔	۶۰۸	عالم و مولوی کسلانے کا مستحق کون ہے۔
۶۰۸	گھاٹ، چوگی یا بندوبست کی نوکری کب مستحب ہے۔	۶۰۸	فلسفی و نجومی عالم کسلانے کے مستحق نہیں۔
۶۰۸	ہدیہ احباب قبول کرنا اور عوض دینا سنت ہے۔	۶۰۸	اگر کوئی شخص علماء شہر کے لئے وصیت کر جائے تو کون سے علماء اس میں داخل اور کون سے خارج ہوں گے۔
۶۱۰	عطیہ والدین قبول کرنا کب واجب اور کب فرض ہے۔	۶۲۸	مصدق فضائل صرف علوم دینیہ ہیں۔
۷۲۳	مجلس خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اجرت ناجائز و حرام ہے۔	۶۲۸	جو فنون علوم دینیہ کے لئے آلات و وسائل ہیں وہ بھی مورد فضائل ہیں۔
۷۲۳	طاعت و عبادت پر فیس لینا حرام ہے۔	۶۲۸	علم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترکہ ہے نہ کہ وہ جو کفار یونان کا پس خوردہ ہے۔
۷۲۵	شعر خوانی و زمزمہ سنجی کی فیس لینا محض حرام ہے۔	۶۲۹	علم تین ہیں: قرآن، حدیث یا وہ چیز جو وجوب عمل میں ان کے ہمسر ہو اور ان کے سوا جو کچھ ہے سب فضول ہے (حدیث)
۶۲۳	علم و تعلیم (عالم، متعلم، مفتی، واعظ، افتاء، کتابت، تقلید، علوم و فنون، تعلیم گاہ)	۶۳۰	حدیث کی تشریح اشعۃ المبعات کے حوالے سے۔
۶۲۳	حدیث "طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة" میں کون سا علم مراد ہے۔	۶۳۰	خلاصہ حدیث بزبان امام شافعی علیہ الرحمہ۔
۶۲۳	کون سے علوم کا یکہنا فرض عین ہے۔	۶۳۱	تعلیم و تعلم فنون عقلیہ جائز ہے یا نہیں۔
۶۲۶	کچھ علوم فرض کفایہ یا واجب یا سنت یا مستحب ہیں۔	۶۳۱	نفس منطق ایک علم آلی ہے اس کے اصل مسائل یکھنے میں اصلاً حرج شرعی نہیں۔
۶۲۶	فضیلت و ترغیب والے علوم کا ضابطہ۔	۶۳۱	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صرف و نحو، معانی و بیان وغیرہ کے محتاج نہ تھے۔
۶۲۶	علماء و ارث انبیاء ہیں۔	۶۳۱	جو کوئی علم منطق سے نا آشنا ہے اس کے علوم ناقابل اعتبار و نا قابل اعتماد ہیں۔

۶۳۷	شاگرد کے ذمے استاد کے حقوق کس قدر ہیں، استاد کے احکام کی نافرمانی میں شاگرد کی نسبت کیا حکم ہے، شاگرد نات کا پردہ استاد سے بعد بلوغ ہو نا چاہئے یا قبل بلوغ بھی۔	۶۳۲	منطق کے مقدمات قواعد اسلامیہ ہیں۔
۶۳۸	استاد کا حق ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم ہے۔	۶۳۲	امام غزالی علیہ الرحمہ نے منطق کا نام معیار العلوم رکھا ہے۔
۶۳۸	عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استاذ علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔	۶۳۲	علم آلی سے بقدر آیت اشتغال چاہئے۔
۶۳۹	جس سے اس کے استاد کو اذیت پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا۔	۶۳۲	بہت سے اجزاء حکمت و فلسفہ شریعت مطہرہ سے مضادات نہیں رکھتے بلکہ ان میں بعض بلا واسطہ اور بعض بالواسطہ امور دینیہ میں نافع و معین ہیں۔
۶۴۰	تقلید امام دیگر وقت ضرورت صحیحہ چند شرائط کے ساتھ بالاتفاق جائز ہے۔	۶۳۳	علم زیجات و توقیت کے فوائد اور احکام شرع میں ان کے منافع۔
۶۴۰	امام شافعی علیہ الرحمہ نے نماز فجر مزار امام اعظم پر پڑھی تو ادباً و عاقبتاً قنوت نہ پڑھی۔	۶۳۳	علوم عقلیہ کے تعلیم و تعلم کو مطلقاً ناجائز بنانا اور بعض مسائل صحیحہ مفیدہ عقلیہ پر اشتہال کے باعث توضیح تلوح جیسی کتب جلیلہ عظیمہ دینیہ کے پڑھانے سے منع کرنا جہالت شدیدہ و سفاہت بعیدہ ہے۔
۶۴۱	زن مفقود کو چار سال کے بعد امام مالک علیہ الرحمۃ جو اجازت نکاح دیتے ہیں اس کا مطلب۔	۶۳۴	کفریات فلاسفہ۔
۶۴۱	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا ٹوٹ جانا ائمہ اربعہ میں سے کسی کا مذہب نہیں۔	۶۳۵	علوم عقلیہ و فلسفیہ پڑھنے اور پڑھانے والے کے لئے شرائط۔
۶۴۲	حفظ قرآن فرض کفایہ، سنت صحابہ و تابعین اور عمدہ قربات میں سے ہے۔	۶۳۶	فلسفہ کی کتب کو درس نظامی میں کیوں شامل کیا گیا۔
۶۴۳	قاری قرآن کے فضائل۔	۶۳۶	منطق بلاشبہ مفید و کارآمد اور اکثر جگہ محتاج الیہ۔
۶۴۵	قرآن مجید بھول جانے پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔	۶۳۷	کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھالی پھر دیکھا کہ اس کا کرنا بہتر ہے تو وہ کام کر لے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔
	علم دین کس قدر فرض ہے۔ ۶۳۷		

۶۵۳	حدیث اول	۶۳۸	فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہونے والے کی مذمت۔
۶۵۵	عبدالوہاب مٹروک ہے۔	۶۳۸	عالم یا حافظ کو بلا قصور بدنام کرنے والا اور خود کو لوگوں کے سامنے عالم اور نیک ظاہر کرنے والا کیسا ہے۔
۶۵۵	حدیث دوم	۶۳۹	علماء حق کی تحقیر معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔
۶۵۵	حدیث سوم	۶۳۹	تین شخصوں کے حق کو ہلکانہ جانے کا مگر کھلا منافق۔
۶۵۶	جعفر بن نصر ثقہ راویوں سے باطل روایات نقل کرتا ہے۔	۶۳۹	بلا وجہ شرعی کسی سنی المذہب کو برا کہنا یا اس کی تحقیر کرنا جائز نہیں۔
۶۵۶	حفص قاری، حفص بن سلیمان ابوداؤد قرأت کے امام ہیں۔	۶۳۹	مسلمان کی ناحق ایذا اور رسول کی ایذا ہے۔
۶۵۶	حفص بن غیاث حدیث کے امام، ثقہ، فقیہ اور حدیث کی چھ کتابوں کے راویوں میں سے ہیں۔	۶۳۹	ہر ایک کو برا وہی کہے گا جو خود نہایت برا اور بدتر ہوگا۔
۶۵۶	لیث صدوق ہے، مسلم و سنن اربعہ اور تعلیقات بخاری کے رواۃ میں سے ہے۔	۶۵۰	اپنے آپ کو بہتر سمجھنا تکبر ہے اور متکبرین کا ٹھکانا جہنم ہے۔
۶۵۷	لیث کی جرح و تعدیل سے متعلق ائمہ حدیث کے مختلف اقوال۔	۶۵۰	جس عبارت میں صرف لفظ مکروہ ہو اس سے کیا ارادہ لیا جائے گا، تحریم یا تنزیہ۔
۶۵۷	ابن خراش کے بارے میں ائمہ حدیث کے اقوال۔	۶۵۱	جو شخص عالم و حافظ ہو کر اپنے لڑکے کو انگریزی تعلیم دلوائے اور دینی علم سے محروم رکھے اور اپنی لڑکیوں کے نکاح غیر شرع سے کرے حشر کے دن اس سے ضرور باز پرس ہوگی۔
۶۵۸	احمد بن فرات امام، حافظ، ثقہ، فقیہ اور حجت ہے۔	۶۵۲	بوقت ضرورت بقدر حاجت تنبیہ، اصلاح اور نصیحت کے لئے بلا تفریق اجرت و عدم اجرت استاد کا شاگرد بنی سزا دینا جائز ہے مگر یہ سزا لکڑی کے بجائے ہاتھ سے ہونی چاہئے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پٹائی نہیں ہونی چاہئے۔
۶۵۹	محمد بن ابراہیم میں توقف پایا جاتا ہے، اس کے بارے میں اقوال ائمہ۔	۶۵۳	عورتوں کو لکھنا کھانا شرعاً کیسا ہے۔
		۶۵۳	عورتوں کو لکھائی سکھلانے کی ممانعت سے متعلق احادیث کریمہ۔

۶۷۹	ایک بد عقیدہ جاہل واعظ کا وعظ سننے سے متعلق استفتاء۔	۶۶۰	واضح سبب کے بغیر جرح مقبول نہیں۔
۶۸۰	جاہل کا وعظ کہنا حرام اور اس کو سننا بھی حرام ہے۔	۶۶۰	محدثین جب کہیں "فلان کذاب" تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔
۶۸۰	الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا باجماع مسلمانین جائز و مستحب ہے، اس پر دلائل۔	۶۶۱	محمد بن ابراہیم کے فضائل
۶۸۰	تقویت الایمان سخت بد دینی و ضلالت کی کتاب ہے۔	۶۶۲	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام علوم کسی شخصیت میں جمع نہیں ہو سکتے۔
۶۸۰	کس طرح سے استنجا کرنا روزہ کو توڑ دیتا ہے۔	۶۶۳	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر ائمہ حدیث واقدی کے مخالف کیوں ہوئے۔
۶۸۱	عالم دین سنی المذہب جو اپنے شہر کے اہل علم میں علم ہو وہ ضرور ان کا حاکم شرعی ہے۔	۶۶۳	عقیل ثقہ، حافظ اور جت ہے۔
۶۸۱	نبی عن المنکر اپنی شرائط کے ساتھ ضرور فرض ہے مگر وہ زجر و تنبیہ میں منحصر نہیں۔	۶۶۳	ابن مریم ثقہ، ثبت اور فقیہ ہے۔
۶۸۱	دعوت کھانی فی نفہ حلال ہے جب تک معلوم و متحقق نہ ہو کہ جو کھانا ہمارے سامنے آیا ہے بیعہ حرام ہے۔	۶۶۳	نافع بن عبد ربیع ثقہ اور عابد ہے۔
۶۸۱	عوام کو علمائے دین کی شان میں حسن ظن و حسن عقیدت لازم ہے۔	۶۶۳	معرفت تامہ اور ورع تام کے بغیر اسماء الرجال میں کلام کرنا جائز نہیں۔
۶۸۲	وباہیوں کے پاس اپنے بچوں کو پڑھانا حرام ہے۔	۶۶۹	حدیث ضعیف پر مقام احتیاط میں عمل کیا جاتا ہے۔
۶۸۲	غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا حماقت ہے۔	۶۷۱	ابراہیم بن مہدی مصیعی کیسار اوی ہے۔
۶۸۲	نخن پروری یعنی دانستہ باطل پر اصرار و مکابرہ ایک کبیرہ، عبارات علماء میں کچھ الفاظ اپنی طرف سے الحاق کر کے ان پر افتراء دوسرا کبیرہ، علماء کو اساتذہ کو دھوکا دینا تیسرا کبیرہ ہے۔	۶۷۵	بارہ اختلاف زمانہ سے حکم بدل جاتا ہے، اس کی کچھ مثالیں۔
		۶۷۸،	قرآن شریف کا ترجمہ اس طرح پر کرنا نیچے ترجمہ میں محذوفات اور مطالب وغیرہ خطوط ہلالی بنا کر لکھ دیئے جائیں، جائز ہے یا ناجائز

۶۸۸	جو خود صحیح خواں نہ ہو اس کو جائز نہیں کہ اوروں کو پڑھائے۔	۶۸۲	مسئلہ کی تائید قرآنی آیات سے۔
۶۸۸	قرآن مجید کا احترام نہ کرنے والے معلم سے پڑھنا حرام۔	۶۸۳	سند علم کوئی چیز نہیں، علم ہونا چاہئے، اور علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا۔
۶۸۸	جمعہ وعیدین کے خطبہ میں ساتھ ساتھ ترجمہ پڑھنا خلاف سنت ہے۔	۶۸۳	جو علم سے عاری ہو اس کے فتویٰ پر عمل جائز نہیں۔
۶۸۹	عالم پر زبانی بیان حکم فرض ہے لکھ کر دینا ضروری نہیں۔	۶۸۳	بغیر علم کے فتویٰ دینے والے کی مذمت میں احادیث کریمہ۔
۶۹۰	لڑکیوں کا غیر مردوں کے سامنے خوش الحانی سے نظم پڑھنا حرام ہے۔	۶۸۳	علی گڑھ یونیورسٹی میں تعلیم و تعلم اور اس کی اعانت سے متعلق چار سوالات پر مشتمل استفتاء۔
۶۹۰	بچیوں کو کتابت سکھانا اور عاشقانہ نظمیں پڑھانا ممنوع ہے۔	۶۸۵	قرآن مجید بعینہ محفوظ ہے اس میں کسی قسم کے دخل بشری سے ایک نقطہ کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔
۶۹۰	کوئی شخص کہے کہ میں در مختار کو حدیث کے سامنے نہیں مانتا تو اس کا کیا جواب ہے۔	۶۸۵	غیر نبی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔
۶۹۰	جاہل کو عالم مان لینا جہل ہے اور اس کا انجام ضلالت ہے۔	۶۸۵	عقائد اہل سنت و جماعت کا بیان۔
۶۹۰	لزوم مناظرہ کی شرائط کا ذکر۔	۶۸۵	عقائد شیعہ کا بیان۔
۶۹۱	علم حدیث، تفسیر، اصول اور فقہ کے بغیر فتویٰ دینے والا مجرم ہے۔	۶۸۶	رندی کو قرآن مجید پڑھانا کیسا ہے۔
۶۹۱	عورتوں کو لکھنا سکھانا منع ہے۔	۶۸۶	عالم بے عمل اور جاہل باعمل میں سے کون افضل ہے۔
۶۹۲	حضرت لقمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکتب میں ایک لڑکی کو تعلیم دلاتے دیکھ کر فرمایا یہ تلوار کس کے لئے صیقل کی جارہی ہے۔	۶۸۷	جاہل بوجہ جہل اپنی عبادت میں سوگناہ کر لیتا ہے اور ان کو گناہ بھی نہیں سمجھتا۔
۶۹۲	غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے۔	۶۸۷	عالم دین کا ہاتھ رب العزت کے دست قدرت میں ہے۔
۶۹۲	عمران بن حطان رقاشی کا قصہ۔	۶۸۷	مسلمان بچیوں کو تعلیم دلوانے کے بارے میں فتویٰ۔
		۶۸۷	فرض عین کا علم حاصل کرنا فرض عین، فرض کفایہ کا فرض کفایہ، واجب کا واجب اور مستحب کا مستحب ہے۔

۷۰۰	علم تکبیر علم جفر سے جدا و سرافن ہے۔	۶۹۲	کافرہ عورت سے مسلمان عورت کو پردہ لازم ہے۔
۷۰۰	طلسم و نیر نجات سراسر ناجائز ہیں۔	۶۹۲	بہشتی زیور وغیرہ جیسی کتابیں پڑھنا پڑھانا حرام ہے۔
۷۰۰	نیرنج شعبہ ہے اور شعبہ حرام ہے۔	۶۹۳	بے ضرورت محض فخر و حسن کی بناء پر دوسرا مدرسہ قائم کیا ہے تاکہ پہلا بند ہو جائے کیا وہ مسجد ضرار کی طرح ہے۔
۷۰۰	طلسم تصاویر سے خالی نہیں اور تصویر حرام ہے۔	۶۹۳	ایک شخص منکر قیامت و جمعہ ہے تعلیم جدید میں ترقی پسند اور تعلیم دین میں تنزل پسند ہے۔ اس کے قائم کردہ دینی مدرسہ میں تعلیم و تعلم کے بارے میں کیا حکم ہے۔
۷۰۱	پیر و استاد علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے۔	۶۹۳	کتب فقہاء کرام کا منکر گمراہ ہے۔
۷۰۲	والد کی رضامندی کے بغیر دوسرے شہر میں علم دین حاصل کرنے کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں۔	۶۹۳	حل او اطاعت کا قائل کافر ہے۔
۷۰۳	ماں باپ محتاج ہوں ان کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو بیٹے کو سفر پر نہیں جانا چاہئے۔	۶۹۵	علم نجوم و جفر و طلسم وغیرہ سے متعلق ایک طویل استفتاء۔
۷۰۴	بیٹے کو سفر سے روکنا باپ پر کس صورت میں لازم ہے۔	۶۹۷	جفر ایک نہایت نفیس فن اور حضرات اہلبیت علیہم الرضوان کا علم ہے۔
۷۰۵	مفسد کا دفاع مصالح کے حصول سے زیادہ اہم ہے۔	۶۹۸	کتاب "جفر جامع" میں امام جعفر صادق علیہ الرحمہ نے ماکان و مایکون تحریر فرمادیا۔
۷۰۵	علم طب کے استاد اور علم حساب کے استاد میں سے کس کو افضلیت حاصل ہے۔	۶۹۸	علم جفر میں لکھی گئی تصانیف اسلاف کا ذکر۔
۷۰۵	ماں باپ تحصیل علم دین سے منع کریں تو کیا کرنا چاہئے۔	۶۹۸	نجوم کے دو ٹکڑے ہیں: علم اور فن تاثیر۔
۷۰۶	تعلیم انگریزی و ہندی مسلمان کو جائز ہے یا نہیں۔	۶۹۸	علم نجوم سے متعلق قرآن مجید سے استنباط۔
۷۰۶	فلسفہ قدیمہ و جدیدہ کے خلاف اسلامی عقائد کا بیان۔	۶۹۹	نجوم کا فن تاثیر باطل ہے۔
۷۰۶	علوم دینیہ کے بعد علوم آلیہ یکھنے کی ممانعت نہیں۔	۶۹۹	حرکات فلکیہ مثل حرکات نبض علامات ہیں۔
۷۰۶	نفس زبان یکھنا کوئی حرج نہیں رکھتا۔	۶۹۹	قرآن مجید سے تائید۔
		۷۰۰	نبض کا اختلاف اعتدال سے طبیعت کے انحراف پر دلیل ہے۔

۷۱۱	بد مذہب استاد کا صحیح المذہب شاگرد پر کیا حق ہے۔	۷۰۶	جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت کبیرہ ہے۔
۷۱۲	بڑا بھائی والد کے مشابہ ہے۔	۷۰۷	جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتویٰ دے۔
۷۱۳	استاد کا انکار کفرانِ نعمت ہے۔	۷۰۷	سنی عالم دین کی تعظیم باعث اجر عظیم و رضائے خدا ہے۔
۷۱۳	کفرانِ نعمت موجب سزا و عقوبت ہے۔	۷۰۷	مفتی فتویٰ دینے کا ذمہ دار ہے یا وہ جو اس پر عمل کرے۔
۷۱۳	علماء و مشائخ پر اعتراض کا عوام کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔	۷۰۸	کتب و بیانات کی طالب علم کو تعلیم دینے سے کسی مدرس کو منع کرنے والوں کا کیا حکم ہے۔
۷۱۳	نذیر احمد کا نہ ترجمہ قرآن صحیح ہے نہ ایمان، وہ منکر خدا تھا۔	۷۰۸	کسی نااہل کو اس کی قابلیت سے باہر علم سکھانا اس کو فتنہ میں ڈالنا ہے۔
۷۱۳	معلم اپنے احباب کے ساتھ تخت پر بیٹھتا ہے اور شاگرد قرآن مجید لے کر نیچے، تویہ سب گستاخ ہیں۔	۷۰۹	جاہلوں کو حاکم شرع بنانا حرام ہے۔
۷۱۳	قرآن شریف میں عربی عبارات کے نیچے ترجمہ و شان نزول و قصص کا لکھنا جائز ہے۔	۷۰۹	ظالموں کی تعظیم حرام ہے۔
۷۱۳	جن فنون و کتب میں انکار وجود آسمان و گردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو ان کو پڑھنا حرام ہے۔	۷۰۹	عالمان دینی کی اہانت کفر ہے۔
۷۱۵	انگریزی اور جائز فنون نوکری کے لئے پڑھنا جائز ہے۔	۷۱۰	عالمان دین سے بلاوجہ بغض رکھنے میں خوف کفر ہے۔
۷۱۵	دیوبندی کا وعظ سننا، اس سے فتویٰ لینا، میل جول رکھنا جائز نہیں۔	۷۱۰	علماء کے پیچھے نماز سے منع کرنا اور جاہلوں کو امام بنانا حکم شریعت کا بدلنا ہے۔
۷۱۵	مسئلہ دریافت کرنے پر عالم کی خفگی کیسی ہے۔	۷۱۰	عالم کا یہ کہنا کہ میں نے مسئلہ صحیح بتایا تھا یا غلط مجھ کو یاد نہیں کسی اور سے پوچھ لو، درست ہے یا نہیں۔
۷۱۵	عالم کی خفگی پر بد دل ہو کر ترک عمل کیسا ہے۔	۷۱۰	کسی عالم سے پوچھا کہ آپ مسئلہ صحیح و غلط بھی بیان کرتے ہیں، اس پر اس کا جواب دینا کہ ہاں، درست ہے یا نہیں۔
۷۱۶	عالم کی خطا گیری اور اس پر اعتراض حرام ہے۔	۷۱۱	فتویٰ کے لئے سند حاصل کرنا ضروری نہیں، البتہ باقاعدہ تعلیم پانا ضروری ہے۔

۴۹۲	مرجوع پر فتویٰ کا حکم جہل و خرق اجماع ہے۔	۷۱۶	بے علم فتویٰ دینے والا لعنتی ہے۔
۵۳۳	ذی علم مسلمان اگر بیت ردّ نصاریٰ انگریزی پڑھے تو اجر پائے گا۔	۷۱۶	علمائے دین کی توہین کرنے والے منافق ہیں۔
۵۳۳	حساب، اقلیدس اور جغرافیہ وغیرہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں۔	۷۱۷	تفریق جماعت و ترک جماعت دونوں حرام ہیں۔
۵۳۳	جو چیز اپنا دین و علم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے۔	۷۱۷	وعظ کہنا عالم کا منصب ہے، جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں۔
۵۳۳	وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ درج ہیں ان کا پڑھنا روا نہیں۔	۷۱۷	کسی نے غلط مسئلہ بیان کیا اور دوسرے نے بغرض اصلاح سوال کیا تو یہ بے جا نہیں۔
۷۲۴	کتاب و قاری کا نیچے اور کافروں کا چھجوں پر ہونا سخت بے تعظیمی ہے۔	۷۱۸	علماء و سادات کو رب العزت نے اعزاز و امتیاز بخشا ہے تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا امتثال ہے۔
۷۲۶	اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب لکھنا گناہ ہے۔	۷۱۸	حفظ مراتب کو ملحوظ رکھنے سے متعلق احادیث کریمہ
۷۲۷	جاہل کو وعظ گوئی گناہ ہے۔	۷۱۸	علماء و سادات کو ممنوع ہے کہ اپنے لئے امتیاز چاہیں۔
۷۳۲	بے اصل و باطل روایات کا پڑھنا سننا حرام و گناہ ہے۔	۷۱۹	کسی شخص کالوگوں سے اپنے لئے طالب قیام ہونا مکروہ اور لوگوں کا معظم دینی کے لئے قیام مندوب ہے۔
	بے خواندہ و بے اجازت اساتذہ تفسیر و حدیث بطور وعظ بیان کرنا اور سننا حرام ہے۔	۷۲۰	کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔
۷۳۴	روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام اور سننا بھی حرام۔		ضمیمہ علم و تعلیم
	محاسن و محافل (میلااد شریف، گیارہویں شریف، مرثیے، ذکر شہادت وغیرہ)	۱۷۰	جہاں عوارض ظاہرہ ہوں مجرد عوارض خفیہ قلبیہ کی بنا پر مادہ خاصہ میں حکم دینا اساءۃ ظن بالمسلمین ہے۔
۷۲۱	امردوں سے مجالس میلاد پڑھوانا درست ہے یا نہیں۔	۳۴۱	فتاویٰ برہنہ معتبر کتابوں میں معدود نہیں۔
۷۲۱	وہ کونسی حالتیں ہیں جن کے سبب سے مولود کا پڑھنا سننا ناجائز ہو جاتا ہے۔	۳۷۸	جو کافی علم نہ رکھتا ہو اسے وعظ کہنا حرام ہے۔
۷۲۱	عورت کے ساتھ دو اور امر دے کے ساتھ ستر شیطان ہوتے ہیں۔	۳۸۲	روزانہ دو پارے تلاوت کرنا افضل ہے یا ترجمہ کے ساتھ پارے کا ایک ربیع۔
		۳۸۲	قرآن پاک کا کون سا ترجمہ پڑھنا چاہئے۔

۷۲۱	امرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔	۷۲۱	اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب لکھنا گناہ ہے۔
۷۲۲	اباحت سماع کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ان میں کوئی امر نہ ہو۔	۷۲۷	جاہل کو وعظ گوئی گناہ ہے۔
۷۲۲	دس خرابیوں پر مشتمل مجلس میلاد کے بارے میں استفتاء۔	۷۲۸	جاہل کا پیر بننا حرام و ناجائز ہے۔
۷۲۲	اہل ہنود میلاد میں چندہ دیں تو لینا چاہئے یا نہیں۔	۷۲۹	مشرکوں کی تعریف کرنا اور انہیں مسلمانوں پر ترجیح دینا سخت ناپسندیدہ ہے۔
۷۲۳	دینی بات میں مشرکوں سے مدد لینا اور دینی کام کا دار و مدار ان کی اجازت پر رکھنا حرام ہے۔	۷۲۹	قیام بوقت میلاد شریف سنت ہے یا مباح، اور اس پر حرف زنی درست ہے یا نہیں۔
۷۲۴	حقوق عامہ میں دست اندازی ناجائز ہے۔	۷۳۰	ذکر میلاد شریف کے وقت جیسا کہ آج کل قیام کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔
۷۲۴	راستہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	۷۳۲	خوش الحان چھو کروں سے محفل میلاد میں فارسی وارد وغریلیں اور اشعار گانے کی طرز پر پڑھنا ممنوع ہے۔
۷۲۴	کتاب وقاری کا نیچے اور کافروں کا چھجوں پر ہونا سخت بے تعظیمی ہے۔	۷۳۲	بے اصل و باطل روایات کا پڑھنا سننا حرام و گناہ ہے۔
۷۲۴	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد نبوی میں منبر بچھا یا جاتا۔	۷۳۳	بے خواندہ و بے اجازت اساتذہ تفسیر و حدیث بطور وعظ بیان کرنا اور سننا حرام ہے۔
۷۲۴	مجلس خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اجرت ناجائز و حرام ہے۔	۷۳۳	ایسے شخص کو برسر منبر میلاد پڑھنا جو تارک صلوٰۃ شراب خمر، داڑھی کترا اور داڑھی والوں کا مذاق اڑاتا ہو کیسا ہے اور سننے والے گنہگار ہیں یا نہیں۔
۷۲۴	ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجل عبادات سے ہے۔	۷۳۴	روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام اور سننا بھی حرام۔
۷۲۴	طاعت و عبادت پر فیس لینا حرام ہے۔	۷۳۴	لوگوں کو اچھائی کی طرف بلانے والے کا اجر اور برائی کی طرف بلانے والے کا وبال۔
۷۲۵	شعر خوانی و زمزمہ سنجی کی فیس لینا محض حرام ہے۔	۷۳۵	ذکر شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام با وضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز ہے جبکہ استخفاف کی نیت نہ ہو۔
۷۲۶	فاسق کو امام بنانے والے گنہگار ہیں۔	۷۲۶	

۷۴۴	مجلس میلاد و شب برات میں حلوہ تقسیم کرنا، خوشی منانا، آتشبازی چھوڑنا، دن مقرر کرنا اور قیام کرنا کیسا ہے۔	۷۳۵	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمہ وقت ذکر الہی کرتے تھے۔
۷۴۴	میلاد شریف کی محفل میں لوگوں کا وجد میں آکر ہاتھ پاؤں مارنا کیسا ہے۔	۷۳۶	یہ کلمہ ملعونہ کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں کفر ہے۔
۷۴۵	وجد کی تین صورتیں ہیں۔	۷۳۶	بے نمازی مسلمان کے گھر میلاد شریف کی مجلس میں شرکت کرنا کیسا ہے۔
۷۴۵	مجلس ذکر شہادت اور تجدید سرور و غم روا ہے یا نہیں۔	۷۳۷	جس کے بارے میں مشہور ہو کہ وہ حرام کار ہے اس سے میلاد پڑھوانا اور چوکی پر بٹھانا ناجائز ہے۔
۷۴۶	فاتحہ گیارہویں شریف میں ایک رباعی پڑھنے اور طریقہ فاتحہ گیارہویں شریف کے بارے میں سوال۔	۷۳۷	ہندو میلاد شریف کے چندے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں یا وہ خود میلاد شریف کرائیں تو جائز ہے یا نہیں۔
۷۴۶	مجلس میلاد شریف میں ذکر حضرات حسنین بغیر ذکر فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیسا ہے۔	۷۳۸	گیارہویں شریف کرنا اور مجلس مبارک میلاد میں قیام کرنا جائز ہے۔
۷۴۷	جس مجلس کا ممبر ہر مذہب کا ہو سکتا ہے اس میں شرکت جائز نہیں۔	۷۳۸	شہداء کربلا کے فضائل و مناقب اور ذکر شہادت جائز ہے جبکہ ماتم کی مجلس نہ بنائی جائے۔
۷۴۸	وعظ کے بعد شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے۔	۷۳۹	بطریق روافض واقعات کربلا بیان کرنا اور ذکر صحابہ سے بد مذہبی کی دلجوئی کی وجہ سے اعراض کرنا کیسا ہے۔
۷۴۸	محفل مولود شریف اور مجالس خیر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری۔	۷۴۰	واقعات کربلا بیان کرنے کو امام غزالی وغیرہ اکابر نے کن وجوہ سے حرام کہا۔
۷۴۹	مجلس میلاد میں وقت ذکر ولادت مقدس قیام مستحب و مستحسن ہے۔	۷۴۱	اہلسنت اور روافض کے طریقہ ذکر شہادت میں فرق۔
۷۵۰	طوائف کے ہاں مجلس میلاد پڑھنا اور اس کی حرام آمدنی سے منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا کیسا ہے۔	۷۴۱	روافض حضرت ابو بکر صدیق و عمرو عثمان اولاد امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر کیوں ترک کرتے ہیں جہاں صحابہ کے بارے میں بدگمانی پھیلائی جائے وہاں ان کے فضائل بیان کرنا واجب بلکہ اہم فرائض ہے۔
		۷۴۳	مجلس میلاد میں شیرینی کی تقسیم سے متعلق سات سوالات پر مشتمل استفتاء۔

۴۵۵	حدیثوں میں شہادت شریفہ کا صاف ذکر ہے۔	۴۵۰	مجلس میلاد میں بعد بیان مولود کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔
۴۵۵	غم پروری ممنوع ہے۔	۴۵۱	محرم میں ذکر شہادت و مصائب شہداء کر کے سوز خوانی و مرثیہ مصنفہ انیس و دبیر پڑھنا حرام ہے۔
۴۵۶	رافضیوں کی مجلس میں جانا اور مرثیہ سننا حرام۔	۴۵۲	ذکر میلاد مبارک بہ تعین ایام و تخصیص ربیع الاول یا بہ تقریر یا زودہم و دیگر تواریخ اعراس بزرگان یاد و ازدہم شریف تک ہر روز مجلس میلاد کرنا اور حاضرین میں مٹھائی تقسیم یا کھانا تقسیم کرنا کیسا۔
۴۵۶	روافض کی نیاز نہ لی جائے۔	۴۵۲	ذکر سیدہ الحبوین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان و سرور جان ہے۔
۴۵۶	محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔	۴۵۳	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ربیع الاول میں بروز پیر ہوئی۔
۴۵۶	مروج میلاد شریف اور سادات اطہار کی نذر و نیاز جائز ہے، اس میں شرکت ثواب ہے۔	۴۵۳	پیر کا روزہ رکھنے کی وجہ۔
۴۵۷	رافضی سے مجلس شریف پڑھوانا حرام ہے۔	۴۵۳	اوقات فاضلہ میں تکثیر اعمال صالحہ مندوب و مطلوب ہے۔
۴۵۷	مجالس روافض اور ان کی خرافات میں شرکت حرام ہے۔	۴۵۳	شیرینی کی تقسیم کے فوائد۔
۴۵۸	غوث پاک کو ایصال ثواب کے لئے گیارہویں شریف کی مجلس میں کلمہ، درود اور سورہ اخلاص کے بعد "یا غوث" کے ساتھ تسبیح پڑھنا جائز ہے۔ وجود افضل وجہ منع مفضول نہیں ہوتا۔	۴۵۴	ایک گناہگار سنی اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ کر مجلس میلاد کرے تو اس میں جانا چاہئے یا نہیں۔
۴۵۸	انبیاء و اولیاء کی ندائے غیر اللہ نہیں بلکہ اللہ ہی کی ندا ہے۔	۴۵۵	جس کو اچھے لوگ اچھا سمجھیں وہ بد باطنوں کے برا سمجھنے سے برا نہیں ہو جاتا۔
۴۵۸	غیر اللہ کے لئے تواضع کے حرام ہونے کی توجیہ۔	۴۵۵	ماہ محرم میں ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں واقعات صحیحہ بیان کرنا۔
۴۵۸	مجلس میلاد مبارک سے اہل محلہ کو منع کرنا کیسا ہے۔	۴۵۵	قرآن مجید میں تمام ماکان و مائیکون کا بیان۔

۷۵۹	محفل میلاد شریف و قیام بوقت ذکر و ولادت مبارکہ کیسا ہے، کچھ لوگ اس وجہ سے اس کو ناجائز کہتے ہیں کہ قرون ثلاثہ میں نہ تھا، ثقات علماء سے خاص اس بارے میں منع وارد ہے، چنانچہ سیرت شامی میں ہے ہذا القیام بدعیہ الاصل لہا ان اقوال کا کیا حال ہے۔	۷۶۳	قیام بوقت ذکر و ولادت کے جواز کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں۔
۷۵۹	اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے اظہار و بیان اور اپنے فضل و رحمت کے ساتھ مطلقاً خوشی منانے کا حکم دیا ہے۔	۷۶۳	قیام مذکور کے مستحسن ہونے کا ثبوت
۷۶۰	ولادت صاحب لولاک سب نعمتوں کی اصل ہے۔	۷۶۳	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمانوں کا عین ایمان ہے۔
۷۶۰	حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوبیوں کے بیان و اظہار کا حکم نص قطعی سے ہے۔	۷۶۵	تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحجج انواعہ امر مستحسن ہے۔
۷۶۰	مجلس و محفل میلاد کس کا نام ہے۔	۷۶۵	قیام ذکر و ولادت شریف ہی کے وقت کیوں۔
۷۶۱	قرون زمانہ کو حاکم شرعی بنانا درست نہیں۔	۷۶۶	کسی کام کا کیا جانا جواز کی دلیل ہے اور نہ کیا جانا عدم جواز کی دلیل نہیں۔
۷۶۱	نیک عمل کسی وقت میں ہو نیک ہے اور بد کسی وقت ہو برا ہے۔	۷۶۶	عبارت شامی کا مطلب۔
۷۶۱	حدیث "مَنْ سَنَّ سُنَّةَ حَسَنَةٍ" کی توضیح	۷۶۷	ہر بدعت مذمومہ نہیں ہوتی۔
۷۶۱	کوئی بدعت ضلالت ہے، نیز اقسام بدعت کا بیان۔		ضمیمہ مجالس و محافل
۷۶۲	بدعت حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے۔	۱۱۸	میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شیرینی پر بیخ آیت پڑھ کر تقسیم کرنا جائز ہے اور بیخ آیت میں شادی و غمی کا تفرقہ اور اسے مجلس غم سے مخصوص ماننا باطل و بے اصل ہے۔
۷۶۲	میلاد شریف منانا اور اس کے لئے لوگوں کا اجتماع بدعت حسنہ ہے۔	۱۱۸	اصحاب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی مجلس میں جمع ہوتے تو کسی ایک سے قرآنی سورت کی تلاوت کراتے۔
۷۶۳	العمل بالمطلق یقتضی الاطلاق۔	۱۱۹	مجلس میلاد مبارک میں تلاوت قرآن عظیم ہمیشہ سے معمول علماء کرام و بلاد اسلام ہے۔
۷۶۳	ذکر نبی ذکر خدا ہے۔	۱۷۵	مجلس میلاد شریف سے روکنا ذکر خدا سے روکنا ہے۔

۵۶۰	مجلس میلاد مبارک اعظم مندوبات سے ہے جبکہ بروچہ صحیح ہو۔	۱۷۵	کس صورت میں مجلس میلاد شریف سے کسی کو روکنادرست ہے۔
-----	---	-----	---



فہرست ضمنی مسائل

۲۰۵	شرع مطہر نے متعدد احکام میں فرق نسب کو معتبر رکھا ہے۔		عقائد و کلام و سیر
۲۰۶	سلسلہ طاہرہ و ذریت عاطرہ میں انسلک و انتساب ضرور آخرت میں بھی نافع ہے۔	۱۰۰	آج کل کے روافض اسلام سے خارج ہیں۔
۲۰۶	قریش کی خلافت۔	۱۰۴	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو کافر جانتا حق ہے ایسے شخص پر تجدید اسلام اور تجدید نکاح ہر گز لازم نہیں۔
۲۰۶	امامت کبریٰ قریش کے ساتھ مخصوص ہے۔	۱۱۲	مال حرام کو صدقہ کر کے امید ثواب رکھنے والا، اس کو قبول کر کے دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا کافر ہے۔
۲۲۱	عرب کبھی بحال کفر بھی غلام نہ بنائے جائیں گے۔	۱۷۶	اللہ تعالیٰ کے لئے محبت و عداوت رکھنے والا کامل مومن ہے۔
۲۲۱	مشرکین عرب پر جزیہ نہیں رکھا جائے گا۔	۱۹۱	سنی لڑکی کا غیر مقلد سے نکاح محض ناجائز ہے۔
۲۲۱	عربوں کی زمین پر خراج کبھی نہیں لگایا جائے گا وہ بہر حال عشری ہے۔	۱۹۲	دو بہنوں کو ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنے والے قاضی اور گواہوں نے اگر حلال جان کر ایسا کیا تو تجدید اسلام و تجدید نکاح کریں۔
۲۴۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہلبیت سے محبت کرنے والے جنتی ہیں۔	۲۰۵	مدار نجات تقویٰ پر ہے نہ کہ محض نسب پر۔

۵۲۳	معابد کفار میں مسلمان کو جانا جائز نہیں کیونکہ وہ مجمع شیطین ہیں۔	۲۹۶	جس کی حرمت ضروریات دین سے ہو اس کو حلال جانے والا کافر ہے۔
۵۲۴	ہندوستان عندا تحقیق دارالحرب نہیں ہے۔	۳۹۱	تعظیم قرآن عظیم ایمان مسلم ہے۔
۵۲۴	مسلمان دارالحرب میں کیا کچھ برائے فروخت لجا سکتا ہے۔	۴۱۵	ادار اک سمعی محض باذن اللہ حاصل ہوتا ہے۔
۵۲۵	مسلمانوں کا کافروں کے حملہ سے گزر ہو تو شتابی کرتا ہوا گزر جائے۔	۴۱۵	ہر شئی کا سبب حقیقی ارادۃ اللہ عزوجل ہے۔
۵۳۷	گناہ پر ثواب کی امید زیادہ سخت و اشد ہے۔	۴۱۶	تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادہ الہی ہے۔ دوسری چیز اصلاً نہ موثر نہ موقوف علیہ۔
۵۴۱	سود کے روپیہ سے جو کارنیک کیا جائے اس میں استحقاق ثواب نہیں۔	۴۲۸	واقع میں تمام الفاظ و جملہ اصوات بجائے خود محفوظ ہیں، وہ بھی امم مخلوقہ میں سے ایک امت ہیں جو اپنے رب تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔
۵۴۶	ایک مسلمان عورت ہندہ بیس سال ایک انگریز کے ساتھ رہی، اب تائب ہوئی ہے، کیا اس کا مسلمان ہونا صحیح ہے۔	۴۲۸	کلمات ایمان تسبیح رحمن کے ساتھ اپنے قائل کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں۔
۵۴۶	اہلسنت کے مذہب میں آدمی کسی گناہ کے باعث اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔	۴۲۸	کلمات کفر اپنے رب کی تسبیح کے ساتھ اپنے قائل پر لعنت بھی کرتے ہیں۔
۵۶۲	بت پر چڑھاوا چڑھانا کفر ہے۔	۴۴۳	کلام اللہ واحد لا تعدد له بحال۔
۵۸۳	ناپنے گانے کا پیشہ ملعون اور حرام قطعی ہے اس کو حلال جاننا کفر ہے، اس سے حاصل ہونے والا مال حرام ہے۔	۴۷۳	حضرات خلفاء ثلاثہ کی ثناء و مدحت اور ادب و عقیدت اہلسنت کے اصول مذہب میں داخل ہے۔
۵۹۱	کافر اصلی کی نوکری جس میں کوئی غیر شرعی کام نہ کرنا پڑے جائز ہے۔	۵۰۱	کراہت تحریم کامر تکب گنہگار اور مستحق عذاب ہوتا ہے۔
۵۹۱	دنیوی معاملہ پر کافر اصلی سے بات چیت کرنا اور کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا منع نہیں، نہ ہی اس سے کفر و فسق لازم آتا ہے۔	۵۲۳	کافر کے لئے رہن کا کاغذ تحریر کرنا مسلمان کو روا ہے یا نہیں۔
۵۹۱	مرتد کی نوکری، اس سے بات چیت اور اس کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا منع ہے۔	۵۲۳	کفار کے میلہ میں بقصد فروخت اسباب تجارتی جانے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔

۷۱۴	عالمان دین کی اہانت کفر ہے۔	۵۹۲	کافر کے عقیدہ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہو جائے گا۔
۷۱۵	عالمان دین سے بلاوجہ بغض رکھنے میں خوف کفر ہے۔	۵۹۲	بغیر ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ ہے بلکہ یہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔
۷۲۹	مشرکوں کی تعریف کرنا اور انہیں مسلمانوں پر ترجیح دینا سخت ناپسندیدہ ہے۔	۵۹۵	غیر مسلم کامال اس کی خوشی سے بلاعذر ملے تو حلال ہے۔
۷۳۶	یہ کلمہ ملعونہ کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں کفر ہے۔	۵۹۸	قادیانی مرتد ہیں ان کے ساتھ خرید و فروخت اور بات چیت کی اجازت نہیں۔
۷۴۷	جس مجلس کا ممبر ہر مذہب کا ہو سکتا ہے اس میں شرکت جائز نہیں۔	۶۳۴	کفریات فلاسفہ۔
۷۴۸	محفل مولود شریف اور مجالس خیر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری۔	۶۶۲	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام علوم کسی شخصیت میں جمع نہیں ہو سکتے۔
۷۴۹	مجلس میلاد میں وقت ذکر و ولادت مقدس قیام مستحب و مستحسن ہے۔	۶۸۰	الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا باجماع مسلمین جائز و مستحب ہے، اس پر دلائل۔
۷۵۲	ذکر سیدہ المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان و سرور جان ہے۔	۶۸۵	قرآن مجید بعینہ محفوظ ہے اس میں کسی قسم کے دخل بشری سے ایک نقطہ کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔
۷۵۳	اوقات فاضلہ میں نکشیر اعمال صالحہ مندوب و مطلوب ہے۔	۶۸۵	غیر نبی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔
۷۵۵	جس کو اچھے لوگ اچھا سمجھیں وہ بد باطنوں کے برا سمجھنے سے برا نہیں ہو جاتا۔	۶۸۵	عقائد اہل سنت و جماعت کا بیان۔
۷۵۸	انبیاء و اولیاء کی ندائے غیر اللہ نہیں بلکہ اللہ ہی کی ندا ہے۔	۶۸۵	عقائد شیعہ کا بیان۔
۷۵۸	غیر اللہ کے لئے تواضع کے حرام ہونے کی توجیہ۔	۶۹۴	کتب فقہاء کرام کا منکر گمراہ ہے۔
	فوائد تفسیریہ	۶۹۴	حل لواطت کا قائل کافر ہے۔
۲۴۵	آیت کریمہ "ولسوف یعطیک ربک فترحی" کی تفسیر۔	۷۰۶	فلسفہ قدیمہ و جدیدہ کے خلاف اسلامی عقائد کا بیان۔
		۷۰۹	جن فنون و کتب میں انکار وجود آسمان و گردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو ان کو پڑھنا حرام ہے۔

۵۱۸	حدیث مبارک "الحلال بین الخ" کی نفیس تشریح۔	۲۹۲	آیہ کریمہ "ومن الناس من یشتوی لہو الحدیث" کی تفسیر۔
۵۳۹	عوام میں مشہور ایک غلط حدیث کی نشاندہی۔	۲۹۴	واستغفر زمن استطعت منهم بصوتک (الآیہ) میں آواز شیطان سے مراد غناء و مزامیر ہے۔
۵۴۸	حدیث میں پچھنے لگانے والے کی کمائی کو حرام کیوں کہا گیا۔	۴۰۷	شفاعت حسنہ اور شفاعت سیئہ سے کیا مراد ہے۔
۶۳۰	حدیث کی تشریح اشعۃ المعات کے حوالے سے۔	۶۷۸	قرآن شریف کا ترجمہ اس طرح پر کرنا نیچے ترجمہ میں محذوفات اور مطالب وغیرہ خطوط ہلالی بنا کر لکھ دیئے جائیں، جائز ہے یا ناجائز،
۶۳۰	خلاصہ حدیث: زبان امام شافعی علیہ الرحمہ۔	۷۰۸	نذیر احمد کا ترجمہ قرآن صحیح ہے نہ ایمان، وہ منکر خدا تھا۔
۶۶۹	حدیث ضعیف پر مقام احتیاط میں عمل کیا جاتا ہے۔		فوائد حدیثیہ
	فوائد اصولیہ	۱۶۹	حدیث خیر الذکر الخفی کا مطلب۔
۱۱۵	"الاصل الطہارۃ" قاعدہ کلیہ ہے۔	۲۰۵	حدیث "من ابطأہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ" کے معنی۔
۱۱۶	"الیقین لایزول بالشک" ضابطہ عام ہے۔	۳۲۰	حدیث شریف "من تشبہ بقوم فهو منهم" کی تشریح و توضیح۔
۱۱۶	"المرء یقیس علی نفسه" (ہر شخص دوسرے کو اپنی ذات پر قیاس کرتا ہے۔	۳۴۵	رمل کے بارے میں حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توضیح و تشریح۔
۱۳۲	جواز مخصوص کے لئے دلیل خصوص کا ہونا ضروری نہیں۔	۳۶۸	حدیث میں عورتوں کو کالج کی بوتلوں سے تشبیہ کیوں دی گئی۔
۱۳۲	منع خصوص کے لئے دلیل خصوص کا ہونا ضروری ہے۔	۴۸۵	روزانہ کنگھی کی ممانعت سے متعلق احادیث کریمہ اور ان کا مطلب۔
۱۳۳	جوابات اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمائی کسی اور کو منع کا حق نہیں۔	۴۹۲	سیاہ خضاب کو بکوتر کے پوٹے سے حدیث میں کیوں تشبیہ دی گئی۔

۱۳۶	بے منع شرعی ارتکاب ممانعت جہالت و جرات ہے۔	۳۱۶	جس کام سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں اس سے منع کرنے کا حق کسی کو نہیں۔
۱۶۸	نفس ذکر خدا اور رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حد ذاتہ اصلاً متعلق نبی و قبیح نہیں۔	۳۱۷	ہر انفاق اسراف نہیں۔
۱۶۸	اللہ و رسول کا ذکر اہم و اعظم مقاصد شرع مطہر سے ہے۔	۳۲۰	شرع شریف کا قاعدہ کلیہ ہے جس چیز کو اللہ و رسول اچھا بتائیں وہ اچھی، جس کو برا بتائیں وہ بری ہے، اور جس سے سکوت فرمائیں وہ اباحت اصلہ پر رہتی ہے۔
۱۶۹	نبی عارض بوجہ عارض راجع بعارض ہوگی نہ عائد بذکر یا بقید عارض تا عروض عارض مختص بافرد مختص بعارض۔	۳۲۰	کسی چیز کو جائز کہنے والا دلیل خاص کا محتاج نہیں بلکہ ناجائز کہنے والا قرآن و حدیث سے دلیل لائے۔
۱۸۴	مجر و اخبار عن الاخبار کوئی شئی نہیں۔	۳۲۰	کون سی نئی بات کو بدعت کہا جاتا ہے۔
۱۸۴	تحری قلب باب احتیاط سے ہے۔	۳۲۱	برہائے تشبیہ کسی فعل کی ممانعت کا قاعدہ۔
۱۸۴	ایک کا ظن دوسرے کے حق میں کافی نہیں خود اپنے دل کی شہادت چاہئے۔	۳۲۴	منسوخ پر عمل جائز نہیں۔
۲۰۴	ہر حق سچ ہے مگر ہر سچ حق نہیں۔	۳۲۴	جمع میں گناہ ہو تو مجمع ہی میں توبہ کی جائے۔
۲۲۰	اول باآخر نسبتے دارو۔	۳۳۷	تغییر قصد سے تغیر حکم ہو جاتا ہے۔
۲۳۷	حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آیہ کریمہ الحقنا بہم ذریعہم میں تطبیق۔	۳۹۱	تقظیم اور بے تعظیسی میں بڑا دخل عرف کو ہے۔
۲۳۷	نفی نفع مطلق اور نفی مطلق نفع میں فرق۔	۴۱۹	سبب سے مسبب کا متخلف ہونا باطل ہے۔
۲۳۸	سلب فضل کلی اور سلب کلی فضل میں فرق۔	۴۳۱	حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے۔
۲۸۱	لا طاعة لاحد فی معصیۃ اللہ تعالیٰ۔	۴۳۱	آواز ملاہی کی علت تحریم تشخصات نہیں بلکہ اس کا لہو ہونا ہے۔
۲۸۲	صحبت بد زہر قاتل ہے۔	۴۳۳	آواز ملاہی میں خصوصیت صورت آلہ کو دخل نہیں بلکہ یہ آوازیں جس آلہ سے بھی پیدا ہوں گی اپنا رنگ لائیں گی۔
۲۹۶	بعض لہو ہائے ممنوعہ کبیرہ اور بعض ایسے صغیرہ ہوتے ہیں جو اصرار سے کبیرہ ہو جاتے ہیں۔	۴۳۳	جب علت حرمت قطعاً حاصل ہو تو حکم حرمت کیونکر زائل ہو سکتا ہے۔
۳۱۲	اللہو حقیقۃ حرام کلمہ۔	۴۵۸	فونو اس حیثیت سے کہ وہ ایک آلہ مطلقہ ہے اس کو حسن یا قبح سے موصوف نہیں کر سکتے بلکہ وہ حسن و قبح، مدح و ذم، منع و اباحت اور ثواب و عقاب میں اس چیز کے تابع ہے جو اس سے ادا کی جاتی ہے۔

۶۰۶	جانب فعل میں ہر مرتبہ نہیں ضرور ہے۔	۴۶۱	شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جس چیز سے حرام کو مدد پہنچے اس کو بھی حرام فرما دیتی ہے۔
۶۰۶	فرض کے مقابل حرام، واجب کے مقابل مکروہ تحریمی، مندوب کے مقابل مکروہ تنزیہی اور سنت کے مقابل اسأت ہے۔	۴۶۴	جو چیز بنانا ناجائز ہو اس کو خریدنا اور استعمال میں لانا بھی ناجائز ہے اور جس چیز کو خریدنا اور کام میں لانا منع نہ ہو گا اس کو بنانا بھی ناجائز نہ ہوگا۔
۶۰۶	سنت کا مرتبہ مندوب سے، برتر اور واجب سے کمتر ہے۔	۴۸۳	جو مباح بنیت محمودہ کیا جائے وہ شرعاً محمود ہو جاتا ہے۔
۶۱۱	مقدمہ فرض بھی فرض ہوتا ہے۔	۴۸۳	جو دلالت النص سے ثابت ہو وہ اسی طرح ہے جیسے نص سے ثابت ہو۔
۶۱۶	فرض و واجب میں طلب جازم اور سنت و مستحب میں غیر جازم ہے۔	۵۰۱	علماء جب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے مراد کراہت تحریم لیتے ہیں۔
۶۱۷	مکروہ تنزیہی سے نبی ارشادی اور مکروہ تحریمی و حرام سے حتیٰ ہے۔	۵۱۵	اصل حلت ہے۔
۶۱۷	مباح نہیں و طلب دونوں سے خالی ہے۔	۵۲۴	ہر مکروہ تحریمی صغیرہ گناہ ہے۔
۶۱۸	حرام کا ترک فرض اور فرض کا ترک حرام ہے۔	۵۲۴	ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔
۶۱۸	شرع میں مامورات کی بنسبت منہیات کا اعتناء شدید تر ہے۔	۵۲۶	ہر ملزوم معصیت معصیت ہوتا ہے۔
۶۳۲	منطق کے مقدمات قواعد اسلامیہ ہیں۔	۵۳۷	عرف میں جو کچھ مشہور ہے وہ اس طرح ہے جیسے لفظ سے شرط کردی جائے۔
۶۳۲	علم آلی سے بقدر آلیت اشتغال چاہئے۔	۵۴۰	جس چیز کا لینا حرام ہو اس کا دینا بھی حرام ہوتا ہے۔
۶۷۵	بارہ اختلاف زمانہ سے حکم بدل جاتا ہے، اس کی کچھ مثالیں۔	۶۰۴	کب مکروہ تحریمہ پر حرمت کا اطلاق صحیح ہے۔
۷۰۵	مفسد کا دفاع مصالح کے حصول سے زیادہ اہم ہے۔	۶۰۵	اسأت کا حاصل مکروہ تنزیہی سے بڑھ کر ہے اور مکروہ تحریمی سے کمتر ہے۔

۴۰۷	کفر ان نعمت موجب سزا و عقوبت ہے۔	۴۰۷	جو امر فی نفسہ شرعاً خیر و مندوب ہو اور کراہت مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور تجربہ اس کا ترک منجر بہ منہیات اجتماعیہ ہو تو ہرگز اس سے منع نصیحت نہیں بلکہ مقصد شرع سے بعد بعید ہے۔
۴۵۸	وجود افضل وجہ منع مفصول نہیں ہوتا۔	۴۵۸	ذکر الہی سے روکنا ہرگز مصلحت شرعیہ نہیں۔
	فوائد فقہیہ	۴۵۸	عوام کو مسجد میں ذکر بالجسر سے منع نہ کیا جائے۔
۱۰۶	زکوٰۃ کارکن تملیک فقیر ہے۔	۱۰۶	عبارات علماء سے واضح ہو گیا کہ ذکر جسر میں کراہت بھی ہے تو نہ اس قدر کہ خوبی ذکر کی مقاومت کر سکے۔
۱۲۴	بچہ اہل ثواب میں سے ہے۔	۱۲۴	کراہت تنزیہہ کا حاصل خلاف اولیٰ ہے نہ کہ ممنوع و ناجائز۔
۱۲۵	پچھتئی حلوہ شب رات کی تخصیص عرفی ہے لازم شرعی نہیں۔	۱۲۵	اپنے تحفظ کی دعا ہر مخالف کے مقابل جائز ہے۔
۱۳۰	احکام غالب حالات پر مبنی ہوا کرتے ہیں نادر و موموم کا اعتبار نہیں ہوتا۔	۱۳۰	دعاء شرکافرو بد مذہب پر کی جائے۔
۱۳۱	جن صورتوں میں تملیک نہ پائی جائے ان میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔	۱۳۱	سنی صحیح العقیدہ کے لئے بدعانہ کی جائے چاہے وہ کتنا ہی مخالف ہو۔
۱۳۲	شریعت اسلامیہ میں ایصال ثواب کی اصل ہے۔	۱۳۲	جس چیز کی تکثیر شارع کو مطلوب ہو اس کی تقلیل چاہنا شارع کی ضد ہے۔
۱۳۲	صدقات مالیہ کا ثواب باجماع ائمہ اہلسنت پہنچتا ہے۔	۱۳۲	ذکر بالجسر کن شرائط کے ساتھ جائز ہے۔
۱۳۲	تخصیصات عرفیہ از روئے حدیث جائز ہیں۔	۱۳۲	جسر مفطر کیا ہے، جسر مفطر کے ساتھ ذکر کرنا شرعاً کیسا ہے۔
۱۳۶	مشترکہ دعوت میں سے اہل دعوت کو کھانا جائز ہے۔	۱۳۶	حد معین ذکر جلی کی یہ ہے کہ اتنی آواز سے نہ ہو جس میں اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے۔
۱۶۱	مسئلہ جسر مختلف فیہا ہے اور اطلاقات قرآن مجید و ارشادات احادیث کثیرہ جانب جواز و ندب ہیں۔	۱۶۱	نکاح پر فساد طاری کی خبر کن شرطوں کے ساتھ مقبول ہے۔

۲۹۷	تمام کھیل باطل ہیں سوائے تین کے کہ وہ حق ہیں: تیر اندازی، اسپ تازی اور بازن خود بازی۔	۲۹۷	وجوب سجدہ تلاوت سماع اول پر ہے نہ کہ سماع معاد پر۔	۲۵۲
۲۹۷	دنیا کب ملعون ہے۔	۲۹۷	سماع صداسماع معاوہ ہے۔	۲۵۲
۳۱۷	غرض محمود اور غرض مذموم میں اتفاق کے درمیان بون بعید ہے۔	۳۱۷	فوتو کی وضع ہی اعادہ سماع کے لئے ہے۔	۲۵۲
۳۲۲	تعزیر بالمال منسوخ ہے۔	۳۲۲	خصوصاً احتیاط فی الدین کے معاملہ میں۔	۲۵۵
۳۲۰	بعض کتب خفیہ کی طرف منسوب عبارت کہ "پیشاب سے آیت قرآنی کا لکھنا جائز ہے" کا متعدد وجوہ سے رد اور معترض کی دھوکا دہی کا پردہ چاک۔	۳۲۰	محرمات میں شبہ ملحق بہ یقین ہے۔	۲۵۵
۳۵۲	بوقت قرأت قرآن مجید استماع و خاموشی فرض عین ہے یا فرض کفایہ، ثانی اوسع اور اول احوط ہے۔	۳۵۲	اسپرٹ قطعاً شراب ہے اور حرام ہونے کے ساتھ پیشاب کی طرح نجس بھی ہے۔	۲۵۸
۳۵۲	مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق اور دونوں قولوں میں تطبیق۔	۳۵۲	فقیہات میں ظن یقین کے ساتھ ملحق ہوتا ہے۔	
۳۹۷	فال کیا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں۔	۳۹۷	کوئی فی نفسہ جائز کام کفار سے یکٹنے میں حرج نہیں اگرچہ ان ہی کی ایجاد ہو۔	۲۵۸
۴۰۶	صحن مسجد مسجد ہے، فقہاء اس کو مسجد صیغی کہتے ہیں اور مسقف کو مسجد شتوی۔	۴۰۶	فوتو بذات خود معارف و مزامیر سے نہیں۔	۲۵۸
۴۲۶	فونو سے آیت سجدہ سن کر سجدہ تلاوت واجب کیوں نہیں ہوتا۔	۴۲۶	جو چیز بنانا ناجائز ہو اس کو خریدنا اور استعمال میں لانا بھی ممنوع ہے۔	۲۶۱
۴۲۶	طوطی و مینا کو آیت سجدہ سکھادی جائے تو اس کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔	۴۲۶	خواجہ سراؤں کا خریدنا اور ان سے کام خدمت لینا شرعاً منع ہے۔	۲۶۱
۴۲۶	مجنون کی تلاوت پر سجدہ تلاوت واجب نہیں۔	۴۲۶	بیل اور بکرے کو حضی کرنا جائز نیز گھوڑی سے نچر لینا بھی جائز ہے۔	۲۶۲
۴۲۶	سوتے میں کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو کیا سجدہ تلاوت کا وجوب ہوگا۔	۴۲۶	جن کو بھیک مانگنا حرام ہے ان کو بھیک دینا بھی گناہ ہے۔	۲۶۳
۴۳۸	صداسے سنائی دینے والی آواز پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔	۴۳۸		

۴۹۹	مہندی کے مستحب اور خضاب کے حرام ہونے کی وجہ۔	۵۴۸	اموال ضائعہ کا مصرف۔
۵۰۰	سیاہ خضاب منہی عنہ ہے۔	۵۴۹	غیر منقسم ہونا صدقہ کو نقصان نہیں دیتا، اگرچہ بہہ کو نقصان دیتا ہے۔
۵۰۰	عامہ مشائخ کرام و جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب منع ہے۔	۵۵۱	مال سود اور مال رشوت وغیرہ کے حکم میں فرق۔
۵۰۲	سیاہ خضاب میں کس قدر مہندی ملانے سے حرمت جاتی رہتی ہے۔	۵۵۲	مسئلہ استبدال یعنی حرام مال کے عوض کوئی دوسری چیز خریدنا۔
۵۰۲	کون سا خضاب جائز و محمود ہے۔	۵۵۲	زر حرام پر عقد و نقد کے جمع ہونے کی صورت اور اس کا حکم۔
۵۰۵	اصل خضاب حنا کا ہو اور اس میں کچھ پتیاں نیل کی شریک کر لی جائیں کہ سرخی میں ایک گونہ پختگی آجائے تو جائز ہے۔	۵۵۵	مال حرام کے تصدق میں مساکین کا غیر اصول و فروع ہونا شرط نہیں۔
۵۰۵	شراب میں کس قدر نمک ملانے سے سرکہ ہو جاتا ہے اور اس کی حقیقت بدل جاتی ہے۔	۵۵۹	ناپاک روپیہ دو قسم پر ہے۔
۵۰۷	رنڈی وغیرہ کی ناجائز آمدنی ان کے ہاتھ میں مال معصوب کا حکم رکھتی ہے۔	۵۶۲	حق موروثی قابل بیع نہیں، نہ اس پر کچھ لے سکتا ہے۔
۵۰۸	وہ صورت کہ رنڈی کو ملنے والا مال رشوت قرار پاتا ہے۔	۵۶۲	جس کو قانون نے حق موروثی ٹھہرایا ہے وہ کوئی شرعی حق نہیں۔
۵۰۸	ایک صورت میں طوائف کی آمدنی مثل موہوب ہوتی ہے۔	۵۷۱	جس چیز سے بعینہ اقامت معصیت ہو اس کا بیچنا جائز نہیں جیسے مزامیر۔
۵۱۶	ہمارا زمانہ شبہات سے بچنے کا نہیں۔	۵۷۸	درہم کی مقدار۔
۵۳۲	قبولت شیئی اور چیز ہے اور سقوط فرض اور چیز۔	۵۷۹	جس رسم میں خود کوئی شرعی برائی نہ ہو اس میں قوم کی موافقت کا حکم ہے۔
۵۳۳	مال ربا میں بعد قبضہ عدم ملک نہیں رہتا صرف خبث ملک ہوتا ہے۔	۵۸۰	حرام روپیہ کا مصرف اور اس کے پاک ہو جانے کی صورت۔
۵۳۴	خبث ملک فقیر کو تصدق میں لینے سے مانع نہیں۔	۵۸۰	طرفین سے شرط لگانا کیسا ہے اور اس میں جو مال جیتا اس کا کھانا کیسا ہے۔
		۵۸۴	کس کس ضرورت سے سودی قرض لینے کی اجازت ہے۔

۵۹۷	رشوت کی تعریف اور اس کا حکم۔	۶۱۹	خوک و خمر کی حرمت مال غیر بے اذن غیر لینے کی حرمت سے زائد ہے اور رسد رفق و دفع جوع قاتل و عطش مہلک کی فریضیت ان سب سے اقویٰ ہے لہذا حالت مخمضہ میں ان اشیاء کا تناول اسی قدر جس سے ہلاکت دفع ہو لازم ہوا۔
۶۰۱	بیمہ زندگی کی صورت	۶۱۹	اگر مضطر کچھ نہیں پاتا مگر یہ کہ کسی انسان کا ہاتھ کاٹ کر کھائے تو حلال نہیں اگرچہ اس شخص نے اجازت بھی دی ہو کہ حرمت انسان اس فرض یعنی دفع ہلاک سے اقویٰ ہے۔
۶۰۳	کسب کے لئے ایک مبداء ہے یعنی وہ ذریعہ جس سے مال حاصل کیا جائے اور ایک غایت ہے یعنی وہ غرض کہ تحصیل مال سے مقصود ہو۔	۶۱۹	غرض ضروری نہ ہو یا ضروری ہو مگر بغیر سوال کے کسی طریقہ حلال سے دفع ہو سکتی ہے تو سوال کرنا حرام ہے۔
۶۰۳	کسب کے مبداء و غایت دونوں میں احکام نہ گانہ جاری، اور دونوں کے اعتبار سے کسب پر احکام مختلف طاری ہیں۔	۶۲۰	جسے سوال کرنا حرام ہو اس کو دینا بھی ناجائز کہ یہ کسب حرام کاموید ہوتا ہے۔
۶۰۳	نفس کسب بے لحاظ مبادی و غایات کوئی حکم خاص نہیں رکھتا۔	۶۲۰	سوال حلال ہونے کی صورتیں۔
۶۱۰	کس قدر خور و نوش اور لباس فرض ہے۔	۶۲۸	اگر کوئی شخص علماء شہر کے لئے وصیت کر جائے تو کون سے علماء اس میں داخل اور کون سے خارج ہوں گے۔
۶۱۱	کفایت اہل و عیال اور ادائے دیون و نفقات مفروضہ فرض ہے۔	۶۳۱	زن مفقودہ کو چار سال کے بعد امام مالک علیہ الرحمۃ جو اجازت نکاح دیتے ہیں اس کا مطلب۔
۶۱۱	فرض سے بری الذمہ ہونا فرض ہے۔	۶۳۱	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا ٹوٹ جانا ائمہ اربعہ میں سے کسی کا مذہب نہیں۔
۶۱۱	کس قدر کھانا پینا اور لباس واجب ہے۔	۶۵۰	جس عبارت میں صرف لفظ مکروہ ہو اس سے کیا ارادہ لیا جائے گا، تحریم یا تنزیہ۔
۶۱۷	سبب و غرض دونوں اقسام سے ایک ہی قسم کے ہوں تو کسب پر بھی وہی حکم ہو گا اور اگر مختلف اقسام سے ہوں تو پھر تین صورتیں ہیں۔	۶۸۷	فرض عین کا علم حاصل کرنا فرض عین، فرض کفایہ کا فرض کفایہ، واجب کا واجب اور مستحب کا مستحب ہے۔
۶۱۸	جب طلب و نہی میں سب وجوہ سے تساوی قوت ثابت ہو تو حکم کسب میں جانب نہی کو ترجیح ہوگی اور اگر دونوں کی قوت کم و بیش ہو تو اقویٰ کا اتباع ہوگا۔		

۱۸۲	ذکر کرتے کرتے کھڑا ہو جانا، سینہ پر ہاتھ مارنا، ایک دوسرے پر گر پڑنا، لیٹ جانا اور رونا وغیرہ افعال اگر بحالت وجد صحیح ہیں تو حرج نہیں اور اگر یاء کے لئے ہیں تو حرام ہیں۔		سیرت و فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
۲۰۰	اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتانے والے کے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہے۔	۲۷۱	آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحتیابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض وفات کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔
۵۱۷	آدمی کو حظوظ نفس کی وسعتیں خراب کرتی ہیں۔	۳۹۲	نقشہ انگشتی مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
۵۱۷	تصوف کی چاشنی سے لبریز ایک مختصر اور انتہائی مفید مضمون۔	۳۶۵"	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کی کسم پچیوں کو یہ کہنے سے کیوں منع فرمایا "وفینا نبی یعلم ما فی غد"
۵۸۳	بزرگان طریقت شیطان خصلت نہیں ہوتے۔	۴۶۶	اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اصائے غیب کا جاننا نبوت کی شان ہے۔
۷۲۸	جاہل کا پیر بننا حرام و ناجائز ہے۔	۴۶۶	حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا نعتیہ قصیدہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا جس میں تاقیامت علوم غیبیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ثابت مانا۔
۷۴۵	وجد کی تین صورتیں ہیں۔	۴۹۶	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنے والی قوم کی خبر دی۔
	فضائل و مناقب	۵۳۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو اجرت بھی دی۔
۱۲۳	ورد پاک کی فضیلت و برکت۔	۷۵۳	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ربیع الاول میں بروز پیر ہوئی۔
۱۲۶	علم عبادت سے افضل ہے۔		تصوف و طریقت و اخلاق
۱۳۶	اہل محلہ کامل جل کر کھانا تیار کرنا تاکہ اس میں سے مساکین و فقراء، علماء و صلحاء، اقارب اور پڑوسی سب ہی کھائیں ابواب جنت کی تعداد کے برابر آٹھ خوبیوں کا حاصل ہے۔	۱۸۱	کچھ لوگ نماز کے بعد ذکر جلی کرتے ہیں ان پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں، ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

۲۱۳	قریش برکت کے درخت ہیں۔	۱۳۷	اہمیت و فضیلت صدقہ و خیرات سے متعلق احادیث کریمہ۔
۲۱۴	عزت دار اور بہتر قریش ہیں۔	۱۳۷	صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھٹانا اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔
۲۱۶	اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور اس کی پسند۔	۱۳۷	آدھا چھوہار اصدقہ کرنا بھی دوزخ سے بچنے کا سبب ہو سکتا ہے۔
۲۱۸	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ترین قبیلہ میں پیدا ہوئے۔	۱۳۸	مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے۔
۲۱۹	سب سے بہترین جان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔	۱۳۲	تقویٰ و صلہ رحمی سے رزق وسیع، عمر دراز اور بری موت دور ہوتی ہے۔
۲۲۲	اعلیٰ درجہ کے اشراف علماء و سادات ہیں۔	۱۳۳	تمام نیکیوں سے جلد تر ثواب صلہ رحمی کا ہے۔
۲۲۵	قوم فارس کی فضیلت۔	۱۳۳	صلہ رحمی کرنے والے محتاج نہیں ہو سکتے۔
۲۳۲	روز قیامت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قریب تر قریش ہوں گے۔	۱۳۳	بھلائی کے کام بری موتوں اور آفتوں سے بچاتے ہیں، جو دنیا میں احسان والے ہیں وہی آخرت میں احسان والے ہوں گے۔
۲۳۳	صحابہ اور اہل بیت کی اولاد کے درجات۔	۱۳۸	لوگوں کو کھانا کھلانے والے کے فضائل۔
۲۳۳	فضائل اہلبیت۔	۱۵۰	مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والوں کے گناہ لے کر جاتا ہے۔
۲۴۶	سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے چار افراد قدسی۔	۱۵۱	دینی بھائیوں کو کھانا کھلانے کی فضیلت
۲۴۶	حوض کوثر پر سب سے پہلے کون آئے گا۔	۱۵۳	مشترکہ طور پر کھانا تیار کر کے کھانے اور علماء و صلحاء و مساکین و اقرباء کو کھلانے سے بچیں فوائد حاصل ہونے کی امید ہے۔
۲۵۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رشتہ علاقہ مضبوط تر اور غیر منقطع ہے۔	۱۷۸	کلمہ طیبہ اصل الاصول اور افضل الازکار ہے۔
۲۵۸	حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد "نور مساجدنا نور اللہ قبرک یا ابن الخطاب"۔	۲۰۸	اہل قریش کی فضیلت اور مقام و مرتبہ۔
۳۰۰	خوشبو لگانا سنت اور اس کے پسندیدہ ہونے پر دلائل حدیثیہ۔	۲۰۸	اسلامی حکومت کے والی قریش ہیں۔
		۲۱۳	فقط ذکر قریش پر مشتمل قرآنی سورۃ۔

۶۸۱	عالم دین سنی المذہب جو اپنے شہر کے اہل علم میں علم ہو وہ ضرور ان کا حاکم شرعی ہے۔	۳۰۱	چار چیزیں سنن مرسلین میں سے ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔
۶۸۱	عوام کو علماء دین کی شان میں حسن ظن و حسن عقیدت لازم ہے۔	۳۱۴	مولانا ریاست علی خاں اور مولانا شاہ سلامت اللہ علیہما الرحمہ کی تحسین۔
۶۸۶	عالم بے عمل اور جاہل باعمل میں سے کون افضل ہے۔	۴۰۹	منبرِ مندر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔
۶۸۷	عالم دین کا ہاتھ رب العزت کے دست قدرت میں ہے۔	۴۴۰	تعریف قرآن مجید اور اس کے مناقب۔
۷۰۱	پیر و استاد علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے۔	۵۳۳	طالب علم بیٹے کو دوسری اولاد پر ترجیح دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔
۷۰۵	علم طب کے استاد اور علم حساب کے استاد میں سے کس کو افضلیت حاصل ہے۔	۶۰۹	افضل و اعلیٰ کسب مسنون سلطان اسلام کے زیر نشان جہاد شرعی ہے۔
۷۱۲	سنی عالم دین کی تعظیم باعث اجر عظیم و رضاۓ خدا ہے۔	۶۰۹	جہاد کی فضیلت و اہمیت
۷۱۸	علماء و سادات کو رب العزت نے اعزاز و امتیاز بخشا ہے تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا امتثال ہے۔	۶۱۰	انواع کسب میں بہترین جہاد، پھر تجارت، پھر کاشتکاری، پھر صنعت ہے۔
۷۱۸	حفظ مراتب کو ملحوظ رکھنے سے متعلق احادیث کریمہ	۶۲۶	علماء و ارث انبیاء ہیں۔
۷۱۸	علماء و سادات کو ممنوع ہے کہ اپنے لئے امتیاز چاہیں۔	۶۳۱	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صرف و نحو، معانی و بیان وغیرہ کے محتاج نہ تھے۔
۷۱۹	کسی شخص کا لوگوں سے اپنے لئے طالب قیام ہو نامکروہ اور لوگوں کا معظم دینی کے لئے قیام مندوب ہے۔	۶۳۸	عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استاذ علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔
۷۲۴	ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجل عبادات سے ہے۔	۶۴۳	قاری قرآن کے فضائل۔
۷۴۱	جہاں صحابہ کے بارے میں بدگمانی پھیلائی جائے وہاں ان کے فضائل بیان کرنا واجب بلکہ اہم فرائض ہے۔	۶۶۱	محمد بن ابراہیم کے فضائل

۳۶۳	سیدنا حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں منبر بچھایا جاتا۔	۷۵۵	قرآن مجید میں تمام ماکان و مایکون کا بیان۔
۳۶۴	بارگاہ رسالت میں حدی خوانی کے لئے صحابہ مقرر تھے۔		تاریخ و تذکرہ
۳۶۴	سیدنا براہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب۔	۱۲۲	سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کئی عمرے کئے۔
۳۶۴	حضرت انجشہ حبشی، عبداللہ بن رواحہ اور عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدی خوان بارگاہ رسالت ہیں۔	۱۲۲	حضرت علی ابن موقوف نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ستر حج کئے۔
۳۶۵	روز عمرۃ القضاء دخول مکہ کے وقت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے آگے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجزیہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے۔	۱۲۲	ابن سراج علیہ الرحمۃ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے دس ہزار سے زائد قرآن ختم کئے اور دس ہزار کے قریب قربانیاں کیں۔
۳۹۱	زمخشری معتزلی کا تفسیر میں بعض آیات ہزل لانا علماء کرام نے سخت مذموم و خلاف ادب قرار دیا ہے۔	۱۲۲	حضرت ابوالموہب درود شریف کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدیہ کرتے جس کی برکت سے ایک لاکھ افراد کے شفیع بنادیئے گئے۔
۴۸۲	کان چھیدنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں متعارف و مشہور تھا۔	۱۷۷	جواہر خمسہ کیسی کتاب ہے اور اس میں وارد اعمال کیسے ہیں۔
۴۸۶	حضرت ابوقادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر دن میں دو بار سر کے بالوں میں تیل ڈالتے تھے۔	۲۱۸	قبیلہ معد بن عدنان کے لئے موسیٰ علیہ السلام کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کی وحی۔
۴۹۶	حضرت ابوقفافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیاہ خضاب سے منع کر دیا گیا۔	۲۲۵	اولاد کسریٰ ہزار سال صاحب تخت و تاج رہی۔
۴۹۸	سب سے پہلے بالوں کو مہندی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے لگائی۔	۲۲۵	امام اعظم اور امام بخاری علیہما الرحمۃ فارسیوں میں سے ہیں۔
۴۹۸	سب سے پہلے خضاب سیاہ فرعون نے لگایا۔	۲۳۹	واقعہ موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام۔
۵۰۲	صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسا خضاب لگاتے تھے۔	۲۵۵	ابتداء ہند میں ہر مسلمان کو ترک کہتے تھے۔

۵۳۹	اصحاب الرقیم کا قصہ	۶۵۶	حفص قاری، حفص بن سلیمان ابو داؤد قرآن کے امام ہیں۔
۵۹۵	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین قریش کے ساتھ شرط لگائی اور جیتی۔	۶۵۶	حفص بن غیاث حدیث کے امام، ثقہ، فقیہ اور حدیث کی چھ کتابوں کے راویوں میں سے ہیں۔
۶۳۲	امام غزالی علیہ الرحمہ نے منطق کا نام معیار العلوم رکھا ہے۔	۶۵۶	لیث صدوق ہے، مسلم و سنن اربعہ اور تعلیقات بخاری کے رواۃ میں سے ہے۔
۶۳۰	امام شافعی علیہ الرحمہ نے نماز فجر مزار امام اعظم پر پڑھی تو ادباً دعائے قنوت نہ پڑھی۔	۶۵۷	لیث کی جرح و تعدیل سے متعلق ائمہ حدیث کے مختلف اقوال۔
۶۶۳	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر ائمہ حدیث و اقدی کے مخالف کیوں ہوئے۔	۶۵۸	ابن خراش کے بارے میں ائمہ حدیث کے اقوال۔
۶۹۲	حضرت لقمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکتب میں ایک لڑکی کو تعلیم دلاتے دیکھ کر فرمایا یہ تلوار کس کے لئے صیقل کی جارہی ہے۔	۶۵۸	احمد بن فرات امام، حافظ، ثقہ، فقیہ اور حجت ہے۔
۶۹۲	عمران بن حطان رقاشی کا قصہ۔	۶۵۹	محمد بن ابراہیم میں توقف پایا جاتا ہے، اس کے بارے میں اقوال ائمہ۔
۶۹۸	کتاب "جفر جامع" میں امام جعفر صادق علیہ الرحمہ نے ماکان و مایکون تحریر فرمادیا۔	۶۶۳	عقیل ثقہ، حافظ اور حجت ہے۔
۶۹۸	علم جفر میں لکھی گئی تصانیف اسلاف کا ذکر۔	۶۶۳	ابن مریم ثقہ، ثبت اور فقیہ ہے۔
۷۲۳	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد نبوی میں منبر بچھا یا جاتا۔	۶۶۳	نافع بن مزیدہ ثقہ اور عابد ہے۔
۷۴۰	واقعات کر بلا بیان کرنے کو امام غزالی وغیرہ اکابر نے کن وجوہ سے حرام کہا۔	۶۷۱	ابراہیم بن مہدی مصیعی کیسار اوی ہے۔
اسماء الرجال		جرح و تعدیل	
۶۵۵	عبدالوہاب متروک ہے۔	۶۶۰	واضح سبب کے بغیر جرح مقبول نہیں۔
۶۵۶	جعفر بن نصر ثقہ راویوں سے باطل روایات نقل کرتا ہے۔	۶۶۰	محدثین جب کہیں "فلان کذاب" تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔
		۶۶۳	معرفت تامہ اور ورع تام کے بغیر اسماء الرجال میں کلام کرنا جائز نہیں۔

۴۹۲	سیاہ مقول بالمشیک ہے۔		لغت
	فلسفہ و سائنس	۱۹۹	لفظ شیخ کے معانی۔
۴۱۲	فوٹو گراف اور فوٹو گراف میں فرق۔	۲۵۵	لفظ شیخ کے معانی اور اطلاقات۔
۴۱۲	فوٹو گراف کی تصویر اپنی ذی الصورت سے مبائن اور اس کی محض ایک مثال و شبیہ ہوتی ہے۔	۴۱۴	قرع و قلع کا معنی۔
۴۱۲	فوٹو گراف سے جو سنا جاتا ہے وہ خود اصل قاری کی آواز ہوتی ہے نہ کہ اس کی حکایت و تصویر۔	۴۳۳	طرب کا معنی۔
۴۱۴	فوٹو سے جو سنی جاتی ہے وہ بعینہ اسی آواز کنندہ کی آواز ہے جس کی صوت اس میں بھری ہے قاری و متکلم ہو یا آلہ طرب وغیرہ۔	۴۳۸	صد اکس کو کہتے ہیں۔
۴۱۴	بذریعہ تلاوت جو فوٹو میں ودیعت ہوا پھر بتحریک آلہ جو اس سے ادا ہو گا سنا جائے گا حقیقتہً وہ قرآن عظیم ہی ہے۔	۴۷۲	تبراکے معنی اظہار برات و بیزاری ہیں۔
۴۱۴	آواز کی تعریف	۵۰۲	کتم کس چیز کا نام ہے اس کے معنی کی تحقیق۔
۴۱۵	اللہ تعالیٰ نے آواز کو گوش سامع تک پہنچانے کے لئے سلسلہ تموج قائم فرمایا۔	۵۰۴	وسمہ کا معنی۔
۴۱۵	ہو الینت و رطوبت میں پانی سے زائد تر ہے۔	۵۱۸	حلی کا معنی۔
۴۱۵	قرع اول سے متحرک و متشکل ہونے والی ہوائے اول کا موجی سلسلہ قرع بہ قرع سوارخ گوش میں بچھے ہوئے پٹھے تک پہنچ کر اس کو بجاتا ہے جس سے اس میں وہ اشکال و کیفیات پیدا ہوتی ہیں جن کو آواز کہا جاتا ہے پھر اس ذریعے سے لوح مشترک میں مرتم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوتی ہیں۔		منطق
۴۱۵	عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی قرع و قلع ہے۔	۴۳۳	لذت کلی مشکک ہے۔
۴۱۵	آواز سننے کا سبب عادی تموج و تجد قرع و قلع تھا ہوائے جوف سمع ہے۔	۴۳۹	وجود شئی کے چار مراتب ہیں: (۱) وجود فی الایمان (۲) وجود فی الازہان (۳) وجود فی العبارة (۴) وجود فی الکتاب۔
		۴۴۰	حق حصول اشیاء باشباحا ہے نہ بانفسا

۴۱۵	جتنا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں تموج و قعر میں ضعف آتا جاتا ہے۔	۴۱۸	قعر و قلع سے ہوا دبے گی اور اپنی لطافت و رطوبت کے باعث ضرور اس کی شکل و کیفیت قبول کرے گی اسی کا نام آواز ہے اور صرف یہ دینا تموج نہیں۔
۴۱۵	دور کی آواز کم کیوں سنائی دیتی ہے اور ایک حد کے بعد بالکل ختم ہو جاتی ہے۔	۴۱۹	اگر تشکل مقروح اپنے بعد کے اجزاء متحرک ہونے کا محتاج ہو تو چاہئے کہ تموج باقی رہے اور تشکل ختم ہو جائے اور یہ باطل ہے۔
۴۱۵	تموج ایک مخروطی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔	۴۱۹	سلسلہ تموج میں تسلسل باطل ہے۔
۴۱۶	زمین سے مخروط ظلی، آنکھ سے مخروط شعاعی اور آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے۔	۴۲۲	تموج حرکت ہے اور حرکت زمانی ہے۔
۴۱۶	مخروطات تموج ہوائی کے اندر جو کان واقع ہوں ایک ایک ٹھپا سب تک پہنچے گا اور سب اس آواز کو سنیں گے جو کان ان مخروطوں سے باہر رہے وہ نہ سنیں گے۔	۴۲۷	سننے کا سبب ہوائے گوش کا متشکل تشکل آواز ہونا ہے اور اس کے تشکل کا سبب ہوائے خارج متشکل کا اسے قعر کرنا اور اس قعر کا سبب بذریعہ تموج حرکت کا وہاں تک پہنچنا ہے۔
۴۱۶	ٹھپوں کے تعدد سے آواز میں تعدد لازم نہ آئے گا۔	۴۲۷	ذریعہ حدوث قلع و قعر ہیں اور وہ آتی ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور وہ تشکل و کیفیت جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدات ہیں جن کا معلول کے ساتھ رہنا ضرور نہیں۔
۴۱۶	آواز اس تشکل و کیفیت مخصوصہ کا نام ہے کہ ہوا یا پانی وغیرہ میں قعر یا قلع سے پیدا ہوتی ہے۔	۴۲۷	آواز کان سے باہر بھی موجود ہے بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوتی ہوئی کان تک پہنچتی ہے۔
۴۱۶	پانی میں غوطہ لگانے والے دو شخصوں میں سے ایک کی آواز دوسرا سن سکتا ہے۔	۴۲۷	آواز آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملائے متکلیف کی صفت ہے، ہوا ہو یا پانی وغیرہ۔
۴۱۶	پانی اتنا لطیف نہیں جتنی ہوا ہے۔	۴۲۸	آواز کنندہ کی موت کے بعد آواز قائم رہ سکتی ہے۔
۴۱۷	آواز کا ظاہری و عادی سبب قریب قعر و قلع ہے۔	۴۲۸	انقطاع تموج انعدام سماع کا باعث ہو سکتا ہے نہ کہ انعدام صوت کا۔
۴۱۸	اس بات کا اثبات کہ حدوث آواز کو قعر و قلع بس ہے تموج کی حاجت نہیں۔	۴۲۸	تموج کے دوبارہ حدوث سے تجدید سماع ہوگی۔

۴۲۸	ظروف	نہ کہ دوسری آواز پیدا ہوگی۔
۴۲۸	مشرکین کے برتن بغیر دھوئے استعمال کرنا مکروہ ہے۔	وحدت آواز وحدت نوعی ہے۔
۴۲۹	دیکھنا اور چھونا	لطافت و رطوبت جس طرح باعث سہولت انفعال ہے یونہی موثر سرعت زوال بھی ہے۔
۴۲۹	عورتوں کا بے پردہ پھرنا حرام، اور ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہیں تو دیوث ہیں۔	کیفیات اشکال اصوات کے تحفظ کا پہلے کوئی ذریعہ ہمارے پاس موجود نہیں تھا اب بمشیت الہی یہ آلہ ایجاد ہو گیا جس میں آوازیں ایک زمانہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔
۴۳۳	لڑکیوں کا غیر مردوں کے سامنے خوش الحانی سے نظم پڑھنا حرام ہے۔	جس طرح کاغذ کی رقوم میں وہی قرآن مرقوم ہے اسی طرح جو فونو میں بھرا گیا اور اب اس سے ادا ہوتا ہے بالکل وہی قرآن ہے نہ کہ غیر قرآن۔
۴۳۸	بچوں کو کتابت سکھانا اور عاشقانہ نظمیں پڑھانا ممنوع ہے۔	صدا میں ہوا سی تموج اول سے پلٹی ہے یا گنبد وغیرہ کی بھیس سے وہ تموج زائل ہو کر تموج تازہ اس کیفیت سے متکلیف ہم تک آتا ہے۔
۴۵۰	کافرہ عورت سے مسلمان عورت کو پردہ لازم ہے۔	مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق کہ بصورت صدا پہاڑ وغیرہ سے ٹکرا کر ہوا ہی دوسری اس کیفیت سے متکلیف ہو کر آتی ہے نہ کہ ہوائے اول۔
۴۵۱	لباس	اثر وقوع دو ^۲ ہیں: 'اتحرک' شکل۔
۴۵۱	پانچے ٹخنوں کے نیچے رکھنا مکروہ تنزیہی یعنی صرف خلاف اولیٰ ہیں جبکہ بنیت تکبر نہ ہو۔	جو صدمہ تحرک کو روک دے وہ تشکل کو بھی نہیں رہنے دیتا۔
۴۵۱	انگریزی وضع کا بوٹ ممنوع ہے۔	طب
۴۵۱	جس لباس کا پہننا ناجائز ہو اس میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔	نبض کا اختلاف اعتدال سے طبیعت کے انحراف پر دلیل ہے۔
۴۵۲	محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔	

۵۷۱	بھنگی مسلمان ہوا مگر پیشہ ترک نہیں کیا اس کے ہاں دعوت پر جا کر کھانا شرنگا کیسا ہے۔		حلق و قصر
۵۸۷	جس کے پاس سودی کے ساتھ جائز آمدنی بھی ہے اس کے ہاں کھانا کیسا ہے۔	۹۷	سر کے بال ترشوا کر چھوٹے چھوٹے رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔
۶۸۱	دعوت کھانی فی نفسہ حلال ہے جب تک معلوم و متحقق نہ ہو کہ جو کھانا ہمارے سامنے آیا ہے بعینہ حرام ہے۔	۹۸	داڑھی کتر واکر مشیت سے کم کرنا اور سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔
	لہو و لعب	۱۰۰	انگریزی بال رکھنا خلاف سنت وضع فساد ہے۔
۹۸	ڈھول بجانا رقص کرنا ممنوع ہے۔		شرب و طعام
۳۶۰	بالقصہ راگنی پر قرآن عظیم کو درست کرنا یعنی گانے کی طرح پڑھنا ضرور حرام ہے۔	۹۵	ہندوؤں کے یہاں کا گوشت وغیرہ کھانا شرنگا کیسا ہے۔
۳۶۵	بالجملہ ممانعت گانے میں یا معاذ اللہ اشعار ہی خود برے ہوں۔	۱۰۰	فاسقوں کے یہاں کا کھانا فی نفسہ حرام نہیں۔
۴۰۵	تماشا گاہوں اور شادی وغیرہ کی مجلسوں میں حمد و نعت وغیرہ پڑھنا کیسا ہے۔	۱۰۳	جو شخص سود خور ہے اور حلال کمائی بھی رکھتا ہے اس کی دعوت قبول کرنے سے احتراز چاہئے اگرچہ اس میں فتویٰ جواز ہے۔
۵۵۶	باجا بجانا ناجائز، ہندوؤں کے ہاں بجانا اور سخت ناجائز اور ان کے شیطانی تہوار میں بجانا اور بھی سخت حرام در حرام ہے۔	۱۱۲	چوری اور جوئے وغیرہ سے حاصل شدہ مال پر ختم پڑھنا حرام، اس کا کھانا حرام اور اس کو کھانے والا قابل امامت نہیں۔
۵۵۶	ہنود کے تہوار میں باجا بجانے والا اگر باز نہ آئے تو اس کی مسلمان برادری اس سے بایکٹ کرے۔	۱۱۳	جس شخص کے پاس مال حرام و حلال مخلوط ہوں اور اس کا خاص حرام ہونا معلوم نہ ہو یا زہر حرام سے کوئی چیز خریدی جس کی خریداری میں زہر حرام پر نقد و عقد جمع نہ ہوئے ہوں تو اس پر ختم و فاتحہ پڑھنے اور اس کو کھانے میں حرج نہیں اگرچہ خلاف احتیاط ہے۔
۵۶۰	جو قوالی یہاں رائج ہے ناجائز ہے۔	۱۱۵	ہنود عموماً ناپاکوں میں آلودہ رہتے ہیں لہذا ان کی بنائی ہوئی مٹھائی وغیرہ سے پرہیز چاہئے۔

۴۲۲	حقوق العباد	اباحت سماع کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ان میں کوئی امر نہ ہو۔
۴۳۲	پردیس میں بال بچے دار کو کب تک رہنا چاہئے۔	خوش الحان چھو کروں سے محفل میلاد میں فارسی وارد وغریبیں اور اشعار گانے کی طرز پر پڑھوانا ممنوع ہے۔
۵۴۵	زید کا نینا باپ اپنی خوشی سے حسب عادت بازار میں سلمان فروخت کرنے جاتا ہے تو زید پر الزام نہیں، اور اگر زید اسے مجبور کرتا ہے تو ضرور گنہگار و نالائق ہے۔	امور خیر میں تعاون
۵۴۶	باپ کا حق بیٹے پر ہمیشہ رہتا ہے یونہی بیٹے کا حق باپ پر۔	اجناس سے ایک ایک مٹھی ہر کھانے کے موقع پر مدرسہ دینیہ کی اعانت کے لئے الگ کر لینا جائز و مستحب ہے، ایسا کرنے والے اور اس کے مؤیدین سب کے لئے اجر جزیل ہے۔
۶۳۷	شاگرد کے ذمے استاد کے حقوق کس قدر ہیں، استاد کے احکام کی نافرمانی میں شاگرد کی نسبت کیا حکم ہے، شاگرد نیت کا پردہ استاد سے بعد بلوغ ہو نا چاہئے یا قبل بلوغ بھی۔	امور خیر کے لئے چندہ کرنا بدعت نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے۔
۶۳۸	استاد کا حق ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم ہے۔	احادیث مبارکہ سے تائید۔
۶۳۹	جس سے اس کے استاد کو اذیت پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا۔	مختلف مواقع پر صحابہ کرام کے چندہ اکٹھا کرنے کے متعدد واقعات۔
۷۰۳	ماں باپ محتاج ہوں ان کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو بیٹے کو سفر پر نہیں جانا چاہئے۔	تہمت و بہتان و غیبت
۷۰۴	بیٹے کو سفر سے روکنا باپ پر کس صورت میں لازم ہے۔	کون سی غیبت ممنوع اور کون سی غیر ممنوع ہے۔
۷۰۷	بڑا بھائی والد کے مشابہ ہے۔	مسلمان پر جھوٹی تہمت زنا گناہ کبیرہ ہے، اس کے مرتکب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
۷۰۷	استاد کا انکار کفران نعمت ہے۔	مصاحبت و مجالست
۷۲۴	حقوق عامہ میں دست اندازی ناجائز ہے۔	فاسقوں سے میل جول نہ چاہئے خصوصاً مقتداء کو۔

حیل	امر بالمعروف	
اجرت پر قرآن وغیرہ پڑھوانے میں جواز کی صورت۔	۵۳۷	نبی عن المنکر اپنی شرائط کے ساتھ ضرور فرض ہے مگر وہ زجر و توبیخ میں منحصر نہیں۔
کسی ذریعہ حرام سے حاصل کردہ مال سے سبکدوشی کا طریقہ۔	۵۵۱	لوگوں کو اچھائی کی طرف بلانے والے کا اجر اور برائی کی طرف بلانے والے کا وبال۔
ناپاک مال کو پاک کرنے کا حیلہ	۵۶۱	ترغیب و ترہیب
بیاج (سود) کو جائز کر لینے کا حیلہ کرنا مسلمان کی شان نہیں۔ البتہ بیاج سے نجات حاصل کرنے کا حیلہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے۔	۵۶۸	بے نمازی سخت شقی، فاسق، فاجر، مرتکب کبائر مستحق جہنم ہے۔
رشوت میں حاصل شدہ مال واپس کرنا یا معاف کرنا از قبیل محال ہو گیا ہو تو برات و توبہ کی کیا صورت ہوگی اور مال کس مصرف میں صرف کیا جائے۔	۵۷۴	جو رزق میں وسعت اور مال میں برکت چاہتا ہے۔ وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔
طوائف کی ناجائز آمدنی اور جائداد کا مصرف کیا ہو سکتا ہے، اس کے لئے وہ کس صورت میں جائز ہو سکتی ہے۔	۵۸۸	غیر سید جو دیدہ دانستہ سید بنتا ہو وہ ملعون ہے۔ اس کا فرض و نقل قبول نہیں۔
مال حرام سے بچنے اور اس سے سبکدوش ہونے کا طریقہ۔	۵۹۳	باپ کے سوا دوسرے کی طرف نسب منسوب کرنے والے کے لئے حدیث میں وعید شدید۔
وکالت		مسلمانوں کو دھوکہ دینے والے کے لئے سخت وعید۔
وکیل نے مؤکل کی اشرفیاں اپنی اشرفیوں میں ملا دیں تو وکیل پر ضمان لازم ہے، اور ضمان میں مؤکل کا تصرف جائز ہے۔	۵۵۴	جو شخص کسی کو برے لقب سے پکارے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔
تہذیب و تمدن		مسلمان کو ایذا دینے والا رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے۔
مشاہدہ شاہد ہے کہ شریف میں دیگر اقوام سے حیاء و حمیت و تہذیب و مروت وغیرہ بکثرت اخلاق حمیدہ موہوبہ و مکسوبہ میں زائد ہیں۔	۲۲۴	آل رسول، انصار اور عرب کی تعظیم نہ کرنے والے پر سخت وعید۔

۲۵۶	جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتائے اس پر جنت حرام ہے۔	۲۵۷	مجلس لہو و لعب میں شریک ہونا ناجائز ہے اس پر آیات قرآنیہ شاہد ہیں۔
۲۷۹	فضول خرچی کی مذمت اور اس پر وعید شدید۔	۲۹۲	جوسیہ خضاب لگائے وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔
۲۸۰	ایک ناپاک و ملعون رسم کا بیان جس پر صداہ لعنتیں اللہ تعالیٰ کی اترتی ہیں۔	۲۹۳	اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی عورتوں پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔
۲۹۲	لہو و لعب میں مستغرق شخص کی مذمت قرآن و حدیث سے۔	۲۹۶	سیاہ خضاب لگانے والوں کے لئے وعید شدید۔
۳۲۶	اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے دشمن تین شخص ہیں۔	۲۹۷	اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سیاہ خضاب کرنے والوں کی طرف نظر کرم نہ فرمائے گا۔
۳۵۵	خوش آوازی کے بعد قرآن مجید تلاوت کرنے کی ترغیب میں دس حدیثیں۔	۲۹۷	اللہ تعالیٰ بوڑھے کوئے کو دشمن رکھتا ہے۔
۳۹۶	مسجد بنانا خیر کثیر ہے۔	۲۹۷	زرد خضاب مومن کا، سرخ خضاب مسلمان کا اور سیاہ خضاب کافر کا ہے۔
۴۵۲	اگر فونو کی پلیٹیں نجس مسالا کی بنی ہوئی ہیں تو اس میں قرآن مجید کا بھرنہ حرام قطعی اور سخت گناہ ہے اور اس پر مطلع ہونا کے باوجود اس میں قرآن بھروانے والے، سنانے والے اور اس پر راضی ہونے والے سب گنہگار ہوں گے۔	۲۹۸	سپیدی نور ہے جس نے اس کو چھپایا اس نے نور کو زائل کیا۔
۴۵۵	فونو کا عام طور پر بجانا، سننا، سنانا سب کھیل تماشے کے طور پر ہوتا ہے اور قرآن عظیم کھیل تماشے کے لئے نہیں اُترا۔	۲۹۹	سیاہ خضاب کرنے والوں کا چہرہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روزہ کالا کرے گا۔
۴۵۵	قرآن مجید کو کھیل تماشے کے طور پر سننے والوں اور دین کو کھیل تماشہ بنانے والوں کے لئے وعید شدید۔	۲۹۹	واڑھی منڈانے یا سیاہ کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حصہ نہیں۔
۴۵۷	جس مجلس لہو و لعب میں کھیل تماشے کے طور پر قرآن مجید سنا جا رہا ہو وہاں اگر کوئی شخص ہنر کرو تفکر کے طور پر بھی سُنئے تو گناہ سے بری نہ ہوگا۔	۲۹۹	ادھیڑ عمر والوں میں سے جوانی جیسی صورت بنانے والا بدترین ہے۔
		۵۵۶	ہندوؤں کے سودی معاملہ کی وثیقہ نویسی کرنے والے کا استفتاء اور مصنف علیہ الرحمہ کا حکیمانہ جواب اور اس پیشہ کو فوخر ترک کرنے کی تلقین اور قضائے حاجات کے لئے اعمال مجربہ کی تعلیم۔

۵۵۹	تحریر	بلا ضرورت شرعیہ و مجبوری صادق سودی روپیہ قرض لینا حرام اور شدید گناہ کبیرہ ہے۔
۵۶۰	ماتم و نوحہ محرم و غیر محرم میں حرام ہے۔	۴۰۷
۵۸۷	تحریر	سود کھانے، کھلانے اور تعاون کرنے والوں پر لعنت۔
۵۹۷	لغزشیں۔	۲۲۲
۶۳۵	استاد کا شاگرد کو بدنی سزا دینا جائز ہے مگر یہ سزا لکڑی کے بجائے ہاتھ سے ہونی چاہئے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پٹائی نہیں ہونی چاہئے۔	۶۵۲
۶۳۹	نفقہ	مسلمان کی ناحق ایذا دہ اور رسول کی ایذا ہے۔
۶۳۹	بیٹا جب جوان ہو جائے تو باپ پر اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا۔	۵۴۶
۶۳۹	وقف	تین شخصوں کے حق کو ہکانہ جانے کا مگر کھلا منافق۔
۶۵۰	بیع فاسد سے خریدے ہوئے گھر پر قبضہ کرنے کے بعد خریدار نے اسے فقیروں پر وقف کر دیا تو وہ وقف ہو گیا۔	۵۴۲
۶۸۲	ملک کی خواہش وقف کی صحت سے مانع نہیں۔	۵۴۳
۷۱۱	حقہ و پان	سخن پروری یعنی دانستہ باطل پر اصرار و مکارہ ایک کبیرہ، عبارات علماء میں کچھ الفاظ اپنی طرف سے الحاق کر کے ان پر افتراء دوسرا کبیرہ، علماء کو اسانڈہ کو دھوکا دینا تیسرا کبیرہ ہے۔
۷۱۶	حقہ پیتے ہوئے سبق پڑھانا برا ہے۔	۳۷۶
۷۲۱		جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت کبیرہ ہے۔
		بے علم فتویٰ دینے والا لعنتی ہے۔
		عورت کے ساتھ دواور امر کے ساتھ ستر شیطان ہوتے ہیں۔

۵۷۱	جتنا واجبی خرچہ ہے مدعا علیہ جھوٹے مدعی سے لے سکتا ہے سچے مدعی سے لینا حرام ہے اور مدعی سچا ہو یا جھوٹا مدعا علیہ سے نہیں لے سکتا۔	۲۹۹	قلیان کشیدن یعنی حقہ نوشی کا شرعی حکم۔
۶۱۰	عہدہ قضاء قبول کرنا کب فرض، کب مکروہ اور کب حرام ہے۔		تصویر
	بیمین	۷۰۰	طلم تصاویر سے خالی نہیں اور تصویر حرام ہے۔
۶۳۷	کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھالی پھر دیکھا کہ اس کا کرنا بہتر ہے تو وہ کام کر لے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔		بغض و حسد
	مرض و تداوی	۵۷۹	حسد کا شیطان ہے۔
۳۴۷	حرام چیز دواء استعمال کرنے میں اختلاف ہے اور ہمارے ائمہ اصل مذہب ظاہر الروایت یہ ہے کہ جائز نہیں۔		تقویٰ
	کرامات	۵۱۷	اگر معلوم ہو کہ مستاجر کمال اکثر حرام ہے تو متقی کا کام اس سے بچنا ہے۔
۱۵۶	کرامات اولیاء و رؤیائے صالحہ سے لاعلاج مریض درست ہو گئے۔	۵۲۱	جسے اپنے دین کا کامل پاس ہو وہ غلبہ حرام کی صورت میں احتراز ہی کرے۔
۱۵۶	سات برسوں سے بہنے والا پھوڑا ٹھیک ہو گیا۔	۵۳۵	وارث کو صرف اتنا معلوم ہے کہ ترکہ میں مال حرام بھی ملا ہے مگر نہ مال متمیز اور نہ ہی مستحق معلوم تو دیناً احتراز افضل ہے اور حکم جواز ہے۔
۱۵۶	امام حاکم صاحب مستدرک کے منہ پر نکلے پھوڑے درست ہو گئے۔	۵۶۹	حرام سے جتنا بچ سکے بچنا لازم ہے۔
	تاوان و ضمان		دعویٰ و قضاء
۱۰۱	اگر کوئی کسی کا گھڑا توڑ دے تو اس کا تاوان دے۔	۵۶۳	وظیفہ مقرر ہونے کے باوجود قاضیوں کا لوگوں سے زبردستی یا گڑبڑا کر کچھ لینا کیسا ہے۔

۵۵۸	تاوان کاروپہ جمع کرنا کیسا ہے۔	۵۵۸	اذان میں "خلیفہ بلا فصل" کا اضافہ خود رافضیوں کے مذہب کے خلاف ہے۔	۴۷۳
	رَدِ بد مذہبوں و مناظرہ		کلمہ "خلیفہ بلا فصل" کے تبراہونے کا ثبوت کتب شیعہ سے۔	۴۷۸
۹۶	آج کل وہابیہ وغیرہ مبتدعین میں تقیہ بہت رائج ہے۔	۹۶	تقویت الایمان سخت بددینی و ضلالت کی کتاب ہے۔	۶۸۰
۲۳۹	رد تقویۃ الایمان	۲۳۹	وہابیوں کے پاس اپنے بچوں کو پڑھانا حرام ہے۔	۶۸۲
۳۱۶	وہابیہ تمام جاہل ہوتے ہیں۔	۳۱۶	غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا حماقت ہے۔	۶۸۲
۳۱۶	وہابی مفتی کو اسراف کا معنی معلوم نہیں۔	۳۱۶	لزوم مناظرہ کی شرائط کا ذکر۔	۶۹۰
۳۲۰	آج کل کے مخالف اہلسنت کی روش ہے کہ جس چیز کو چاہا شرک و بدعت و ضلالت کہہ دیا۔	۳۲۰	غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے۔	۶۹۲
۴۰۷	رافضیوں کی مجلس میں جانا سخت حرام ہے۔	۴۰۷	بہشتی زیور وغیرہ جیسی کتابیں پڑھنا پڑھانا حرام ہے۔	۶۹۲
۴۱۷	مصنف علیہ الرحمہ نے سبب آواز کے بارے میں قدماء سے اختلاف کیوں کیا۔	۴۱۷	بد مذہب استاد کا صحیح الذہب شاگرد پر کیا حق ہے۔	۷۰۶
۴۱۸	فلاسفہ غلط کاری و خطا شعاری کے عادی ہیں۔	۴۱۸	دیوبندی کا وعظ سننا، اس سے فتویٰ لینا، میل جول رکھنا جائز نہیں۔	۷۱۰
۴۱۹	حدوث آواز سے متعلق نظریات فلاسفہ کا ابطال اور ان کے استدلالات کا جواب۔	۴۱۹	روافض حضرت ابوبکر صدیق و عمرو عثمان اولاد امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر کیوں ترک کرتے ہیں۔	۷۴۱
۴۳۳	علامہ سید محمد عبدالقادر الاہل شافعی کے موقف کا دس وجوہ سے رد۔	۴۳۳	رافضی سے مجلس شریف پڑھوانا حرام ہے۔	۷۵۷
۴۷۲	روافض کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنی میں منحصر تھا، اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت علی المرتضیٰ کا یہ حق چھین لیا تھا۔	۴۷۲	مجالس روافض اور ان کی خرافات میں شرکت حرام ہے۔	۷۵۷
۴۷۲	روافض نے گویا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عیاداً باللہ سخت نامرد، بزدل، تارک حق اور مطیع باطل بتایا۔	۴۷۲		

۴۵۹	شعر اچھا بھی ہے اور برا بھی۔		متفرقات
۴۷۲	دوستی بے خرداں دشمنی است۔	۱۲۵	تقریب نکاح وغیرہ میں آکر مانگنے والے تقالوں کو کچھ دینا کس صورت میں جائز ہے۔
۵۰۳	مصنف کی تحقیق کہ حنا و کتم کے خضاب کارنگ سرخ ہوتا ہے۔	۱۲۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک شاعر ساکس کو کچھ دینے کے بارے میں حضرت بلال کو حکم۔
۵۳۹	پیشہ وران ذیل کے بارے میں شرع کیا حکم دیتی ہے: (۱) قاطع الشجر (۲) ذابح البقر (۳) دائم الخمر (۴) بالغ البشر۔	۱۳۰	زید کے پاس کچھ روپیہ وجہ حلال کا اور کچھ حرام کا ہے زید یہ بھول گیا ہے کہ اس میں وجہ حلال کا کتنا روپیہ ہے اب اگر زید اس روپے سے خیرات کرنا چاہے تو کیسے کرے۔
۵۶۶	ایک عورت پر جن آتا ہے جس کو وہ علانیہ دیکھتی ہے اور وہ عورت کو روپے نوٹ وغیرہ دے جاتا ہے وہ عورت ان نوٹوں کا کیا کرے۔	۱۷۳	یہ دقاتق تدلیس و تبلیس ابلیس لعین سے ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں منکر رشدد و انکر کامر تکب کر دیتا ہے۔
۵۹۶	جیلوں میں قیدیوں سے جو اشیاء تیار کرائی جاتی ہیں ان کا خریدنا اور استعمال کرنا کیا ہے۔	۱۹۴	عورتوں کا آپس میں ہنسی مذاق مشروط طور پر جائز ہے۔
۵۹۷	تسبیح لکڑی کی ہو یا پتھر کی، جائز ہے مگر بیش قیمت ہو نامکروہ اور سونے چاندی کی حرام ہے۔	۲۲۶	حروف کی تین قسمیں ہیں: لفظیہ، فکریہ، خطیہ۔
۶۳۶	فلسفہ کی کتب کو درس نظامی میں کیوں شامل کیا گیا۔	۲۴۱	صورت جبرائیل
۶۸۴	علی گڑھ یونیورسٹی میں تعلیم و تعلم اور اس کی اعانت سے متعلق چار سوالات پر مشتمل استفتاء۔	۲۵۸	فونو ایک آلہ مطلق ہے جس کی نسبت ہر گونہ آواز کی طرف ایسی ہی ہے جیسے اوزان عروضیہ کی کلام کی طرف بلکہ حروف ہجاء کے معنی کی طرف۔
۷۲۰	کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔	۲۵۸	حروف ہجاء من حیث ہی حروف الحجا علوم رسمہ میں کسی خاص معنی کے لئے وضع نہیں کئے گئے بلکہ وہ آلہ تادیہ معانی مختلف ہیں ان سے اچھے برے جیسے معانی چاہیں ادا کر سکتے ہیں۔
		۲۵۸	تلوار بہت اچھی بھی ہے اور سخت بری بھی۔

نماز و طہارت

(امامت، جماعت، استنجاء، وضو، غسل، تیمم وغیرہ)

مسئلہ ۱: ازکلی ناگر ضلع پبلی بھیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۶ جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو مولوی واعظ داں ہو کر گاؤں درگاؤں ہندوؤں کے یہاں کھانا کھائے اور ایک عورت کو ساتھ لئے پھرے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور وہ امام کے قابل ہے یا نہیں؟

الجواب:

ہندوؤں کے یہاں کا گوشت حرام ہے جب تک وہ گوشت اس جانور کا نہ ہو جسے مسلمان نے ذبح کیا اور اس وقت تک مسلمان کی نظر سے غائب نہ ہو باقی کھانے اگر ان میں وجہ حرمت نہ معلوم ہو تو حلال ہیں ایک عورت کو ساتھ لئے پھرنا نہایت گول لفظ ہے کیسی عورت کیونکر ساتھ لئے پھرنا خادمہ بنا کر یا زوجہ بنا کر یا معاذ اللہ فاسد طریقے پر، اور خادمہ ہے تو نوجوان ہے یا حد شہوت سے گزری ہوئی بڑھیا، اور اس سے فقط پکانے وغیرہ کی معمولی خدمت لیتا ہے یا تنہائی میں یکجائی کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔ اور زوجہ ہے تو پردہ میں رکھتا ہے یا بے پردہ لئے پھرتا ہے، اگر حد شہوت سے گزری ہوئی بڑھیا ہے۔ یا جوان ہے اور اس سے معمولی خدمت لیتا ہے اور ساتھ اور لوگ بھی ہیں کہ اتفاق خلوت میں نہیں ہوتا یا زوجہ ہے او اسے پردے میں ساتھ رکھتا ہے تو حرج نہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲:

ازبرہا ملک بنگالہ مرسلہ عبدالرشید

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی جاہل نے کسی مسجد کے پیش امام عالم کی غیبت کی اور اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور دوسرے مکانوں میں اس امام کو جو کھانا وغیرہ مقرر تھے اس نے ان لوگوں سے امام کی برائیاں بیان کر کے سب موقوف کرا دیں اور لوگوں نے اس امام کی برائی پر گواہ طلب کیا وہ قاصر ہو گیا۔ ان سب صورتوں میں وہ مرتکب گناہ کبیرہ ہوا یا نہیں؟ بر تقدیر اول حسب شرع اس پر کیا سزا لازم آتی ہے؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤت)

الجواب:

یہ سوال سب مجمل ہے اور حال زمانہ مختل ہے۔ سب لوگ عالم کہلاتے ہیں اور وہ بوجہ وغیرہ بدمذہب ہونے کے ہزار درجہ فاسق جاہل ہے بدتر ہیں اور آج کل وہابیہ وغیرہم مبتدعین میں تقیہ بہت رائج ہے خصوصاً جہاں روٹی کا معاملہ ہو، روتی کے لئے دین بیچنا ان کے نزدیک بہت آسان بات ہے۔ معاملہ غیر ملک کا ہے۔ اور غیب کا علم خدا کو ہے اگر صورت واقعہ کہیں یہی ہوں کہ عالم بننے والا پیش امام تقیہ کئے ہوئے سنیوں کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہو اور کسی سنی کو اس کے حال باطن پر اطلاع ہو گئی تو اس کی تشہیر اور اس کے اخراج کی تدبیر جو کچھ اس سنی نے کی اس پر اجر عظیم کا مستحق ہے اور گواہ نہ پاسکا کہ تقیہ والوں کی حالت پر گواہوں کا ملنا بہت دشوار ہوتا ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اترعون عن ذکر الفاجر متى يعرفه الناس اذكروا الفاجر بما فيه يحذرہ الناس ^۱ ۔	کیا تم بدکار کا تذکرہ کرنے کے سلسلے میں رعایت کرتے ہو تو پھر لوگ اسے کب پہچانیں گے لہذا بدکار جو جرم کرے اس کا ذکر کیا کرو تاکہ لوگ اس سے ہوشیار رہیں اور بچ سکیں۔ (ت)
--	--

اور اگر واقع میں وہ عالم سنی ہے، اور اس نے جس عیب کی اشاعت کی اس کے سبب سے مسلمانوں کو ضرر تھا اور اطلاع دینے میں اس کا دفع تھا اور اس نے اس کے ضرر ہی کی نیت سے محض بغرض خیر خواہی مسلمانین یہ کاروائی کی جب بھی اس پر الزام نہیں نہ شرعاً ایسی غیبت ممنوع ہے

^۱ تاریخ بغداد للبغدادی ترجمہ چارود بن یزید ۳۴۵ھ و حسن بن احمد ۳۵۱ھ بیروت ۱/ ۲۶۲ و ۲۶۸، تاریخ بغداد للبغدادی ترجمہ محمد بن احمد ۳۳۸ھ

اور اگر یہ بھی نہ تھا بلکہ صرف اس عالم کی غیبت چنی اور اسے ضرر رسانی کی غرض سے ایسی حرکت کی تو یہ شخص سخت کبیر کا مرتکب ہے اور حاکم شرع کے حضور سخت سزا کا مستحق ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ثلاثة لا يستخف بحقهم الامنافق ذوالعلم وذو الشیبة فی الاسلام وامام مقسط ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	تین شخصوں کا حق ہلکا نہ جائے گا مگر منافق ایک عالم، دوسرا وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
--	--

مسئلہ ۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ ذیل میں کہ زید امامت کا بہت شائق ہے جس وقت مقررہ (امام) مسجد نہیں ہوتے ہیں وہ تو وہ باوصف اس کے کہ اس سے (افضل) جماعت میں ہوتے ہیں خود جرات کر کے مصلیٰ امام پر لپک جاتا ہے اکثر نمازی اس کی اقتداء سے متغیر ہو کر علیحدہ ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کی سچی شہادتوں سے تحقیق ہو چکا ہے کہ زید ولد الزنا ہے علاوہ اس کے جھوٹی گواہیاں عدالتوں میں دیتا ہے اور لباس و صورت اس کی خلاف شرع ہے لیکن بعض شخص بوجہ عدم واقفیت اور بعض بسبب قرابت و رعایت کے سکوت کر کے اقتدا کر لیتے ہیں اس کی صورت اور لباس کا نقشہ یہ ہے سر کے بال کترے ہوئے، نہ منڈائے نہ دراز، داڑھی ایک مشٹ سے کم جس پر سیاہ خضاب، لباس اچکن بٹن دار، جیب گھڑی لگی ہوئی، پاجامہ نیچا، ٹخنے چھپے ہوئے، پاؤں میں بوٹ، بانیں ہاتھ میں کبڑی لکڑی ہے اور وہ علم اور تعزیوں اور میلیوں میں جایا کرتا ہے اور رقص و نشاط کے جلسوں میں بھی شریک رہتا ہے بلکہ اپنے یہاں کی تقریبوں میں ڈھول باجاناچ رنگ کرتا ہے حضرت محمد شیر میاں مرحوم کا مرید ہے صرف اس بیعت سے اپنے آپ کو افضل الخلائق گمان کرتا ہے اور قابل الامامت سمجھتا ہے اگر انصاف کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو پیر کی بھی اطاعت اس میں مطلق نہیں ہے کیا ایسا شخص جو عقیدہ اور عمل اور صورت اور سیر تا زید جیسا ہو امامت کے اور اہتمام مسجد کے قابل شرعاً ہو سکتا ہے اور کیا ان لوگوں کی نماز جو اس کی اقتداء کرتے ہیں فساد و کراہت سے خالی ہوگی احکام شرع مبین جواب تحریر فرمائیں اور زید فرائنض و واجبات اور سنن اور مکروہات و مفسدات نماز نہیں جانتا ہے۔

الجواب:

سر کے بال ترشوا کر چھوٹے چھوٹے رکھنا مکروہ تنزیہی ہے کہ خلاف سنن ہے اور پائے ٹخنے سے نیچے بھی مکروہ تنزیہی یعنی صرف خلاف اولیٰ جبکہ بہ نیت تکبر نہ ہو۔

^۱ المعجم الکبیر حدیث ۸۱۸ / المكتبة الفیصلیة بیروت ۸ / ۲۱۳۸

صرح به فی العلمیگیبیه ^۱ و فیہ حدیث فی صحیح البخاری انک لست ممن یصنعه خیلاء ^۲ ۔	فتاویٰ عالمگیری میں (مسئلہ مذکورہ کی) تصریح کی گئی اور اس بارے میں صحیح بخاری کی حدیث موجود ہے تم ان لوگوں میں سے نہیں جو بر بنائے تکبر تخنوں سے نیچے ازار لگاتے ہیں۔ (ت)
--	---

[حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا تھا] اور ولد الزناء کے پیچھے بنی نماز مکروہ تنزیہی ہے جبکہ وہ سب حاضرین سے مسائل نماز و طہارت کا علم زیادہ نہ رکھتا ہو اور کبڑی لکڑی بھی رکھنا فی نفسہ بُرا نہیں جبکہ نیچریہ و نصاریٰ سے تشبہ مقصود نہ ہو اور بٹن دار اچکن اور جیب اور اس کی گھڑی مباح ہے مگر انگریزی وضع کا بوٹ ممنوع ہے اور داڑھی کتر واکریک مشیت سے کم رکھنا حرام ہے سیاہ خضاب حرام ہے، علم تعزیوں اور فسق کے میلوں اور رقص کے جلسوں میں جانا حرام ہے۔ اپنی تقریبوں میں ڈھول جس طرح فساق میں رائج ہے بجوانا، ناچ کرانا حرام ہے۔ ان افعال کا مرتکب ضرور فاسق ملعن ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا جائز نہیں اور پڑھی ہو تو پھیرنا واجب ہے نہ ایسے شخص کو مہتمم مسجد بنانے کی اجازت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴: علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے پیر پر الزام زنا رکھے اور پیر سے وہ گناہ صادر نہ ہو اور پیر مرشد اس بات کو سن کر اس مرید کو عاق کردے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

مسلمان پر زنا کی جھوٹی تہمت رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن عظیم نے اس کو فاسق فرمایا ہے اگر وہ اپنے اس ناپاک حرکت پر اصرار کرے اور تائب نہ ہو تو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور اس کا پھیرنا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۳

^۲ صحیح البخاری کتاب اللباس باب من جازاہ من غیر خیلاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۶۰

مسئلہ ۵:

مسئلہ ۵: عبد الرحیم خاں صاحب از بہرام پور ضلع مرشد آباد بنگال ۲۱ صفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زید دعلوی کرتا ہے کہ میں سنی ہوں، اور امامت بھی کرتا ہے دلہ لکے آگے مرثیہ پڑھتا ہوا کر بلا تک گیا۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟

الجواب:

دلہل بدعت ہے اور یہ رائج مرثیہ معصیت ہیں اور یہ ساختہ کر بلا مجمع بدعات ہے، ایسا شخص فاسق ہے جب تک توبہ نہ کرے اسے امام بنانا گناہ ہے۔ غنیہ میں فتاویٰ حج سے ہے، لوقد موافسقا یأثمون^۱ (اور لوگ اگر کسی فاسق کو امامت کے لئے آگے کریں تو کنہگار ہوں گے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶:

مسئلہ ۶: حافظ نبو علی صاحب از خاص ضلع بھنڈارہ محلہ کم تالاب متوسط ضلع ناگپور
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ خاص ضلع بھنڈارہ محلہ کستم تالاب میں ایک مولوی صاحب جو کہ مسجد میں پیش امام اور واعظ اور مشائخ بھی ہیں یہ تینوں صفتیں ہو کر جہاں نائک گانا بجا ہوا ایسی جگہ بشوق جاتے ہیں اور آپ مدرسہ انجمن کے مدرس اعظم بھی ہیں یہ فعل شرع میں جائز ہے کیا اور اگر ناجائز ہے تو ایسے پیش امام اور واعظ اور مشائخ کے لئے کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کی پیش امامی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

نائک مجمع فسقیات ہے اور اس میں جانا ضرور خبیث العذار خفیف الحركات نامہذب بے باک ہونے کی دلیل کافی ہے اور بعد تَعَوُّد صراحۃً فسق بالاعلان ہے اور فاسق ملعن کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور جتنی پڑھی ہو پھیرنا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷:

مسئلہ ۷: از شہر بریلی محلہ بہاری پور مرسلہ علی احمد قادری ۲۹ شوال ۱۳۳۲ھ
بے نماز اور وہ شخص جو بال انگریزی رکھوائے اس کے واسطے کیا شریعت کا حکم ہونا چاہئے؟

الجواب:

بے نماز سخت شقی فاسق فاجر مرتکب کبائر مستحق جہنم ہے وہ ایسا مسلمان ہے جیسا تصویر

^۱ غنیہ المستمل فصل الاول بالامامة سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

کا گھوڑا ہے کہ شکل گھوڑے کی اور کام کچھ نہیں، انگریزی بال رکھنا مکروہ و خلاف سنت و وضع فساد ہے ممنوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۹: بروز شنبہ ۷ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں:

(۱) ایک عورت بیوہ مسلمان ہے خواہ مذہب شیعہ ہو خواہ مذہب اہلسنت و جماعت نکاح ثانی نہیں کیا اور کسی مسلمان شخص سے مبتلا ہے اس کے گھر کا کھانا پینا جائز ہے یا نہیں یا وہ عورت کسی ایک مشرک کے ساتھ گرفتار ہے ایسی عورت کے یہاں کھانا جائز ہے یا ایسی عورت کے گھر میں اگر کوئی پیش امام دعوت کھائے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس پیش امام کے لئے کچھ کفارہ ہوتا ہے یا نہیں؟

(۲) جو شخص فال کھولتا ہو لوگوں کو کہتا ہوں تمہارا کام ہو جائے گا یا یہ کام تمہارے واسطے اچھا ہوگا یا برا ہوگا یا اس میں نفع ہوگا یا نقصان اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) آج کل کے روافض تو اسلام سے خارج ہیں اور جو عورت بلا نکاح کسی شخص کے پاس رہے فاسقہ ہے اور وہ شخص مشرک ہو تو اس کا فسق اور سخت اور فاسق کے یہاں کھانا اگر وجہ حلال سے ہو فی نفسہ حرام نہیں، مگر فاسقوں سے میل جول نہ چاہئے خصوصاً مفتدا کو، پھر اگر دو یا ایک بار ایسا واقع ہو تو ایسا الزام نہیں جس کے سبب اس کے پیچھے نماز میں حرج ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر یہ احکام قطع و یقین کے ساتھ لگاتا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں، اس کی تصدیق کرنیوالے کو صحیح حدیث میں فرمایا:

قد کفر بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۱ ۔	اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔
--	--

اور اگر یقین نہیں کرتا جب بھی عام طور پر جو فال دیکھنا رائج ہے معصیت سے خالی نہیں۔ ایسے شخص کو امامت جائز جب تک کوئی فساد عقیدہ نہ ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ جامع الترمذی ابواب الطہارة باب ما جاء فی کراهية التبیان الحائض امین کمپنی دہلی ۱۹/۱

مسئلہ ۱۰: حاجی عبدالغنی صاحب علم بنگالی مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی بتاریخ ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۱۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو غسل کی حاجت تھی ہمراہ کپڑے ناپاک غسل کیا بعد اس پاجامہ کو اتار کر دھونا چاہاجب دھونے لگا تو اس ناپاک ہاتھ سے جو پاجامہ کے استعمال سے ناپاک ہو گیا تھا گھڑے اور لوٹا کر چھو اتویہ گھڑا بدھنا بھی ناپاک ہوا دوسرے شخص نے اس گمان سے کہ زید نے ناپاک ہاتھ لگایا ہے اس گھڑے بدھنے کو توڑ ڈالا، آیا اب اس کو عوض زید پر لازم ہوگا یا عمر پر جس نے توڑ ڈالا ہے۔ بینواتوجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

گھڑا جس نے توڑ دیا اس پر تاوان ہے اور اگر پاجامہ پاک کرنے کے بعد ہاتھ لگایا تو یہ ناپاک بھی نہ ہوا کہ جو چیز ہاتھ سے پاک کی جائے اس کے پاک ہونے کے ساتھ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱: مرسلہ عبدالستار بن اسماعیل صاحب از گوئڈل کاٹھیاواڑ یکم صفر ۱۳۳۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں ایسے کپڑے جو مرد کو ناجائز ہوں ان کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے مثلاً زری کی مغرق ٹوپی یا سردری ریشمی پاجامہ انگرکھا یا پیراہن انگشت میں سونے کی انگوٹھی بدن پر سونے کا چین وغیرہ، بینواتوجروا

الجواب:

ناجائز لباس کے ساتھ نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہ اس کا اعادہ واجب، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲: از قصبہ بالہ مکہ ضلع بلند شہر مرسلہ صالح محمد خان صاحب مورخہ ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا حال ہے ایسے شخص کا جو گناہان مندرجہ ذیل کا مرتکب ہوا، وہ شخص مسلمان رہا یا نہیں اور نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

(۱) ایک شخص نے جان بوجھ کر بسبب دنیوی رنجش کے قصد فعل حلال شرعی کو حرام کر دیا
(۲) غیر مقلدین کو جو اپنے کو عامل بالحدیث مشہور کرتے ہیں اور امامان مجتہدین رحمہم اللہ کو بدعتی اور اصحاب الرائے کہتے ہیں ان کو دربارہ شخصے خلاف شرع مدد دی۔

(۳) شرعی معاملہ میں عدل بحلف جھوٹی شہادت دی۔

(۴) چار مسلمان اہلسنت وجماعت حنفی مذہب واقف مسائل شرعی کے روبرو شرعی فعل حلال و جائز کو برحق اور سچا تسلیم کر کے پھر اس کلمہ حق سے منحرف ہو کر ناجواز کا قائل ہوا اور یہ شخص پیش امام مسجد بھی ہے آیا نماز پیچھے اس کے جائز ہے یا نہیں مع دلیل وحوالہ کتاب اللہ و حدیث

رسول اللہ باعبارت فقہیہ کے مرتب فرما کر مزین بمسرح خاص فرمادیں، بینواتوجروا (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

ایسے لوگ سخت گنہگار بلکہ گمراہ ہیں کہ حق کے مقابل باطل کی اعانت کرتے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز ناجائز ہے بلکہ جب تک توبہ نہ کریں مسلمانوں کو ان سے بالکل قطع علاقہ کر دینا چاہئے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالم بھی کس پر، دین پر، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اور اگر تمہیں شیطان بھلاوے میں مبتلا کر دے تو پھر یاد آنے کے بعد کبھی ظالموں کے پاس مت بیٹھو (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔	"وَأَمَّا يُنِيبُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" ۱
---	---

مسئلہ ۱۳: از جھونا مارکیٹ کراچی بندر مرسلہ حضرت پیر سید ابراہیم صاحب گیلانی قادری بغدادی مدظلہ الاقدس ۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص اپنے وطن سے نکل کر ناواقف مسلمانوں کے پاس آکر بحیدہ تعلیم امور دینی وطریق درویشانہ پیری و مریدی سلیقہ جاری رکھتا حتیٰ کہ اپنے مرید خاص خوبے موچی کے گھر میں رہ کر ان کی لڑکی جو کہ منکوحہ الغیر تھی مع شیر خوار بچے کو بھگا کر دوسرے ملک میں لے گیا اور شیر خوار بچے کو کہ خوبے موچی کا لڑکا ہے سید بنایا اور رفتہ رفتہ ان سے چند اولاد ہوئے ایسے شخص کے بارے میں حد شریعت کون سی قائم ہوگی اور فاجر و فاسق ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر یہ امر واقعی ہے تو ایسا شخص سخت فاسق فاجر مرتکب کبائر ہے مستحق عذاب جہنم ہے اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکرمہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس کے پاس مال حلال بھی ہے یعنی اپنی زمین میں زراعت ہوتی ہے اور سود بھی کھاتا ہے اس قسم کے لوگوں کا ہدیہ قبول کرنا اور اس کے دعوات کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

۱ القرآن الکریم ۶/۲۸

الجواب:

سود خور کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اور اس کی دعوت قبول کرنے سے احتراز چاہئے۔ پھر بھی دعوت و ہدیہ میں فتویٰ جواز ہے جب تک معلوم نہ ہو کہ شے جو ہمارے سامنے پیش کی گئی بعینہم وجہ حرام سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

از مراد آباد حسن پور مدرسہ عبدالرحمن مدرس

مسئلہ ۱۵:

جمعہ فرضوں کی اور سنتوں کی اول و آخر کی نیت تحریر فرمادیتجئے۔ بینوا توجروا

الجواب:

جمعہ کی نیت میں فرض جمعہ اور چاہے یہ بھی بڑھائے واسطے اسقاط ظہر کے۔ اور قبل کی سنتوں میں سنت قبل جمعہ اور بعد کی سنتوں میں سنت بعد جمعہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

از شہر محلہ سوداگران مسئلہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام

مسئلہ ۱۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر کسی کام کے کرنے کا حکم دے اور وقت نماز اتنا ہے کہ اگر اس کے حکم کی تعمیل کرے تو پھر نماز کا وقت باقی نہیں رہے گا تو اس صورت میں عورت نماز پڑھے یا حکم شوہر بجالائے؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤت)

الجواب:

نماز پڑھے ایسا حکم ماننا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مورخہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

از شہر کہنہ محلہ سیلانی مدرسہ جناب محمد حسین صاحب رضوی

مسئلہ ۱۷:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بکر کے پاس آیا جس کو عرصہ پانچ یا چھ یوم کا ہوا اور دیگر اشخاص بھی زید کے ساتھ تھے یہ بیان کیا کہ ایک صف پر دو یا تین یا دس آدمی برابر فرض علیحدہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ بکر نے کہا نماز نہیں ہوگی جماعت کرنا چاہئے۔ بکر سے زید نے کہا کہ نماز ہو جائے گی میں نے مسئلہ اپنے مولوی سے دریافت کر لیا ہے اس پر بکر نے کہا کہ میں تم کو کافر جانتا ہوں کیونکہ تم لوگ دیوبند اور گنگوہ کے علماء کی تقلید کرتے ہو اور وہ تو بن سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرتے ہیں لہذا میں تو بن کے کرنے والوں کو اور جوان سے میل جول رکھتے ہیں کافر جانتا ہوں اور میں وہابی سے بات نہیں کرنا چاہتا اور زید میلاد شریف میں قیام کا منکر ہے اور کہتا ہے وہ بدعت ہے، اب زید علمائے دین سے فتویٰ اس مضمون کا لایا ہے کہ بکر نے مجھ کو کافر کہا وجہ کوئی فتویٰ میں تحریر نہیں کی کہ کس وجہ سے کافر کہا ہے اب فتویٰ سب کو دکھاتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ بکر توبہ کرے اور جدید

نکاح کرے لہذا آپ فرمائیں کہ بکر توبہ کرے یا زید، بکر زید کو وہابی جانتا ہے اور دیگر دیوبندیوں کو جو کہ توہین کرتے ہیں اور یہ لوگ ان کی تقلید کرتے ہیں سب کو کافر جانتا ہے۔ بینوا تو جو روا

الجواب:

کیا اللہ کی لعنت سے نہیں ڈرتے وہ لوگ جو شریعت کو دھوکا دیتے ہیں اور جھوٹا سوال بنا کر الٹا فتویٰ لیتے ہیں اس صورت میں بکر پر وہ حکم ہر گز نہیں ہے بلکہ زید اور اس کے ہم مذہب توہین کرنے والوں پر ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہیں، بکر کہ نبی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو کافر جانتا ہے بیشک حق پر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور نماز کا مسئلہ یہ ہے کہ ابھی جماعت نہ ہوئی اور کچھ لوگ ایک جگہ تنہا تنہا پڑھیں اور ان میں کوئی امامت کے قابل ہے تو بوجہ ترک جماعت کے گنہگار ہوں گے فرض ادا ہو جائیں گے اور اگر جماعت اولیٰ ہو چکی ہے اور کچھ لوگ اتفاق سے رہ گئے جب بھی انھیں چاہئے کہ مصلے سے ہٹ کر جماعت کریں اور رافضیوں اور گنگوہی کی طرح ایک جگہ الگ الگ نہ پڑھیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔



روزہ و زکوٰۃ و حج

مسئلہ ۱۸: مسئلہ عبد الستار بن اسماعیل از شہر گوئڈل کاٹھیاوار مورخہ ۹ شعبان یکشنبہ ۱۳۳۲ھ

بعض لوگ اس ملک میں بعد نماز عصر کے اذان مغرب تک کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں، اور اس کو عصر کا روزہ کہتے ہیں اس کے فوائد بہت بیان کئے جاتے ہیں ایک فائدہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وقت سكرات جب شیطان پانی لے کر دھوکا دینے کو آئے گا اس وقت اس روزہ رکھنے والے کو وقت عصر کا معلوم ہوگا اور روزہ کا خیال رہے گا تب کہہ دے گا میں روزہ سے ہوں ہر گز تیرا پانی نہ پیوں گا چنانچہ شیطان لاچار ہو کر چلا جائے گا اور اس روزہ کا رکھنے والا گراہی سے بچ جائے گا، اب کیا یہ روزہ اور اس کے فوائد صحیح ہیں یا نہیں؟ کسی معتبر کتاب میں اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس پر ثواب سمجھ کر عمل کرنا کیسا ہے؟ فقط۔

الجواب:

حدیث فقہ میں اس کی اصل نہیں معمولات بعض مشائخ سے ہے اور اس پر عمل میں حرج نہیں انسان جتنی دیر شہوات نفسی سے بچے بہتر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹: از اجیر شریف متصل امام باڑہ مکان میر گلزار علی صاحب مرسلہ فیاض حسین صاحب ۲۹ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زکوٰۃ اور فطرہ خلافت فتنہ میں دینا نیز آمدنی تھیڑ

جو شرعاً ناجائز ہے اس میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

زکوٰۃ مسجد میں دے تو ادا ہو نہیں سکتی اسے خلافت میں کیسے دیا جاسکتا ہے زکوٰۃ کارکن تملیک فقیر ہے۔ درمختار میں ہے:

<p>کسی مسجد میں مال زکوٰۃ خرچ کرنا درست نہیں اس لئے کہ اس میں محتاج کو مالک بنانا نہیں پایا جاتا جبکہ تملیک فقیر زکوٰۃ من رکن ہے۔ (ت)</p>	<p>لاصرف الی مسجد لعدم التملیک وهو الرکن^۱۔</p>
---	---

تھیٹر کاروبار یہ کہ تماشہ کی اجرت میں لیا جاتا ہے قطعی حرام اور اشد قسم کا حرام ہے مگر سوال بے منشا ہے خلافت فنڈ اگر بالفرض ایسوں کے ہاتھوں میں ہے جو اللہ کو اللہ رسول کو رسول، حلال کو حلال، حرام کو حرام جانتے ہوں تو وہ خود ہی ایسا مال نہ لیں گے، اور اگر ایسوں کے ہاتھوں میں ہو جن کے نزدیک اسلام و کفر میں کوئی وجہ امتیاز نہ ہیں سب برائے نام ہیں جو اپنے اسلام سے بھی صراحتاً انکار کریں، جو کفر کا بول بالا کرنے کے لئے شعار اسلام کی بندش چاہیں جو مشرکوں کے مجمع میں مشرک کی جے بولیں، جو مشرکوں کے ہاتھ سے پانے ماتھے پر قشقے لگوائیں، جو اپنے آپ کو لالہ و پندت کہیں جو مساجد میں منبروں پر مشرکوں سے لپچر دلوائیں جو مشرکوں کی خوشی کے لئے رام بچھن پر پھول چڑھائیں، جو سخت اشد وہابیوں منکران رحمۃ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مجلس کا جسے زعم خود دینی مجلس سمجھیں صدر بنائیں، جو ایسوں کو کہ اپنے معبود کا ظالم جاہل چور شرابی ہونا جائز رکھیں ایسے کو اللہ جانیں یہ ان کو شیخ الہند و شیخ الاسلام بتائیں جو صاف لکھ دین کہ ہم ایک ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو بتوں کے معبد کو مقدس بنائے گا تو سوال محض فضول ہے انھیں احتراز کی کیا وجہ اور ان پر اعتراض کا کیا موقع جنھیں کفر و اسلام میں امتیاز نہیں حلال و حرام میں امتیاز کیا معنی، بلکہ جن کے نزدیک اسلام کفر اور کفر اسلام ہے ان کے یہاں آپ ہی حرام حلال اور حلال حرام ہے۔ ما علی مثله الخطاء، واللہ تعالیٰ اعلم (اس قسم کے شخص سے خطا بعید نہیں، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ ت)

۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

از شہر محلہ سوداگران مسئولہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام

مسئلہ ۲۰:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر عورت حج کو جانا چاہتی ہے

^۱ درمختار کتاب الزکوٰۃ باب المصروف مطبع مجتہدی دہلی ۱/۳۱-۱۳۰

اور شوہر اس کا اس کو منع کرے کسی عذر سے، تو جاسکتی ہے بغیر اجازت شوہر کے یا نہیں؟ بینواتوجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ت)
 الجواب:
 اگر محرم ساتھ رہے اور حج اس پر فرض ہے تو جائے گی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔





جنازہ زیارت قبور و مزارات اولیاء

مسئلہ ۲۱: از درو تحصیل کچھا ضلع نینی تال مرسلہ عبد العزیز خاں ۲۲ رجب ۱۳۱۵ھ

زیارت اولیاء اللہ کے واسطے جانا کیسا ہے؟ بینواتو جروا (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

قطعاً جائز لا طلاق قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الافزور وھا ^۱ ۔	لوگو! اب قبروں کی زیارت کیا کرو۔ ت)
وقد فصلہ الامام حجة الاسلام في الاحياء وغيره في غيرہ والمسألة افردت بالتأليف۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	حجة الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے احياء العلوم میں اور دیگر ائمہ نے اپنی اپنی کتب میں اس مسئلہ کو تفصیلاً بیان کیا ہے اور خاص اس مسئلہ میں مستقل کتب لکھی گئی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۲: از بنگالہ ضلع نواکھالی موضع بھولا کوٹ مرسلہ حیدر علی صاحب ۱۳ شعبان ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو مولود از شکم مادر مردہ شود تو کس طرح دفن کیا جائے۔ آیا کہ نال کٹوا کر دفن کریں، مع الدلیل بالتفصیل۔ بینواتو جروا۔

^۱ صحیح مسلم کتاب لجنائز فصل فی الذہاب الی زیارت القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۱۴

الجواب:

اس کا نال کاٹنے کی حاجت نہیں کہ ایذا بے سبب ہے

امام محمد نے کتاب الآثار میں ابو عبید قاسم بن سلام اور ابراہیم حربی نے غریب الحدیث میں ابراہیم نخعی کے حوالے سے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تخرج کی کہ ان سے اس عورت کی میت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس کے سر کے بالوں میں کنگھی کی جاسکتی ہے؟ ارشاد فرمایا: کاہے کے لئے تم میت کے بالوں میں کنگھی کرتے ہو (اور اسے تکلیف پہنچاتے ہو یعنی ایسا کرنا مناسب اور ٹھیک نہیں) محدث عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں انہی سے تخرج کی ہے کہ مانی صاحب نے ایک مردہ عورت دیکھی کہ اس کے سر کے بالوں میں لوگ کنگھی کرتے تھے تو آپ نے فرمایا، کیوں اپنے مردہ کے بالوں میں کنگھی کر کے اسے تکلیف پہنچاتے ہو، جب بالوں میں کنگھی کے بارے میں یہ حکم ہے تو پھر اس کے جسم سے گوشت کا ٹکڑا کاٹنے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے باوجود یہ کہ اس کی ضرورت بھی نہیں اور اس میں کوئی فائدہ بھی نہیں، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

اخرج الامام محمد في كتاب الآثار و ابو عبید القاسم بن سلام و ابراہیم الحربی كلاهما في غریب الحدیث عن ابراہیم النخعی عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما انما سئلت عن المیت یسرح رأسه فقالت علام تنصون میتکم^۱ و اخرج عبد الرزاق في مصنفه عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا رأی امرأة یکدون رأسها فقالت علام تنصون میتکم^۲ فاذا کان هذا فی تسريح شعره فما ظنک بقطع بضعة منه مع غیر حاجة الیه ولا نفع^۳ کہا لا تخفی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳: مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات و کن محلہ جمال پور ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ مولانا موصوف نے ایک رجسٹری بھیجی جس میں بحر الرائق تصحیح المسائل مولانا فضل رسول صاحب

^۱ کتاب الآثار باب الجنائز حدیث ۲۲۷۷ إدارة القرآن کراچی ص ۳۶

^۲ المصنف لعبد الرزاق حدیث ۶۲۳۲ المكتبة الاسلامی بیروت ۳/ ۲۳۷

^۳ القرآن الکریم ۲۶/۱۷

رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے عورتوں کے لئے زیارت قبور کی اجازت پر زور دیا تھا ان کو یہ جواب بھیجا گیا۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولینا المکرم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زید کریم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کی دو رجسٹریاں آئیں، تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں میری رائے اس میں خلاف پر ہے مدت ہوئی، اس بارے میں میرا فتویٰ تحفہ حنفیہ میں چھپ چکا، میں اس رخصت کو جو بحر الرائق میں لکھی مان کر نظر بحالات نساء سوائے حاضری ووضہ انور کے کہ واجب یا قریب بواجب ہے۔ مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کہ عورتوں کا جانا باتباع غنیہ علامہ محقق ابراہیم ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصاً اس طوفان بے تمیزی رقص و مزامیر و سرود میں جو آج کل جہاں نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اس کی شرکت تو میں عوم رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدی خواہی بالجان خوشی پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر تھیں نازک شیشیاں فرمایا گیا۔ والسلام

مسئلہ ۲۶۶۲۳: از امر تر کثرہ مہان سنگھ ہنلی گلی کوچہ کمی مسئلہ حاجی غلام محمد صاحب ۶ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص خاندانی سارق اور بڑا مشہور و معروف و بد معاش ہو بلکہ گورنمنٹی دفاتر میں نمبر ۱۰ کے بد معاشوں میں نامزد ہو اور تمام عمر اس کا ذریعہ معاش چوری اور جوار ہا ہو اور صوم و صلوة کا بھی تارک ہو غرض کہ اس نے اپنی تمام عمر چوری اور جوار ہا اور دیگر افعال قبیحہ میں بسر کی ہو اور آخر کار بلا توبہ فوت ہو گیا ہو تو ایسے شخص کے جنازہ پڑھنے یا پڑھانے کے متعلق بروئے فقہ و احادیث نبویہ شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) متوفی مذکور کی جائداد منقولہ و غیرہ منقولہ جو اس نے ذرائع حرام سے جیسے چوری اور جوئے سے پیدا کی ہو اس کا بصورت ختم جمعہ و چہلم وغیرہ خورد و نوش کرنے کے کون لوگ مستحق ہیں اور ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) اگر کوئی شخص بحیثیت امام مسجد ہونے کے اس کا جنازہ پڑھے یا پڑھائے اور متوفی مذکور کی جائداد اور مندرجہ ضمن نمبر ۲ جان بوجھ کر بطریق ختم اور چہلم وغیرہ خورد و نوش کرے تو اس کے لئے شرع کیا حکم ہے اور وہ قابل امامت رہ سکتا ہے یا نہیں؟

بینواتوجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

(۱) شخص مذکور اگرچہ کیسا ہی فاسق فاجر تھا اگرچہ بے توبہ مرا جبکہ مسلمان تھا اس کے جنازہ کی نماز لازم تھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ہر مسلمان خواہ نیک ہو یا بد، اس کی نماز جنازہ پڑھنی واجب ہے اگرچہ وہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو (ت)	الصلوة واجبة علی کل مسلم براکان او فاجرا وان هو عمل الکبائر ^۱
---	--

در مختار میں ہے:

جب کوئی مسلمان مر جائے تو اس پر نماز پڑھنی فرض (کفایہ) ہے سوائے چار آدمیوں کے کہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور یہ ان میں سے نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة ^۲ الخ وليس هذا منهم واللہ تعالیٰ اعلم۔
--	---

(۲) جو مال اس نے بعینہ چوری یا جوئے سے حاصل کیا اس پر ختم و فاتحہ پڑھنا حرام ہے اور اس کا کھانا حرام ہے مگر اسے جس سے وہ مال لیا گیا یا وہ معلوم نہ ہو تو فقیر کو بحیثیت مال لاوارثی نہ بحیثیت ایصال ثواب سمجھ کر کھایا وہ قابل امانت نہیں جب تک تا تب نہ ہو بلکہ اسے جدید اسلام کا حکم ہے۔ عالمگیریہ میں ہے:

اگر کسی محتاج پر حرام مال میں سے کچھ خیرات کرے اور ثواب کی امید رکھے تو کافر ہو جائے گا، اگر محتاج کو اس مال کے حرام ہونے کا علم ہو پھر اسے مال دینے کے لئے کوئی بلائے اور وہ اس کے لئے دعا کرے اور دینے والا آمین کہے تو دونوں کافر ہوئے محیط میں یہی مذکور ہے۔ (ت)	لو تصدق علی فقیر بشیعی من مال الحرام یرجوا الثواب یکفر ولو علم الفقیر بذلک فدعاه وامن المعطى فقد کفر کذا فی المحيط ^۳
--	---

^۱ سنن الکبیری للبیہقی کتاب الصلوة خلف من لایحیدہ دار الفکر بیروت ۱۳/ ۱۲۱

^۲ در مختار کتاب الجنائز مطبع مجتبائی، دہلی ۱۲۲

^۳ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۲

اور اگر اس کے پاس مال حلال بھی تھا اور اس کا خاص حرام سے ہونا معلوم نہیں یا زر حرام سے خریدی ہوئی کوئی چیز ہے جس کی خریداری میں زر حرام پر عقد و نقد جمع نہ ہوئے یعنی یہ نہ ہوا کہ حرام روپیہ دکھا کر کہا ہو کہ اس کے عوض دے دے پھر وہی روپیہ اس کے ضمن میں دیا ہو تو اس پر فاتحہ پڑھنے اور کھانے میں حرج نہیں اگرچہ صورت مذکورہ میں خلاف احتیاط ضرور ہے۔ عالمگیریہ میں ذخیرہ سے ہے امام محمد فرماتے ہیں:

ہم اس کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی معین شے کے حرام ہونے کو نہ پہچانیں (ت) اگر یہ صورت تھی تو امام پر الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	بہ نأخذ مآلہ نعرف شیئاً حرام بیعہ ^۱ ۔
---	--



^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب لکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۴۲



ایصال ثواب و صدقہ و خیرات و سوال

مسئلہ ۲۷:

۲۱ صفر یوم سہ شنبہ ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین کی نذر و نیاز مثل مولود شریف وغیرہ کے ہندوؤں کی بنائی ہوئی شیرینی پر چاہئے یا مسلمان کی اور جہاں مسلمان حلوائی بھی ہوں تو مسلمان کو کن سے خریدنا اولیٰ ہے؟ بینواتو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤرت)

الجواب:

شک نہیں ہندو و عموما سخت ناپاکیوں میں آلودہ رہتے ہیں دھوتیوں میں پیشاب کرتے ہیں اور انھیں اپنے کتوں کی من پر کھڑے ہو کر ایک لٹیا پانی بھینچتے ہیں سب چھینٹیں کنویں میں جاتی ہیں، پاخانے میں ڈھیلے لے جانا تو انھیں کہاں نصیب، چھوٹی سی لٹیا ہوتی ہے وہ بھی بارہا آدھی یا پونی، پھر اس میں آبدست اسی میں ہاتھ دھونا، اور اتنا بچالائے جس سے بارہ کلاکے، مشاہدہ ہوا کہ ان کے حلوائیوں نے اپنی اسی بے احتیاطی کے پانی سے کڑا ہی دھوئی اور اسی انگوچے سے پونچھ لی جو سال سال بھر بدلا نہیں جاتا اور اس میں تولوں بلکہ چھنکیوں موت ہوتا ہے علاوہ بریں ان کے مذہب میں گائے بھینس کا گوشت اور بچھیا کا موت مٹر پاک بلکہ پیتر یعنی پاک کرنے والا ہوتا ہے تو اس سے احتراز کیا معنی بلکہ اسے مشک و عطر کی جگہ استعمال کرنا ان سے بعید نہیں ایسی حالتوں میں اگرچہ اس شریعت سمجھ سہلہ غریبنا صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا وآلہ وبارک وسلم نے جب تک کسی خاص شئی میں وقوع نجاست کا یقین نہ ہو بکرم قاعدہ کلیہ الاصل الطہارۃ و

ضابطہ عام الیقین لایزول بالشک (اشیاء میں اصلا پاکیزگی اور طہارت ہے اور اس کے لئے عام قاعدہ یہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا) حکم فتویٰ آسانی فرمائی مگر شبہ نہیں کہ تقویٰ حتی الامکان اس سے بچنا ہے خصوصاً جبکہ وہ باوصف اپنی گندگیوں ناپاکیوں کے پاک ستھرے نظیف مسلمانوں سے کس درجہ پرہیز رکھتے اور بحکم المراء یقیس علی نفسہ (ہر شخص دوسرے کے بارے میں اپنی ذات کے حوالے سے قیاس کرتا ہے۔ ت) معاذ اللہ انھیں مجھ سمجھتے ہیں عجب کہ ناپاکوں کو پاکوں سے احتراز ہو اور پاک ناپاک سے اختلاط رکھیں اور ان کی ایسی اوندھی اندھی چھوت پر بھی غیرت نہ کریں مانا کہ اپنے نفس کے لئے نہ بچیں مگر بیشک حضرات بزرگان دین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی سید ہم و مولا ہم و علیہم اجمعین کی نذر و نیاز بلکہ عموماً و صدقات و امور خیرات میں اس سے احتراز چاہئے کہ یہ امور بامید قبول کیے جاتے ہیں اور حدیث میں ارشاد ہوا:

ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب ^۱	بیشک اللہ عزوجل طیب ہے نہیں قبول فرماتا مگر پاکی ستھری چیز کو۔
--	--

تو اگر علم الہی میں ان شیرینیوں کی ناپاکی معاذ اللہ باعث عدم قبول ہوئی کیسا خسارہ ہے۔ غرض جہاں تک ممکن ہو ہنود کی ایسی اشیاء سے کھانے پینے عموماً اور نذر و نیاز فاتحہ صدقات میں خصوصاً احتراز اولیٰ ہے اور جب مسلمان حلوائی بھی موجود ہوں تو خواہ مخواہ ہنود کی طرف جھکنے کی وجہ کیا ہے، ان سے خریدنے میں علاوہ ان خوبیوں کے یہ کیسا فائدہ ہے کہ اپنے مال کا نفع اپنے بھائی مسلمان ہی کو پہنچا، فتاویٰ ذخیرہ و طریقہ محمدیہ وحدیثہ ندیہ میں ہے:

یکرہ الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل لان الغالب والظاهر من حال اوانیہم النجاسة فانہم یستحلون الخمر ویأکلون المیتة ولحم الخنزیر ویشربون ذلک ویأکلون فی قصاعہم واوانیہم فیکرہ الاکل والشرب	مشرکین کے برتن بغیر دھوئے استعمال کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ غالباً ان کے برتن بظاہر ناپاک ہوتے ہیں بایں وجہ کہ وہ شراب پینا حلال جانتے اور مردار اور سور وغیرہ کھاتے ہیں اور اس مقصد کے لئے اپنے برتن استعمال کرتے ہیں لہذا انھیں دھوئے بغیر ان میں کھانا پینا مکروہ ہے۔ ظاہر
---	---

^۱ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ان اسم الصدقة یقع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۶، السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب صلوٰۃ الاستسقاء

باب الخروج من المظالم دار صادر بیروت ۳/ ۳۲۶

<p>فیہا قبل الغسل اعتباراً للظاهر كما كره الترمذی بسور الدجاجة المخلاة لانها لا تتوقى عن النجاسة في الغالب الا ان الاصل في الاشياء الطهارة وتشككنا في النجاسة فلم تثبت النجاسة بالشك هذا حاصل ما ذكر عن الذخيرة¹</p>	<p>حال کا اعتبار کرتے ہوئے جیسے اس مرغی کے جھوٹے سے وضو کرنا مکروہ ہے جو گلی کوچوں میں آزاد پھرنے والی ہے اس لئے کہ وہ گندگی سے محفوظ نہیں ہوتی البتہ اصل اشیاء میں طہارت ہوتی ہے اور ہمیں نجاست کا محض شک ہو جائے تو شک سے نجاست ثابت نہیں ہوتی خلاصہ از ذخیرہ مذکور ہوا۔ (ت)</p>
---	--

نصاب الاحساب میں ہے:

<p>قال العبد اصلحه الله تعالى وما اتبيلنا من شراء السمن والخل واللبن والجبن وسائر المأثعات من الهنود على هذا الاحتمال تلويث اواينهم وان نسائهم لا تتوقين عن السرقين وكذا ياكلون لحم ماقتلوه وذلك ميتة فالأباحة فتوى والتحرز تقوى² اهملخصاً والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب</p>	<p>بندہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح فرمائے اور ہم گھی، سرکہ، پنیر، دودھ اور دیگر تمام سیال چیزیں ہندوؤں سے خریدتے ہیں۔ ان کی عورتیں گوبر وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتیں، اور ہندو لوگ بغیر ذبح کئے مار ڈالے جانے والے جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں اس لئے ان کے برتنوں کے ناپاک ہونے کا احتمال ہوتا ہے ان کے برتنوں کے استعمال کی اباحت ہمارے لئے برتنائے فتویٰ ہے جب کہ ان سے پرہیز کرنا تقویٰ ہے ملخصاً۔ اللہ تعالیٰ پاک برتر اور خوب جاننے والا ہے۔ (ت)</p>
--	---

مسئلہ ۲۸: از پبلی بھیت محلہ پکریا مرسلہ شیخ عبدالوہاب صاحب ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

حامی دین و مفتی شرع متین جناب مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب انار اللہ برہانہ بعد سلام علیک ورحمۃ اللہ غرض ہے کہ مسئلہ حل طلب ارسال حضور ہے براہ کرم جلد جواب سے مشرف فرمائے، بعد ختم بیان ولادت جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر بیچ آیت پرہ کر شیرینی تقسیم کی جائے تو جائز ہے یا ناجائز؟ اعتراض یہ ہے کہ بیچ آیت مخصوص محفل غم کے واسطے ہیں نہ کہ محفل شادی کے

¹ الحديقة النديه شرح الطريقة المحمدية النوع الرابع مكتبة نورية رضوية لايلپور ۱۲/ ۷۲

² نصاب الاحساب

چنانچہ سوم میں بعد ختم کلام مجید پنج آیت پڑھ کے شیرینی تقسیم کرتے ہیں محفل میلاد میں پرہنا موجب کراہت ہے؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

پنج آیت میں شادی وغنی کا تفرقہ اور اسے مجلس غم سے مخصوص ماننا محض باطل و بے اصل ہے صحابہ کرام کی عادت کریمہ تھی جب کسی مجلس میں جمع ہوتے کسی سے کچھ آیات کلام مجید پڑھ کر سنتے، عالمگیر یہ میں ہے:

لو قرأ طعاً في الدنيا في المجالس يكرهه وإن قرأ لوجه الله تعالى لا يكرهه وقد كان اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه واصحابه اذا اجتمعوا امرؤا احدهم ان يقرأ سورة من القرآن كذا في الغرائب ¹ ۔	اگر دنیوی لالچ اور طمع کی بنا پر مجلس میں قرآن مجید پڑھا جائے تو یہ مکروہ ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے پڑھا جائے تو مکروہ نہیں اور بے شک اصحاب رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم) جب کسی مجلس میں جمع ہوتے تو اپنے ساتھیوں میں سے کسی ایک کو فرمایا کرتے تھے کہ وہ قرآن مجید کی کوئی سورت تلاوت کرے۔ یونہی غرائب میں ہے۔ (ت)
---	--

حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان هذا القرآن مأدبة الله فاقبلوا ما دبت به ما استطعتم رواه الحاكم ² وصححه عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بیشک یہ قرآن اللہ عزوجل کی طرف سے تمہاری دعوت ہے تو جہاں تک ہو سکے اس کی دعوت قبول کرو، (حاکم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کر کے اس کی تصحیح فرمائی۔ت)
--	---

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

كل مؤدب يحب ان يؤتي ادبه وادب الله القرآن فلا تهجره (رواه)	ہر دعوت کرنے والا دوست رکھتا ہے کہ لوگ اس کی دعوت میں آئیں اور اللہ عزوجل کا خوانِ نعمت قرآن ہے تو اسے نہ چھوڑو (اس کی
---	--

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الرابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۱۶

² المستدرک للحاکم کتاب فضائل القرآن القرآن مأدبة الله دار الفکر بیروت ۱/ ۵۵۵

البيهقي ^۱ عن سيرة بن جندب رضى الله تعالى عنه۔	امام بیہقی نے حضرت سمرہ بن جندب رضى الله تعالى عنه سے روایت کیا ہے۔ (ت)
--	---

کیا اللہ عزوجل کی دعوت قبول کرنا اور اس کے خوانِ نعمت سے بہرہ مند ہونا صرف غمی میں چاہئے شادی میں نہیں، لاجرم مجلس میلاد مبارک میں تلاوت قرآن مجید ہمیشہ سے معمول علمائے کرام و بلاد اسلام ہے۔ امام جلال الملة والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

اصل المولد الذى هو اجتماع الناس و قرأة ماتيسر من القرآن و رواية الاخبار الواردة في مبدء امر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما وقع فيه من الايات ^۲ الخ۔	میلاد شریف کی اصل لوگوں کا مجمع ہونا، قرآن مجید کا تلاوت کیا جانا، اور ان آیات و احادیث و روایات کو بیان کرنا ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں وارد ہوئی ہیں الخ۔ (ت)
---	--

امام حافظ ابن حجر عسقلانی استخراج اصل عمل مولد مبارک میں فرماتے ہیں:

والشكر لله تعالى يحصل بانواع العبادة كالسجود و الصيام والصدقة والتلاوة و اى نعمة اعظم من النعمة ببرز هذا النبي الكريم نبي الرحمة صلى الله تعالى عليه وسلم في ذلك اليوم ^۳ ۔	اللہ تعالیٰ کا شکر کئی قسم کی عبادات مثلاً صیام، سجدہ، تلاوت، صدقہ خیرات وغیرہ کے ذریعے ادا ہو جاتا ہے اور نبی کریم جو رحمت والے نبی ہیں ان کے ظہور سے بڑی نعمت اور کون سی ہو سکتی ہے۔ (ت)
---	--

سیرت علامہ شامی میں ہے:

عمل المولد الذى استحسنه فانه ليس فيه شيع سوى قرأة القرآن و اطعام الطعام و ذلك خير و برو قربه ^۴ ۔	میلاد شریف منانا کہ جس کو ہم نے مستحسن قرار دیا ہے اس میں قرآن مجید کی تلاوت (ذکر خدا و ذکر رسول) اور کھانا کھلانے کے اہتمام کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ کام تو کار خیر ہے اور نیکی و قربت الہی کا ذریعہ ہے۔ (ت)
---	---

^۱ كنز العمال بحواله هب عن سيرة رضى الله عنه حديث ۲۲۸۶ مؤسسة الرسالة بيروت ۱/ ۵۱۳

^۲ الحاوى للفتاوى حسن المقصد في عمل المولد دار الفكر بيروت ۱/ ۱۸۹

^۳ الحاوى للفتاوى بحواله ابن حجر حسن المقصد في عمل المولد دار الفكر بيروت ۱/ ۱۹۲

^۴ الحاوى للفتاوى بحواله سيرت الشامي حسن المقصد في عمل المولد دار الكتب بيروت ۱/ ۱۹۵

غرض اس مجلس ملائک مانس کے مجلس شادی ہونے کے سبب اس میں قرأت پنج آیت پر انکار محض بے معنی ہے۔

ہاں البتہ جہاں آیات مبارک کا ثواب بطور ہدیہ بارگاہ عالیہ نبویہ میں پہنچانا مقصود ہو، اس میں اگرچہ حافظ ابن تیمیہ اور ان کے بعض موافقین نے نزاع اور اختلاف کیا ہے مگر حق اور صحیح بات یہی ہے جس پر ائمہ جمہور قائم ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کلام پاک کا ثواب پہنچانا جائز ہے۔ جن بزرگوں نے اس کو جائز قرار دیا ہے ان میں (۱) جلیل القدر امام تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی (شافعی) ہیں (۲) امام بارزی (۳) امام ابن عقیلی حنبلی (۴) امام کبیر عارف باللہ علی بن موفق (۵) ابوالعباس امام محمد بن اسحاق سراج نیشاپوری (۶) سلطان العلماء امام عزالدین بن عبدالسلام (۷) امام ابن حجر المکی کہما فی عقود الدریۃ والامام النویری والامام شہاب الدین احمد بن الشلبی الحنفی کہما فی ردالمحتار وشیخ الاسلام القیاتی والامام شرف الدین البناوی والامام کمال الدین محمد بن الہمام المحقق المجتہد کہما یستفاد منه الامام العارف باللہ ابوالوہاب سیدی محمد الشاذلی والامام العارف عبدالوہاب الشعرائی کہما سیاتی وغیرہم من العلماء الاجلۃ المتقدمین والمتأخرین

نعم حیث یکون منها اهداء ثوابها للحضرة العلیة النبویة علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام والتحیة فهذا وان کان مما نازع فیہ ابن تیمیۃ ووافقه بعض لکن الحق الصحیح ما علیہ الجمہور من جواز ذلك منهم الامام الاجل تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی والامام البارزی والامام ابن عقیلی الحنبلی والامام الاجل العارف باللہ علی ابن موفق والامام ابوالعباس محمد بن اسحاق السراج النیشاپوری والامام سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام والامام ابن حجر المکی کہما فی عقود الدریۃ والامام النویری والامام شہاب الدین احمد بن الشلبی الحنفی کہما فی ردالمحتار وشیخ الاسلام القیاتی والامام شرف الدین البناوی والامام کمال الدین محمد بن الہمام المحقق المجتہد کہما یستفاد منه الامام العارف باللہ ابوالوہاب سیدی محمد الشاذلی والامام العارف عبدالوہاب الشعرائی کہما سیاتی وغیرہم من العلماء الاجلۃ المتقدمین والمتأخرین

رحمة الله عليهم اجمعين۔	ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر فردا فردا رحمت فرمائے۔ (ت)
-------------------------	--

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

مايفعله الناس الآن من سوالهم من الله تعالى ان يوصل مثل ثواب مايقروون الى النبي عليه الصلوة والسلام وآله وصحبه وتابعيههم حسن لا اعتراض عليه خلاف لمن زعمه كما بينته في افتاء طويل غير هذا اقول: وزيادة لفظ مثل على مذهب الشافعية اما عندنا فلا حاجة اليها كما قد عرفت في موضعه ¹ ۔	اب جو کچھ لوگ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جاتا ہے کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی مثل کا ثواب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ان کی سب اولاد، ان کے سب ساتھیوں اور ان کے تابعین کو پہنچا دے، تو یہ ایک اچھا طریقہ ہے پس اس پر کسی اعتراض اور اشکال کی گنجائش نہیں، البتہ اختلاف اس میں اس نے کیا ہے جس نے اس کو جائز نہیں سمجھا جیسا کہ اس کے علاوہ میں نے ایک طویل فتویٰ میں اس کو بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں لفظ "مثل" کا اضافہ شوافع کے مذہب کے مطابق ہے ورنہ ہمارے نزدیک اس اضافہ کی کوئی ضرورت نہیں جیسا کہ تم اپنی جگہ اس کو پہچان چکے ہو۔ (ت)
--	---

ردالمحتار میں ہے:

ذكر ابن حجر في الفتاوى الفقهية ان الحافظ ابن تيمية زعم منع اهداء ثواب القراءة للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم لان جنابه الرفيع لا يتجرى عليه الالباء اذن فيه الا ترى ان ابن عمر كان يعتمر عنه صلى الله تعالى عليه وسلم عمر ابعده	علامہ ابن حجر نے اپنے فقہی فتاویٰ میں ذکر فرمایا حافظ ابن تیمیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قراءت کے ثواب کا ہدیہ پیش کرنا منع ہے اس لئے کہ ان کی بلند پایہ ذات پر وہی جرات کی جاسکتی ہے جس کی ان کے بارے میں اجازت دی گئی ہے [لیکن یہ نظریہ باطل ہے] کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کے
---	--

¹ الفتاویٰ الحدیثیہ

<p>صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت کے بغیر آپ کے وصال کے آپ کی طرف سے کئی عمرے کئے، اور حضرت علی بن موفق جو طائفہ جنیدیہ میں سے ہیں، نے آپ کی طرف سے ستر حج ادا کئے، اور ابن سراج نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دس ہزار سے زائد ختم قرآن مجید کئے اور دس ہزار سے زائد حضور کی طرف سے قربانیاں کیں، میں کہتا ہوں کہ میں نے اس طرح مفتی احتناف شہاب احمد بن شہابی صاحب بحر الرائق کے استاذ کے اپنے خط سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو انھوں نے "طیبہ" کی شرح امام نویری سے نقل فرمائی ہے جو کچھ انھوں نے نقل کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حنابلہ میں سے علامہ ابن عقیل نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تلاوت قرآن مجید کا ثواب بطور ہدیہ پیش کرنا مستحب ہے اھ، میں کہتا ہوں ہمارے علمائے کرام کرام کا یہ فرمانا کہ آدمی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل صالح کا ثواب کسی دوسرے کو دے سکتا ہے [پس اس عموم میں] حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ہیں کیونکہ آپ اس کے زیادہ لائق اور مستحق ہیں کہ آپ نے ہمیں ہر نوع کی گمراہی سے بچایا اور چھڑایا، اس میں ایک گونہ شکر بھی پایا جاتا ہے اور یہ آپ کے لئے خوبصورت ہدیہ ہے اور کامل زیادت کمال کو قبول کرتا ہے۔ الخ (ت)</p>	<p>موتہ من غیر وصیۃ وحج ابن الموفق وهو فی طبقۃ الجنید عنہ سبعین حجة وختم ابن السراج عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر من عشر الاف ختمة وضحی عنہ مثل ذلك اھ قلت و رأیت نحو ذلك بخط مفتی الحنفیۃ الشہاب احمد بن الشلبی شیخ البحر نقلا عن شرح الطیبة للنویری ومن جملة ما نقله ان ابن عقیل من الحنابلة قال یستحب اهداء ما له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قلت وا قول علماءنا له ان یجعل ثواب عمله لغیره یدخل فیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانه احق بذلك حیث انقذنا من الضلالة ففی ذلك نوع شکر و اهداء جمیل له والکامل قابل الزیادة الکمال^۱ الخ۔</p>
--	---

لوائح الانوار فی طبقات الاخیار ذکر سیدی ابوالموہب قدسی سرہ، میں ہے:

حضرت ابوالموہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے	کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول
---	------------------------------

^۱ رد المحتار کتاب الصلوة باب الجنائز دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۰۵-۶۰۶

<p>کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، حضور اقدس نے مجھ سے فرمایا کہ قیامت کے دن تم ایک لاکھ بندوں کی شفاعت کرو گے، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں کیسے اس قابل ہوا! ارشاد ہوا: تم مجھ پر جو درود پڑھتے ہو اس کا ثواب مجھے دے ڈالتے ہو (یہ شان اس اس نیک اور اعلیٰ عمل کا نتیجہ ہے)۔ (ت)</p>	<p>رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال لي انت تشفع لباثة الف قلت له بم استوجب ذلك يا رسول الله قال باعطائك لي ثواب الصلاة على¹۔</p>
--	---

اسی میں ہے:

<p>وہ فرماتے تھے (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر جو درود پڑھتا ہوں میں نے اس کا ثواب کو بخش دیا اور اپنے فلاں فلاں عمل کا ثواب بھی بخش دیا، اگر آپ نے یہی ارادہ کیا تھا اپنے قول سے اس سائل کے لئے جس نے آپ سے عرض کی تھی کیا میں اپنے پڑھے ہوئے تمام درود کا ثواب آپ کو دے ڈالوں؟ تو آپ نے اس سے فرمایا پھر تو یہ تیرے غموں کے لئے کفایت کرے گا اور تیرے گناہ بخش دے جائیں گے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں میں نے یہی ارادہ کیا تھا لیکن تو اپنی ذات کے لئے اتنا ثواب باقی رہنے دے کیونکہ میں اس سے بے نیاز ہوں، اور اللہ تعالیٰ پاک، برتر اور خوب اچھی طرح جاننے والا ہے اور اس بڑی عزت والے کا علم نہایت درجہ کامل اور بڑا پختہ ہے۔ (ت)</p>	<p>كان رضى الله تعالى عنه يقول رأيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقلت يا رسول الله صلى الله تعالى عليك وسلم قد وهبت لك ثواب صلاتي عليك و ثواب كذا وكذا من اعمالي ان كان ذلك ما اردته بقولك للسائل الذي قال لك (افاجعل لك ثواب صلاتي كلها فقلت له ذا تكفى همك ويغفر لك ذنبك) فقال لي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نعم ذلك اردت ولكن ابق لنفسك ثواب الكذا والكذا فاني غني عنه²۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔</p>
---	---

¹ لوائح الانوار في طبقات الاختيار ذكر الشيخ محمد ابوالمواهب مصطفى البابی مصر ۱/ ۷۳ و ۷۵

² لوائح الانوار في طبقات الاختيار ذكر الشيخ محمد ابوالمواهب مصطفى البابی مصر ۱/ ۷۳ و ۷۵

مسئلہ ۳۰۲۹: از محمد گنج ضلع بریلی مرسلہ عبدالقادر خاں صاحب رامپوری ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

- (۱) تین برس کے بچے کی فاتحہ دو بجے کی ہونا چاہئے یا سوئم کی ہونا چاہئے؟
 (۲) اگر کسی کھانے پر یا شیرینی پر بچے کی فاتحہ دے کر مسکینوں کو کھلا دے تب اس کھانے کی فاتحہ یا شیرینی کا میت کو ثواب ملے گا یا نہیں۔ جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)
 الجواب:

- (۱) شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن، باقی یہ تعیین عرفی ہیں جب چاہیں کریں انھیں دنوں کی گنتی شرعی جاننا جہالت ہے و بدعت عہ، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
 (۲) ضرور جائز ہے اور بیشک ثواب پہنچتا ہے اہلسنت کا یہی مذہب ہے،

والصبی لاشک انہ من اهل الثواب ونصوص الحديث وارشادات العلماء مطلقة لاتخصیص فیہا، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔	اس میں کوئی شک نہیں کہ بچہ اہل ثواب میں سے ہے (کیونکہ) حدیث شریف کی تصریحات اور علمائے کرام کے ارشادات اس میں بارے میں علمائے کرام کے ارشادات اس بارے میں مطلق مذکور ہیں (کوئی قید مذکور نہیں۔ مترجم) کہ جن میں کوئی تخصیص نہیں، اور اللہ تعالیٰ پاک برتر اور سب سے زیادہ جاننے والا ہے (ت)
---	--

مسئلہ ۳۱: مسئلہ حافظ محمود حسین ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ

نقالوں کو دینا جیسا کہ تقریب نکاح وغیرہ میں آتے اور گھیرتے ہیں اور مانگتے ہیں دینا ان کو

عہ: ایک نجدی شخص رامپور سے آیا منافقانہ سنی بن کر بعض استفتائے جن کا جواب اسی جلد میں تھا دارالافتاء سے اسے یہ جلد دی گئی کہ جواب نقل کر لے، اس نے یہ لفظ "بدعت" اضافہ کیا ہے سطر میں جگہ نہ پائی تو نیچے اور بین السطور ہیں، فتاویٰ گنگوہی حصہ اول میں یہ فتویٰ مع اضافہ مفتی نقل کیا اور عبارت "جہالت ہے و بدعت" غلط تھی جس سے ہر ذی عقل نے بھی لیا کہ یہ عبارت فتاویٰ رضویہ کی نہیں لہذا براہ چالاکی کہ وہابیہ کی شعار ہے اسے یوں بتالیا "جہالت و بدعت ہے" مسلمانو! وہابیہ کے یہ شیوے ہیں ۱۲۔

شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

اگر انہیں ممنوعات شرعیہ سے اپنے یہاں باز رکھا جائے اور بغیر کسی امر ممنوع شرعی کی اجرت کے احسانا دیا جائے تو جائز ہے بلکہ اگر اس نیت سے دیں کہ یہ مسلمان اس مال حلال کو پا کر اکل حلال سے بہرہ مند ہوں اور شاید اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو توبہ نصیب فرمائے تو محمود و حسن و باعث اجر ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث:

اللهم لك الحمد على زانية اللهم لك الحمد على سارق ۱۔	یا اللہ! تیرے لئے ہی تعریف و ثنا ہے کہ مال تو بدکار کے ہاتھ میں گیا، اے اللہ! تیرے ہی لئے حمد و ستائش کہ مال تو چور کے ہاتھ لگ گیا۔ (ت)
--	---

اس پر شاہد عدل ہے اس صورت میں دینے والے کو دینا اور لینے والے کو لینا حلال و طیب ہے، عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور اگر یہ صورت ہے کہ نہ دے گا تو اسے مطعون کرتے پھرینگے اس کا مضحکہ اڑائیں گے جیسا کہ ان کی عادت سے معروف و مشہور ہے تو اس صورت میں بھی اپنے تحفظ کے لئے دینا جائز و حلال ہے اگرچہ انہیں لینا حرام ہے اس کے جواز پر وہ حدیث شاہد کہ ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں آکر سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا:

اقطع عني لسانه ^۲	میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے۔
-----------------------------	--------------------------------

در مختار وغیرہا میں بھی اس کا جواز مصرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲: بختی حلوہ شب برات کی کیا تخصیص ہے؟

الجواب:

یہ تخصیص عرفی ہے لازم شرعی نہیں۔ ہاں اگر کوئی جاہل اسے شرعاً لازم جانے کہ بے حلوے کے

^۱ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ثبوت اجر المتصدق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۹

^۲ السنن الکبریٰ کتاب الشهادات باب ما جاء في اعطاء الشعراء دارا صادر بیروت ۱۰/۲۴۱

ثواب نہ پہنچے گا تو وہ خطا پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳: از بنگالہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک موضع میں ایک شخص نے کمال جدود جہد سے ایک مدرسہ اس طور پر قائم کیا کہ از راہ تسہیل امر اطراف کے لوگوں سے استدعا کی کہ نئے مرتبہ گھروں میں کھانا روزانہ پکایا جایا کرے وے مرتبہ ایک مٹھی ہر اجناس سے یعنی چاول وغیرہ علیحدہ ذخیرہ کر دیا کریں اور ختم ماہ پر مدرسہ کے مصارف میں دے دیا کریں، اسی طرح مدت سے یہ مدرسہ جاری ہے اب یہ اعتراض پیدا ہوا ہے کہ یہ طریقہ ناجائز ہے بلکہ غیر اللہ یا شرک یا بدعت کے مشابہ ہے۔ پس دینے والوں اور تائید کرنے والوں کو گنہگار بتاتے ہیں آیا عمل مذکورہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو دہندہ اور تائید کنندہ اس عمل کا مستحق عذاب ہوگا یا ثواب؟ اگر مستحق عذاب ہو تو اس امر نیک کے باز رکھنے والے اور کار خیر کے روکنے والے پر حسب شرع شریف کیا حکم ہے؟ کیا وہ صورت مذکورہ مشابہ غیر اللہ یا شرک یا بدعت کے ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر بدعت ہو تو کسی قسم کی بدعت ہے؟ بادلائل قرآن اور احادیث اور اقوال علماء اور ائمہ مجتہدین مستنبطین کے بیان فرمایا جائے۔ بینوا تو جروا عند اللہ (بیان فرمادنا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کے مستحق بن جاؤ۔ ت)

الجواب:

صورت مذکورہ بلاشبہ جائز مستحب و مندوب ہے۔ اور اس طرح اعانت مدرسہ کرنے والے اور جو لوگ اس اعانت پر مؤید ہوئے سب کے لئے اجر جزیل و ثواب جمیل ہے جبکہ وہ مدرسہ مدرسہ دینیہ اور دینے والوں تائید کرنے والے کی نیت محمودہ ہو اسے بدعت کہنا گناہ بتانا سخت جہالت بلکہ امر محمود شرعی کی تحریم و مذمت ہے اور اسے "مَا أَهْلٌ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ" ^۱ (اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا) وہ جانور جسے ذبح کرتے ہوئے اس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔ (سمجھنا جسے جابلان بے خبر صرف بغیر اللہ کہا کرتے نرا جنون ہے۔ جب علم دین کی اعانت و تائید معاذ اللہ غیر اللہ کے لئے ٹھہرے تو وہ کون سی چیز ہے جو اللہ کے لئے ہوگی، ایسے جہال سے پوچھا جائے کہ عبادت تو اللہ کے لئے ہے یا اسے بھی غیر اللہ کے لئے جانتے ہو۔ جب وہ اللہ کے لئے ہے تو علم دین تو اس سے بھی بہتر و افضل ہے وہ کیونکر غیر اللہ کے لئے ہو سکتا ہے۔ متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ القرآن الکریم ۲/۱۷۳

فرماتے ہیں:

<p>علم عبادت سے افضل ہے (اس کو خطیب نے روایت کیا اور ابن عبد اللہ نے کتاب العلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی روایت کی۔ ت)</p> <p>علم عبادت سے بہتر ہے۔ (ابو عمر نے اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ ت)</p> <p>علم عمل سے افضل ہے (امام بیہقی نے شعب الایمان میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسے روایت کیا۔ ت)</p> <p>علم عمل سے بہتر ہے (ابو الشیخ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)</p>	<p>العلم افضل من العبادة رواه الخطيب¹ وابن عبد الله في كتاب العلم عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما۔</p> <p>العلم خير من العبادة² ابو عمر فيه عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه۔</p> <p>العلم افضل من العمل البيهقي³ في الشعب عن البعض الصحابة رضي الله تعالى عنهم۔</p> <p>العلم خير من العمل⁴ ابو الشيخ عن عبادة الصامت رضي الله تعالى عنه۔</p>
--	---

وفي الباب احاديث يعسر احصاؤها (اس باب میں احادیث کا شمار مشکل ہے۔ ت) امور خیر کے لئے مسلمانوں سے اس طرح چندہ کرنا بدعت نہیں بلکہ سنت ہے ثابت ہے جو لوگ اس سے روکتے ہیں "مَنْ آوَىٰ لِلْحَبْرِ مُعْتَدٍ اِثْمٌ" ⁵ (بھلائی اور امور خیر سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا اور گنہگار ہے۔ ت) میں داخل ہوتے ہیں۔ صحیحین میں جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

¹ تاریخ بغداد للخطیب ترجمہ ۲۳۳۸ احمد بن محمد ابن الخفاف دار الکتب العربیہ بیروت ۴/۲۳۶، جامع بیان العلم وفضله باب

تفضیل العلم من العبادة دار الفکر بیروت ۲/۷۷

² جامع بیان العلم وفضله باب تفضیل العلم من العبادة دار الفکر بیروت ۱/۷۷

³ شعب الایمان حدیث ۳۸۸۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۴۰۳

⁴ کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ عن عبادة بن صامت مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۰/۱۸۲

⁵ القرآن الکریم ۶۸/۱۲

سے ہے کچھ برہنہ پا برہنہ بدن صرف ایک کملی کفنی کی طرح چیر کر گلے میں ڈالے خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضور پر نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی محتاجی دیکھی چہرہ انور کارنگ بدل گیا۔ بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم بعد نماز خطبہ فرمایا بعد تلاوت آیات ارشاد کیا:

تصدق رجل من دینارہ من ورہمة من ثوبہ من صاع برہ من صاع تمرۃ حتی قال ولو بشق تمرۃ۔	کوئی شخص اپنی اشرفی سے صدقہ کرے کوئی روپے سے کوئی کپڑے سے، کوئی اپنے قلیل گیہوں سے کوئی اپنے تھوڑے چھوہاروں سے، یہاں تک فرمایا: اگرچہ آدھا چھوہارا۔
---	---

اس ارشاد کو سن کر ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپوں کو تھیلہ اٹھالائے جس کے اٹھانے میں ان کے ہاتھ تک گئے پھر لوگ
پے در پے صدقات لانے لگے یہاں تک کہ دو انبار کھانے اور کپڑے کے ہو گئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور خوشی کے باعث کندن کی طرح دکھنے لگا اور ارشاد فرمایا:

من سن لی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها بعدہ من غیر ان ینقص من جوہم شیئ ^۱ ۔	جو شخص اسلام میں کوئی اچھی راہ نکالے اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس کے بعد جتنے لوگ اس راہ پر عمل کریں گے سب کا ثواب اس کے لئے ہے بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔
---	---

غزوہ تبوک وغیرہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسلمانوں کو حکم صدقات دینا اور ہر ایک کا کثیر و قلیل حسب
مقدرت حاضر لانا منافقین کا تھوڑا لانے والوں پر اعتراض کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ سے غنی ہے زیادہ لانے والوں پر
اعتراض کرنا کہ یہ ریاء کے لئے ہے اور اس پر آیہ کریمہ:

"الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ	بے شک لوگ ان ایمانداروں پر جو اپنے دل کے شوق اور خوشی سے خیرات کرتے ہیں الزام
---	--

^۱ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الخف علی الصدقة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۷، سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب التحریض علی

الصدقة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۵۶-۳۵۵

لايَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ ^۱	لگاتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی نشانہ طعن بنانے ہیں جو اپنی محنت و کوشش سے جو کچھ حاصل کر پاتے ہیں راہ خدا میں خرچ کر دیتے ہیں۔ (ت)
--	---

کانزل ہونا، ایک بار یو ہیں صدقات کا چندہ ہونا اس کا انبار ہو جانا، ایک صحابی کا صرف ایک خوشہ لانا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے سب سے اوپر رکھنا وغیرہ وغیرہ وقائع کثیرہ صحاح وغیرہ بامکتب احادیث میں مذکور و مشہور ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶۳۴: ۲۱ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

- (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بروز پنجشنبہ فاتحہ اور کھانے کا ثواب میت کی روح کو بخش کر جو کچھ ممکن ہو سکے مساکینوں کو بھی دے دیا جائے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟
- (۲) میت کے سیم میں چنوں پر کلمہ شریف پڑھنا اور پھر ان کو اور بتاشوں کو تقسیم کرنا چاہئے یا نہیں؟
- (۳) میت کے سیم کے چنے و بتاشے سوائے مساکین کے دوسرے کو لینا اور کھانا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔)
- الجواب:

(۱) جائز اور مستحسن ہے اور باعث اجر و ثواب ہے اس کے لئے بھی اور اس میت مسلمان کے لئے بھی، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استطاع منکم ان ینفع اخاه فلینفعه ^۲	جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو اسے نفع پہنچائے (ت)
--	--

(۳۲) جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ صرف مساکین کو دے جائیں اغنیاء کا نہ لینا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۹/۷۹

^۲ مسند امام احمد بن حنبل حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت ۳/۳۱۵، صحیح مسلم کتاب السلام باب

استحباب الرقیہ من العین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۲۳

مسئلہ ۳۷:

از سر و نج مسئلہ جناب محمد عبدالرشید خان صاحب ۱۹ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ

زید کے پاس روپیہ کچھ روپیہ توجو حلال کا ہے اور کچھ ناجائز کاروپیہ اکٹھا جمع ہے زید یہ بات بھول گیا ہے کہ اس روپے میں جائز طور کا کتنا ہے اور ناجائز طور کا کتنا روپیہ ہے۔ اب اگر زید اس روپے سے خیرات کرنا چاہے تو کس طور سے کرے؟

الجواب:

تحرری کرے زیادہ سے زیادہ تک ناجائز روپیہ اسے حاصل مالکوں یا وارثوں کو واپس دے اگر ان کا پتہ نہ ہو تو اس قدر کل تصدق کر دے باقی جتنا روپیہ اس کا رہ گیا ہے اس کا یہ مختار ہے تصدق وغیرہ جس میں چاہے اٹھائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸:

کراچی میں مسلمانوں کا ایک یتیم خانہ کھلنے والا ہے جس میں وہابی، نیچری، رافضی، لامذہب سب جمع ہیں، سنی مسلمانوں کو اس یتیم خانہ میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر فی سبیل اللہ زکوٰۃ خیرات کی مد سے اس یتیم خانے میں چندہ دیا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ اور وہ چندہ باعث ثواب ہوا یا موجب عذاب؟ بینوا توجروا

الجواب:

اس میں احتمالاً دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یتیموں و تربیت کا تمام انتظام صرف اہلسنت کے ہاتھوں میں رہے کسی بدمذہب کا اس میں دخل نہ ہو، نہ ان کی صحبت بچوں کو رہے کہ وہ انھیں اغوا کر سکیں صرف بالائی باتوں میں ان کی شرکت ہو، دوسرے یہ کہ ان امور میں بھی انھیں مداخلت دی جائے یا کم از کم ان کی صحبت بدرہے جس سے بچوں کی گمراہی مظنہ ہو، صورت ثانیہ تو مطلقاً قطعاً حرام و بدخواہی اسلام ہے اور اس میں چندہ دینا موجب عذاب و آثار، اور صورت اولیٰ شاید محض ایک خیالی ہو واقع کبھی نہ ہو کہ جب وہ برابر کے شریک ہیں ہر کام میں برابر کی شرکت چاہیں گے کیا وجہ ہے کہ وہ نرے غلام بن کر رہنے پر راضی ہوں اور بغرض باطل اگر ایسا ہو بھی تو ان کی صحبت بد سے کیونکر مفراور علماء تصریح فرماتے ہیں:

احکام، غالب حالات پر مبنی ہوا کرتے ہیں لہذا کسی نادر صورت کا اعتبار نہیں کیا جاتا چہ جائیکہ کسی رسمی اور فرضی صورت کا اعتبار ہو

ان الاحکام تبنی علی الغالب ولا یعتبر النادر فضلاً
عن الموهوم کمافی

فتح القدیر ^۱ وغیرہ۔	جیسا کہ فتح القدیر وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)
لہذا حکم وہی ہے کہ ایسی کچھڑی مطلقاً حرام ہے اور اس کی اعانت ہر طرح ناجائز، معہذا اگر فرض کر لیں کہ صورت اولیٰ واقع ہو تو اس میں اہلسنت کو ان بے دینوں کی مجالست مصاحبت تو قیصر سے چارہ نہ ہوگا اور یہ خود حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:	
"وَأَمَّا يُسَيِّئُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" ۲	اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو پھر یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (ت)

اور حدیث میں ہے:

من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام ^۳ ۔	جس نے کسی بدعتی آدمی کی تعظیم کی اس نے بلاشبہ اسلام کے گرانے (مٹانے) پر امداد کی۔ (ت)
رہی زکوٰۃ اگر بطور چندہ دی گئی اور چندہ میں خلط کر لی گئی اور عام مصارف میں بلا لحاظ تملیک فقیر اٹھتی رہی جب تو ہر گزارانہ ہوگی اگرچہ یتیم خانہ خاص اہلسنت کا ہو۔	
لمأصروا به ان ركنها التملك فلا تجوز في بناء مسجد أو تكفين ميت وغير ذلك وصرحوا ان الخلط استهلك فلا تتأدى به كما في الفتاوى العالمگیریة وغيرها۔	اس لئے کہ ائمہ فقہ نے اس مسئلہ کی تصریح فرمائی کہ زکوٰۃ کارکن تملیک ہے (یعنی زکوٰۃ لینے والے کو مال زکوٰۃ کا مالک بنا دینا) لہذا تعمیر مسجد اور تکفین میت اور اس نوع کی دوسری صورتوں میں زکوٰۃ جائز نہ ہوگی (اس لئے کہ ان میں تملیک نہیں پائی جاتی) اور یہ بھی انھوں نے تصریح فرمائی کہ ایک مال کو دوسرے مال میں خلط کرنا یعنی ملانا اسے نیست و نابود کر دینا ہے لہذا اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)

اور اگر بطور زکوٰۃ دی جائے اور جدار کھج جائے اور یتیموں فقیروں کے قبضہ میں دے کہ تملیک

^۱ حاشیہ الطحطاوی علی مراق الفلاح باب ما یفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۷۰

^۲ القرآن الکریم ۶/۲۸

^۳ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنة مجتہائی دہلی ص ۳۱، شعب الایمان حدیث ۹۴۶۴ دار الکتب العلمیہ بیروت

کردی جائے پھر ان کے مصارف میں اٹھائی جائے تو ادا ہو جائے گی وان کان بعض المنتظمین من غیر اهل الدین (اگرچہ بعض انتظام کرنے والے دیندار نہ ہوں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹: از مقام کیلا کھیرا تحصیل باندپور ضلع نئی تال مسئلہ عبد المجید خاں مدرسہ زنانہ روز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ جمعرات کی فاتحہ یا بزرگوں کے عرس وغیرہ کا صحیح طور سے تحریر فرمائیں۔ زیادہ حد ادب۔

الجواب:

جمعرات کی فاتحہ جائز ہے۔ یوہیں عرس اگر منکرات شرعیہ مثل مزامیر وغیرہ سے خالی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰: مسئلہ ماجد حسین ناظم انجمن تہذیب الاسلام بہرائچ پنجشنبہ ۲ شعبان ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام و مفتیان اعلام اس مسئلہ میں کہ ماہ شعبان کی چودھویں تاریخ کو عوام اہلسنت میں مدت مدید سے دستور چلا آ رہا ہے کہ حلو اچکا کر اس پر حضرت اویس قرنی و حضرت حمزہ سید الشداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اپنے دوسرے خاندانی لوگوں کا فاتحہ کرتے ہیں اور کچھ حصہ محتاجوں کو اور باقی اعزاء و اقارب میں تقسیم کیا کرتے ہیں اور اس رسم کو لوگ بطور اتباع سلف کرتے ہیں، بعض علماء نے اس رسم کو بے اصل اور ہنود کی رسوم کے مشابہ فرما کر روکتے ہیں اور بعض اس رواج کو بے ضرر جان کر منع نہیں فرماتے اور بعض کو اصرار ہے کہ یہ رواج قدیم ہے سبب نہیں ہے لہذا تارک کو خاطی کہتے ہیں جواب دندان شکن مفصل مدلل ارشاد فرمایا جائے۔ یہ رواج مسلمانوں میں کس زمانہ سے شروع ہوا ہے اور اس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی اصلیت ہے یا نہیں فقط

الجواب:

شریعت اسلامیہ میں ایصال ثواب کی اصل ہے اور صدقات مالیہ کا ثواب باجماع ائمہ اہلسنت پہنچتا ہے اور تخصیصات عرفیہ کو حدیث نے جائز فرمایا کہ:

صوم یوم السبت لالک ولا علیک ^۱ ۔	سنہجر کا روزہ نہ تجھے مفید ہے اور نہ تیرے لئے نقصان دہ ہے۔ (ت)
--	--

مانعین کی یہ جہالت ہے کہ جواز خصوصی کے لئے دلیل خصوصی مانگتے ہیں اور منع خصوص کے لئے

^۱ مسند احمد بن حنبل عن الصماء بنت یسر رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۶۸

دلیل خصوصی نہیں دیتے ان سے پوچھے تم جو منع کرتے ہو آیا اللہ و رسول نے منع کیا ہے یا اپنی طرف سے کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ و رسول نے منع فرمایا ہے تو دکھاؤں کہ کون سی آیت و حدیث میں ہے کہ حلوا ممنوع ہے یا حضرت سید الشہداء حمزہ یا حضرت خیر التابیین اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس کا ثواب پہنچانا ممنوع ہے یا اعزہ و احبا میں اس کا تقسیم کرنا ممنوع ہے اور جب نہیں دکھا سکتے تو جو بات اللہ و رسول نے منع نہیں فرمائی تم اس کے منع کرنے والے کون، "أَللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ" ^۱ (کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹ لگاتے ہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔



^۱ القرآن الکریم ۱۰/۵۹



رسالہ

رأد القحط والوباء بدعوة الجيران ومواساة الفقراء ۱۳۱۲ھ

(پڑوسیوں کی دعوت اور فقیروں کی غمخواری کے ذریعے قحط اور وباء کو لوٹا دینے والا)

بسم الله الرحمن الرحيم ط

مسئلہ ۴۱: از کانپور مدرسہ فیض عام مرسلہ مولوی احمد اللہ تلمیذ مولوی احمد حسن صاحب ۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے دیار عہ میں اس طرح کار و اج ہے کہ کوئی بلاد میں
ہیضہ، چیچک، و قحط سالی وغیرہ آجائے تو دفع بلا کے واسطے جمع محلہ والے مل کر فی سبیل اللہ اپنی اپنی حسب استطاعت چاول،
گیہوں و پیسہ وغیرہ اٹھا کر کھانا پکاتے ہیں اور مولویوں اور ملاؤں کو بھی دعوت کر کے ان لوگوں کو بھی کھلاتے ہیں اور جمع محلہ
دار بھی کھاتے ہیں، آیا اس صورت میں محلہ دار کو طعام مطبوخہ کا کھانا جائز ہوگا یا نہ؟ طعام مطبوخہ کھانے کے لئے مانع وغیرہ
مانع پر کیا حکم دیا جاتا ہے؟ بینوا تو جروا (بیان کرو تا کہ اجر پاؤ۔)

عہ: یعنی بنگالہ میں کہ یہ سوال کانپور میں وہیں سے آیا تھا کانپور سے بغرض تحریر جواب بھیجا گیا ۱۲۔

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم ط

<p>الحمد لله الذي وضع البركة في جماعة الاخوان وقطع الهلكة بتواصل الاحباء والجيران والصلوة والسلام على صاحب الشفاعة مجيب الدعوة ومحب الجماعة دافع البلاد والوباء والقحط والمجاعة وعلى اله وصحبه وجماعة المسلمين وعلينا فيهم يا ارحم الراحمين امين امين امين يا ربنا امين۔</p>	<p>تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے بھائیوں کے اجتماع میں برکت فرمائی اور اہل محبت اور پڑوسیوں کی ملاقات وصلہ میں مصیبت کو قطع فرمایا اور صلوة وسلام مالک شفاعت، دعوت قبول، جماعت سے محبت، مصیبت ووبلاء اور بھوک اور قحط کو دفع کرنے والی ذات پر اور ان کی آل واصحاب اور مسلمانوں کی جماعت اور ان کے ساتھ ہم پر یا ارحم الراحمين، آمین آمین اے ہمارے رب آمین!</p>
--	---

فعل مذکور بقصہ مسطور اور اہل دعوت کو وہ کھانا کھانا شرعاً جائز و روا جس کی ممانعت شرع مطہر میں اصلاً نہیں۔ قال الله تعالى:

<p>"لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا وَأَشْتَاتًا"¹</p>	<p>تم پر کچھ گناہ نہیں کہ کھاؤ مل کر یا الگ الگ۔</p>
--	--

تو بے منع شرع ارتکاب ممانعت جہالت و جرات۔

وانا اقول: وبالله التوفيق (اور میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ ت) نظر کیجئے تو یہ عمل چند دواؤں کا نسخہ جامع ہے کہ اس سے مساکین و فقراء بھی کھائیں گے، علماء و صلحاء بھی عزیز و رشتہ دار بھی قریب و اہل جوار بھی تو اس میں بعد و ابواب جنت اٹھ خویاں ہیں:

- (۱) فضیلت صدقہ (۲) خدمت صلحاء (۳) صلہ رحم (۴) مواساة جار (۵) سلوک نیک سے مسلمانوں خصوصاً غرباء کا دل خوش کرنا (۶) ان کی مرغوب چیزیں ان کے لئے مہیا کرنا۔

¹ القرآن الكريم ۶۱/۲۴

(۷) مسلمان بھائیوں کو کھانا دینا (۸) مسلمانوں کا کھانے پر مجتمع ہونا۔

اور ان سب امور کو جب بہ نیت صالحہ ہوں باذن اللہ تعالیٰ رضائے خدا غنوو خطاء و دفع بلا میں دخل تام ہے ظاہر ہے کہ قحط، وباء، ہر مصیبت و بلا گناہ کے سبب آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرمادیتا ہے۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ" ۱۔
---	---

تو اسباب مغفرت و رضاء و رحمت بلاشبہ اس کے عمدہ علاج ہیں۔ اب بتوفیق اللہ تعالیٰ احادیث سنئے:

حدیث ۱: حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الصدقة لتطفئ غضب الرب و تدفع ميتة السوء، رواه الترمذی ^۲ و حسنة وابن حبان في صحيحه عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه۔	بیشک صدقہ رب عزوجل کے غضب کو بجھاتا اور بری موت کو دفع کرتا ہے (اسے ترمذی، اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، ترمذی نے اس کی تحسین کی۔ ت)
--	--

حدیث ۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اتقوا النار والو بشق ثمره فانها تقيم العوج وتدفع ميتة السوء، الحديث رواه ابو يعلى والبزار ^۳ عن الصديق الاكبر رضي الله تعالى عنه۔	دوزخ سے بچو اگرچہ آدھا چھوہارا دے کر کہ وہ کچی کو سیدھا اور بری موت کو دور کرتا ہے الحدیث (ابو یعلیٰ اور بزار نے اسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	---

^۱ القرآن الکریم ۴۲/۳۰

^۲ جامع الترمذی ابواب الزکوٰۃ باب ما جاء فی فضل الصدقة امین، کتب العیال بحوالہ ت حب عن انس حدیث ۱۵۹۹۸ مؤسسة الرسالة بیروت ۶/۳۲۸ و ۳۷۱

^۳ مسند ابی یعلیٰ عن ابی بکر حدیث ۸۰ مؤسسة علوم القرآن بیروت ۵/۷۵، کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۹۳۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۱/۴۴۲

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان صدقة المسلم تزيد في العمر وتمنع ميتة السوء، رواه الطبرانی ^۱ و ابو بکر بن مقیم فی جزئہ عن عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بے شک مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بُری موت کو روکتا ہے۔ (اسے طبرانی اور ابو بکر بن مقیم نے اپنی جزء میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۴ و ۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الصدقة تطفئ الخبيثة وتقي ميتة السوء رواه الطبرانی ^۲ فی الکبیر عن رافع بن مکیت الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	صدقہ گناہ کو بجھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے (اسے طبرانی نے کبیر میں رافع بن مکیت الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	---

دوسری روایت میں ہے:

الصدقة تمنع ميتة السوء، رواه احمد ^۳ عنه والقضاعي عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنهما۔	صدقہ بری موت کو روکتا ہے (اسے احمد نے رافع بن مکیت سے اور قضاعی نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله ليدرؤ بالصدقة سبعين باباً من ميتة السوء، رواه الامام عبد الله بن مبارك في كتاب البر ^۴ عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنہ۔	بے شک عزوجل صدقہ کے سبب سے ستر دروازے بری موت کے دفع فرماتا ہے (اسے امام عبد اللہ بن مبارک نے کتاب البر میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الصدقة تسد سبعين باباً من السوء۔	صدقہ ستر دروازے برائی کے بند کرتا ہے۔
----------------------------------	---------------------------------------

^۱ المعجم الكبير حديث ۳۱ المكتبة الفيصلية بيروت ۲۲/۱۷ و ۲۳

^۲ الترغيب والترهيب بحوالہ الطبرانی فی الکبیر الترغيب فی الصدقة حديث ۲۱ مصطفى البابی مصر ۲/۲۱۷

^۳ كنز العمال بحوالہ القضاعي عن ابي هريرة حديث ۱۵۹۸۱ مؤسسة الرسالة بيروت ۶/۳۴۵

^۴ الترغيب والترهيب بحوالہ ابن البر فی کتاب البر الترغيب فی الصدقة حديث ۲۱ مصطفى البابی مصر ۲/۱۲۲

رواہ الطبرانی فی الکبیر عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	(اسے طبرانی نے کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
--	--

حدیث ۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الصدقة تمنع سبعین نوعاً من انواع البلاء اھونها الجذام والبرص، رواہ الخطیب ^۲ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	صدقہ ستر بلا کو روکتا ہے جن کی آسان تر بدن بگڑنا اور سپید داغ ہیں (والعیاذ باللہ تعالیٰ) (اسے خطیب نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	--

حدیث ۹-۱۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

باکروا بالصدقة فان البلاء لا یخطاھا، رواہ الطبرانی ^۳ عن امیر المومنین علی والبیہقی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	صبح تڑکے صدقہ دو کہ بلا صدقہ سے آگے قدم نہیں بڑھاتی (اسے طبرانی نے امیر المومنین حضرت علی اور بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۱۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الصدقات بالغدوات یذهب بالعلات رواہ الدیلمی ^۴ عن انس رضی اللہ عنہ۔	صبح کے صدقے آفتوں کو دفع کر دیتے ہیں۔ (اس کو ویلی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الصدقة تمنع القضاء السوء	صدقہ بری قضا کو ٹال دیتا ہے۔ (اس کو
--------------------------	-------------------------------------

^۱ المعجم الکبیر عن رافع بن خدیج حدیث ۴۴۰۲ المكتبة الفیصلیة بیروت ۲/ ۲۷۴

^۲ تاریخ البغداد ترجمہ ۴۳۲۶ الحارث بن نعمان دارالکتب العربیہ بیروت ۸/ ۲۰۸

^۳ المعجم الاوسط حدیث ۵۶۳۹ مكتبة المعارف ریاض ۶/ ۲۹۹، السنن الکبریٰ کتاب الزکوٰۃ باب فضل من اصبح صائماً الخ دار صادر

بیروت ۴/ ۱۸۹

^۴ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۷۳۷۳ دارالکتب العربیہ بیروت ۲/ ۴۱۴، الجامع الصغیر بحوالہ الفردوس عن انس حدیث ۵۱۴

دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۳۱۷

(رواہ ابن عساکر ^۱ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	ابن عساکر نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)
حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:	
اللہ عزوجل کے ساتھ اپنی نسبت درست کرو اس کی یاد کی کثرت اور خفیہ و ظاہر صدقہ کی تکثیر سے کہ ایسا کرو گے تو روزی اور مدد دے جاؤ گے، تمہاری شکستگیاں درست کی جائیں گی (اسے ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)	صلوا الذی بینکم وبين ربکم بکثرة ذکرکم له وكثرة الصدقة بالسرو العلانية ترزقوا وتنصروا وتجبروا۔ رواہ ابن ماجہ ^۲ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
حدیث ۱۷۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:	
صدقہ گناہ کو بھجادیتا ہے جیسے پانی آگ کو (روایت کیا اسے ترمذی نے اور حسن صحیح کہا، معاذ بن جبل سے اور ایسے ہی ابن حباب نے اپنی صحیح میں کعب بن عجرہ سے، جیسے ابی یعلیٰ نے بسند صحیح جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ابن مبارک نے عکرمہ سے مرسل بسند حسن۔ (ت)	الصدقة تطفئ الخطيئة كما يطفئ الماء النار، رواہ الترمذی ^۳ وقال حسن صحيح عن معاذ بن جبل ونحوه ابن حباب في صحيحه عن كعب بن عجرة وکابی یعلیٰ بسند صحيح عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وابن المبارک عن عکرمہ مرسل بسند حسن۔
حدیث ۱۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:	
مسلمان اور ایمان کی کہاوت ایسی ہے جیسے چراگاہ میں گھوڑا اپنی رسی سے بندھا ہوا کہ	مثل المؤمن ومثل الايمان كمثل الفرس في اخبته ييجول ثم

^۱ تہذیب تاریخ دمشق الكبير ترجمہ الخضر البزاز دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۲۸ / ۵

^۲ سنن ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب فرض الجمعة (ج ۱) سعید کپنی کراچی ص ۷۷

^۳ جامع الترمذی ابواب الايمان باب ماجاء في حرمة الصلوة اثنین کپنی، دہلی ۸۶ / ۲، موارد الظمان حدیث ۱۵۶۹، المكتبة السلفية مكة المكرمة

<p>چاروں طرف چر کر پھر اپنی بندش کی طرف پلٹ آتا ہے یوں ہی مسلمان سے بھول ہو جاتی ہے پھر ایمان کی طرف رجوع لاتا ہے تو اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ اور اپنا نیک سلوک سب مسلمانوں کو دو۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)</p>	<p>یرجع الی اخبته وان المؤمن یسہو ثم یرجع الی الایمان فاطعوا طعامکم الاتقیاء ولو معروفکم المؤمنین رواہ البیہقی فی شعب الایمان^۱ و ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
--	--

اس حدیث سے ظاہر کہ معاملہ گناہ میں نیکوں کو کھانا کھلانا اور عام مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے۔
حدیث ۱۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>بے شک صدقہ اور صلہ رحم ان دونوں سے اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے اور مکروہ اور اندیشہ کو دور کرتا ہے۔ (اسے ابویعلیٰ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)</p>	<p>ان الصدقة وصلۃ الرحم یشید اللہ بہما فی العبر ویدفع بہما میتۃ السوء ویدفع بہما المکرۃ المحذور، رواہ ابویعلی^۲ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
---	---

حدیث ۲۰: فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت مال میں برکت ہو وہ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے (اسے امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)</p>	<p>من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسألہ فی اثرہ فلیصل رحمہ، رواہ البخاری^۳ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
---	---

^۱ شعب الایمان حدیث ۱۰۹۶۴ دار لکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۵۲، حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۹۷ عبد اللہ بن مبارک دار الکتب العلمیہ بیروت ۸/ ۱۷۹

^۲ مسند ابویعلیٰ عن انس بن مالک حدیث ۴۹۰ موسسة علوم القرآن بیروت ۳/ ۱۴، مجمع الزوائد بحوالہ ابویعلیٰ باب صلۃ الرحم وقطعہا دار الکتب بیروت ۸/ ۱۵۱

^۳ صحیح البخاری کتاب الادب باب من یسط لہ فی الرزق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۸۵

حدیث ۲۱ و ۲۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من سرہ ان یمدله فی عمرہ ویوسع له فی رزقہ ویدفع عنه میتة السوء فلیتق الله ویصل رحمہ۔ رواہ عبد الله ابن الامام فی زوائد ^۱ المستدرک والبزار بسند جید والحاکم فی المستدرک عن امیر المؤمنین علی کرم الله تعالیٰ وجہہ والحاکم تحوہ فی حدیث عن عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جسے خوش آئے کہ اس کی عمر دراز ہو۔ رزق وسیع ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ سے ڈرے اور اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے (اسے عبد اللہ ابن امام نے زوائد المسند میں اور بزار نے بسند جید اور حاکم نے مستدرک میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور یونہی حاکم نے حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۲۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

صلة القرابة مثرأة فی المال محبة فی الابل منسأة فی الاجل رواہ الطبرانی ^۲ بسند صحیح عن عمرو بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	قریبی رشتہ داروں سے سلوک، مال کا بہت بڑھانے والا، آپس میں بہت محبت کرنے والا عمر کا زیادہ کرنے والا ہے۔ (اسے طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ عمرو بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	--

حدیث ۲۴: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

صلة الرحم تزيد فی العمر رواہ القضاعی ^۳ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	صلہ رحم سے عمر بڑھتی ہے (اسے قضاعی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۲۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

^۱ الترغیب والترہیب بحوالہ زوائد مسند والبزار والحاکم الترغیب فی صلة الرحم مصطفیٰ الباب مصر ۱۳۳۵، المستدرک کتاب

البر والصلة دار الفکر بیروت ۱۶۰/۳

^۲ المعجم الاوسط حدیث ۷۸۰۶، مكتبة المعارف ریاض ۱۸/۳۹۷

^۳ کنز العمال بحوالہ القضاعی عن ابن مسعود حدیث ۶۹۰۹، مؤسسة الرسالہ بیروت ۳/۳۵۶

ان اعجل البرئوا بأسلة الرحم حتى ان اهل البيت ليكونون فجرة فتنبو اموالهم ويكثر عددهم اذا تواصلوا، رواه الطبرانی ¹ عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بے شک سب نیکیوں میں جلد تر ثواب میں صلہ رحم ہے یہاں تک کہ گھر والے فاسق بھی ہو تو ان کے مال زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے شمار بڑھتے ہیں جب آپس میں صلہ رحم کریں، ز (اسے طبرانی نے ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	---

دوسری روایت میں اتنا اور ہے:

وما من اهل بيت يتواصلون فيحتاجون، رواه ابن حبان ² فی صحیحہ۔	کوئی گھر والے ایسے نہیں کہ آپس میں صلہ رحم کریں پھر محتاج ہو جائیں۔ (اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ت)
--	--

حدیث ۲۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

صلة الرحم وحسن الخلق وحسن الجوار يعمرن الديار ويزدن في الاعمار۔ رواه الامام احمد ³ و البيهقي في الشعب بسند صحيح على اصولنا عن ام المؤمنين الصديقة رضي الله تعالى عنها۔	صلہ رحم اور نیک خوئی اور ہمسایہ سے نیک سلوک شہروں کو آباد اور عمروں کو زیادہ کرتے ہیں، (اسے امام احمد اور بیہقی نے شعب عن بسند صحیح ہمارے اصول پر ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۲۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

صنائع العروف تقى مصارع السوء والافات الهلكات واهل المعروف في	نیک سلوک کے کام بری موتوں آفتوں ہلاکتوں سے بچاتے ہیں اور دنیا میں احسان والے
--	--

¹ مجمع الزوائد کتاب البر والصلة باب صلة الرحم وقطعا دار الكتب بيروت ۱/۱۵۲، المعجم الاوسط حديث مكتبة المعارف رياض ۵۶/۲

² موارد الطمان باب صلة الرحم حديث ۲۰۳۸ المطبعة السلفية مكة المكرمة ص ۳۹۹

³ شعب الايمان حديث ۷۹۶۹ دار الكتب العربية بيروت ۶/۲۲۶، كنز العمال بحواله حم هب عن عائشه حديث ۶۹۱۰ مؤسسة الرساله

الدنیا ہم اهل المعروف الاخرة رواه الحاكم في ¹ المستدرک عن انس رضي الله تعالى عنه۔	وہی آخرت میں احسان والے ہوں گے (اسے حاکم نے مستدرک میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)
---	---

حدیث ۲۸: کہ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

صنائع المعروف تقى مصارع السوء والصدقة خفياً تطفئ غضب الرب وصله الرحم زیادة فی العبر وکل معروف صدقة واهل المعروف فی الدنیا هم اهل المعروف فی الاخرة واهل المنکر فی الدنیا هم اهل المنکر فی الاخرة واول من یدکل الجنة اهل المعروف رواه الطبرانی ² فی الاوسط عن ام المومنین ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	بھلائیوں کے کام بری موتوں سے بچاتے ہیں اور پوشیدہ خیرات رب کا غضب بجھاتی ہے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک عمر میں بکرت ہے اگر ہر نیک سلوک (کچھ ہو کسی کے ساتھ ہو) سب صدقہ ہے اور دنیا میں احسان والے وہی آخرت میں احسان پائیں گے اور دنیا میں بدی والے وہی عقیبی میں بدی دیکھیں گے اور سب میں پہلے جو بہشت میں جائیں گے وہ نیک برتاؤ والے ہیں (اسے طبرانی نے اوسط میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)
---	--

حدیث ۲۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان من موجبات المغفرة ادخالك السرور علی اخيك المسلم رواه الطبرانی ³ فی الكبير والاوسط عن الامام سیدنا الحسن بن علی کرم اللہ تعالیٰ وجوہہما۔	بے شک مغفرت واجب کر دینے والی چیزوں میں ہے تیرا اپنے بھائی مسلمان کا جی خوش کرنا (اسے طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں امام سیدنا حسن بن علی کرم اللہ وجوہہما سے روایت کیا۔ت)
---	---

¹ کنز العمال بحوالہ ک فی المستدرک حدیث ۱۵۹۶۵ مؤسسة الرسالة بیروت ۱/۳۴۳

² المعجم الاوسط حدیث ۶۰۷۲ مکتبہ المعارف ریاض ۷/۵۰ و ۵۱

³ المجمع الكبير حدیث ۲۷۳۸ و ۲۷۳۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/۸۵ و ۸۶ المعجم الاوسط حدیث ۸۲۲۱ مکتبہ المعارف ریاض ۹/۱۱۶

حدیث ۳۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اللہ تعالیٰ کے فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل مسلمانوں کا جی خوش کرنا ہے۔ (طبرانی دونوں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)	احب الاعمال الى الله تعالى بعد الفرائض ادخال السرور على المسلم رواه فيهما ^۱ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
---	---

حدیث ۳۱ تا ۳۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

سب سے افضل کام مسلمانوں کا جی خوش کرنا ہے کہ تو اس کا بدن ڈھانکے یا بھوک میں پیٹ بھرے یا اس کا کوئی کام پورا کرے۔ (اسے اوسط میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم سے اور ایسے ہی ابوالشیخ نے ثواب اور اصباحی نے اپنے بیٹے عبداللہ کی حدیث میں اور ابن ابی الدنیا نے بعض اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)	افضل الاعمال ادخال السرور على المؤمن كسوت عورته او اشبعته جوعته اقصيت له حاجة رواه في الاوسط ^۲ عن امير المؤمنين عمر الفاروق الاعظم و نحوه ابو الشيخ في الثواب والاصباحی فی حدیث عن ابنه عبداللہ و ابن ابی الدنیا بعض اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
---	--

حدیث ۳۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

یعنی جس مسلمان کا جی کسی کھانے پینے یا کسی قسم حلال چیز کو چاہتا ہو اتفاق سے دوسرا اس کے لئے وہی شئی مہیا کر دے اللہ تعالیٰ عزوجل اس کے لئے مغفرت فرمادے (اسے عقیلی، بزار	من وافق من اخيه شهوة غفر له رواه العقيلي والبزار والطبرانی ^۳ فی الكبير عن ابی الدراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وله
---	---

^۱ اتحاف السادة المتقين بحوالہ الطبرانی فی الكبير کتاب الادب الباب الثالث دار الفکر بیروت ۲/ ۲۹۳، المعجم الاوسط حدیث ۹۰۷،

مکتبہ المعارف ریاض ۸/ ۲۴۳

^۲ الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی فی الاوسط الترغیب فی حوائج المسلمین حدیث ۱۹ مصطفی البابی مصر ۳/ ۳۹۴

^۳ الضعفاء الكبير ترجمہ نصر بن نجیح الباہلی دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۲۹۶، مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی والبزار کتاب الاطعمہ

باب فیمین وافق من اخيه شهوة دار الکتب بیروت ۵/ ۱۸

شواہد فی اللالی۔	اور طبرانی نے کبیر میں ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور نالی میں اس کے شواہد ہیں۔ ت)
------------------	--

حدیث ۳۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من اطعم اخاه المسلم شهوته حرمه الله على النار رواه البيهقي في شعب الايمان ^۱ عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جو اپنے بھائی مسلمان کو اس کی چاہت کی چیز کھلائے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرم کر دے (اسے بیہقی نے شعب الايمان میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	--

حدیث ۳۶: کہ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من موجبات الرحمة اطعم المسلم المسكين۔ رواه الحاكم ^۲ وصححه ونحوه البيهقي وابو ابي شيخ في الثواب عن جابر رضي الله تعالى عنه۔	رحمت الہی واجب کر دینے والی چیزوں میں سے غریب مسلمانوں کو کھانا کھلانا ہے (روایت کیا اسے حاکم نے اور اس کی تصحیح کی، اور ایسے ہی بیہقی اور ابوالشیخ نے ثواب میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ت)
---	---

حدیث ۳۷ تا ۴۶: فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الدرجات افشاء السلام واطعام الطعام والصلوة بالليل والناس نيام قطعة من حديث جليل نفيس جميل مشهور مستفيد مفيد مفيض، رواه امام الائمة ابو حنيفة ^۳ والامام احمد وعبدالرزاق في مصنفه والترمذي والطبراني عن ابن عباس	یعنی اللہ عزوجل کے یہاں درجہ بلند کرنے والے ہیں سلام کا پھیلانا اور ہر طرح کے لوگوں کو کھانا کھلانا اور رات کو لوگوں کے سوتے میں نماز پڑھنا (یہ حدیث جلیل نفیس مشہور و مستفید مفید مفيض کا ایک ٹکڑہ ہے۔ روایت کیا اسے امام الائمہ ابوحنیفہ اور امام احمد اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں اور ترمذی اور طبرانی نے ابن عباس سے،
---	--

^۱ شعب الايمان حدیث ۲۳۸۲ دار لکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۲۲۲

^۲ المستدرک للحاکم کتاب التفسیر تحت سورة البلد دار الفکر بیروت ۲/ ۵۲۴، شعب الايمان حدیث ۳۳۶۶ دار لکتب العلمیہ بیروت

۳/ ۲۱۷، الترغیب والترہیب بحوالہ الحاکم والبیہقی الترغیب فی اطعام الطعام حدیث ۹ مصطفی البابی مصر ۲/ ۶۴

^۳ جامع الترمذی ابواب تفسیر سورة ص ابن کثیر، ج ۲/ ۱۵۵ و مسند احمد بن حنبل ۱/ ۳۶۸

<p>اور احمد اور ترمذی نے اور طبرانی اور ابن مردویہ نے معاذ بن جبل سے اور ابن خزیمہ اور دارمی اور بغوی اور ابن سکین اور ابو نعیم اور ابن بسط نے عبد الرحمن بن عایش سے اور احمد اور طبرانی نے اس سے صحابی سے اور بزار نے ابن عمرو سے ابن عمرو نے ثوبان سے، اور طبرانی نے ابوامامہ سے، اور ابن قانع نے ابو عبیدہ بن جراح اور دارقطنی اور ابوبکر نیشاپوری نے زیادات میں حضرت انس سے اور ابوالفرج نے علل میں حضرت ابوہریرہ سے تعلیقاً اور ابن ابی شیبہ نے مرسلہ حضرت عبد الرحمن بن سابط رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔</p>	<p>واحد والترمذی^۱ والطبرانی وابن مردویة عن معاذ بن جبل وابن خزيمه و الدارمي والبغوي وابن السكّن وابو نعيم وابن بسطة عن عبد الرحمن بن عایش واحد^۲ والطبرانی عنه عن صحابی و البزار^۳ عن ابن عمرو عن ثوبان والطبرانی^۴ عن ابی امامة وابن قانع عن ابی عبیده^۵ بن الجراح والدارقطنی وابوبکر النيسابوری فی الزيادات عن انس^۶ وابو الفرج فی العلل^۷ تعلیقاً عن ابی هريرة وابن ابی شيببة مرسلًا عن عبد الرحمن^۸ بن سابط رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔</p>
--	--

^۱ جامع الترمذی ابواب التفسیر تفسیر سورة ص این کمپنی دہلی ۱۵۶/۲، مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن جبل المکتب الاسلامی

بیروت ۲۳۳/۵

^۲ مسند احمد بن حنبل عن عبد الرحمن عن بعض اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۱۶۶/۲

^۳ مجمع الزوائد عن ثوبان وابن عمرو و کتاب التعبیر باب ما جاء فیما رآه النبی فی المنام دار الکتب بیروت ۸/۷۷-۷۸

^۴ المعجم الكبير عن ابی امامه حدیث ۸۱۱۷ المکتبة الفیصلیة بیروت ۳۲۹/۸

^۵ الدار المنثور بحوالہ الخطیب عن ابی عبیده سورة ص مکتبة آیة اللہ العظمیٰ قم ایران ۵/۳۲۰، العلل المتناهیة باب فی ذکر الصورة حدیث ۱۰

دار انشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۹/۱

^۶ کنز العمال عن انس حدیث ۴۴۳۲۱ موسسة الرسالہ بیروت ۱۶/۲۴۵، ۲۴۶

^۷ العلل المتناهیة عن ابی هريرة باب فی ذکر الصورة دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۲۰/۱

^۸ العلل المتناهیة باب فی ذکر الصورة دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۲۰/۱

<p>فی رؤیة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب عزوجل ووضعه تعالیٰ کفہ کما یلیق بجلالہ العظیم بین کتفیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتجلی لی کل شیء و عرفت^۱ وفی روایۃ فعلیت مافی السلوت والارض^۲ وفی اخری مابین المشرق والمغرب^۳ وقد ذکرناہ مع تفاصیل طرقہ وتنوع الفاظہ فی کتابنا المبارک ان شاء اللہ تعالیٰ سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری والحمد للہ ما ولی۔</p>	<p>حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اللہ تعالیٰ کے دیدار والی روایت میں جس میں ہے "اور اللہ تعالیٰ نے اپنی شایان شان کف مبارک کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کندھوں کے درمیان رکھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تو میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی" دوسری روایت میں ہے "میں نے معلوم کر لی جو چیز بھی زمین و آسمان میں ہے" اور ایک روایت میں ہے "مشرق و مغرب میں جو کچھ ہے" اور ہم نے اس حدیث کو اس کے طرق کے تفصیل اور اختلاف الفاظ کو اپنی مبارک کتاب "سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری" میں ذکر کر دیا ہے۔ الحمد للہ (ت)</p>
---	---

مرقاۃ شریف میں ہے:

<p>اطعام الطعام ای اعطاه للانام من الخاص والعام^۴۔ حدیث ۴۷: کہ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:</p>	<p>کھانا کھلانا یعنی ہر خاص و عام کو کھانا دینا مراد ہے۔ (ت)</p>
<p>الکفارات اطعام وافشاء السلام والصلوة باللیل والناس نیام، رواہ الہاکم^۵ وصحیح سندہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>گناہ مٹانے والے ہیں کھانا کھلانا اور سلام ظاہر کرنا اور شب کو لوگوں کے سوتے میں نماز پڑھنا (اسے حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)</p>

^۱ العلل المتأبیه باب فی ذکر حدیث ۱۳ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۲۰

^۲ مجمع الزوائد باب فیما راہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب بیروت ۷/ ۱۷۶

^۳ جامع الترمذی ابواب التفسیر تفسیر سورة ص المین کینی دہلی ۲/ ۱۵۶

^۴ مرقاۃ المفاتیح کتاب الصلوٰۃ باب المساجد المکتبہ حبیبہ کوئٹہ ۲/ ۴۳۲، ۴۵۶

^۵ المستدرک للحاکم کتاب الاطعمہ فضیلة اطعام الطعام دار الفکر بیروت ۴/ ۱۲۹

حدیث ۴۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من اطعم اخاه حتى يشبعه وسقاه من الماء حتى يرويه بأعداء الله من النار سبع خنادق ما بين كل خندقين مسيرة خمس مائة عام۔ رواه الطبرانی ^۱ في الكبير عن ابو الشيخ في الثواب والحاكم مصححاً سننہ والبیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	جو اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے پیاس بھر پانی پلائے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے سات کھائیاں دور کر دے ہر کھائی سر دوسری تک پانچ سو برس کی راہ (اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابوالشیخ نے ثواب میں اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)
--	---

حدیث ۴۹: کہ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله عزوجل يباهي ملائكة بالذين يطعمون الطعام من عبده رواه ابو الشيخ ^۲ عن الحسن البصري مرسلًا۔	اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو فضیلت اسے کہتے ہیں (اسے ابوالشیخ نے حسن بصری سے مرسل روایت کیا۔)
---	--

حدیث ۵۰ و ۵۱: کہ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الخیر اسرع الی البیت الذی یوکل فیہ من الشفرة الی سنن البعیر، رواه ابن ماجه ^۳ عن ابن عباس وابن ابی الدنیاء عن	خیر و برکت اس گھر کی طرف جس میں لوگوں کو کھانا کھلایا جائے اس سے بھی زیادہ جلد پہنچتی ہے جتنی جلد چھری کو بان شتر کی طرف (کہ اونٹ ذبح کر کے سب سے پہلے اس کا کوہان تراشتے ہیں) (اسے
---	---

^۱ الترغیب والترغیب الترغیب فی الطعام الطعام حدیث ۱۴، مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۶۵، مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الكبير باب فیمن اطعم مسلماً او سقاه دار الکتب بیروت ۳/ ۱۳۰، المستدرک للحاکم کتاب الاطعمه فضيلة اطعام الطعام دار افکر بیروت ۴/ ۱۲۹، شعب

الايمان حدیث ۲۳۶۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۲۱۸

^۲ الترغیب والترغیب بحوالہ الشیخ فی الثواب مرسل مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۶۸

^۳ سنن ابی ماجه ابواب الاطعمه بب الضیافة التبع سعید کمپنی کراچی ص ۲۴۹، ۲۴۸، الترغیب والترغیب بحوالہ ابن ماجه وابن ابی الدنیاء

مصطفیٰ البابی مصر ۳/ ۷۲

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	ابن ماجہ نے ابن عباس سے اور ابن ابی الدنیا نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---------------------------	--

حدیث ۵۲: کہ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

البلائكة تصل على احمد کم مادامت مائدته موضوعه، رواه الاصبهانی ^۱ عن امر المؤمنين الصديقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	جب تک تم میں سے کسی کا دسترخوان بچھا ہے اتنی دیر فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں، (اسے اصبہانی نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)
--	--

حدیث ۵۳: کہ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الضيف يأتي يرزقه ويرتحل بذنوب القوم يمحص عنهم ذنوبهم رواه ابو الشيخ ^۲ عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والوں کے گناہ لے کر جاتا ہے ان کے گناہ مٹا دیتا ہے (اسے ابوالشیخ نے ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۵۴: سیدنا امام حسن مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے:

لان اطعم اخی فی اللہ لقمة احب الی من ان تصدق علی مسکین بدرهم ولان اعطی اخی فی اللہ درهما احب الی من ان تصدق علی مسکین بمائة درهم، رواه ابو الشيخ ^۳ فی الشوارب عنه عن جدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	بے شک میرا اپنے کسی دینی بھائی کو ایک نوالہ کھلانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مسکین کو ایک روپیہ دوں، اور اپنے بھائی بھائی کو ایک روپیہ دینا مجھے اس سے زیادہ پیارا ہے کہ مسکین کو سو روپیہ خیرات کروں، (اسے ابوالشیخ نے ثواب میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
---	---

^۱ الترغیب والترہیب بحوالہ اصبہانی حدیث ۱۳ مصطفیٰ البابی مصر ۳/ ۳۷۲

^۲ کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ عن ابی الدرداء حدیث ۲۵۸۳۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۹/ ۲۴۲

^۳ الترغیب والترہیب بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب حدیث ۲۴ مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۶۸

ولعل الاظهر وقفه كلاذی یلیہ۔	علیہ وسلم سے روایت کیا اور ظاہر ایہ حدیث موقوف ہے بعد والی حدیث کی طرح۔ (ت)
------------------------------	---

حدیث ۵۵: سیدنا امیر المومنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تعالیٰ وجہہ الاسنی فرماتے ہیں:

لان اجمع نفرا من اخوانی علی صاع او صاعین من طعام احب الی من ادخل سوقکم فاشتري رقبة فاعتقها ^۱ ۔ رواہ منہ وقفاً علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	میں اپنے چند برداران دینی کو تین سیر چھ سیر کھانے پر اکٹھا کروں تو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارے بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید کر آزاد کر دوں، اسے ابوالشیخ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔
--	---

حدیث ۵۶: کہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا: اکٹھے ہو کر کھانا کھاتے ہو یا الگ الگ؟ عرض کی: الگ الگ۔ فرمایا:

اجتمعوا علی طعامکم واذکروا اسم اللہ یبارک لکم فیہ۔ رواہ ابو داؤد ^۲ ابن ماجہ وحبان عن وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جمع ہو کر کھانا کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو تمہارے لئے اسی میں برکت رکھی جائے گی (اسے ابو داؤد، ابن ماجہ اور حبان نے وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	--

حدیث ۵۷: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

کلوا جعیلاً ولا تفرقوا فان البرکة مع الجماعة رواہ ابن ماجہ ^۳ والعسکری ^۴	مل کر کھاؤ اور جدا نہ ہو کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔ (اسے ابن ماجہ اور عسکری نے مواعظ
---	---

عہ: اظہر یہ ہے کہ یہ حدیث آئندہ حدیث کی طرح حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے یعنی انکار فرمان ہے ۱۲۔

^۱ الترغیب والترہیب بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب حدیث ۲۳ مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۶۸

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمہ باب فی الاجتماع علی الطعام آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۷۲، سنن ابن ماجہ ابواب الطعام باب فی الاجتماع علی الطعام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۴۴

^۳ سنن ابن ماجہ ابواب الطعام باب فی الاجتماع علی الطعام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۴۴

^۴ کنز العمال بحوالہ العسکری فی المواعظ حدیث ۲۰۷۲۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۵/ ۲۳۵

فی المواعظ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔	میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن (روایت کیا۔ت)
---	--

حدیث ۵۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

البرکة فی ثلثة فی الجماعة والثريد والمسحور رواه الطبرانی ^۱ فی الکبیر والبیہقی فی شعب عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	برکت تین چیزوں میں ہے مسلمانوں کے اجتماع اور طعام ثرید اور طعام سحری میں (اسے طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب میں سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)
---	---

حدیث ۵۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

طعام الواحد یکفی الاثنین وطعام الاثنین یکفی الاربعة ویداللہ علی الجماعة۔ رواه البزار ^۲ عن سيرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ایک آدمی کی خوارکی دو کو کفایت کرتی ہے اور دو کی خوراک چار کو، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ (اسے بزار نے سیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)
--	---

حدیث ۶۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان احب الطعام الی اللہ تعالیٰ ما کثرت علیہ الایدی رواه ابو یعلیٰ والطبرانی ^۳ وابو الشیخ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بے شک سب کھانوں میں زیادہ پیارا اللہ عزوجل کو وہ کھانا ہے جس پر بہت سے ہاتھ ہوں (یعنی جتنے آدمی مل کر کھائیں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوگا) (اسے ابو یعلیٰ اور طبرانی اور ابو الشیخ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)
---	---

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جو مسلمان اس عمل نیک نیت پاک مال سے

^۱ المعجم الکبیر عن مسلمان حدیث ۶۱۲۷ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۶/ ۱۵۱، شعب الایمان حدیث ۷۵۲۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۶۸

^۲ کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الاطعمہ باب الاجتماع علی الطعام مؤسسة الرسالہ بیروت ۳/ ۳۳۳

^۳ الترغیب والترہیب بحوالہ ابی یعلیٰ والطبرانی وابی الشیخ عن جابر مصطفیٰ البابی مصر ۳/ ۱۳۴

- (۱۶) خدمت اہل دین میں صدقے سے بڑھ کر ثواب پائیں گے۔ حدیث ۵۴۔
- (۱۷) غلام آزاد کرنے سے زیادہ اجر لیں گے۔ حدیث ۵۵۔
- (۱۸) ان کے ٹیڑھے کام درست ہوں گے۔ حدیث ۲۔
- (۱۹) آپس میں محبتیں بڑھیں گے جو ہر خوبی کی تتبع ہیں۔ حدیث ۲۳۔
- (۲۰) تھوڑے صرف میں بہت کا پیٹ بھرے گا کہ تنہا کھاتے تو دو نا اٹھتا، حدیث ۵۹۔ و فیہ احادیث لم ندکرھا (اس بارے میں اور بھی احادیث ہیں جن کو ہم نے ذکر نہیں کیا۔ ت)
- (۲۱) اللہ عزوجل کے حضور درجے بلند ہوں گے حدیث ۷ تا ۳۶۳۔ دس حدیثیں۔
- (۲۲) مولیٰ تبارک و تعالیٰ ملائکہ سے ان کے ساتھ مہابت فرمائے گا۔ حدیث ۴۹
- (۲۳) روز قیامت دوزخ سے امان میں رہیں گے۔ حدیث ۲، ۳۵، ۴۸۔ تین حدیثیں ہیں۔
- آتش دوزخ ان پر حرام ہوگی۔ حدیث ۳۵۔
- (۲۴) آخرت میں احسان الہی سے بہرہ مند ہوں گے کہ نہایت مقاصد و غایت مرادات ہے۔ حدیث ۲۷ تا ۲۸۔
- (۱۵) خدا نے چاہا تو اس مبارک گروہ میں ہوں گے جو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل اقدس کے تصدق میں سب سے پہلے داخل جنت ہے۔ حدیث ۲۸
- اللہ اکبر، غور کیجئے بحمد اللہ کیساختہ جلیلہ۔ جمیلہ، جامعہ، کافیہ، شافیہ، صافیہ، وافیہ ہے کہ ایک مفرد دو اور اس قدر منافع جانفزا، و فضل اللہ اوسع و اکبر و اطیب و اکثر (اللہ عزوجل کا فضل بہت بڑا، بہت وسیع، بہت پاکیزہ اور بہت زیادہ ہے) علماء تو بفرض حصول شفاء و دفع بلا متفرق اشیاء جمع فرماتے ہیں کہ اپنی زوجہ کہ اس کا مہر کل یا بعض دے وہ اس میں سے کچھ بطیب خاطر اسے ہبہ کر دے ان داموں کو شہد و روغن زیتون خریدے بعض آیات قرآنیہ خصوصاً سورۃ فاتحہ اور آیات شفا رکابی میں لکھ کر آب باران اور وہ نہ ملے تو آب دریا سے دھوئے، قدرے وہ روغن و شہد ملا کر پئے، بعونہ تعالیٰ ہر مرض سے شفا پائے کہ اس نے دو شفاءیں قرآن و شہد، دو برکتیں باران و زیت اور ہنی و مری زر موہوب مہر پانچ چیزیں جمع کیں۔

یعنی ہم اتار تے ہں قرآن سے وہ چیز کہ شفا و رحمت ہے ایمان والوں کے لئے شہد میں

لَقَوْلِهِ تَعَالَى "نُكَرِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ" ^۱ وَقَوْلُهُ تَعَالَى "فِيهِ

شفاء ہے لوگوں کے لئے، اور اتار ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اور مبارک پیڑ زیتون کا، پھر اگر عورتیں اپنے جی کی خوشی کے ساتھ تمہیں مہر میں سے کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا	شَفَاءٌ لِلنَّاسِ ^۱ ۔ وَقَوْلُهُ تَعَالَى "وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبَارَكًا" ^۲ وَقَوْلُهُ تَعَالَى "شَجَرَةً مُبَارَكَةً زَيْتُونَةٍ" ^۳ وَقَوْلُهُ تَعَالَى "فَإِنْ طَدِثَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا" ^۴ ۔
---	---

ان مبارک ترکیبوں کی طرف حضرت امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی و حضرت سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایت فرمائی ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں بسند حسن حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ سے روای کہ انھوں نے فرمایا:

جب تم میں کوئی بیمار ہو تو اسے چاہئے اپنی عورت سے اس کے مہر میں سے ایک درہم بہہ کرائے اس کا شہد مول لے پھر آسمان کا پانی لے کر رچتا پچتا برکت و لاجع کرے گا۔	اِذَا اشْتَكَى أَحَدُكُمْ فليستوْهَبْ مِنْ امْرَأَتِهِ مِنْ صَدَاقِهَا دِرْهَمًا فليشتر به عسلاً ثم يأخذ ماء السماء فيجمع هنيئًا مريئًا مباركاً ^۵ ۔
--	--

ایک بار فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص شفا چاہے تو قرآن عظیم کی کوئی آیت رکابی مکین لکھے اور آب باراں سے دھوئے اور اپنی عورت سے ایک درہم اس کی خوشی سے لے اس کا شہد خرید کر پئے کہ بیشک شفا ہے۔ (امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اسے ذکر کیا ہے۔ ت)	اِذَا ارَادَ أَحَدُكُمْ الشِّفَاءَ فليكتبْ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فِي صَحْفَةٍ و ليغسلها بماء السماء و ليأخذ مِنْ امْرَأَتِهِ و رَهِمًا عَنْ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهَا فليشتر به عسلاً فليشتر به فانه شفاء. ذكره الامام القسطلاني في المواهب ^۶ اللدنية۔
--	---

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

مرض عوف بن مالك الاشجعي الصحابي	عوف بن مالک اشجعی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
---------------------------------	---

^۱ القرآن الکریم ۱۶/۲۹

^۲ القرآن الکریم ۵۰/۹

^۳ القرآن الکریم ۲۴/۳۵

^۴ القرآن الکریم ۴/۴

^۵ تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم تحت آیة فکلوا هنیئاً مریئاً مکتبہ بزار مصطفی الباری نکتۃ المکرمة ۳/۸۲۲، المواہب اللدنیہ

بحوالہ ابن ابی حاتم فی التفسیر المقصد الثامن الفصل الاول النوع الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۳/۷۹

^۶ المواہب اللدنیہ بحوالہ ابن ابی حاتم فی التفسیر المقصد الثامن الفصل الاول النوع الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۳/۷۹

<p>علیل ہوئے، فرمایا پانی لاؤ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اتارا آسمان سے برکت والا پانی، پھر فرمایا شہد لاؤ۔ اور آیت پرھ کہ اس میں شفا ہے لوگوں کے لئے پھر فرمایا: روغن زیتون لاؤ۔ اور آیت پرھی کہ برکت والے پیڑ سے پھر ان سب کو ملا کر نوش فرمایا شفا پائی۔</p>	<p>رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ائتونی بماء فان اللہ تعالیٰ یقول ونزلنا من السماء ماء مبارکاً، ثم قال ائتونی بعسل وتلا، الآیة فیہ شفاء للناس ثم قال ائتونی بزیت وتلا من شجرة مبارکة فخلط ذلک بعضہ ببعض شر به فشفأ^۱۔</p>
---	--

توجہ متفرقات کا جمع کرنا جائز و نافع ہے تو یہ ایک ہی دوا سب خوبیوں کی جامع ہے اس کی کامل نظیر نسخہ امام اجل حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک شاگرد رشید حضرت امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نسخہ جلیلہ روئے حضور پر نور سید المرسلین رحمۃ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ علی بن حسین بن شقیق کہتے ہیں میرے سامنے ایک شخص نے امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی: اے عبدالرحمن! سات برس سے میرے ایک زانوں میں پھہ-وڑا ہے قسم قسم کے علاج کئے طبیبوں سے رجوع کی کچھ نفع نہ ہوا۔ فرمایا:

<p>جا ایسی جگہ دیکھ جہاں لوگوں کو پانی کی حاجت ہو، وہاں ایک کنواں کھود، اور (براہ کرامت یہ بھی) ارشاد فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہاں تیرے لئے ایک چشمہ نکلے گا اور تیرا یہ خون بہنا ختم جائے گا، اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اچھا ہو گیا (اسے امام بیہقی نے علی سے روایت کیا فرمایا میں نے ابن مبارک سے سنا ان سے ایک شخص نے سوال کیا تو انھوں نے اس حدیث کو ذکر کیا۔ (ت)</p>	<p>اذھب فانظر موضعاً یحتاج الناس الی الماء فاحفر هناك بئراً فانی ارجوا ان تنبع لك هناك عین ویسلك عنك الدم، ففعل الرجل فبرأ، رواہ الامام البیہقی^۲ عن علی قال سمعت ابن المبارک وسئلہ الرجل فذكرہ۔</p>
--	--

امام بیہقی فرماتے ہیں اسی قبیل سے ہمارے استاد ابو عبداللہ حاکم (صاحب مستدرک کی حکایت ہے کہ ان کے منہ پر پھوڑے نکلے، طرح طرح کے علاج کئے نہ گئے، قریب ایک سال کے اس حال میں گزرا انھوں نے ایک جمعہ کو امام استاذ ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ان کی مجلس میں

^۱ شرح الزرقانی علی المواب اللدنیہ المقصد الثامن الاول دار المعرفۃ بیروت ۱۲۳ / ۷

^۲ شعب الایمان حدیث ۳۳۸۱ دار الکتب العربی بیروت ۲۲۱ / ۳

دعا کی درخواست کی۔ امام نے دعا فرمائی اور حاضرین نے بکثرت آمین کہی، دوسرا جمعہ ہوا کسی بی بی نے ایک رقعہ مجلس میں ڈال دیا اس میں لکھا تھا کہ میں اپنے گھر پلٹ کر گئی اور شب کو ابو عبد اللہ حاکم کے لئے دعا میں کوشش کی میں خواب میں جمال جہاں آرائے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئی گویا مجھے ارشاد فرماتے ہیں: قولی لا بی عبد اللہ یوسع الماء علی المسلمین (ابو عبد اللہ سے کہہ مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے، امام بیہفتی فرماتے ہیں وہ رقعہ اپنے استاد حاکم کے پاس لے گیا انھوں نے انے دروازے پر ایک ستقیہ بنانے کا حکم دیا۔ جب بن چکا اس میں پانی بھر دیا اور برف ڈالی اور لوگوں نے پینا شروع کیا ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ شفاء ظاہر ہوئی پھوٹے جاتے رہے چہرہ اس اچھے سے اچھے حال پر ہو گیا جیسا کبھی نہ تھا۔ اس کے بعد برسوں زندہ رہے¹۔

بالجملہ مسلمانوں کو چاہئے اس پاک مبارک عمل میں چند باتوں کا لحاظ واجب جانیں کہ ان منافع جلیلہ دنیا و آخرت سے بہرہ مند ہوں:

(۱) تصحیح نیت کہ آدمی کی جیسی نیت ہوتی ہے ویسا ہی پھل جاتا ہے نیک کام کیا اور نیت بری تو وہ کچھ کام نہیں انما الاعمال بالنیات² (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ ت) تو لازم کہ ریا یا ناموری وغیرہ اغراض فاسدہ کو اصلاً دخل نہ دیں ورنہ نفع درکنار نقصان کے سزاوار ہوں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

(۲) صرف اپنے سر سے بلا ٹالنے کی نیت نہ کریں کہ جس نیک کام میں چند طرح کے اچھے مقاصد ہوں اور آدمی ان میں ایک ہی کی نیت کرے تو اسی لائق ثمرہ کا مستحق ہوگا انما للکل امرئ ما نوى³ (ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے۔ ت) جب کام کچھ بڑھتا نہیں صرف نیت کر لینے میں ایک نیک کام کے دس ہو جاتے ہیں تو ایک ہی نیت نہ کرنا کیسی حماقت اور بلا وجہ اپنا نقصان ہے۔ ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں کہ اس عمل میں کتنی نیکیوں کی نیت ہو سکتی ہے ان سب کا قصد کریں کہ سب کے منافع پائیں بلکہ حقیقتاً اس عمل سے بلا ٹالنا بھی انہی نیتوں کا پھل ہے جیسا کہ ہم نے احادیث سے روشن کر دیا تو بغیر ان نیتوں اعمی صدقہ فقراء و خدمت صلحا و صلہ رحم و احسان جار

¹ شعب الایمان تحت حدیث ۳۳۸۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۲۲۲

² صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

³ صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

وغیرہ مذکورات کے بلا ٹلنے کی خالی نیت پوست بے مغز ہے۔

(۳) اپنے مال کی پاکی میں حد درجہ کی کوشش بجلائیں کہ اس کام میں پاک رہی مال لگایا جائے اللہ عزوجل پاک ہے پاک ہی کو قبول فرماتا ہے:

الشیخان ولانسائی والترمذی وابن ماجہ وابن خزيمة عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله تعالى عليه وسلم لا يقبل الله الا الطيب ¹ هو قطعه حديث وفي الباب عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما۔	شیخین، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا: اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا مگر پاک کو، یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس باب میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے۔ (ت)
--	--

ناپاک مال والوں کو یہ رونا کیا تھوڑا ہے کہ ان کا صدقہ خیرات، فاتحہ، نیاز کچھ قبول نہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۴) زہار زہار ایسا نہ کر کہ کھاتے پیو کہ بلائیں محتاجوں کو چھوڑیں کہ زیادہ مستحق وہی ہیں اور انھیں اس کی حاجت ہے تو ان کا چھوڑنا انھیں ایذا دینا اور دل دکھانا ہے۔ مسلمانوں کی دل شکنی معاذ اللہ وہ بلائے عظیم ہے کہ سارے عمل کو خاک کر دے گی۔ ایسے کھانے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے بدتر کھانا فرمایا کہ پیٹ بھرنے بلائے جائیں جنھیں پرواہ نہیں اور بھوکے چھوڑ دئے جائیں جو آنا چاہتے ہیں۔

مسلم عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم شر الطعام طعام الوليمة يمنعه من يأتيها ويدعى اليها من ياباها ² وللطبراني في الكبير	مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بدترین کھانا اس دعوت ولیمہ کا کھانا ہے کہ جو اس میں آنا چاہتا ہے اسے روک دیا جاتا ہے اور جو نہیں آنا چاہتا اسے بلایا جاتا ہے۔
--	--

¹ صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ / ۱۸۹ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ / ۳۲۶ جامع الترمذی کتاب الزکوٰۃ / ۸۳ سنن ابن ماجہ کتاب

الزکوٰۃ ص ۱۳۳

² صحیح مسلم کتاب النکاح باب الامر بأجابه الداعي الى دعوة قديمي كتب خانہ کراچی / ۲۶۳

والدیلی فی مسند الفردوس بسند حسن عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلفظ یدعی الیہ الشعبان ویحبس عنہ الجائع ^۱ وفي الباب غیرہما۔	طبرانی نے کبیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں سند حسن کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واسطے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی اس لفظ سے نقل کیا کہ سیر شدہ کو دعوت دی جائے اور بھوکے کو روکا جائے اس باب میں دوسروں نے بھی احادیث روایت کی ہیں۔ (ت)
--	--

(۵) فقراء کہ آئیں کہ ان کی مدارات و خاطر داری میں سعی جمیل کریں اپنا احسان ان پر نہ رکھیں بلکہ آنے میں ان کا احسان اپنے اوپر جائیں کہ وہ اپنا رزق کھاتے اور تمہارے گناہ مٹاتے ہیں اٹھانے بٹھانے بلانے کھلانے کسی بات میں برتاؤ ایسا نہ کریں جس سے ان کا دل دکھے کہ احسان رکھنے ایذا دینے سے صدقہ بالکل اکارت جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

"الَّذِينَ يَبْقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَثَؤُاَ لَا أَدَىٰ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٠﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ تُتَّبَعُهَا أَدَىٰ ۖ وَاللَّهُ عَنِّي حَلِيمٌ ﴿٣١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَتَكُمْ بِالنِّسَاءِ ۚ وَالْأَدَىٰ كَالَّذِي يُبْقِي مَالَهُ تَتَاءُ النَّاسِ" الآية ^۲ ۔	جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال خدا کی راہ میں پھر اپنے دے کے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ دل دکھانا ان کے لئے ان کا ثواب ہے اپنے رب کے پاس، نہ ان پر خوف اور نہ وہ غم کھائیں، اچھی بات (کہ یہ ہاتھ نہ پہنچا تو میٹھی زبان سے سائل کو پھیر دیا) اور درگزرے (کہ فقیر نے ناحق ہٹ یا کوئی بے جا حرکت کی تو اس پر خیال نہ کیا اسے دکھ نہ دیا) یہ اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل ستانا ہو اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے (کہ تمہارے صدقہ و خیرات کی پرواہ نہیں رکھتا، احسان کس پر کرتے ہو) حلم والا ہے کہ تمہیں بے شمار نعمتیں دے کر تمہاری سخت نافرمانیوں سے درگزر فرماتا ہے تم ایک نوالہ محتاج کو دے کر وجہ بے وجہ اسے ایذا دیتے ہو (اے ایمان والو! اپنی خیرات اکارت نہ کرو احسان رکھنے اور
---	---

^۱ المعجم الكبير حديث ۱۲۷۵۴ المكتبة الفيصلية بيروت ۱۲/ ۱۵۹، الفردوس بمأثور الخطاب حديث ۳۶۶۱ دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۳۷۲

^۲ القرآن الكريم ۲/ ۲۶۲ تا ۲۶۳

دل ستانے سے اس کی طرح جو مال خرچ کرتا ہے لوگوں کے دکھاوے کو (کہ اس کا صدقہ سر سے اکارت ہے والعیاذ باللہ رب العالمین)

ان سب باتوں کے لحاظ کے ساتھ اس عمل کو ایک ہی بار نہ کریں بار بار بجلائیں کہ جتنی کثرت ہوگی اتنی ہی فقراء و غربا کی مفعت ہوگی اتنی اپنے لئے دنیاوی و جسمی و جانی رحمت و برکت و نعمت و سعادت ہوگی خصوصاً ایام قحط میں۔ توجہ تک عیاذ باللہ قحط رہے روزانہ ایسا ہی کرنا مناسب کہ اس میں نہایت سہل طور پر غرباء و مساکین کی خبر گیری ہو جائے گی اپنے کھانے میں ان کا کھانا بھی نکل جائے گا، دیتے ہوئے نفس کو معلوم بھی نہ ہوگا اور جماعت کی وجہ سے سو کا کھانا دو سو کو کفایت کرے گا۔ قحط عام الرمداد میں حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا قصد ظاہر فرمایا۔ واللہ التوفیق و ہدایۃ الطريق۔

الحمد للہ کہ یہ متفرد جواب نفیس و لاجواب عشرہ اوسط ماہ فاخر ربیع الآخر کے تین جلسوں میں تسوید و تبیضا تمام اور بالمحافظ تاریخ راد القحط والوباء بدعوة الجیران و مواساة الفقراء^{۱۳۱۲ھ} نام ہوا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین
محمد والہ وصحبہ اجمعین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم

رسالہ

راد القحط والوباء بدعوة الجیران و مواساة الفقراء

ختم شد

ذکر و دعا

مسئلہ ۴۲:

از بمبئی مرسلہ مولوی محمد عمر الدین صاحب مع رسالہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ہمارے اس ملک سندھ اور نیز بمبئی میں قدیم الایام سے یہ مروج ہے کہ جنازہ کے آگے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر کرتے ہوئے چند آدمی میت کو قبرستان لے جاتے ہیں اور قبرستان پہنچ کر اس میت کو بخش دیتے ہیں اور واپس لوٹتے ہیں تو اس طرح کلمہ طیبہ پڑھتے آتے ہیں اور اس کا ثواب میت کے مکان پر پہنچ کر اس کو بخش دیتے ہیں آیا اس کلمہ کا ذکر میت کے آگے اور واپسی کے وقت جہر پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور میت کو اس سے فائدہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اسے کفر و شرک یا حرام قطعی کہے اور مسلمانوں کو اس کے باعث مستحق لعن و طعنہ جانے وہ خاطی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤت)

الجواب:

تحریر فقیر بر رسالہ مذکور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللهم لك الحمد (اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ ت) فی الواقع لوگوں کو ذکر مذکور سے منع نہ کیا جائے، مسئلہ جہر مختلف فیہا ہے اور اطلاقات قرآن عظیم اور شادات احادیث کثیر

مثل حدیث قدسی:

<p>اگر اس نے مجھے کسی مجلس میں یاد کیا تو میں اس سے بہتر مجلس میں یاد کروں گا، (یعنی فرشتوں کی محفل میں) بخاری مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا۔ امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس سے روایت کیا ہے امام طبرانی نے الکبیر میں بزار نے عمدہ سند سے اپنی منہ میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں پھر ان سب نے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے اسے روایت کیا۔ طبرانی نے "الکبیر" میں سند حسن کے ساتھ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں لایذکرنی الخ وہ مجھے کسی محفل میں یاد نہیں کرے گا مگر میں رفیق اعلیٰ میں اسے یاد کروں گا (حدیث ۵) لوگو! جب تم جنت کے باغیچوں سے گزرنے لوگو تو چرچگ لیا کرو۔ اس پر صحابہ نے عرض کیا: حضور! جنت کے باغیچے کیا ہیں؟</p>	<p>وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منهم رواہ البخاری^۱ و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجة عن ابی ہریرة و احمد عن انس بسند صحیح و الطبرانی^۲ فی الکبیر و البزار فی المسند بأسناد جید و البیہقی فی الشعب کلہم عن ابن عباس و الطبرانی^۳ فیہ بسند حسن عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم و لفظ هذا لایذکر فی ملاء الا ذکرته فی الرفیق الاعلیٰ^۲ و حدیث^۲ اذا مررتہم بربیاض الجنة فارتعوا قالوا و ما ربیاض الجنة قال حلق الذکر اخرجه احمد^۳ و الترمذی</p>
---	--

^۱ صحیح مسلم کتاب الذکر باب الحث علی ذکر اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۳، ۳۴۱، جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۰۰، سنن ابن ماجہ ابواب الدعوات باب فضل العمل بآیہ سعید کمپنی ص ۷۹، صحیح البخاری کتاب الرد علی الجہمیۃ باب قول ویحذر کم اللہ نفسہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۰۱

^۲ المعجم الکبیر حدیث ۳۹۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۰/ ۱۸۲

^۳ مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالک المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۵۰، جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۸۹

فرمایا: ذکر کے حلقے، امام احمد اور ترمذی نے اس کی تخریج فرمائی اور اس کے ساتھ ہی اس کی تحسین بھی فرمائی امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس کے حوالے سے اسے روایت کیا۔

ابن شاہین نے ترغیب فی الذکر "میں حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا لشکر ہیں جو زمین پر ذکر کی مجالس میں اترتے ہیں لہذا جنت کے باغیچوں میں سے کھاپی لیا کرو یعنی ذکر اذکار میں حصہ لے لیا کرو، صحابہ نے عرض کی باغات جنت کہاں ہیں تو فرمایا کہ ذکر کی محفلیں باغات جنت ہیں (الحديث) ابن ابی الدنیا، ابو یعلیٰ، طبرانی نے الاوسط میں حکیم، حاکم اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابن شاہین اور ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ سے اسے روایت کیا۔ حاکم نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے (حدیث ۸) جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے کہیں بیٹھتے ہیں تو ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ خدا کے فرشتے چاروں طرف سے انھیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت الہی انھیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکون کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں ان کا تذکرہ فرماتا ہے جو اس کی بارگاہ میں حاضر

وحسنه والبیہقی فی الشعب عن انس۔ وابن شاہین^۱ فی الترغیب فی الذکر عنه وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وحديث^۲ یا ایہا الناس ان اللہ سرایا من الملئکة تحل وتقف عن مجالس الذکر فی الارض فارتعوا فی ریاض الجنة قالوا واین ریاض الجنة قال مجالس الذکر الحديث رواه ابن ابی الدنیا و ابو یعلیٰ والبزار والطبرانی^۱ فی الاوسط والحکیم والحاکم والبیہقی فی الشعب وابن شاہین وابن عساکر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحح الحاکم سندہ وحديث^۲ لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتهم الملئکة وغشیتهم الرحمة ونزلت علیہم السکینة و ذکرہم اللہ تعالیٰ فیمن عنده۔ اخرجه

^۱ الترغیب والترہیب بحوالہ ابن ابی الدنیا و ابی یعلیٰ والبزار وغیرہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۰۵

رہنے والے ہوتے ہیں۔ امام احمد مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور ابو نعیم نے "الحلیۃ" میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے تخریج فرمائی۔ (حدیث ۱۰) اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا کرو یہاں تک کہ لوگ دیوانہ کہنے لگیں۔ امام احمد ابو یعلیٰ، ابن حبان، حاکم اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں اچھی سند سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ (حدیث ۱۱) اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو یہاں تک کہ منافق کہنے لگیں تم ریاکار ہو، سعید بن منصور نے اپنی سنن میں امام احمد نے الزہد الکبیر میں امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں ابوالجوزاء اوس بن عبد اللہ ربیع کے حوالے سے اس کو مرسل (یعنی منقطع سند) تخریج فرمایا۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں ابن شاپین نے ترغیب الذکر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ "موصولا" ذکر

احمد و مسلم^۱ والترمذی وابن ماجہ وابن حبان و ابو نعیم فی الحلیۃ کلہم عن ابی ہریرۃ و عن ابی سعید الخدری جیعا رضی اللہ تعالیٰ عنہما و حدیث^۲ اکثر و ذکر اللہ تعالیٰ تحتی یقولوا مجنون رواہ احمد^۲ و ابو یعلیٰ و ابن حبان و الحاکم و البیہقی فی الشعب عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح و حدیث^۳ اکثر و ذکر اللہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤن اخرجہ سعید بن منصور فی سننہ و احمد فی کتاب الزہد الکبیر و البیہقی^۳ فی الشعب عن ابی الجوزاء اوس بن عبد اللہ الرابعی مرسلًا۔ و وصلہ الطبرانی فی الکبیر و ابن شاریہین فی ترغیب الذکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بالفظ اذکر و اللہ ذکر ا

^۱ صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۵، جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲

۱۷۳، سنن ابن ماجہ ابواب الدعوات باب فضل الذکر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۷

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۶۸ و ۷۱، شعب الایمان حدیث ۵۲۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۹۷

^۳ شعب الایمان حدیث ۵۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۹۷

يقول المنافقون انكم تراؤن^۱ وحديث^۲ غنيمية
مجالس اهل الذكر الجنة رواه احمد^۲ والطبرانی في
الكبير عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله
تعالى عنهما بسند حسن و حديث^۳ يقول الرب
عز وجل يوم القيمة سيعلم اهل الجمع من اهل
الكرم فقيل ومن اهل الكرم يا رسول الله قال اهل
مجالس الذكر في المساجد اخرجهم احمد^۳ وابو يعلى
وسعيد وابن حبان وابن شاهين والبيهقي عن ابي
سعيد رضي الله تعالى وحديث^۴ ان رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم خرج على حلقة من اصحابه
فقال ما اجلسكم ههنا قالوا جلسنا نذكر الله قال
اتاني جبريل فاخبرني ان الله عز وجل

فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ کا خوب ذکر کیا کرو کہ منافق بول اٹھیں
کہ تم دکھاوا کرتے ہو، (حدیث ۱۲) ذکر کرنیوالوں کی مجلسوں کا
مال غنیمت ہے۔ امام احمد نے امام طبرانی نے مجمع کبیر میں
اس کو سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ (اللہ تعالیٰ ان سے
راضی ہو) (حدیث ۱۳) پروردگار عالم جو غالب اور بڑا ہے
قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا، یہاں جمع ہو نیوالے لوگ جلد
جان لیں گے کہ اہل کرم کون لوگ ہیں پوچھا گیا یا رسول
اللہ! اہل کرم سے مراد کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا مساجد
میں ذکر کی مجلسیں قائم کرنیوالے۔ امام احمد، ابو یعلیٰ، سعید بن
منصور، ابن حبان، ابن شاہین، اور امام بیہقی نے حضرت ابو
سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کی تخریج
فرمائی۔ (حدیث ۱۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کے
حلقہ ذکر میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ یہاں کیوں
بیٹھے ہو؟ انھوں نے عرض کی کہ ہم یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر
کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ اس پر ارشاد فرمایا میرے پاس
حضرت جبرائیل

^۱ المعجم الكبير حديث ۱۲۷۸۶ المكتبة الفيصلية بيروت ۱۲ / ۱۲۹

^۲ مسند احمد بن حنبل عن عبد الله بن عمرو بن العاص المكتبة اسلامي بيروت ۲ / ۱۷۰ و ۱۷۱

^۳ مسند احمد بن حنبل عن ابي سعيد الخدري المكتبة اسلامي بيروت ۳ / ۶۸

یباهی بكم الملائكة رواه مسلم¹ والترمذی و النسائی عن معوية بن ابی سفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما هذا مختصر وحديث^{۱۵} یرحم اللہ ابن رواحة انه یحب المجالس التي یتباهی بها الملائكة اخرجه احمد² بسند حسن عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفي الحديث قصة فيه التداعی الى مجالس الذکرو استحسان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذلک۔ وحديث^{۱۶} عن یسین الرحمن وکلتا یدیه یسین رجال لیسوا بانبیاء ولا شهداء یغشی بیاض وجوههم نظر الناظرین یغبطهم النبیون والشهداء بمقعدهم وقربهم من اللہ عز وجل قیل یأر سول اللہ من هم قال هم

علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے ساتھ فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔ امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے مختصراً روایت فرمایا (حدیث ۱۵) اللہ تعالیٰ ابن رواحہ پر رحم فرمائے کہ وہ ان مجالس کو پسند کرتا ہے جن کے سبب فرشتوں پر فخر ظاہر کیا جاتا ہے۔ امام احمد نے سید حسن کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کی تخریج فرمائی۔ حدیث میں ایک قصہ مذکور ہے اور اس میں وہ باتیں بیان ہوئیں ہیں۔ پہلی بات کہ یہ مجالس ذکر کی طرف دوسروں کو دعوت دینا اور دوسری بات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس عمل کو مستحسن قرار دینا ہے۔

(حدیث ۱۶) اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کی طرف) (جبکہ اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں) کچھ ایسے مرد ہوں گے جو اگرچہ انبیاء و شہداء میں سے نہیں ہوں گے مگر اس قدر بلند شان کے مالک ہوں گے کہ ان کے چہروں کی تابانی دیکھنے والوں کی نگاہوں پر چھا جائیگی ان کے اس تقریب اور شان کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء ان پر شک کریں گے آپ سے

¹ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فضل الاجتماع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۶، جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی دہلی

۱۷۴/۲

² مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالك المکتب اسلامی بیروت ۳/۲۶۵

جَمَاعٍ مِنْ نَوَازِعِ الْقِبَائِلِ يَجْتَمِعُونَ عَلَى ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى
فَيَنْتَقُونَ الطَّائِبَ الْكَلَامَ كَمَا يَنْتَقِي أَكْلَ التَّمْرِ طَائِبَهُ
رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ^۱ بِسَنَدٍ لَا بَأْسَ بِهِ عَنْ عَمْرِو
بْنِ عَبْسَةَ وَنَحْوِهِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَحَدِيثُ^۸ كُلِّ مَجْلِسٍ يَذْكُرُ اسْمَ اللَّهِ
تَعَالَى فِيهِ تَحَفُّ بِهَ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى أَنْ الْمَلَائِكَةُ يَقُولُونَ
زَيْدٌ وَآزَادُكُمْ اللَّهُ وَلِذَا كَرِيصَعْدَ بَيْنَهُمْ وَهُمْ نَاشِرُوا
أَجْنَحَتَهُمْ أَخْرَجَهُ أَبُو الشَّيْخِ^۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ وَحَدِيثُ^۹ مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَرِيدُونَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ إِلَّا نَادَاهُمْ
مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ قَوْمًا مَغْفُورٌ كَمْ قَدْ بَدَلَتْ

دریافت کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے ارشاد
فرمایا کہ وہ قبائل کے پڑوس والوں کا بڑا گروہ ہوگا، جو ذکر الہی
کے لئے جمع ہوتے ہیں ان سے پاکیزہ کلام جھڑتا ہے جس
طرح کچھوریں کھانے والا عمدہ کچھوریں جھاڑتا ہے۔ امام
طبرانی نے معجم الکبیر میں حضرت عمرو بن عبسہ کے حوالے سے
ایسی سند کے ساتھ اس کو روایت فرمایا جس میں کوئی اشتباہ
نہیں اور سند حسن کے ساتھ اسی طرح کی حدیث حضرت ابو
الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ (حدیث ۱۸) ہر
اس مجلس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا
جائے اور کہتے ہیں کہ خوب ذکر کرو اللہ تعالیٰ تمہارے اجر
میں اضافہ کرے اور ذکر ان کے درمیان بلند ہوتا ہے (یعنی
اوپر چڑھتا ہے) اور وہ اپنے پروں کو پھیلانے ہوئے ہوتے
ہیں۔ ابوالشیخ نے حضرت ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی سند سے
اس کی تخریج کی۔ (حدیث ۱۹) جو لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا
ذکر کرتے ہیں اور مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتا ہے
انہیں آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ اٹھو تمہاری
بخشش ہو گئی ہے۔ میں نے

^۱ الترغیب والترہیب الطبرانی الترغیب فی حضور مجالس الذکر حدیث ۱۱ مصطفی البای مصر ۲/ ۴۰۶، کنز العمال بحوالہ طب عن عمرو بن

عبسہ حدیث ۳۹۳۲۶ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/ ۲۴۸

^۲ کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ عن ابی ہریرہ حدیث ۱۸۸۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۱/ ۴۳۶

سیاتکم حسنات رواہ احمد^۱ بسند حسن و ابو یعلیٰ سعید بن منصور والطبرانی فی الاوسط والبزار وابن شاہین والضياء فی المختارة عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والحسن^۲ بن سفیان والطبرانی فی الکبیر والبیہقی^۳ فی الشعب عن المحدث بن الحنظلة والعسکری^۴ وابو موسیٰ کلاہما فی الصحابة عن حنظلة العشی والبیہقی فی شعب عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہم وحديث^۵ طویل ملئكة سیاحین سیارة فضل رواہ الشیخان^۶ وغیرہما عن ابی ہریرۃ والبزار^۷ عن انس والطبرانی^۸ فی الصغیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیر ذلک۔

تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ امام احمد نے اس کو اچھی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور دیگر ائمہ ابو یعلیٰ، سعید بن منصور امام طبرانی نے "الاوسط" میں، بزار، ابن شاہین اور ضیاء نے المختارہ میں حضرت انس بن سفیان سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح حسن بن سفیان، امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور امام بیہقی^۹ نے شعب الایمان میں مظلیہ بن حنظلہ سے عسکری^{۱۰} اور ابو موسیٰ (یہ دونوں صحابہ ہیں) حنظلہ عثمی سے مروی ہے امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ ابن مغفل کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) لمبی حدیث^{۱۱} ہے: کچھ فرشتے فضل و شرف کو تلاش کرنے کے لئے (زمین میں) گھومتے اور چکر لگاتے ہیں۔ بخاری، مسلم وغیرہما اور دوسرے ائمہ نے حضرت ابو ہریرہ سے اس کی روایت فرمائی۔ بزار^{۱۲} نے حضرت انس سے اور طبرانی^{۱۳} نے معجم صغیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے اسے روایت کیا ہے۔ اور ان کے علاوہ اور حدیثیں بھی ہیں۔ (ت)

جانب جواز و ندب ہونے کے علاوہ حق یہ ہے کہ نفس ذکر خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حد ذاتہ اصلاً متعلق نہی و قبح نہیں، نہ وہ ہر گز غیر معقول کے معنی بلکہ ذکر اہم و اعظم مقاصد

^۱ مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالک المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۲/۳

^۲ صحیح البخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۸، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فضل

مجالس الذکر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۴، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۵۲

شرع مطہر سے ہے بلکہ اپنے زعم پر وہی اہم و اعظم مقاصد بلکہ حقیقت وہی مراد و مقصود و مرجع و آل جملہ مقاصد ہے نہی عارض بوجہ عارض راجع بعارض ہوگی۔ نہ عائد بذکر۔ جیسے محل ریاء و سماع میں ذکر جسر یا بقید عارض تا عروض عارض مختص بافراہ مختصہ بعارض جیسے کہ کف وغیرہا موضع نجاسات میں ذکر لسان یا ہنگام اغارت من المشرکین یا قصد اخفا من المعاندین ذکر بالاعلان۔

<p>کہا بین طرفاً منہ المحقق العلامة خیر الملة والدين الرملى فى الفتاوى الخيرية لنفع البرية اقول: ولا يذهبن عنك انا لانقول بالمفهوم فالتمسك بمثله قوله عز وجل "وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ" ^۱ الاراءه يتم على اصولنا واما قوله صلى الله تعالى عليه وسلم خير الذكر الخفي ^۲ فالخير لا ينفى الخير بل هو ظاهر في الجواز كما ترى وقوله صلى الله تعالى عليه وسلم ازس على انفسكم فى وقد حمل على بعض ما ذكرنا كما بينه فى الوجيز وغيره وبالجمله فإ. ذات ان يصير سفر امجددا۔</p>	<p>جیسا کہ اس کا کچھ حصہ محقق کبیر علامہ خیر الملة والدين رملى نے الفتاوى الخيرية لنفع البرية (بھلائی پھیلانے والا فتاویٰ مخلوق کے فائدے کے لئے۔ت) میں بیان فرمایا۔ میں کہتا ہوں کہ تمہارا ذہن اس طرف نہ جائے کیونکہ ہم مفہوم مخالف کے قائل نہیں کہ اس جیسے ارشاد خداوندی سے دلیل پیش کی جائے، اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کیجئے، میں یہ گمان نہیں کرتا کہ یہ ہمارے اصول و قواعد کے مطابق ہو، رہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ بہتر ذکر آہستگی والا ہے "میں" خیر" کسی کی نفی نہیں بلکہ یہ جواز میں ظاہر ہے، جیسا کہ تم دیکھتے ہو، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ازس على انفسكم فى بیشک وہ کسی بعض اس بات پر محمول کیا گیا جس کو ہم نے بیان کیا جیسا کہ "الوجيز" وغیرہ میں اس کو بیان فرمایا وبالجمله فإ وہ ایک ضخیم اور بڑی جلد ہو جاتی۔ (ت)</p>
---	---

^۱ القرآن الكريم ۷/ ۲۰۵

^۲ مسند احمد بن حنبل عن سعد المكتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۷۲، ۱۸۰، ۱۸۷

پھر جہاں عوارض ظاہر ہوں مجرد عوارض خفیہ قلبیہ کی بناء پر مادہ خاصہ میں حکم دینا اساءت ظن بالمسلمین ہے جس کی طرف سبیل نہیں۔ قال تعالیٰ:

<p>"وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ" ^۱ وقال صلى الله تعالى عليه وسلم عن قلبه وقال صلى الله تعالى عليه وسلم اياكم والظن فان الظن اكذب ^۲ الحديث۔</p>	<p>اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں کچھ علم نہ ہو۔ (ت) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اس کے دل سے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! بدگمانی سے بچو، بے شک بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ الحديث (ت)</p>
--	--

عجب کہ کراہت مختلف فیہا پر احتساب اور حرمت مجمع علیہا کا ارتکاب "إِنَّ هَذَا الشَّيْءَ عَجَابٌ" ^۳ (بے شک یہ تو بڑی عجب بات ہے۔ ت) مقاصد شرعیہ پر متطلع مطلع کہ جو امر فی نفسہ شرعاً خیر و مندوب اور کراہت مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور تجربہ اس کا ترک منجر بہ منہیات اجماعیہ ہو تو ہر گز اس سے منع نصیحت نہیں، بلکہ مقصد شرع سے بعد بعید ہے۔ والہذا علمائے کرام فرماتے ہیں عوام کو صلوٰۃ عند الطلوع سے منع نہ کریں۔ در مختار میں ہے:

<p>الا العوام فلا یمنعون من فعلها لانهم یتروکونها والاداء الجائز عند البعض اولی من التروک کما فی القنیۃ وغیرہما ^۴۔</p>	<p>عوام کو طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ اسے بالکل چھوڑ دینگے اور جو ادا بعض اہل علم کے نزدیک جائز ہے وہ نماز چھوڑ دینے سے بہتر ہے جیسا کہ قنیہ وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)</p>
---	---

ردالمحتار میں ہے:

^۱ القرآن الکریم ۱۷/۳۶

^۲ صحیح البخاری کتاب الوصایا ۱/۳۸۳ و کتاب الادب ۲/۱۹۶ قدیمی کتب خانہ کراچی

^۳ القرآن الکریم ۳۸/۵

^۴ درمختار کتاب الصلوٰۃ مطبع مجتہائی دہلی ۱/۶۱

وعزاه صاحب المصنفی الی الامام حمید الدین عن شیخه الامام المحبوبي والی شمس الائمة الحلواني فی النسفی ^۱ الخ۔	صاحب مصنفی نے اس کو امام حمید الدین انھوں نے اپنے شیخ امام محبوبی کی طرف منسوب کیا ہے نیز انھوں نے شمس الائمہ حلوانی اور امام نسفی کی طرف نسبت کی ہے۔ الخ (ت)
---	---

اور تجارت متداولہ شاہد کہ عوام اگر مشغول بذکر الہی نہیں ہوتے مشغول بفضول کلام ہزل و لغو ہوتے ہیں کہ اجماعاً مکروہ
و ممنوع، اور ذکر الہی سے روکنا ہرگز مصلحت شرعیہ نہیں، خصوصاً یہاں تو حکمائے شریعت علمائے امت نے عدم منع کو ابتلا
بمکر وہ اجماع پر بھی موقوف نہ رکھا بلکہ اس میں ذکر خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فی نفسہ خیریت خیر کی
طرف عوام کی قلت و رغبت پر بنائے کار رکھی اور باوصف بیان حکم مسئلہ انھیں منع نہ کرنے کی تصریح کی۔ امام شمس الائمہ
کردری وجہ میں فتاویٰ سے نقل فرماتے ہیں:

ان الذکر بالجہر فی المسجد لایمنع احتراز عن الدخول تحت قوله تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ ^۲ الخ۔	مسجد میں آواز بلند ذکر کرنے سے نہ روکا جائے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے باعث کہ اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے لوگوں کو منع کرے۔ الخ (ت)
--	--

تبيين الحقائق وفتح القدير ودرر الحکام و بحر الرائق و مجمع الانهر وغير ہا کتب کثیرہ میں ہے:

قال الفقيه ابو جعفر لا ینبغی ان یمنع العامة عن ذلک لقلۃ رغبتہم فی الخیرات ^۳ ۔	فقہ ابو جعفر نے فرمایا عوام کو بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنے سے نہ روکا جائے اس لئے کہ نیک کاموں کی طرف (پہلے ہی) ان کی رغبت کم ہوتی ہے۔ (ت)
---	---

^۱ رد المحتار کتاب الصلوۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۴۸

^۲ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیۃ کتاب الاستحسان نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۷۸

^۳ تبیین الحقائق باب صلوۃ العیدین ۱/ ۲۲۴ و الدرر الحکام باب صلوۃ العیدین ۱/ ۱۴۲ و فتح القدير باب صلوۃ العیدین ۲/ ۴۱ و

بحر الرائق باب صلوۃ العیدین ۲/ ۱۶۰ و مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر باب صلوۃ العیدین ۱/ ۱۷۳

محیط پھر ہندیہ میں ہے:

<p>فقیہ ابو جعفر نے فرمایا اپنے شیخ ابو بکر سے سنا کہ وہ فرماتے تھے امام ابراہیم سے بازاروں میں بلند آواز سے تکبیرات ایام تشریق کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ جولاہوں کی تکبیر ہے۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ جائز ہے۔ اور فقیہ نے کہا کہ میں لوگوں کو اس سے منع نہیں کرتا محیط میں یوں ہے۔ (ت)</p>	<p>قال الفقيه ابو جعفر سمعت شيخي ابا بكر يقول سئل ابراهيم عن تكبير ايام التشریق على الاسواق و الجهر بها قال ذلك تكبير الحوكة وقال ابو يوسف رحمه الله تعالى انه يجوز قال الفقيه وانا لا امنعهم عن ذلك كذا في المحيط۔</p>
---	---

بحر ودر میں ہے:

<p>یہ تمام طریقے انسان کے حال پر مبنی ہیں رہے عوام تو وہ تکبیر کہنے سے نہ روکے جائیں اسی طرح نماز عید سے قبل نفل پڑھنے سے بھی نہ روکے جائیں مختصر (ت)</p>	<p>هذا كله انما هو بحسب حال الانسان واما العوام فلا يمنعون من تكبير وكذا التنفل قبلها² مختصرا۔</p>
---	---

طحطاوی و شامی میں زیر قول در ہذا للخواص لکھا:

<p>ظاہر یہ ہے کہ خواص سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جن کے نزدیک ممانعت، کھوٹ اور سستی کو نہیں لاتی یہاں تک کہ وہ ان کو بالکل چھوڑنے کی طرف لے جائے۔ (ت)</p>	<p>الظاهر ان المراد الذين لا يؤثر عندهم الزجر غلا ولا كسلا حتى يفضى بهم الى الترك اصلا³۔</p>
---	---

غنیہ میں ہے:

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الرابع نورانی کتب خانہ پشاور ۳۱۹/۵

² بحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب العیدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۶۰/۲

³ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب العیدین دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۵۸، الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الصلوٰۃ باب العیدین

دار المعرفۃ بیروت ۱/۳۵۳

<p>قال الفقيه ابو جعفر الذي عندنا انه لا ينبغي ان يمنع العامة من ذلك لقلّة رغبتهم الى الخيرات وبه نأخذ يعني انهم اذا منعوا عن الجهر به لا يفعلونه سراً فينقطعون عن الخير بخلاف العالم الذي يعلم ان الاسرار هو الافضل¹۔</p>	<p>فقہ ابو جعفر نے فرمایا ہمارے نزدیک مناسب نہیں کہ عوام کو تکبیر سے روک دیا جائے اس لئے کہ بھلائی کے کاموں میں وہ کم رغبت رکھتے ہیں لہذا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یعنی مراد یہ ہے کہ جب وہ ذکر بالجہر سے روک دئے گئے تو وہ آہستہ ذکر بھی نہ کریں گے بخلاف اس عالم کے جو یہ جانتا ہے کہ آہستہ ذکر کرنا افضل ہے۔ (ت)</p>
---	--

رحمانیہ میں ذخیرہ سے ہے:

<p>به اخذ الفقيه ابو الليث²۔</p> <p>ان عبارات علماء سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جہر میں کراہت بھی ہے تو نہ اس قدر کہ خوبی ذکر کی مقاومت کر سکے ولہذا جب منع جہر میں ترک ذکر کا مظنہ ہو خوبی ذکر کو ترجیح دیں گے اور کراہت جہر کا لحاظ نہ کریں گے۔ انصافاً یہ شان صرف کراہت تنزیہ میں ہو سکتی ہے جس کا حاصل خلاف اولیٰ ہے نہ کہ ممنوع و ناجائز۔</p> <p>كيف وقد علم ونصوا عليه ان ترك ذرة ميا نهي الله تعالى عنه افضل من عبادة الثقلين³۔</p>	<p>فقہ ابو الليث نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ت)</p> <p>حالانکہ یہ معلوم ہو گیا ہے اور اہل علم نے اس کی تصریح فرمادی ہے کہ کسی معمولی سی چیز کو چھوڑ دینا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ جن و انس کی عبادت سے افضل ہے۔ (ت)</p>
---	--

بالجملہ اس سے منع کرنا ہی خلاف مصالح شرعیہ ہے فان افسادہ اکثر من اصلاحہ (اس لئے کہ اس کا بگاڑ اس کی اصلاح سے زیادہ ہے۔ ت) نہ کہ معاذ اللہ وہ جبروتی احکام کفر و شرک و ضلال و حرام کہ نجدیت و جہالت فاضحہ ہیں حکم بحرمت قطعیہ کا بھی محل نہیں چہ جائے ضلالت و کفر، والعیاذ باللہ تعالیٰ، بفرض باطل اگر ذکر مذکور بالاتفاق مکروہ ہی ہو، تاہم ایسے احکام باطلہ کی شاعت اس سے ہزار درجہ سخت و بدتر تھی یہ دقائق تدلیس و تلبیس ابلیس لعین سے ہے۔

¹ غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی باب العیدین سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۶۷

² رحمانیہ

³ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الخامسة ادارة القرآن کراچی ۱۲۵

آدمی کو نیکی کے پردے میں منکر اشد و انکر کامرتکب کر دیتا ہے، ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم (گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ عظیم و برتر کی توفیق میسر ہو۔ ت) تحفہ اثنا عشریہ میں ہے:

ہر کہ باجود ایں ہمہ قول جازم نماید بے باک و بے احتیاط ست و ہمیں ست شان محتاطین از علمائے راسخین کہ در اجتہادیات مختلف فیہا جزم باحد الطرفین نمی کنند ^۱ ۔	جو کوئی ان تمام باتوں کے باوجود کسی ایک طرف پختہ یقین دکھائے تو وہ بیباک نڈر اور بے احتیاط ہے۔ پس راسخ علماء اور محتاط حضرات کی یہی پہچان ہے کہ وہ مختلف اجتہادی مسائل میں کسی ایک طرف یقین نہیں رکھتے۔ (ت)
---	---

علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

المسئلة متى امکن تخريجها على قول من الاقوال فليست بمنكر يجب انكاره والنهي عنه وانما المنكر ما وقع الاجماع على حرمة والنهي عنه ^۲ اه ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جب کسی مسئلہ کو چند اقوال میں سے کسی ایک قول پر حمل کیا جاسکے تو وہ ایسا جرم اور گناہ نہیں کہ جس سے روکنا اور جس کا انکار کرنا ضروری ہو لیکن منکر یعنی گناہ وہ ہے جس کی حرمت پر اجماع اور نہی واقع ہو، اھ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
--	---

مسئلہ ۴۳: ۱۳ محرم الحرام ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوگ وقت پھیلنے و بقاء و بلیات و آندھی و طوفان شدید و غیرہ کے اذان کہتے ہیں، یہ امر شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بادلہ شافیہ مع حوالہ کتب معتبرہ کے بیان فرمائے۔ بینوا تو جو را (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

جائز ہے اور جواز کے لئے حدیث صحیح:

ما من شیء انجی من عذاب اللہ	ذکر الہی سے زیادہ کوئی شے اللہ تعالیٰ کے
-----------------------------	--

^۱ تحفہ اثنا عشریہ

^۲ الحدیقہ الندیہ شرح الطریقة المحمدیہ القسم النوع الثالث والثلاثون مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۳۰۹

من ذکر الله فاذا رايتهم ذلك فافزعوا الى ذكر الله ¹ ۔	عذاب سے چھڑانے والی نہیں۔ پھر جب تم عذاب دیکھو تو اس (گھبراہٹ کی) حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ذریعے پناہ حاصل کرو۔ (ت)
---	---

اور آیہ کریمہ:

"الَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَتَّصِلُ الْقُلُوبُ" ²	سن لو! اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو چین و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ (ت)
---	---

مسئلہ ۴۴: ۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص نے مل کر پانچ شخصوں کو مجلس میلاد شریف سے روکا یعنی نہ آنے دیا۔ ذکر الہی سننے سے روکنے والا کون ہے اور ذکر الہی خاص ہے یا عام لوگوں کے واسطے ہے؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

ذکر الہی سب مسلمانوں کے لئے ہے اور مجلس میلاد مبارک جو مطابق رواج حرمین شریفین معتبر روایتوں سے پڑھی جائے اور منکرات شرعیہ سے خالی ہو اس سے روکنا ذکر خدا سے روکنا ہے ایسا شخص اگر بے عذر صحیح مقبول و قابل قبول روکے تو وہ "مَنَّا لِلْحَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٌ" ³ ہے یعنی خیر سے روکنے والا خدا کی باندھی ہوئی حدوں سے بڑھنے والا گناہ میں بالقصد پڑھنے والا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہاں بضرورت شرعیہ مستحب سے کسی اور امر اہم کے لئے روکے تو الزام نہیں مثل باپ یا ماں علیہا ہے بیٹے کے ذمے تیمارداری ہے وہ مجلس شریف سننے جائے تو یہ تکلیف میں رہیں یا اسی قسم کی اور صورتیں تو یہاں روکنے کا اختیار ہے۔ یوہیں مولیٰ اپنے خاوند اور آقا اپنے ملازم کو کام کی غرض سے روک سکتا ہے۔

فقد نصوا في اجير الواحد على ما هو اكبر من هذا وهي الصلوة النافلة فما ظن بالعبد۔ واللہ تعالیٰ سبحنہ وتعالیٰ	فقہائے کرام نے تصریح فرمائی کہ اجرت پر کام کرنے والا آدمی یعنی مزدور اوقات مزدوری میں نقلی نماز نہ ادا کرے جب مزدور کے بارے میں یہ حکم ہے جبکہ وہ زر خرید اور مملوک بھی نہیں تو زر خرید غلام اور مملوک آدمی کے بارے
--	---

¹ جامع الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الذکر امین کنہی دہلی ۱۲/ ۱۷۳

² القرآن الکریم ۲۸/ ۱۱۳

³ القرآن الکریم ۱۲/ ۶۸

اعلم۔	میں آپ کیا خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ اور اللہ پاک و برتر اور سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)
-------	---

مسئلہ ۴۵: از صاحب گنج مہیا مسئلہ چراغ علی صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ھ

مولانا صاحب دام مجدہ السلام علیکم!

مسلمان شخص جب دشمن کسی مسلمان کا ہو تو اس کے کہنے پر بغیر تعین و تشخیص کے خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا اس کے لئے اللہم خیر لنا وشر لاعدائنا (اے اللہ! یہ ہمارے لئے بھلائی کا ذریعہ ہو اور ہمارے دشمنوں کے لئے موجب شر ہو۔ ت) پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ ونیز واطمس علی وجہ اعدائنا (اے اللہ ہمارے دشمنوں کے چہروں کو مٹا دے۔ ت) ونیز اللہم نجعلک فی نحورهم ونعوذ بک من شرورهم (اے اللہ! ہم تیرا وار ان کے سینوں میں پیوست کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ ت) وغیرہ وغیرہ۔

الجواب:

اللہم انا نجعلک فی نحورهم ونعوذ بک من شرورهم ¹	اے اللہ! ہم تیرا وار ان کے سینوں میں کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ (ت)
---	---

اپنے تحفظ کی دعا ہے، یہ ہر مخالف کے مقابل روا ہے۔ باقی دعائے شرکافروہ مذہب پر کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احب لله وابغض لله واعطى الله ومنع الله فقد استكمل الايمان ²	جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے (کسی سے) محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے بغض رکھا اور اللہ ہی کے لئے کچھ دیا اور اللہ ہی کے لئے کچھ روکا تو یقیناً اس نے ایمان مکمل کر لیا۔ (ت)
---	--

¹ الاذکار المنتخبة من کلام سید الابرار باب ما یقول اذا خاف قوماً دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۱۴، الاذکار المنتخبة من کلام سید

الابرار باب ما یدعو به اذا خاف ناساً وغیرہم دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۲۰۲

² سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی رد الارحاء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۸۷، المعجم الکبیر حدیث ۶۱۴ و ۷۳۷، المكتبة الفیصلیة

سنی صحیح العقیدہ پر نہ کی جائے اگرچہ اپنا کتنا ہی مخالف ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا کونوا عباد اللہ اخواناً ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	(لوگو!) ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو بلکہ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
---	--

مسئلہ ۴۶: از قصبہ بشارت گنج ضلع بریلی متصل بڑی مسجد مرسلہ نجو خان فوجدار یعنی باقی والا ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک رکعت نماز قاضی الحاجات کے جواہر خمسہ میں مرقوم ہے طریقہ پڑھنے کا یہ ہے کہ اول ایک رکعت کے نیت کر کے اول اس رکعت میں بیس بار الحمد شریف پڑھے ایک بار قل ھو اللہ شریف پڑھے، بعد سلام کے بیالیس بار یہ پڑھے الہی بحر مت وہ وقت کہ تو تھا دوسرا کوئی نہ تھا۔ اور سر کے ٹوپی دہنی طرف رکھ دے اور بیالیس بار یہ اسم اعظم پڑھے گا آگے بائیں طرف ٹوپی سر کے رکھ دے پھر یہ پڑھے الہی بحر مت وہ وقت کہ تو ہوا دوسرا کوئی نہ ہوئے۔ پھر دعا اور مناجات کرے۔ اگر حدیث شریف سے ثبوت نہ ہو اور کوئی طریق سے یہ نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہ ہو تا جواہر خمسہ میں کیوں لکھتا۔ جواہر خمسہ قابل دید کتاب نہیں ہے؟

الجواب:

ایک رکعت تنہا پڑھنی ہمارے مذہب حنفی میں ممنوع ہے۔ حدیث میں ہے:

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن البتیراء ^۲ ۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رکعت پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ت)
--	---

جواہر خمسہ بہت عمدہ و مستند کتاب ہے مگر اس میں جو کچھ اعمال ارشاد ہوئے ہیں عام

^۱ صحیح البخاری کتاب الادب باب ما ینہی عن التحاسد الخ ص ۸۹۶ و باب الهجرة ص ۸۹۷ قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح مسلم کتاب

البر والصلة باب تحريم التحاسد الخ و باب تحريم الظن قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶/۲-۳۱۵

^۲ المقاصد الحسنہ حدیث ۲۸۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۴۲

مسلمانوں کی منفعت کے لئے ہیں نہ کہ کسی خاص گروہ کے واسطے۔ یہ نماز اگر ہمارے یہاں ناجائز تو شافعیہ کے نزدیک ایک جائز ہے وہ اس سے فائدہ لے سکتے ہیں۔ ان کتابوں کی نظیر بلا تشبیہ قراہین اطباء کی طرح ہے کہ وہ ایک مرض کے متعدد نسخے لکھتے ہیں جو نسخہ جس مریض کے مزاج و حالات کے مطابق ہو وہ اسے استعمال کرے کسی مریض کا یہ کہنا کہ اس میں فلاں جزو میرے خلاف ہے یا میرے مذہب میں روا نہیں یہ نسخہ کیوں لکھا محض بے جا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۴: مسئلہ محمد رئیس الدین صاحب از رہنک ۲۲ صفر ۱۳۳۲ھ

ضلع رہنک کے ایک گاؤں میں جس کا نام پونہی ہے ایک مسجد میں سب لوگ بعد نماز کلمہ شریف باواز بلند چار پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا کیا اس کا حکم ہے اور جو شخص یا امام منع کرے اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت) الجواب:

ذکر الہی افضل الاعمال بلکہ اصل جملہ اعمال حسنہ صالحہ ہے یہاں تک کہ بعد ایمان اعظم ارکان اسلام نماز سے بھی وہی مقصود ہے،

قال اللہ تعالیٰ "اقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي" ①۔	میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (ت)
---	------------------------------------

اور کلمہ طیبہ کہ اصل الاصول اور افضل الازکار ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الذکر لا الہ الا اللہ ②۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھا ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ (ت)
---	--

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ذکر کا مطلق حکم فرمایا اور تعظیم احوال فرمائی:

"يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ" ③	(اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے) وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے ہیں یعنی ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ (ت)
--	---

بلکہ اس کی تشریح کا حکم فرمایا:

¹ القرآن الکریم ۱۴/۲۰

² سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب الحامدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۸

³ القرآن الکریم ۱۹۱/۳

<p>قال الله تعالى "وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" ①۔ وقال صلى الله تعالى عليه وسلم اكثر واكثر الله حتى يقولوا انه مجنون ②۔</p>	<p>(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (ت) (رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ کہنے لگیں یہ تو دیوانہ ہے۔</p>
--	--

جس چیز کی تکثیر شارع کو مطلوب ہو اس کی تکلیل نہ چاہے گا مگر وہ جسے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ضد ہے۔ رہا خوفِ ریا وہ متعلق بہ قلب ہے ریا سے اگر نماز ہو تو وہ بھی ناجائز ہے۔ مگر عقل و دین والا ریا سے منع کرے گا نماز سے نہ روکے گا، حضرت سیدی شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس اللہ سرہ کے حضور کسی طالبِ خدا نے عرضی لکھی کہ:

<p>ياسيدى ان عملت داخلنى الرىا وان تركت اخلات الى ارض البطالة۔</p>	<p>اے میرے سردار! میں عمل کرتا ہوں جب تو ریا آ جاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہوں تو بیکاری کی زمین پر گر پڑتا ہوں۔</p>
--	--

جواب ارشاد فرمایا:

<p>اعمل وتب الى الله ③۔</p>	<p>کام کئے جاؤ اور ریا سے اللہ کی طرف توبہ کرو۔</p>
-----------------------------	---

ہاں دوسرے مسلمانوں کی ایذا نہ ہونے کا لحاظ لازم ہے سو توں کی نیند میں خلل نہ ہو، نمازیوں کی نماز میں تشویش نہ ہو، کمانص علیہ فی البحر الرائق ورد المحتار وغیرہا (جیسا کہ بحر الرائق اور رد المحتار میں اس پر نص ہے۔ ت) جب وقت لوگوں کی نیند کا ہو یا کچھ نماز پڑھ رہے ہوں تو ذکر کرو جس طرح مگر نہ اتنی آواز سے کہ ان کو ایذا ہو اور جب اس سے خالی ہو تو مختار مطلق ہو کرو اور اتنی کثرت سے کرو کہ منافق مجنون کہیں اور وہابی بدعت، واللہ تعالیٰ اعلم۔

① القرآن الکریم ۱۰/۲۲

② المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب اکثر واكثر الله البخ دار الفکر بیروت ۱/۴۹۹

مسئلہ ۴۸: مسئلہ عبد الحمید ساکن لوشدی ندی پاڑہ ضلع پترہ ڈاکخانہ سیف اللہ کنڈی بروز دو شنبہ تاریخ ۱۹ رجب ۱۳۳۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ سوالات مرقومہ ذیل اول جسر مفطر کے ساتھ ذکر کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور جسر مفطر کا حد کیا ہے؟ اور اگر چند لوگ جمع ہو کر ایسے زور سے ذکر کریں کہ نماز و تلاوت و نیند وغیرہ میں خلل واقع ہو جائے تو اس طرح کا ذکر کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ اور اس دیار میں بعض لوگ اس طرح ذکر کیا کرتے ہیں کہ ان کے ذکر میں اکثر لا الہ الا الہم لک کا تلفظ سنا جاتا ہے یہ بحسب شرع روا ہے یا نہیں اور اجتماع ہو کر ذکر کرنا کیسا ہے؟

الجواب:

اجتماع ہو کر ذکر حسن ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

وان ذکرني في ملاذ ذكرته في ملا خير منه ^۱ ۔	اگر کسی شخص نے مجھے کسی مجلس میں یاد کیا (یعنی میرا ذکر کیا) تو میں اس سے بہتر اور اعلیٰ مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں (ت)
---	--

ذکر بجمہر صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قالوا وما رياض الجنة قال حلق الذكر ^۲ ۔	(لوگو!) جب تم جنت کے باغیچوں سے گزرنے لگو تو اچھی طرح کھاپی لیا کرو۔ لوگوں نے عرض کی (اے اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام!) جنت کے باغیچے کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: ذکر کے حلقے۔ (ت)
---	---

مگر ایسا ہو جس سے کسی کی نماز یا تلاوت یا نیند میں خلل آئے یا مریض کو ایذا پہنچے ناجائز ہے اور یہ بھی ممنوع ہے کہ طاقت سے زیادہ جسر کرے جس سے اپنے دل و دماغ کو صدمہ پہنچے اسی کا نام جسر مفطر ہے اور وہ الفاظ بے معنی کہ سائل نے لکھے اگر وہ کہتے ہی یہ ہیں تو جہل ہے اور اگر کہتے صحیح الفاظ ہیں اور جسر کے غل سے سننے میں ایسا آتا ہے تو الزام نہیں۔ فقط۔

^۱ صحیح البخاری کتاب الرد علی الجہمیۃ باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲، ۱۱۰۱، صحیح مسلم کتاب الذکر

والدعاء باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲، ۳۴۱

^۲ جامع الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی عقد التسبیح الخ امین کمپنی دہلی ۱/۲، ۱۸۹

مسئلہ ۴۹: از شہر محلہ گندہ نالہ مکان مرزا غلام حیدر بیگ صاحب مرحوم مرسلہ احمد بخش ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
نعت شریف اور حمد جس کی بابت حدیث شریف میں صاف پاک مکان اور جس کے یہاں کلام پاک پڑھا جائے عقیدت درست
ہونا شرط ہے اب بجائے اس کے عام راستوں پر جہاں پاکی اور ناپاکی تصدیق نہیں ایسی صورت میں نعت و حمد پڑھنا جائز ہے
یا نہیں؟

الجواب:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" ۱	جب جمعہ کی نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تملاش کرو اور بکثرت ذکر الہی کرو کہ تم فلاح پاؤ۔
--	---

جمعہ کے نمازیوں کو حکم ہے کہ جمعہ پڑھ کر باہر نکلو تو زمین میں اپنے اپنے کاموں کو پھیل جاؤ اور ذکر الہی بکثرت کرو، راستوں
میں بھی ذکر الہی کا یہاں سے صریح حکم نکلا اور جس جگہ کی پاکی ناپاکی تحقیق نہیں وہ پاک ہی ہے یہاں تک کہ اس پر نماز
جائز ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جعلت لی الارض مسجدًا وطهورًا فایما رجل من امتی ادركته الصلوة فلیصل ۲ - واللہ تعالیٰ اعلم۔	میرے لئے زمین مسجد اور پاک کر نیوالی بنائی گئی تو میرے امتی کو جہاں کہیں نماز کا وقت آئے نماز پڑھے۔
--	--

مسئلہ ۵۰: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئلہ مولوی رحیم بخش صاحب بنگال ۱۶ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز کے اکثر آدمی ایک جگہ بیٹھ کر ذکر جلی کرتے ہیں اور سب پر حالت وجد
طاری ہو گئی اپنے جسم تک کا خیال باقی نہیں رہا۔ ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں کیا اس طرح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر ذکر
جائز ہو تو کس طرح جائز ہو؟ بینوا تو جدروا (بیان کرو اور اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

اگر بناوٹ ہے حرام اور سخت حرام ہے۔ اور

^۱ القرآن الکریم ۲۲/۱۰

^۲ صحیح البخاری کتاب التیمم قول اللہ عزوجل فلم تجدوا ماء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸

واقعی بے اختیاری ہے تو مواخذہ نہیں۔ ذکر اس طرح ہو کہ نہ ریا ہو نہ کسی کو ایذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ ۵۱: از اجمیر شریف ڈاکخانہ گرتن علاقہ نمبر ۳۰ مرسلہ کمال محمد ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ
 بددعا کرنا گناہگاروں کے واسطے جائز ہے یا حرام؟

الجواب:

سنی مسلمان اگر کسی پر ظالم نہیں تو اس کے لئے بددعا نہ چاہئے بلکہ دعائے ہدایت کی جائے کہ جو گناہ کرتا ہے چھوڑ دے۔ اور اگر ظالم ہے اور مسلمانوں کو اس سے ایذا ہے تو اس پر بددعا میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ ۵۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ذکر جلی کرنا جائز ہے یا نہیں اور آواز کس قدر بلند کر سکتا ہے کوئی حد معین ہے یا نہیں؟ حلقہ باندھ کر ذکر کرتے وقت ذکر کرتے کھڑے ہو جانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا ایک دوسرے پر گر پڑنا، لپٹ جانا، رونا، زاری کی دھوم مچانا کیسا ہے؟

الجواب:

ذکر جلی جائز ہے۔ حد معین یہ ہے کہ اتنی آواز نہ ہو جس سے اپنے آقا کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑے ہو جانا وغیرہ افعال مذکورہ اگر بحالت وجد صحیح ہیں تو کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ ریا کے لئے بناوٹ ہیں تو حرام و مابینہما وسط لایذکر للعوام (اور ان دونوں کے درمیان کچھ درمیانی درجات ہیں جو عوام کے لئے ذکر نہیں کئے جاسکتے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

نکاح و طلاق

محرمات، مہر، عدت، کفو، ولایت

مسئلہ ۵۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا اور اس عورت نے دوسرا خاوند کر لیا ہو تو وہ عورت جنت میں کون سے خاوند کے پاس ہوگی؟ بینواتوجروا (بیان فرمائے اجر پائے۔ ت)
الجواب:

عورت اپنے آخر ازواج کے لئے ہے۔

۲۲ ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ

از شاہجہانپور مرسلہ مولوی ریاست علی خاں صاحب

مسئلہ ۵۴:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر زید دس بارہ سال سے برہما کو چلا گیا، زوجہ کی کچھ خبر گیری نہیں کرتا نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ کبھی آتا ہے۔ چند آدمی مسلم غیر ثقہ اس کے پاس سے ہو کر آئے تو وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ زید مرتد ہو گیا یعنی دین اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کیا۔ تو اس صورت میں کیا ایک یا دو آدمی غیر ثقہ مسلم کی خبر سے عورت مذکورہ اپنا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر سکتی ہے یا نہیں اور دوسرے شخص کو بنا بر قول ہندہ کے کہ میں نے فلاں شخص سے سنا ہے کہ میرا شوہر مرتد ہو گیا ہے یا بنا بر قول اس شخص کے جو زید کے پاس ہو کر آیا اور کہتا ہے کہ زید نصرانی ہو گیا ہے

نکاح ہندہ مذکورہ سے بلا ظن غالب یا بہ ظن غالب کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ظن غالب کی خبر مذکور میں ضرورت ہے تو صرف ظن غالب ہندہ مذکورہ کا خبر مذکورہ میں اس شخص کے لئے جو نکاح ہندہ سے کرتا ہے کافی ہوگا یا اس شخص کو بھی غلبہ ظن کی اس خبر ارتداد میں ضرورت پڑے گی؟ بینوا تو جروا (بیان فرمائے اجر پائے۔ ت)

الجواب:

اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ نکاح پر فساد طاری کی خبر جبکہ اس کا کوئی معارض و منکر ظاہر نہ ہو تو دو شرطوں میں ایک کے ساتھ مقبول ہے یا تو مخبر ثقہ عادل ہو یا صاحب معاملہ جسے خبر دی گئی تخری کرے اور اس کے قلب میں اس کا صدق واقع ہو اور اگر نہ مخبر ثقہ نہ اس کے دل میں اس کا صدق آتا ہے تو ایسی خبر پر عمل ناروا ہے۔ اور اس احد الشرطین کی ضرورت جس طرح عورت کو ہے جو اس خبر کی بنا پر اپنا نکاح ثانی کیا چاہتی ہے یوں دوسرے نکاح کو بھی اور اس کے سامنے بھی نفس واقع سے اخبار چاہئے خواہ وہ مخبر بیان کریں خواہ عورت تاکہ مخبر عن الواقع یا تخری قلب کو مسامح ہو مجرد اخبار عن الاخبار کوئی شے نہیں۔ اور تخری قلب باب احتیاط سے ہے ایک کا ظن دوسرے کے حق میں کافی نہیں خود اپنے دل کی شہادت چاہئے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لو ان رجلاً تزوج امرأة فلم يدخل بها حتى غالب عنها واخبر مخبر انها قد ارتدت فان كان المخبر عنده ثقة وهو حر او مملوك او محدود في قذف وسعه ان يصدق المخبر ويتزوج اربعا سواها وان لم يكن المخبر ثقة وفي اكبر رايه انه صادق فكذا ذلك وان كان في اكبر رايه انه كاذب لم يتزوج اكثر من ثلاث ولو ان مخبرا اخبر	اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور ہمبستری کئے بغیر کہیں چلا جائے اور اسے یہ اطلاع ملے کہ اس کی بیوی مرتد ہو گئی ہے اور اطلاع دینے والا اس کے خیال میں ثقہ یعنی معتبر ہو خواہ آزاد ہو یا غلام تو وہ شخص بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے کیونکہ وہ عورت بوجہ مرتدہ ہونے کے اس کی بیوی ہی متصور نہیں ہوگی ہاں اگر اطلاع ارتداد دینے والا قابل اعتماد آدمی نہ ہو لیکن اگر مخبر معتبر آدمی نہ ہو
---	--

المرأة ان زوجها قد ارتد ذكر في الاستحسان من
الاصل ان لها ان تتزوج بزواج أخرى وسوى بين
الرجل والمرأة وذكر في السير ليس لها ان تتزوج
بزواج اخر حتى يشهد عندها رجلان اورجل
وامراتان وذكر شمس الائمة السرخسی رحمه الله
تعالى الصحيح ان لها ان تتزوج لان المقصود من
هذا الخبر وقوع الفرقة بين الزوجين وفي هذا الفرق
بين ردة المرأة والزواج وكذا لو كانت المرأة صغيرة
فأخبره انسان انها ارتضعت من امه واخته صح هذا
الخبر ولو اخبره انسان انه تزوجها وهي مرتدة يوم
تزوجها او كانت اخته من الرضاعة و

مگر اس کی غالب رائے میں وہ سچا ہو تو پھر بھی وہی حکم لاگو
ہوگا اور اگر وہ اس کی غالب رائے میں جھوٹا ہو تو اس صورت
میں یہ شخص تین عورتوں سے زائد کے ساتھ بیک وقت نکاح
نہیں کر سکتا اسی طرح اگر بتانے والے نے کسی عورت کو یہ
اطلاع دی کہ اس کا شوہر مرتد ہو گیا ہے (یعنی دین اسلام سے
پھر گیا ہے) تو اصل کی بحث استحسان میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس
عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح
کر لے، ایسی صورت حال میں مرد اور عورت کے درمیان
مساوات رکھی گئی ہے اور "سیر" میں مذکور ہے کہ وہ عورت
کسی دوسرے مرد سے نکاح اس وقت تک نہیں کر سکتی جب
تک کہ اس کے پاس دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بطور گواہ
برائے توثیق موجود نہ ہوں، شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ عورت مذکورہ اگر دوسری جگہ
نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے کیونکہ اس خبر سے مقصود میاں
اور بیوی دونوں میں وقوع فرقت (جدائی) ہے اور اس
صورت میں مرد عورت دونوں میں سے کسی ایک کے مرتد
ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ یونہی اگر عورت چھوٹی ہو اور
خاوند کو کوئی آدمی یہ بتائے کہ اس بیوی نے تیری والدہ یا بہن
کا دودھ پی رکھا ہے تو اس خبر کو صحیح اور درست تسلیم کیا جائے
گا اور اگر مرد کو کسی نے یہ اطلاع دی

المخبّر ثقة لا ينبغي له ان يتزوج اربعاً سواها ما لم يشهد بذلك عنده شاهدا عدل لانه اخبر بفساد عقد كان محكوماً بصحته ظاهراً فلا يبطل ذلك بمخبّر الواحد بخلاف الاول فان شهد عنده شاهد عدل بذلك وسعه ان يتزوج اربعاً سواها ولو اتاه رجل فاخبرها ان اصل نكاحها كان فاسداً وان زوجها كان اخالها من الرضاعة او كان مرتد الم يسعها ان تتزوج بقوله وان كان ثقة كذا في فتاوى قاضي خاں اذا كانت الزوجة مشتهة فاخبره رجل ان ابا الزوج او ابنه قبلها بشهوة ووقع في قلبه انه صادق له ان يتزوج باختها او اربع سواها بخلاف ما لو اخبره بسبق الرضاع والمصاهرة على

کہ جس عورت سے اس نے نکاح کیا ہے بوقت نکاح وہ عورت مرتدہ تھی یا وہ اس کی رضاعی بہن ہے اور اطلاع دینے والا قابل اعتبار آدمی ہو تو ایسی صورت میں مرد کے لئے دو عادل مرد گواہوں سے تصدیق حاصل کرنا ضروری ہے اس لئے کہ ایک آدمی نے فساد عقد کی اطلاع دی جو بظاہر محکوم بصحت ہے (یعنی صحت عقد ظاہر ہے) لہذا یہ محض ایک شخص کے کہنے سے باطل نہیں ہوگا۔ بخلاف پہلی صورت کے لہذا اگر اس کے پاس دو عادل آدمی گواہی دیں تو پھر اس کے لئے گنجائش ہے کہ عورت مذکورہ کے علاوہ بیک وقت چار عورتیں عقد میں رکھے اگر عورت کو کوئی شخص یہ آکر بتائے کہ اس کا اصل نکاح فاسد تھا یا اس کا شوہر دراصل اس کا رضاعی بھائی ہے یا وہ مرتدہ ہے تو عورت کو محض اس شخص کے کہنے سے دوسری شادی کر لینے کی اجازت نہیں خواہ اطلاع دینے والا ثقہ (معتبر) ہی کیوں نہ ہو فتاویٰ قاضی خاں میں اسی طرح مذکور ہے۔ جب زوجہ مشتهة (قابل شہوت) ہو اور اس کے شوہر کو کوئی یہ اطلاع بہم پہنچائے کہ اس کے باپ یا بیٹے نے شہوت سے اس کا بوسہ لیا ہے اور شوہر کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ خبر دینے والا سچا آدمی ہے تو اس صورت میں وہ اس عورت کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے

النکاح لان الزوج ثمہ ینازعه وفي العارض لا ینازعه لعدم العلم فان وقع عنده صدقه وجب قبوله هكذا في الوجيز الكردي امرأة غلب زوجها فاتها مسلم غير ثقة بكتاب الطلاق من زوجها ولا تدرى انه كتابه امر لا الا ان اكبر رأيها انه حق فلا باس ان تعتد ثم تنزوج كذا في محيط السرخسي اذا غلب الرجل عن امراته فاتها مسلم عدل فاخبرها ان زوجها طلقها ثلاثا ومات عنها فلها ان تعتد وتنزوج بزواج اخر وان كان المخبر فاسقا تتحرى ثم اذا اخبرها عدل مسلم انه مات زوجها انما تعتد على خبره اذا قال عينته ميتا او قال شهدت جنازته اما اذا قال اخبرني

اور وہ بیک وقت اس کے علاوہ چار عورتوں کو عقد میں رکھ سکتا ہے (کیونکہ اس کی بیوی کا عقد باقی نہیں رہا) بخلاف اس صورت کے کہ اگر کوئی اسے یہ بتائے کہ نکاح سے پہلے ہی رضاعت (شیر نوشی) یا مصاہرت (حرمت دامادی) موجود تھی اس لئے کہ اس جگہ زوج (شوہر) کو اس معاملہ میں صورت نزع ہے اور پیدا ہونے والی صورت میں شکل نزع نہیں پائی جاتی اس لئے کہ اس کا علم ہی نہیں پھر اگر اس کے نزدیک (اس صورت میں) وقوع صدق ہے تو اس کی بات کو قبول کرنا واجب ہے۔ امام کروری کی "وجیز" میں یونہی مذکور ہے۔ ایک عورت کا شوہر مفقود ہو گیا پھر ایک غیر معتبر مسلمان نے اسے شوہر کی طرف سے طلاق نامہ لا کر دیا لیکن اسے علم نہیں کہ طلاق نامہ اس کے شوہر کا اپنا تحریر کردہ ہے یا کسی اور کا مگر اس کا غالب خیال یہ ہے کہ حقیقت پر مبنی ہے اس صورت میں کوئی حرج نہیں کہ عورت عدت گزار کر نکاح ثانی کر لے، امام سرخسی کی محیط میں اسی طرح مذکور ہے جب شوہر اپنی بیوی سے غائب ہو جائے اور کوئی عادل مسلمان اس عورت کو یہ اطلاع پہنچائے کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دے ڈالی ہیں یا وہ وفات پا گیا ہے تو اس عورت کے لئے جائز ہے کہ عدت گزار کر کسی سے نکاح ثانی کر لے اور اگر خبر دینے والا فاسق اور غیر معتبر

آدمی ہو تو غور و خوض کرے۔ اور انتظار کرے پھر جب اسے کسی عادل اور معتبر مسلمان کی طرف سے خاوند کے وفات پا جانے کی اطلاع میسر ہو جائے تو اس کی خبر پر اعتماد کیا جائے مگر وہ بھی اس صورت میں جبکہ وہ یوں اطلاع دے کہ میں نے خود اس کے شوہر کو مرا ہوا دیکھا ہے یا اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی ہے لیکن اگر وہ اس طرح اطلاع نہیں دیتا بلکہ یوں کہتا ہے کہ مجھے بتانے والے نے بتایا تو اس صورت میں اس کی خبر ناقابل اعتماد خیال کی جائے گی۔ محیط میں یوں ہی مذکور ہے۔ اور اگر دو عادل شخص عورت کے روبرو یہ گواہی دیں کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاق دے دی ہیں لیکن شوہر انکاری ہو اور قاضی کے روبرو گواہ شہادت دینے سے پہلے ہی غائب ہو جائیں یا وفات پا جائیں تو عورت کے لئے اس مرد کے ہاں ٹھہرنے کی کوئی گنجائش نہیں وہ اس سے علیحدگی اختیار کر لے تاکہ مرد اس سے قربت نہ کرنے پائے۔ لیکن اس عورت کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ کہیں اور نکاح کر لے محیط میں امام سرخسی سے اسی طرح مذکور ہے۔ جب دو گواہ عورت کے روبرو طلاق کی گواہی دیں اگر مرد غیر حاضر ہو تو عورت کے لئے گنجائش ہے کہ عدت سے گزرے اور کسی اور مرد سے نکاح کر لے لیکن اگر شوہر موجود ہو تو پھر اسے یہ اجازت نہیں لیکن عورت کو یہ اجازت حاصل ہے

مخبر لاتعتبد علی خبرہ کذا فی المحيط، و اذا شهد عد لان للمرأة ان زوجها طلقها ثلثا وهو یجحد ثم غابا او ماتا قبل الشهادة عند القاضی لم یسع المرأة ان تقيم معه وان تدعه ان یقربها و لا یسعه ان تتزوج کذا فی المحيط السرخسی۔ و اذا شهد شاهدان عند المرأة بالطلاق فان كان الزوج غائبا وسعها ان تعتد وتتزوج بزواج اخر وان كان حاضر الیس لها ذلك ولكن لیس لها ان تمکن من زوجها کذا فی المحيط ولو ان امرأة قالت لرجل ان زوجی طلقنی ثلثا انقضت عدتی فان كانت عدلة وسعه ان یتزوجها وان كانت فاسقة تحری وعمل بها وقع تحریرہ

<p>کہ وہ شوہر کو اپنے اوپر قابو نہ پانے دے۔ محیط میں یونہی مذکور ہے اگر کسی عورت نے کسی مرد سے کہا کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اور میری عدت بھی گزر گئی ہے تو وہ مرد اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ عورت عادلہ ہو، اور اگر عورت فاسقہ ہو یا ناقابل اعتبار ہو تو شخص مذکور غور و فکر سے کام لے اور بعد از غور و فکر اس کے دل میں جو بات آئے (عقد کر لینے یا نہ کرنے کی) تو اس پر عمل کرے۔ ذخیرہ میں اسی طرح مذکور ہے جب کوئی آزاد عورت کسی مرد سے شادی کرے اور پھر کسی آدمی سے کہے کہ میرا نکاح فاسد تھا یا یہ کہ میرا شوہر مسلمان نہیں تو اس شخص کے لئے گنجائش نہیں کہ عورت مذکور کی بات قبول کرے (مانے) اور نہ یہ گنجائش ہے کہ اس سے نکاح کر لے۔</p>	<p>عليه كذا في الذخيرة المرأة الحرة اذا تزوجت رجلاً ثم قالت لرجل ان نكاحي كان فاسداً لما ان زوجها على غير الاسلام لايسع لهذا ان يقبل قولها ولا ان يتزوجها لانها اخبرت بامر مستنكر وان قالت طلقني بعد النكاح على او ارتد عن الاسلام وسعه ان يعتمد على خبرها ويتزوجها لانها اخبرت بخبر محتمل واذا اخبرت ببطلان النكاح الاول لايقبل قولها وان اخبرت بالحرمة بامر عارض بعد النكاح من رضاع طاري او غير ذلك فان كانت ثقة عنده ولم تكن ثقة ووقع في قلبه انها صادقة فلا بأس بان يتزوجها كذا في فتاوى قاضى خان اھ مختصر¹</p>
---	--

کیونکہ اس عورت نے ایک منکر بات کی خبر دی ہے اور اگر کہے شوہر نے نکاح کرنے کے بعد طلاق دے دی تھی یا وہ دین اسلام سے پھر گیا تھا (یعنی مرتد ہو گیا) تو اس صورت میں اس کی خبر پر اعتماد کرنے کی گنجائش ہے اور وہ اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں عورت نے ایک محتمل خبر دی (جس میں دونوں پہلوں کی گنجائش ہے) لیکن جب وہ پہلے نکاح کے بطلان کی خبر دے تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا لیکن اگر نکاح ہونے کے بعد کسی عارضی حرمت (نو پیدا شدہ حرمت) کی خبر دے جیسے طاری رضاعت یا اس طرح کے کسی دوسرے امر کی تو اگر اس کے خیال میں قابل اعتماد ہو یا نہ ہو مگر مرد کے دل میں یہ بات آجائے کہ وہ عورت سچی ہے تو پھر ایسی صورت میں اس سے نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں یونہی فتاویٰ قاضی خاں میں مذکور ہے۔ اھ مختصراً (ت)

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الاول الفصل الثانی نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۱۳-۳۱۲

تبیین الحقائق میں اکثر صورت مذکورہ اور فساد طاری و مقارن کا تفرقہ مسطورہ بیان کر کے فرمایا:

و علی هذا الاصل یدور الفرق ^۱ ۔	اور اسی اصل پر فرق گھومتا ہے (یعنی اس کا دار و مدار ہے)۔ (ت)
---	--

تنویر الابصار میں ہے:

المعتبر اکبر رأی المبتلی بہ ^۲ ۔	جو کوئی جس حادثہ میں مبتلا ہے اس کی اپنی غالب رائے معتبر سمجھی جاتی ہے۔ (ت)
--	---

فتح القدیر و بحر الرائق و رد المحتار میں ہے:

وهو لا يلزم غيرة بل يختلف باختلاف ما يقع في قلب كل ^۳ ۔	اور وہ دوسرے پر لازم نہیں بلکہ ہر شخص کے دل میں جو کچھ واقع ہوتا ہے (طبیعتوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس میں اختلاف ہوا کرتا ہے)۔ (ت)
---	--

ان عبارات سے کل مقاصد و اصول کہ فقیر نے ذکر کئے واضح ہو گئے، پس صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ ان لوگوں کا بیان سچا جانتی ہے اس کا قلب ان کے صدق پر جمتا ہے تو اسے نکاح ثانی روا ہے نہ کہ دوم سے اگر ہندہ نے کہا کہ اس کا شوہر مرتد ہو گیا یا ان لوگوں نے بیان کیا اور ہندہ منکر نہیں اور اس کے قلب میں ہندہ یا ان مخبروں کا صدق واقع ہو تو اسے بھی ہندہ سے نکاح روا۔ اور اگر ہندہ نے کہا میں نے سنا کہ وہ مرتد ہو گیا تو صرف اس قدر پر اسے روا نہیں کہ ہندہ سے نکاح پر اقدام کرے۔ یوں اگر ہندہ یا ان مخبروں نے اسے ارتداد زید کی خبر دی اور اس کا دل ان کے صدق پر نہیں جمتا تو اسے ہندہ سے نکاح روا نہیں اگرچہ ہندہ کے نزدیک وہ لوگ صادق ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵: از موضع سرینا مسئلہ امیر علی صاحب

۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نکاح حرام سے پیدا

^۱ تبیین الحقائق کتاب الکراہیۃ فصل فی البیوع المطبوعۃ الکبریٰ الامیریہ مصر ۱/۲۷

^۲ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الطہارۃ باب المبیاء مطبع مجتبیٰ دہلی ۱/۳۶

^۳ رد المحتار کتاب الطہارۃ باب المبیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۲۸

ہوا تھا باپ زید کا فوت ہو گیا اور والدہ زندہ موجود ہے اب اس لڑکے کی شادی ہے تو اب شادی میں اہل برادری کا شامل ہونا اور مسائل کا شامل ہونا اور بکر کا لڑکی نکاح میں دینا زید کو امامت کرنا اور پیشتر جو شخص زید کے باپ کے نکاح میں شریک ہوئے تھے ان سب کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:

اس کی شادی میں شامل ہونا کچھ جرم نہیں۔ باپ اگر مصلحت جانے اپنی لڑکی کا نکاح بھی اس سے کر سکتا ہے زید کی امامت بلا کراہت جائز ہے جبکہ سب موجودین جماعت میں اسی کو نماز و طہارت کے مسائل کا علم ہو ورنہ دوسرے کی امامت اولیٰ ہے زید کے باپ کے اس حرام نکاح کرانے میں جو دانستہ شریک ہوئے تھے سخت گنہگار ہیں ورنہ اگر اس کا فسق علانیہ تھا جب بھی اسے بچنا اولیٰ تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶: ایک شخص نے اپنی لڑکی اپنے بھانجے کو دی تھی محض مگنی ہوئی تھی۔ جب اس شخص کو معلوم ہوا کہ اس کا بھانجا ایک غیر مقلد پیر کا راسخ الاعتقاد مرید ہے اور خود بھی غیر مقلد ہے اب اس نے اپنی لڑکی دینے سے انکار کر دیا اور کہتا ہے کہ شرعا نکاح نہ ہوگا اس پر جماعت نے اسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا ہے کہ یا تو لڑکی اسے ہی دے یا تو جماعت سے خارج ہو، اس صورت میں جماعت کا کیا حکم ہے۔ اور نکاح شرعا جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤت)

الجواب:

غیر مقلد سے نکاح محض ناجائز ہے کما حقنہ فی ازالۃ العار (جیسا کہ ہم نے ازالۃ العار میں اس کی تحقیق کر دی ہے۔ ت) اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور زنا کی ساعی، اور خود دنیا میں جماعت سے خارج اور آخرت میں نار میں داخل کرنے کی مستحق ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۷: ازیر تاپور ضلع بریلی مرسلہ مولوی امیر عالم حسن عرف نوشتہ میاں

زید نے نکاح اپنا کسی عورت سے کر لیا، بعد چند مدت کے پھر اس کی بہن حقیقی سے کر لیا، دونوں بہنیں اس کے نکاح میں حیات ہیں۔ اب نہیں معلوم کہ نکاح دونوں کا درست ہے یا حرام؟ قاضی نے قطع و لالچ نکاح پڑھا دیا۔ اور وہی نماز بھی پڑھاتا ہے اور کہتا ہے میں نے عالموں سے دریافت کر کے نکاح پڑھایا ہے ایسا نکاح درست ہے۔ اب اس کا پورا ثبوت خدماں کو کیوں نہ

دیا جائے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا نکاح پڑھوانا درست ہے یا نہیں؟ اور حاضران مجلس جو اس میں شریک تھے مع وکیل و شاہد وغیرہ ان کے ذمہ کیا الزام آسکتا ہے؟

الجواب:

یہ نکاح، نفس صریح قرآن مجید حرام قطعی حرام قطعی حرام قطعی ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دو بہنوں کو (نکاح میں) جمع نہ کرو۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَنْ تَجْعُوا بَيْنَ الْأُحْتَيْنِ" ¹ ۔
---	--

اس نکاح کو درست کہنا صریح کلمہ کفر ہے۔ اس قاضی پر لازم ہے کہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اور اپنے اس قول نجس سے توبہ کرے اگر عورت رکھتا ہے تو بعد تجدید اسلام اس سے از سر نو نکاح کرے۔ اس لفظ کے بعد جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں سب باطل ہوئیں جس جس نے جو جو نماز پڑھی اس کا پھیرنا اس پر لازم ہے۔ اور اب جب تک تجدید اسلام نہ کرے اس کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ پڑھنا حرام اور پڑھ لی ہو تو پھیرنا فرض، اور اس سے نکاح ہر گز نہ پڑھوایا جائے، تبیین امام زیلعی میں ہے:

لان فی تقدیمہ تعظیہم وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً	اس لئے کہ فاسق کو (نماز کے لئے) آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً لوگوں پر اس کی توہین واجب ہے۔ (ت)
---	---

وکیل و شاہد حاضرین سے جسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی بہن اس کے نکاح میں ہے اس پر الزام نہیں، اور جسے معلوم تھا حرام جان کر شریک ہوا وہ سخت گناہ کا مرتکب اور شدید عذاب کا مستوجب ہوا اور جس نے اسے حلال ٹھہرایا اس کا حکم اس قاضی کے مثل ہے اس پر بھی تجدید اسلام لازم اور اس کے بعد خود اپنے نکاح کی تجدید کرے اس مرد پر فرض ہے کہ فوراً اس دوسری بہن کو جدا کر دے اور اگر اس سے قربت کر چکا تو اب وہ پہلی بھی اس پر حرام ہو گئی جب تک اس دوسری کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے پہلی کو بھی ہاتھ لگانا حرام ہے جب اس کی عدت گزر جائے گی اس وقت وہ پہلی اس کے لئے حلال ہوگی۔ بحر الرائق۔ و حلبی علی الدر المختار میں ہے:

الثانی باطل ولہ وطعی	(الگ الگ عقد نکاح سے دو بہنوں کو جمع کرنا)
----------------------	--

¹ القرآن الکریم ۲۳/۴

² تبیین الحقائق باب الامامہ والحدث فی الصلوٰۃ المطبوعۃ الکبیری بولاق مصر ۱۳۴

الاولی الا ان یطأ الثانیة فتحرم الاولی الی انقضاء عدة الثانیة ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اگر پہلی سے نکاح کرنا یاد ہو تو دوسری سے نکاح باطل ہے۔ لہذا پہلی سے مرد ہمبستری کر سکتا ہے لیکن اگر مرد نے دوسری سے ہمبستری کر لی تو پھر دوسری کی عدت گزرنے تک اس پر پہلی حرام ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
--	---

مسئلہ ۵۸: از قصبہ بالکھ ضلع بلند شہر مرسلہ صالح محمد خاں صاحب مورخہ ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر قاضی شہر کے علاوہ دوسرا کوئی شخص مطابق شرع شریف
نکاح پڑھادے لیکن اندراج اس کارجرٹر قاضی شہر مذکور میں نہ ہو تو وہ نکاح جائز و صحیح ہے یا نہیں؟ جواب مرحمت ہو۔ بینوا
توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

قاضی کارجرٹر شرعا کوئی شرط نکاح نہیں رجسٹر آج سے نکلے ہیں۔ پہلے نکاح کیونکر ہوتے تھے۔ ہاں یادداشت کے لئے درج
ہونا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۹: مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سموہان پرگنہ نواب گنج بریلی مورخہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ماہ محرم اور خصوصاً ۹ تاریخ ماہ مذکورہ کی شب میں نکاح کرنا جائز
ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۰: مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سموہان پرگنہ نواب گنج ضلع بریلی ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ عورتوں کے محارم کون کون ہیں اور رضاعی محارم کون کون اور
محارم صہری کون کون ہیں؟ اور ہنسی اور مذاق بھی عورتوں کو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس کس سے؟ بینوا توجروا

^۱ رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۸۶

الجواب:

فروع یعنی اپنی اولاد و اولاد اولاد اور اصول جس کی اولاد میں خود ہے اگرچہ وہ کتنے ہی دور ہوں اور اپنے ماں باپ کی اولاد کتنے ہی دور فاصلہ پر ہوں اور اپنے دادا، نانا، پر نانا، دادی، پر دادی، نانی، پر نانی، کی خاص صلبی یا بطنی اولاد یہ سب محارم ہیں اور یہی رشتے دودھ سے بھی مرضعہ ماں ہے اور اس کا شوہر جس کے نطفہ سے دودھ تھا باپ ہے اور جسے دودھ پلایا وہ اولاد ہے تو اپنی یہ اولاد اور اس کی نسبی و رضاعی کتنی ہی دور اور اپنے ان ماں باپ کے اصول نسبی اور رضاعی کی بلا واسطہ اولاد نسبی، و رضاعی یہ سب رضاعی محرم ہیں۔ اور صہری محرم شوہر کے اصول و فروع نسبی اور رضاعی اور اپنے اصول مثلاً ماں، دادی، نانی، پر دادی، پر نانی کے شوہر اور اپنی فروع مثلاً بیٹی، پوتی، نواسی، پر پوتی، پر نواسی کے شوہر، جائز ہنسی مذاق جس میں نہ فحش ہو، نہ ایذا، نہ مسلم، نہ بڑوں کی بے ادبی، نہ چھوٹوں سے بد لحاظی، نہ وقت و محل کے نظر سے بے موقع نہ اس کی کثرت اپنی ہمسر عورتوں سے جائز ہے اور شوہر کے ساتھ موجب اجر اور یہاں کثرت میں بھی حرج نہیں اگر اس کے خلاف مرضی نہ ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱: از کچھ علاقہ خام ضلع مینی تال مسئلہ محمد الیاس صاحب ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بکرنے اپنی عورت منکوحہ کو طلاق دے دی اور ایام عدت بھی گزر گئے اب بکر کا باپ سوتیلا اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور وہ عورت بھی اپنے خسرو سوتیلے سے رضامند ہے۔ موافق شریعت کے ان کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو را

الجواب:

ہاں درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲: از ناتھ دوارہ ریاست اودے پور ملک میواڑ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ ایک شخص علم و فقہ و حدیث کے جاننے والے اور وعظ و پند کرنیوالے انھوں نے بسبب ناراضگی کے اپنی زوجہ کو ایک جلسہ میں تین طلاق معہ گواہان کے رو برو اس کو گھر سے علیحدہ علیحدہ کر دینا عورت مذکورہ دیگر جگہ سکونت اختیار کر کے ایک سال کامل مدت گزارنا بعد ایک سال کے پھر اسی عورت کو انھیں عالم بالامذکور نے رضیت حاصل کر کے پھر اپنے مکان میں لے آنا اور پھر اسے اولاد ہونا یہ امر شرع شریف میں جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو جو اولاد کہ پیدا ہوئی وہ ولد الزنا ہے یا حلال ہے؟ اگر ولد الزنا ہے تو ایسا شخص ایسے امر کرنے سے مرتکب گناہ کا ہوتا ہے یا نہیں؟ اور

شرع شریف میں ایسے شخص کو کیا کہنا لازم اور کونسی سزا کا سزاوار ہے۔ مسلمان کو ایسے شخص کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے۔ یا لازم آتا ہے؟ اس کا جواب باصواب مع حدیث و فقہ آیت کلام اللہ سے تحریر فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب:

تین طلاق کے بعد بے حلالہ اسے پھر رکھنا حرام ہے اور اس سے وطی زنا اور اولاد ولد الزنا، اور وہ مرد عورت دونوں فاسق۔ اور ان کی سزا بہت سخت ہے جو یہاں بیان نہیں ہو سکتی اور اللہ عزوجل کا عذاب شدید ہے، ان مرد عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں ورنہ مسلمان ان سے میل جول چھوڑ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔





نسب

مسئلہ ۶۳: مرسلہ عبدالعزیز تاجر چرم مقام قصبہ ٹیکاری محلہ شاہ گنج ضلع گیا بروز دو شنبہ ۱۶ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ ایک شخص مجہول النسب کہ جس کے حسب و نسب سے وہاں کے باشندے پوری آگاہی رکھتے ہیں اور وہ شخص مولوی ہو اور غیر جگہ اپنے کو سید کہتا ہو اور اپنے مکان پر خط اپنے قلم سے سید کر کے اپنا نام لکھتا ہو اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:

سائل نے اول تو مجہول النسب کہا۔ پھر یہ کہ اس کے نسب سے وہاں کے باشندے پوری آگاہی رکھتے ہیں یہ دونوں باتیں متناقض ہیں شاید یہ مطلب ہو کہ وہاں کے سب باشندوں پر اس کا نسب مخفی ہے لہذا سب اسے مجہول النسب سمجھتے ہیں اس تقدیر پر اس کا اپنے آپ کو سید بنانا کہنا، لکھنا ہمارے علم میں جرم کی حد پر نہیں بلکہ وہ کہتا ہے اور ہمیں اس کا خلاف معلوم و ثبوت و متحقق نہیں تو ہم اسے سچائی خیال کریں گے کہ الناس علی انسابہم (لوگ اپنے نسبوں پر قائم ہیں۔ ت) اور ارشاد ہوتا ہے:

ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم لوگوں نے وہ افواہ سنی

"لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَ

تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے انہوں کے بارے میں اچھا گمان کیا ہوتا۔ (ت)	الْمُؤْمِنَاتُ بَأَنفُسِهِنَّ حَيَّرًا ^۱
--	---

ہاں جو واقع میں سید نہ ہو اور دیدہ و دانستہ بنتا ہو وہ ملعون ہے نہ اس کا فرض قبول ہو نہ نفل۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو کوئی اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کا دعویٰ کرے یا کسی غیر والی کی طرف اپنے آپ کو پہنچائے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے فرائض اور نوافل قبول نہ فرمائے گا۔ (ت)	من ادعی الی غیر ابیہ او انتہی الی غیر موالیہ فعلیہ لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفا ولا عدلا ^۲ ۔
--	--

مگر یہ اس کا معاملہ اللہ عزوجل کے یہاں ہے ہم بلا دلیل تکذیب نہیں کر سکتے، البتہ ہمارے علم تحقیق طور پر معلوم ہے کہ یہ سید نہ تھا اور اب سید بن بیٹھا تو اسے ہم بھی فاسق و مرتکب کبیرہ و مستحق لعنت جانیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم (اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے اور اس کا علم کہ جس کی شان بڑی ہے زیادہ کامل اور بڑا پختہ ہے۔ ت)

مسئلہ ۶۳: بروز شنبہ تاریخ ۵ ذوالقعدہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولوی عنایت احمد صاحب نے اپنی کتاب جنان الفردوس کے چودہ^۳ صفحہ میں تحریر کیا ہے۔ بیان جھوٹی نسب کا ف: جھوٹ ظاہر کرنا نسب کا بھی بڑا گناہ ہے۔ مثلاً شیخ سے سید بن جانا، صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ کرے اس پر جنت حرام ہے^۳۔ اور چودہ صفحہ کے حاشیہ پر یہ تحریر ہے بیان جھوٹی نسب کا ۳۱ ح

^۱ القرآن الکریم ۱۲/۲۴

^۲ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل المدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۲۲، المعجم الکبیر حدیث ۶۴، المكتبة الفیصلیة بیروت ۱/۳۴

^۳ صحیح البخاری کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابیہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال

ایمان من رغب عن ابیہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۷

مشارق ۳۲ ح اعصام ف ۱ سوال۔ جولاہے کو شیخ نہ کہے تو جولاہا کہنا چاہئے۔ اگر جولاہا نہ کہے تو کیا کہنا چاہئے؟ فقط۔

الجواب:

یہ حدیث بیشک صحیح ہے اور دوسری حدیث اس سے سخت تر ہے کہ "جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنا نسب منسوب کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل"^۱ یہ حکم شامل ہے ہر اس شخص کو کہ سید نہیں اور سید بن بیٹھے۔ شیخ قرشی یا انصاری نہیں اور اپنے آپ کو ایسا شیخ کہے مگر لفظ شیخ کا استعمال متعدد معنی پر ہے۔ پیر اور بزرگ اور استاد اور چار شریف اقوام مشہورہ ہند سے ایک قوم اور سید مغل پٹھان کے سوا ہر مسلمان، اس پانچویں معنی پر جولاہے۔ دھنیے ہر قوم کے مسلمان شیخ کہلاتے ہیں اس معنی پر وہ اپنے آپ کو شیخ کہے تو اس حکم کے نیچے داخل نہیں، ہاں اگر جولاہا اور اپنے آپ کو چوتھے معنی پر شیخ کہے کہ ان چار شریف قوموں میں سے میری قوم ہے تو وہ ضرور اس حدیث کے بیچ میں داخل ہوگا اگر واقع میں وہ ایسا نہیں اور اگر واقع میں وہ انھیں شریف اقوام میں سے ہے مثلاً شیخ، انصاری یا علوی یا عباسی یا عثمانی یا فاروقی یا صدیقی ہے اور کپڑا بننے کا پیشہ کرتا ہے تو وہ ضرور سچا ہے اور اس پر کچھ الزام نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسئلہ ۶۵: از جھونا مارکیٹ کراچی بندر مرسلہ حضرت پیر سید ابراہیم صاحب گیلانی قادری بغدادی مدظلہ الاقدس ۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص ذات کا فقیر ہے اور کسی خانقاہ میں مجاور ہے بغداد شریف میں جا کر ایک پیر صاحب جو کہ عرصہ دراز سے مفقود الخبر معلوم کرنا اور ہندوستان میں آکر اپنے اصلی باپ کا نام بدل کر اس پیر مرحوم کا فرزند بنانا نیز سیادت و طریقت کے دم مارتا تاکہ اس دھوکے و فریب سے اپنا مرید بنائے اور زر و عزت دنیاوی حاصل کرنا ایسے شخص سے جو کہ بلاشبہ اپنے آپ کو سید کہتا ہو اور اپنی نسب کو چھوڑ کر غوث الاعظم کے نسب میں داخل ہو اور روئے شریعت اسلامیہ مرید بنانا اور نماز پڑھانا جائز ہے یا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

^۱ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل مدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۲، المعجم الکبیر حدیث ۶۴ المکتبہ الفیصلیہ بیروت ۱/۳۴

الجواب:

اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتانے کے لئے حدیث صحیح میں فرمایا ہے کہ اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ من انتہی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لایقبل الله منه صرغاً ولا عدلاً^۱ اور جو مسلمانوں کو دھوکا دے اسے فرمایا ہمارے گروہ سے نہیں من غشنا فلیس منا^۲ ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ناجائز اور اس کی امامت مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



^۱ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل مدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۲

^۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب من غشنا فلیس منا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷۰

رسالہ

اراءۃ الادب لفاضل النسب

(نسبی فضیلت والے کو ادب کی راہ دکھانا)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۶۶: افضل الفضلاء اکمل اکمل مولانا مفتی صاحب! تسلیم۔

ایں کہ استفتائے ترسیل خدمت عالی مے شود از دستخط و مہر خویش و از دیگر علماء مزین نمودہ بر منت نہ نہند، چونکہ مسلمان ایں زمان سبب جہالت از اکثر حرفہ و پیشہ انحراف مے دارند، و صاحب پیشہ را حقیر می شمارند و روز بروز بدائرہ اوبار پامی کشند بر بنا، علیہ برائے اصلاح قوم مصلیہ ایں استفتاء نوشتہ شد زیادہ والسلام

یہ استفتاء جو کہ خدمت عالی میں بھیجا جا رہا ہے اپنے اور دوسرے علماء کے دستخط و مہر سے مزین کر کے مجھ پر احسان کریں، چونکہ اس زمانہ کے مسلمان جہالت کے سبب سے اکثر ہنر و پیشہ سے گریز کرتے ہیں، اور صاحب پیشہ کو حقیر جانتے ہیں اور روزانہ دائرہ پستی میں پاؤں رکھتے ہی، اسی بناء پر اصلاح قوم کے لئے مصلحت یہ استفتاء لکھا گیا۔ والسلام (محمد لطف الرحمن البردوانی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر جد اعلیٰ کسی کا کاشت کار یا نور بانی یا ماہی فروش ہو بعدہ اس کی نسل میں یہ پیشہ معمول رہا ہو یا متروک ہو گیا ہو تو اس صورت میں ان کی اولاد کو ماشا یا جولا یا یا شکاری یا اطراف کہہ کر پکارنا جس سے ان کی دل شکنی ہوتی ہے درست ہے یا نہیں؟ اور علاوہ صحابی النسل کے دوسری قوم کو شیخ کہنا روا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو (ا) بیان کرو تا کہ اجرا پاؤت)

الجواب:

بدان کہ قوله تعالى "جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَاۗئِلَ لِتَعَارَفُوْۤا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ" ^۱ (۱) وقول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ابطأ به عمله لم يسرع به نسبه ^۲ وقول دیگر اعلیٰ یا فاطمة ولا تقولی انی بنت الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۳ باعلی صوت ندا کند کہ شرافت نسب کہ اکثر جہال بہ سبب جہالت و حماقت و از عدم واقفیت حالات بزرگان دین و سلف صالحین و صحابہ کاملین و انبیاء مرسلین، بدان مباہات میکنند نزد حق سبحانہ و تعالیٰ بہ چیزے نمی ارزند و بہ منزله ہباء منثورا باشد کما قال اللہ تعالیٰ "وَالَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ" ^۴

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے شریعت کے مطابق عمل کرنا چھوڑ دیا اس کا نسب کام نہ دے گا، دوسرا قول ہے کہ شریعت پر عمل کرواے فاطمہ! اور یہ نہ کہو کہ رسول اللہ کی بیٹی ہوں، بلند آواز سے اعلان کر رہا ہے کہ شرافت نسب کہ اکثر جاہل لوگ جہالت و حماقت اور حالات بزرگان دین اور سلف صالحین اور صحابہ کاملین اور انبیاء مرسلین کے حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے اس پر فخر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے وقعت ہے مثل ہباء منثورا ہے۔ البتہ مرد کی شرافت علم سے ہوتی ہے اور جنہیں علم دیا گیا وہ درجوں میں ہیں

^۱ القرآن الکریم ۱۳/۴۹

^۲ سنن ابی داؤد کتاب العلم باب فی فضل العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۵۷، موارد الظمان کتاب العلم حدیث ۸/۷۸۱ المطبعة السلفیہ ص ۲۸

^۳ اتحاف السادة المتقین دار الفکر بیروت ۷/۷۷، ۲۸۱، صحیح مسلم کتاب الایمان ۱/۱۱۲ وکنز العمال حدیث ۵۳/۲۳ ۱۶/۱۹

^۴ القرآن الکریم ۱۱/۵۸

<p>"ثُمَّ يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ" ^۱ (۲) وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما العلماء ورثة الانبیاء ^۲ وان فضل العالم علی العابد کفضل علی ادناکم ^۳ (۳) بلکہ شرافت علم فوق شرافت نسب ے باشد کما فی الدر المختار لان شرفه العلم فوق شرف النسب و المال، کما جزم به البزازی و ارتضاه الکمال ^۴ وغیرہ اگر کسی عالم صالح ماہر را بالفاظ مذکورۃ الصدر طعنا و تحقیرا مخاطب سازد بدائر کفر پانہادہ باشد</p>	<p>اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔ بلکہ علم کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے جیسا کہ در مختار میں ہے: اس لئے کہ علم کی شرافت نسب و مال کی شرافت سے اولیٰ ہے۔ جیسا کہ اس پر بزازی نے جزم فرمایا ہے اگر کوئی شخص عالم صالح ماہر کو الفاظ مندرجہ بالا سے طعن و تحقیر کے طور پر مخاطب کرے تو دائرہ کفر میں پاؤں رکھے گا۔</p>
---	--

حررہ العاجز الفاجر الجانی محمد لطف الرحمن البردوانی الخطاب شمس العلماء مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ (بنگال)

نسب میں افضل کون؟

(از اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ)

<p>اللهم لك الحمد يا من خلق الانسان، فجعله نسبا و صهرا و كنت قديرا، صل على من ارسلته من خير فريقين من خير شعوب من خير</p>	<p>یا اللہ تیرے لئے حمد ہے اور وہ ذات جس نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کا نسب اور رشتہ دار بنایا اور تیری ذات قادر ہے اور رحمتیں نازل فرما اس ذات پر جس کو تو نے دو فریقوں میں بہتر</p>
---	---

^۱ القرآن الکریم ۳۵ / ۲۷

^۲ سنن ابن ماجہ باب فضل العلماء الخ بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰

^۳ جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادة امین کمپنی دہلی ۲ / ۹۳

^۴ الدر المختار کتاب النکاح باب الکفاة مطبع مجتبیٰ دہلی ۱ / ۱۹۵

قَبَائِلُ مِنْ خَيْرِ بَيُوتٍ بِشِيرَا وَنَذِيرَا، وَمَلَكْتَهُ نَفْعَ عَتْرَتِهِ وَقَرَابَتِهِ وَخَدَمَهُ وَامْتَهُ وَكُلَّ مَنْ يَلُودُ بِحَضْرَتِهِ دُنْيَا وَآخِرَى، وَعَلَى آلِهِ خَيْرٌ أَلٍ وَصَحْبِهِ خَيْرٌ صَحْبٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا۔	بنا کر بھیجا اور بہتر شریعت اور بہتر قبائل اور بہتر گھروں میں بشیر و نذیر بنایا اور اس کی اولاد قرابت، خادموں، امت اور دنیا و آخرت میں ان کے حضور ہر پناہ لینے والے کے نفع کے لئے تو نے اس کو مالک بنایا اور ان کی بہترین آل پاک اور بہترین صحابہ کرام پر اور برکتیں اور سلامتی کثیر در کثیر نازل فرما۔ (ت)
---	---

کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا حاجت شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا یا تعبیر کرنا جس سے اس کی دل شکنی ہو اسے ایذا پہنچے، شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اگرچہ بات فی نفسہ سچی ہو، فان کل حق صدق و لیس کل صدق حقاً (ہر حق سچ ہے مگر ہر سچ حق نہیں) ابن السنی عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ دَعَا رَجُلًا بِغَيْرِ اسْمِهِ لَعَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ ^۱ فِي التَّيْسِيرِ اَيْ بِلَقَبٍ يَكْرَهُ اَلَا بِنَحْوِ مَا عَنِ عَبْدِ اللَّهِ ^۲ ۔	جو شخص کسی کو اس کا نام بدل کر پکارے فرشتے اس پر لعنت کریں تیسیر میں ہے یعنی کسی بد لقب سے جو اسے برا لگے نہ کہ اے بندہ خدا وغیرہ سے۔
--	---

طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ اَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ اَذَانِي وَمَنْ اَذَانِي فَقَدْ اَذَى اللَّهِ ^۳ ۔	جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عز و جل کو ایذا دی۔
--	--

سنن ابی داؤد میں متعدد اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ عمل اليوم والليلة باب الوعيد في ان يدعى الرجل بغير اسمه حديث ۳۹۶ نور محمد کا خانہ کراچی ص ۱۳۷

^۲ التيسير شرح الجامع الصغير تحت حديث من دعا رجلا بغير اسمه مكتبة الامام الشافعي رياض ۲/۱۶۲

^۳ المعجم الاوسط حديث ۳۶۳۲ و مكتبة المعارف رياض ۳/۳۷۳

من ظلم معاهدانا حبيبه يوم القيامة ¹ ۔	جو کسی ذمی پر زیادتی کرے تو روز قیامت میں اس سے جھگڑا کروں گا۔
--	--

بحر الرائق ودر مختار میں ہے:

في القنية قال ليهودي او مجوسي يكافر يا ثم ان شق عليه ومقتضاه انه يعزر لارتكابه الاثم ² ۔	جس نے کسی ذمی یہودی یا مجوسی سے کہا اے کافر، اور یہ بات اسے گراں گزری تو کہنے والا گنہگار ہوگا اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ اسے تعزیر کی جائے گی قنیہ۔
---	--

تحقیق مقام و مقال بحال اجمال یہ ہے کہ مدار نجات تقویٰ پر ہے علی تبائن مراتبها وشراتها (فرق مراتب اور اس کے نتائج کے لحاظ سے) نہ کہ محض نسب، وما یضاهیه من الفضائل موہوباتها و مکسوباتها (جو فضائل کے مشابہ ہو ان کے وہی اور کسی چیزوں میں) لہذا محض تقویٰ بس ہے۔ اگرچہ شرف نسب و تکمیل علوم سمیہ نہ ہو اور مجرد شریف القوم یا ملا صاحب کمال ناکافی نہیں جبکہ تقویٰ اصلاً نہ ہو۔

ان الزبانية اسرع الى فسقة القراء منهم الى عبدة الاوثان ³ ۔	بیٹک عذاب کے سپاہی فاسق علماء کی طرف سبقت کریں گے اور یا جیسے، بتوں کے پجاری کی طرف جو عمل میں سست ہوگا فضل نسب میں آگے نہ ہوگا۔
---	--

حدیث من ابطأه عمله لم يسرع به نسبه⁴ کے یہی معنی ہیں نہ یہ کہ فضل نسب شرعاً محض باطل و مجبور وہبا منشور، یا شرافت و سیادت، نہ دنیاوی احکام شرعیہ میں وجہ امتیاز، نہ آخرت میں اصلاً نافع و باعث اعزاز۔ حاشا ایسا نہیں بلکہ شرع مطہر نے متعدد احکام میں فرق نسب کو معتبر لکھا ہے۔ اور سلسلہ طاہرہ ذریت عاطرہ میں انسلاک و انتساب ضرور آخرت میں بھی نفع

¹ سنن ابی داؤد کتاب الامارۃ باب تعشیر اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارة آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲/۷۷

² الدر المختار کتاب الحدود باب التعزیر مطبع مکتبائی دہلی ۱/۳۲۹

³ کنز العمال ہر مز طب حل حدیث ۲۹۰۰۵ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/۱۹۱

⁴ سنن ابی داؤد کتاب العلم باب فی فضل العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲/۱۵، موارد الظمان کتاب العلم حدیث ۸ المطبعة السلفية

دینے والا ہے۔ کتاب النکاح میں سارا باب کفائت تو خاص اسی اعتبار تفرقہ و مزیت پر مبنی ہے۔ سید زادی اگر کسی مغل پٹھان یا شیخ انصاری سے بے رضائے ولی نکاح کرے گی نکاح ہی نہیں ہوگا جب تک بہ سبب فضل علم دین مکافات ہو کر کفائت نہ ہو گئی ہو۔ یونہی اگر غیر اب وجد بشرائط معلومہ نابالغہ کا ایسا نکاح کر دیں وہ بھی باطل و مردود محض ہے۔ اسی طرح اگر مغلائی۔ پٹھانی نابالغہ کسی جولاہے یا دھنیے سے نکاح کر لے۔ یا ولی غیر ملزم نابالغہ کا نکاح کر دے یہ سب باطل و نامنعقد ہیں والمسائل مصرح بہا متونا و شروحا و فتاویٰ (یہ مسائل دیگر متداول کتب متون و شروح اور کتب فتاویٰ میں تفصیل سے درج ہیں) یوں ہی امامت صغریٰ کی ترتیب میں شرف نسب وجہ ترجیح ہے۔ تنویر الابصار میں ہے:

الاحق بالامامة الاعلم الى قوله ثم الاشرف نسباً ثم الانظف ثوباً ¹ ۔	سب سے زیادہ مستحق امامت وہ ہے جو زیادہ علم رکھتا ہو (مصنف کے اس قول تک) پھر وہ جو باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو، پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں۔
--	--

در مختار میں ہے:

الاشرف نسباً ثم الاحسن صوتاً ² الخ۔	وہ جو باعتبار نسب کے زیادہ شریف پھر جس کی آواز بہتر ہو۔
--	---

قریش کی خلافت

اور امامت کبریٰ میں تو شرع مطہر نے اس درجہ کا لحاظ فرمایا ہے کہ اسے صرف قریش کے ساتھ مخصوص فرمادیا۔ غیر قریش اگر چہ عالم اجل ہو امام و خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الائمة من قریش ³ رواہ	تمام خلفاء قریش ہوں گے۔ اس کو روایت
----------------------------------	-------------------------------------

¹ در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوٰۃ باب الامامة مطبع مجتہائی دہلی ۱/۸۲

² در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوٰۃ باب الامامة مطبع مجتہائی دہلی ۱/۸۲

³ مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۸۳، المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۴/۷۶، السنن الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ باب من قال یومهم ذونسب الخ دار صادر بیروت ۳/۱۲۱، السنن الکبریٰ کتاب قتال اہل البغی، باب الائمة من قریش دار صادر بیروت ۸/۱۲۳، المعجم الکبیر حدیث ۷۲۵ المکتبة الفیصلیة بیروت ۱/۲۵۲

<p>احمد وابن ابی شیبہ والنسائی وابن جریر والحاکم والبیہقی والضیاء فی المختارۃ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابوبکر بن ابی شیبہ ونعیم بن حماد و ابن السنی فی کتاب الاخوة والبیہقی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ۔</p>	<p>کیا ہے احمد، ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے اور ضیاء نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختارہ میں اور طبرانی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور نعیم بن حماد اور ابن السنی نے کتاب الاخوة میں اور بیہقی نے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔</p>
--	--

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>ان هذا الامر في قريش لا يعاديهما احد الا اكبه الله على وجهه في النار. رواه الاثمة احمد¹ وبخارى و مسلم عن امير معوية و صدره ابوبكر ابن ابی شیبہ عن ابی موسیٰ الاشعري وابن جریر عن كعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>بے شک خلافت قریش میں ہے جو ان میں سے ہر رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل جہنم میں اُنڈھا دے گا۔ اسے روایت کیا ہے امام احمد اور بخاری اور مسلم نے امیر معاویہ سے حدیث کے ابتدائی حصہ کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابی موسیٰ اشعری سے اور ابن جریر نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔</p>
---	---

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>الا ان الامراء من قريش۔ رواه ابو يعلى² عن امير المؤمنين على كرم الله تعالى وجهه الكريم، و احمد والحاكم والطبرانی بلفظ الامراء من قريش</p>	<p>سن لو، امراء و حکام اسلام قریش سے ہیں، اس کو روایت کیا ابو یعلیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے احمد حاکم اور طبرانی نے اس لفظ کے ساتھ کہ</p>
---	---

¹ صحیح البخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۷، صحیح البخاری کتاب الاحکام باب الامراء من قریش

قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۵۷، مسند احمد بن حنبل عن معاویہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۹۴، المصنف لابن ابی شیبہ

کتاب الفضائل حدیث ۱۲۴۳۹، ادارة القرآن کراچی ۱۲/ ۱۷۰

² مسند ابو یعلیٰ عن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۵۶۰، موسسة الرساله بیروت ۱/ ۲۸۴

الامراء من قریش ^۱ عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	امراء قریش ہیں "اس کو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔
---	--

اہل قریش کی فضیلت اور مقام و مرتبہ

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

قریش ولایۃ هذا الامر رواہ احمد ^۲ عن ابی بکر الصدیق وعن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	اسلامی حکومت کے والی قریش ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے احمد نے حضرت ابو بکر صدیق سے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔
--	--

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

قدموا قریشا ولا تقدموها ^۳ رواہ الامام الشافعی والامام احمد عن عبد اللہ بن خطب والطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ بن السائب والبزار عن امیر المومنین علی وابن عدی عن ابی ہریرۃ وابن جریر عن الحارث بن عبد اللہ و سیاقی فی حدیث عن انس و الشافعی والبیہقی فی معرفة الصحابة عن الزہری مرسلارضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	قریش کو تقدیم دو اور قریش پر تقدیم نہ کرو۔ اس کو روایت کیا ہے امام شافعی اور امام احمد نے عبد اللہ بن خطب سے اور طبرانی نے کبیر میں عبد اللہ بن سائب سے اور بزار نے امیر المومنین علی سے اور ابن عدی نے ابو ہریرہ اور ابن جریر نے حارث بن عبد اللہ سے اور عنقریب آئے گا حضرت انس کی حدیث اور شافعی اور بیہقی نے معرفۃ صحابہ میں زہری سے مرسل روایت کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
---	---

بلکہ ایک روایت میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث ابوہریرۃ اسلمی المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۲۳، المستدرک للحاکم کتاب الفتن والملاحم دار الفکر

بیروت ۵/۵۰۱، کنز العمال بحوالہ (ک) حم طب عن ابی موسیٰ الاشعری حدیث ۳۳۸۲۵ موسسة الرسالہ بیروت ۱۲/۲۸

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابی بکر المکتب الاسلامی بیروت ۱/۵

^۳ کنز العمال بحوالہ الشافعی البیہقی فی معرفة الصحابة والبزار عن علی الخ (حدیث ۹۱-۹۰-۸۹-۸۸) ۱۲/۲۲

یا ایہا الناس لاتتقدموا قریشا فتہلکوا رواہ البیہقی ^۱ عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اے لوگو! قریش پر سبقت نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے اسے روایت کیا ہے۔ بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
---	---

دوسری روایت میں ہے:

فتغلبوا ^۲ رواہ ابن ابی طالب عن الامام الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرسلًا وهو عندہ باللفظ الاول عن سہل بن ابی خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	یعنی قریش پر سبقت نہ کرو کہ گمراہ ہو جاؤ گے، اسے روایت کیا ہے ابن ابی طالب نے امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلًا، اور ان کے نزدیک پہلے الفاظ کے ساتھ سہل بن ابی خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
---	---

اور فرماتا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الناس تبع لقریش فی هذا الشان، رواہ الشیخان ^۳ عن ابی ہریرۃ واحمد ومسلم عن جابر والطبرانی فی الاوسط والضعیف عن سہل بن سعد وعبد اللہ بن احمد واحمد وابن ابی شیبۃ عن معاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وهذا عن سعید بن ابراہیم بلا غا۔	سب لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں اسے روایت کیا ہے امام بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے اور احمد و مسلم نے جابر سے اور طبرانی نے اوسط میں اور ضیاء نے سہل بن سعد سے اور عبد اللہ بن احمد اور احمد و ابن ابی شیبہ نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، اور یہ سعید بن ابراہیم سے بلا غاروایت کی گئی ہے۔
---	---

حدیث ۲۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

1

2

³ صحیح البخاری باب المناقب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۶، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۱۹/۲، مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۳۱ و ۳۷۹، المعجم الکبیر حدیث ۵۵۹۲ مکتبہ المعارف ریاض ۶/

قریش صلاح الناس ولا يصلح الناس الا بهم رواه ابن عدی ^۱ عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	قریش آدمیوں کی سنوار ہیں لوگ نہ سنواریں گے مگر قریش سے۔ روایت کیا ہے ابن عدی نے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔
---	--

حدیث ۲۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

قریش خالصة اللہ تعالیٰ ^۲ رواه ابن عساكر عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	قریش برگزیدہ خدا ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے ابن عساكر نے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
--	---

حدیث ۲۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من یرد ہوا ن قریش اهان اللہ تعالیٰ ^۳ رواه احمد وابن ابی شیبہ والترمذی والعدنی والطبرانی وابو یعلی والحاکم وابونعیم فی المعرفة عن سعد بن ابی وقاص وتمام وابونعیم والضیاء عن ابن عباس	جو قریش کی ذلت چاہے اللہ اسے ذلیل کرے اسے روایت کیا ہے احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، عدنی، طبرانی، ابو یعلی، حاکم اور ابو نعیم نے معرفۃ میں سعد بن ابی وقاص سے اور تمام و ابو نعیم اور ضیاء نے ابن عباس سے اور طبرانی نے
--	---

^۱ الکامل لابن عدی ترجمہ عمر بن حبیب العدوی دار الفکر بیروت ۵/ ۱۶۹۶، کنز العمال بحوالہ عد عن عائشہ حدیث ۷۹۲ ۳۳ مؤسسة

الرسالہ بیروت ۱۲/ ۲۲

^۲ تہذیب دمشق الكبير ترجمہ اسحاق بن یعقوب دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۵۹، تہذیب دمشق الكبير ترجمہ سلمہ بن العیاض

دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۲۳۵، کنز العمال بحوالہ ابن عساكر عن عمرو بن العاص حدیث ۳۳۸۱۵ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/ ۲۶

^۳ جامع الترمذی ابواب المناقب فضل الانصار وقریش میں کئی روایں، ۲/ ۳۳۰، المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابة دار الفکر بیروت

۴/ ۴، مسند احمد بن حنبل عن سعد بن ابی وقاص المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸

والطبرانی فی الکبیر عن انس وابن عساكر عن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهم -	کبیر میں انس سے اور ابن عساكر نے عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهم سے۔
--	--

حدیث ۳۵۲۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

قوة الرجل من قریش قوة رجلين ^۱ - رواه احمد وابن ابی شيبه والطیالسی وابو یعلی وابن ابی عاصم و الباوردی والطبرانی فی الکبیر والحاكم فی المستدرک والبيهقي فی المعرفة والضياء فی المختارة وابو نعیم فی الحلیة عن جبیر بن مطعم رضي الله تعالى عنه هذا فیها عن علی کرم الله وجهه والطبرانی عن ابن ابی خيثمة وابن النجار فی حدیث طویل عن انس رضي الله تعالى عنهما اوله یا ايها الناس قدموا قریشا ولا تقدموها ^۲ وهو ايضا قطعة من حدیث ابی بکر المار عن سهل -	ایک مرد قریش کو قوت دو مردوں کے برابر ہے۔ اس کو روایت کیا ہے احمد، ابن ابی شیبہ، طیالسی، ابو یعلیٰ، ابن ابی عاصم، ماوردی اور طبرانی نے کبیر میں، اور حاکم نے مستدرک میں، اور بیہقی نے معرفۃ میں۔ اور ضیاء نے مختارہ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں جبیر بن مطعم رضي الله تعالى سے یہی الفاظ حلیہ میں حضرت علی کرم الله وجهہ سے اور طبرانی نے ابن ابی خثیمہ سے اور ابن نجار نے طویل حدیث میں حضرت انس رضي الله تعالى عنہما سے کہ اے لوگو! قریش کو مقدم کرو اور خود مقدم نہ بنو، یہ بھی مذکور ابو بکر عن سهل والی حدیث کا حصہ ہے۔
---	---

حدیث ۳۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا تؤموا قریشا واثبتوها ولا تعلموا قریشا	قریش کو اپنا پیرو نہ بناؤ اور ان کی پیروی کرو۔
--	--

^۱ مسند احمد بن حنبل عن جبیر بن مطعم المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۸۱ و ۸۳

^۲ المصنف لابن ابی شیبہ حدیث ۱۲۴۳۵ / ۱۲ / ۱۶۸ و مسند ابی داؤد الطیالسی حدیث ۱۹۵۱ الجزء الرابع / ۱۲۸، حلیۃ الاولیاء ترجمہ الامام

الشافعی ۴۱۵ دار الکتب العربی بیروت ۹ / ۶۲، المعجم الکبیر حدیث ۱۲۹۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲ / ۱۱۳، کنز العمال بحوالہ ط حم

وابن نعیم وابن ابی عاصم والباوردی حب کر طب ق فی المعرفة عن جبیر بن مطعم حدیث ۳۳۸۶۲ و ۳۳۸۶۵ و ۳۳۸۶۶ مؤسسة

الرسالہ بیروت ۱۲ / ۳۴

<p>وتعلموا منها فان امانة الامين من قریش تعدل امانة امينين^۱۔ رواه ابن عساكر عن امير المؤمنين علي كرم الله وجهه وهو ايضا بمعناه قطعة من حديث انس۔</p>	<p>قریش پر دغوی استادی نہ رکھو اور ان کی شاگردی کرو کہ قریش میں ایک امین کی امانت دو امینوں کے برابر ہے۔ اسے روایت کیا ابن عساكر نے امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے یہ بھی اپنے معنی کے اعتبار سے حدیث انس کا حصہ ہے۔</p>
---	---

حدیث ۳۸۷ و ۳۸۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>اعطيت قریش ما لم يعط الناس^۲ رواه الحسن بن سفيان في مسنده ابو نعیم في معرفة الصحابة عن الحلیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نعیم بن حماد عن ابی الزاهرية مرسلًا وصله الديلمی عنه عن خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ هكذا فيما نقلت عنه بمعجمة فنون رواه مصحفًا عن حلیس بهلة فلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>	<p>قریش کو وہ عطا ہوا جو کسی کو نہ ہوا۔ اس کو روایت کیا ہے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں، ابو نعیم نے معرفة الصحابة میں حلیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور نعیم بن حماد نے ابی زاهر یہ سے مرسلًا اور اس کو دیلمی نے عن حلیس عن خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہہ کر متصل بنایا ہے "خ" کے بعد "ن" منقول ہے انھوں نے "ح" کے بعد لام سے "حلیس" کہہ کر روایت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>
--	--

حدیث ۳۹۰ و ۴۰۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>فضل الله قریشا بسبع خصال لم يعطها احد قبلهم ولا يعطاها احد بعد هم۔</p>	<p>اللہ تعالیٰ نے قریش کو ایسی سات باتوں سے فضیلت دی جو نہ ان سے پہلے کسی کو ملیں نہ ان کے بعد کسی کو عطا ہوں۔</p>
---	--

انی منهم ایک تو یہ ہے کہ میں قریش ہوں (یہ تمام فضائل سے ارفع و اعلیٰ ہے)۔ وفيهم الخلافة والحجبة والسقاية اور انھیں میں خلافت اور کعبہ معظمہ کی درباری اور حاجیوں کا سقاية۔ ونصرهم على الغيل اور انھیں اصحاب فیل پر نصرت بخشی۔ وعبدوا الله عشر سنين لا يعبدوا غيرهم اور انھوں نے دس سال اللہ کی عبادت تنہا کی کہ ان کے سواروے زمین پر کسی اور

^۱ كنز العمال بحوالہ ابن عساكر عن علي حديث ۳۳۸۴۲ مؤسسة الرسالة بيروت ۱۲/ ۳۱

^۲ كنز العمال بحوالہ حسن بن سفيان و ابو نعیم في المعرفة الخ حديث ۳۳۸۰۵ مؤسسة الرسالة بيروت ۱۲/ ۲۴

خاندان کے لوگ اس وقت عبادت نہ کرتے تھے (یہی تھے یا ان کے عبید و موالی)۔ و انزل اللہ فیہم سورۃ من القرآن لم یذکر فیہا احد غیرہم لایلّف قریش اور اللہ تعالیٰ نے ان میں ایک سورۃ قرآن عظیم کی اتاری کہ اس میں صرف انھیں کا ذکر فرمایا اور وہ سورۃ لایلّف قریش ہے۔

رواہ البخاری فی التاریخ ^۱ والطبرانی فی الکبیر و الحاکم فی المستدرک والبیہقی فی الخلائیات عن ام ہانی وفي الاوسط عن سیدنا الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و لفظہا هذا ملفق منہا۔	اس کو روایت کیا ہے بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے ام ہانی سے خلائیات میں اور اوسط میں سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، اور اس کے الفاظ ان دونوں سے مختلف ہیں۔
--	--

حدیث ۴۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

یا معشر الناس احبوا قریشا فان من احب قریشا فقد احبنی ومن ابغض قریشا فقد ابغضنی وان اللہ تعالیٰ حبب الی قومی فلا تعجل لہم نقبۃ ولا استکثر لہم نعمة ^۲ ۔	اے گروہ مردم! قریش سے محبت رکھو کہ قریش کا دوست میرا دوست ہے اور قریش کا دشمن میرا دشمن ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے میری قوم کی محبت میرے دل میں ڈالی کہ ان پر کسی انتقام کی جلدی نہیں کرتا نہ ان کے لئے کسی نعمت کو بہت سمجھوں۔
--	--

قریش برکت کے درخت

الا ان اللہ تعالیٰ علم ما فی قلبی من حبی لقومی فسرنی فیہم قال اللہ تعالیٰ وانه لذکرک	سن لو بیشک اللہ تعالیٰ نے جانا جیسی میرے دل میں میری قوم کی محبت ہے۔ تو اس نے مجھے ان کے بارے میں شاد کیا کہ ارشاد فرمایا "بیشک
--	---

^۱کنز العمال بحوالہ تخ طبع البیہقی فی الخلائیات حدیث ۳۳۸۱۹ موسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۲، کنز العمال بحوالہ المعجم الاوسط

حدیث ۳۳۸۲۰ موسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۲، المستدرک للحاکم کتاب التفسیر تفسیر سورۃ قریش دار الفکر بیروت ۲/ ۵۳۶

^۲کنز العمال حدیث ۳۳۸۷۲ موسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۳۵

<p>ولقومك "فجعل الذكر والشرف لقومي في كتابه فالحمد لله الذي جعل الصديق من قومي والشهيد من قومي والائمة من قومي ان الله تعالى قلب العباد ظهر البطن فكان خير العرب قريشا وهي الشجرة المباركة التي قال الله عزوجل في كتابه "مثل كلمة طيبة كشجرة طيبة" يعني بها قريش "اصلها ثابت يقول اصلها كرم وفرعها في السماء" الشرف الذي شرفهم الله بالاسلام الذي هداهم وجعلهم اهله، رواه الطبراني¹ في الكبير وابن مردويه في التفسير عن عدي بن حاتم رضي الله تعالى عنه وهذا مختصرا۔</p>	<p>یہ قرآن ناموری ہے تیری اور تیری قوم کی "تو اسے اپنی کتاب کریم میں میری قوم کے لئے ذکر و شرف رکھا اللہ کے لئے حمد ہے جس نے میری قوم میں سے صدیق کیا اور میری قوم سے شہید اور میری قوم سے امام بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے ظاہر و باطن پر نظر فرمائی تو سب عرب سے بہتر قریش نکلے اور وہی برکت والے درخت ہیں۔ جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے کہ پاکیزہ بات کی کہات ایسی ہے جیسے ستھر اور دخت یعنی قریش کہ اس کی جڑ پائدار ہے یعنی ان کی اصل کرم ہے جس کی شاخیں آسمان میں ہیں یعنی وہ جو اللہ نے ان کو اسلام کا شرف بخشا اور انھیں اس کا اہل کیا، اس کو طبرانی نے کبیر میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور یہ مختصر ہے۔</p>
--	---

عزت داری اور بہتر قریش ہیں

حدیث ۴۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>كنانة عز العرب رواه الديلمي² وابن عساكر عن ابي ذر رضي الله تعالى عنه۔</p>	<p>بنی کنانہ سارے عرب کی عزت ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت ابو ذر سے۔</p>
---	---

¹ كنز العمال بحوالہ طب وابن مردويه عن عدي بن حاتم حديث ۳۳۸۷۲ مؤسسة الرسالة بيروت ۱۲/ ۳۵

² الفردوس بمأثور الخطاب حديث ۴۹۱۲ دار الكتب العلمية بيروت ۳/ ۳۰۳ كنز العمال بحوالہ ابن عساكر عن ابي ذر حديث ۳۳۹۷۱ و

۳۴۰۳۹ مؤسسة الرسالة بيروت ۱۲/ ۵۵-۶۹

حدیث ۴۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

قریش سارے عرب کے سردار ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے	قریش سادۃ العرب۔ رواہ الراہر مزنی ^۱ فی کتاب الامثال عن الوضین بن مسلم مرسلہ۔
--	---

حدیث ۴۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

بنی عبد مناف سارے قریش کی عزت ہیں اور قریش اولاد قصی کے تابع ہیں۔ اور تمام آدمی قریش کے تابع ہیں اسے بھی	عبد مناف عز قریش و قریش تبع لولد قصی والناس تبع لقریش ^۲ ۔ رواہ ایضاً کذلک عن بن الضحاک هذا مختصر۔
--	--

حدیث ۴۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اے ابودرداء! جب تو فخر کرے تو قریش سے فخر کر۔ اس کو	بابا الدرداء اذا فآخرت ففآخر بقریش رواہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام فی فوائدہ وابن عساکر ^۳
---	--

حدیث ۴۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

سب آدمیوں سے بہتر عرب ہیں اور سب عرب سے بہتر قرشی، اور سب قریش سے بہتر بنی ہاشم، اس کو دلیلی نے امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔	خیر الناس العرب وخیر العرب قریش وخیر قریش بنو ہاشم۔ رواہ الدلیلی ^۴ عن امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
---	---

^۱ کنز العمال بحوالہ الراہر مزنی فی الامثال حدیث ۳۴۱۱۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۸۸

^۲ کنز العمال بحوالہ الراہر مزنی فی الامثال حدیث ۳۴۱۱۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۸۸

^۳ کنز العمال بحوالہ تمامہ وابن عساکر حدیث ۳۴۱۲۰ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۸۹، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ العباس بن

عبد اللہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۲۲۸

^۴ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۲۸۹۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۷۸

اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور اس کی پسند

حدیث ۴۷ و ۴۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله اختار من آدم العرب واختار من العرب مضر ومن مضر قريشا واختار من قريش بنى هاشم واختارني من بنى هاشم¹ رواه البيهقي وابن عدي عن ابن عمر والحكيم الترمذي والطبراني في الكبير وابن عساكر عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما۔

بيٹک اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں سے عرب کو چنا، اور عرب سے مضر، اور مضر سے قریش، اور قریش سے بنی ہاشم، اور بنی ہاشم سے مجھ کو، اس کو روایت کیا ہے بیہقی نے اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور حکیم ترمذی نے اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

حدیث ۵۱۶۳۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله تعالى خلق خلقه فجعلهم فريقين فجعلني في خير الفريقين ثم جعلهم قبائل فجعلني في خير قبيلة ثم جعلهم بيوتاً فجعلني في خيرهم بيتاً فانا خيركم قبيلة وخيركم بيتاً۔ رواه احمد والترمذي² عن المطلب بن ابي وداعة والترمذي

اللہ عزوجل نے خلق بنا کر دو فریق کی، مجھے بہتر فریق میں رکھا پھر ان کے قبیلے قبیلے جدا کئے مجھے سب سے بہتر قبیلے میں رکھا پھر قبیلوں میں خاندان بنائے، مجھے سب سے بہتر گھر میں رکھا، پھر میرا قبیلہ تمہارے قبیلوں سے بہتر اور میرا گھر تمہارے گھروں سے بہتر، اسے روایت کیا ہے احمد اور ترمذی

¹ نوادر الاصول الاصل السابغ والستون دارصادر بيروت ص ۹۹، المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفكر بيروت ۳/ ۷۳، کنز

العمال بحوالہ ک عن ابن عمر حدیث ۳۳۹۱۸ مؤسسة الرسالة بيروت ۱۲/ ۴۳

² جامع الترمذی ابواب المناقب باب ما جاء في فضل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ائین کینی، دہلی ۲/ ۲۰۱، مسند احمد بن حنبل عن

المطلب المكتب الاسلامی بيروت ۱/ ۲۱۰ و ۱۶۶/ ۳، المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفكر بيروت ۳/ ۲۴۷

<p>عن العباس بن عبد المطلب والحاكم عن ربيعة بن الحارث رضي الله تعالى عنهم۔</p>	<p>نے مطلب بن ابی ودامہ سے اور ترمذی نے عباس بن عبد المطلب سے اور حاکم نے ربیعہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔</p>
--	--

حدیث ۵۲ و ۵۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله اختار العرب فاختار منهم كنانة واختار قريشا من كنانة واختار بنى هاشم من قريش واختارني من بنى هاشم وفي لفظ ثم اختار بنى عبد المطلب من بنى هاشم ثم اختارني من بنى عبد المطلب¹ رواه ابن سعد عن عبد الله بن عمير مرسلًا وهو البيهقي وحسنه عن الامام الباقر وهو باللفظ الاخير ابن سعد عن جعفر عن ابيه۔

حدیث ۵۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>ان الله عزوجل اصطفى كنانة من ولد اسمعيل واصطفى قريشا من كنانة واصطفى من قريش بني هاشم واصطفانا من بني هاشم رواه مسلم² والترمذی</p>	<p>بے شک اللہ عزوجل نے اولاد اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا، بنی ہاشم سے مجھ کو چن لیا، روایت کیا اسے مسلم اور ترمذی نے</p>
--	---

¹ كنز العمال بحواله ابن سعد عن عبد الله بن عبيد حديث ٣٢١٢١٠، ٣٢١٢٢٠، ٣٢١٢٣٠ مؤسسة الرسالة بيروت ١١/ ٢٥٠، الطبقات الكبرى لابن سعد ذكر من انتفى الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم دار صادر بيروت ١١/ ٢٠، السنن الكبرى كتاب النكاح باب اعتبار النسب في

الكفاءة دارصادر بيروت ١٣٢٧

² صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۲۳۵، جامع الترمذی ابواب المناقب باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امین کمپنی کراچی ۲۰۱۲

عن واثلة رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
-------------------------------	-------------------------------

حضور افضل ترین قبیلہ میں پیدا ہوئے

حدیث ۵۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

بعثت من خیر قرون بنی آدم قرناً فقراً حتی کنت فی القرن الذی کنت فیہ۔ رواہ البخاری ^۱ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	میں ہر قرن و طبقہ میں بنی آدم کے بہترین طبقات میں بھیجا گیا یہاں تک کہ اس طبقے میں آیا جس میں پیدا ہوا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اسے بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
---	---

حدیث ۵۶: کہ فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

خرجت من افضل حیین من العرب ہاشم وزہرة ^۲ رواہ ابن عساکر عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	میں عرب کے دو سب سے افضل قبیلوں بنی ہاشم و بنی زہرہ سے پیدا ہوا۔ اس کو روایت کیا ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
--	---

حدیث ۵۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب معد بن عدنان کی اولاد میں چالیس ۴۰ مرد ہو گئے ایک بار انھوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر پر حملہ کر کے مال لے لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے ضرر کی دعا فرمائی۔ اب عزوجل نے وحی بھیجی اے موسیٰ! انھیں بدعانہ کرو کہ انھیں میں سے وہ نبی امی بشیر و نذیر ہوگا جو میرا پیارا ہے اور انھیں میں سے امت مرحومہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوگی جو مجھ سے تھوڑے رزق پر راضی اور میں ان سے تھوڑے عمل پر راضی ہوں گا، فقط ایمان پر انھیں جنت دوں گا کہ ان میں ان کے نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں گے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو باوصف کمال و درعب دار ہونے کے متواضع ہوں گے۔

اخر جتہ من خیر جیل من امتہ	میں نے ان کو سب سے بہتر گروہ قریش سے
----------------------------	--------------------------------------

^۱ صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۰۳

^۲ تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر طہارة مولدہ و طیب اصلہ۔ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۲۶

قريشا ثم اخر جته من بنى هاشم صفوة قريش فهم خير من خير رواه الطبراني في الكبير عن ابى امامة رضى الله تعالى عنه ¹ ۔	پیدا کیا۔ پھر قریش میں ان کے برگزیدہ بنی ہاشم سے۔ وہ بہتر سے بہتر ہیں اس کو روایت کیا ہے طبرانی نے کبیر میں ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
--	---

نفس میں سب سے بہتر جان حضور

حدیث ۵۸، ۵۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اتأني جبريل فقال يا محمد ان الله بعثني فطفت شرق الارض وغربها وسهلها وجبلها فلم اجد حيا خيرا من العرب ثم امرني فطفت في العرب فلم اجد حيا خيرا من مضر ثم امرني فطفت في مضر فلم اجد حيا خيرا من كنانة ثم امرني فطفت في كنانة فلم اجد حيا خيرا من قريش ثم امرني فطفت في قريش فلم اجد حيا خيرا من بنى هاشم ثم امرني ان اختلف من انفسهم فلم اجد فيها نفسا خيرا من نفسك، رواه الامام حكيم ² عن الامام الصادق عن الامام الباقر وصدره الى مضر الديلمي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه۔	جبریل (علیہ السلام) نے حاضر ہو کر مجھ سے عرض کی کہ اللہ عزوجل نے مجھے بھیجا میں زمین کے پورے، پہچم، نرم و کڑھ حصے میں پھرا، کوئی قبیلہ عرب سے بہتر نہ پایا، پھر اس نے مجھے حکم دیا کہ میں نے تمام عرب کا دورہ کیا تو کوئی قبیلہ مضر سے بہتر نہ پایا، پھر حکم فرمایا، میں نے مضر میں تفتیش کی کوئی قبیلہ کنانہ سے بہتر نہ پایا، پھر حکم دیا میں نے کنانہ میں گشت کیا، کوئی قبیلہ قریش سے بہتر نہ پایا، پھر حکم دیا میں قریش میں پھرا کوئی قبیلہ بنی ہاشم سے بہتر نہ پایا، پھر حکم دیا کہ سب میں بہتر نفس تلاش کرو تو کوئی جان حضور کی جان سے بہتر نہ پائی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اسے روایت کیا ہے امام حکیم نے امام صادق سے انھوں نے امام باقر سے اور اس کی ابتداء سے مضر تک دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔
---	--

¹ مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الكبير کتاب علامات نبوت باب فی کرامة النبی دار الکتاب بیروت ۲۱۸ / ۸

² نوادر الاصول الاصل السایع والستون دار صادر بیروت ص ۹۹

حدیث ۶۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>(مجھ سے جبریل نے کہا) میں نے زمین کے پورے کچھم سے تپٹ کئے کوئی شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل نہ پایا، نہ کوئی قبیلہ بنی ہاشم سے بہتر، اس کو روایت کیا ہے حاکم نے کنی میں اور ابن عساکر نے ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح سند کے ساتھ۔</p>	<p>قال لی جبریل قلبت مشارق الارض ومغاربها فلم اجد افضل من محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قلبت مشارق الارض ومغاربها فلم اجد حیا افضل من بنی ہاشم رواہ الحاکم فی الکنی وابن عساکر^۱ عن ام المومنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح۔</p>
--	--

حدیث ۶۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>خلافت قریش میں ہے۔ اس کو روایت کیا ہے احمد اور طبرانی نے کبیر میں عتبہ بن عبدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ۔</p>	<p>الخلافة فی قریش^۲ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر عن عتبة بن عبدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔</p>
---	--

ہم نے احادیث کو اسی مضمون سے شروع کیا تھا اور اسی پر ختم کیا کہ اول باختر نسبتہ دارد (کہ اول آخر کے ساتھ نسبت رکھتا ہے)

احکامات اور نکات

اور اب بعض دیگر احکام میں فرق دکھا کر اخلاق فاضلہ پھر نفع اخروی کی طرف توجہ کریں۔ تین حکم تو یہ تھے:

(۱) نکاح

(۲) امامت صغریٰ

(۳) امامت کبریٰ

^۱کنز العمال بحوالہ حاکم فی الکنی وابن عساکر عن عائشہ حدیث ۳۲۱۲/۱ موسسة الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۵۱

^۲مسند احمد بن حنبل عن عتبہ بن عبدان المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۸۵، المعجم الکبیر عن عتبہ بن عبدان حدیث ۲۹۸ المکتبۃ

الفیصلیۃ بیروت ۱۲۱/ ۱۷

(۴) حکم چہارم، عرب کبھی بحال کفر بھی غلام نہ بنائے جائیں گے۔

(۵) حکم پنجم، ان کے مشرکوں پر جزیہ نہ رکھا جائے گا کہ ان میں جو غلام نہ بن سکے اس پر جزیہ بھی نہیں

(۶) حکم ششم، ان کی زمین سے کبھی خراج بھی نہیں لیا جائے گا وہ بہر حال عشری ہے درمختار میں ہے:

قتل الاساری ان شاء ان لم یسلوا او استرقهم او ترکهم احرار اذمة لنا الامشرکی العرب ¹	مشرکین عرب کے علاوہ دیگر عرب نژاد اگر اسلام نہ لائیں تو ان کے بارے اختیار ہے کہ قتل کریں یا آزاد یا انھیں غلام بنائے ہمارے ذمے چھوڑ دے
---	--

اسی کی فصل فی الجزیہ میں ہے:

توضع علی کتابی ومجوسی ووثنی عجبی لجواز استرقاقه فجاز ضرب الجزیة علیه لاعلی وثنی عربی ²	جزیہ مقرر کیا جائے گا کتابی، مجوسی، اور بت پرست پر، کیونکہ ان کا غلام بنانا جائز ہے، تو ان پر جزیہ مقرر کرنا جائز ہے نہ کہ عربی بت پرست پر۔
---	---

اسی کے باب العشر میں ہے:

ارض العرب عشریة ³	عرب کی زمین عشری ہے۔
------------------------------	----------------------

ردالمحتار میں ہے:

لان کمالارق علیہم لاجراج علی اراضیہم نہر و تمامہ فی الفتح ⁴	اس لئے کہ جیسا کہ ان پر غلامی نہیں ہے ان کی زمینوں پر خراج بھی نہیں، نہ اس کی کامل بحث فتح میں ہے۔
--	--

حدیث ۶۲: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ اوطاس میں فرمایا:

لو کان ثابتاً علی احد من العرب رق کان الیوم ⁵	اگر کوئی عرب غلام بن سکتا تو آج بنایا جاتا۔
--	---

¹ درمختار کتاب الجہاد باب الغنم مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۳۴۲

² درمختار کتاب الجہاد فصل فی الجزیہ مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۳۵۱

³ درمختار کتاب الجہاد باب العشر والخراج والجزیہ مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۳۴۷، ۳۴۸

⁴ ردالمحتار کتاب الجہاد باب العشر والخراج والجزیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۵۴

⁵ کنز العمال بحوالہ طب عن معاذ حدیث ۳۳۹۳۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۴۷

(۷) حکم ہفتم، نہایت و تمہین و ثنائی و فتح و درر و غیرہا میں ہے:

تعزیر اشراف الاشراف و هم العلماء والعلویۃ بالاعلام بان یقول له القاضی بلغنی انک تفعل کذا فینزجر ^۱ ۔	یعنی علماء سادات سب سے اعلیٰ درجہ کے اشراف ہیں ان سے اگر کوئی تقصیر موجب تعزیر واقع ہو کہ اراذل کرتے تو ضرب و جس کے مستحق ہوتے، ان کے علاوہ کے لئے اس قدر بس ہے کہ قاضی کہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایسا کام کرتے ہیں اس قدر ان کے زجر کو بس ہے۔
--	--

لغزشیں

حدیث ۶۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اقلبوا الکرام عثرا تهم رواہ ابن عساکر عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا قطعۃ من حدیث۔	کریہوں کی لغزشوں سے درگزر کرو، اس کو روایت کیا ہے ابن عساکر نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔
--	---

حدیث ۶۶۶۶۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

تجافوا عن عقوبۃ ذی البروءۃ الا فی حد من حدود اللہ تعالیٰ ^۳ ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن زید بن ثابت و صدرہ لہ فی کتاب مکارم الاخلاق	اصحاب مروت کی سزا سے درگزر کرو مگر حدود الہیہ سے کسی میں۔ اسے روایت کیا ہے طبرانی نے اوسط میں زید بن ثابت سے اور اس کا ابتدائی حصہ ان کی کتاب مکارم الاخلاق میں ہے اور
--	--

^۱ رد المحتار کتاب الحدود باب التعزیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۷۸، تبیین الحقائق بحوالہ نہایت کتاب الحدود باب التعزیر

المطبعة الکبزی بولاق مصر ۳/ ۲۰۸، فتح القدیر کتاب الحدود باب التعزیر مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۵/ ۱۱۲

^۲ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث ۱۵۰۵۷ موسسة الرسالہ بیروت ۶/ ۱۱۰

^۳ کنز العمال بحوالہ طس عن زید بن ثابت حدیث ۱۲۹۸۰ موسسة الرسالہ بیروت ۵/ ۳۱۰، کنز العمال بحوالہ طب فی مکارم الاخلاق وابی

بکر بن المزربان ۱۲۹۸۱ موسسة الرسالہ بیروت ۵/ ۳۱۱

ولا بنی بکر بن المرزبان فی کتاب المروءة عن ابن عمر ولبعناہ مع زیادة لهذا عن الامام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم وفي الباب غیرہم۔	ابوبکر بن مرزبان کی کتاب "المروءة" میں ابن عمر سے اور اسی معنی کے ساتھ کچھ زیادہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے اور اس باب میں ان کے غیر سے روایت ہے۔
--	--

حدیث ۶۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اقبلوا ذوی الہیئات عثرا تہم الا الحدود۔ رواہ احمد و البخاری فی الادب المفرد و ابوداؤد عن ام المومنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	عزت داروں کی لغزشیں معاف کرو مگر حدود، اس کو احمد اور بخاری نے ادب المفرد میں اور ابوداؤد نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔
--	--

تذیل: تعظیم

حدیث ۶۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا یقوم الرجل من مجلسہ الا لبنی ہاشم رواہ الخطیب ^۲ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	آدمی اپنی جگہ چھوڑ کر کسی کے لئے نہ اٹھے سوائے بنی ہاشم کے۔ اسے روایت کیا ہے خطیب نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
--	---

دوسری روایت میں ہے:

یقوم الرجل من مجلسہ لاختیہ الابنی ہاشم لا یقومون لاحد رواہ	ہر شخص اپنے بھائی کے لئے اپنی مجلس سے اٹھے مگر بنی ہاشم کسی کے لئے نہ اٹھیں، اس کو
---	---

^۱ مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۱۸۱، الادب المفرد حدیث ۳۶۵ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل
ص ۱۳۳، سنن ابوداؤد کتاب الحدود باب فی الحد یشفع فیہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۳۵، کنز العمال بحوالہ حم خد عن عائشہ حدیث
۱۲۹۷۵ موسسة الرسالہ بیروت ۵/ ۳۰۹

^۲ تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن علی ۱۰۷۶ دار الکتب العربی بیروت ۳/ ۸۸

طبرانی نے کبیر میں اور خطیب نے روایت کیا۔	الطبرانی ^۱ فی الکبیر والخطیب۔
---	--

اخلاق فاضلہ

مشاہدہ شاہد اور تجربہ گواہ ہے کہ شریف قومیں بحیثیت مجموعی دیگر اقوام سے حیا، حمیت، تہذیب، مروت، سخاوت، شجاعت، سیر چشمی، فتوت، حوصلہ، ہمت، صفائے قریحت وغیرہ بالکثرت اخلاق حمیدہ، موہوبہ، مکسوبہ، میں زائد ہوتی ہیں اور سب کا آدم و حوا علیہا الصلوٰۃ والسلام ایک ماں باپ سے ہونا جس طرح تفاوت افراد کا نافی نہیں ایک آدمی لاکھ کے برابر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انسان کے سوا کوئی چیز اس کی ہم جنس ہزار کے برابر نہیں ہو سکتی، اس کو بیان کیا ہے طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے مختارہ میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	لیس شیعی خیرا من الف مثله الا الانسان، اخرجه الطبرانی ^۲ فی الکبیر والضياء فی المختارۃ عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
---	--

یوں ہی تفاوت اصناف و اقوام کا منافی نہیں۔ قریش کی جرأت، شجاعت، سماحت، فتوت، قوت، شہامت، اسلام و جاہلیت دونوں میں شہرہ آفاق رہی ہے۔ اور ان میں بالخصوص بنی ہاشم یوں ہی جاہلیت میں بنی ہاہلہ خست و دناءت سے معروف تھے۔ حتیٰ قال قائلہم (ان میں سے ایک نے کہا۔ ت):

وما ينفع الاصل بنی ہاشم اذا كانت النفس من باہلہ

ولو قيل للکلب یا باہلی عوی الکلب من لؤم هذا النسب^۳

(بنی ہاشم سے اصل کا ہونا نافع نہیں جب وہ بنی ہاہلہ کافر ہو۔ جب کہتے کو "یا باہلی" کہا جائے تو وہ اس نسب کی شر مساری سے ماند ہو جاتا ہے۔ ت)

^۱ المعجم الکبیر حدیث ۷۹۴۶ المكتبة الفیصلیة بیروت ۸/ ۲۸۹، کنز العمال بحوالہ طب والخطیب عن ابی امامة حدیث ۳۳۹۱۵ مؤسسة

الرسالہ بیروت ۱۲/ ۴۳

^۲ المعجم الکبیر حدیث ۶۰۹۵ المكتبة الفیصلیة بیروت ۶/ ۲۳۸، کنز العمال بحوالہ طب والضياء عن سلمان حدیث ۳۳۹۱۵ مؤسسة

الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۹۱

^۳ سیر اعلام النبلاء ترجمہ قتیبہ بن مسلم ۱۲۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۴/ ۱۱-۱۰

اسی تفاوت ہمت کے باعث ہے کہ دنیا و دین دونوں کی سلطنتیں یعنی سلطنت ملک و سلطنت علم ہمیشہ شریف ہی اقوام میں رہی دوسری قوموں کا اس میں حصہ معدوم یا کالمعدوم ہے۔ عجم میں جو شریف قومیں تھیں اور ہیں خصوصاً اہل فارس — حدیث ۴۶ کے متن میں ہے: وخیر العجم فارس^۱ (عجمیوں میں بہتر فارس ہیں) تو مصداق حدیث صحیح:

<p>لوکان العلم معلق بالثر یا لینالہ رجل من اهل فارس۔ اصل الحدیث فی الصحیحین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و لفظ مسلم لوکان الدین عند الثریا لذهب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی یتناولہ^۲ اعنی امام الائمة مآلک الازمة کاشف الغمۃ، سراج الامة سیدنا امام ابوحنیفہ و رواہ الطبرانی^۳ فی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔</p>	<p>علم اگر اثر یا پر (کہ آٹھویں آسمان کے ستاروں سے ہے) آویزاں ہوتا تو ایک مرد فارسی وہاں سے لے آتا۔ اصل حدیث بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے ہے اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں اگر دین ثریا پر ہوتا تب بھی فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا۔ یا فرمایا: فارس کی اولاد میں سے اس کو حاصل کر لیتا۔ وہ شخص امام الائمہ، مالک الازمہ، کاشف الغمہ، سراج الائمہ سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اس کو طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔</p>
--	--

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فارسی ہونا کیا مضر، خصوصاً اولاد کسریٰ کہ فارس کی اعلیٰ نسل شمار ہوتی ہے جو ہزار ہا سال صاحب تاج و تخت رہی اور ان کی مجوسیت شریف قوم گنے جانے کے منافی نہیں، جیسے قریش کہ زمانہ جاہلیت میں بت پرست تھے اور بلاشبہ وہ تمام جہان کی اقوام سے افضل قوم ہے۔ انھیں فارسیوں میں امام بخاری بھی ہیں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یونہی خراسانی کہ وہ بھی فارسی ہیں۔ بلکہ تیسیر میں زیر حدیث:

لوکان الایمان عند الثریا لتناولہ رجال	اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اس کے علاقے
---------------------------------------	---

^۱ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۲۸۹۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۸، کنز العمال حدیث ۳۴۱۰۹ موسسة الرسالہ بیروت ۱۲/۸۷

^۲ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل فارس قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۲/۲

^۳ المعجم الکبیر عبد اللہ ابن عباس حدیث ۱۰۴۷۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۵۱/۱۰

من فارس۔	(یعنی فارس) کے لوگ اس کو حاصل کر لیتے۔
----------	--

قیل اراد بفارس هنا اهل خراسان^۱ (کہا جاتا ہے فارس سے مراد یہاں اہل خراسان ہیں۔ ت) اور نسب بلاد مثل خراساں و بلخ و مرو و تتر کا ذکر خارج از بحث ہے۔ شرافت و دنائت کسی شہر کے سکونت پر نہیں، نہ بعض اکابر کا کوئی پیشہ کرنا اس کے جواز سے زائد دلیل نادر پر حکم۔ فرق ہے اس میں کہ فلاں امام نے نساجی کی اور فلاں نساج کہ قوم نساجین سے تھا امام ہو گیا۔ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بکریاں چرائیں، اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں گڈریا نبی ہو گیا۔ اور سوبات کی ایک بات وہ ہے جس کی طرف ہم نے صدر کلام میں اشارہ کیا کہ موازنہ بحیثیت مجموعی ہے نہ کہ فرد افراد۔ اور حکم کے لئے غالب بلکہ اغلب کافی۔ اور شک نہیں کہ یوں اخلاق فاضلہ میں شریف قوموں کا حصہ غالب ہے۔ اور احادیث کثیرہ اس پر ناطق متعدد احادیث سے گزرا کہ: ایک قریش کی قوت دوسروں کے برابر ہوتی ہے۔ اور ایک قریش کی امانت دو آدمیوں کے مثل۔

حدیث ۶۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اذا اختلف الناس فالعدل في مضر۔ رواه الطبرانی ^۲ فی	جب لوگ مختلف ہوں تو عدل قوم مضر میں ہے۔ (جس میں سے قریش ہیں)۔ اس کو روایت کیا ہے طبرانی نے کبیر میں ابن عباس سے۔
--	--

حدیث ۷۰: کہ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

قسم الحیاء عشرة اجزاء فتسعة في العرب وجزء في سائر الناس، رواه الخطيب ^۳ فی البخلاء عن محمد بن مسلم۔	حیاء کے دس حصے کئے گئے ان میں سے نو حصے عرب میں ہیں اور ایک باقی تمام لوگوں میں، اس کو روایت کیا ہے خطیب نے بخلاء میں محمد بن مسلم سے۔
---	--

^۱ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث لوکان الایمان عند الثریا مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۳۰۹/۲

^۲ المعجم الکبیر حدیث ۱۱۴۱۸ مکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۱۷۸

^۳ کنز العمال بحوالہ الخطیب فی کتاب البخلاء حدیث ۳۴۱۱۷ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۸۸

حدیث ۷۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>بے شک فلاں شخص نے ایک ناقہ نذر دیا تھا میں نے اس کے بدلے چھ جوان ناقے عطا فرمائے اور وہ ناراض ہی رہا، بے شک میرا ارادہ ہوا کہ ہدیہ قبول نہ کروں مگر قریشی یا انصاری یا ثقفی یا دوسی کا، الحدیث۔ اس کو روایت کیا ہے احمد اور ترمذی اور نسائی نے حضرت ابومرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ، مناوی نے تیسیر میں کہا کہ وہ اپنے کرم اخلاق اور شرافت کے باعث کمینوں کی طرح ہدیہ پر زیادہ معاوضے کی نگران نہیں رہتے۔</p>	<p>ان فلانا اهدى الى ناقاة فعوضته منها ست بكرات فظل ساخطا لقد هبمت ان لا اقبل هدية الا من قریشی او انصارى او ثقفى او دوسى، الحدیث۔ رواہ احمد^۱ والترمذی والنسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔ قال المناوی فی التیسیر لانہم لکم ارم اخلاقہم و شرف نفوسہم وطیب عنصرہم لا تطمح نفوسہم الی ما ینتظر الیہ السفلة والرعاع من استکثار العوض علی الہدیۃ^۲۔</p>
---	---

امانت دار

حدیث ۷۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

<p>ہمارے مصحف نہ لکھیں مگر قریش و ثقیف کے لڑکے (یہ باب امانت سے ہوا) اسے ابو نعیم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔</p>	<p>لا یبلی مصاحفنا الا غلمان قریش و غلمان ثقیف۔ رواہ ابو نعیم^۳ عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
---	--

حدیث ۷۳ و ۷۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

^۱ جامع الترمذی ابواب المناقب باب فی ثقیف و بنی حنفیہ المین کینی و ملی ۲/ ۳۳۳، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی

بیروت ۲/ ۲۹۲

^۲ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ان فلانا اهدى الى ناقاة الخ مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۳۲۴

^۳ کنز العمال بحوالہ ابی نعیم عن جابر حدیث ۷۸۳ ۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۴/ ۷۷

<p>ان قریشا اهل صدق وامانة فمن بغى لهم العواثر كبه الله على وجهه رواه الامام الشافعي وابو بكر ابن ابى شيبة والامام احمد¹ والبخارى فى الادب المفرد وابن جرير والشافى والطبرانى والضياء عن رفاعه بن رافع الزرنى وابن النجار عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنه۔</p>	<p>بيٹک قریش راستی وامانت والے ہیں تو جو ان کی لغزشیں چاہے اللہ اسے منہ کے بل اوندھا کر دے۔ اسے روایت کیا ہے امام شافعی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری نے ادب المفرد میں اور ابن جریر اور شافعی اور طبرانی اور ضیاء نے رفاعہ بن رافع الزرنی سے اور ابن النجار نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔</p>
--	--

چار خصلتیں

حدیث ۷۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>ان فيهم لخصالا اربعا انهم اصلح الناس عند فتنة واسرعهم اقامة بعد مصيبة واوشكهم كربة بعد فرة وخيرهم لمسكين ويقيم وامنهم من ظلم المملوك، رواه ابو نعيم في الحلية² عن المستورد الفهرى رضى الله تعالى عنه۔</p>	<p>یعنی قریش یا بنی ہاشم میں چار خصلتیں ہیں فتنہ کے وقت وہ سب سے زائد صلاح پر ہوتے ہیں مصیبت کے بعد سب سے پہلے ٹھیک ہو جاتے اور لڑائی میں پسپا بھی ہوں تو سب سے جلد تر دشمن پر پلٹ پڑتے ہیں اور مسکین و یتیم و مملوک کے حق میں سب سے بہتر ہے۔ اس کو روایت کیا ہے ابو نعیم نے حلیہ میں المستورد الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔</p>
---	---

¹ مسند احمد بن حنبل حدیث رفاعہ بن رافع المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۴۰، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۱۲۴۳۳

ادارة القرآن کراچی ۱۲/ ۱۹۸، المعجم الكبير حدیث ۴۵۴۲ و ۴۵۴۵، المكتبة الفيصلية بیروت ۵/ ۳۶۵

² حلیۃ الاولیاء ترجمہ عبد اللہ بن وہب ۲۲۵ دار الکتب العربی بیروت ۸/ ۳۲۹، کنز العمال بحوالہ حل عن المستورد والفہری حدیث

۲۲۸۸۹ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/ ۳۸، کنز العمال بحوالہ حل عن المستورد والفہری حدیث ۳۳۹۰۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/ ۴۱، ۴۱۰

نیک عورتیں

حدیث ۸۶۷۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

خیر الناس رکبن الابل صالح النساء قریش احناہ علی ولد فی صغره وارعاہ علی زوج فی ذات یدہ رواہ احمد ^۱ والبخاری ومسلم عن ابی ہریرۃ وابو بکر ابی شیبۃ عن مکحول مرسلًا وابن سعد فی طبقاتہ عن ابن ابی نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	عرب کی سب عورتوں میں بہتر قریش کی نیک بیویاں ہیں اپنے چھوٹے چھوٹے بچے پر سب سے زیادہ مہربان اور اپنے شوہر کے مال کی سب سے بڑھ کر نگہبان اسے روایت کیا ہے احمد اور بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے مکحول سے مرسلًا اور ابن سعد نے اپنے طبقات میں ابن ابی نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
--	--

حدیث ۷۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الناس معادن کمعادن الذهب والفضۃ والعرق دساس وادب السوء کعرق السوء رواہ البیہقی ^۲ فی شعب الایمان والخطیب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	جیسے سونے چاندی کی مختلف کانیں ہوتی ہیں یونہی آدمیوں کی ہیں۔ اور رگ خفیہ اپنا کام کرتی ہے اور برادب بری رگ کی طرح ہے۔ اس کو روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان اور خطیب نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔
---	---

یہیں سے کہتے ہیں کہ: اصل بد از خطا خطانہ کند (بد اصل غلطی کا مرتکب رہتا ہے۔ ت)

کف میں شادی

حدیث ۸۲۵۸۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

^۱ صحیح البخاری کتاب النفقات باب حفظ المرأة زوجها فی ذات یدہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۰۸، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل نساء قریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۰۷، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۶۹-۳۱۹۔ ۵۰۲-۳۹۳

^۲ شعب الایمان حدیث ۱۰۹۷۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۵۵، تاریخ بغداد ترجمہ احمد بن اسحاق بن صالح الخ دار الکتب العربیہ بیروت ۴/ ۳۰

<p>تخيرو النطفكم فانكحوا الاكفاء وانكحوا اليهم¹ وفي لفظ فان النساء يلدن اشباه اخوانهن و اخواتهن، رواه ابن ماجة² والحاكم والبيهقي و الحاكم في السنن، وباللفظ الاخر ابن عدی وابن عساکر کلهم عن ام المومنین الصديقة صدره عند تمام والضياء وابی نعیم في الحلیة عن انس وعند ابن عدی والدیلی عن ابن عمر۔</p>	<p>اپنے نطفے کے لئے اچھی جگہ تلاش کرو۔ کف میں بیاہ ہو اور کف سے بیاہ کر لاؤ کہ عورتیں اپنے ہی کنبے کے مشابہ جنتی ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے اور حاکم نے سنن میں اور دوسرے الفاظ میں ابن عدی اور ابن عساکر سب نے ام المومنین صدیقہ سے۔ حدیث کا ابتدائی حصہ تمام ضیاء اور ابو نعیم کی حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عدی و دلیلی کے ہاں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔</p>
--	---

حدیث ۸۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>تزوجوا فی الحجز الصالح فان العرق دساس، رواه ابن عدی والدارقطنی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>اچھی نسل میں شادی کرو کہ رگ خفیہ اپنا کام کرتی ہے۔ اس کو روایت کیا ہے ابن عدی اور دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔</p>
---	--

حدیث ۸۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>ایاکم وخضراء الدمن المرأة الحسناء فی المنبت السوء رواه</p>	<p>گھوڑے کی ہریالی سے بچو، ہری نسل میں خوب صورت عورت۔ اس کو روایت</p>
---	---

¹ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب الاکفاء ص ۱۴۲ والسنن الکبیری کتاب النکاح باب اعتبار الکفاءة ۷/ ۱۳۳، المستدرک للحاکم کتاب

النکاح باب تخیر والنطفکم الخ دار الفکر بیروت ۲/ ۱۶۳

² الکامل لابن عدی ترجمہ عیسیٰ بن عبد اللہ الخ دار الفکر بیروت ۵/ ۱۸۸۳، کنز العمال بحوالہ عد و ابن عساکر عن عائشہ حدیث

۲۴۵۵۸ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۶/ ۲۹۵

³ الکامل لابن عدی ترجمہ ولید بن محمد البوقوی دار الفکر بیروت ۷/ ۲۵۳۵، کنز العمال بحوالہ عن انس حدیث ۲۴۵۵۹ مؤسسة

الرسالة بیروت ۱۶/ ۲۹۶

الرامهرمزی ^۱ فی الامثال والدارقطنی فی الافراد و الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	کیا ہے رامہرمزی نے امثال میں اور دارقطنی نے افراد میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
--	---

حدیث ۸۵ و ۸۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

العرب للعرب اکفاء والموالی للموالی اکفاء الاحاثك او حجام رواه البیهقی ^۲ عن ام المومنین وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	عرب عرب کے کفو ہیں اور موالی موالی کے۔ مگر جولاہا یا حجام، اس کو روایت کیا ہے بیہقی نے ام المومنین وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔
---	--

نفع آخرت

ظاہر ہے کہ اخلاق فاضلہ باعث اعمال صالحہ ہیں۔ اور اعمال صالحہ نفع آخرت اور اس خصوص میں بکثرت۔
حدیث ۸۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

قریش علی مقدمة الناس يوم القيامة ولو لان تبطر قریش لا خبر تھا ببالحسنها من الثواب عند اللہ۔ رواہ ابن ^۳ عدی عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	قریش روز قیامت سب لوگوں سے آگے ہوں گے اور اگر قریش کے اترا جانے کا خیال نہ ہوتا تو میں انھیں بتا دیتا کہ ان کے نیک کے لئے اللہ کے یہاں کیا ثواب ہے۔ اس کو روایت کیا ہے ابن عدی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
--	---

^۱ الفردوس بہا ثور الخطاب حدیث ۱۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۸۲، کنز العمال بحوالہ الرامهرمزی فی الامثال حدیث ۴۴۵۸۷

مؤسسة الرسالة بیروت ۱۶/ ۳۰۰

^۲ السنن الکبریٰ کتاب النکاح باب اعتبار الصنعة فی الکفاء دار صادر بیروت ۷/ ۱۳۴، ۱۳۵

^۳ الکامل لابن عدی ترجمہ اسمعیل بن یحیی مدنی دار الفکر بیروت ۱/ ۲۹۹، کنز العمال بحوالہ عن جابر حدیث ۳۳۱۰ مؤسسة الرسالة

روز قیامت حضور سے قریب تر قریش ہوں گے

حدیث ۸۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان لواء الحمد يوم القيامة بيدى وان اقرب الخلق من لوائى يومئذ العرب- رواه الامام والترمذى ¹ الحكيم والطبرانى فى الكبير والبيهقى فى شعب الايمان عن ابى موسى الاشعرى رضى الله تعالى عنه-	بے شک روز قیامت لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور بے شک اس دن تمام مخلوق میں عرب میرے نشان سے زیادہ قریب ہوں گے اسے روایت کیا ہے امام ترمذی حکیم نے اور طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب الايمان میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
--	--

حدیث ۸۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اول من اشفع له يوم القيمة من امتى اهل بيتى ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار ثم من امن بى واتبعنى من اليمن ثم من سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع له اولا افضل رواه الطبرانى ² فى الكبير والدارقطنى فى الافراد والمخلص فى الفوائد عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما-	روز قیامت میں سب سے پہلے اہل بیت کی شفاعت فرماؤں گا۔ پھر درجہ بدرجہ زیادہ نزدیک ہیں قریش تک۔ پھر انصار۔ پھر وہ اہل یمن جو کہ مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی، پھر باقی عرب، پھر اہل عجم۔ اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں وہ افضل ہے اس کو روایت کیا ہے طبرانی نے کبیر میں اور دارقطنی نے افراد میں اور مخلص نے فوائد میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔
--	--

¹ شعب الايمان حدیث ۱۶۱۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۳۲، کنز العمال بحوالہ الحکیم طب ہب حدیث ۳۳۹۲۹ مؤسسة الرسالہ بیروت

۴۶/۱۲، مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب المناقب باب ما جاء فى فضل العرب دارالکتب بیروت ۱۰/۵۲

² المعجم الكبير عن ابن عمر حدیث ۱۳۵۵۰ المكتبة الفيصلية بیروت ۱۲/۴۲، کنز العمال بحوالہ طب ک حدیث ۳۳۱۴۵ مؤسسة

الرسالہ بیروت ۱۲/۹۴

ترجیح قریش کی ہوگی

حدیث ۹۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لو انی اخذت بحلقة باب الجنة ما بدأت الایکم یا بنی	میں دروازہ بہشت کی زنجیر ہاتھ میں لوں تو اے بنی ہاشم!
ہاشم، رواہ الخطیب ^۱ عن انس بن مالک رضی اللہ	پہلے میں تمہیں سے شروع کروں۔ اسے روایت کیا ہے
تعالیٰ عنہ۔	خطیب نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

حدیث ۹۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

أترون انی اذا تعلقت بحلق ابواب الجنة اوثر علی بنی	کیا یہ خیال کرتے ہو کہ جب میں درہائے جنت کی زنجیر ہاتھ
عبد المطلب احدا۔ رواہ ابن النجار ^۲ عن ابن عباس	میں لوں اس وقت اولاد عبد المطلب پر کسی اور کو ترجیح دوں
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	گا۔ اس کو روایت کیا ہے ابن النجار نے ابن عباس رضی اللہ
	تعالیٰ عنہما سے۔

حضور سے قرابت

حدیث ۹۲ تا ۹۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

کل سبب ونسب منقطع یوم القیمة الا سببی ونسبی	ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور
رواہ البزار ^۳ والطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک	رشتہ، اسے روایت کیا ہے بزار اور طبرانی نے کبیر میں اور
	حاکم نے مستدرک

^۱ تاریخ بغداد ترجمہ عبداللہ بن الحسن ۵۰۵۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۹/ ۳۳۹

^۲ کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن ابن عباس حدیث ۳۳۹۰۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/ ۳۱

^۳ المعجم الکبیر حدیث ۲۶۳۵۶۲۶۳۳ المكتبة الفیصلیہ بیروت ۳/ ۴۵ و حدیث ۱۱۶۲۱/ ۱۱۲۳۳ السنن الکبریٰ کتاب النکاح بیروت ۷

۱۱۴/ والمستدرک کتاب معرفة الصحابة ۳/ ۱۴۲ کنز العمال حدیث ۳۱۹۱۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۴۰۹

<p>وصححه وقال الذهبي اسناداه صالح والدارقطني و البيهقي في السنن والضياء في المختارة عن امير المؤمنين عمرو الطبراني عن ابن عباس وعن المسور بن مخرمة رضى الله تعالى عنهم، وهو عند احمد و الحاكم والبيهقي عن المسعر في حديث اوله فاطمة بضغة منى¹ وحديث الفاروق مع قصة تزوجه سيدتنا ام كلثوم بنت علي رضى الله تعالى عنهم رواه سعيد بن منصور في سننه وابن سعد في الطبقات و ابو نعيم في المعرفة وابن عساكر بطرق ابن راهوية مختصرا۔</p>	<p>میں اور اسے صحیح کہا، اور ذہبی نے کہا اس کی سند صالح ہے۔ اور دارقطنی اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں امیر المؤمنین عمرو الطبرانی نے ابن عباس اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور یہ حدیث احمد، حاکم اور بیہقی کے ہاں مسعر سے مروی ہے اس حدیث کے اول میں ہے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے گوشت کا قطعہ ہے۔ اور حدیث فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مع قصہ حضرت سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنے ساتھ نکاح مروی ہے۔ سعید بن منصور سے سنن میں اور ابن سعد نے طبقات میں اور ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اور ابن عساکر نے متعدد طرق سے اور ابن راہویہ نے مختصرا روایت کیا ہے۔</p>
---	---

حدیث ۹۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>كل نسب وصهر ينقطع يوم القيمة الا نسبي و صهری۔ رواه ابن² عساكر عن عبد الله بن امير المؤمنين عمر رضى الله تعالى عنهما۔</p>	<p>ٹوپی اور پاپچے کے سب رشتے قیامت میں منقطع ہو جائیں گے مگر میرے رشتے۔ اس کو روایت کیا ابن عساکر نے عبد اللہ بن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔</p>
<p>ما بال اقوام يزعمون ان قرابتی</p>	<p>کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ زعم کرتے ہیں کہ میری</p>

¹ السنن الكبرى كتاب النكاح ۷/ ۶۴ والمستدرک كتاب معرفة الصحابة ۳/ ۱۵۸، كنز العمال بحوالہ حمك حدیث ۳۲۲۳ مؤسسة

الرساله بیروت ۱۴/ ۱۰۸

² كنز العمال بحوالہ ابن عساكر حدیث ۳۹۱۵ مؤسسة الرساله بیروت ۱۱/ ۴۰۹

لا تنفع كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة الا نسبي وسببي فانها موصولة في الدنيا والاخرة۔ رواه البزار ¹	قربت نفع نہ دے گی۔ ہر علاقہ و رشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ اور علاقہ کہ دنیا و آخرت میں جڑا ہوا ہے۔ اس کو بزار نے روایت کیا ہے۔
--	--

دوسری حدیث صحیح میں یوں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برسر منبر فرمایا:

ما بال رجال يقولون ان رحم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا تنفع قومه يوم القيامة بللى والله ان رحى موصولة في الدنيا والاخرة۔ رواه الحاكم ² عن ابى سعيد الخدرى رضى الله تعالى عنه وصححه ابن حجر في غير ما مقام۔	کیا خیال ہے ان شخصوں کا کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قربت روز قیامت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی خدا کی قسم میری قربت دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے۔ اسے روایت کیا ہے حاکم نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو ابن حجر نے کئی مقام پر صحیح قرار دیا ہے۔
---	---

حدیث ۱۰۱۳۹۷: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا:

ما بال اقوام يزعمون ان رحى لا تنفع بل حتى حاء و حكم۔ رواه الحاكم و ابن عساكر عن ابى بردة و معناه عند الطبراني وابن مندة والديلى عن ابى هريرة وابن عمر وعمار معا رضى الله تعالى عنهم اجمعين و بوجه اخر عند الطبراني فى الكبير ³ عن ام هانى رضى الله تعالى عنها وسياتي۔	کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ گمان کرتے ہیں کہ میری قربت نفع نہ دے گی ہاں نفع دے گی یہاں تک کہ قبائل حاء و حکم دو قبیلہ یمن کو، اسے روایت کیا ہے ابن عساکر نے ابی بردہ سے۔ اسی معنی کو طبرانی، ابن مندہ اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ ابن عمر اور عمار سے اجتماعی طور پر روایت کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ایک اور طریق سے طبرانی نے کبیر میں ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ابھی یہ روایت آئے گی۔
--	---

¹ مجمع الزوائد بحوالہ البزار کتاب علامات النبوة باب فی کرامتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب بیروت ۸/ ۲۱۶

² المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة من اهان قريشياً اهانہ اللہ دار الفكر بیروت ۴/ ۷۳، مجمع الزوائد باب ماجاء فی حوض

النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب بیروت ۱۰/ ۳۶۴

³ مجمع الزوائد کتاب المناقب باب مناقب ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الکتب بیروت ۹/ ۲۵۷

جنت میں بلند درجے والا کون!

حدیث ۱۰۲ و ۱۰۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>میں جنت میں گیا تو ملاحظہ فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب کا درجہ زید بن ثابت کے درجے سے اوپر ہے۔ میں نے کہا مجھے گمان نہ تھا کہ زید جعفر سے کم ہے۔ جبریل نے عرض کی زید جعفر سے کم تو نہیں مگر ہم نے جعفر کا درجہ اس لئے زیادہ کیا ہے کہ انھیں حضور سے قرابت ہے۔ اس کو روایت کیا ہے حاکم نے ابن عباس سے اور ابن سعد نے طبقات میں محمد بن عمر بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرسل اور یہ لفظ دو نوں میں مختلف ہیں۔</p>	<p>رأيت كافي دخلت الجنة فرأيت الجعفر درجة فوق درجة زيد فقلت ما كنت اظن ان زيدا دون جعفر فقال جبريل ان زيدا ليس بدون جعفر ولكننا فضلنا جعفر القرابتة منك۔ رواه الحاكم¹ عن ابن عباس وابن سعد في الطبقات عن محمد بن عمر بن علي المرتضى رضي الله تعالى عنهم مرسلًا۔ وهذا لفظ ملفق بينهما۔</p>
--	--

حدیث ۱۰۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>جس نے قرآن حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام ٹھہرایا اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے اہل خانہ کے دس افراد کے متعلق اس کی سفارش قبول ہوگی جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی۔ اس کو روایت کیا ہے ابن ماجہ اور ترمذی نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے۔</p>	<p>من قرأ القرآن فاستظهِره فأحل حلاله وحرم حرامه ادخله الله به الجنة وشفعه في عشرة من اهله بيته كلهم قد وجبت له النار۔ رواه ابن ماجة² والترمذی عن امير المومنين علي كرم الله تعالى وجهه۔</p>
--	---

¹ الطبقات الكبرى لابن سعد ترجمہ جعفر بن ابی طالب دارصادر بیروت ۳۸/۲، المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دارالفکر

بیروت ۲۱۰/۳

² جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل قاری القرآن امین، مکتبی دہلی ۱۱۴/۲، سنن ابن ماجہ باب فضل من تعلم القرآن وعلّمه الخ، ایچ سعید کمپنی کراچی ص ۱۹

شفاعت اور مغفرت

حدیث ۱۰۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الحاج يشفع في اربع مائة من اهل بيت اوقال من اهله بيته ويخرج من ذنوبه كيوم ولدته امه رواه البزار ^۱ عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	چار سو عزیزوں قریبوں کے حق میں حاجی کی شفاعت قبول ہوگی۔ حاجی گناہ سے ایسے نکل جاتا ہے جیسا جس دن ماں کی پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اس کو روایت کیا ہے بزار نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
--	---

حدیث ۱۰۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الشہید يشفع في سبعين من اهل بيته رواه ابو داؤد ^۲ وابن حبان في صحيحه عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	شہید کی شفاعت اس کے ستر اقارب کے بارے میں مقبول ہوگی۔ اس کو ابو داؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
--	--

حدیث ۱۰۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الشہید يغفر له اول دفقة من دمہ ويزوج حور اوین ويشفع في سبعين من اهل بيته رواه الطبرانی ^۳ في الاوسط بسند حسن عن ابی هريرة	شہید کے بدن سے پہلی بار جو خون نکلتا ہے اس کے ساتھ ہی اس کی مغفرت فرمادی جاتی ہے۔ اور دم نکلتے ہی دو حوریں اس کی خدمت کو آ جاتی ہیں اور اپنے گھر والوں سے ستر اشخاص کی شفاعت کا اسے اختیار دیا جاتا ہے اسے
---	--

^۱ کنز العمال بحوالہ البزار عن ابی موسیٰ حدیث ۱۱۸۴۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۵/ ۱۴، الترغیب والترہیب بحوالہ البزار کتاب الحج

حدیث ۱۵ مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۱۶۶، مجمع الزوائد بحوالہ البزار باب دعاء الحاج والعمار دار الکتب بیروت ۳/ ۲۱۱

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الشہید يشفع آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۴۱، موارد الظمان حدیث ۱۶۱۲ المطبعة السلفية ص ۳۸۸

^۳ المعجم الاوسط حدیث ۳۳۲۳ مکتبہ المعارف ریاض ۴/ ۱۸۱

طبرانی نے اوسط میں بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔	رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
---	----------------------

حدیث ۱۰۸ و ۱۰۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لشہید عند اللہ سبع خصال (الی ان قال) ویشفع فی سبعین انساناً من اقاربہ۔ رواہ احمد ^۱ بسند حسن والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت والترمذی وصحہ وابن ماجہ عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہما۔	شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں سات کرامتیں ہیں۔ ہفتم یہ کہ اس کے اقربا سے ستر شخصوں کے حق میں اسے شفع بنایا گیا۔ اس کو احمد نے بسند حسن اور طبرانی نے کبیر میں عبادہ بن صامت سے اور ترمذی نے اور اسے صحیح کہا اور ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔
---	---

حدیث ۱۱۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

یصف الناس یوم القیمة صفوفا فیمر الرجل من اهل النار علی الرجل فیقول یا فلان اما تذکر یوم استسقیت فسقیئتک شربة فیشفع له ویمر الرجل علی الرجل فیقول اما تذکر یوم ناولتک طهورا فیشفع له ویقول یا فلان اما تذکر یوم بعثتني فی حاجۃ کذا فذهبت لک فیشفع له رواہ ابن ^۲ ماجہ عن انس	لوگ روز قیامت پرے باندھے ہوں گے ایک دوزخی ایک جنتی پر گزرے گا۔ اس سے کہے گا کیا آپ کو یاد نہیں آپ نے ایک دن مجھ سے پانی پینے کو مانگا میں نے پلایا تھا۔ اتنی سی بات پر وہ جنتی اس دوزخی کی شفاعت کرے گا۔ ایک دوسرے پر گزرے گا کہے گا آپ کو یاد نہیں کہ ایک دن میں نے آپ کو وضو کو پانی دیا تھا اتنے ہی پر وہ اس کا شفع ہو جائے گا ایک کہے گا آپ کو یاد نہیں کہ فلاں دن آپ نے مجھے فلاں
---	--

^۱ الترغیب والترہیب بحوالہ احمد والطبرانی کتاب الجہاد حدیث ۲۷ مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۳۲۰، جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد

این کمپنی دہلی ۱/ ۱۹۹ و ۲۰۰، سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب فضل الشہادت فی سبیل اللہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۶

^۲ سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب فضل صدقہ الماء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۰

<p>رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p> <p>کام کو بھیجا میں چلا گیا تھا اسی قدر پر یہ اس کی شفاعت کریگا۔</p> <p>اس کو ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کیا۔</p>	
--	--

ایک روایت میں ہے کہ "جنتی جھانک کر دوزخی کو دیکھے گا ایک دوزخی اس سے کہے گا! آپ مجھے نہیں جانتے" وہ کہے گا "واللہ! میں تو تجھے نہیں پہچانتا، افسوس تجھ پر تو کون ہے" وہ کہے گا میں وہ ہوں کہ آپ ایک دن میری طرف سے ہو کر گزرے اور مجھ سے پانی مانگا اور میں نے پلا دیا تھا اس کے صلہ میں اپنے رب کے حضور میری شفاعت کیجئے" وہ جنتی اللہ عزوجل کے زائروں میں اس کے حضور حاضر ہو کر یہ حال عرض کریگا۔ یا رب شفّعی اے میرے رب! تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما" فیشفّعه اللہ مولیٰ عزوجل اس کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ رواہ ابو یعلیٰ¹ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

دو یتیموں کی دیوار اور اصلاح اعمال

جب مقبولان خدا سے اتنا سلسلہ کہ کبھی ان کو پانی پلا دیا یا وضو کو پانی دے دیا۔ عمر میں اس کا کوئی کام کر دیا۔ آخر میں ایسا نفع دے گا تو خود ان کا جز ہونا کس درجہ نافع ہو نا چاہئے بلکہ دنیا و آخرت میں صالحین سے علاقہ نسب کا ہونا قرآن عظیم سے ثابت ہے:

وَمَا الْجَدُّ كَانَ لِعَالَمِينَ يَتَسَبَّحُونَ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ
كَنْزُهُمْ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّ
هُمَا وَيَسْخَرَاكَ كُذُّهُمَا ۚ رَحْمَةٌ مِّنَ رَبِّكَ ۚ" ۲۔

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ایک دیوار گرتے دیکھی اور ہاتھ لگا کر اسے قائم کر دیا اور وہاں والوں نے ان کو اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مہمانی دینے سے انکار کر دیا تھا اور ان کو کھانے کی حاجت تھی اس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ "آپ چاہتے تو اس پر اجرت لیتے" حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا یہ جواب دیا کہ:

¹ مسند ابویعلیٰ حدیث ۳۹۹۳ مؤسسة علوم القرآن بیروت ۱۱۶/۴

² القرآن الكريم ٨٢/١٨

"یہ دیوار دو یتیموں کی ہے جو ایک مرد صالح کی اولاد میں ہیں اور اس میں نیچے ان کا خزانہ ہے دیوار گر جاتی تو خزانہ ظاہر ہو جاتا لوگ لے جاتے۔ لہذا آپ کے رب عزوجل نے اپنی رحمت سے چاہا کہ دیوار قائم اور خزانہ محفوظ رہے کہ وہ جو ان ہو کر نکالیں، ان کے صالح باپ کے صدقہ میں ان پر رحمت ہوئی"

علماء فرماتے ہیں وہ ان بچوں کا آٹھواں یا دسواں باپ تھا۔

حدیث ۱۱۱: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

حفظ الصلاح لابیہما وما ذکر عنہما صلاحاً۔	ان کے باپ کی صلاح کا لحاظ فرمایا گیا۔ ان کی اپنی صلاح کا کوئی ذکر نہ فرمایا۔
--	--

یعنی وہ اگرچہ خود بھی صالح ہوں اور کیوں نہ ہوں گے کہ ان کے لئے خزانہ لازوال محفوظ رکھا تھا سونے کی تختی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا۔ اور کچھ نصائح و مواعظ۔

کہا رواہ ابن ابی حاتم ^۱ ومردویۃ فی تفاسیرہما عن ابی ذر وهذا عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کلاہما عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والشیخ ازی فی اللقب والخرائط فی قمع الحرص وابن عساکر فی التاریخ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما من قوله۔	جیسا کہ اسے روایت کیا ہے ابن حاتم ومردویۃ نے اپنی تفاسیر میں ابی ذر سے اور یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ اور شیرازی نے القاب میں اور خرائطی نے قمع الحرص میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول سے۔
--	--

مگر یہ صلاح کا سبب تھا نہ کہ نتیجہ۔ نتیجہ ان کے باپ کی صلاح کا تھا۔

رواہ الامام عبد اللہ بن المبارک و	اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن مبارک اور
-----------------------------------	--

^۱ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ وكان ابوہما صالحاً المطبعة المیمنۃ مصر ۶/۱۶، الدر المنثور بحوالہ ابن مبارک وسعید بن منصور واحد فی الزہد وابن المنذر وابن ابی حاتم الخ ۳/۲۳۵، الدر المنثور بحوالہ حاتم وابن مردویہ والبزار عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتبہ آیۃ اللہ تمہید ۴/۲۳۴، الدر المنثور بحوالہ الخرائط فی قمع الحرص وابن عساکر فی التاریخ عن ابن عباس ۴/۲۳۵، تفسیر ابن ابی حاتم تحت آیۃ وكان ابوہما صالحاً مکتبہ نزار مصطفی الباز مکة المکرمۃ ۷/۲۳۷

الامام احمد ^۱ فی الزهد وسعيد ابن منصور فی سننه وابن المنذر و ابی حاتم فی تفاسیرهما والحاكم فی المستدرک۔	امام احمد نے زہد میں اور سعید ابن منصور نے اپنی سنن میں اور ابن منذرو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیروں میں اور حاکم نے مستدرک میں۔
--	--

حدیث ۱۱۲۱۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله يصلح بصلاح الرجل ولده وولد ولده ويحفظه في ذريته والدويرات حوله فما يزلون في ستر من الله وعافية، رواه ابن مردويه ^۲ عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما من قوله وهذا لفظ والمرفوع بمعناه ونحوه لابن المبارك وابن ابی شيبه عن محمد بن المنكدر موقوفاً۔	بے شک اللہ تعالیٰ آدمی کی صلاح سے اس کی اولاد اور اولاد اولاد کی صلاح فرمادیتا ہے اور اس کی نسل اور اس کے ہمسایوں میں اس کی رعایت فرمادیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پردہ پوشی و امان میں رہتے ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے ابن مردویہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان کا قول روایت کیا یہ اس کے الفاظ ہیں اور مرفوع حدیث اس کے معنی میں ہے اور اسی کی مثل ابن مبارک اور ابن ابی شیبہ نے محمد بن منکدر سے موقوفاً روایت کیا۔
--	--

اولاد کا ثواب اور اس کا اجر

حدیث ۱۱۵: کہ احبار نے فرمایا:

ان الله يخلف العبد المؤمن في ولده ثمانين عاماً۔ رواه احمد ^۳ فی الزهد۔	اللہ تعالیٰ بندہ مومن کی اولاد میں اسی برس تک اس کی رعایت کرتا ہے۔ اس کو احمد نے زہد میں روایت کیا ہے۔
---	---

^۱ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم تحت آیۃ وكان ابوہما صالحاً مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ قم ایران ۴/ ۲۳۵

^۲ تفسیر ابن ابی حاتم تحت آیۃ وكان ابوہما صالحاً مکتبہ نزار مصطفى الباز مكة المكرمة ۷/ ۲۳۵، الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم

عن ابن عباس وابن مردويه عن جابر رضي الله تعالى عنهما ۴/ ۲۳۵، الدر المنثور بحوالہ ابن مبارک وابن ابی شيبه عن محمد بن

المنكدر موقوفاً ۴/ ۲۳۵

^۳ الدر المنثور بحوالہ احمد فی الزهد تحت آیۃ وكان ابوہما صالحاً ۴/ ۲۳۵

حدیث ۱۱۶: سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

طوبیٰ لذریۃ المؤمن ثم طوبیٰ لهم کیف یحفظون من بعده۔	مومن کی ذریت کے لئے خوبی و خوشی ہے پھر خوبی و خوشی ہے کیسی۔ اس کے بعد ان کی حفاظت ہوتی ہے۔
---	--

اس پر خیشمر نے وہی آیت تلاوت کی فکان ابوہما صالحا۔

اخرجه ابن ابی شیبۃ واحمد ^۱ فی الزهد و ابی ابی حاتم عن خیشمۃ۔	اسے روایت کیا ابن ابی شیبہ اور احمد نے زہد میں اور ابن ابی حاتم نے خیشمہ سے۔
---	--

وقال اللہ عزوجل (اور اللہ عزوجل نے فرمایا):

"وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ" ^۱ ۲۔	اور وہ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد ایمان میں ان کی تابع ہوئی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا
--	--

حدیث ۱۱۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان اللہ یرفع ذریۃ المؤمن الیہ فی درجتہ وان کانوا دونہ فی العمل لتقر بہم عینیہ۔	بیشک اللہ تعالیٰ مومن کی ذریت کو اس کے درجہ میں اس کے پاس اٹھالے گا اگرچہ وہ عمل میں اس سے کم ہو تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔
--	---

پھر یہی آیت کریمہ من شیعی تک تلاوت کی۔ اور اس کی تفسیر میں فرمایا:

مانقصنا الأباء بما أعطینا البنین۔ رواہ البزار وابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو عند سعید بن منصور وھنادا بناء جریر ^۳ والمنذر وابن ابی حاتم والحاکم	ہم نے جو اولاد کو عطا کیا اس کے سبب والدین کو کچھ اجر کم نہ فرمایا۔ اسے روایت کیا بزار اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور اس کو سعید بن منصور، ہناد، ابن جریر اور ابن منذر ابن ابی حاتم،
--	--

^۱ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ واحمد فی الزہد وابن ابی حاتم تحت آیۃ وکان ابوہما صالحا ۴/۲۳۸، الزہد للامام احمد بن حنبل

من مواعظ عیسیٰ علیہ السلام دار الدیان للتراث قاہرہ ص ۷۲

^۲ القرآن الکریم ۵۲/۲۱

^۳ الدر المنثور بحوالہ البزازی وابن مردویہ عن ابن عباس تحت آیۃ والذین آمنوا واتبعنہم ذریأتہم الخ ۶/۱۱۹، الدر المنثور بحوالہ سعید بن منصور وبناء جریر والمنذر ابن حاتم والحاکم والبیہقی تحت آیۃ والذین آمنوا واتبعنہم ذریأتہم الخ ۶/۱۱۹

والبیہقی فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قولہ۔	حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً روایت کیا ہے۔
---	--

حدیث ۱۱۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

إذا دخل الرجل الجنة سأل عن أبويه وذريته وولده فيقال انهم لم يبلغوا درجتك وعملك فيقول يارب قد عملت لي ولهم فيؤمر بالحاقهم به۔ رواه عنه الطبرانی ^۱ وابن مردويه۔	جب آدمی جنت میں جائے گا اپنے ماں باپ اور اولاد کو پوچھے گا۔ ارشاد ہوگا کہ وہ تیرے درجے اور عمل کو نہ پہنچے۔ عرض کرے گا اے رب میرے! میں نے اپنے اور ان کے سب کے نفع کے لئے اعمال کئے تھے۔ اس پر حکم ہوگا کہ وہ اس سے ملائے جائیں۔ اسے طبرانی نے وابن مردویہ نے اس سے روایت کیا۔
--	--

اس کی تصدیق میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کریمہ مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هم ذرية المؤمن يموتون على الاسلام فان كانت منازل آبائهم ارفع من منازلهم لحقوا آبائهم ولم ينقصوا من اعمالهم التي عملوا شيئا۔ رواه عنه ابن ابي حاتم ^۲ ۔	یہ ذریت مومن کا حال ہے جو اسلام پر مرے۔ اگر ان کے باپ داد کے درجے ان منزلوں سے بلند تر ہوئے تو یہ اپنے باپ دادا سے ملائے جائیں گے اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اسے روایت کیا ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے۔
--	--

صحابہ اور اہل بیت کی اولاد کے درجات

جب عام صالحین کی صلاح ان کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیق و فاروق و عثمان و علی و جعفر و عباس و انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صلاح کا کیا کہنا۔ جن کی اولاد میں شیخ۔ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں۔ یہ کیوں نہ اپنے نسب کریم سے دین و دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے۔ پھر اللہ اکبر حضرات علیہ سادات کرام۔

^۱ الدر المنثور بحوالہ الطبرانی وابن مردويه تحت آية والذين آمنوا واتبعتهم ذرياتهم الخ ۱۱۹/۶

^۲ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم تحت آية والذين آمنوا واتبعتهم ذرياتهم الخ ۱۱۹/۶

اولاد امجاد حضرت خاتون جنت بتول زہرا کہ حضرت پر نور سید الصالحین سید العالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں کہ ان کی شان توارفع واعلیٰ و بلند و بالا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور رکھے اے نبی کے گھر والو، اور تمہیں ستھرا کر دے خوب پاک فرما کر۔	"إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا" ۱
---	--

حدیث ۱۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

بے شک فاطمہ نے اپنی حرمت پر نگاہ رکھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی تمام نسل کو آگ پر حرام فرمادیا۔ اسے روایت کیا ہے تمام نے اپنی فوائد میں اور بزار، ابویعلیٰ اور طبرانی اور حاکم نے اور اس کی تصحیح کی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔	ان فاطمة احصنت فحرمها الله وذريتها على النار۔ رواه تمام في فوائده والبزار و ابویعلی والطبرانی ^۲ والحاکم وصححه عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
--	--

حدیث ۱۲۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

میں نے اپنے رب عزوجل سے مانگا کہ میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے۔ اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی اس کو روایت کیا ہے ابوالقاسم بن بشران نے اپنی امالی میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور تمام صحابہ سے۔	سألت ربی ان لا یدخل احدا من اهل بیتی النار فاعطا نیہا۔ رواه ابوالقاسم ^۳ بن بشران فی امالیہ عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الصحابة جیبع۔
--	--

حدیث ۱۲۲: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا سے فرمایا:

^۱ القرآن الکریم ۳۳/۳۳

^۲ کنز العمال بحوالہ البزار ع طبک عن ابن مسعود حدیث ۳۴۲۲۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/۱۰۸، المستدرک للحاکم کتاب معرفة

الصحابة زهد فاطمة رضی اللہ عنہما دار الفکر بیروت ۳/۱۵۲

^۳ کنز العمال بحوالہ ابی القاسم بن بشران فی امالیہ حدیث ۳۴۱۴۹ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/۹۵

ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک۔ رواہ الطبرانی ^۱ بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بے شک اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔ اس کو طبرانی نے بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
---	---

حدیث ۱۲۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

انما سمیت فاطمة لان اللہ فطمہا وذریتها عن النار يوم القيامة رواہ ابن عساکر ^۲ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	فاطمہ زہرا کا نام فاطمہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی نسل کو قیامت میں آگ سے محفوظ فرمادیا۔ اس کو روایت کیا ہے ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
---	--

حضور اور اہلبیت سے محبت کرنے والے جنتی ہیں

حدیث ۱۲۴: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریمہ ولسوف یعطیک ربک فترضی کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

من رضا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لا یدخل احد من اهل بيته النار۔ رواہ ابن جریر عنہ من طریق السدی۔	یعنی اللہ عزوجل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وعدہ فرماتا ہے کہ بے شک عنقریب تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضایہ ہے کہ حضور کے اہل بیت سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے۔ اسے روایت کیا ہے ابن جریر نے سدی کے حوالے سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
--	--

حدیث ۱۲۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

^۱ المعجم الكبير حديث ۱۲۸۵ // المكتبة الفیصلیة بیروت ۱۱ / ۲۶۳

^۲ فیض القدیر تحت حدیث ۲۰۳، دار المعرفة بیروت ۱ / ۱۶۸

^۳ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیة ولسوف یعطیک ربک فترضی المطبعة المہینة مصر ۳۰ / ۱۲۸، الدر المنثور بحوالہ ابن جریر

عن السدی تحت آیة ولسوف یعطیک ربک فترضی مکتبہ آیة اللہ قم ایران ۶ / ۳۶۱

<p>وعدنٰی ربی فی اہل بیعتی من اقر منهم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبہم رواہ الحاکم^۱ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصححہ ہوثم ابن حجر فی صواعقہ۔ والحمد للہ رب العالمین۔</p>	<p>میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت سے جو شخص اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان لائے گا اسے عذاب نہ فرمائے گا۔ اس کو روایت کیا ہے حاکم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اسے صحیح کہا، پھر ابن حجر نے اپنی صواعق میں۔ اور اللہ ہی کے لئے خوبیاں ہیں جو دونوں جہاں کا رب ہے۔</p>
---	---

حدیث ۱۲۶ و ۱۲۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>یا علی ان اول اربعة یدخلون الجنة انا وانت و الحسن والحسین وذرارینا خلف ظہورنا۔ رواہ ابن عساکر^۲ عن علی والطبرانی فی الکبیر عن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔</p>	<p>اے علی! سب میں پہلے وہ چار کہ جنت میں داخل ہوں گے میں ہوں اور تم، حسن اور حسین، اور ہماری ذریتیں۔ ہمارے پس پشت ہوں گی۔ اسے روایت کیا ہے ابن عساکر نے علی سے اور طبرانی نے کبیر میں ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔</p>
--	--

حدیث ۱۲۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>اول من یرد علی الحوض اہل بیعتی ومن احبنی من امتی۔ رواہ الدیلمی^۳ عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔</p>	<p>سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آئیں والے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت سے میرے چاہنے والے۔ اسے روایت کیا ہے دیلمی نے علی کرم اللہ وجہہ سے۔</p>
--	--

حدیث ۱۲۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی:

^۱ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۱۵۰/۳

^۲ تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۱/۴، کنز العمال بحوالہ طب

عن محمد بن عبید اللہ حدیث ۳۴۲۰۵ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰۴/۱۲

^۳ کنز العمال بحوالہ الديلمی عن علی حدیث ۳۴۱۷۸ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰۰/۱۲

اللهم انهم عترة رسولك فهب مسيئتهم لحسنهم وهبهم لي۔	الہی! وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بدکاران کے نکو کاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے ہبہ فرمادے۔
---	---

پھر فرمایا: ففعل مولیٰ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ امیر المؤمنین نے عرض کی: مافعل کیا کیا؟ فرمایا:

فعله ربکم بکم ویفعله بمن بعدکم۔ رواہ الحافظ المحب ^۱ الطبرانی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔	یہ تمہارے ساتھ تمہارے رب نے کیا جو تمہارے بعد آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا اس کو روایت کیا حافظ محب طبرانی نے امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے۔
--	--

تنبیہ نبیہ اور نتیجہ

اقول: ان نصوص جلیلہ قرآن عظیم و احادیث نبی کریم علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم سے روشن ہوا کہ:
(۱) حدیث مسلم:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من ابطأ به عمله لم یسرع به نسبه ^۲ ۔	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو عمل میں پیچھے ہوا اس کا نسب نفع بخش نہ ہوگا۔
--	---

میں نفی نفع مطلق ہے نہ کہ نفع نفی مطلق، ورنہ معاذ اللہ کریمہ "اَلْحَقَّ اَبَیْہُمْ ذُرِّیَّہُمْ"^۳ (ہم نے ان کی ذریت کو ان سے ملادیا)
کے صریح معارض ہوگی۔

(۲) نہ کہ کریمہ "فَاِذَا نَفَخَ فِی الصُّورِ فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَہُمْ یَوْمَئِذٍ وَلَا یَسْأَلُ لُوْنٌ" (۴) (تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں
رشتے رہیں گے نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے) کہ ایک وقت مخصوص کے لئے ہے۔

^۱ طبرانی

^۲ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۵

^۳ القرآن الکریم ۲۱/۵۲

^۴ القرآن الکریم ۱۰۱/۲۳

الا تری قوله تعالى (کیا آپ دیکھ نہیں رہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی طرف۔ ت) ولا يتساءلون (اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھتے۔ ت) مع قوله عز وجل "وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ" ① (اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے۔ ت)

سعید ابن منصور نے اپنی سنن میں اور پسران حمید و منذر اور ابی حاتم نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: مواقف (منازل حضوری) چند ہیں لیکن وہ موقف جس میں نہ رشتے کام آئیں نہ ان کے ذریعہ سفارش، وہ صعقہ اولی (پہلی کڑک) ہے اس میں رشتے کام نہ آئیں گے جب لوگ گھبرائے ہوئے اٹھیں گے۔ اور جب صعقہ ثانیہ ہوگا تو سب کھڑے ہو کر رشتوں سے سوال کریں گے۔

روی سعید بن منصور فی سننہ وابناء حبید والمنذر وابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ قال انہما مواقف فاما الموقف الذی لا انساب بینہم ولا يتساءلون عند الصعقة الاولى لا انساب بینہم فیہا اذا صعقوا فاذا كانت النفخة الآخر فاذا هم قیام يتساءلون ②۔

(۳) جبکہ احادیث متواترہ سے فضل نسب، فرق احکام و نفع آخرت بلا شبہ ثابت، تو امثال حدیث۔ الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاحمر علی اسود ③ (نہ عربی کی فضیلت عجمی پر ہے اور نہ ہی سفید کی کالے پر) وحدیث، انظر فانک لست بخیر من احمر والاسود الا ان تفضلہ بتقوی ④ (بے شک تم سفید اور کالے سے بہتر نہیں ہو مگر تم کو صرف تقویٰ سے فضیلت حاصل ہے) میں مثل کریمہ: "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ" ⑤ (بے شک تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہ ہے جو پرہیزگار ہے) سب فضل کلی ہے نہ کہ سب کلی فضل۔

(۴) حدیث: لا اغنی عنکم من اللہ شیئاً ⑥ (میں تم کو اللہ سے کچھ بے نیاز

① القرآن الکریم ۲۵/۵۲

② الدر المنثور بحوالہ سعید بن منصور وابناء حبید والمنذر وابی حاتم تحت آیتہ فلا انساب بینہم ۱۵/۵

③ الترغیب والترہیب الترہیب من احقار المسلم الخ حدیث ۹ مصطفی البابی مصر ۳/۲۱۲

④ الترغیب والترہیب الترہیب من احقار المسلم الخ حدیث ۹ مصطفی البابی مصر ۳/۲۱۲

⑤ القرآن الکریم ۱۳/۴۹

⑥ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان مات علی الکفر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۴

نہیں کروں گا) میں نفی اغنائے ذاتی ہے نہ کہ معاذ اللہ سلب اغنائے عطائی کہ حدیث متواترہ شفاعت، واجماع اہل سنت کے خلاف ہے۔ جیسا کہ وہ طاغی باغی سرکش اپنی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے: "پیغمبر نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو، سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں۔ اور اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے" ¹ "انا لله وانا اليه راجعون، اس کا رد بلیغ تو فقیر کی کتاب "الامن والعلی لنا عتی المصطفیٰ بدافع البلاء" میں دیکھئے اور یہاں خاص اس لفظ پر بعض حدیثیں سنئے۔ اس میں حدیث پوری یوں ہے کہ: امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بالیاں ایک بار ظاہر ہو گئیں اس پر ان سے کہا گیا:

ان محمد الا یغنی عنک من اللہ شیعنا۔	محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں نہ بچائیں گے۔
وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:	
ما بال اقوام یزعمون ان شفاعتی لا تنال اهل بیتی وان شفاعتی تنال حاء وحکم، رواہ الطبرانی ² فی الکبیر عن ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	کیا حال ہے ان لوگوں کا جو زعم کرتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہل بیت کو نہ پہنچے گی۔ بے شک میری شفاعت ضرور قبیلہ حاء و حکم کو بھی شامل ہے۔ اس کو روایت کیا ہے طبرانی نے کبیر میں ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔

(۵) حدیث ۹۵ کے بعد جو ایک روایت بزار سے گزری اس کے قے میں اس کی نظیر حضرت صفیہ

¹ تقویۃ الایمان الفصل الثالث فی ذکر رد الاشواک فی التصرف مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۵۰

² المعجم الکبیر حدیث ۱۰۶۰ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۲۴ / ۲۳۴

بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے مروی ہے کہ وہ اپنے پسر کی وفات پر آواز روئیں، ان سے وہی کہا گیا:

ان قرابتك من محمد صلى الله تعالى عليه وسلم لا تغني عنك من الله شيئاً ¹ ۔	محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت اللہ کے یہاں کچھ کام نہ دے گی۔
---	--

حضور سے رشتہ و علاقہ مضبوط تر ہے

ایک موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر برسر منبر ان کا وہ رد جلیل ارشاد فرمایا کہ: "کیا ہوا انھیں جو میری قرابت نافع نہیں بتاتے۔ ہر رشتہ و علاقہ قیامت سے قطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ و علاقہ کہ دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" رواہ کما تقدم البزار²۔ امام ابن حجر مکی صواعق میں فرماتے ہیں:

قال المحب الطبري وغيره من العلماء انه صلى الله تعالى عليه لا يملك لاحد شيئاً لا نفعاً ولا ضرراً لكن عز وجل يملك نفع اقاربه بل وجب جميع امتنه بالشفاعة العامة والخاصة فهو لا يملك الا ما يملكه له مولاه كما اشار اليه بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم غير ان لكم رحماً سابهاً بلالها وكذا معنى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم	محب طبری وغیرہ علماء نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بنفسہ) کسی چیز کے مالک نہیں۔ نہ نفع کے نہ نقصان کے ہاں اللہ عزوجل نے ان کو مالک بنایا ہے اپنے اقارب بلکہ اپنی تمام امت کے نفع کا شفاعت عامہ و خاصہ کے ذریعہ، تو وہ بذات خود مالک نہیں ہیں۔ ہاں انکے مولیٰ نے ان کو مالک بنایا ہے جیسا کہ اس طرف اشارہ فرمایا اپنے اس ارشاد گرامی میں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مگر یہ کہ تمہارے لئے ایک تعلق ہے۔ اور یہی معنی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ
--	--

¹ مجمع الزوائد بحوالہ البزار کتاب علامات النبوة باب فی کرامة اصله دار الکتب بیروت ۸/ ۲۱۶

² مجمع الزوائد بحوالہ البزار کتاب علامات النبوة باب فی کرامة اصله دار الکتب بیروت ۸/ ۲۱۶

<p>علیہ وسلم کے اس قول کے کہ میں اللہ کے نزدیک تمہیں کسی کام نہ آؤں گا یعنی بطور خود ماسوائے اس کے جس کی اللہ تعالیٰ مجھے کرامت بخشے گا جیسے شفاعت یا مغفرت، اور ان سے خطاب فرمایا اس کے ساتھ (تمہیں نفع نہ دوں گا) مقام تنخوف کی رعایت کرتے ہوئے اور عمل پر ابھارنے اور اس بات پر حرص دلانے کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی خشیت میں لوگوں میں بہتر نصیب والے ہوں، پھر اشارہ فرمایا اپنے حق تعلق کی جانب، اشارہ فرمایا اس قول تک کہ فرمایا انھیں اطمینان دلادیا اور کہا گیا کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بات کے جاننے سے پہلے کی بات ہے کہ آپ کی طرف انتساب نفع دیتا ہے اور اس بات کے جاننے سے پہلے کہ وہ امت کو جنت میں بغیر حساب داخل کرے گا۔ اور درجوں پر درجہ بلند کرنے اور امت کو دوزخ سے نکالنے میں شفیع ہوں گے۔ (ت)</p>	<p>لا اعنى عنكم من الله شيئاً اي بمجرد نفسى من غير ما يكر منى به الله تعالى من نحو شفاعته او مغفرة وخطبهم بذلك رعاية لمقام التخويف والحث على العمل والحرص على ان يكونوا اولى الناس حظاً في تقوى الله تعالى وخشيته ثم اوما الى حق رحمه اشارة الى ادخال نوع طمانية عليهم وقيل هذا قبل علمه صلى الله تعالى عليه وسلم بان الانتساب اليه ينفع و بانه يشفع في ادخال قوم الجنة بغير حساب ورفع درجات آخرين واخراج قوم من النار¹۔</p>
--	---

اسی میں بعض احادیث نفع نسب کریم ذکر کر کے فرماتے ہیں:

<p>اور یہ احادیث منافی نہیں ہے ان احادیث کے جو صحیحین وغیرہ میں ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کافرمان وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو آپ نے اپنی قوم کو جمع فرمایا پھر اپنے قول لا اعنى عنكم من الله شيئاً کو عام وخاص دونوں طریقے سے بیان فرمایا کہ اے فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وسلم) یا تو اس لئے کہ</p>	<p>ولا ينافي هذه الاحاديث ما في الصحيحين وغيرهما انه لما انزل قوله تعالى وانذر عشيرتاك الاقربين فجمع قومه ثم عم وخص بقوله لا اعنى عنكم من الله شيئاً حتى قال يا فاطمة بنت محمد صلى الله تعالى عليه وعلیہا وسلم الخ املان</p>
---	--

¹ الصواعق المحرقة الباب الحادی عشر الفصل الاول مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۱۵۸

<p>یہ روایت محمول ہے اس شخص پر جو کافر مرایا یہ کہ روایت تغلیظ و تنفیر کے طور پر بیان ہوئی یا یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بات کے علم سے پہلے کی بات ہے کہ وہ شفاعت عامہ و خاصہ فرمائیں گے (م)</p>	<p>هذه الرواية محمولة على من مات كافرا او انها اخرجت مخرج التغليظ والتنفير او انها قبل عليه بانه يشفع عموما وخصوصا¹</p>
--	--

علامہ مناوی تیسیر میں زیر حدیث "کل سبب ونسب" فرماتے ہیں:

<p>حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے الملبیت سے لا اغنی عنکم فرمانا اس حدیث کے معارض نہیں اس لئے کہ معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے نفع کے مالک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ شفاعت کے ذریعہ ان کے نفع کا مالک بنایگا پس وہ نہیں ہیں مالک مگر اس کے جس کا ان کو ان کے رب نے مالک بنایا۔</p>	<p>لا يعارضه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لاهل بيته لا اغني عنكم من الله شيئا لان معناه انه لا يملك لهم نفعالكن الله يملكه نفعهم بالشفاعة فهو لا يملكه الا مملكه ربه²</p>
--	---

حضرت شیخ محقق قدس سرہ اشعۃ الملعات میں فرماتے ہیں:

<p>اس میں غایت اور انداز اور مبالغہ ہے اور ان مذکور حضرات کی دیگر بعض سے فضیلت نہیں اور آنا ان کا بہشت میں اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم گنہ گار امت کی شفاعت کرنا چاہے جائے کہ اپنے اقرباء کی احادیث صحیحہ سے ثابت ہوئی ہے اور باوجود خوف لا ابالی باقی ہے اور یہ مقام اس حال کا متقاضی ہے اور معلوم ہونا چاہئے کہ فضیلت و شفاعت والی احادیث اس کے بعد وارد ہوئی ہیں، خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف</p>	<p>غایت و انداز و مبالغہ در آنت ولا فضل بعضه ازیں مذکورین و در آمد ایشاں بہشت را شفاعت آں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرعصۃ امت را چہ جائے اقربائے خویشاں وے با حدیث صحیحہ ثابت شدہ است و باوجود آں خوف لا ابالی باقیست و ایں مقام تقاضائے ایں حال گردد و تواند کہ احادیث فضل و شفاعت بعد از اں و در و دیافتہ باشند و بالجملہ مامور شد از جانب پروردگار تعالیٰ بانداز</p>
---	---

¹ الصواعق المحرقة باب الحث على جسم والقيام لواجب حقهم مكتبة مجدية ملتان ص ۲۳۰

² التيسير شرح الجامع الصغير تحت حدیث كل سبب ونسب الخ مكتبة الامام الشافعي رياض ۲/ ۳۱۳

پس امتثال کر دیاں امرار ^۱ ۔	سے آپ اس انداز کو بیان کرنے پر مامور تھے۔ پس آپ نے اس امر کو واضح طور پر پورا کیا۔
--	--

تفاضل انساب

بالجملہ تفاضل انساب بھی یقیناً ثابت، اور شرعاً اس کا اعتبار بھی ثابت، اور انساب کریمہ کا آخرت میں نفع دینا بھی جزماً ثابت، اور نسب کو مطلقاً محض بے قدر و ضائع و ربا و جاننا سخت مردود و باطل۔ خصوصاً اس نظر سے کہ اس کا عموم عرب بلکہ قریش بلکہ بنی ہاشم، بلکہ سادات کرام کو بھی شامل، اب یہ قول اشد غضب و ہلاک دیوار سے ہائل اور اسی پر نظر فقیر غفرلہ القدير کو اس قدر تطویل پر حامل کہ نسب عرب نہ کہ قریش نہ کہ ہاشم، نہ کہ سادات کرام کی حمایت ہر مسلمان پر فرض کامل۔

تعظیم نہ کرنے والے پر لعنت اور وعید

حدیث ۱۳۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من لم يعرف عترتی والانصار والعرب فهو لا حدی ثلث اما منافق واما لزنیه واما لغير فهو حملته وامه علی غیر طهر رواہ الباءوردی ^۲ وابن عدی والبیہقی فی الشعب واخرون عن علی کرم اللہ وجہہ۔	جو میری عترت اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین حال سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔ اسے روایت کیا ہے باوردی اور ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں اور ان کے علاوہ دوسروں نے علی کرم اللہ وجہہ سے۔
--	--

حدیث ۱۳۱ تا ۱۳۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

سنة لعنتهم لعنهم الله ولكل نبی مجاب الزائد فی كتاب الله والمكذب بقدر الله والمتسلط بالجبوت ليعزب ذلك من اذل الله و	چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ انھیں لعنت فرمائے، اور ہر نبی کی دعا قبول ہے۔ کتاب اللہ میں بڑھانے والا (جیسے رافضی کچھ آیتیں سورتیں جدا بتاتے ہیں) اور تقدیر الہی کا
--	--

^۱ اشعة المبعات شرح المشکوٰۃ کتاب الرقاق باب در لواحق و متممات الخ مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۳/ ۲۷۲

^۲ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۵۹۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۲۶۶

<p>يذل من اعز الله والمستحل لحرم الله والمستحل من عترتي ما حرم الله والتارك سنتي رواه الترمذي¹ و الحاكم عن امر المؤمنين والحاكم عن علي و الطبراني عن عمرو بن شعوان رضي الله تعالى عنهم اوله سبعة لعنتهم وزاد المستأثر بالفقئ وسنده حسن²۔</p>	<p>جھٹلانے والا، اور وہ جو ظلم کے ساتھ تسلط کرے کہ جسے خدا نے ذلیل بنایا اسے عزت دے۔ اور جسے خدا نے معزز کیا اسے ذلیل کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال جانے والا اور میری عنترت کی ایذا دے بے تعظیمی رو کر کھنے والا، اور جو میری سنت کو برا ٹھہرا کر چھوڑے، اسے روایت کیا ہے ترمذی اور حاکم نے ام المؤمنین سے اور حاکم نے علی سے اور طبرانی نے عمرو بن شعوان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جس کا آغازیوں ہے سبعة لعنتهم اس میں والمستأثر بالفقئ کا اضافہ ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ (ت)</p>
--	---

حدیث ۱۳۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>من احب ان يبارك له في اجله وان يمتعه الله بما خوله فليخلفني في اهل خلافة حسنة، ومن لم يخلفني فيهم بتك امره و ورد على يوم القيامة مسودا وجهه۔ رواه ابو الشيخ³ في تفسيره وابونعيم عن عبد الله بن بدر الخطبي۔</p>	<p>جسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو خدا اسے اپنی دی ہوئی نعمت سے بہرہ مند کرے تو اسے لازم ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرے۔ جو ایسا نہ کرے اس کی عمر کی برکت اڑ جائے اور قیامت میں میرے سامنے کالا منہ لے کر آئے۔ اس کو روایت کیا ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن بدر خطبی سے۔</p>
--	--

حدیث ۱۳۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>ان الله عز وجل ثلث حرمات فمن حفظهن حفظه الله دينه ودنياه</p>	<p>بے شک اللہ عزوجل کی تین حرمتیں ہیں۔ جو ان کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا</p>
---	--

¹ سنن الترمذی کتاب القدر باب ۱۷ حدیث ۲۱۶۱ دار الفکر بیروت ۳/ ۶۱، المستدرک للحاکم کتاب الايمان ۱/ ۳۶ و کتاب التفسیر ۱/ ۵۲۵

۵۲۵ و کتاب الاحکام ۳/ ۹۰

² المعجم الكبير حديث ۸۹ المكتبة الفیصلية بیروت ۱/ ۳۳

³ كنز العمال بحواله ابی الشیخ و ابی نعیم حدیث ۳۴۱۷۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/ ۹۹

<p>محفوظ رکھے، اور جو ان کی حفاظت نہ کرے اللہ اس کے دین کی حفاظت فرمائے نہ دنیا کی ایک اسلام کی حرمت، دوسری میری حرمت، تیسری میری قربت کی حرمت، اسے روایت کیا ہے ابوالشیخ ابن حبان اور طبرانی نے۔</p>	<p>ومن لم يحفظهن لم يحفظ الله دينه ولا دنياه حرمة الاسلام وحرمتي وحرمة رحي۔ رواه ابوالشيخ¹ و ابن حبان والطبرانی۔</p>
---	---

نسب پر فخر کرنا جائز نہیں

- ہاں نسب پر فخر جائز نہیں۔
 - نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا، تکبر کرنا جائز نہیں۔
 - دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں۔
 - انھیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا جائز نہیں۔
 - نسب کو کسی کے حق میں عاریا گالی سمجھنا جائز نہیں۔
 - اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دکھانا جائز نہیں۔
- احادیث جو اس باب میں آئیں انھیں معافی کی طرف ناظر ہیں واللہ التوفیق خدمت گاری اہلبیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ بیان ایک رسالہ ہو گیا لہذا بالمحاذ تاریخ اس کا نام اِرَاءَةُ الْأَدَبِ لِفَاضِلِ النَّسَبِ رکھنا نسب، واللہ تعالیٰ اعلم۔
- شیخ بنظر عمر ہر بوڑھا ہے اور بنظر فضل ہر عالم و صالح اگرچہ جوان ہو اور بنظر نسب ہندوستان میں دو محاورے ہیں ایک یہ کہ سید مغل پٹھان کے سوا باقی ہر قوم کا مسلمان شیخ ہے یوں اس کا اطلاق عام ہے جیسے ابتداء ہند میں ہر مسلمان کو ترک کہتے تھے، اسی محاورے پر مولانا قدس سرہ فرماتے ہیں :-
- گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترک و ہندو در من آں بیند کہ اوست²
- (اس نے کہا اے دوست! میں صاف شیشہ ہوں کہ ترک اور ہندوستان کے لوگ مجھ میں اسے دیکھتے ہیں۔ ت)

¹ کنز العمال بحوالہ طب و ابی نعیم عن ابی سعید حدیث ۳۰۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱/ ۷۷، المعجم الکبیر حدیث ۲۸۸۱/ ۳/ ۱۲۶ و

المعجم الاوسط حدیث ۱۲۰۵/ ۱۲۲

² مثنوی معنوی در بیان آنکہ جنیدن ہر کے از آنجاست کہ ویست ہر کے نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ۶۲

دوسرے چار شریف قوموں سے ایک اس طرح البتہ جو ان میں کانہ ہو اور اپنے آپ کو شیخ بتائے وہ وعید شدید:

<p>من ادعی الی غیر ابیہ فالجنة علیه حرام، رواہ احمد¹ والبخاری و مسلم و ابوداؤد وابن ماجه عن سعد و عن ابی بکرۃ معارضی اللہ تعالیٰ عنہما۔</p>	<p>جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بنائے اس پر جنت حرام ہے اس کو روایت کیا ہے احمد اور بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے سعد سے اور ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے معامیں داخل ہے۔</p>
--	---

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>من ادعی الی غیر ابیہ فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبل الله منه یوم القیمة صرفاً ولا عدلاً۔ رواہ الستة الا ابن² ماجه عن امیر المومنین علی کرم الله وجهه وصدرة احمد وابن ماجه وابن حبان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>	<p>جو دوسروں کو اپنا باپ بنائے اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل اس کو ابن ماجہ کے علاوہ صحاح ستہ نے روایت کیا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور اس کا ابتدائی حصہ امام احمد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>
--	--

کتبہ عبدہ المذنب عبد المصطفیٰ احمد رضا عفی عنہ ب محمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ اراء الادب لافاضل النسب ختم ہوا

¹ صحیح البخاری کتاب المغازی ۲/ ۶۱۹ و کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابیہ ۲/ ۱۰۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب حال من
رغب عن ابیہ وهو یعلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرجل ینتشی الی غیر موالیہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۴۱، سنن ابن ماجہ کتاب الحدود ص ۱۹۱ و مسند احمد بن حنبل عن سعد بن ابی وقاص ۱/ ۱۶۹، ۱۷۴، ۱۷۹
² صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینة ۲/ ۴۴۲ و کتاب الفسق باب تحریم تولی العقیق غیر موالیہ ۱/ ۴۹۵، سنن ابن ماجہ کتاب
الحدود باب من ادعی الی غیر ابیہ ۱/ ۱۹۱، مسند احمد ابن حنبل عبد اللہ بن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۲۸

رسم و رواج

ریاء و تفاخر و بدعت و اسراف وغیرہ

مسئلہ ۶۷: از او جین مکان میر خادم علی اسٹنٹ مرسلہ محمد یعقوب علی خاں ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۰۹ھ

<p>کیا فرماتے ہیں علماء کالمین علماء شریعت اور فاضلین مفتیان طریقت اس مسئلہ میں کہ لوگوں کا ستائیسویں شب رمضان کے موقع پر مساجد کو آراستہ کرنا روشنیوں کا خصوصی اہتمام کرنا میلاد شریف کی تقریبات کے لئے مکانات کو سجانا، فانوس اور پھول وغیرہ لگانا، بزرگان دین کے سالانہ عرسوں میں خانقاہوں پر اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار پر انوار پر اس قسم کا بندوبست کرنا سوائے مال وقف کے درست ہے یا حرام؟ بحوالہ کتب مدلل جواب مرحمت فرمایا جائے اللہ تعالیٰ سب پر رحمت فرمائے۔ (ت)</p>	<p>چہ می فرماید علمائے اکمل الکالمین شریعت و مفتیان افضل الفضلاء طریقت دریں مسئلہ کہ درماہ رمضان المبارک کہ شب بست و ہفتم مساجد را بقنادیل و بہ تقریب جلسہ مولد شریف مکان را منقش و آلات بلاد تصویر و فانوس وغیرہ منور سازند سوائے مال وقف و اعراس خانقاہ بزرگان دین و مزار نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروشنی روشن نمایند درست است یا حرام، بیان فرماید بسند عبارت کتب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔</p>
--	--

الجواب:

مذکورہ زیب وزینت شرعاً جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فرمادیجئے کہ اس زینت و زیبائش کو کس نے حرام ٹھہرا دیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائی ہے۔ اسی طرح ضرورت اور مصلحت کے مطابق روشنی کا انتظام کرنا بھی جائز ہے (مختلف حالات کے لحاظ سے ضرورت بدلتی رہتی ہے) مثلاً مکان کی تنگی اور کشادگی۔ لوگوں کی قلت و کثرت، منازل کی وحدت و تعدد وغیرہ ان صورتوں میں ضرورت اور حاجت میں تبدیل آجاتی ہے۔ تنگ منزل اور تھوڑے مجمع میں دو تین چراغ بلکہ ایک بھی کافی ہوتا ہے۔ کشادہ اور بڑے گھر زیادہ لوگوں اور متعدد منزلوں کے لئے دس بیس بلکہ ان سے بھی زیادہ کی ضرورت پڑتی ہے، امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ رمضان شریف میں رات کے وقت مسجد نبوی میں تشریف لائے تو مسجد کو چراغوں سے منور اور جگمگاتے ہوئے دیکھا کہ ہر سمت روشنی پھیل رہی تھی آپ نے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بذریعہ دعایا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزند خطاب! تم نے ہماری مساجد کو منور و روشن کیا اللہ تعالیٰ تمہاری قبر کو منور

تزیین مذکور شرعاً جائز است قال تعالیٰ "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ" ^۱ ہمچنان روشنی بقدر حاجت و مصلحت نیز و حاجت باختلاف ضیق و سعت مکان و قلت و کثرت مردمان و وحدت و تعدد منازل وغیرہ ذلک مختلف گردد در منزلے تنگ و مجمع قلیل دوسہ چراغ باہمیں یکے بسند است و در دار و وسیع و مجمع کثیر و منازل عدیدہ حاجت تابدہ و بست و بیشتر می رسد امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بمہ رمضان شب بمسجد درآمد چراغاں دید کہ مسجد درخشاں نور افشاں شدہ است امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ را بہ دعایاد کرد و گفت نورت مساجدنا نور اللہ قبرک یا بن الخطاب ^۲ ای بن خطاب مساجد مارا نور آگین کردی خدائے گورت پر نور کند و مسئلہ شمعہ در مقابر و مزارات افر و ختن را فقیر در رسالہ مستقلہ مسئلہ بہ طوالح النور فی حکم السراج علی القبور ہرچہ

^۱ القرآن الکریم ۳۲/۷

^۲ تاریخ الخلفاء فصل فی اولیات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبع مجتہائی، دہلی ص ۹۷

تمامتر روشن و پر نور کردہ ام و نیز آنجا تحقیق نمودہ کہ حدیث والمتخذین علیہا السرج^۱ کہ مخالفان دریں باب بادچنگ زندہ بقطع نظر از آنکہ در سند او بازام ضعیف درایہ نیز مخالف را غیر نافع ست آرے روشنی لغو و فضول را چنانکہ بعضی مراد مان شب ختم قرآن یا در بعض اعراس بزرگان کنند کہ صدا چراغ بترتیب عجیب و وضع غریب زیر و بالا برابر نہند در کتب فقہیہ ہجو غمزا عیون وغیرہ بنظر اسراف منع فرمودہ اند و شک نیست کہ جائیکہ اسراف صادق ست اجتناب قطعاً لازم ولا نق است۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

فرمائے، قبرستان اور مزارات پر شمع جلانے کے مسئلہ کو فقیر نے اپنے مالک مستقل رسالہ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے رسالے کا نام ہے طالع النور فی حکم السرج علی القبور (نور کے نورانی مطالع قبروں پر چراغاں کرنے کے حکم کے بیان میں۔ ت) میں نے اس میں یہ تحقیق بھی پیش کی ہے کہ حدیث میں قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی جانے والی روایت سے مخالفین جو استدلال اور سہارا لیتے ہیں اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس حدیث کی سند میں بازام نامی راوی ضعیف ہے۔ از روئے عقل بھی مخالفین کے لئے مفید نہیں، البتہ روشنی کا بے فائدہ اور فضول استعمال جیسا کہ بعض لوگ ختم قرآن والی رات یا بزرگوں کے عرسوں کے مواقع پر کرتے ہیں سیکڑوں چراغ عجیب و غریب وضع و ترتیب کے ساتھ اوپر نیچے اور باہم برابر طریقوں سے رکھتے ہیں محل نظر ہے اور اسراف کے زمرے میں آتا ہے چنانچہ فقہائے کرام نے کتب فقہ مثلاً غمزا عیون وغیرہ میں اسراف (فضول خرچی) کی بنا پر ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں اسراف صادق آئے گا وہاں پرہیز ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک۔ برتر اور خوب جاننے والا ہے۔ (ت)

۲۲ رجب ۱۳۱۰ھ

از جالندھر محلہ راستہ پھگوڑہ دروازہ مرسلہ شیخ محمد شمس الدین صاحب

مسئلہ ۶۸:

بعض لوگ جناب پیران پیر کا پیوند دیتے ہیں کیفیت اس کی اس طرح ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام پیوندی رکھتے ہیں اور جب سال کا ہوا اس کے گلے میں ہنسی ڈال دیتے ہیں اور اس طرح دوسرے برس ۱۴ یا ۱۵ سال تک جب وہ لڑکا اس عمر تک پہنچا دے وہ ہنسلیاں اور لڑکے

^۱ مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس دار الفکر بیروت ۱/ ۲۲۹، جامع الترمذی باب کراہیۃ ان یتخذ علی القبر مسجد امین کمینی

کی قیمت کروا کے اس کا دسواں حصہ جناب پیران پیر کے نام سے دیتے ہیں اور اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا رہتا ہے اور ایسا ہی جانوروں اگر بیل ہے یا بھینسا ہے تو اسے ہل جو تنے کے وقت اور اگر مادہ ہے تو اس کے بیاتنے کے وقت قیمت کا دسواں حصہ دیتے ہیں اور نیز درختوں کو پیر صاحب کا کر کے اس کا جلانا اور دیگر استعمال میں لانا حرام سمجھتے ہیں حتیٰ کہ وہ یودھا ہو کر گر پڑے اور پڑا پڑا یودھا ہو جائے اور کھیتوں سے بھی حصہ پیر صاحب کے نام دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے حق میں کیا حکم ہے؟ اور نیز بودی یعنی چوٹی مثلاً قوم ہنود بچوں کے سروں پر رکھتے ہیں اگر پوچھا جائے یہ کیا ہے تو پیر صاحب کی بودی بتلاتے ہیں اور ایسے ہی مدار پیر کی چٹا پھر مدت معبود کے بعد اسے پیر صاحب کی منت دے کر نہایت ادب کے ساتھ اپنی رسمیں پوری کر کے منڈواتے ہیں اور جو شخص اس دسوندھی بچہ وغیرہ کی قیمت پاتا ہے اس قیمت اور ہنسلیاں کے دسویں حصہ سے نیاز لیتا ہے آیا ایسے شخص کی امامت اور بیعت درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) دسوندی نام کفار ہنود سے ماخوذ ہے اور مسلمان کو ممانعت ہے کہ کافروں کے نام رکھے کما صرحوا بہ فی التفسیر بیو حنا وغیرہ (جیسا کہ یوحنا نام رکھنے کے متعلق فقہاء نے تصریح فرمائی ہے۔ ت) اور لڑکے کو ہنسی وغیرہ زیور پہنانا حرام ہے فان ما حرم اخذہ حرم اعطاء^۱ (کیونکہ جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ہے۔ ت) اور لڑکے کی قیمت کرنی جہالت ہے اور یہ اعتقاد کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا ہے اگر اس معنی پر سمجھے ہیں کہ یوں کرینگے تو جئے گا ورنہ مر جائے گا تو سخت جہل بے بہود اعتقاد مردود و مشابہ خرافات ہنود وغیرہم کفار عنود ہے۔ ہاں اگر ان بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر صرف اس قدر کرتے کہ مولیٰ عزوجل کے نام پر محتاجین کو صدقہ دیتے اور اس کا ثواب نذر روح پر فتوح حضور پر نور غوث الثقلین غیث الکونین صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کرتے اور نیت یہ ہوتی کہ رب تبارک و تعالیٰ صدقے کے سبب بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور بوجہ ایصال ثواب سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برکات رضا و عادت و توجہ شامل ہوں گے اور ان پر محبوب کریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عقیدت و نیاز مندی کے اظہار سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوش ہوگا اور اس کی خوشی جالب رحمت و سائب زحمت ہوگی اور حیات نہ ہوگی مگر وقت معبود تک اور موت نہ رکے گی مگر اجل معلوم تک تو یہ اعتقاد و عمل

^۱ الاشباہ والنظائر الفہم الاول القاعدۃ الرابعۃ عشر ادارة القرآن کراچی ۱۸۹

صحیح وبے خلل ہوتے، واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم (اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے یعنی ہدایت نصیب فرماتا ہے۔ ت)

(۲) یوہیں جانوروں کی قیمت کا دسواں حصہ اگر ان خیالات باطلہ کے طور پر ہے تو مذموم اور صرف اس طریق صحیح پر ہو تو ایک تصدق ہے جس سے دفع بلا مقصود اور بیشک صدقہ رد بلا کرتا اور باذنہ تعالیٰ موت سے بچاتا ہے اگرچہ قضائے الہی کا کوئی پھیرنے والا نہیں نطقت بذلك احادیث جمة تغنيك عن سردھا شہرتھا فی الامۃ (ان باتوں پر جملہ احادیث ناطق ہیں کہ جن کا امت میں مشہور ہونا ہی تمہیں ان کی تفصیل پیش کرنے کی ضرورت سے بے نیاز کر دے گا۔ ت) رہی بل جوتنے اور بیانیہ کے وقت کی خصوصیت وہ اگر کسی اعتقاد عمل باطل کے ساتھ نہیں نہ اسے تخصیص شرعی و ضروری سمجھا جائے تو لا ینفع ولا یضر (نہ وہ مفید نہ مضر۔ ت) کسائر التخصیصات العرفیہ التی لا حازر علیہا من الشرع (باقی تخصیصات عرفیہ کی طرح کہ شریعت میں جن کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ ت)

(۳) درختوں کو رب خواہ عبد کسی کے نام کا ٹھہرا کر ان کا جلانا اور صرف میں لانا حرام سمجھنا اپنی طرف سے شریعت جدیدہ نکالنا اور بحیرہ وسائبہ مشرکین کی پیروی کرنا ہے جس پر رد و انکار شدید خود قرآن مجید میں موجود۔

<p>وقال تعالى "وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرِّثْ جِجْرًا لَا يُضَعُّهَا إِلَّا مَنْ تَشَاءُ بِرِئْضِهِمْ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ" ۱ -</p>	<p>اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مشرک اپنے خیال میں کہنے لگے یہ چوپائے اور کھیتی جن کی بندش کر دی گئی ہے ان کو وہی کھائے گا یا کھا کے گا جسے ہم چاہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک: عنقریب اللہ تعالیٰ انھیں سزا دے گا اس جھوٹ کی جو وہ بناتے رہتے ہیں۔ (ت)</p>
--	--

مسلمانوں پر ایسی بدعت شنیعہ باطلہ سے احتراز فرض ہے اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور جلد توبہ کریں۔

(۴) کھیت میں سے حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک پر حصہ دینا اگر یوں ہے کہ حضور کو اس حصہ کا مالک سمجھا جاتا ہے یا اس دینے سے تصدق لوجہ اللہ منظور نہیں بلکہ حضور کی طرف تقرب بالذات مقصود یا یہ سمجھتے ہیں کہ یوں نہ کریں گے تو حضور معاذ اللہ ناراض ہو کر مضرت دیں گے کوئی بلا پہنچے گی تو یہ سب اعتقاد باطلہ و فاسدہ و بدعات سیئہ ہیں اور اگر یوں نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے لئے تصدق منظور، تو کھیتوں سے ایسا حصہ دینا خود قرآن عظیم میں مطلوب۔

^۱ القرآن الکریم ۶/ ۱۳۸

قال تعالى "وَأَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ" ^۱ ۔	(لوگو! کھیتی سے (حقداروں کا) حق اس کی کٹائی والے دن ادا کر دیا کرو۔ (ت)
--	---

اور اس کے روکنے کی مذمت قصہ اصحاب الجنہ میں مذکور۔

قال تعالى "فَتَنَادُوا مُصْحِحِينَ ۖ أَنْ اَعِدُوا عَلَيَّ حَرْشَكُمْ ۖ إِنَّكُمْ لَسِرْمِينَ ۖ فَأَنطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ ۖ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ ۖ" ^۲ ۔ (الایات)	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ باغ والے صبح ہوتے ہی سویرے سویرے ایک دوسرے کو بلانے لگے کہ سویرے اپنی کھیتی کی طرف چلو اگر تم اسے کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہو پھر وہ چلنے لگے جبکہ وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہہ رہے تھے کہ آج تمہارے پاس کوئی محتاج نہیں آنا چاہئے۔ (یعنی کسی محتاج کو اپنے قریب نہ آنا دیا جائے) (ت)
---	---

اور اس کا ثواب نذر روح اقدس کرنا اس عمل طیب میں طیب و خوبی ہی بڑھائے گا جبکہ کسی عقیدہ باطلہ کے ساتھ نہ ہو اس صورت میں اسے:

"وَجَعَلُوا لِلَّهِ مَبَادِرَ أَمِّنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا" ^۳ ۔ (الایۃ)	جو کھیتی اور جانور اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ان میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کا ایک حصہ مقرر کیا ہے۔ پھر وہ اپنے خیال میں باطل کی بناء پر کہنے لگے یہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے اور ہمارے شریکوں کا، (الایۃ) (ت)
---	--

میں داخل سمجھنا محض جہالت و زبان زوری ہے کما لا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ (ت)

(۵) لڑکوں کے سر پر چوٹی رکھنی ناجائز اور فعل مذکور رسوم ملعونہ کفار سے تشبہ ہے جس سے احتراز لازم۔

(۶) جو شخص اپنے احوال مذکورہ بروجہ مذمومہ سے صدقہ لیتا ہے اگر ان اعتقادات باطلہ میں ان کا شریک تو خود بھی فاسق و مبتدع ہے جس کی امامت مکروہ اور اس کے ہاتھ پر بیعت جہالت ورنہ ان کے لینے سے احتراز چاہئے مگر ان کے فسق و بدعت کا وبال اس کے سر نہ ہوگا۔

قال تعالى "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ" ^۴ ۔	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔
---	---

^۱ القرآن الکریم ۱۶/۱۴۱

^۲ القرآن الکریم ۶۸/۲۳۴

^۳ القرآن الکریم ۶/۱۳۶

^۴ القرآن الکریم ۶/۱۶۳

اور اگر وہ صدقات ان شرعی طریقوں پر ہیں جو ہم ذکر کر آئے اور یہ شخص محل صدقہ لینے میں اصلا حرج نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۶۹: از بریلی مرسلہ میلاد خواں یکشنبہ ۷ اشوال ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ اکثر برادری میں جو کھانے ہوتے ہیں ان کا قاعدہ یہ ہے کہ بسا اوقات نیت اس کے اندر ریاء و تفاخر کی ہوتی ہے اور اس رسم کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص برادری والا ناداری کی وجہ سے نہ کھلا سکے تو اس کو طعنہ دیتے ہیں اور اس کو ایسا لازمی امر خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر نہ کھلائیں گے تو برادری میں ہماری ناک کٹی ہو جائے گی اور اگر پاس نہیں ہوتا تو اس کام کے لئے سودی روپیہ قرض لیتے ہیں پس عرض ہے کہ اس کھلانے کا طعنہ دینے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائے۔ ت)

الجواب:

یہ کھلانا اگر ریاء و تفاخر کی نیت سے ہے تو حرام ہے۔ اگر طعنہ بے جا سے بچنے کو ہے تو اسے مباح اور طعنہ دینے والوں مجبور کرنے والوں کو حرام،

لحدیث اقطع عنی لسانہ وصرح العلماء باستثنائہ من قاعدة ما حرم اخذه حرم اعطاءہ ^۱ ۔	بوجہ حدیث مجھ سے اس کی زبان کاٹ دیجئے یعنی اس کا منہ بند کر دیجئے، اور علماء کرام نے اس قاعدہ (کہ جس کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے) سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ (ت)
--	--

اگر ان وجوہ سے پاک بطور صلہ رحم و سلوک حسن و شکر نعمت و مواصلات جیران واجبا مواقع فرحت و سرور جائز شرعی میں ہو تو حسن و مستحب۔

وانما الاعمال بالنیات وانما للکل امرء ما نوى ^۲ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اعمال کا مدار نیتوں پر ہے ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
--	---

مسئلہ ۷۰: ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ

نیا مکان بنایا جائے تو ارتفاع اس کا سات گز سے زیادہ بنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر ممنوع ہو تو بحوالہ کتاب جواب مرحمت فرمایا جائے۔

^۱ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعده الرابع عشر ادارة القرآن کراچی ۱/ ۱۸۹

^۲ صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱

الجواب:

عمارات خیر میں جبکہ نیت خیر و روجہ خیر ہو محمود ہے اور اپنے سکونت و غیرہ کے مکانات میں اگر بحاجت ہو تو مباح اور بہ نیت تفاخر بالدنیا ہو تو حرام، تتطاول فی البنیان (عمارتوں کی بلندی اور درازی۔ت) علامات قیامت سے ہے۔ یہی محمل ہے اس حدیث کا کہ جب کوئی شخص سات گز سے زیادہ دیوار اٹھاتا ہے فرشتہ کہتا ہے اے منافق! کہاں تک بلند کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵: ۷۱

ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ

مسئلہ مولوی علی احمد صاحب مصنف تہذیب البیان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ناواقف جاہل لوگ بنام نہاد طاق شہید طاق پرستی کرتے ہیں منٹیں مانتے ہیں ریوڑی، گٹا، پھول، ہار طاق پر چڑھاتے ہیں، جھک جھک کر سلام کرتے ہیں اپنی حاجت روائی طاق سے چاہتے ہیں۔ اس میں اور بت پرستی میں کیا فرق ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کے لئے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

یہ سب رسوم جہالت و حماقت و ممنوعات بیہودہ ہیں مگر بت پرستی میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ جہال پرستش بمعنی حقیقی نہیں کرتے کہ کافر ہو جائیں گے ہاں گنہ گار و مبتدع ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۲: ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پختہ مکان بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

پختہ مکان اگر نیک کاموں کے لئے ہو جیسے مسجد و مدرسہ و خانقاہ و سراؤ تو ثواب ہے اور اپنی ضرورت و حاجت کے ہو تو مباح، اور تفاخر و تکبر کی نیت سے ہو تو حرام، واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۳: ۷۱

مسئلہ زین العابدین از بنگالہ ضلع پابنا قصبہ سراج گنج

۴ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ

علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس رسم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ بنگال میں یہ رواج ہے کہ نومولود کی ولادت کے لئے اس کی ولادت سے قبل الگ کمرہ تعمیر کیا جاتا ہے اور پہلے سے تعمیر شدہ مکان جہاں وہ رہائش پذیر

چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں رسوم کہ در ملک بنگال چنانست کہ مردمان برائے تولد فرزند ان خانہ دیگر از خانہ بود و باش جداگانہ بنائی کنند و زادن فرزند در خانہ بود و باش بدفالی شمارند

چنیں قسم خانہ مخصوص درہم بار بنا نمودن شرعاً درست است یا نہ؟ دور زمانہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود یا نہ؟	ہوتے ہیں اس میں نئے بچے کی ولادت منحوس خیال کی جاتی ہے۔ کیا ان کا یہ اقدام شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسے ہوتا تھا یا نہیں؟ (ت)
---	--

الجواب:

ایں رسم شنیع در آں زمان پاک اصلانہ بود بلکہ بعد آں نیز تا قرون متطاوولہ بلکہ ہنوز ہم در عامہ ولایت اسلام ازاں نشانے نیست ایں رسم مشرکین و ہنود مانند بلکہ ازاں ہم بالاتر رفتہ است ہندوان نیز ایں چنیں نہ کنند ایں کار اگر بخیاں ضلال بد فال نبودی اسراف بودے واللہ تعالیٰ یقول "وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ" ^۱ اسراف نکنید کہ خدائے دوست ندارد و اسراف کنندگان را بلکہ بوجہ خلواز فائدہ تہذیر بودے واللہ تعالیٰ یقول "إِنَّ الْمُبْتَغِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ" ^۲ مال بے سود برباد و ہندگان برادران شیاطین اند حالانکہ بتنی براں وہم شیطانی ست ضلالی دگر بر آں افروز سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	یہ قبیح رسم اس پاک زمانے میں بالکل نہ تھی بلکہ اس کے بعد بھی عرصہ دراز تک بلکہ اب تک عام اسلامی ممالک میں اس کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا، یہ ہندوانہ اور مشرکانہ رسوم کے مشابہ بلکہ ان سے بھی بدتر ہے کیونکہ ہندو بھی ایسا نہیں کرتے اگر یہ عمل بدفالی اور گمراہی کے خیال سے نہ ہو تب بھی بوجہ اسراف معیوب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لوگو! بے جا خرچ کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو فضول خرچ کرنے والے لوگ پسند نہیں تم اسراف نہ کیا کرو اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں بناتا، یہ اقدام متعدد وجوہ کی بنا پر فائدے اور بھلائی سے خالی ہے اور تہذیر کے زمرے میں آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "مال کو بے مقصد برباد کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں" اس وہم کی بنیاد شیطانی ہے مزید یہ کہ اس میں بدفالی
--	---

^۱ القرآن الکریم ۳۱/۷^۲ القرآن الکریم ۲۷/۱۷

<p>فرمود الطيرة من الشرك بدفال گرفتن وبران کار بند شدن شیوه مشرکان رواہ الاثمة الاحمد^۱ فی المسند والبخاری فی الادب المفرد وابدوؤد و الترمذی والنسائی وابن ماجه والحاکم فی صحاہم کلہم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح ومعنی الحديث علی ما فسرنا کما افصحت عنہ الاحادیث وحققہ العقول واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>	<p>و بد شگوننی والی گمراہی بھی شامل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بری فال نکالنا اور اس پر کار بند ہونا مشرکین کا طریقہ اور دستور ہے، چنانچہ ائمہ کرام مثلاً امام احمد نے مسند میں امام بخاری نے الادب المفرد میں ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے اپنی صحاح میں بحوالہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سند صحیح کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے حدیث کے وہی معنی ہیں جو ہم نے بیان کر دیئے ہیں جیسا کہ احادیث سے واضح اور عیان ہے۔ اور "عقول" نے اس کی تحقیق کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p>
---	--

مسئلہ ۷۴: از تراوی ضلع اعظم گڑھ محلہ مغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو مسلمان جوابات شرعیہ کو نہ مانے اور اپنے رواجہائے قدیمہ
پر اڑا رہے وہ گنہ گار ہے یا کیا ہے؟

الجواب:

جو احکام شرع کے مقابل اپنے رواج پر اڑے وہ سخت گنہ گار ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۵، ۷۶: مرسلہ ولی محمد ابونوی والہ از مقام دھوراجی متصل اسکول ملک کاٹھیاواڑ سہ شنبہ ۲۲ شعبان ۱۳۳۳ھ
(۱) حضرت مولانا مقتدانا جناب مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب شمس العلماء دام افصالہ بعد ادائے آداب دست بستہ ملتئم می
دارم کہ یہاں عام طور سے تمام شہر متفق ہے کہ درخت پیدیتہ جس کو

^۱ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۳۸، جامع الترمذی ابواب السیرۃ میں کہنی دہلی ۱/ ۱۹۴، کنز

العمال بحوالہ ط. حم. و. ۵، ک. حدیث ۲۸۵۶۹، ۲۸۵۶۸، موسسة الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۱۳

ارنڈ خربزہ کہتے ہیں مکان مسکونہ میں لگانا منحوس ہے اور منع ہے چونکہ یہاں یہ بکثرت اور نہایت لذیذ ہیں لہذا التماس ہے کہ اس بارے میں احکام شرعی سے مع حوالہ کتب بالتشریح خبردار کیجئے؟

(۲) دیگر اگر خواب میں کوئی ریل میں سفر کرتا ہو خود کو دیکھے اس کی کیا تعبیر ہے؟

الجواب:

(۱) شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، شرع نے نہ اسے منحوس ٹھہرایا نہ مبارک، ہاں جسے عام لوگ نحس سمجھ رہے ہیں اس سے بچنا مناسب ہے کہ اگر حسب تقدیر اسے کوئی آفت پہنچے ان کا باطل عقیدہ اور مستحکم ہوگا کہ دیکھو یہ کام کیا تھا اس کا یہ نتیجہ ہوا اور ممکن کہ شیطان اس کے دل میں بھی وسوسہ ڈالے، ردالمحتار میں ہے:

امّا الدبسی والصلصل والعقق والقلق واللحام فلا يستحب اكلها وان كانت في الاصل حلالا لتعارف الناس باصابة آفة لاكلها فينبغي ان يتحرز عنه^۱ الخ نقله عن غرر الافكار۔

الدبسی (کبوتر کی مانند ایک چھوٹا سا پرندہ ہے درحقیقت یہ جنگلی کبوتر کی ایک قسم ہے) الصلصل (امام جوہری نے کہا کہ یہ فاختہ ہے) العقق (کوئے کی شکل پر کبوتر کے برابر ایک پرندہ ہے لیکن اس کی دم کبوتر کی دم سے دراز ہوتی ہے اور پر بھی اس سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس کا رنگ سیاہ اور سفید ہوتا ہے) اللقلق (عجمی نام والا پرندہ ہے جو سانپ کھاتا ہے اس کی حلت اور حرمت میں اختلاف ہے چنانچہ بعض کے نزدیک حلال ہے اور بعض کے نزدیک حرام) اللحم (ایک قسم کی بڑی مچھلی ہے جو سوئذ سے تلوار کی طرح کاٹ دیتی ہے) ماخوذ از حیات الحيوان اول و دوم، ان سب کا کھانا بہتر نہیں اگرچہ درحقیقت یہ حلال ہیں اس لئے کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ ان کے کھانے سے مصیبت آتی ہے لہذا ان کے کھانے سے پرہیز کیا جائے (اگر کھالیا اور تقدیر سے مصیبت آگئی تو عام لوگوں کا عقیدہ خراب ہو جائے گا) علامہ شامی نے غرر الافکار سے اسے نقل فرمایا (ت)

(۲) خواب میں سفر اگر مذموم بات کے لئے نہ ہو تو دلیل ظفر اور مرض سے صحت ہے لحدیث سافروا تصحوا^۲ (سفر کرو تاکہ تندرست رہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ ردالمحتار کتاب الذبائح تحت قول الماتن قيل الخفاش دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/ ۱۹۴

^۲ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۸۰

مسئلہ ۷۷:

از شہر محلہ ملوکپور مسئلہ واحد یار خاں

۴ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قوم میں یہ دستور ہے کہ وقت شادی یا غمی کے دس بیس روپے اپنے پاس ہوتے ہیں تو سو پچاس روپے سودی لے کر واسطے برادری کے کھانے پینے کا سامان کرتے ہیں اور جب لڑکی اپنے شوہر کے مکان پر جاتی ہے لڑکی کا باپ اپنے ہمراہ سو دو سو آدمی لیجاتا ہے وہ سب لوگ لڑکی کے شوہر کے مکان پر کھانا کھاتے ہیں بعد کھانا کھانے کے لڑکی کا باپ اپنا نیوٹہ وصول کرتا ہے پس جس قدر آدمی زیادہ ہوں گے نیوٹہ کا روپیہ زیادہ آئے گا اگر قرضدار ہوا یا برباد ہوا تو اس سے کچھ غرض نہیں لڑکا، باپ یا برادر جب تک چار بار روٹی نہ کھائیں نیوٹہ نہ دیں گے یعنی مند ہا اور اور برات اور لودا یہ وقت کھانوں کے مقرر ہیں برادری زور دے کر کھانے لیتی ہے خیر جب لڑکے کا باپ شادی سے فارغ ہو کر قرض ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوا تو یہ بات ظاہر ہے کہ گھر والوں کو غریب آدمی کے مکان پر پیٹ بھر کر روٹی اور تن بھر کپڑا جب تک قرض ادا نہ ہو جائے درمیان میں یہ فساد پیدا ہو جاتا ہے کہ لڑکی اپنے ماں باپ کے مکان پر جا بیٹھتی ہے کہ روٹی کپڑا تو ہے نہیں ایسے شوہر کے مکان پر جا کر کیا کروں اور بڑے سے بڑے فساد پیدا ہو جاتے ہیں کہ جن کو بیان نہ کرنا بہتر ہے یہ رسم شرعاً یا جہالت کی۔ زید کہتا ہے سودی روپیہ جو دے اس پر خدا کی لعنت اور جو کوئی واسطے شان و شوکت کے لئے اس پر بھی خدا کی لعنت اور جو برادر کہ جانتے ہیں کہ یہ کھانا پینا سودی روپیہ لے کر ہمارے واسطے کیا گیا ہے پھر جان کر کھائیں تو ان کھانے والوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور جو اس قوم کا آدمی بغیر توبہ کے مر جائے تو اس کی نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر یہ قوم توبہ نہ کرے تو داخل امت محمدی میں ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو روا

الجواب:

پیشک سود کھانے والے پر حدیث میں لعنت فرمائی ہے، اور بے ضرورت و مجبوری شرعی جو سود دے سودی قرض لے اس پر بھی لعنت فرمائی اور غم میں تو برادری کا کھانا دینا گناہ ہے اور شادی میں اگرچہ جائز ہے مگر سودی قرض اس کے لئے لینا حرام، و باعث لعنت ہے۔ اہل برادری کو معلوم ہو تو انھیں اس کھانے میں شرکت نہ چاہئے کہ انھیں کے لئے وہ اس گناہ کا مرتکب ہوا، اگر لوگ جانیں کہ سودی قرض لے کر جو کھانا کیا جائے برادری اسے نہ کھائے گی تو ہر گز ایسی حرکت نہ کریں، پھر بھی یہ باتیں معاذ اللہ کفر نہیں کہ توبہ نہ کریں تو امت میں نہ رہیں یا اس پر جنازہ کی نماز نہ ہو، یہ سب غلط خیال ہیں۔ نیوٹہ وصول کرنا شرعاً جائز ہے اور دینا ضروری ہے کہ وہ قرض ہے اور سو دو سو آدمی دعوت کے لئے ہمراہ لینا بھی جائز ہے جب تک دعوت دینے والے کی مرضی سے ہو وہاں اگر اس کے خلاف مرضی ہو اور مجبوری کے لئے شرما شرمی دے

تو وہ کھانا حرام ہے اور اتنے آدمی لے جانا حرام ہے جانے والے چورین کر جائیں گے، اور لٹیرے بن کر نکلیں گے یہ حدیث کا ارشاد ہے نہ کہ جب دبا کر لیں کہ اس کے صریح حرام ہونے میں کیا کلام ہے اور چار وقت کے کھانے کا بوجھ بلامرضیٰ ڈالنا اور بغیر اس کے نیو نہ دینا یہ بھی حرام ہے۔ ایسی ناپاک رسموں کا ترک فرض ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ جل مجدہ اتم واحکم (اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔ اور اس کا علم جس کی بزرگی بڑی ہے زیادہ کامل اور زیادہ پختہ ہے۔ ت)

مسئلہ ۸۰۴۷: از ضلع برسیا ملک بنگال پوسٹ آفس سامر ہاٹھ کاؤگوریڈی مسئلہ رکن الدین احمد روز پنجشنبہ ۱۵ صفر المظفر ۱۳۲۴ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد ولادت مولود ناری چھید کرنا آیا دائی جو گاؤں میں مقرر ہوتی ہے یا جنائی جو ہر گھر کی عورتیں ہوتی ہیں انھوں کے ساتھ کچھ خصوصیت ہے یا جوں توں کر سکتا ہے بر تقدیر ثانی وثالث منکرین پر شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) اگر اہل محلہ دائی کے ساتھ خصوصیت جان کر اس فعل قبیحہ خاص کے لئے ایمان دار بھائیوں کو اہانت اور بے عزت کریں مثلاً ان لوگوں کے ساتھ اٹھک بیٹھک کھانا پینا نہ کریں بلکہ کہیں کہ اگر شرع میں بھی ہے تو بھی نہ کرنا کیونکہ رواج کے خلاف ہے اور خاص کر کے اس فعل خاص پر رواج کے پابند ہونا ضرور ہے تو شرع میں ان لوگوں پر کیا حکم ہے؟

(۳) شریعت کے خلاف جو رواج ہوا اپنے نام و ناموس کی رعایت سے اسی رواج کی پاسداری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اولیٰ کیوں جائز اور اس کی کیا دلیل؟ بر تقدیر ثانی بمنین رواج مذمومہ پر شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا حکم الکتاب تو جو رواج یوم الحساب (کتاب کا حکم بیان کرو تا کہ روز حساب اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

(۱) بچہ کی ناری چھید ناسنت ہے اور اس کی خصوصیت کوئی نہیں کہ یہ کام دائی جنائی کرے یا باپ بھائی کرے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دائی جنائی کے ساتھ خاص ہے اور وہ کو جائز نہیں وہ دل سے مسئلہ نکالتے ہیں اور شریعت پر افتراء کے گنہگار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تمھاری زبانیں جو کچھ جھوٹ بیان کرتی ہیں اس کے بارے میں یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُفِرُ بِهِ أَنْتُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ أَلْحَاظٌ لِمَا كُفِرَ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ" وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُفِرَ بِهِ أَنْتُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ أَلْحَاظٌ لِمَا كُفِرَ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ
--	--

الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١﴾ وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَم	جھوٹ باندھو، بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا ہے۔ (ت)
--	--

(۲) یہ بلا وجہ اپنے بھائیوں سے انقطاع اور مسلمانوں کی ایذا اور کئی وجہ سے حرام ہے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ أَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ أَذَى مَنْ أَذَى فَقَدْ أَذَى اللَّهُ ^۲	جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی (ت)
--	--

دوسرے فریق کو بھی چاہئے جب لوگ اس قدر اس سے پریشان ہوتے اور نفرت کرتے ہیں تو کیوں ایسی بات کریں جس سے ایک مباح کے پیچھے باہم تفرقہ و فتنہ ہو یا ان میں جو اہل علم و مقتدا و صاحب اثر ہوں وہ کریں تاکہ لوگوں کے قلب سے یہ غلط بات رفع ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) یہ رواج کہ خود نہیں کرتے بجائے خود کچھ خلاف شرع نہیں کہ شریعت نے یہ کام خود کرنا واجب نہ کیا ہاں یہ سمجھنا کہ خود کرنا جائز نہیں اعتقاد باطل ہے اور اگر جائز تو جانتے ہیں مگر بلحاظ عوام بدنامی و مطعونی سے بچنے کو اس پر اصرار کرتے ہیں تو ایک وجہ رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۱: اللہ ٹھہرا مراد آباد مسئلہ حافظ محمود حسن روز دوشنبہ بتاریخ ۲۶ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی بنا بر اس کے اس روز کھانا اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علیٰ ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں کہیں اس روز کو خس ونا مبارک جان کر گھر کے پرانے برتن گلی تڑوا لیتے ہیں اور تعویذ و چھلہ و چاندی کہ اس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں یہ جملہ امور بر بنائے صحت یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمل میں لائے جاتے ہیں لہذا اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں؟ اور فاعل عامل اس کا بر بنائے ثبوت یا عدم ثبوت گرفتار معصیت ہوگا یا قابل ملامت و تادیب؟ بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

^۱ القرآن الکریم ۱۶/۱۱۶

^۲ المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/۳۷۳

الجواب:

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوعہ میں آیا ہے:

آخر اربعاء فی الشہر یوم نحس مستمر ^۱ ۔	ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ دائمی نحوست والا دن ہے۔ (ت)
--	---

اور مروی ہوا کہ ابتداء ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسی دن تھی اور اسے شخص سمجھ کر مٹھی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے۔ بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۲: مسئلہ طوطی ہند اسرار الحق خان و سہیل ہند غلام قطب الدین صاحب از جیلپور چہار شنبہ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ ماہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کو ساتوں سلام یعنی "سَلِّمْ قَوْلًا لِّهِنَّ رَبِّ لَّحِيمٍ" ^۲ وغیرہ جلسہ میں پڑھ کر اور آم کے ساتھ پتوں پر لکھ کر ایک نئے گھڑے میں پانی منگا کر اس میں پتے دھو کر بطور تبرک سب کو پلانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

قرآن عظیم کی ہر آیت ہمیشہ نور و ہدی و برکت و شفاء ہے اور اس چہار شنبہ کی تخصیص محض بے معنی، بہر حال نفس فعل میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۳: از کیلا کھیراڈا کخانہ باز پور ضلع نئی تال مرسلہ محمد عبد المجید خان صاحب اذی ۱۳۳۵ھ یہ جو بعض جہلا غرض ڈورے کیا کرتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خاتون جنت ہر کسی گھر ماہ ساون بھادوں میں جایا کرتی اور ایک ایک ڈور ان کے کان میں باندھ کر یہ کہا کرتیں کہ پوریاں پکا کر فاتحہ دلا کر لانا اس کی کچھ سند ہے یا واہیات ہے؟

الجواب:

یہ ڈوروں کی رسم محض بے اصل و مردود ہے اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف

^۱ کنز العمال حدیث ۲۹۳۱ موسسة الرسالہ بیروت ۱۱/۲

^۲ القرآن الکریم ۵۸/۳۶

اس کی نسبت محض جھوٹ برافرا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۴: از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدا بخش زردوز مالک فلور مل اسلامیہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ اکثر لوگ ۳، ۱۳ یا ۲۳، ۸، ۱۸، ۲۸ وغیرہ توارخ پنجشنبہ و یک شنبہ و چہار شنبہ وغیرہ ایام کو شادی وغیرہ نہیں کرتے، اعتقاد یہ ہے کہ سخت نقصان پہنچے گا، ان کا کیا حکم؟

الجواب:

یہ سب باطل و بے اصل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۵: از مقام رام باغ ڈاکخانہ خاص ضلع دیرہ دون مرسلہ حکیم محمد فضل الرحمن صاحب مورخہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جیسے یہ مثال یا مثلاً اہل اسلام میں رائج عملدرآمد کے ساتھ ہے کہ بہن کے گھر بھائی کتا اور خوشدا من کے گھر داماد کتا، جہاں تک دریافت ہوا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مثال ہنود کے یہاں قطعی طور پر رائج ہے مگر اہل اسلام میں نہایت سرگرمی کے ساتھ شامل کر لیا ہے اور اس پر عملدرآمد کیا جاتا ہے وہ لوگ جو بہن کے گھر یا خوشدا من کے گھر رہتے ہیں نہایت بری نظر اور بے عزتی کے ساتھ دیکھے جاتے ہیں آیا از روئے شرع شریعت بہن کے گھر بھائی کا رہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور خوشدا من کے گھر داماد کا رہنا جائز ہے یا نہیں؟ کن وجوہات سے اس کا رواج اسلام میں یا اتفاق سے ہندوستان کے ہر طبقہ میں پھیلا ہوا ہے اس کی اصلیت کیا ہے؟ امید کہ بوالہی مطلع فرمایا جائے۔ فقط

الجواب:

رسم مردود ہنود یہ ہے کہ بہن بیٹی کے گھر کا پانی پینا برا جانتے ہیں کھانا تو بڑی چیز ہے یہ رسم ضرور ناپاک و مردود ہے۔ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

نہ اندھے پر تنگی نہ لنگڑے پر نہ بیمار پر نہ آپ تم پر کہ اپنی اولاد کے گھر کھانا کھاؤ یا اپنے باپ کے گھر یا ماں کے گھر یا بھائیوں کے گھر یا بہنوں کے گھر یا چچا کے گھر یا پھوپھی کے گھر یا ماموں کے گھر یا خالہ کے گھر یا جس کی کنجیاں تمہارے

"لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْاَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بِيُوْتِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اٰبَائِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اُمَّهَاتِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اَخَوَاتِكُمْ اَوْ

بِيُوْتِ

اختیار میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں۔	أَعْمَامُكُمْ أَوْ بَيُوتِ عَشِيرَتِكُمْ أَوْ بَيُوتِ أَسْوَائِكُمْ أَوْ بَيُوتِ خَلَّتِكُمْ أَوْ مَاصِلِكُمْ مَقَاتِلَةً أَوْ صَدِيقَكُمْ ¹
--------------------------------------	---

اس اجازت میں جیسے ایک وقت کا کھانا داخل ہے یوں ہی بشرط رضا و عدم بار چند وقت کا خصوصاً جبکہ بہن یا ساس یا ان لوگوں کا مکان دوسرے شہر میں ہو اور یہ بعد مدت ملنے کو جائے جب تک یہ نہ جانے کہ ان پر بار و ناگوار نہ ہوگا جہاں تک ایسے تعلقات میں ایسے بعد سے اتنے دنوں بعد مہمان داری معروف ہے بلاشبہ رہ سکتا ہے ہاں اتنا رہنا کہ اکتا جائے اور ناگوار ہو نا جائز اور وہ کھانا بھی نا جائز اگرچہ ماں باپ ہی کا گھر ہو، ہاں ماں باپ جبکہ محتاج ہو مالدار اولاد کے یہاں جتنے دن چاہیں رہ سکتے ہیں اگرچہ اسے ناگوار ہو کہ اس کے مال میں اتنا ان کا حق ہے اس کی بے مرضی بھی لے سکتے ہیں یہ سب عارضی طور پر رہنے میں کلام تھا اب جو لوگ معیوب جانتے ہوں ان کا زعم بالکل مردود و اتباع کفار ہنود ہے۔ رہا دوسرے کے یہاں سکونت اختیار کرنا یہ سوا محتاج ماں باپ کے کسی کے گھر بے اس کی رضا کے اصلاحاً حلال نہیں اگرچہ بھائی یا باپ کے یہاں ہو اگرچہ فقط سکونت ہو کھائے اپنا مگر وہ کسب سے عاجز و محتاج جس کا نفقہ شرع نے اس صاحب مکان پر واجب کیا یہ رہ سکے گا اور کھانا بھی اسی کے سر کھائیگا اسے گوارہ ہو خواہ ناگوار، بھائی ہو یا بہن، ساس اس میں داخل نہیں کہ اس کے ذمہ اس کا نفقہ نہیں ہو سکتا ہاں عاجز محتاج کا نفقہ جس پر شرعاً لازم ہے اگر نہ وہ اس کی اولاد میں ہے نہ یہ اس کی اولاد میں تو بے اس کی رضا کے جبر اس کا بار اس پر ڈالنا حکم حاکم ہوگا خود یہ اس کا اختیار نہیں رکھتا، ردالمحتار میں ہے:

نفقة قرابة غير الولاد وجوبها لا يثبت الا بالقضاء او الرضاء ² ۔	ایسے رشتے دار کا خرچہ جو اولاد میں شامل نہ ہو اس کے خرچے کا وجوب فیصلہ قاضی یا خرچہ دینے والے کی رضامندی کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔
---	---

حکم شرع یہ ہے اس کے خلاف جو کچھ ہو باطل ہے ظاہر یہ تخصیص اس خیال سے ہو کہ بہن کا اپنا گھر اور مال غالباً نہیں ہوتا بلکہ اس کے شوہر کا اور وہ اگر ناگوار نہ ظاہر کرے تو غالباً مروت اور اپنی

¹ القرآن الكريم ۲۴/۲۱

² ردالمحتار کتاب الطلاق باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۱

زوجہ کی رعایت سے اور ساس جو کچھ کرے گی اپنی بیٹی کے دباؤ سے اور یہ جائز نہیں لہذا اس سے احتراز کرنا چاہئے اگرچہ ناگواری ظاہر نہ ہو کہ ظاہر ناگواری ہے اور بہن فقط مثال ہے بیٹی بھتیجی بھانجی کا بھی یہی حال ہے جبکہ مال و مکان ان کے شوہروں کا ہو شرعاً بھائی بھتیجے بھانجے کا بھی یہی حاکم ہے جبکہ مروت و خاطر مع ناگواری باطن ہو مگر یہاں مروت خود اس کی ذات کے باعث ہے اور وہاں دی ہوئی بیٹی کے ذریعہ سے لہذا اسے زیادہ معیوب سمجھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۸۴۸۶: از شہر کوٹہ راجپوتانہ محلہ لاڈپورہ معرفت گانس بہرو کے مسئلہ الہی بخش لوہار ۲۸ جمادی الاولیٰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) شادی میں ہندوؤں کی رسم کے موافق گانے اور باجے کے ساتھ کمہار کے گھر سے برتن لانے کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۲) شادی میں کپڑا پہناتے وقت ہندوؤں کی طرح پیشانی میں ہلدی کا ٹیکا لگانا کیسا ہے؟

(۳) لڑکے کی سالگرہ کے روز لچھے میں عمر کی گرہ لگانا کیسا ہے؟

الجواب:

(۱) ناجائز ہے وگناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) ناجائز وگناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸ سوال ۳۳۸ھ

مسئلہ ۸۹: از دیوگرھ میواڑ راجپوتانہ مرسلہ عبدالعزیز صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں دونوں عیدوں پر مسلمان بڑے تزک و احتشام سے اسلام کی شان و شوکت ظاہر کرتے ہیں یعنی نماز کے لئے جاتے وقت توپوں کے فیر ہوتے ہیں اور نشان و گھوڑا و تاشے بجاتے ہوئے عید گاہ کو جاتے ہیں اور قاضی صاحب شاہی جامہ پہنتے ہیں بعد فراغت نماز دوسرے دروازہ سے شہر میں داخل ہوتے ہیں یہ محض اسلامی شان و شوکت بمقابلہ کفار کی جاتی ہے اور تمام لوازمہ منجانب رئیس ریاست یہاں کے آتا ہے۔ اگر تاشے وغیرہ موقوف کئے جائیں تو فتنہ و فساد برپا ہونے کی صورت میں اس میں کوئی خرابی تو لازم نہیں آتی ہے؟

الجواب:

عید کے لئے نشان لے جانا اور عمدہ لباس پہننا تو سنت ہے اور گھوڑے کی سواری بھی فی نفسہ

مسنون ہے اگرچہ عید گاہ جانے کے لئے وارد نہیں اور مصلحت کے لئے وہاں ہاتھی کی سواری یا کوئل ہاتھی گھوڑے اور توپوں کے فیر میں بھی حرج نہیں ایسے شہر میں ایسی رسم کو بند کرنا سراسر خلاف مصلحت ہے اس میں صرف غازیوں کا ساطل ہو جسے دہل کہتے ہیں تاشے نہ ہوں۔

وانما الاعمال بالنیات وانما الکل امری مانوی ^۱ ۔	کاموں کا مدار ارادوں پر ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا۔ (ت)
--	---

اظہار شوکت کی اصل حج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رمل واضطباع اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کا حکم فرمانا اور شک نہیں کہ وہاں اس طریقہ کے بند کرنے میں مشرکین کی فرحت شادی اور ان کی نگاہوں میں معاذ اللہ اسلام کی سسکی کا باعث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



^۱ صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲



رسالہ

ہادی الناس فی رسوم الاعراس

(شادیوں کی رسومات کے بارے میں لوگوں کے لئے راہنما)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۹۰: از کانپور مدرسہ فیض عام مرسلہ مولوی احمد حسن صاحب ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کہ ہمارے دیار میں اس طرح کا رواج ہے کہ شادی کے دن طرح طرح کا تماشا کرتے ہیں یعنی آتش بازی و بندوق اور گانا بجانا، اور لکڑی کھیلنا وغیرہ ان سب سامان کے ساتھ نوشاہ کو پاکی پر سوار کر کے تماشا کرتے ہوئے دلہن کے مکان میں جاتے ہیں۔ آیا یہ سب امور مذکورہ بحسب شرع شریف جائز ہیں یا نہیں؟ فقط۔

الجواب:

نوشہ کو پاکی میں سوار کرنا مباح و جائز ہے لان من الرسوم العامة التي لا مضر فيها من الشرع اس لئے کہ یہ ان عادی رسوم میں سے ہے شریعت میں جن پر کوئی طعن نہیں۔ (ت) اور لکڑی پھینکنا بندوقیں چھوڑنا اور اس قسم کے سب کھیل جائز ہیں جبکہ اپنے اور دوسرے کی مضرت کا اندیشہ نہ ہو، اور ان سے مقصود ان کوئی غرض محمود جیسے فن سپہگری کی مہارت ہو، نہ مجرد لہو و لعب لانہما من جنس المنضال المستثنیٰ فی الحدیث (کیونکہ یہ وہ کھیل ہیں جن کو حدیث میں مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ ت) اور اگر

صرف کھیل کود مقصود ہو تو مکروہ۔

در مختار میں ہے ہر کھیل مکروہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ مسلمان کے لئے ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کے (یعنی مسلمان کے لئے سوائے تین کے باقی ہر کھیل حرام اور ممنوع ہے اور جو تین کھیل مباح ہیں وہ یہ ہیں) (۱) خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (دل لگی کرنا) (۲) اپنے گھوڑے سے کھیلنا (اس کی تربیت اور سکھائی کرنا) اور (۳) اپنی کمان سے تیر اندازی کرنا، فتاویٰ شامی میں الجواہر کے حوالہ سے ہے کہ حدیث میں باہم کشتی کرنے کی اجازت موجود ہے یعنی جنگ و جہاد کے لئے قوت حاصل کرنے کے لیے نہ کہ کھیل کود کے لیے کیونکہ محض کھیل کود تو مکروہ ہے اہ اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کا اطلاق گھوڑے کو سکھانے اور کمان سے تیر اندازی کرنے پر کیا جاتا ہے، اسی میں قسمستانی سے بحوالہ الملتقط مرقوم ہے جس کسی نے صولجان یعنی گھڑ دوڑ کا کھیل کیا تو یہ جائز ہے اہ۔ در مختار میں ہے کہ باہم کشتی کرنا بدعت نہیں مگر یہ کہ محض کھیل کود کے لئے نہ ہو۔ برجندی اہ اور اسی میں ہے کہ ہر ایسا

فی الدر المختار کرہ کل لہو لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کل لہو المسلم حرام الا ثلاثہ ملا عبتہ باہلہ وتادیبہ لفرسہ و مناضلتہ بقوسہ^۱ اہ، وفی رد المحتار فی الجواہر قد جاء الاثر فی رخصتہ المصارعة لتحصيل القدرة علی المقاتلة دون التلہی فانہ مکروہ اہ والظاهر انه یقال مثل ذلک فی تادیب الفرس والمناضلة بالقوس^۲ اہ وفیہ عن القہستانی عن الملتقط من لعب بالصولجان برید الفروسية یجوز^۳ اہ وفی الدر المختار لیست ببدعة الا للتلہی فتکرہ برجندی^۴ وفیہ وکذا یحل کل لعب خطر لحاذق تغلب سلامتہ

^۱ الدر المختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی، دہلی ۲/ ۲۳۸

^۲ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳ و ۲۵۸

^۳ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۸

^۴ الدر المختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی، دہلی ۲/ ۲۴۹

<p>کرمی الرام وصید لحية ويحل التفرج عليهم حينئذ^۱ اه وفيه عند المباحات والسباحة والصولجان والبندق ورمي الحجر واشالته باليد و الشباك والوقوف على رجل^۲ الخ في الشامية البندق المتخذ من الطين ط ومثله المتخذ من الرصاص^۳۔</p>	<p>کھیل جو کسی ماہر کو کھٹکے میں ڈال دے مگر اس میں سلامتی غالب ہو وہ جائز ہے جیسے کسی تیر انداز کے لئے تیر اندازی کرنا اور کسی قبیلہ کے لئے شکار کرنا، پھر ان پر اس وقت خوشی کرنا جائز ہے اھ انہی مباح کاموں کو شمار کرنے کے سلسلہ میں ہے تیرنا، گھڑ دوڑ کرنا، ڈھیلے پھینکنا، تیر مارنا، (الشباک) آپس میں ایک دوسرے کی بند مٹھیاں کھولنا اور ایک پاؤں پر کھڑا ہونا وغیرہ الخ (یہ سب کھیل جائز اور مباح ہیں) فتاویٰ شامی میں ہے "البندق" جو گارے سے تیار کیا جائے اور اسی کی مانند وہ ہے جو سیسہ سے بنایا جائے۔ (ت)</p>
---	--

آتشبازی جس طرح شادیوں اور شب برات میں رانج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تصنیع مال ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا۔

<p>قال الله تعالى "لَا تَبْدُرُ بُدَيْرًا ۝ إِنَّ الْمُبْدِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝"^۴</p>	<p>اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کسی طرح بے جانہ خرچ کیا کرو کیونکہ بے جا خرچ کر نیوالے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت بڑا ناشکر گزار ہے۔ (ت)</p>
--	---

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>ان الله تعالى كره لكم ثلثا قيل وقال واضاعة المال وكثرة السؤال، رواه البخارى^۵ عن المغيرة بن</p>	<p>بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین کاموں کو ناپسند فرمایا: (۱) فضول باتیں کرنا (۲) مال کو ضائع کرنا (۳) بہت زیادہ سوال کرنا اور</p>
--	---

^۱ الدر المختار کتاب الحظر والاباحة فصل في البيع مطبع مجتبائی، دہلی ۱۲/ ۲۴۹

^۲ الدر المختار کتاب الحظر والاباحة فصل في البيع مطبع مجتبائی، دہلی ۱۲/ ۲۴۹

^۳ رد المحتار کتاب الحظر والاباحة فصل في البيع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۹

^۴ القرآن الكريم ۲۶/ ۲ و ۲۷

^۵ صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ لا یسئلون الناس الحافا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۰ و ۲/ ۸۸۳، صحیح مسلم کتاب

الاقضية باب النهی عن كثرة المسائل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۵ و ۷۶

شعبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ماگنٹا، امام بخاری نے اس کو حضرت مغیرہ بن بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)
---------------------------	---

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنة میں فرماتے ہیں:

من البدع الشنیعة ماتعارف الناس فی اکثر بلاد الهند من اجتماعهم للهو واللعب بالنار، و احراق الکبریت ^۱ اھ مختصراً۔	بری بدعات میں سے یہ اعمال ہیں جو ہندوستان کے زیادہ تر شہروں میں متعارف اور رائج ہیں جیسے آگ کے ساتھ کھیلنا اور تماشہ کرنے کے لئے جمع ہونا گندھک جلاتا وغیرہ اھ مختصراً (ت)
--	--

اسی طرح یہ گانے بجانے کہ ان بلاد میں معمول و رائج ہیں بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہیں خصوصاً وہ ناپاک و ملعون رسم کہ بہت خزان بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملائین بے بہود سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین و حضرات کو لچھے دار سنا سمدھیانہ کی عقیف و پاکدامن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرنا خصوصاً اس ملعون بے حیار رسم کا مجمع زنان میں ہونا ان کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا، قہقہے اڑانا، اپنی کھواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بد لحاظیاں سکھانا، بے حیا، بے غیرت، خبیث، بے حمیت مردوں کا اس شہدہ پن کو جائز رکھنا، کبھی برائے نام لوگوں کو دکھاوے کہ جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا، مگر بندوبست قطعی نہ کرنا، یہ وہ شنیع، گندی اور مردود رسم ہے جس پر صداہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اترتی ہیں اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے۔ اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاسق فاجر، مرتکب کبائر مستحق غضب جبار و عذاب نار ہیں والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشنے آمین، جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہر گز شریک نہ ہوں اور اگر نادانستہ شریک ہو گئے تو جس وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں یا ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو تو سب مسلمان مردوں عورتوں پر لازم ہے کہ فوراً اسی وقت اٹھ جائیں اور اپنی جو رو بیٹی، ماں، بہن کو گالیاں نہ دلوائیں، فحش نہ سنوائیں، ورنہ یہ بھی ان ناپاکیوں میں شریک ہوں گے اور غضب الہی سے حصہ لیں گے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ زنبہار زنبہار اس معاملہ میں حقیقی بہن بھائی

^۱ ماثبت بالسنة ذکر شہر شعبان المقالة الثالثة ادارہ نعیمیہ رضویہ موچی گیٹ لاہور ص ۲۸۲

بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت و مروت روانہ رکھیں کہ:

لاطاعة لاحد في معصية الله تعالى ¹	اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ (ت)
--	--

ہاں شرع مطہر نے شادی میں بغرض اعلان نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے جبکہ مقصود شرع سے تجاوز کر کے لہو مکروہ و تحصیل لذت شیطانی کی حد تک نہ پہنچے، لہذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے، تال سم کی رعایت نہ ہو نہ اس میں جھانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مطرب و ناچاز ہیں۔ پھر اس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے۔ نہ شرف والی بیبیوں کے مناسب بلکہ نابالغہ چھوٹی چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں باندیاں بجائیں، اور اگر اس کے ساتھ کچھ سیدھے سادے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جن میں اصلاً نہ فحش ہو نہ کسی بے حیائی کا ذکر، نہ فسق و فجور کی باتیں، نہ مجمع زنان یا فاسقان میں عشقیات کے چرچے نہ نامحرم مردوں کو نغمہ عورات کی آواز پہنچے، غرض ہر طرح منکرات شرعیہ و مظان فتنہ سے پاک ہوں، تو اس میں مضائقہ نہیں۔ جیسے انصار کرام کی شادیوں میں سمدھیانے جا کر یہ شعر پڑھا جاتا تھا

اتیناکم اتیناکم فحیاناً و حیاکم²

یعنی ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے، اللہ ہمیں زندہ رکھے تمہیں بھی جلائے یعنی زندہ رکھے۔ پس اس قسم کے پاک و صاف مضمون ہوں، اصل حکم میں تو اسی قدر کی رخصت ہے مگر حال زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ جہاں حال خصوصاً زمانہ سے کسی طرح امید نہیں کہ انہیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے اس کی پابندی رہیں اور حد مکروہ و ممنوع تک تجاوز نہ کریں۔ لہذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کیا جائے نہ انگلی ٹیکنے کی جگہ پائیں گی نہ آگے پاؤں پھیلائیں گی، خصوصاً بازاری فاجرہ فاحشہ عورتوں، رنڈیوں، ڈومنیوں کو تو ہر گز ہر گز قدم نہ رکھنے دیں کہ ان سے حد شرع کی پابندی محال عادی ہے۔ وہ بے حیائیوں فحش سرائیوں کی خوگر ہوتی ہیں

¹ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث حکم بن عمرو الغفاری المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۶، ۲۷، المعجم الكبير حدیث ۳۱۵۰ المکتبة

الفیصلیة بیروت ۳/ ۲۰۸، المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۳/ ۱۲۳

² سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب فی الغناء والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸

منع کرتے کرتے اپنا کام کر گزریں گی بلکہ شریف زاد یوں کا ان آوارہ بد وضعوں کے سامنے آنا ہی سخت بیہودہ و بیجا ہے۔ صحبت بد زہر قاتل ہے اور عورتیں نازک شیشیاں ہیں جن کے ٹوٹ جانے کے لئے ایک ادنیٰ سی ٹھیس بھی بہت ہوتی ہے اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یا انجشۃ زوئدا بالقواریر^۱ (اے انجشہ! ٹھہر جاؤ کہیں کانچ کی شیشیاں ٹوٹ نہ جائیں۔ ت) فرمایا۔

یہ سب کچھ اچھی طرح واضح ہے ہر اس بندے پر جس کو اللہ تعالیٰ نے دل کی روشنی بخشی ہے اور تمام وہ باتیں جن سے ہم نے منع کیا ہے کیونکہ اس پر قرآن عظیم، حدیث مبارک اور فقہ قویم کے روشن دلائل موجود ہیں لہذا واضح حکم نے ہمیں اس کی تفصیل سے بے نیاز کر دیا ہے پھر ہم بعض دلائل بیان کرتے ہیں اس مسئلہ پر جس کی اباحت ہم نے پہلے ذکر کر دی کیونکہ کچھ لوگوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ معاملہ میں سختی کرتے ہیں اور مطلق تحریم کا قول ذکر کرتے ہیں (قول بالتحريم مطلق بیان کرتے ہیں) اور کچھ وہ لوگ ہیں جو دف بجانا مباح کہتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ اشعار نہ پڑھے جائیں بلکہ صرف دف بجائی جائے حالانکہ حدیث میں اس کی تردید آئی ہے اور جو کچھ یہاں مذکور ہوگا عنقریب تم جان لو گے امام بخاری نے اپنی صحیح میں ربیع بنت معوذ بن عفراء کے حوالہ سے تخریج فرمائی کہ اس بی بی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ہاں

هذا كله ظاهر بين عند من نور الله تعالى بصيرته وجميع مانهينا عنه فان عليه دلائل ساطعة من القرآن العظيم والحديث الكريم والفقه القويم بيدان وضوح الحكم اغنانا عن سردها فلندكر بعض دلائل على ما ذكرنا اباحتها فان انرى ناسا يشد دون الامر يطلقون القول بالتحريم و منهم من يبيح ضرب الدف بشرط ان لا يكون معه شبيء من الشعر وانما يكون محض دف مع ان الاحاديث ترد ذلك كما ستعلم مآهنا لك اخرج الامام البخارى في صحيحه من الربيع بنت معوذ بن عفرا قالت جاء النبي صلى الله تعالى عليه واله وسلم

^۱ صحیح بخاری کتاب الادب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۲، ۹۰۸، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النساء

قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۵۵، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۵۴

فدخل حسين بن علي فجلس على فراشي كيجلسك
مني فجعلت جویریات لنا یضر بن بالدف ویند بن
من قتل من ابائی یوم بدر^۱ الحدیث۔

واخرج ایضاً عن ام المومنین الصديقة رضی اللہ
تعالیٰ عنہا انها زفت امرأة الى رجل من الانصار فقال
نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما کان معکم لہو
فان الانصار یعجبہم اللہو^۲،

واخرج القاضی المحامی عن جابر بن عبد اللہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہما فی هذا الحدیث انه صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم قال ادرکیہا یا زینب امرأة کانت تغنی
بالمدينة^۳۔

تشریف لائے تو حضرت حسین بن علی حاضر خدمت ہوئے
اور میرے بچھونے پر اس طرح تشریف فرما ہوئے جیسے
تمھارا میرے پاس بیٹھنا ہے اور ہماری کچھ بچیاں دف بجا بجا کر
ہمارے اکابر شہداء بدر کے مرثیے پڑھتی رہیں۔ الحدیث۔

اور یہ بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کی سند سے تخریج فرمائی کہ ایک دلہن اپنے انصاری شوہر
کے گھر رخصت کی گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا کیا تمھارے پاس کوئی کھیل (گانے بجانے) کا سامان نہ تھا
کیونکہ انصار اس سے جوش میں آتے ہیں اور خوش ہوتے
ہیں، قاضی محامی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے حوالے سے اس حدیث کی تخریج فرمائی کہ
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے زینب!
کسی ایسی عورت سے رسائی حاصل کرو جو مدینہ منورہ میں
گانے والی ہو، محدث ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس کے
حوالے سے تخریج فرمائی (اللہ تعالیٰ دونوں سے راضی
ہو) انھوں نے فرمایا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے قبیلہ انصار میں اپنی ایک قربندار کا نکاح کیا تو حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

^۱ صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف بالنکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۷۷۳

^۲ صحیح البخاری باب النسوة اللاتی یھدین المرأة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۷۷۵

^۳ فتح الباری بحوالہ المحامی کتاب النکاح باب النسوة اللاتی یھدین المرأة الخ مصطفی البابی مصر ۱۱/ ۱۳، عمدة القاری کتاب النکاح باب

النسوة اللاتی یھدین المرأة الخ ادارة الطباعة المنيرية بیروت ۲۰/ ۱۳۹

تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کیا تم نے اس نوجوان لڑکی کو کوئی ہدیہ (تحفہ) دیا ہے؟ گھر والوں نے عرض کی: جی ہاں، پھر فرمایا: کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی گانے والی بھیجی ہے؟ سیدہ نے عرض کی: جی نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصار کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جن میں غزلیات پڑھنے کا رواج ہے لہذا اگر تم لوگ اس دلہن کے ساتھ کوئی ایسا شخص بھیجتے جو کہتا اتینا کم اتینا کم الخ یعنی ہم تمہارے پاس آگئے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی زندہ رکھے اور تمہیں بھی زندہ رکھے، امام طبرانی نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے تخرج فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات چند بچیوں سے ہوئی جو گارہی تھیں اور یہ کہہ رہی تھیں کہ ہم تمہیں اپنی زندگی بخشی ہیں تو ہمیں بخشو آپ نے فرمایا: یوں نہ کہو بلکہ یوں کہو حیاناً وایاکم اللہ تعالیٰ ہمیں بھی زندہ رکھے اور تمہیں بھی زندہ رکھے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم! کیا آپ لوگوں کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اے برادر یہ نکاح ہے کوئی بدکاری تو نہیں ہے۔

واخرج ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال انکحت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذات قرابة لها من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اھدیتم الفتاة قالوا نعم قال الا ارسلتم معھا من تغنی قالت لا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الانصار قوم فیہم غزل فلو بعثتم معھا من یقول اتینکم اتینکم فحیاناً و حیاً کم^۱ فأخرج الطبرانی عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لقی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواری یتغنین یقلن تحیناً نحییکم فقال لا تقولوا ہکذا ولكن قولوا حیاً وایاکم فقال رجل یا رسول اللہ اترخص للناس فی هذا قال نعم انه نکاح لا سفاح^۲ وخرج احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن محمد بن حاطب الجمحی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فصل ما بین الحلال والحرام الصوت

^۱ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب الغناء والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸

^۲ المعجم الکبیر حدیث ۶۶۶۶ المكتبة الفیصلیة بیروت ۱۵۲ / ۷

والد في النكاح¹۔ واخرج النسائي عن عامر بن سعد قال دخلت على قرظة بن كعب وابي مسعود الانصاري رضي الله تعالى عنهما في عرس واذا جوار يغنين فقلت انتما صاحباً رسول الله تعالى وسلم ومن اهل بدر يفعل هذا عندكم فقالا اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت فاذهب قدر خص لنا في اللهو عند العرس² قال الامام البدر محمود العيني في عمدة القاري تحت الحديث الاول في الحديث فوائد (الى ان قال) منها الضرب بالدف بحضرة الشارح الملة ومبين الحل

امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے محمد بن حاطب جمحی کے حوالے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تخریج فرمائی، آپ نے ارشاد فرمایا حلال اور حرام کے درمیان فرق نکاح میں اعلان اور دف بجانے کا ہے۔ امام نسائی نے عامر بن سعد کے حوالہ سے تخریج فرمائی کہ انھوں نے فرمایا کہ میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک تقریب شادی میں گیا میں نے دیکھا کہ چند لڑکیاں گارہی تھیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اے دو ساتھیو! اور غزوہ بدر میں شریک ہونے والو! تمہارے ہاں یہ کچھ کیا جا رہا ہے؟ انھوں نے فرمایا اگر پسند کرتا ہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر سن لو اور اگر نہیں پسند کرتا اور نہیں چاہتا تو واپس چلا جا کیونکہ شادیوں میں ہمیں اس کی رخصت دی گئی ہے۔ امام بدر الدین محمود عینی نے عمدة القاری شرح صحیح البخاری کی پہلی حدیث کے ذیل میں فرمایا حدیث میں بہت سے فوائد ہیں (وہ سب شمار کرتے ہوئے) یہاں تک فرمایا ان میں سے

¹ جامع الترمذی ابوب النکاح باب ما جاء في اعلان النکاح میں کہنی کراچی ۱/ ۱۲۹، سنن النسائی کتاب النکاح اعلان النکاح بالصوت وضرب الدف نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۹۰، سنن ابن ماجہ ابواب النکاح اعلان النکاح ایچ ایم سعید کہنی کراچی ص ۱۳۸، مسند احمد بن حنبل حدیث

محمد بن حاطب المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۱۸ و ۲۵۹

² سنن النسائی کتاب النکاح اللہو والغناء عند العرس نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۲/ ۹۲

ایک فائدہ یہ ہے کہ شارع ملت کی موجودگی میں دف بجائی گئی اور حلت و حرمت ظاہر کرنے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا کیا گیا، اور دف بجا کر اور مباح گانا گاکر نکاح کا اعلان کرو تا کہ نکاح اور خفیہ بدکاری (حلال و حرام) کا فرق واضح ہو جائے، مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے کہا گیا کہ وہ بچیاں نابالغہ تھیں حد بلوغت کو پہنچی ہوئی نہ تھیں اور ان کی دہیں بھی جہار والی نہ تھیں، امام اکمل الدین نے فرمایا الدف حرکت پیش کے ساتھ زیادہ مشہور ہے اور دال پر زبر کی حرکت کی روایت بھی ہے اور یہ دلیل ہے کہ نکاح کرنے اور دلہن کو رخصت کرنے کے وقت اعلان کے لئے دف بجانا جائز ہے اور بعض نے تقریب ختنہ، عیدین، سفر سے واپسی اور دوستوں کے اجتماع کو بھی تقریب شادی سے ملحق کیا ہے یعنی ان تمام مواقع پر بھی دف بجانے کی اصل اجازت ہے اور فرمایا کہ اس سے وہ دف مراد ہے جو گزشتہ زمانے میں مروج تھی، اور جہار والی دف بجانا بالاتفاق مکروہ ہے۔ علامہ عینی دوسری حدیث کی وضاحت فرماتے ہیں ولیمہ و نکاح کے موقع پر کھیل کود کو اہل علم بالاتفاق

من الحرمة صلى الله تعالى عليه وسلم و اعلان النكاح بالدف والغناء المباح فرقا بينه وبين ما يستتر به من السفاح¹ اهو في المرقاة قيل تلك البنات لم يكنن بالغات حد الشهوة وكان دفهن غير مصحوب بالجلجل قال اكمل الدين الدف بضم الدال اشهر و افصح ويروى بالفتح ايضا وفيه دليل على جواز ضرب الدف عند النكاح والزفاف للاعلان، والحق بعضهم الختان و العیدین والقُدوم من السفر و مجتمع الاحباب المسرور، وقال المراد به الدف الذي كان في زمن المتقدمين واما ما عليه الجلجل فينبغي ان تكون مكروبا بالاتفاق² وفي العيني تحت الحديث الثاني في التوضيح اتفق العلماء على جواز اللهو في وليمة

¹ عمدة القارى شرح صحيح البخارى كتاب النكاح باب ضرب الدف في النكاح ادارة الطباعة المنيرية بيروت ۲۰/ ۱۳۶

² مرقاة المفاتيح كتاب النكاح باب اعلان النكاح الفصل الاول مكتبة حبيبية كوتہ ۶/ ۳۰۱

مباح اور جائز قرار دیتے ہیں جیسے دف بجانا یا اس کے مشابہ کسی آگہ لہو کو استعمال کرنا الخ، مرقاۃ میں ان الفاظ (ماکان معکم لہو) کے ذیل میں ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی دف بجانے والا نہیں اور نہ ایسا کوئی اشعار پڑھنے والا ہے کہ جن میں کوئی گناہ نہیں، شادیوں میں اس کی اجازت ہے یونہی کہا گیا۔ اور زیادہ ظاہر وہ بات ہے جو علامہ طیبی نے ارشاد فرمائی کہ حدیث میں تخصیض یعنی ابھارنے اور اکسانے کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں "الا ارسلتم الخ" کے الفاظ ہیں یعنی کیا تم نے اس لڑکی کے ساتھ اس کو نہ بھیجا جو یوں کہتا (اتیناکم الحدیث) لخص پورا ہو گیا۔ اور اسی میں ساتویں حدیث کے ذیل میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ رخصت پر عمل کیا جائے جیسا کہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی عزیمتوں کو ادا کیا جائے (عبارت مکمل) میں کہتا ہوں یہ تخصیض اسی طرح ہے جیسے رخصت پر تخصیض، یہ نہیں کہ وہ افضل ہو اس کو سمجھ لیا جائے، اشعة الملعات میں چھٹی حدیث کے ذیل میں ہے

النکاح کضرب الدف وشبهه^۱ الخ وفي المرقاة تحت الحديث الثاني ماكان معكم لہو "ای الم یکن معکم ضرب دف وقرآۃ شعر لیس فیہ اثم وهذا رخصة عند العرس کذا قيل والظاهر ما قال الطیبی فیہ معنی التحضیض کما فی حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الا ارسلتم معکم من یقول اتیناکم الحدیث^۲ اھ ملخصاً۔ وفيها تحت الحديث السابع ای وان الله یحب ان تؤتی رخصة کما یحب ان تؤتی عزائمہ^۳ اھ قلت فالتحضیض کالتخصیض علی الرخصة لا لانه الافضل فافهم وفي اشعة الملعات تحت الحديث السادس تغنی مباح است در نکاح مثل دف^۴ اھ وفي حظر ردالمحتار قبیل فصل اللبس عن الحسن لا بأس بالدف فی العرس یشتهر وفي السراجیة

^۱ عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب النکاح باب النسوة اللاتی یهدین الخ ادارة الطباعة المنیریة بیروت ۱۴۰۹/۳۰

^۲ مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۴۰۲/۶

^۳ مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۴۰۹/۶

^۴ اشعة الملعات کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثاني مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۴۰/۳

هذا اذا لم يكن له جلاجل ولم يضرب على هيئة التترب¹ اه وفي الهنديّة سئل ابو يوسف عن الدف أكرهه في غير العرس بأن تضرب المرأة في غير فسق للصبي قال لا كرهه واما الذي يجيئ منه اللعب الفاحش للغناء فأنى اكرهه كذا في محيط السرخسي ولا بأس بضرب الدف يوم العيد كما في خزانة المفتين² اه. وفي شهادات ردالمحتار جواز ضرب الدف فيه (اي في العرس) خاص بالنساء كما في البحر عن المعراج بعد ذكره انه مباح في النكاح وما في معناه من حادث سرور قال هو مكروه للرجال على كل حال للتشبه بالنساء³ والله تعالى اعلم۔

کہ نکاح میں گانا بجانا مباح ہے جیسے دف بجانا اه۔ فتاویٰ شامی کی بحث حنظل میں ہے جو فصل اللبس سے کچھ پہلے حضرت حسن سے روایت ہے کہ تشہیر کے لئے تقریب میں دف بجائی جاسکتی ہے اور دف کے بجائے میں کوئی حرج نہیں، سراجیہ میں ہے کہ یہ اجازت اس صورت میں ہے کہ دف باواز جہار نہ ہو، اور وہ گانے کی طرز پر نہ بجائی جائے، (عبارت مکمل) اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دف کے بجانے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آپ تقریب شادی کے بغیر اس کو ناپسند کرتے ہیں کہ عورت بغیر حالت فسق کے صرف بچہ کے لئے بجائے، فرمایا میں اس کو ناپسند نہیں کرتا لیکن وہ جو گانے کے لئے فحش کھیل کے طور پر بجائے تو وہ ناپسندیدہ ہے۔ محیط سرخسی میں یونہی مذکور ہے۔ عید کے دن دف بجانے میں کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح خزائن المفتین میں ہے اه، ردالمحتار کی بحث شہادت میں ہے کہ شادی میں دف بجانا عورتوں کے ساتھ خاص ہے اس وجہ سے جو بحر الرائق میں معراج سے منقول ہے بعد اس ذکر کرنے کے کہ وہ تقریب نکاح اور خوشی کے موقع سے جو مناسبت رکھتا ہو اس میں دف بجانا مباح ہے۔ اور فرمایا مردوں کے لئے وہ ہر حال میں مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا علم والا ہے۔ (ت)

¹ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحة دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

² فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۲

³ ردالمحتار کتاب الشہادات باب قبول الشہادت دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۲

مسئلہ ۹۱ و ۹۲: از موضع ہر نیگل کمر علاقہ بنگالہ مرسلہ مولوی عبد الحمید صاحب ۲ ربیع الاول

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

سوال اول: کیا شادی وغیرہ میں آتشبازی چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال دوم: اعلان کے لئے شادی میں بندوق چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جواب سوال اول: ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

<p>بے جا خرچ نہ کرو کیونکہ بے جا اور فضول خرچ کرنا والے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ (ت)</p>	<p>"وَلَا تَبْذُرُوا مَالَكُمْ يَتَّبِعُونَ ۖ إِنَّ الْإِنَّمَالَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَالْوِطْءِ الشَّيْطَانِ ۚ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا" ۱</p>
--	--

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کر دی اور بچیوں کو زندہ درگور کرنا اور بچل کرنا اور گداگری کرنا اور ادھر ادھر کی فضول باتیں کرنا تم پر حرام کر دیا ہے۔ اور فرمایا زیادہ سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا بھی حرام کر دیا گیا ہے۔ بخاری و مسلم نے اس کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)</p>	<p>ان الله تعالى حرم عليكم عقوق الامهات و اذ البنات و منعاهات و كره لكم قيل وقال وكثرة السؤال و اضاعة المال، رواه الشيخان² عن المغيرة بن شعبه رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
--	---

جواب سوال دوم: جائز ہے۔

<p>امام ترمذی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تخریج فرمائی کہ آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:</p>	<p>اخرج الترمذی عن ام المؤمنين الصديقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم</p>
--	--

¹ القرآن الکریم ۱۷/۲۶ و ۲۷

² صحیح البخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۸۴، صحیح مسلم کتاب الاقضية باب النهی من كثرة

المسائل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۵، ۷۶

<p>اعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدفوف¹۔ وروی احمد بسند صحیح وابن حبان فی صحیحہ والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیۃ والحاکم فی المستدرک عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اعلنوا النکاح²۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>	<p>لوگو! نکاح کا اعلان کیا کرو (یعنی اس کی تشہیر کیا کرو) اور مسجدوں میں نکاح کیا کرو اور اس کی تشہیر کے لئے دف بجایا کرو۔ امام احمد نے سند صحیح سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں طبرانی نے الکبیر میں اور ابو نعیم نے الحلیۃ میں اور حاکم نے المستدرک میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کا اعلان کیا کرو، اللہ تعالیٰ تو بخوبی واقف اور آگاہ ہے۔ (ت)</p>
---	--

مسئلہ ۹۳: مسئلہ سید محمود الحسن صاحب نبیرہ ڈپٹی اشفاق حسین صاحب ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آتشبازی بنانا اور چھوڑنا حرام ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان کرو اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

منوع و گناہ ہے:

<p>لقلولہ تعالیٰ "وَلَا تُبَدِّلْ مَا بَدَّلَ اللّٰهُ" ³ ولقلولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل لہو المسلم حرام الاثلاث⁴۔</p>	<p>کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے بے جا خرچ نہ کیا کرو اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مسلمان کا ہر لہو حرام ہے سوائے تین کے (ت)</p>
---	--

¹ جامع الترمذی ابواب النکاح باب ما جاء في اعلان النکاح المین مکینی دہلی ۱/ ۱۲۹

² المستدرک للحاکم کتاب النکاح الامر باعلان النکاح دار الفکر بیروت ۲/ ۱۸۳، مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن الزبیر المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۵، حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۴۲۸ عبد اللہ بن وہب دار الکتب العربی بیروت ۸/ ۳۲۸، مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب النکاح باب اعلان النکاح دار الکتب بیروت ۴/ ۲۸۹، موارد الظمان حدیث ۱۲۸۵/ ۳۱۳ و کنز العمال حدیث ۴۲۵۳۴/ ۱۶/ ۲۹۱ القرآن الکریم ۲۶/ ۱۷

⁴ الدر المختار کتاب الحظرو والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۸، جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد ۱/ ۱۹۷ و سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد ص ۲۰۷

مگر جو صورت خاصہ لہو ولعب و تہذیر و اسراف سے خالی ہو، جیسے اعلان ہلال، یا جنگل میں یا وقت حاجت شہر میں بھی دفع جانور ان موزی یا کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کے بھگانے اڑانے کو ٹاڑیاں پٹانے تو مڑیاں چھوڑنا۔

فان الامور بمقاصدہا وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لكل امری ما نوى ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اس لئے کہ امور اپنے مقاصد پر مبنی ہوا کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمال کی بنیاد ارادوں اور نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (ت)
---	--

مسئلہ ۹۳: از موضع بیشکالی ضلع کمر لاملک بنگالہ مرسلہ مولوی محمد الہی بخش ۲۴ شوال ۱۳۱۴ھ

قبلہ شفقت و مرحمت و کعبہ عاطفت و راحت واسطہ حصول عزت و وجہانی وسیلہ وصول سعادت جاودانی اید اللہ افضالہم و عم نوالہ دامت شمس عنایا تم بازغہ ناصیہ فدویت و ارادت رابغازہ مفاخرت و سعادت مانند گل رنگیں ساختہ بگزارش مدعا پرداختہ کہ اس احقر برائے چند مسائل بغایت ضرورت افتاد، لہذا بسیار حیران و سرگرداں ست، و نیز کسے راجچنداں غربانواز نے بیند کہ بخوب ترین جواب از کتب معتبرہ از زانی داشتہ خاطر این فدوی را تسکین دہد، و ہم تشفی خاطر باشد، لہذا بچادشان کیوان ایوان معروض دارد کہ از روئے بندہ نوازی جواب مسائل ذیل را، بطریق فتاویٰ عطا فرمائید۔	قبلہ شفقت و رحمت کعبہ عاطفت و راحت دونوں جہان کی عزت کے حصول کا واسطہ، ہیئگی سعادت کی رسائی کا وسیلہ، اللہ تعالیٰ ان کے جوہ و کرم کو دوام بخشے، ان کی عنایات کا سورج چمکتا رہے۔ ارادت و غلامی کی پیشانی، فخر و سعادت کے پوڈر سے رنگیں پھول کی طرح ہو جائے وہ اپنے مدعا کی گزارش کرتا ہے کہ اس عاجز کو چند مسائل کی انتہائی ضرورت پیش آگئی لہذا بہت حیران اور پریشان ہے نیز اس قدر کسی کو غرباء پرور نہیں سمجھتا کہ بہت عمدہ جواب معتبر کتابوں سے نکال کر مفت پیش فرمادیں، جو اس غلام کے دل کو تسکین دے اور قلبی تشفی کا باعث ہو، لہذا اعلا مانہ حیثیت سے بلند و بالا آسمان ہفتم کی سی بارگاہ میں عرض کناں ہوں کہ بندہ پروری کرتے ہوئے مسائل ذیل کا جواب بصورت فتویٰ عنایت فرمائیں۔ (ت)
--	---

^۱ صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱

سوال: ایک شخص اکثر اوقات ناچنے والے گروہ کا ناچ دیکھتا ہے اور ان کی محفل میں شرکت کرتا ہے نیز ناجائز کھیل و تماشہ جن کی حرمت حنفی مذہب میں ثابت شدہ ہے ان میں مستغرق رہتا ہے، کیا ایسا شخص شرعاً فاسق کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟ اگر فاسق قرار پاتا ہے تو اس کے فسق کو قوی دلائل سے ثابت فرمایا جائے اور وہ شخص تمباکو نوش بھی ہے لہذا تمباکو پینے والے کے عمل کی کراہت ثابت فرمائی جائے، کیا ایسے شخص کی اقتداء نماز میں مکروہ ہے یا نہیں؟ بندہ پروری کا آفتاب رحمت نثار کرنیوالے افق سے ہمیشہ چمکتا ہے۔

عرضداشت فدوی محمد الہی بخش عفی عنہ (ت)

شخصے اکثر اوقات بعض طائفہ می بندہ ودر مجلس ایشان نشینند و نیز در لہو و لعب غیر مشروعہ کہ در مذہب حنفیہ حرمتش ثابت شدہ مستغرق است، مرتکب این محرمات فاسق است یا نہ۔ فاسقیت را بخوب ترین دلائل ثابت فرمایند، و نیز آن شخص تنہاک کشی سے کنند و کراہت تنہاک کشی ثابت کردہ باشند، ودر صلوة اقتدا بایں شخص کراہیت است یا نہ، زیادہ آفتاب بندہ نوازی از افق مرحمت گستری درخشاں باد، عرضداشت فدوی محمد الہی بخش عفی عنہ

الجواب:

یا اللہ بخش دیجئے، اس شخص کے فاسق و فاجر ہونے میں بوجہ کبائر کے مرتکب ہونے کے کیا شک باقی رہ جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اے محبوب نبی! مسلمانوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ بہتر اور پاکیزہ طریقہ ہے یقیناً اللہ تعالیٰ پوری طرح باخبر ہے ان کاموں سے جو وہ کیا کرتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو باقاعدہ کھیل کود کی باتیں خریدتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو بر بنائے جہالت

اللہم اغفر لنا ورفاق و فاجر مرتکب کبائر بودن این کس چه جائے سخن و مجال دم زدن، قال اللہ تعالیٰ فرمان یزدی ست: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَحْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا أْفُرُوجَهُمْ^ط ذَلِكْ أَذْكَ لَهُمْ^ط إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ^١ اے نبی! مسلمانان را فرمائے تا چشمان خود بپوشند، و شرمگاہ خود را نگاہ دارند، این پاکیزہ تر است مرا ایشان را ہر آئینہ خدائے آگاہ است کہ بہر کارے می کنند، وقال اللہ تعالیٰ "وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِعَبْرَةٍ عَظِيمَةٍ وَيَخْلُهَا

^۱ القرآن الکریم ۲۴/۳۰

راہ خدا سے بہکادے اور اس کو یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے کو ہنسی مذاق بنادے، ان لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والی سزا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، خواجہ حسن بصری، سعید بن جبیر، عکرمہ، مجاہد، مکحول، اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ، صحابہ کرام اور تابعین (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) اس آیت کریموں میں بیہودگی اور کھیل کی بات سے گانا بجانا مراد لیتے ہیں اور اس کی یہی تفسیر فرماتے ہیں۔ ابوالصبا فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت مذکور کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ اس سے گانا مراد ہے، اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، چنانچہ اس بات اور قسم کا تین مرتبہ تکرار فرمایا، بلکہ خود حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گویا عورتوں کو تعلیم دینا جائز نہیں اور نہ ہی ان کا خرید و فروخت کرنا جائز ہے بلکہ ان کی قیمت وصول کرنا بھی حرام ہے اسی سلسلہ میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ لوگوں میں کوئی وہ شخص ہے جو یا وہ گویا والی

هٰذَا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝^۱ از مردمان کسے است کہ مے خرد سخن لاغ و بازی تا بر اندازد از راہ خدائے نادانستہ و سخر گیرد آں را، مرایں کسان کیفرے است خوار کنند، حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و امام حسن بصری و سعید بن جبیر و عکرمہ و مجاہد و مکحول و غیر ہم ائمہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دریں آیت کریمہ سخن لاغ و بازی را بہ غنا و سرور تفسیر فرمودہ اند۔ چنانچہ ابوالصبا گوید ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ازیں آیت پر سپیدم گفت هو الغناء واللہ الذی لا الہ الا هو او سرود است سو گند بخدائے کہ ہیچ خدائے نیست جز او بردھا ثلث مرات^۲ سہ بار ہمیں سخن و سو گند را تکرار فرمود بلکہ خود در حدیث آمدہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود لا یحل تعلیم المغنیات ولا بیعھن و اثمانھن حرام و فی مثل هذا نزلت و من الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ الحدیث (ترجمہ) روا نیست زنان سر آئندہ را آموختن و نہ آنہا را خریدن

^۱ القرآن الکریم ۶/۳۱

و فرود ختن و بہاء آنہا حرام است و در ہمچنین کار این آیت فرمود آمدہ است کہ برنے از مردم ختن لاگ مے خرنند تا مردماں را از راه خدا اے دور برنبرد و اہ الامام البغوی^۱ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ۔ وقال اللہ تعالیٰ:

"قَالَ اَذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ۝ وَاسْتَغْفِرْ لِمَنْ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَأِيرُكَهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعَدَهُمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۖ" ۲ حق جل و علا مر ابلیس لعین

را فرمود در شو، پس ہر کہ از فرزندان عالم ترا پیروی کند پس ہر آئینہ دوزخ پاداش ہمہ شماست پاداش کامل و سبک سار کن و بلغزاں ہر کہ برودست یابی از ایشان باواز خود، آیۃ، امام مجاہد کہ از اجلہ تلامذہ سلطان المفسرین عبد اللہ بن عباس است رضی اللہ تعالیٰ عنہم دریں آیۃ کریمہ آواز شیطان را بغنا و مزامیر تفسیر کردہ است۔ وقال تعالیٰ:

"وَلْيَصْرِفْنِ بِحُجْرَتَيْنِ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا

باتیں خریدتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے دور کردے، چنانچہ امام بغوی نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ابلیس لعین کو مخاطب کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ یہاں سے چلا جا پھر اولاد آدم میں جو کوئی تیرے پیچھے جائیگا یقیناً دوزخ ان سب کے لئے پوری اور کامل سزا ہے۔ پھر ان میں سے جس پر تو قابو پائے اپنی آواز سے اسے ہلکا پھلکا کرتے ہوئے پھیلادے اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا، اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں اور انھیں وعدہ دے اور شیطان انھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔ بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ امام مجاہد، جو مفسرین کے بادشاہ حضرت عبد اللہ ابن عباس کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو، وہ اس آیت کریمہ میں مذکور شیطان کی آواز سے گانا بجانا اور اس کے آلات وغیرہ مراد لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے نبی مکرم! مسلمان عورتوں سے فرمادے کہ وہ اپنے دوپٹے

^۱ معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۳۱ / ۶ / مصطفیٰ البابی مصر ۱۳ / ۱۳

^۲ القرآن الکریم ۱۷ / ۶۵۴

اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھا کریں تاکہ سر، بال، سینہ اور گلا سب باپردہ ہو جائیں اور اپنی زیبائش کو نمایاں نہ کیا کریں بجز ان کے جو ان کے شوہر یا دیگر محارم ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کے آخر میں ارشاد فرمایا عورتیں اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہونے لگے۔ اور اے مسلمانو! تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ مراد پالو۔

نیز ارشاد خداوندی ہے: لوگو! بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی مت جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا مخفی، یہ تمام آیات اور ان کے علاوہ دوسری آیتیں اس برے کام کے تمام اجزاء کے حرام قرار دینے کے لئے قوی اور مضبوط نصوص ہیں، رہا احادیث کا معاملہ، تو وہ اس کثرت سے ہیں کہ ان کو احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا۔

"لِيُبْعُوْهُنَّ اَوْ اِيَابَهُنَّ" ^۱ الاية۔ یعنی اے نبی! زنان مومنات را فرماے کہ بزنند سر اند از ہائے خود را بر گریبان ہائے خود، (تاسر و موو سینہ و گلو ہمہ نہاں ماند) و نہ نمایند آرائش خود را مگر بشوہران یا محارم۔

وقال الله تعالى في اخر الكريمة

"وَلَا يَصْرِبْنَ يَاسْرُجْلَيْنِ لِيُعْلَمَ مَا يَخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۖ وَتُؤْبَوْنَ اِلَى اللَّهِ جَمِيعًا ۚ يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" ^۲

(ترجمہ) و زنان نزنند پا ہائے خویش را تا دانستہ شود آنچه نہاں ہے دارند از آرائش خود و ہمہ باز گردید بسوئے خدائے تعالیٰ اے مسلمانان تا بکام رسید (نجات یا بید)

وقال تعالى: "وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ" ^۳
(ترجمہ) و نزدیک مشوید کار ہائے بے حیائی را ہر چہ از آنہا آشکارا است، دہر چہ نہاں است ایں ہمہ آیات و غیر اینہا در تحریم ہمہ اجزائے ایں کار شنیع نص منبع است، و در احادیث خود کثرت ہے است کہ احصا نتوان کرد۔

^۱ القرآن الکریم ۳۱/۲۴

^۲ القرآن الکریم ۳۱/۲۴

^۳ القرآن الکریم ۱۵۱/۶

(خلاصہ کلام) اس برے عمل میں بہت سی خرابیاں ہیں (۱) غیر محرم عورت کا اس طرح بے پردہ، مردوں کی محفل میں جانا، ہیجان خیز اور فتنے کا باعث ہے (۲) اس کا آراستہ و پیراستہ ہونا اور بن ٹھن کر نکلتا (۳) مردوں کا اسے شہوت کی نگاہ سے حصول لذت کے لئے دیکھنا (۴) اس کے اعضاء مثلاً سر، بال، بازو، سینہ اور گلا، ان سب کی طرف دیکھنا (۵) اس کا ترنم سے گیت گانا (۶) گانے بجانے کے آلات استعمال کرنا، یہ ان پر مزید تند و تیز آگ ہے (۷) اس خاص عورت کا زور سے پاؤں زمین پر مارنا کہ جس سے اس کے زیورات کی جھنکار محسوس ہونے لگے (۸) ان سب کے علاوہ، دوسری فتنہ برپا کرنے والی حرکت اور شہوت خیز انداز یہ سب کام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت میں حرام، حرام اور حرام ہیں اور یہ ایک دوسرے پر مزید اندھیرے ہیں۔ (ت)

خلاصہ یہ ہے کہ اس برے اور بے حیائی کے کام کی حرمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین میں واضح ہے۔ یہاں تک کہ جو کوئی اس کو حلال جانے وہ قطعی اور یقینی طور پر کافر ہو جائیگا اللہ تعالیٰ کی پناہ، اور دوسرے ناجائز کھیلوں کی سائل نے کوئی تفصیل ذکر نہیں کی لیکن ان میں سے بعض ممنوع اور گناہ کبیرہ ہیں اور بعض گناہ صغیرہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

بالجملہ زن اجنبیہ را ایں چنین بے حجابانہ بمجلس مردان راہ دادن (یکے) و ہرچہ تمام تر ہر ہفت و آراستہ بودنش (دو) مردمان را بسوئے او بنظر تلذذ دیدن (سہ) و باعضائے عورت او از سر و مو و مساعد و بازو و سینہ و گلو نگر بستن (چہارم) و سرود و زمزمہ اش (پنج)، و لفظ مزامیر بر آں آتش تیز و تند (شش) و پائے کو بی آن زن خاصہ با آواز خلخال و زنگلہ زیور (ہفت) و دیگر حرکات فتنہ انگیز و شہوت خیز (ہشت) ایں ہمہ ہا در شرع محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرام و حرام است، "كُلُّهُنَّ بَعْضُهُنَّ فَوْقَ بَعْضٍ" ^۱۔

الحاصل حرمت ایں فاحشہ شنیعہ از ضروریات دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا آنکہ ہر کہ او را حلال داند بالقطع و یقین کافر شود، و العیاذ باللہ تعالیٰ و دیگر لہو ہائے نامشروعہ را سائل تفصیل نہ کرد بعضے از لہو ہائے ممنوعہ کبیرہ باشد، و بعضے صغیرہ کہ باصرار کبیرہ شود، و علی الاجمال در حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آمدہ است

^۱ القرآن الکریم ۲۴/۴۰

مگر بار بار کرنے سے وہ بھی کبیرہ ہو جائیں گے، اجمالی طریقہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد میں سے ایک ارشاد یوں ہے کہ جس کھیل میں بھی آدمی مشغول ہو وہ ناجائز ہے مگر تین قسم کے کھیل جائز ہیں: (۱) کمان سے تیر اندازی کرنا (۲) اپنے گھوڑے کو جہاد کے لئے تیار کرنا (۳) اپنی منکوحہ یعنی بیوی سے کھیلنا۔ امام احمد، دارمی۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عقبہ بن عامر کے حوالے سے یہ حدیث روایت کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق سے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق سے اسے روایت کیا ہے (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) خود مرد مومن کے لئے یہ حدیث عام، تام اور یقینی حیثیت کی وجہ سے کافی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کی یاد کے سند حسن کے ساتھ اس حدیث کو ابو نعیم نے الحلیہ میں ضیاء مقدسی نے

کل شیء یلہو بہ الرجل باطل الارمیہ بقوسہ وتادیبہ فرسہ وملاعبتہ بامرأۃ فانہن من الحق^۱ یعنی ہم بازی با باطل است مگر تیر اندازی واسپ تازی وبازن خود بازی کہ ایضا از حق است رواہ احمد والدارمی وابوداؤد و الترمذی والنسائی وابن ماجہ عن عقبہ بن عامر و الحاکم فی المستدرک عن ابی ہریرہ والطبرانی فی الاوسط عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ و خود مومن را ایں حدیث عام وتام و جامع و نافع بسند است کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الاماکن منها للہ عزوجل یعنی بر دنیا نفرین و بر ہر چہ در آن است نفرین مگر آں چہ از اں برائے خدائے عزوجل باشد، رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ^۲۔ والضحیاء فی المختارۃ عن جابر

^۱ جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی فضل الرمی الخ میں کہنی، دہلی، ۱۹۷۷ء سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب الرمی فی سبیل اللہ (پنج) ایم سعید کہنی کراچی ص ۲۰۷، سنن الدارمی کتاب الجہاد باب فی فضل الرمی حدیث ۲۴۱۰ دار المحاسن للطباعة قاہرہ ۱۴۲۲ء، مسند

احمد بن حنبل عن عقبہ بن عامر المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۲۲/۱۳۸ و ۱۳۸

^۲ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۳۰ محمد بن المنکدر دار الکتب العربی بیروت ۱۵۷۷/۹۰

المختارہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے بجز اس کے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود و مطلوب ہو، امام طبرانی نے "الکبیر" میں اچھی سند کے ساتھ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ ارشاد مروی ہے کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب قابل لعنت ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس چیز کے جسے اس نے پسند فرمایا، عالم اور علم حاصل کرنے والا ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔

اور ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے مگر بھلائی کرنے کا حکم دینا اور برے کام سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کی یاد اس سے مستثنیٰ ہیں

بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پسند حسن۔

در حدیث دیگر فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ما بتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ یعنی بردنیا لعنت و برہرچہ در آں ست لعنت جز آنچہ باور ضائے خدا خواستہ شود، رواہ الطبرانی^۱ فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد حسن۔

در حدیث آخر ست کہ فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ و عالمًا او متعلماً یعنی دنیا ملعونہ است و ہرچہ درواست ہمہ ملعونہ جز یاد خدا تعالیٰ آنچہ پسندیدہ اوست و عالمے یا علم آموزے، رواہ ابن ماجہ^۲ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

در حدیث آخر ست کہ فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا امرًا بمعروف و نہیًا عن منکر او ذکر اللہ یعنی دنیا ملعونہ و ہر چیز دنیا ملعونہ جز بہ نیکی فرمودن و از بدی بازداشتن

^۱ مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب الزہد باب فی الرباء دار لکتاب بیروت ۱۰/ ۲۲۲

^۲ سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب مثل الدنیا بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۱۲ و ۳۱۳

(یہ تینوں کام قابل تحسین ہیں) محدث بزار نے اس کو حضرت عبداللہ ابن مسعود (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) سے روایت کیا ہے۔ اور امام طبرانی نے ان سے الاوسط میں حضرت ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی طرح روایت کیا ہے۔ رہی یہ بات کہ نماز کا کیا حکم ہے تو واضح ہو کہ فاسق کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے جیسا کہ الغنیہ وغیرہ میں مذکور ہے ہم نے اس مسئلہ کو اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقليد میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

رہا حقہ نوشی کا تمباکو نوشی کا مسئلہ، تو اگر وہ عقل اور حواس میں فتور پیدا کرے جیسا کہ رمضان شریف میں افطار کے وقت ہندوستان کے جاہلوں کا معمول ہے تو یہ بطور خود حرام ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک حدیث کی وجہ سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ اور فتور پیدا کرنے والی چیز کا استعمال ممنوع ہے۔ امام احمد اور ابو داؤد نے سند صحیح کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے ورنہ اگر اسے معمول نہ بنائیں لیکن قابل نفرت

و یاد خدائے تعالیٰ جل جلالہ رواہ البزار^۱ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعند الطبرانی فی الاوسط^۲ کحدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و نماز پس فاسق بکراہت شدیدہ مکروہ است کما فی الغنیۃ^۳ وغیرہا وقد فصلناہ فی رسالتنا النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقليد۔

و قلیان کشیدن اگر بعقل و حواس فتور آورد چنانکہ وقت افطار رمضان معمول جہاں ہندوستان است، خو د حرام است لحدیث ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مُسکِر و مفتور رواہ احمد و ابو داؤد^۴ بسند صحیح ورنہ اگر تعہد نکنند و رائج کریہہ آرد، مکروہ تنزیہی و خلاف اولیٰ باشد آچنانکہ

^۱ الجامع الصغير بحوالہ البزار عن ابن مسعود حدیث ۴۲۸۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۶۰

^۲ المعجم الاوسط حدیث ۴۰۸۳ مکتبہ المعارف ریاض ۵/ ۹۹

^۳ غنیہ المستمل فصل فی الامامۃ سہیل اکیدمی لاہور ص ۵۱۳

^۴ سنن ابی داؤد کتاب الاشربہ باب ما جاء فی السکر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۶۳ مسند احمد بن حنبل عن ام سلمہ المکتبہ الاسلامی

<p>سیر و پیاز خام، واگرازیں ہم خالی است مباح است، کما حققه المولوی عبدالغنی النابلسی فی الحدیقة وغیرہا وقد فصلنا القول فی فتاؤنا، واللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ جَلَّ مَجْدُهُ اَنتُمْ وَاَحْكَمُ۔</p>	<p>بدبو پیدا ہو جائے تو مکروہ تنزیہہ اور خلاف اولیٰ ہے جیسے کچا لہسن اور پیاز استعمال کرنا اور اگر اس سے بھی خالی ہو یعنی بدبو وغیرہ نہ ہو تو مباح ہے جیسا کہ مولانا عبدالغنی نابلسی نے حدیقہ ندیہ وغیرہ میں اس کی تحقیق فرمائی ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس قول کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک و برتر سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے اور اس عظیم شان والے کا علم بڑا کامل اور محکم ہے۔</p>
--	---

مسئلہ ۹۵: از کوہ سبا تھو، آکسفورڈ رجمنٹ مرسلہ امداد علی صاحب رجمنٹ اسکو تو الی ۲۸ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ
عالم علوم ظاہری و باطنی دام فیوضکم۔ تسلیم بصد تعظیم، جناب عالی! یہاں ایک امر میں دو فریق برسر جنگ ہیں، وہ یہ ہے کہ
بوقت نکاح زید کو خوشبو لگانا اور پھولوں کا گلے میں ڈالنا مسنون ہے یا ممنوع، یہاں ایک مولوی کاشمیری پھولوں کا گلے میں ڈالنا
ناجائز فرماتے ہیں اور بہت زور دیتے ہیں، لہذا امیدوار کو جناب ازراہ شفقت بزرگانہ جو بات حق ہو جواب سے مشرف فرمائیں۔
الجواب:

خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسند بارگاہ رسالت ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>حَبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاكُمْ النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَجَعَلَتْ قُرَّةَ عَیْنِی فِی الصَّلَوةِ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ^۱ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ وَالْبِیْهَقِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ</p>	<p>یعنی تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی، نکاح اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی (امام احمد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے سند جید کے ساتھ حضرت</p>
---	---

^۱ سنن النسائی کتاب عشرة النساء حب النساء نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۹۳/۲ مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالیٰ

تعالیٰ عنہ بسندِ جید۔	انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)
-----------------------	---

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من عُرِضَ علیہ ریحان فلا یرده فانه خفیف المحمل طیب الریح۔ رواہ مسلم ^۱ وابوداؤد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	یعنی جس کے سامنے خوشبو نبات پھول پتی وغیرہ پیش کی جائے تو اسے رد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا اور ہوا اچھی ہے (بوجھ ہلکا یہ کہ پیش کرنے والے پر مشقت نہیں کوئی بھاری احسان نہیں) (امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ (ت)
---	---

اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اربع من سنن المرسلین الختان والتعطر والنکاح والسواک، رواہ الامام احمد والترمذی ^۲ والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قال الترمذی هذا حدیث حسن غریب صحیح۔	یعنی چار باتیں انبیائے مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں میں سے ہیں: ختنہ کرنا اور خوشبو لگانا اور نکاح اور مسواک (امام احمد، ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت فرمایا اور امام ترمذی نے فرمایا حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ (ت)
---	---

بخاری شریف میں ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یرد الطیب	یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشبو کی چیز رد نہ فرماتے تھے
---	---

^۱ صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب استعمال المسک الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۹، سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی

رد الطیب آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۹

^۲ جامع الترمذی ابواب النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۸، شعب الایمان حدیث ۷۱۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۳۷

رواہ ہوالامام احمد ^۱ والترمذی والنسائی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	(بخاری، امام احمد، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)
---	--

ہار کہ گلے میں پہنیں ان میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ ایک ڈورے میں پرولیا ہے اور گلے میں ڈالنا وہی خوشبو سے فائدہ لینا ہے اور اپنے جلیس آدمیوں اور فرشتوں کو فرحت پہنچانا ہے کہ کسی برتن میں رکھیں تو اس کا ساتھ لئے پھرنا وقت سے خالی نہیں اور ہاتھ میں لئے رہیں تو ہاتھ بھی رکے اور پھول بھی جلد کملا جائیں۔ تو اس قدر سے ممانعت و حرمت و ناجوازی کس طرف سے آگئی۔ امام ابن امیر الحاج محمد محمد حلبي حلیہ میں احادیث متعدد ذکر کر کے فرماتے ہیں:

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ دخل مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی امرأۃ و بین یدیهما نوى او حصی تسبیح بہ فقال الا اخبرک بما ہو ایسر علیک من هذا او افضل فقال سبحان اللہ عدد ما خلق اللہ فی السماء و سبحان اللہ عدد ما خلق اللہ فی الارض، و سبحان اللہ عدد ما بین ذلک، و سبحان اللہ عدد ما هو خالق واللہ اکبر مثل ذلک لا اله مثل ذلک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں ایک عورت کے پاس گئے اس کے آگے گٹھلیاں اور کنکریاں پڑی ہوئی تھیں کہ جن پر وہ تسبیح پڑھتی تھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں وہ طریقہ عمل نہ بتا دوں جو اس سے زیادہ آسان اور زیادہ بہتر ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: پاک ہے اللہ تعالیٰ اس تعداد کے مطابق جو اس نے آسمان میں پیدا فرمائی، اللہ تعالیٰ پاک ہے اس تعداد کے مطابق جو اس نے زمین میں پیدا فرمائی، اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اس تعداد کے مطابق جو ان دونوں کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے اس تعداد کے مطابق جس کا
---	--

^۱ صحیح البخاری کتاب الہبہ باب ما لیرد من الہدیۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵۱، صحیح البخاری کتاب اللباس باب من لم یرد الطیب

قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۳۱ و ۲۶۱

مثل ذلك۔ رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد فلم ینہا عن ذلك وانما ارشدها الی ما هو ایسر وافضل ولو کان مکروها لبین لها ذلك ثم هذه الاحادیث مما تشهد بجواز اتخاذ السبحة المعروفة لاحصاء عدد التسبیح وغیره من الذاکر من غیر ان یتوقف علی و رود شیئی خاص فیہا بعینہا بل حدیث سعد هذا کالنص فی ذلك اذ لا تزيد السبحة علی مضمونه بضم النوی ونحرة فی خیط ومثل ذلك لا یتظهر تأثیرہ فی المنع فلا جرم ان نقل اتخاذها والعبل بها عن جماعة من السادة الاخیار۔ واللہ سبحانہ الموفق¹۔

وہ پیدا کرنے والا ہے۔ (اور اللہ اسی کے مطابق سب سے بڑا ہے) اللہ اکبر اسی کے مطابق ہے لا الہ الا اللہ اسی کے مطابق ہے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ اسی کے مطابق ہے (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اسی کے مطابق گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے) ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں اور حاکم نے اسے روایت کیا اور فرمایا اس کی اسناد صحیح ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت مذکورہ کو مذکورہ طریق سے تسبیح کرتا دیکھ کر اسے منع نہیں فرمایا بلکہ زیادہ آسان اور افضل طریقہ کی رہنمائی فرمائی، اگر آپ کو اس کا طریقہ پسند نہ ہوتا تو اس کو منع فرمادیتے، یہ احادیث مروجہ تسبیح کے جواز پر دلالت کرتی اور شہادت دیتی ہیں، یہ تسبیح اعداد و شمار اذکار کے لئے بنائی جاتی ہے البتہ اور اوراد و وظائف کا پڑھنا محض اسی پر موقوف نہیں، حضرت سعد کی حدیث اس کے جواز کے سلسلے میں نص کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ تسبیح مروجہ میں صرف یہی چیز زائد ہے کہ گٹھلیاں کسی دھلگے میں پرو کر مطلوبہ تعداد کے مطابق اسے تیار کر لیا جاتا ہے اور اس نوعیت کے اضافہ میں کوئی تاثیر منع ظاہر نہیں ہوتی۔ بلاشبہ تسبیح بنانا اور اس کے ذریعے ذکر و اذکار کا شغل رکھنا (ایک اچھا عمل ہے) اور عمدہ اکابرین امت کے ایک بڑے گروہ سے منقول ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بندوں کو امور خیر کی توفیق دیتا ہے (ت)

جو اسے ناجائز کہتا ہے وہ شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے اگر سچا ہے تو بتائے کہ

¹ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

اللہ تعالیٰ ورسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کہاں منع فرمایا ہے۔ اور جب اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا تو پھر دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون؟ جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وسلم واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۶: از شاہجہانپور محلہ خلیل مرسلہ مولوی ریاست علی خاں صاحب واز رامپور خانقاہ مولینا رشاد حسین مرسلہ مولوی سلامت اللہ صاحب غرہ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

<p>اے علماء کرام اللہ تعالیٰ تم پر رحم و کرم فرمائے، اس مسئلہ میں تم کیا فرماتے ہو کہ شادی میں اعلان نکاح کی غرض سے دف بجانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بندوقوں سے ہوائی فائرنگ کرنا خواہ اعلان نکاح کے لئے ہو یا فخریہ طور پر ہو کیسا ہے؟ کتاب وسنت کے حوالے سے بیان فرمادیتا کہ بروز حساب اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب پاؤ۔ (ت)</p>	<p>ماقولکم ایہا العلماء الکرام رحمکم اللہ فی هذا البرام ان ضرب الدف و البنادیق فی العرس لغرض اعلان النکاح او فخریۃ هل یجوز عند الشرع ام لا۔ بینوا بسند الكتاب توجروا یوم الحساب۔</p>
---	--

خلاصہ جواب مولوی ریاست علی خاں

<p>اعلان نکاح کی غرض سے دف بجانا جائز ہے جبکہ اس کی آواز گھنگرو اور گھنٹی کی جھنکار کے ساتھ نہ ہو یا اس کے مشابہ نہ ہو، اسی طرح ہوائی فائرنگ بھی جائز ہے مگر فخر و غرر کے طور پر جائز نہیں، چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ نکاح کی تشہیر کے لئے دف بجایا کرو روزہ کے وقت کے آغاز کا اعلان کرنے کے لئے سحری کے وقت، روزہ افطاری کے وقت اور دوپہر وغیرہ کے وقت توپ کا گولہ چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ اکثر اسلامی ممالک اور مدائن</p>	<p>یجوز ضرب الدف بلا جلاجل و البنادیق بغرض اعلان النکاح ولا یجوز فخریۃ ولا تطرباً فی الحدیث اضربوا علیہ الدفوف وضرب المدفع یجوز لا اعلان افطار الصوم ولزوم الصوم واختتام وقت سحری و وقت نصف النهار وغیرہا کمأهو معتاد مروج فی اکثر بلاد الاسلام خصوصاً</p>
--	--

میں معمول ہے بالخصوص مکہ مکرمہ میں یہ طریقہ رائج ہے پس اس بناء پر تشہیر نکاح کے لئے فائزنگ وغیرہ کے جواز کے بارے میں کیا اشکال ہو سکتا ہے (یعنی یہ بلاشبہ جائز ہے۔ مترجم) کیونکہ صاحب شرع کی زبان سے اس کے اعلان کا حکم ہے، فتاویٰ شامی میں ہے توپ کا گولہ مفید غلبہ ظن ہے اگرچہ توپ چلانے والا فاسق ہو اس لئے عادت اس کام پر مقرر آدمی دن کے آخری حصے میں دارقضا کی طرف جاتا ہے پھر اس کے لئے چھوڑنے کا وقت مقرر کیا جاتا ہے لہذا ان قرآن کی وجہ سے غلطی کا ارتکاب نہ ہونے اور فساد پھیلانے کا ارادہ نہ ہونے کا غالب گمان ہوتا ہے ورنہ لوگوں کا گناہگار ہونا لازم آئے گا، اور اسی میں یہ بھی مذکور ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ دیہات والے اگر شہر کی طرف سے توپ کے گولے کی آواز (بطور اعلان شہادت رؤیت چاند) سنیں تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا اس لئے کہ یہ ایک ظاہری علامت ہے جو غلبہ ظن کا فائدہ دیتی ہے اور غلبہ ظن ایک ایسی دلیل ہے جو عمل کرنا واجب کر دیتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ اس مقصد کے لئے توپیں چلانا مباح اور جائز ہے نیز فتاویٰ شامی میں ہے کہ کھیل کود کے

فی مکة المعظمة فعلی هذا ای تأمل فی جواز ضرب البنادیق لغرض اعلان النکاح لانه مأمور باعلان عن لسان صاحب الشرع و فی رد المحتار ان المدفع یفید غلبة الظن وان کان ضاربه فاسقاً لان العادة ان الموقت یدهب الی دارالحکم آخر النهار فیعین له وقت ضربه فیغلب بهذه القرائن عدم الخفاء وعدم قصد الافساد والا لزم تأثیم الناس¹ وایضاً فیہ والظاهر انه یلزم اهل القرى الصوم بسماع المدافع من المصر لانه علامة ظاهرة تفید غلبة الظن حجة موجبة للعمل² فثبت ان ضرب المدافع مروج مشروع وایضاً فی رد المحتار الة اللهو لیست محرمة لعینها بل لقصد اللهو منها اما من

¹ رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۰۶

² رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۹۱

<p>آلات فی نفسہ حرام نہیں بلکہ کھیل تماشے کے ارادے سے ان کا استعمال کرنا حرام ہے خواہ "قصد لہو" سامع کی طرف سے ہو یا انھیں استعمال کرنے اور ان سے شغل رکھنے والے کی طرف سے ہو، میں کہتا ہوں آلات لہو کی حرمت۔ لہو ولعب کے قصد سے موقع شادی کے علاوہ ہے۔ جہاں تک شادی کا تعلق ہے تو ان کا استعمال حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے مباح ہے، چنانچہ ام المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت کو (تیار کر کے) ایک انصاری کے پاس بھیجا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس کھیل کود کا سامان نہیں تھا کیونکہ انصار کو کھیل کود سے خوشی ہوتی ہے، امام بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور یہ اس بناء پر ہے کہ اگر یہ تسلیم کر لیں کہ بندوقوں سے فائزنگ وغیرہ "آلات لہو" میں شامل ہے ورنہ اس سے پہلے ان میں کوئی قباحت نہیں، اور اللہ تعالیٰ پاک سب کچھ اچھی طرح جاننے والا ہے (جواب مولوی ریاست علی خان مکمل ہو گیا ہے)</p>	<p>سامعہا او من المشتغل بہا^۱ اہ قلت وحرمة آلات اللہو لقصد اللہو فی غیر العرس واما فی العرس فاللہو مباح من حدیث عائشہ زفت امرأة الى رجل من الانصار فقال صلى الله تعالى عليه وسلم ما كان معكم لہو فان الانصار ليعجبهم اللہو رواه البخاری^۲ وھذا علی تسليم ان البنادیق من آلات اللہو والا فلا شناعة فیہا من قبل، واللہ سبحانہ اعلم۔</p>
--	---

خلاصہ جواب الشاہ سلامت اللہ فی تائیدہ

<p>اعلان نکاح کے لئے دف بجانا کے جواز بلکہ اس کے سنت ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ فتاویٰ غیاثیہ میں ہے: نکاح کے موقع پر دف اس کے اعلان اور تشہیر کے لئے سنت ہے اور ضروری ہے کہ دف کی آواز گھنگرو ٹلیوں</p>	<p>لا ریب فی جواز ضرب الدف لاعلان النکاح بل فی سنتہ فی الفتاویٰ الغیاثیۃ ضرب الدف فی النکاح اعلان وتشہیرا سنة ویجب ان یکون بلا سنجات وجلاجل^۳ اھ</p>
--	--

^۱ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

^۲ صحیح البخاری کتاب النکاح باب النسوة اللاتی تھدین المرأة الی زوجها الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۷۷۷

^۳ فتاویٰ غیاثیہ کتاب الاستحسان الفصل الرابع مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۰۹

وكذا الطبل قال المحقق العيني والطلبل انما كان منهيًا اذا كان للهو اما لغيره فلا بأس كطبل الغزاة والعرس¹ وقد صح ضرب الدف ليلة العرس وفي الاعياد عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واكد ذلك بما رواه احمد و الترمذى عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال فصل ما بين الحلال والحرام الصوت والدف في النكاح² وبما رواه النسائي عن عامر بن سعد قال دخلت على قرظة وابي مسعود الانصاري في عرس واذا جوار يغنين فقلت انتما صاحباً رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ومن اهل بدر يفعل هذا عندكم فقال اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت اذهب رخص لنا

کے مشابہ زور دار نہ ہوا۔ اور طبلہ بھی اسی طرح ہے محقق عینی نے فرمایا: طبلہ اس وقت منع ہے جب لہو و لعب کے لئے ہو اگر اس مقصد کے لئے نہ ہو تو کوئی حرج نہیں جیسے اگر اعلان جہاد کے لئے یا شادی وغیرہ کے موقع پر اس کا استعمال اور شادی والی رات دف بجانا جائز ہے اور عید کے مواقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو دف بجائی گئی اور اس کی تاکید کی گئی اس حدیث سے جو امام احمد اور امام ترمذی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی آپ نے ارشاد فرمایا حلال اور حرام میں فرق نکاح میں دف بجانے اور گیت گانے سے ہے، اور وہ حدیث جس کو امام نسائی نے عامر بن سعد سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا میں ایک شادی میں قرظہ اور ابو مسعود انصاری کے ہاں گیا وہاں چند بچیاں گیت گارہی تھیں میں نے (یہ منظر دیکھ کر) کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اے بدری ساتھیو! تمہارے ہاں یہ کام ہو رہا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اگر مرضی ہو تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر تم بھی سنو اور اگر مرضی نہیں ہے تو یہاں سے چلے جاؤ (اور ہمیں نہ ٹوکو) کیونکہ

² جامع الترمذی ابواب النکاح باب ما جاء في اعلان النکاح ۱۱۹، مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن حاطب رضی اللہ

فی اللہ عند العرس^۱۔ وفي خزانة المفتين لا بأس بأن يكون ليلة العرس دف يضرب للشهرة و اعلان النكاح۔ وقال الفقيه ابواللیث هذا اذا لم يكن عليه جلاجل اما اذا كان فيکرة کذا فی الظهیریة^۲ اقول: اطلاق الاحادیث ینادی بجوازه مع الجلاجل ایضاً ولعل القول بالکراهة لعلة اخرى وقد ظهر من کلام المحقق العینی ان دف العرس وطبله لیساداخلین فی اللہو ولو کاناً جاز ایضاً فی النکاح بنص الحدیث کما افاده الفاضل المجیب وقد منّا التصریح بذلك فی روایة النسائی وکذا لاشبهة فی جواز ضرب البنادیق والمدافع فی العرس وامثاله۔

ہمیں شادیوں کے مواقع پر کھیل کود کی رخصت دی گئی ہے۔ اور خزانۃ المفتین میں ہے کہ شادی والی رات اعلان نکاح اور شہرت کے لئے اگر دف بجائی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ یہ جواز اس وقت ہے یا اس صورت میں ہے کہ جب دف کی آواز گھنٹی کی جھنکار جیسی ہو لیکن وہ آواز اگر گھنٹی کے مشابہ اور جھنکار والی ہو تو اس کے استعمال (یعنی دف بجانا) مکروہ ہے، یونہی فتاویٰ ظہیریہ میں بھی ہے اھ۔ میں کہتا ہوں کہ حدیثوں کا علی الاطلاق وارد ہونا اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ "جلاجل" گھنٹی کی جھنکار جیسی آواز ہونے کے باوجود اس کا استعمال جائز ہے اور کراہت والا قول شاید کسی دوسری وجہ سے ہو نیز محقق عینی کے کلام سے ظاہر ہوا کہ شادی میں دف اور طبلہ بجانا لہو میں شمار نہیں ہوتا اور اگر شمار ہو بھی تو نص حدیث کی وجہ سے ان کا استعمال جائز ہے اور کراہت والا قول شاید کسی دوسری وجہ سے ہو، نیز محقق عینی کے کلام سے ظاہر ہوا کہ شادی میں دف اور طبلہ بجانا لہو میں شمار نہیں ہوتا اور اگر شمار ہو بھی تو نص حدیث کی وجہ سے ان کا استعمال جائز ہے جیسا کہ فاضل مجیب نے افادہ پیش کیا ہے اور روایت نسائی کے حوالہ سے ہم نے اس کی تصریح قبل ازیں

^۱ سنن النسائی کتاب النکاح اللہو والغناء عند العرس نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۹۲

^۲ خزانه المفتین کتاب الکراہیة قلمی نسخہ ۲/ ۲۱۱

کردی ہے اور اسی طرح شادی وغیرہ میں بندوقوں سے فائزنگ کرنے اور توپ سے گولہ باری کرنے کے جواز میں بھی کوئی شبہ نہیں۔

الجواب:

اے اللہ! تیرے ہی لئے سب تعریف ہے اور تیری ہی طرف بندوں کا قصد ہے اور اپنے مبارک حبیب پر رحمت بھیج جو خوشی عطا کر نیوالے شراگیز کاموں سے روکنے والے اور قیمت کے دن تک ان کی آل اور ساتھیوں پر نزول رحمت ہو۔ ہاں اعلان نکاح اور اظہار خوشی کے لئے مستحب مواقع میں دف بجانا جائز اور مباح ہے بلکہ اچھے ارادے سے مندوب و مطلوب ہے لیکن مردوں کے لئے ناپسندیدہ ہے البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے جیسا کہ اکابر علماء نے ارشاد فرمایا۔ اسی طرح چھوٹی بچیوں کے لئے خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں دف بجانا جائز ہے نہ کہ ان معزز شکل و شبابت رکھنے والی خواتین کے لئے۔ چنانچہ درمختار میں ہے۔ شادیوں میں دف بجانا جائز ہے۔ علامہ شامی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ شادیوں میں دف بجانا عورتوں کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ البحر الرائق میں معراج الدرایہ کے حوالے سے منقول ہے کہ اس مسئلہ کے ذکر کرنے کے بعد کہ نکاح اور اس جیسی خوشی کے موقع پر اگرچہ دف بجانا مباح ہے

اللهم لك الحمد واليك الصمد صل على حبيبك النور مانح السرور وعلى اله وصحبه الى يوم النشور ضرب الدف لاعلان النكاح و اظهار السرور في مستحبات الافراح جائز ومباح مافيه جناح بل مندوب ومطلوب بالقصد المحبوب لكن يكره للرجال بكل حال وانما جواز للنساء على ما قاله فحول العلماء وانما ينبغي لنحو الجوارى من الاماء والذراري دون السردات ذوات الهيئات في الدر المختار جاز ضرب الدف فيه¹ اه يريد العرس قال في رد المحتار جواز ضرب الدف فيه خاص بالنساء كما في البحر عن المعراج بعد ذكره انه مباح في النكاح وما في معناه من حادث سرور قال وهو مكروه للرجال على

¹ الدر المختار كتاب الشهادات باب قبول الشهادة مطبع مکتبائی دہلی ۹۶/۲

کل حال للتشبه بالنساء^۱، واخرج ابن حبان في صحيحه عن امر المؤمنين الصديقة رضي الله تعالى عنها قالت كانت عندی جاریة من الانصار زوجتها فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يا عائشة الاتغنين فان هذا الحي من الانصار يحبون الغناء^۲، قالت القارى قال التورپشتی یحتمل ان یكون علی خطاب الغیبة بجماعة النساء والمراد منهن من تبعها فی ذلك من الاماء والسفلة فان الحرائر لیستنکفن من ذلك وان یكون علی خطاب الحضور لهن ویكون من اضافة الفعل الى الامر به والاذن فيه قلت ویؤیدہ الروایة الاتیہ ارسلتم معہا من تغنی الخ اما^۳

لیکن ہر حال میں مردوں کے لئے مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے اھ۔ چنانچہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے تخریج فرمائی مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس قبیلہ انصار کی ایک بچی تھی میں نے اپنی نگرانی میں اس کی شادی کرائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم گاتی نہیں ہو کیونکہ انصار تو گانے کو پسند کرتے ہیں۔ ملا علی قاری نے فرمایا کہ محدث تورپشتی نے کہا یہاں اس لفظ "تغنین" میں احتمال ہے کہ غیبت کے طریقے پر عورتوں کی جماعت سے خطاب ہو اور ان سے وہ باندیاں اور معمولی عورتیں مراد ہوں جو اس بچی کے ساتھ بارات میں گئیں اس لئے کہ آزاد عورتیں اس کام سے نفرت کرتی تھیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ صیغہ حاضر کے طریقہ پر ہو جس کی مخاطب عورتیں ہوں اور فعل کی اضافت آمر اور اجازت دینے والے کی طرف ہو، میں کہتا ہوں کہ آئندہ کی روایت اس کی تائید کرتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں کیا تم نے دلہن کے ساتھ کسی گویا عورت کو بھیجا ہے؟

^۱ رد المحتار کتاب الشہادات باب قبول الشہادة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۸۲

^۲ موارد الظمان زوائد ابن حبان باب الغناء واللعب فی العرس حدیث ۲۰۲۱ المطبعة السلفیہ ص ۴۹۴، مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ابن حبان

فی صحیحہ کتاب النکاح باب اعلان النکاح مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۷۲

^۳ مرقاة المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی مکتبہ حبیبہ کوئٹہ ۶/۳۱۴

الجلال فمن اللهو الباطل والنهي عنها مشهور وفي ز
بر الصدور مزبور وذلك لما فيها من التطريب وقد
كرهوا ضرب الساذج على هيئة الطرب فكيف بمابه في
نفسه معيب وقد قدم الفاضل المجيب عن العلامة
الشامى عن الفتاوى السراجية ان هذا اى جواز ضرب
الدف في العرس اذا لم تكن له جلاجل ولم يضرب
على هيئة التطرب^۱ اه ولم يثبت وجودها في الدفوف
في زمن الحديث والرسالة بل هو لهو حديث اخترعه
بعده اهل اللعب والبطالة في البرقة شرح المشكوة
(فجعلت جویر یات لنا) بالتصغير قيل المراد بهن
بنات الانصار لا المملوكات (يضرب بن بالدف) قيل تلك
البنات لم يكن بالغات حد الشهوة وكان دفهن غير
مصحوب بالجلال. قال اکمل الدین المراد به

ربایہ کہ دف کی آواز گھنگر واور گھنٹی کی جھنکار کی طرح ہو تو یہ
لہو باطل میں شمار ہے اور اس سے ممانعت مشہور ہے چنانچہ یہ
سینوں کی تختیوں پر لکھا ہوا ہے اس لئے کہ اس میں خوش
آوازی اور سریلا پن ہے۔ حالانکہ فقہائے کرام نے کسی سادہ
چیز کو گانے کی شکل اور ہیئت پر بجانے کو مکرمہ قرار دیا ہے پھر
اس کا کیا کہنا جو بذاتہ عیب دار ہو، چنانچہ فاضل مجیب علامہ
شامی سے بحوالہ فتاویٰ سراجیہ پہلے نقل کیا ہے کہ شادی میں
دف بجانے کا جواز اس شرط سے مشروط ہے کہ اس میں ٹن ٹن
کی آواز نہ ہو اور وہ گانے کی ہیئت پر بھی نہ بجایا جائے اور
حدیث اور رسالت کے زمانے میں دف کے لئے ٹن ٹن کی
سریلی آواز نہ تھی بلکہ یہ کھیل تماشے کی باتیں زمانہ رسالت
کے بعد ارباب باطل نے ایجاد و اختراع کر لیں چنانچہ مراقہ
شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ہمارے ہاں چند چھوٹی بچیاں تھیں جو
دف بجا رہی تھیں، یہاں حدیث میں لفظ جویریات ہے جو
جویریہ کی جمع اور صیغہ تصغیر ہے کہا گیا کہ ان سے انصار کی
چھوٹی بچیاں مراد ہیں لہذا باندیاں مراد نہیں، اور یہ بھی کہا گیا
کہ مکمل جوان نہ تھیں اور ان کی دف کی آواز سریلی اور ٹن ٹن
والی نہ تھی، چنانچہ علامہ اکمل الدین نے فرمایا ان کی دف سے
زمانہ متقدمین

^۱ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ماعلیه الجلاجل فینبغی ان یکون مکروهاً بالاتفاق^۱ اه
ملخصاً ولا یذهبن عنک ان اللہو حقیقتہ حرام کلہا
دقہا وجلتہا اما ما یشیح فی العرس ونحوہ من ضرب
الدف وانشاد الاشعار المباحة به القصد المباح
او المندوب لا للتلہی واللعب المعیوب فانما سبی لہوا
صورة کما سبیت السنن الثلاث ملاعبة الفرس والمرأة
والرمی بذلک لذلك بالضرورة فلا منافاة بین حدیث
قرظہ بن کعب وابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما
وقول المحقق العینی وغیرہ انما کان منہیا اذا کان
للہو اما لغیرہ فلا بأس کطبل الغزاة والعرس^۲۔ قال
فی رد المحتار نقلاً عن الکفایة شرح الهدایة اللہو
حرام بالنص قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لہو المؤمن
باطل الا فی ثلاث تأدیبه فرسہ

کی دف مراد ہے۔ رہی وہ دف کہ جس کی گھنٹی جیسی آواز اور
جھنکار ہو تو وہ بالاتفاق مکروہ ہے (مخلص پورا ہو گیا) یہاں یہ
بات ذہن نشین رہے کہ درحقیقت ہر لہو حرام ہے خواہ آلات
لہو کی آواز باریک ہو یا موٹی، رہی یہ بات کہ شادی وغیرہ کے
موقع پر دف بجانا مباح ہے اور مندوب ارادے سے جائز
اشعار پڑھنا بشرطیکہ معیوب طریقے پر نہ ہو، تو ان تمام باتوں
کے مباح ہونے کا حکم ہے البتہ اسے صورت لہو کہا گیا جیسا کہ
تین کاموں کو (یعنی عورت اور گھوڑے سے کھیلنا اور تیز
اندازی کرنا) جو درحقیقت سنت ہیں، اسی وجہ سے اس
ضرورت کی بناء پر انھیں لہو کا نام دیا گیا لہذا قرظہ بن کعب اور
ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث اور محقق عینی
وغیرہ کے کلام میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ دف بجانے کا جواز
اس صورت میں ہے کہ جب بطور لہو نہ ہو ورنہ منع ہے۔ اس
کی مثال جیسے غازیوں کا طبلہ اور شادیوں میں دف بجانا ہے۔
علامہ شامی نے کفایہ شرح ہدایہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا
کہ نص کی بنیاد پر لہو حرام ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
ارشاد ہے کہ تین کھیلوں کے علاوہ مسلمان کا ہر کھیل باطل
ہے: (۱) گھوڑے

^۱ مرقات المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳۰۱/۶

وفي رواية ملاعبته بفرسه ورميه عن قوسه وملاعبته مع اهله¹ اهلقت رواه الحاكم عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بلفظ كل شيعي من لهو الدنيا باطل الاثلاثة انتضالك بقوسك وتاديبك فرسك وملاعبتك اهلك فانها من الحق هذا مختصر وقال صحيح على شرط مسلم² - ونازع الزهبي وصحح ابو حاتم و ابو زرعة ارسله من طريق محمد بن عجلان عن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابى حسين قال بلغني ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال فذكره في نصب³ الراية قلت محمد صدوق من رجال مسلم (عبد الله ثقة عالم

کو ادب سکھانا یعنی جہاد کے لئے تیار کرنا، ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اپنے گھوڑے سے کھیلنا (۲) کمان سے تیر اندازی کرنا (۳) اپنی بیوی سے کھیلنا، میں کہتا ہوں کہ امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث مذکور کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے: سوائے تین کھیلوں کے دنیا کا ہر کھیل باطل ہے (۱) اپنی کمان سے تیر اندازی کرنا، (۲) اپنے گھوڑے کو شائستگی سکھانا، (۳) اپنی گھر والی یعنی اہلیہ کے ساتھ کھیلنا، یہ تینوں جائز ہیں۔ یہ حدیث مختصر ہے۔ حاکم نے کہا کہ یہ شرط مسلم کے مطابق صحیح ہے۔ علامہ ذہبی نے اس میں نزاع کیا ہے پھر ابو حاتم نے اور ابو زرعة نے اس کے ارسال کو صحیح قرار دیا ہے جو محمد بن عجلان کے طریقے سے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی حسین سے مروی ہے چنانچہ اس نے کہا کہ مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا پھر اس نے حدیث مذکور بیان کی، نصب الراية میں یہی کہا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ محمد نامی راوی سچا ہے، مسلم کے رجال میں سے ہے عبد اللہ راوی ثقہ اور عالم

¹ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۲

² المستدرک للحاکم کتاب الجہاد دار الفکر بیروت ۲/ ۹۵

³ نصب الراية لاحادیث الهدایة کتاب الکراہیة فصل فی البیع المکتبة الاسلامیہ ریاض ۳/ ۲۷۴

من رجال الستة كلاهما من صغار التابعين فالحديث صحيح على اصولنا على ان النسائي روى بسند حسن عن جابر بن عبد الله وجابر بن عمير رضي الله تعالى عنهم عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال كل شئى ليس من ذكر الله فهو لهو ولعب الا ان يكون اربعة ملاعبة الرجل امرأته وتاديب الرجل فرسه و مشى الرجل بين الغرضين وتعليم الرجل السباحة¹ واخرج الطبراني في الاوسط عن امير المؤمنين عمر رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كل لهو يكره الا ملاعبة الرجل امرأته ومشيه بين الهدفين وتعليبه فرسه²۔ فالحديث صحيح لاشك وكان هذا هو مراد الفضلين الكاملين ذوى الرياسة والسلامة النفاسة والكرامة المجيب

ہے، صحاح ستہ کے رجال میں سے ہے دونوں اشخاص مذکور چھوٹے تابعین میں سے ہیں لہذا حدیث ہمارے اصول و قواعد کے مطابق صحیح ہے اس کے علاوہ امام نسائی نے اچھی سند کے ساتھ اسے جابر بن عبد اللہ اور جابر بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: "ہر وہ چیز جس میں ذکر الہی نہ ہو وہ کھیل اور تماشہ ہے لیکن چار چیزیں اس سے مستثنیٰ ہیں (۱) مرد کا اپنی بیوی سے کھیلنا (۲) اپنے گھوڑے کو شائستگی سکھانا (۳) مرد کا دو نشانوں کے درمیان چلنا (۴) تیراکی سکھنا، امام طبرانی نے "الاوسط" میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ تحریر فرمائی کہ ہر کھیل مکروہ ہے سوائے تین کاموں کے (۱) مرد کا اپنی بیوی سے کھیلنا (۲) تیر اندازی کے دو نشانوں کے درمیان چلنا (۳) اپنے گھوڑے کو سکھانا لہذا حدیث بلا شبہ صحیح ہے اور دو فاضلوں کاملوں کی شادی کے لہو مباح ہونے سے یہی مراد ہے جو ریاست سلامت نفاست کرامت والے ہیں ایک جواب دینے والا اور دوسرا

¹ کنز العمال بحوالہ ن النسائی عن جابر بن عبد الله وجابر بن عمير حديث ۶۱۲۰ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۵/ ۲۱۱

² المعجم الاوسط حديث ۷۱۷۹ مكتبة المعارف رياض ۸/ ۹۰

والمؤيد بأباحة اللهوفى العرس، أما ضرب بندقة الرصاص لاعلان النكاح فلا شك ان الاعلان مطلوب فيه مندوب اليه فصلا بين النكاح والسفاح الذى يكتتم ولا يعلم والمقصود اعلام الاباعد والا قاصى فان الحضور يعلمونه بالحضور ولذا امر بضرب الدفوف واضطراب الاصوات على وجه المعروف فان العلم للقاضى انما يحصل بما هو متعارف عندهم وقد شبهه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم فصل ما بين الحلال والحرام الصوت والدف فى النكاح¹ رواه الائمة احمد والترمذى والنسائى وابن ماجة وابن حبان والحاكم عن محمد بن حاطب الجمحى رضى الله تعالى حسنه الترمذى وصححه ابن حبان والدارقطنى والحاكم وابن طاهر فلم يخص بالدف بل اطلق الصوت

اس کی تائید کرنے والا ہے۔ رہی یہ بات کہ قلعی کی رائفل سے نکاح کی تشہیر اور اعلان کرنا تو یہ مطلوب و مندوب ہے تاکہ نکاح اور بدکاری میں امتیاز ہو جائے کیونکہ بدکاری کو چھپا یا جاتا ہے بتایا اور ظاہر نہیں کیا جاتا، جبکہ نکاح کی تشہیر کی جاتی ہے کیونکہ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ انتہائی دور والے لوگ بھی آگاہ ہو جائیں کیونکہ قریب کے لوگ تو قرب و جوار میں ہونے کی وجہ سے اس معاملے کو بخوبی جانتے ہیں اس لئے دف بجانے اور آوازوں کے پھیلانے کا حکم طریقہ معروف کے مطابق دیا گیا ہے تاکہ قاضی کے لئے حصول علم اس کے مطابق ہو جائے جو لوگوں میں متعارف ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد اس کو شامل ہے کہ حلال حرام میں فرق نکاح کے موقع پر اعلان کرنے اور دف بجانے سے ہے۔ چنانچہ ائمہ کرام مثلاً احمد، نسائی، ترمذی ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے محمد بن حاطب جمحی کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے امام ترمذی نے اس کی تحسین فرمائی۔ ابن حبان، دارقطنی، حاکم اور ابن طاہر نے اس کو صحیح قرار دیا ہے لہذا اعلان نکاح کو شارع نے دف بجانے کے ساتھ

¹ جامع الترمذی ابواب النکاح باب ما جاء في اعلان النکاح ۱ من کتب ۱۲۹ سنن النسائي كتاب النکاح اعلان النکاح بالصوت بالخ

نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۹۰ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح اعلان النکاح بالصوت الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸، مسند احمد

بن حنبل حديث محمد بن حاطب رضي الله تعالى عنه المكتب الاسلامي بيروت ٣/ ٢١٨، ٢/ ٢٥٩

وغایر بالعطف والبندقة صوت يحصل به الاعلام بل ادخل في المرام قال القاری ابن الملك المراد الترغيب الى اعلان امر النكاح بحيث لا يخفى على الاباعد قال في شرح السنة معناه اعلان النكاح واضطراب الصوت به والذكر في الناس كما يقال فلان قد ذهب صوته في الناس^۱ اه فالنهي مفقود ويفيد المقصود فالجواز موجود المنع مردود و هل لاحد ان ينهي عما لم ينه عنه الله ورسوله جل جلاله و صلى الله تعالى عليه وسلم اما زعم بعض جهلة الوهابية ولعبري ما في الوهابية الا الجهلة انه اسراف والاسراف حرام فجعل منهم بمعنى الاسراف و

مخصوص نہیں کیا بلکہ صورت کو مطلق رکھا گیا اور دونوں میں حرف "و" تغایر کے لئے بڑھایا گیا اور رائے نقل سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے کہ جس سے آگاہی نصیب ہوتی ہے بلکہ اسے مقصود میں زیادہ دخل ہے۔ ملا علی قاری نے فرمایا علامہ ابن ملک نے کہا کہ اس سے امر نکاح کے اعلان کرنے کی رغبت مقصود ہے تاکہ دور دراز والے لوگوں پر یہ معاملہ پوشیدہ نہ رہے۔ شرح السنۃ میں فرمایا گیا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح کا اعلان اور اس کی آواز کی نشر و اشاعت ہو جائے اور لوگوں میں اس کا تذکرہ ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کی آواز لوگوں میں پھیل گئی اور ان تک پہنچ گئی، خلاصہ کلام یہ کہ نہی مفقود اور افادہ مقصود ہے اور جواز موجود اور ممانعت مردود ہے کیا کسی کے لئے گنجائش ہے کہ جس کام سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول گرامی منع نہ فرمائیں اس سے لوگوں کو روکے ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ کی شان عظیم ہے اور اس کے رسول کریم پر اس کی طرف سے ہدیہ درود و تسلیم ہو، رہا بعض جاہل وہابیوں کا یہ خیال کہ یہ اسراف ہے (مجھے اپنی بقا کی قسم وہابیوں میں سوائے جہالت کے کچھ نہیں، لہذا قول وہابیہ کہ یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ تو

^۱ مرآة المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی مکتبہ حبیبہ کوئٹہ ۱۶/۳۱۴

ان کا یہ قول معنی اسراف سے جہالت ہے اور اس سے بھی عظیم جہالت ان کے بڑے جاہل سے صادر ہوئی اس نے کام کی حرمت میں قرآن مجید کی آیہ مبارک پڑھ لی "بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں" اور وہ بیچارہ یہ نہ سمجھا کہ اچھی اور بری غرض اور بے فائدہ کام میں خرچ کرنے میں کتنا واضح اور کھلا فرق ہے اگر ہر خرچ کرنا مباح کام میں بلکہ اچھی غرض میں اسراف اور مذموم ہوتا تو جب اسی کا اس سے معمولی درجہ میں بھی حصول ممکن ہوتا پھر کھانے، پینے، نکاح کرنے، سواری، لباس اور جائے سکونت اور ان سب میں وسعت اختیار کرنا حرام ہوتا حالانکہ یہ اتفاق امت کے بالکل خلاف ہے اور صریح نصوص اس میں بغیر کسی نزاع کے وارد ہیں۔ غور کیجئے کہ ہمارا پروردگار عزت و عظمت کا مالک اپنے محبوب کریم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے، فرما دیجئے کس نے حرام کردی اللہ تعالیٰ کی وہ زیب و زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائی اور وہ پاکیزہ کھانے کی چیزیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند

اعظم منه ان اجهلهم تلا في تحريمه آية "إِنَّ
الَّذِينَ يَكُونُونَ إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ" ^۱ "ولم يدر المسكين
مافی الانفاق فی غرض محمود و فی مذموم او فی عبث
من بون مبين ولو كان كل انفاق شبي في غرض مباح
بل و محمود اسرافاً مذموماً اذا امكن حصوله باقل
منه لكان كل توسع في مأكل او مشرب او منكح او
مركب او ملبس او مسكن حراماً وهو خلاف الاجماع
والنصوص الصريحة بغیر نزاع وهذا ربنا عزوجل
قائلاً "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ
مِنَ الرِّزْقِ" ^۲ وهذا نبينا صلى الله تعالى عليه واله وسلم
قائلاً ان الله تعالى يحب ان يری اثر نعمته

^۱ القرآن الكريم ۱۷/۲۷

^۲ القرآن الكريم ۷/۳۲

فرماتا ہے کہ اپنے کسی بندے پر آثارِ نعمت دیکھے، چنانچہ امام ترمذی نے اس کو روایت کر کے اس کی تحسین فرمائی، اور حاکم نے اس کو عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا۔ اس کے باوجود کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حدیث صحیح میں یہ ارشاد موجود ہے ابن آدم کے لئے غذا کے چند لقے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں (الحریث)۔ یہ اس کے لئے مقرر فرمایا جس نے تین لقوں کا انکار کیا، تم دیکھتے ہو کہ ان روکنے والوں اللہ تعالیٰ پر جرات کرنے والوں کو ایسی چیز سے جو ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حرام ہے اور یہ منع ہے کہ لوگ رنگارنگ کھانے کھاتے ہیں باریک اور پتلا لباس پہنتے ہیں اور یہ اور وہ کرتے ہیں۔ کاش وہ لوگ اس دسویں حصے پر اکتفا کرتے جو انھوں نے خرچ کیا تو کافی تھا۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ دف بجانا بھی خرچ سے خالی

علی عبدہ رواہ الترمذی^۱ وحسنہ والحاکم وصححه عن عبد اللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما مع قوله صلى الله تعالى عليه وسلم في الحديث الصحيح بحسب ابن آدم القيمات يقمن صلبه^۲ الحديث. وجعل لمن ابى التثليث وقد اجمعوا على جوازه حتى الشيع. وانت ترى هؤلاء الناهين المجترين على الله تعالى "بما تصف السنتكم الكذب"^۳۔ ان هذا حرام وهذا ممنوع ياكلون اللوان ويلبسون الرقاق ويفعلون يفعلون ولو اجتروا بعشر ما انفقوا الكفى وضرب الدف ايضا لا يخلو عن نفقة اما ثمن واما اجرة

^۱ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء ان الله يحب ان يرى اثره الخ امين کمپنی دہلی ۱۰۵/۲، المستدرک للحاکم کتاب الاطعمه باب

ما جاء ان الله يحب ان يرى اثره الخ دار الفكر بيروت ۱۳۵/۴

^۲ جامع الترمذی ابواب الزهد باب ما جاء في كراهية كثرة الاكل امين کمپنی دہلی ۱۰۵/۲، سنن ابن ماجہ ابواب الاطعمه باب الاقتصار في الاكل

الشيخ سعيد كراچی ص ۲۳۸، الترغيب والترهيب الترهيب من الامعان في الشيع مصطفى البابی مصر ۱۳۶/۳

^۳ القرآن الكريم ۳۶/۴

نہیں یا تو دف خریدنے پر خرچ آئے گا یا بجانے کی اجرت
دیٹی پڑے گی اور شاید بارود کی قیمت سے زیادہ ہو، اور
خالص اسراف یہ ہے کہ ایسی غرض کے لئے خرچ کیا جائے
جس میں کوئی حسن و خرابی اور فائدہ نہ ہو اور یہ میانہ روی
سے متجاوز ہو لہذا غور کیجئے کہ یہ کہاں اور وہ کہاں (بلکہ
دونوں میں واضح فرق ہے) اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا
مالک ہے۔ ہاں اگر کسی نے آپس کے خرچ کرنے سے فخر
کرنے کا ارادہ کیا تو یہ بالکل حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ
اترآنے والے فخر کرنیوالے کو پسند نہیں کرتا، لہذا حرمت کا
دف اور بندوق سے کوئی اختصاص نہیں بلکہ اگر آپس میں
تفاخر سے تلاوت کلام پاک کی جائے تو یہ بھی حرام اور ممنوع
ہے۔ پس اس صورت میں تلاوت کرنے والا گنہ گار اور گناہ
برداشتہ ہوگا جیسا کہ مخفی نہیں لہذا اس باب میں ہماری یہی
تحقیق ہے۔ اور ہمارا پاک پروردگار راہ صواب کو اچھی طرح
جانتا ہے۔ ہمارے آقا و سردار اور ان کی آل اولاد و صحابہ پر
اللہ تعالیٰ کی خصوصی بارانِ رحمت ہو۔ آمین! (ت)

ولعله قد يفوق ثمن البارود وانما السرف الصرف الى
غرض لا يحمده وتعدى القصد وتجاوز الحد فانظر ان
هذا من ذلك والله يتولى هداك نعم من اراد التفاجر
فذلك الحرام جملة واحدة

"إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا" ^۱ والاختصاص
لهذا بالدف والبندقة بل لو تلاقرآن ونوى التفاجر
لكن حراما محظورا والتألى أثما موزورا كما لا يخفى فهذا
ما عندنا فى الباب وربنا سبحانه اعلم بالصواب وصلى
الله تعالى على سيدنا ومولانا والال والاصحاب آمين۔

مسئلہ ۹۷: از مدراس جنتادھاری دسگ شب گرامیں اسٹریٹ مرسلہ مولوی حاجی سید عبدالغفار صاحب بنگلوری۔

پھولوں کا سہرا جس میں نلکیاں اور پنی وغیرہ نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان کرو تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

پھولوں کا سہرا جیسا سوال میں مذکور رسوم دنیویہ سے ایک رسم ہے جس کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت نہیں نہ شرع میں اس
کے کرنے کا حکم آیا ہے تو مثل اور تمام عادات و رسوم مباحہ کے مباح رہے گا۔

^۱ القرآن الکریم ۳۶/۴

شرع شریف کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کو خدا و رسول اچھا بتائیں وہ اچھی ہے اور جسے برافرمائیں وہ بری ہے اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے نہ اس کی خوبی نکلے نہ برائی وہ اباحتِ اصلیہ پر رہتی ہے کہ اس کے فعل و ترک میں ثواب نہ عقاب، یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اکثر جگہ کام آئے گا آجکل مخالفینِ اہلسنت نے یہ روش اختیار کر لی ہے۔ جس چیز کو چاہا شرک، حرام، بدعت، ضلالت کہنا شروع کر دیا اگرچہ وہ فعل صحابہ کرام یا تابعین عظام یا ائمہ اعلام سے ثابت ہو، اگرچہ وہ فعل اس نیک بات کے عموم و اطلاق میں داخل ہو جس کی خوبیاں صریح قرآن مجید و حدیث شریف میں مذکور ہیں پھر سہرے وغیرہ رسمی باتوں کی تو کیا حقیقت ہے اور اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ اہلسنت سے پوچھتے ہیں تم جو ان چیزوں کو جائز بتاتے ہو قرآن و حدیث میں کہاں جائز لکھا ہے حالانکہ ان کو اپنی خوش فہمی سے اتنی خبر نہیں کہ جائز کہنے والا دلیل خاص کا محتاج نہیں، جو ناجائز کہے وہ قرآن حدیث میں دکھائے کہ ان افعال کو کہاں ناجائز کہا ہے۔ کیا اہلسنت پر لازم ہے کہ وہ جس چیز کو جائز و مباح بتائیں اس کی خاص صورت کا حکم صریح قرآن مجید و احادیث شریف میں دکھائیں اور تم پر کچھ ضرور نہیں کہ جس چیز کو حرام بدعت گمراہی کہو خاص اس کی نسبت ان حکموں کی تصریح کتاب و سنت میں دکھاؤ۔ ان امور کی قدرے تفصیل مسئلہ قیام میں فقیر نے ذکر کی اور تحقیق کامل تصانیف علمائے اہلسنت میں ہے۔ شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم الجبیلۃ۔

جب یہ قاعدہ شرعیہ معلوم ہو لیا تو سہرے کا حکم خود ہی کھل گیا۔ اب جو ناجائز، حرام، بدعت، ضلالت بتائے وہ خود قرآن مجید و حدیث شریف سے ثابت کر دکھائے ورنہ جانِ برادر! شرع تمھاری زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہو بے دلیل حرام و ممنوع کہہ دو، اور سفہائے مخالفین جو اس قسم کے مسائل میں حدیث من احداث فی امرنا^۱ وغیرہ پیش کرتے ہیں محض بے محل و اغوائے جہال کہ اس قدر تو طائفہ اسمعیلیہ کو بھی مسلم کہ بدعت ضلالت وہی ہے جو بات دین میں نئی پیدا ہو اور دنیوی رسوم و عادات پر حکم بدعت نہیں ہو سکتا مثلاً انگرکھا پہننا، پلاؤ کھانا یا دولہا کو جامہ پہننا، دلہن کو پاکلی میں بٹھانا، اسی طرح سہرا کہ اسے بھی کوئی دینی بات سمجھ کر نہیں کرتا، نہ بغرض ثواب کیا جاتا ہے بلکہ سب ایک رسم ہی جان کر کرتے ہیں ہاں اگر کوئی جاہل اجہل ایسا ہو کہ اسے دینی بات جانے تو اس کی اس بیہودہ سمجھ پر اعتراض صحیح ہے اسی طرح سہرے کے باب میں حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم^۲ (جو کسی قسم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہو جائے گا۔ ت)

^۱ صحیح البخاری کتاب الصلح ۱/ ۳۷۱ و صحیح مسلم کتاب الاقضیہ ۲/ ۷۷

^۲ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشہدۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۳

پیش کرنا اور یہ کہنا کہ ہندو بھی سہرا باندھتے ہیں تو ان سے مشابہت نکلے گی محض غلط کہ حدیث میں لفظ تشبہ مذکور ہے اور اس کے معنی اپنے آپ کو کسی کے مشابہ بنانا تو حقیقتاً یا حکماً قصد مشابہت پایا جانا ضرور ہے۔ مثلاً ایک شخص کوئی فعل خاص اس نیت سے کرے کہ کفار کی سی شکل پیدا ہو اگرچہ وہ یہ ارادہ نہ کرے مگر وہ فعل شعار کفار اور ان کی علامت خاصہ ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں، جیسے سر پر چوٹیاں، ماتھے پر ٹیکہ، گلے میں جینوا، لٹے پردے کا انگر کھا و علیٰ ہذا القیاس، تو بیشک ان صورتوں میں ذم و وعید وارد، اور حدیث "من تشبہ" اس پر صادق، نہ یہ کہ مطلقاً کسی بات میں اشتراک موجب ممانعت ہو، یوں تو انگر کھا ہم بھی پہنتے ہیں ہندو بھی پہنتے ہیں پھر کیا اس وجہ سے انگر کھا پہننا ہم پر حرام ہو جائے گا اور اگر پردے کا فرق کفایت کرے تو کیا نلیکوں اور پنی کا نہ ہونا اور اس سہرے کی صورت ان کے سہرے سے جدا ہونا کافی نہ ہوگا، اصل بات یہ ہے کہ بر بنائے تشبہ کسی فعل کی ممانعت اسی وقت صحیح ہے کہ جب فاعل کا قصد مشابہت ہو یا وہ فعل اہل باطل کا شعار و علامت خاصہ ہو جس کے سبب سے وہ پہچانے جاتے ہوں، یا اگر خود اس فعل کی مذمت شرع مطہر سے ثابت ہو تو برا کہا جائے گا ورنہ ہر گز نہیں اور سہرا ان سب باتوں سے پاک ہے۔ یہ قاعدہ بھی ضرور یاد رکھنے کا ہے جس سے مخالفین کے اکثر اوہام کا علاج ہوتا ہے۔ در مختار میں بحر الرائق سے منقول:

التشبه بهم لا يكره في كل شئ بل في المذموم وفيما يقصد به التشبه ^۱	اہل کتاب سے تشبہ ہر چیز میں مکروہ نہیں بلکہ بری بات میں اور وہاں کہ ان سے مشابہت کا قصد کیا جائے۔
---	---

مولنا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں:

انا ممنوعون عن التشبيه بالكفرة واهل البدعة في شعارهم، لا منهيون عن كل بدعة ولو كانت مباحة سواء كانت من افعال اهل السنة او من	ہم کو یہ منع ہے کہ کفار و اہل بدعت کے شعار میں تشبہ کریں نہ یہ کہ ہر بدعت منع ہو اگرچہ مباح ہو اب چاہے وہ اہلسنت کے افعال سے ہو یا کفار و مبتدعین کے فعلوں سے تو مدار کار
--	---

^۱ الدر المختار باب يفسد الصلوة الخ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۰

افعال الکفرۃ و اهل البدعة فالمدار علی الشعار ^۱ ۔	شعار پر ہے۔
---	-------------

بالجملہ خلاصہ یہ ہے کہ سہرا نہ شرعاً منع نہ شرعاً ضروری یا مستحب، بلکہ ایک دنیوی رسم ہے۔ کی تو کیا، نہ کی تو کیا، اس کے سوا جو کوئی اسے حرام گناہ بدعت ضلالت بتائے وہ سخت جھوٹا، برسر باطل اور جو اسے ضروری لازم اور ترک کو شرعاً موجب تشنیع جانے وہ نرا جاہل۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم و احکم۔

کتبہ

عبدہ المذنب الفقیر احمد رضا البریلوی عفی عنہ

رسالہ

ہادی الناس فی رسوم الاعراس

ختم ہوا

^۱ منح الروض الا زہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً و کنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۸۵

حدود و تعزیرات

مسئلہ ۹۸:

مسئولہ مولوی عبدالمنان صاحب از بنگالہ

۲۲ صفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید نے کئی روز عمرو سے کوئی بات کی تنازع کیا بعد ازاں عمرو کے اوپر سراء محفل محلہ کے انھوں نے تہمت دیا اور کہا کہ اہل مجلس نے اگر اس کو کھائے تو میں نہیں ہوں اہل مجلس نے کہا کیوں اسی قدر زید نے جواب دیا کہ عمرو بدکار ہے اس کی کے ساتھ پھر عمرو نے اس بات پر مقدمہ دائر کیا حاکم سے ممبر کے پاس حکم آیا کہ یہ مقدمہ صحیح ہے یا نہیں۔ بعد اس کے ممبر نے محلہ والوں کو پہنچایا کہ یہ معاملہ صحیح ہے یا نہیں ان کو کون نے کہا کہ کہاں یہ جو مقدمہ عمرو نے دائر کیا صحیح ہے پھر وہاں زید نے حاضر ہو کر کہا میں اہل مجلس سے اور پچٹین صاحب سے خواستگار ہوں کہ یہ میں نے افترا اور جھوٹ کہا معافی کا خواستگار اس حالت میں عمرو کو اہل محلہ اور ممبر صاحب نے بلوایا اور کہا ان کو معاف کر دو اور انھوں نے ان لوگوں کی بات کو معاف کر دیا بعد اس کے قریب ایک سال یا دس ماہ کے پھر کہا زید نے عمرو سے لے کر کھانے میں نہیں ہوں تب سردار ان اہل مجلس نے کہا کیا سبب ہے فوراً جواب دیا کہ میں نے پہلے جو بات ظاہر کیا تھا وہی ہے تب سردار ان اہل محلہ نے گواہ طلب کیا اس نے کہا ہے فلاں فلاں شخص اس مجلس میں حاضر ہے ان لوگوں نے بھی کہا کہ آپ کی زبان سے اگلے سال سنا تھا فی الحال ہم لوگ کچھ نہیں جانتے پھر اہل مجلس نے کہا کہ آپ کے اور کوئی گواہ ہے انھوں نے جواب دیا کہ ہے عمرو بکر خالد عبداللہ وغیرہ ان لوگوں نے ان سب نے پوچھا یہ بات زید نے جو کہا صحیح ہے یا نہیں عمرو بکر وغیرہ نے کہا ہم لوگوں نے ایک عورت سے

سنا تھا اس عورت سے بھی پوچھا تو عورت اس وقت مانع ہے پھر جمعہ کے دن سب مصلیوں کے مقابلہ زید سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں میں نے بھی سنا اور جو میرا شاہد ہے وہ بھی مانع ہے بلکہ بعضوں کی طرف اشارہ کیا تھا انھوں نے مسجد ہی میں منع کیا اس حال میں زید پر حد قذف لازم آتا ہے یا نہیں۔ اگر آتا تو بالمال ہو سکتا ہے یا نہیں _____ اگر تعزیرات ساتھ مال کے ہو کس قدر ہوتا ہے کوئی مقدار معین ہو لینا اور اس مال کا مستحق کون ہے؟ از روئے شرع کے مع الدلائل بیان فرمائے اگر وہ شخص توبہ کرے معافی کی امید ہے یا نہیں؟ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب (کتاب سے بیان فرمائیے اور روز حساب اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

صورت مستفسرہ میں زید ضرور مرتکب قذف کا ہوا اس نے سخت گناہ کبیرہ کیا اسلامی سلطنت میں وہ اسی کوڑوں کا سزاوار تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تہمت لگانے والوں کو اسی کوڑے لگاؤ پھر کبھی بھی ان کی گواہی نہ مانو اور وہی نافرمان ہیں۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ "فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ" ۱۔
--	---

مگر یہاں نہ اسلامی سلطنت ہے نہ حدود جاری ہو سکتے ہیں نہ غیر سلطان کو حد کا اختیار ہے اور تعزیر بالمال منسوخ ہے کہا حقیقہ الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اور منسوخ پر عمل جائز نہیں صرف چارہ کاری ہے کہ اسے برادری سے خارج کریں مسلمان اس سے میل جول چھوڑ دیں جب تک توبہ نہ کرے اگر توبہ کرے تو اللہ عزوجل قبول فرمانے والا ہے۔ خود کریمہ مذکورہ میں "إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا" ۲ کا استثناء ہے مگر اس کی توبہ صرف یہی نہ ہوگی کہ اللہ عزوجل کے حضور تائب ہو بلکہ لازم ہوگا کہ عمرو سے اپنے قصور کی معافی مانگے کہ وہ نہ صرف حق اللہ بلکہ حق العبد میں بھی گرفتار ہے اور تنہائی میں توبہ بھی کافی نہ ہوگی اس نے مجمع میں گناہ کیا ہے مجمع ہی میں توبہ کرے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سيئة فاحدث عندها توبة السر بالسرو العلانية بالعلانية ۳۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جب تو کوئی گناہ کرے تو چھپے گناہ کی خفیہ اور برملا گناہ کی علانیہ توبہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
---	--

^۱ القرآن الکریم ۲۴/۴

^۲ القرآن الکریم ۲۴/۵

^۳ کنز العمال حدیث ۱۰۱۸۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۲۰۹

مسئلہ ۹۹: مرسلہ نور اللہ پیش امام و عبدالحق زمیندار و غیرہا ساکنان سردار نگر تھانہ جہان آباد ضلع پیلی بھیت ۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مدد علی نام قوم فقیر ساکن سردار
نگر ایک عورت نکاحی بھگالیا اور عرصہ دو برس سے اس سے زنا کرتا ہے جب اس کو ہم لوگوں اور برادری نے تنگ کیا تو مسٹی
مذکور کو مبلغ سو روپیہ عورت کو لے کر موضع ہر پور پنچایت گیا اور کہا کہ یہ عورت اور یہ روپیہ موجود ہے میرا فیصلہ کرادو،
مسٹی کلن شاہ و بھلن شاہ وغیرہ ساکنان ہر پور پنچوں نے روپیہ لے کر اپنے پاس جمع کر لیا اور عورت مسٹی مذکور کو واپس دے دی
اور جس کی بیوی تھی اس کو نہیں دی اور نہ اس کو روپیہ دے کر استعفاء لیا اب جو ہم گاؤں والوں نے مسٹی مدد علی کو سخت کیا تو وہ
کہتا ہے میں کیا کروں میرا روپیہ پنچوں میں جمع ہے نہ وہ نہ استعفاء دلاتے ہیں اور نہ روپیہ مجھ کو واپس دیتے ہیں کہ میں خود
مدعی کو راضی کر لوں، ایسے جھگڑے میں دو برس ہو گئے اب ہم گاؤں والے اس کا کیا تدارک کریں کیونکہ انگریزی عملداری
ہے اگر اس کا حقہ پانی بند کریں تو وہ عدالت میں نالشی ہو گا لہذا جواب سے مشرف فرمائے جائیں۔ فقط۔

الجواب:

اس شخص پر فرض ہے کہ اس عورت کو اپنے سے جدا کر دے اور یہ اس کا عذر جھوٹا ہے کہ میں کیا کروں میرا روپیہ پنچوں کے
پاس جمع ہے روپیہ جمع کر دینے سے زنا حلال نہیں ہو سکتا، اگر وہ اسے نہ نکالے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے میل جول ترک
کر دیں برادری سے خارج کر دیں اور اس میں ان پر کوئی جرم عائد نہیں ہو سکتا یہ قانون نہیں ہے کہ جو زانی کو اپنا پانی نہ دے وہ
مجرم ہے اپنے حقے پانی کا ہر شخص کو اختیار ہے جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے اور اس صورت میں فقط وہی شخص مجرم نہیں
بلکہ ان پنچوں پر بھی شرعی الزام بشدت قائم ہے جنہوں نے اس کا روپیہ لے کر دیا اور عورت زنا کے لے اسے واپس دی وہ سب
عذاب الہی کے مستحق ہیں ان پر فرض ہے کہ اس کا روپیہ واپس دیں اور توبہ کریں اور قدرت رکھتے ہوں تو عورت کو اس سے
چھڑا کر اس کے شوہر کے پاس بھیج دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۰: شنبہ ۱۲ شوال المکرم ۱۳۳۴ھ

مسئلہ ۱۰۰: مسئلہ احمد الدین کمپ بوند

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ زید ایک مسجد میں پیش امام ہے اور عام لوگوں نے یہ شہرت دی
ہے کہ زید نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور جب حلفیہ شہادت

لی گئی یعنی شہادت کوئی نہیں دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں سے سنا ہے اور اس سے پوچھو تو وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں سے سنا ہے یعنی شہادت کوئی نہیں بیان کرتا ہے ایسی صورت میں بعض اشخاص نے زید کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے اگر احتیاط ایسی حالت میں زید سے توبہ واستغفار کرائی جائے تو اس کی امامت درست ہوگی یا نہیں اور عام لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب تک علماء فتویٰ نہ دیں گے تو ہم اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے آیا ایسی حالت میں وہ توبہ واستغفار کرے اور پھر نماز پڑھائے تو زید کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ اور اگر زنا پر عند الشرع شریف کے گواہوں کی ضرورت ہے اور وہ کیسے ہوں؟ فقط

الجواب:

مسلمان پر بدگمانی حرام ہے،

قال الله تعالى "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ" ¹ ۔	اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ کچھ گمان گناہ ہیں۔ (ت)
---	---

خاص معائنہ کے چار گواہ مرد ثقہ متقی پرہیزگار درکار ہیں بغیر اس کے جو اسے مستم زنا کرے گا شرعاً اسی کوڑوں کا مستحق ہوگا، زید کی امامت میں کوئی حرج نہیں اور توبہ واستغفار مسلمان کو ہر حال میں چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۱: مرسلہ محمد ظہور سوداگر پارچہ الموڑہ متصل جامع مسجد کارخانہ بازار ۱۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

بوڑھے زانی کی کیا سزا ہے حالانکہ اس کی جوان اور تندرست بی بی اس کے پاس موجود ہو اور وہ ایک مشرک سے زنا کرے۔ بینوا توجروا

الجواب:

زنا کی سزا آخرت میں عذاب نار ہے اور دنیا میں حد ہے جس کا سلطان اسلام کو اختیار ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا: "اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ دشمن تین شخص ہیں: مفلس متکبر اور بوڑھا زانی اور جھوٹ بولنے والا بادشاہ" ² واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ القرآن الکریم ۴۹/۱۲

² صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلط تحریر اسباب الازار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۱، کنز العمال حدیث ۴۳۹۳۵ موسسة

الرسالہ بیروت ۱۶/۵۹

۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

از امر تیسر سید بڑھے شاہ صاحب

مسئلہ ۱۰۲:

جنہوں نے زنا کاری اور ناچنا گانا اپنا پیشہ بنا رکھا ہے بلکہ پیشہ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس فعل شنیع پر اصرار کئے بیٹھے ہیں اور اسی پر ان کی عمر گزرتی ہے اور اس زنا کی آمدنی پر ان کا کھانا پینا پہننا اور تمام امور ہوتے ہیں اہل اسلام کو ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے ان کے ساتھ میل جول بات چیت کرنا ان کے یہاں سے کچھ کھانا پینا یا ان کی خیرات صدقات سے کچھ حاصل کرنا یا ان کا کوئی کام کرنا اس کی اجرت لینا یا ان کا جنازہ پڑھنا یا شریک جنازہ ہونا یا انھیں غسل دینا یا ان کے ہاتھ کوئی چیز اس آمدنی کے عوض فروخت کرنا یا ان سے خریدنا وغیرہ وغیرہ شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب:

ان سے میل جول نہ چاہئے،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں شیطان کسی بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آجانے کے بعد کبھی ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (ت)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَتَقَعَّدْ بَعْدَ الَّذِي كُذِّبَ مَعَ الظَّالِمِينَ" ①۔

بلکہ اور بہت فاسقوں سے اس بارے میں ان کا حکم اشد ہے کہ ان سے ملنے میں آدمی متمم ہوتا ہے اور موضع تہمت سے بچنے کا حکم مؤکد ہے۔ حدیث میں ہے:

جو کوئی اللہ تعالیٰ اور دن قیامت پر یقین رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ مقامات تہمت میں نہ ٹھہرے (ت)

مَنْ كَانَ يَوْمًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقِفَنَّ مَوَاقِعَ التَّهْمِ ②۔

زنا وغنا پر جو مال حاصل کیا جاتا ہے وہ ان لوگوں کی ملک نہیں ہوتا ان کے ہاتھ میں مثل معصوب ہوتا ہے کما صرح بہ فی الفتاویٰ العالمگیریہ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور دوسرے فتاویٰ میں اس کی تصریح کردی گئی ہے۔ ت) نہ اس کا اجرت میں لینا جائز نہ کسی چیز کی قیمت میں لینا جائز، صدقہ و ہدیہ تو دوسری بات ہے بلکہ وہ جو کچھ کسی فقیر کو دے اسے خیرات کہنا حرام ہے۔ اس پر امید ثواب رکھنے کو علماء نے کفر لکھا ہے۔ اور جو مال بعینہ انھوں نے ان حرام افعال کے عوض حاصل کیا اس کا خریدنا بھی حرام اس کا کھانا بھی حرام، ہاں اگر یہ مال انھوں نے خریدا ہوا اگرچہ اپنے زر حرام سے اور اس پر

① القرآن الکریم ۶/۲۸

② مراقی الفلاح علی ہامش حاشیۃ الطحطاوی باب ادراک الفریضۃ نور محمد کارخانہ کراچی ص ۲۲۹

عقد و نقد جمع نہ ہوئے ہوں یعنی یہ نہ ہوا ہو کہ وہ حرام روپیہ دکھا کر کہا کہ اس کے عوض دے دے اور وہی روپیہ ثمن میں دے دیا کہ یوں تو جو کچھ وہ خریدیں وہ بھی حرام ہے علی ما قالہ الامام الکرخی علیہ الفتویٰ (اس بناء پر جو کچھ امام کرخی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ت) ہاں اگر یوں ہو امثلاً کہا ایک روپیہ کی فلاں چیز دے دے اس نے دے دی اس نے اپنا زر حرام ثمن میں دیا تو اگرچہ اسے ثمن میں صرف کرنا حرام تھا مگر جو چیز خریدی وہ حرام نہ ہوئی ایسی خریدی ہوئی چیز کا ان سے خریدنا جائز ہے اور ناج و غیرہ اس طور پر خرید کر پکایا ہو تو اس کا کھانا بھی حرام نہیں مگر ان کے یہاں کھانا پینا ویسے ہی ممنوع ہے۔ رہا جنازہ اور اسکی نماز، اگر یہ لوگ مسلمان ہوں تو ضرور فرض ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

الصلوة واجبة علی کل مسلم یموت براکان او فاجر وان هو عمل الكبائر ^۱	تم پر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز فرض ہے وہ نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں۔
--	---

مگر اس قسم کے جو پیشہ ور لوگ ہیں ان کا ایمان سلامت رہنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے ان کے یہاں کی رسم سنی گئی ہے کہ جب لڑکی سے اول بار زنا کرتے ہیں اسے دلہن بناتے ہیں اور نیاز دلاتے ہیں اور مبارک سلامت ہوتی ہے ایسا ہے تو یقیناً وہ سب کافر ہو جاتے ہیں ان پر نماز حرام ان کے جنازہ کی شرکت حرام، نسأل اللہ العفو والعافیہ (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۲ و ۱۰۳: از دباہوں کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مرسلہ محمد قاسم صاحب مدرس مدرسہ ۶ شعبان ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) زید نے بکر کو زنا کی تہمت لگائی۔

(۲) ایک عورت زانیہ اپنے گناہ سے ایک عالم متدین کے ہاتھ پر تائب ہو گئی ہے لیکن اب بھی چند ایک آدمی اسی کی برادری میں سے اس کو گزشتہ گناہ کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اور میرا سمجھ کر اس کو اس کے خاوند کے گھر میں آباد نہیں ہونے دیتے حالانکہ اس کا خاوند اس کے

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الفزد مع المة الجور آفتاب عالم پریس لاہور ۱۱/ ۳۳۳

آباد کرنے میں راضی ہے۔ ایسے اشخاص کے واسطے از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱) مسلمان کو زنا کی تہمت بے ثبوت شرع لگانے والا فاسق مردود الشہادۃ، اسی کوڑوں کا شرعاً سزاوار ہے یہاں دنیا میں نہیں ہو سکتے، آخرت میں استحقاق عذاب نار ہے۔

(۲) گناہ سے توبہ کرنے والے کو اگلے گناہ سے عیب لگانا سخت حرام ہے ایسے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ کا مرتکب نہ ہو،

امام ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرمائی جبکہ امام ترمذی نے اس حدیث کی تحسین فرمائی جو کوئی اپنے بھائی کو کسی گزشتہ گناہ پر عار دلائے وہ نہ مرے گا مگر جبکہ خود اس گناہ کا مرتکب ہو، امام مناوی نے فرمایا کہ حدیث پاک میں گناہ سے وہ گناہ مراد ہے جس سے کرنے والے نے توبہ کر ڈالی، جیسا کہ ابن منیع نے اس کی وضاحت فرمائی اھ۔ اور ایک دوسری روایت میں ذنب کے ساتھ قید مذکور ہے جس کو شرعۃ الاسلام میں نقل فرمایا۔ چنانچہ حدیقہ ندیہ میں اس کو بیان فرمایا۔ (ت)	اخرج الترمذی وحسنه عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من غیر اخاہ بذنب لم یبت حتی یعبلہ ^۱ قال المناوی المراد من ذنب قد تاب منه کما فسرہ بہ ابن منیع ^۲ اھ، وقد جاء کذا مقیداً فی روایۃ ذکرہا فی الشرعۃ قالہ فی الحدیقۃ الندیہ۔
--	--

اور زن و شو میں جدائی ڈالنا شیطان کا کام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وہ آدمی ہم میں سے نہیں کہ جو دغا بازی سے عورت کو شوہر کے خلاف کر دے۔ ابوداؤد اور حاکم نے	لیس منّا من خبب امرأۃ علی زوجها رواہ ابوداؤد ^۳ و الحاکم بسند
--	---

^۱ جامع الترمذی ابواب صفة القيامة، میں کہنی، جلی، ۱/۳۷

^۲ التيسير شرح جامع الصغير تحت حديث من غير اخاه الخ مکتبہ امام الشافعی ریاض ۱/۳۳۲

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی من خبب مبلوک الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۳۷، المستدرک للحاکم کتاب الطلاق دار الفکر بیروت

۱۹۶/۲، معجم الاوسط للطبرانی حدیث ۸۰۱۸ مکتبہ المعارف ریاض ۱/۹

صحیح عن ابی ہریرۃ والطبرانی فی الصغیر عن ابن عمر وفی الاوسط کابی یعلی الراوی بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	صحیح سند سے اس کو حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا۔ اور امام طبرانی نے معجم صغیر میں عبد اللہ ابن عمر سے اور معجم اوسط میں ابو یعلیٰ کی طرح صحیح سند سے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
--	---

مسئلہ ۱۰۵: از ناتھ دوارہ ریاست اودے پور ملک میواڑ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص صاحب علم امر و نہی سے واقف ہیں مگر وہ شخص نہ
کبھی رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور نہ کبھی نماز پڑھتے ہیں، جمعہ کے روز بطور ریاکاری مسجد میں آکر جمعہ ادا کرتے
ہیں تو اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے۔ اس شخص کو کیا کہنا چاہئے؟ اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ لازم ہے۔ اس کا جواب
مع حدیث و فقہ کے مرقوم فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

الجواب:

وہ شخص سخت فاسق فاجر مستحق جہنم ہے۔ مسلمانوں کو اس سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۶: از پوسٹ آفس موضع شرنیدی ضلع نواکھالی بنگال مرسلہ سید عبدالرحمن صاحب
یکم ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ
قبلہ من مدظلہ بعد سلام وقد مبوسی عرض ہے ایک شخص نے چار پائے و طی کیا اس پر ایک عالم نے کہا کہ تم اتنے روپیہ بطور زجر
کے ادا کرو تا کہ آئندہ کوئی آدمی مرتکب گناہ نہ ہو اس سے روپیہ لے کر مسجد کے لئے چٹائی خرید کر دیا گیا اب وہ شرعاً درست ہے
یا نہیں؟ بینوا (بیان فرمائیے۔ ت) فتویٰ کی عبارت ذرا لمبا اور فتویٰ لمبا ہونے سے عوام زیادہ اعتبار کرتا ہے، چونکہ اس و طی کے
لئے کفارہ کا حکم نہیں ہے۔ اگر کفارہ ہوتا بیشک غریب کا حق تھا یہ روپیہ زجر یا عبرت لیا گیا ہے اور وہ نیک کام میں صرف کیا گیا
بعض اس پر معترض ہیں، امید ہے حضور عالی جس طرح درست ہو ایسا تحریر فرما کر ایک فتویٰ بہت جلد بیرنگ روانہ فرمادیں۔
چار پائے کو حسب شرع جیسا کرنا ہے کیا گیا ہے اس پر کوئی معترض نہیں صرف اس سے جو روپیہ لیا گیا اس کو مسجد میں صرف کیا
گیا ہے اس پر اعتراض ہے کہ کفارہ مسجد میں خرچ نہیں ہو سکتا ہے جناب عالی! حسب مناسب سوال تحریر فرما کر اس کے جواب
جواب بدلیل کتب فقہ تحریر فرما کر بہت جلد روانہ بیرنگ کریں تاکہ رفع فساد ہو بہت جلد درکار ہے جس طرح درست ہو مسجد
کے لئے خرچ کرنا درست ہے تحریر

فرمادیں کیونکہ اس کام میں کفارہ واجب نہیں ایک روپیہ بطور استادی خدمت کے روانہ کیا جاتا ہے دس پانچ عالم کا مہر و دستخط کرا دیں۔ سوال جس پیرا میں حضور تجویز کریں مگر وہ روپیہ مسجد کے خرچ میں درست ہونا درکار ہے۔ حضور تو بحر العلوم ہیں جن کا اسم گرامی تمام جہاں میں مشہور ہے بیرنگ روانہ کرنے سے جلد مل جائے گا مگر لفافہ پر کاتب کا نام ضروری ہے ورنہ ڈاک والا روانہ نہیں کرتا ہے۔

الجواب:

وہ روپیہ کہ اس شخص سے زبر الیہا حرام ہے کہ تعزیر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل حرام۔ تنویر الابصار میں ہے:

التعزیر تأدیب دون الحد واکثره تسعة و ثلاثون سوطا ویكون به وبالصفح لا باخذ مال فی المذهب ^۱ ۔	تعزیر ادب سکھانا ہے جو حد سے کم سزا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ انتالیس ۳۹ کوڑے ہیں اور یہ کوڑے یا مکے مارنے سے ادا ہوتی ہے۔ معتمد مذہب میں اس میں مال لینا نہیں۔ (ت)
--	--

بحر الرائق ودر مختار و رد المحتار میں ہے:

افاد فی البزازیة ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول به امساک شیعی من ماله منه مدة لینزجر ثم یعبده الحاکم الیه لا ان یاخذہ الحاکم لنفسه او بیت المال کما یتوهمہ الظلمة اذا لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی وفي شرح الاثر (اللامام الطحاوی رحمه الله تعالی) التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ ^۲ ۔	فتاویٰ نزازیہ میں یہ افادہ پیش فرمایا کہ مال لے کر تعزیر قائم کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ مجرم کے مال میں سے کچھ مدت کے لئے مال حاکم اپنے پاس رکھ لے تاکہ وہ جرائم سے باز آجائے۔ پھر سدھر جانے پر حاکم وہ مال اس کو لوٹا دے یہ مطلب نہیں کہ حاکم اپنی ذات کے لئے یا بیت المال کے لئے مال جرمانہ اس سے وصول کرے جیسا کہ بعض ظالموں نے وہم کیا ہے کیونکہ مسلمانوں میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ بغیر کسی سبب شرعی کے کسی کا مال حاصل کرے، اور شرح آثار امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے کہ مالی تعزیر شروع اسلام میں تھی پھر منسوخ ہو گئی۔ (ت)
--	---

^۱ در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الحدود باب التعزیر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۲۶

^۲ رد المحتار کتاب الحدود باب التعزیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۷۹-۷۸

اور مسجد میں اس روپے کا صرف کرنا حرام۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله طيب لا يقبل الا الطيب۔ رواه الترمذی ¹ وغیرہ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	یقیناً اللہ پاک ہے وہ سوائے پاک کے کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا ہے۔ امام ترمذی وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت فرمایا ہے۔ (ت)
---	--

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"يُحِبُّهُ اللَّهُ الْخَيِّثُ مِنَ الطَّيِّبِ" ²	اس لئے کہ اللہ گندے کو ستھرے سے جدا فرمادے (ت)
---	--

یعنی اس مسجد میں صرف کرنے کا یہ فعل حرام ہے اور صرف کرنے والا مبتلائے آٹام ہے اس پر فرض تھا اور ہے کہ یہ روپیہ جس سے لیا اسے واپس دے نہ یہ کہ اسے دوسرے کام خصوصاً مسجد میں صرف کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

على اليد ما أخذت حتى تؤديه، رواه الامام ³ احمد في مسنده والائمة ابو داود والترمذی والنسائی وابن ماجه في سننهم والحاكم في صحيحه المستدرک عن سيرة بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔	جو کچھ ہاتھ نے لیا اس پر ضروری ہے کہ اسے ادا کر دے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں اور دوسرے ائمہ ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا ہے، اور حاکم نے اپنی صحیح مستدرک میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن اس کو روایت فرمایا ہے۔ (ت)
--	---

رہیں وہ چٹائیاں کہ اس روپیہ سے خرید کر مسجد میں دیں ان پر اگر عقد و نقد جمع نہ ہوئے تھے تو

¹ السنن الکبریٰ کتاب صلوٰۃ الاستسقاء دار صادر بیروت ۳/ ۳۴۵

² القرآن الکریم ۸/ ۳۷

³ جامع الترمذی کتاب البیوع باب ما جاء ان العاریة موداة میں کہیں دہلی ۱۵۲، مسند احمد بن حنبل عن سمرہ بن جندب المکتب

الاسلامی بیروت ۸/ ۵

مسجد میں ان کا لینا اور استعمال کرنا اور ان پر نماز پڑھنا سب درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں عقد و نقد جمع ہونے کے یہ معنی کہ وہی خبیث روپیہ بائع کو دکھا کر کہا ہو کہ اس روپے کے بدلے چٹائیاں دے دے، یہ اس روپیہ پر عقد ہوا پھر وہی روپیہ ثمن میں دے دیا گیا ہو یہ اس روپے کا نقد ہوا، ظاہر کہ یہاں خرید و فروخت میں ایسا بہت نادر ہے غالباً چیز مانگتے ہیں کہ ایک روپیہ کے یہ دے دو پھر زر ثمن ادا کرتے ہیں یہ اگر اس مال خبیث سے ہوا ہو تو اس کا صرف نقد ہوا اس پر عقد نہ ہوا اور اس صورت میں ان چٹائیوں میں کوئی خباثت نہ آئی اور مسجد پر ان کا وقف صحیح ہو گیا اور وہ دینے والے کو واپس نہیں دی جا سکتیں جب تک مسجد میں قابل استعمال ہیں۔ تنویر الابصار میں ہے:

<p>جیسا کہ اگر کسی نے کوئی غلام غصب کیا (یعنی کسی سے اس کا غلام زبردستی چھین لیا) پھر اسے مزدوری پر لگایا (اور ٹھیکہ پر دیا) اور غلہ ہو تو پھر اجرت اور غلہ دونوں خیرات کر دے جیسا کہ کسی نے غصب کردہ چیز یا امانت میں (بغیر اجازت مالک) کچھ تصرف کیا (بائیں طور کہ اسے فروخت کر دیا) اور اس سے نفع کمایا اگر وہ متعین ہو اور اس کے تعین کی صورت اشارہ ہے اور امانت یا غصب کردہ دراہم سے اسے خریدنا ہے (یعنی عقد اور نقد دونوں میں زر حرام جمع ہو تو پھر وہ خرید کردہ چیز حرام ہوگی۔ پس اس کا استعمال کرنا جائز نہ ہوگا) پس تعین بالا اشارہ اور خرید میں وہی حرام نقدی ہو تو اس حاصل شدہ نفع کو خیرات کر دے) اور اگر اوپر والی صورت مذکورہ نہ ہو تو پھر اس کی تین صورتیں ہیں:</p> <p>(۱) عقد کے وقت زر حرام کی طرف اشارہ کیا مگر ادائیگی کے وقت کوئی اور نقدی دے دی۔ (۲) بوقت عقد کسی اور مال کی طرف اشارہ کیا مگر ادائیگی کے وقت وہی مال حرام دے دیا۔ (۳) عقد کرتے وقت ثمن میں اطلاق (یعنی بغیر کسی قید لگانے کے کہہ دیا کہ اتنی رقم فلاں چیز دے دو) لیکن ثمن دیتے وقت وہی زر حرام دے دیا۔ پس ان تینوں صورتوں میں خیرات نہ کرے (کیونکہ حرمت نہیں پیدا ہوئی جیسا کہ ظاہر ہے) اور اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (ت)</p>	<p>غصب عبداً وأجره تصدق بالغلة كما لو تصرف في البغصوب والوديعة ورجح اذا كان مستفيداً بالاجارة او بالشراء بدرابم الوديعة او الغصب ونقدها وان اشار اليها ونقد غيرها او الى غيرها واطلق ونقدها لا وبه يفتى^۱۔</p>
--	--

^۱ درمختار کتاب الغصب مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۰۵۔۲۰۵

ردالمحتار میں ہے:

<p>اور یہی قول قابل فتویٰ ہے۔ چنانچہ ذخیرہ وغیرہ میں یہی ارشاد فرمایا جیسا کہ جامع الرموز (قسمتانی) میں مذکور ہے۔ الغرر، المختصر، الوقایہ اور الاصلاح میں یہی روش اور طرز اختیار فرمائی، اور یعقوبیہ میں المحیط سے یہی منقول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> <p>(ت)</p>	<p>وبہ یفتی قالہ فی الذخیرۃ وغیرہا کما فی القہستانی ومشی علیہ فی الغرر والمختصر والوقایۃ والاصلاح والیعقوبیۃ عن المحیط^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>
--	--



^۱ ردالمحتار کتاب الغصب دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۲۱

آداب

مجلس وعظ، مسجد، قبلہ، اذان و اقامت، تلاوت، سجدہ تلاوت، درود و سلام، خطبہ، اوراد و وظائف، عملیات، سفر، استخارہ، فال، جماع، سفارش، مصحف، کتب اور سونے وغیرہ امور سے متعلق آداب

مسئلہ ۱۰۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَا يَسْتُخْفِرُونَ إِلَّا اللَّهَ" ۱۔	اسے نہ چھوئیں مگر پاکیزہ لوگ۔ (ت)
---	-----------------------------------

اور بعض علماء چار پائی پر لیٹے یا بیٹھے ہوتے ہیں اور لڑکے کتابیں لئے ہوئے جن میں بسم اللہ شریف و دیگر آیات قرآنیہ ہوتی ہیں نیچے چٹائی پر بیٹھے رہتے ہیں، پس یہ فعل کیسا ہے؟ اور وہ کتابیں قابل تعظیم ہیں یا نہیں؟ اور شروع پر بسم اللہ لکھنے سے کلام الناس ہو جاتی ہے یا کلام اللہ؟ بینواتوجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

^۱ القرآن الکریم ۷۶/۷۹

الجواب:

ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ نفس حروف قابل ادب ہیں اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں جیسے تختی یا و صلی پر خواہ ان میں کوئی برا نام لکھا ہو جیسے فرعون، ابو جہل وغیرہ، تاہم حروف کی تعظیم کی جائے اگرچہ ان کافروں کا نام لائق اہانت و تذلیل ہے۔

فی الہندیہ اذا کتب اسم فرعون او کتب ابو جہل علی غرض یکرہ ان یرموا الیہ لان لتلك الحروف حرمة کذا فی السراجیۃ ^۱ ۔	فتاویٰ ہندیہ میں ہے جب فرعون اور ابو جہل وغیرہ کے نام کسی غرض کے لئے لکھے جائیں تو مکروہ ہے کہ انھیں کہیں پھونک دیں اس لئے کہ ان حروف کی عزت و توقیر ہے جیسا کہ "سراجیہ" میں مذکور ہے۔ (ت)
--	--

اور تصریح فرماتے ہیں کہ کتاب پر دوات رکھنا منع ہے مگر جب لکھتے وقت ضرورت ہو۔

فی الدر المختار یکرہ وضع المقلبة علی الكتاب الا للکتابۃ ^۲ ملخصاً فی رد المحتار قوله الا للکتابۃ الظاهر ان ذلک عند الحاجة الی الوضع ^۳ اھ۔	در مختار میں ہے کتاب پر دوات رکھنا مکروہ ہے مگر جبکہ لکھنے کی حاجت ہو تو اس وقت ایسا کرنا جائز ہے۔ اھ ملخصاً۔ رد المحتار میں مصنف در مختار کے قول "الا للکتابۃ" کے ذیل میں فرمایا ظاہر یہ ہے کہ جب تک رکھنے کی ضرورت ہو اس وقت تک اجازت ہے۔ اھ (ت)
--	--

اور تصریح فرماتے ہیں کہ اگر کسی صندوق یا الماری میں کتابیں رکھی ہوں تو ادب یہ ہے کہ اس کے اوپر کپڑے نہ رکھے جائیں۔
فی العالمگیریۃ:

حانوت و کتابوت فیہ کتب فالادب ان لا یضع الثیاب فوقہ ^۴ ۔	کسی صندوق یا الماری میں کتابیں رکھی ہوں تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ان پر کپڑے نہ رکھے (ت)
--	---

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۲۳

^۲ در مختار کتاب الطہارت مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۳

^۳ رد المحتار کتاب الطہارت دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۱۹

^۴ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۲۴

تو کیونکر ادب ہوگا کہ کتابیں نیچے رکھی ہوں اور آپ اوپر بیٹھیں کیا ایسے لوگوں کو بے ادبی کی شامت سے خوف نہیں، حروف تہجی خود کلام اللہ ہیں کہ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے۔

کما فی ردالمحتار ^۱ للعلامة الشامی عن سیدی عبد الغنی النابلسی عن کتاب الاشارات فی علم القرآن ت للامام القسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔	جیسا کہ علامہ فتاویٰ شامی میں سیدی عبد الغنی نابلسی کے حوالے سے "کتاب الاشارات فی علم القرآن" میں امام قسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔ (ت)
--	--

البتہ کتب دینیہ کو بے وضو ہاتھ لگانے کے بارے میں علماء مختلف ہیں بعض علماء مطلقاً جائز فرماتے ہیں اور بعض مطلقاً مکروہ اور بعض تفصیل کرتے ہیں کہ کتب تفسیر میں مکروہ اور غیر جائز بشرطیکہ ان میں جہاں کوئی آیت لکھی ہو خاص اس پر ہاتھ نہ رکھے اس کی مانعت میں کوئی کلام نہیں اور یہی تفصیل زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔

فی ردالمحتار الاظهر والاحوط القول الثالث ای کراہتہ فی التفسیر دون غیرہ ^۲ وتماہ فیہ عن السراج عن الايضاح لا يجوز مس موضع القرآن منها ^۳ الخ۔	ردالمحتار (فتاویٰ شامی) میں ہے کہ زیادہ ظاہر اور زیادہ احتیاط تیسرے قول میں ہے یعنی کتب تفسیر کو بے وضو ہاتھ نہ لگانا جبکہ دوسری کتابوں کو ہاتھ لگانے میں کراہت نہیں الخ اور اس کی پوری بحث ردالمحتار میں سراج بواسطہ الايضاح سے منقول ہے کتابوں میں جہاں قرآن مجید کا کوئی حصہ لکھا ہو وہاں ہاتھ لگانا جائز نہیں الخ (ت)
--	---

اور بسم اللہ کہ شروع پر لکھتے ہیں غالباً اس سے تبرک و افتتاح تحریر مراد ہوتا ہے۔ نہ کتابت آیات قرآنیہ، اور ایسی جگہ تغیر قصد سے تغیر حکم ہو جاتا ہے واللہ اجنب کو آیات دعا و ثناء نہ نیت قرآن بلکہ بہ نیت ذکر و دعا پڑھنا جائز ہے۔

فی الدر المختار لو قصد الدعاء والثناء	در مختار میں ہے اگر تسمیہ وغیرہا سے دعا، ثناء
---------------------------------------	---

^۱ ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت / ۱۲۰

^۲ ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت / ۱۱۹

^۳ ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت / ۱۱۸ و ۱۱۹

او افتتاح امر حل فی الاصح حتی لو قصد بالفتاحۃ الثناء فی الجنائزۃ لم یکره ^۱ الخ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	یا کسی کام کے شروع کرنے کا ارادہ کیا جائے تو زیادہ صحیح قول میں جنبی اس کو پڑھ سکتا ہے یہاں تک کہ فرمایا کہ نماز جنازہ میں فاتحہ سے ثناء کا ارادہ کیا جائے تو نماز جنازہ میں فاتحہ کا پڑھنا مکروہ نہیں الخ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
--	---

مسئلہ ۱۰۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص متدین متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پارہائے کہنہ فرسودہ قرآن شریف اور قواعد بغدادی اور قواعد ابجد کو جو لڑکوں کے دست مالش سے پھٹے ہوئے تھے اس مصلحت سے کہ ان کی بے ادبی نہ ہو اور پاؤں کے تلے نہ آئیں بدون قصد توہین کے بسند حدیث بخاری کے جو باب جمع القرآن میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

امر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق ^۲ ۔	قرآن مجید کے موجودہ متعارف نسخہ کے علاوہ باقی ہر صحیفہ یا مصحف موجود تھا سب کے متعلق خلیفہ سوم نے جلادینے جانے کا حکم جاری کیا (ت)
---	--

ان کو جلادیا آیا یہ شخص اہل سنت کے نزدیک بلحاظ مصلحت و سند مذکور وادلہ شرعیہ کے صواب پر ہے یا خطا پر؟ کتب معتبرہ سے جواب فرمائیں۔ بینواتو جروا۔

الجواب:

احراق مصحف بوسیدہ وغیرہ منتفع علماء میں مختلف فیہ ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ جائز نہیں۔

قال فی الفتاویٰ العالمگیریۃ المصحف اذا صار خلقاً وتعذرت القراءة منه لایحرق بالنار اشار الشیبانی الی هذا فی السیر الکبیر وبہ	فتاویٰ عالمگیری میں فرمایا گیا جب مصحف پر انا اور بوسیدہ ہو جائے اور وہ پڑھے جانے کے لائق نہ رہے تب بھی اسے آگ میں نہ جلایا جائے، چنانچہ امام محمد شیبانی نے سیر کبیر میں اس کی طرف اشارہ
---	---

^۱ درمختار کتاب الطہارۃ مطبعہ تہذیبی دہلی ۱/۳۳

^۲ صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۷۶۶

ناخذ کما فی الذخیرۃ^۱۔

فرمایا ہے لہذا اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں، کتاب ذخیرہ میں اس طرح مذکور ہے۔ (ت)

بلکہ ایسے مصاحف کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا چاہئے۔

فیہا ایضاً المصحف اذا صار خلقاً لا یقرء منہ ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن ودفنہ اولی من وضعہ موضعاً یخاف ان یقع علیہ النجاسة و انحو ذلک ویلحد لہ لانه لو شق ودفن یحتاج الی اہالة التراب علیہ فی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقہ سقف بحیث لا یصل التراب الیہ فہو حسن ایضاً کذا فی الغرائب^۲۔

اس میں بھی لکھا ہے جب مصحف بوسیدہ ہو جائے اور اسے نہ پڑھا جا سکے اور یہ اندیشہ ہو کہ کہیں گر کر بکھر جائے گا اور بے ادبی ہونے لگے گی تو اسے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ جگہ دفن کر دیا جائے اور اسے دفن کرنا زیادہ بہتر ہے نسبت کسی ایسی جگہ رکھ دینے کے جہاں اسی پر گندگی پڑے اور آلودہ ہو جائے اور لا علمی میں پاؤں کے نیچے روندنا جانے لگے۔ نیز اس کی تدفین کے لئے صندوق قبر کی بجائے بغلی قبر بنائی جائے اس لئے کہ اگر صندوق نما قبر بنائی گئی تو دفن کرنے کے لئے اس پر مٹی ڈالنے کی ضرورت پیش آئے گی اور یہ عمل ایک لحاظ سے بے ادبی والا ہے۔ ہاں اگر مصحف شریف کو قبر میں رکھ کر اوپر چھت بنادی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے اور نہ اس تک مٹی پہنچے تو بھی اچھی تدبیر ہے اسی طرح فتاویٰ الغرائب میں مذکور ہے۔ (ت)

اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہ احراق واقع ہوا کما فی حدیث البخاری (جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے۔ ت) بغرض رفع فتنہ وفساد تھا اور بالکلیہ رفع اس کا اسی طریقہ پر منحصر کہ صورت دفن میں ان لوگوں سے جنہیں مصاحف محرقہ اور ان کی ترتیب خلاف واقع پر اصرار تھا احتمال اخراج تھا، خلاف مانحن فیہ کہ یہاں مقصود حفظ مصحف ہے۔ بے ادبی اور ضائع ہو جانے سے اور یہ امر طریقہ دفن میں کہ مختار علماء ہے کما امر بنہج احسن (جیسا کہ اس کی تفصیل بہت اچھے انداز سے گزر چکی۔ ت) حاصل البتہ قواعد بغدادی و ابجد اور سب کتب غیر منتفع بہا موراے مصحف کریم کو جلا دینا بعد محو اسمائے باری عزاسمہ اور اسمائے رسل و ملائکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین کے جائز ہے

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس نوری کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۲۳

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس نوری کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۲۳

<p>در مختار میں ہے وہ کتابیں اور کاغذات جن سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے ان سے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کے مقدس نام کسی طرح مٹا کر باقی حصہ جلادیا جائے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس کا علم سب سے زیادہ مکمل ہے جس کا نام غالب اور باعزت ہے۔ (ت)</p>	<p>كما في الدر المختار الكتب التي لا ينتفع بها يمحى عنها اسم الله وملكته ورسوله ويحرق الباقي¹ - والله تعالى اعلم وعليه عزاسبه اتم-</p>
---	---

مسئلہ ۱۰۹: از اولین محلّہ مرزاواڑی مرسلہ شیخ آفتاب حسین و شیخ حامد علی صاحبان ۲۱ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ

<p>بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على رسول محمد واله واصحابه اجمعين-</p>	<p>اللہ تعالیٰ کے مقدس نام سے شروع جو بید رحم کرنے والا مہربان ہے، سب تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور درود و سلام اس کے رسول مقبول پر ہو اور ان کی تمام اولاد اور ساتھیوں پر۔ (ت)</p>
---	---

اما بعد گزارش خاکسار یہ کہ چند مسئلہ کتب فقہیہ امام اعظم صاحب علیہ الرحمۃ مثل ہدایہ شرح وقایہ و فتاویٰ قاضی خاں و در مختار و رد المحتار و فتاویٰ علّیگری و فتاویٰ برہنہ و فتاویٰ سراجیہ خلاف حدیث رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں من جملہ مسائل خلافیہ کے ایک یہ مسئلہ اس میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی آیت کا پیشاب سے لکھنا جائز ہے میں اس کا ثبوت دے سکتا ہوں یہ عبارت کتب مذکورہ میں ہے یا اتہام؟ اس کے حق میں کیا حکم ہے؟ بیان فرمادیں۔ (محمد رفیع الدین)

الجواب:

<p>الحمد لله رب العالمين و افضل الصلوة و اكمل السلام على سيد المرسلين سيدنا و مولانا محمد واله واصحابه و علماء امتہ و مجتہدہی ملتہ اجمعین آمین-</p>	<p>تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پرورش کرنے والا ہے تمام جہانوں کی، اور سب سے بہتر درود اور سب سے کامل سلام رسولوں کے سردار پر ہو جو ہمارے آقا و مولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، اور ان کی آل اصحاب، علمائے امت اور مجتہدین مذہب ان سب پر (بالواسطہ) درود و سلام ہو۔ آمین،</p>
---	---

¹ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب البیع مطبع مجتبائی دہلی ۱۳/ ۲۵۳

اقول: وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں، ت) معترض نے اس عبارت میں متعدد طور پر دھوکے دینے سے کام لیا ہے۔

اولاً: ایہام کیا کہ ہدایہ وغیرہ سب کتب مذکورہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔ حالانکہ نہ ہدایہ میں اس کا پتہ نہ شرع و قالیہ میں نشان، نہ در مختار میں وجود، نہ عالمگیری میں ذکر بول موجود، یہ سب معترض صاحب مغالطہ دہی ہے فتاویٰ برہنہ فقیر کے پاس نہیں۔ نہ وہ کوئی معتبر کتابوں میں معدود۔

ثانیاً: سراجیہ میں اس کے بعد صراحۃً لکھ دیا لکن لم یُنقل^۱ مگر یہ منقول نہ ہوا، اسی طرح رد المحتار^۲ میں نقل فرمایا۔ تو ان کی طرف حکم جواز کی نسبت کر دینی محض افتراء ہے حکم کسی شرط پر مشروط کر کے وجود شرط حکم کو تسلیم نہ کرنا ہے نہ کہ حکم دینا کیا لایحقی علی جاہل فضلاً عن فاضل (جیسا کہ کسی ان پڑھ سے بھی پوشیدہ نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل سے پوشیدہ ہو۔ ت)

ثالثاً: فتاویٰ قاضی خاں میں صاف بتا دیا کہ یہ مسئلہ نہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے نہ ان کے اصحاب کا، نہ شاگردان کا نہ شاگردان کا گرد کے کسی شاگرد کا، بلکہ شیخ ابوبکر اسکاف بلخی کا قول ہے کہ چوتھی صدی کے مشائخ سے تھے وہ بھی نہ اس طور پر جس طرح معترض نے بیان کیا جیسا کہ عنقریب آتا ہے تو اس کے باعث یہ ایہام کرنا کہ فقہ امام اعظم کا یہ حکم ہے صحیح فریب دہی ہے۔ **رابعاً:** فتاویٰ قاضی خان کی عبارت یہ ہے:

الذی رعى فلا یرقا دمہ فاراد ان یرکتب بدمہ علی جہتہ شیئاً من القرآن، قال ابوبکر الاسکاف رحمہ اللہ تعالیٰ یجوز قبیل لو کنت بالبول، قال لو کان فیہ شفاء لابأس بہ قبیل لو کتب علی جلد میتة قال ان کان فیہ شفاء جاز وعن ابی نصر بن سلام	جس شخص کی نکیر آئے کہ خون بند نہ ہو پھر اس نے اپنے خون سے قرآن مجید کا کوئی حصہ اپنی پیشانی پر لکھنے کا ارادہ کیا ہو (تو شرعاً کیا حکم ہے) ابوبکر اسکاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جائز ہے۔ پھر ان سے پوچھا گیا اگر پیشاب سے لکھے (تو پھر کیا حکم ہے) فرمایا اگر اس میں شفاء معلوم ہو تو کچھ حرج نہیں، پھر کہا گیا کہ اگر مردار کی کھال پر لکھے، تو فرمایا اگر اس میں بھی شفاء معلوم ہو تو جائز ہے۔ ابوالنصر بن سلام
--	--

^۱ فتاویٰ سراجیہ کتاب الکراہیۃ باب التداوی والعلاج نوکسور لکھنؤ ص ۷۵

^۲ رد المحتار کتاب الطہارۃ باب المیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۳۰

<p>رحمہ اللہ تعالیٰ معنی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ لم يجعل شفاء کم فیہا حرم علیکم انما قال ذلك فی الاشیاء التی لا یكون فیہ شفاء فاما اذا كان فیہا شفاء فلا بأس به قال الاتری ان العطشان یحل له شرب الخمر حال الاضطرار¹۔</p>	<p>رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تم پر حرام فرمایا ہے اس میں تمہارے لئے شفا نہیں رکھی" کا مفہوم یہ ہے کہ یہ ان چیزوں سے متعلق ہے جن میں فی الواقع شفاء نہیں لیکن جن میں شفا موجود ہے تو ان کے استعمال میں کیا حرج ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ پیا سے آدمی کے لئے اضطراری حالت میں شراب کا پینا بھی حلال ہے۔ (ت)</p>
--	--

اس عبارت سے واضح کہ فقیہ ممدوح سے اس حالت کا سوال ہوا تھا کہ کسی کے دماغ سے ناک کی راہ خون جاری ہے اور کس طرح نہیں تھمتا اس حالت میں اس کی جان بچانے کو اگر خون یا بول سے لکھیں تو اجازت ہے یا نہیں؟ فقیہ موصوف نے فرمایا اگر اس سے شفا ہو جانا معلوم ہو تو مضائقہ نہیں اور اس کی نظیر یہ بتائی گئی کہ پیاس سے جان جاتی ہو اور سوا شراب کے کوئی چیز موجود نہیں یا بھوک سے دم نکلتا ہو اور سوا مردار کے کچھ پاس نہیں تو اس وقت بمقدار جان بچانے کے شراب و مردار کے استعمال کی شرع مطہر نے رخصت دی ہے تو فقیہ موصوف کا یہ حکم حقیقتہً تین شرطوں سے مشروط تھا:

اول: یہ کہ جان جانے کا خوف ہو، جیسا کہ عبارت قاضی خان فلاہیر قادمہ (اس کا خون بند نہ ہو۔ ت) سے ظاہر ہے اور اسی رد المحتار میں کہ اس کا نام بھی معترض نے گن دیا۔ عبارت یوں ہے:

<p>نص ما فی الحاوی القدسی اذا سال الدم من انف انسان ولا یقطع حتی یخشی علیہ الموت²۔</p>	<p>(حاوی قدسی میں تصریح فرمائی) یعنی خون ناک سے جاری ہے اور نہیں تھمتا یہاں تک کہ اس کے مرجانے کا اندیشہ ہو۔</p>
---	--

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظرو الاباحۃ نوکثور لکھنؤ ۴/ ۸۰

² رد المحتار کتاب الطہارۃ باب المیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۳۰

دوم: اس تدبیر سے اسے شفا ہو جانا بھی معلوم ہو جیسا کہ عبارت قاضی خاں لوکان فیہ شفاء^۱ (اگر اس میں شفاء معلوم ہو۔ ت) سے ظاہر، اور اسی ردالمحتار میں بعد عبارت مذکورہ ہے: وقد علم انه لو كتب ينقطع^۲ بتحقیق معلوم ہو کہ لکھا جائے تو خون منقطع ہو جائے گا

سوم: اس کے سوا کوئی اور تدبیر شفاء نہ ہو جیسا کہ عبارت قاضی خاں حال الاضطرار سے ظاہر، اور اس ردالمحتار میں ہے:

فی النہایۃ عن الذخیرۃ یجوز ان علم فیہ شفاء ولم یعلم دواء آخر ^۳ ۔	(نہایہ میں ذخیرہ کے حوالے سے ہے) جب جائز ہے کہ اس سے شفا ہو جانا معلوم ہو اور دوسری کوئی دوا نہ معلوم ہو۔
---	---

اسی میں ہے:

هذا المصرح فی عبارة النہایۃ کما مروی لیس فی عبارة الحاکم الا انه یفاد من قوله کما رخص الخ لان حل الخبر والمیتۃ حیث لم یوجد ما یقدم مقامہا ^۴ ۔	عبارت نہایہ میں یہ تصریح کی گئی جیسا کہ بیان گزر چکا، لیکن عبارت حاوی قدسی میں یہ تصریح موجود نہیں مگر یہ کہ اس کے قول "کما رخص" سے افادہ کیا جائے الخ اس لئے کہ شراب اور مردار (وہاں) حلال ہیں جہاں کوئی نعم البدل نہ پایا جائے لہذا بصورت دیگر وہ حلال نہیں (ت)
--	---

اہل انصاف غور کریں کہ جو حکم ان تین شرطوں کے ساتھ مشروط ہو جن کے بعد اس میں اصلاً استبداد نہیں کہ الضرورات تبیح المحظورات (ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ ت) شرع و عقل و عرف سب کا مجمع علیہ قاعدہ ہے ان تمام شرائط کو اڑا کر مطلقاً یوں کہہ دینا کہ ان کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی آیت کا پیشاب سے لکھنا جائز ہے کون سی ایمان و امانت و دین و دیانت کا مقتضا ہے یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کافر نصرانی یہودی بک دے کہ قرآن مجید میں سور کھانا حلال لکھا ہے۔

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظرو الاباحۃ نوکثور لکھنؤ ۴/ ۸۰، ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب المیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۴۰

^۲ ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب المیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۴۰

^۳ ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب المیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۴۰

^۴ ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب المیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۴۰

اور ثبوت میں یہ آیت پیش کرے کہ:

"فَمَنْ أَضَلُّ مِنْ غَيْرِ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" ^۱	پھر کوئی بیقرار ہو گیا بشرطیکہ بغاوت اور زیادتی کر نیوالا نہ ہو تو اس پر (مردار کھالینے کا) کوئی گناہ نہیں۔ (ت)
---	---

یا کوئی مردود نیچری یوں جھک کمارے کہ کفر کے بول بولنا اللہ تعالیٰ نے جائز فرمادیا ہے اور سند میں یہ آیت سنادے کہ:

"إِلَّا مَنْ أَكْبَرَهُ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ" ^۲	مگر اس کو کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے کہ جس کو مجبور کیا جائے جبکہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ (ت)
--	--

ان مفتری کذابوں سے یہی کہا جائے گا کہ قرآن عظیم نے تو سوئے کھانا اور کلمہ کفر بکا قطعی حرام کئے ہیں یہ تیرا محض افتراء و بہتان ہے، ہاں دم نکلتا ہو اور کچھ اور میسر نہیں تو جان بچانے کو حرام چیز کھانے کی اجازت دینی یا کوئی ظالم بغیر کفر کے ظاہر کئے مارے ڈالتا ہو یا آنکھیں پھوڑتا یا ہاتھ پاؤں کاٹتا ہو تو دل میں خاص ایمان کے ساتھ حفظ جسم و جان کے لئے کچھ ظاہر کرنے کی رخصت فرمائی یہ قطعاً حق و عین رحمت و مصلحت ہے اور اسے تیرا اس طور پر تعبیر کرنا یقیناً بہتان و صریح شرارت و خباثت ہے بعینہ یہی جواب ان غیر مقلد صاحبوں کے اعتراض کا سمجھ لیجئے۔

خامساً: فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ اگر اللہ عزوجل نظر غائر وقت شناس نصیب فرمائے تو عندا تحقیق اس کلام علماء کا مرجع و آل صاف ممانعت ہے نہ تجویز و اجازت کہ وہ شرط فرماتے ہیں کہ جب اس سے شفاء ہو جانا معلوم ہو حالانکہ اس علم کا کوئی ذریعہ نہیں، اگر علم بمعنی یقین لیجئے جب تو ظاہر کہ یقین تو ظاہر و واضح و مجرب و معقول الاثر دواؤں میں بھی نہیں نہایت کار ظن ہے۔

اسی ردالمحتار میں ہے:

قد علمت ان قول الاطباء ولا يحصل به العلم ^۳	بیٹک تو نے جان لیا کہ طبییوں کے قول سے علم حاصل نہیں ہوتا۔ (ت)
---	--

^۱ القرآن الکریم ۲/۱۷۳

^۲ القرآن الکریم ۱۶/۱۰۶

^۳ ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب المباد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰/۱۳

اور اگر ظن کو بھی شامل کیجئے تو یہ لکھنا غایت درجہ از قبیل رقیہ ہو گا نہ از قبیل معالجات و رضحہ طبیہ اور علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ایسے معالجات سے شفاء معلوم ہونا درکنار مظنون بھی نہیں صرف موبہوم ہے۔ اسی عالمگیری میں فصول عمادی سے ہے:

<p>الاسباب المزيلة للضرر تنقسم الى مقطوع به كالماء للعطش والخبز للجوع والى مظنون كالقصص والحجامة وشرب المسهل وسائر ابواب الطب يعنى معالجة البرودة بالحرارة ومعالجة الحرارة بالبرودة وهى الاسباب الظاهرة فى الطب والى موهوم كالكى والرقية^۱۔</p>	<p>جن اسباب سے ضرور دور ہوتا ہے وہ دو قسم کے ہیں (۱) یقینی جیسے پانی پیاس دور کرنے کے لئے اور کھانا بھوک کو رفع کرنے کے لئے (۲) ظنی، جیسے خون نکلوانا، پچھنے لگوانا، جلاب آور دوا پینا اور دیگر ابواب طب یعنی سردی کا گرمی سے علاج کرنا، اور گرمی کا سردی سے، اور علم طب میں یہ ظاہری اسباب ہیں اور وہی اسباب جیسے داغ لگانا اور جھاڑ پھونک یعنی دم کرنا۔ (ت)</p>
---	---

تو دیکھو علمائے تصریح فرمائی کہ یہ لکھنا جائز جب ہو کہ اس سے شفاء معلوم ہو اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح فرمائی کہ اس سے شفاء معلوم نہیں تو کیا حاصل یہ نکلا کہ یہ لکھنا جائز ہے یا یہ کہ ہر گز جائز نہیں صحیح حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دربارہ رمل سوال ہوا ارشاد فرمایا:

<p>كان نبى من الانبياء يخط فم وافق خطه فذاك رواه مسلم^۲ فى صحيحه واحمد ابو داود والنسائى عن معاوية بن الحكم رضى الله تعالى عنه۔</p>	<p>بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کچھ خط کھینچا کرتے تھے تو جس کی لکیریں ان کے خطوط سے موافق ہوں وہ ٹھیک ہے (امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں امام محمد، ابو داؤد اور نسائی نے معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)</p>
---	--

اب اس حدیث سے ٹھہرا دینا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمل پھینکنے کی اجازت دی ہے حالانکہ حدیث صراحۃ مفید ممانعت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا جواز موافق خط انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مشروط فرمایا اور وہ معلوم نہیں تو جواز بھی نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصلوٰۃ باب تحریم الکلام میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۵

^۲ صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ قدیمی مکتب خانہ کراچی ۲۰۳/۱

معناه من وافق خطه فهو مباح له ولكن لا طريق لنا الى العلم اليقيني بالموافقة فلا يباح والمقصود انه حرام لانه لا يباح الا بيقين بالموافقة وليس لنا يقين بها ¹ ۔	حدیث پاک کا مفہوم اور مراد یہ ہے کہ جس آدمی کی لکیریں بعض انبیاء کرام کی لکیروں کے موافق ہو جائیں تو اس کے لئے (علم رمل) مباح ہے لیکن حصول موافقت کے لئے ہمارے پاس یقینی علم تک رسائی کا کوئی راستہ نہیں لیکن علم مذکور (ہمارے لئے) مباح نہیں اور مقصد یہ ہے کہ وہ حرام ہے کیونکہ یقینی موافقت کے بغیر وہ مباح نہیں ہو سکتا اور یقینی موافقت کا ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں۔ (ت)
---	--

یعنی مقصود حدیث تحریم رمل ہے کہ اباحت بشرط موافقت ہے۔ اور وہ نامعلوم تو اباحت معدوم۔ علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

حاصلہ ان فی هذا الزمان حرام لان الموافقة معدومة او موهومة ² ۔	یعنی حاصل حدیث یہ ہے کہ رمل اس شریعت میں حرام ہے کہ موافقت معدوم ہے یا موهوم۔
--	---

اسی میں امام ابن حجر سے انھوں نے اکثر علماء سے نقل فرمایا:

لا يستدل بهذا الحديث على اباحته لانه علق الاذن فيه عليه موافقة خط ذلك النبي صلى موافقة غير معلومة فاتضح تحريمه ³ ۔	یعنی اس حدیث سے رمل کی اباحت پر استدلال نہ کیا جائے کہ اس میں تو اجازت ان نبی کے خط سے موافقت پر موقوف فرمائی ہے اور یہ موافقت معلوم نہیں تو اس کا حرام ہونا روشن ہو گیا۔
---	---

بعینہ یہی حالت اس قول علماء کی ہے کہ جب اجازت کتابت علم شفا سے مشروط فرماتے ہیں اور وہ معدوم یا موهوم ہو تو اباحت معدوم۔

هكذا ينبغي التحقيق والله ولي التوفيق ثم بعد كذا بقی لهذا المحل	یونہی تحقیق کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ پھر میں نے یہ جگہ لکھنے کے بعد
--	--

¹ شرح صحيح البخارى للنوعى مع صحيح مسلم كتاب المساجد باب تحريم الكلام في الصلوة ۲۰۳/۱

² مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح كتاب الصلوة باب ما لا يجوز من العمل الخ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶۲/۳

³ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح كتاب الصلوة باب ما لا يجوز من العمل الخ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶۲/۳

فتاویٰ شامی کو دیکھا اس میں بحر الرائق بحوالہ فتح القدير نقل کیا کہ جس کی اس نے تصریح فرمائی کہ اہل طب نے لڑکی کے دودھ کو درد کے لئے مفید قرار دیا ہے اور مشائخ کرام نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ یہ جائز نہیں، اور یہ بھی کہا گیا کہ جائز ہے۔ جبکہ یہ علم ہو جائے کہ اسے درد چشم زائل ہو جائے گا لیکن یہ پوشیدہ نہیں کہ حقیقت علم تک رسائی مشکل ہے اور مراد یہ ہے کہ جب غالب گمان ہو ورنہ یہی منع کا مفہوم ہے۔ اھ اقول: (میں کہتا ہوں) کہ تم جانتے ہو کہ یہاں غلبہ ظن کی کوئی وجہ نہیں لہذا یہی قطعی طور پر مفہوم منع ہے اور یہ بعینہ وہی ہے جس کو میں نے سمجھا، اور خدا ہی کے لئے تمام خوبیاں ہیں۔ (ت)

الشامی نقل عن البحر عن الفتح مانصبه واهل الطب يثبتون لبن البنت نقعاً لوجع العين واختلاف المشائخ فيه قيل لا يجوز وقيل يجوز العلم انه يزول به الرمد ولا يخفى ان حقيقة العلم متعذرة فالمراد اذا غلب على الظن والظاهر معنى المنع¹ اھ اقول: وانت تعلم ان لا وجه فيما نحن فيه بغلبة الظن ايضاً فهو معنى المنع قطعاً وهذا عين ما فهمت والله الحمد۔

سادسا طرہ یہ کہ معترض نے چوتھی صدی کے ایک فقیہ کا قول بہزاران عیار سب شرائط اڑا کر طرح طرح کی تہمت و بہتان کے ساتھ فقیہ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زعم خود اعتراض جمانے کے لئے نقل کیا، اور اسی در مختار و رد المحتار و قاضی خاں و عالمگیری وغیرہ عامہ کتب معتمدہ مذہب متون و شروح و فتاویٰ میں جو خود ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل مذہب کہ ظاہر الروایہ و معتمد فی المذہب ہے اور اس پر تصریحات کثیرہ ہیں وہ سب اڑا گیا کہ بے علم بیچاروں کو دھوکے دے کہ امام الائمہ امام اعظم معاذ اللہ ایسے موحش حکم دیتے تھے معترض اگر کچھ پڑھا لکھا ہے اور اس نے ان کتابوں کے نام کسی سن کر یا رجمایا بالغیب آنکھیں بند کر کے نہ لکھ دے تو ایمان سے کہے کہ اسی در مختار میں یہیں یعنی کتاب الطہارۃ میں یہ عبارت تو نہ تھی اختلاف فی التداوی بالحرام و ظاہر المذہب المنع² حرام چیز دواء استعمال کرنے میں اختلاف ہے اور ہمارے ائمہ کا اصل مذہب ظاہر الروایہ

¹ رد المحتار کتاب النکاح باب الرضاع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۰۴

² رد المحتار کتاب الطہارۃ مطبع مکتبائی دہلی ۱/ ۳۸

کہ جائز نہیں۔ اسی در مختار کتاب الرضاع میں یہ عبارت تونہ تھی:

فی البحر لا يجوز التداوی بالمحرم فی ظاهر المذهب ¹	یعنی بحر الرائق میں ہے کہ مذہب حنفی ظاہر الروایہ میں حرام چیز سے علاج کرنا جائز نہیں۔
--	---

اسی در مختار میں کتاب الحظر والاباحۃ میں یہ عبارت تونہ تھی:

جاز الحقنه للتداوی بطاهر لا بنجس وکذا کل تداو لا یجوز ²	حقنہ بغرض دوا پاک چیز سے جائز ہے ناپاک سے نہیں، اسی طرح کوئی علاج ناپاک چیز سے جائز نہیں۔
--	---

اسی رد المحتار میں بحوالہ در منتقى قول جواز ذکر کر کے یہ تونہ تھا کہ المذهب خلافة³ مذہب حنفی اسی قول کے جواز کے خلاف ہے۔ اسی عالمگیری میں یہ عبارت تونہ تھی:

تکرہ ابوال ابل ولحم الفرس للتداوی کذا فی الجامع الصغیر ⁴	اونٹ کا پیشاب اور گھوڑے کا گوشت دوا میں بھی مکروہ ہے ایسا ہی جامع صغیر میں امام محمد میں ہے۔
---	--

اسی میں یہ تونہ تھا:

قال له الطیب الحاذق علتك لا تندفع الا باکل القنفذ والحيه اودواء يحل فيه الحيه لا يحل اكله ⁵	یعنی ساہی یا سانپ یا ایسی دوا جس میں سانپ ڈالا جائے علاج کے لئے بھی کھانا حلال نہیں۔ اگرچہ حکم حاذق کہے کہ تیرا مرض بغیر اس کے نہ جائے گا۔
--	--

اسی عالمگیری میں اسی فتاویٰ قاضی خاں سے یہ نہ تھا:

تکرہ البان الا تان للمرض وغیره وکذلك لحومها وكذلك التداوی	گدھی کا دودھ اور گوشت مرض وغیرہ کسی میں مباح نہیں اور ایسے ہی حرام چیز سے علاج
---	--

¹ در مختار کتاب النکاح باب الرضاع مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۲

² در مختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۲

³ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۹

⁴ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۵

⁵ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۵

بکل حرام ^۱ ۔	علاج۔
-------------------------	-------

اسی عالمگیری میں اسی ہدایہ سے یہ تو نہ تھا:

لا یجوز ان یداوی بالخمیر جرحاً اودبر دابة ولا ان یسقی ذمیاً ولا ان یسقی صبیاً للتداوی والوبال علی من سقاہ ^۲ ۔	جائز نہیں کہ شراب سے کسی زخم یا جانور کی لگی ہوئی پیٹھ کا علاج کرنے نہ کسی ذمی کافر کو پلانا جائز نہ دوا کے لئے بچے کو پلانا اور بچے کو پلانا میں وبال پلانے والے پر ہے۔
--	--

غیر مقلد صاحبو! خدا را انصاف، جو ائمہ دین تمہارے حقنہ کے لئے بھی کسی ناپاک چیز کا استعمال جائز نہ جانیں وہ قرآن عظیم کی آیات کا ناپاک چیز سے لکھنا کیسے جائز بتائیں گے، ذرا خدا سے ڈر کر بات کیا کرو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم آگنا ہوں سے محفوظ رہنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں بجز علم والا ہے اور اس کا علم جس کی شان عظیم ہے سب سے زیادہ کامل اور نہایت پختہ ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۱۰: از علیگرھ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں قبلہ رو اپنی عورت سے صحبت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر کپڑا اوڑھے ہے بدن چھپا ہوا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر برہنہ ہے تو ایک تو برہنہ جماع کرنا خود مکروہ، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وقت جماع مرد و زن کو کپڑا اوڑھ لینے کا حکم دیا اور فرمایا: ولا یتجددان تجرد العید^۳ گدھے کی طرح برہنہ نہ ہو۔ دوسرے بحالت برہنگی قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا دوسرا مکروہ و خلاف ادب۔

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۵

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۵

^۳ کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۴۲۸۶۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۶/ ۳۴۸

در مختار کے آداب استنجاء میں ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کی ضرورت کے وقت قبلہ رخ ہو کر یا اس کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر استنجاء کے لئے بیٹھنا پڑے تو مکروہ نہیں۔ ردالمحتار میں ہے لم یکرہ یعنی مکروہ تحریمی نہیں اس لئے کہ نیتہ المصلیٰ میں ہے استنجا کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا مستحب ہے، بحث غسل میں گزرا ہے کہ غسل کرنے میں ادب اور مستحب یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ نہ کرے، کیونکہ وہ غالباً کشف عورت کے ساتھ ہوگا (یعنی غسل کرتے وقت اسی کی شرمگاہ ننگی ہوگی حتیٰ کہ اگر شرمگاہ پوشیدہ اور ڈھکی ہوئی ہو تو کچھ حرج نہیں) اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے نیند وغیرہ میں دانستہ طور پر قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے اسی طرح اپنی بیوی سے ہمبستری کے وقت (پاؤں پھیلانا)۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

فی الدرالمختار کرہ تحریمًا استقبال قبلہ و استدبارھا الاجل بول او غائط فلو للاستنجاء لم یکرہ^۱ فی ردالمحتار تحریمًا لما فی النیۃ ان ترکہ ادب ولما مر فی الغسل ان من ادا بہ ان لا یستقبل القبلة لانه یكون غالباً مع کشف العورة حتی لو كانت مستورة لابأس به ولقولهم یکرہ مدالرجلین الی القبلة فی النوم وغیرہ عمدا وکذا فی حال موقعة اہلہ^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۱: ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں اکثر مساجد میں رنڈیاں چراغ جلاتی ہیں آیا انکا چراغ مسجد میں جلانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:

اس قوم کی عادت سنی گئی کہ ایسے مصارف خیر میں جو کچھ صرف کریں اپنے مال خبیث سے نہیں ہوتا بلکہ قرض لے کر صرف کیا جاتا اور اس کا معاوضہ اپنے مال سے دیا جاتا ہے اور اگر ایسا ہے جب تو اس کے جواز میں اصلاحیہ نہیں اور اس امر میں کہ یہ صرف اپنے مال سے نہیں قرض سے ہے اس کا قول مقبول و مسموع ہے کما نص علیہ فی الہندیۃ من الکراہیۃ وغیرھا و بیناکہ فی فتاونا جیسا کہ

^۱ در مختار کتاب الطہارۃ فصل الاستنجاء مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۵۷

^۲ ردالمحتار کتاب الطہارۃ فصل الاستنجاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲۷

فتاویٰ عالمگیری بحث کراہت وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان کیا ہے۔ (ت) اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ وہ تیل یا چراغ بعینہ انھیں اجرت افعال محرّمہ میں ملے ہیں تو حرام ہیں، اسی طرح اگر اپنے حرام مال سے یوں خریدے کہ وہ مال حرم بائع کے سامنے پیش کیا کہ اس کے عوض مثلاً تیل دے دے یا اس نے وہی مال حرام ثمن میں دیا جب بھی امام کرنی کے قول مفتی بہ پر وہ خرید کی ہوئی چیز حرام و خبیث اور اگر ایسا نہیں بلکہ مطلقاً تیل وغیرہ بغیر کسی مال حرام کے دکھائے خرید اگر قیمت دیتے وقت وہی مال حرام دیا جیسا کہ غالب خرید و فروخت کا یہی دستور ہے تو دو قول مصحح و مفتی بہ پر وہ چیز خرید کردہ حلال ہے۔

جیسا کہ در مختار میں اس کا بیان فرمایا اور امام عبدالغنی نابلسی نے اس کو "الحدیقة الندیة" میں واضح فرمایا اور ہم نے اپنے فتاویٰ کی بحث حضر و اباحت میں اس کو مفصل بیان کر دیا ہے (ت)	كما بينه في الدر المختار واصله الامام عبدالغني النابلسي في الحديقة الندية وفصلناه في الحظر من فتاونا۔
--	---

اور اگر حالت معلوم نہ ہو تو فتویٰ جواز اور تقویٰ احتراز۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری بحوالہ ذخیرہ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا افادہ پیش کیا اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اسے ایسے طریقہ سے واضح کیا کہ اس کی طرف مراجعت سے وہ متعین ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ پاک برتر اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ (ت)	كما افاده في الهنديّة عن الذخيرة عن الامام محمد رضى الله تعالى عنه ووضحنا في فتاونا بما يتعين المراجعة اليه۔ والله سبحانه وتعالى اعلم۔
---	--

مسئلہ ۱۱۳ و ۱۱۴: از ملک بنگالہ ضلع کمرالہ ڈاکخانہ چاند پور مرسلہ منشی عبدالرحمن ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

- (۱) ایک مجلس میں چند آدمی ہو کر قرآن مجید ساتھ آواز بلند کے ہا یا خفی کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) قرآن مجید کو چند آدمی مل کر اس طور پر پڑھنا کہ ایک آدمی کوئی سورت کے نصف یا ربع یا ایک دو آیت شروع کر دے باقی آیتوں کو باقی لوگ انتہائے سورت تک ختم کر دیں پس میں آواز ملا کر تقریر جائز ہے یا نہیں؟ بینوا بالذلیل مع حوالہ

الکتب توجروا بالتحقیق (بحوالہ کتب دلیل کے ساتھ بیان کرو تاکہ یقینی طور پر اجر و ثواب کے مستحق قرار پاؤ۔ ت)
الجواب:

(۱) قرآن مجید پڑھا جائے اسے کان لگا کر غور سے سننا اور خاموش رہنا فرض ہے:

قال الله تعالى "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ" ①۔	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر (بغور) سنو اور خاموشی اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت)
---	---

علماء کو اختلاف ہے کہ یہ استماع و خاموش فرض عین ہے کہ جلسہ میں جس قدر حاضر ہوں سب پر لازم ہے کہ ان میں جو کوئی اس کے خلاف کچھ بات کرے مکتب حرم و گنہگار ہوگا یا فرض کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص بغور متوجہ ہو کر خاموش بیٹھا رہا ہے تو باقی پر سے فرضیت ساقط، ثانی اوسع اور اول احوط ہے۔

في رد المحتار في شرح المنية والاصل ان الاستماع للقرآن فرض كفاية لانه لاقامة حقه بان يكون ملتفتا اليه غير مضيع وذلك يحصل بانصات البعض الخ نقل الحموي عن استاذة قاضي القضاة يحيى شهيرة بمنقاري زاده ان له رسالة حقق فيها ان استماع القرآن فرض عين ②۔	دوسرے قول میں زیادہ وسعت اور گنجائش ہے جبکہ پہلے قول میں زیادہ احتیاط ہے ردالمحتار میں شرح منیہ کے حوالے سے فرمایا اصل یہ ہے کہ قرآن مجید سننا (شرعا) فرض کفایہ تاکہ اس کا حق قائم ہو جائے اس کی صورت یہ ہے کہ اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو اس کو ضائع نہ کرے اور بعض کے خاموش رہنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے الخ۔ علامہ حموی سے بھی یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے الخ۔ علامہ حموی نے اپنے استاذ قاضی القضاة یحییٰ سے (جو منقاری زاده کے نام سے مشہور تھے) نقل کیا ہے کہ انھوں نے اپنے رسالہ میں تحقیق فرمائی کہ قرآن مجید کا سننا فرض عین ہے۔ (ت)
--	--

اقول: وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کے توفیق دینے سے کہتا ہوں۔ ت) ظاہر

① القرآن الکریم ۷/۲۰۴

② درمختار کتاب الصلوٰۃ فصل فی القراءۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۷-۳۶۶

یہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم کہ اگر کوئی شخص اپنے لئے تلاوت قرآن عظیم باواز کر رہا ہے اور باقی لوگ اس کے سننے کو جمع ہوئے بلکہ اپنے اغراض متفرقہ میں ہیں تو ایک شخص تالی کے پاس بیٹھا بغور سن رہا ہے ادائے حق ہو گیا باقیوں پر کوئی الزام نہیں، اور اگر وہ سب اسی غرض واحد کے لئے ایک مجلس میں مجتمع ہیں تو سب پر سننے کا لزوم چاہئے جس طرح نماز میں جماعت مقتدیان کہ ہر شخص پر استماع و انصات جداگانہ فرض ہے یا جس طرح جلسہ خطبہ کہ ان میں ایک شخص مذکر اور باقیوں کو یہی حیثیت واحدہ تذکیر جامع ہے تو بالاتفاق ان سب پر سننا فرض ہے نہ یہ کہ استماع بعض کافی ہو جب تذکیر میں کلام بشیر کا سننا سب حاضرین پر فرض عین ہو تو کلام الہی کا استماع بدرجہ اولیٰ۔

<p>خطبہ کی سماعت فرض ہونے میں اللہ تعالیٰ کے اپنے اس ارشاد "فَاسْعُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ" (اللہ تعالیٰ کے ذکر (خطبہ) کی طرف جلدی سے جاؤ) میں امر وارد ہونے سے فرق نہ کیا جائے گا بخلاف تلاوت کے کیونکہ سماع خطبہ میں ہر خطبہ شامل ہے اور سماعت واجب ہے خواہ ختم قرآن کا خطبہ ہو یا خطبہ نکاح ہو جیسا کہ فتاویٰ شامی وغیرہ بڑی کتابوں میں مرقوم ہے۔ اگر ہم دو قولوں کو ان دو صورتوں پر حمل کریں کہ جنہیں ہم نے پہلے بیان کر دیا تو دونوں اقوال میں موافقت پیدا ہو جائے گی۔ (ت)</p>	<p>ولا يفرق بأفترض الخطبة ورود الامر بقوله تعالى "فَاسْعُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ" ^۱ بخلاف التلاوة فإن المعتمد وجوب الاستماع لكل خطبة ولو خطبة ختم القرآن ولو خطبة النكاح كما في رد المحتار وغيره من الاسفار وان حملنا القولين على ما ذكرنا من الصورتين يحصل التوفيق۔</p>
--	--

بہر حال اس قدر میں شک نہیں کہ قرآن عظیم کا ادب و حفظ حرمت لازم اور اس میں لغو و لفظ حرام و ناجائز پس صورت اولیٰ میں جہاں مقصود تلاوت و ختم قرآن ہے نہ حاضرین کو سنانا اگر سب آہستہ پڑھیں کہ ایک کی آواز دوسرے کو نہ جائے تو عین ادب و احسن واجب ہے۔ اس کی خوبی میں کیا کلام، اور اگر چند آدمی باواز پڑھ رہے ہیں یوں ہی قاری کے پاس ایک یا چند مسلمان بغور سن رہے ہیں اور ان میں باہم اتنا فاصلہ ہے کہ ایک کی آواز سے دوسرے کا دھیان نہیں بٹتا تو قول اوسع پر اس میں بھی حرج نہیں اور اگر کوئی سننے والا نہیں، یا بعض کی تلاوت بعض اشخاص سن رہے ہیں بعض کی کوئی نہیں سنتا یا قریب آوازیں مختلف و مختلف ہیں کہ جدا جدا سننا میسر ہی نہ رہا تو یہ صورتیں بالاتفاق ناجائز و

^۱ القرآن الکریم ۹/۲۲

گناہ ہیں اور صورت ثانیہ میں جہاں مقصود سنانا ہے اگر قول احوط پر عمل کیجئے تو چند آدمیوں کا معاآواز سے پڑھنا صریح حرام ہے اور اگر توفیق مذکور پر نظر کی جائے تو جب بھی یہ صورت سب پر لزوم خاموشی کی ہے اور اگر اس سے قطع نظر کر کے قول اوسع ہی لیجئے تاہم اس صورت کے بدعت و شنیع ہونے میں کلام نہیں۔ آوازیں ملانا گانے وغیرہ کے مناسب حال ہے۔ قرآن عظیم میں یہ ایک نوپید امر ہے جس کے لئے دین میں کوئی اصل نہیں اور اس کی تجویز و تنزیہ میں ایک اور فتنہ عظیم کا اندیشہ صحیح ہے آوازیں بنا کر آوازیں ملا کر آوازیں ملا کر گانے کی طرح قرآن پڑھنا ہوگا تو ایسے لوگ عبارت کو اپنے لہجوں پر منطبق کرنے کے لئے جگہ جگہ آواز گھٹانے بڑھانے کے عادی ہوتے ہیں نظم میں خیریت ہے قرآن عظیم میں جب ایسا اتار چڑھاؤ کیا جائے گا قطعاً اجماعاً حرام ہوگا لہذا ہر طرح سے ممانعت ہی لازم ہے۔ عالمگیری میں ہے:

<p>لوگوں کے لئے قرآن مجید کو جملہ (یعنی بغیر وقفہ کے) پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ ترک سماع اور ترک سکوت پر مشتمل ہے حالانکہ دونوں مامور بہ ہیں اھ میں کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم نے (قارئین کے روبرو) پڑھا اس سے ظاہر ہو گیا کہ قنویہ کی یہی روایت ہماری اس بحث میں اختیار کرنے کے قابل اور مناسب ہے نہ کہ دوسری روایت (کہ جس میں یہ آیا ہے کہ) ختم قرآن کے وقت کسی مجلس اور اجتماع میں سورہ اخلاص بلند آواز سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر ایک شخص پڑھے اور باقی سنیں تو یہ زیادہ بہتر ہے اھ۔ اللہ تعالیٰ پاک برتر اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ (ت)</p>	<p>يكره للقوم ان يقرأوا القرآن جملة لتضمنها ترك الاستماع والانصات المأمور بهما^۱ اھ اقول: وبما قرآن تبیین ان رواية القنوية هذه هي التي ينبغي اختيارها فيما نحن فيه دون روايتها الاخرى لابس باجتماعهم على قراءة الاخلاص جهرا عند ختم القرآن ولو قرأ واحد واستمع الباقي فهو أولى^۲ اھ فافهم والله سبحانه وتعالى اعلم۔</p>
---	---

مسئلہ ۱۱۳: از بڑودہ ملک گجرات محلہ مغلوڑہ نعلبند وان کاچورہ مکان استاد غریب اللہ ملازم راجہ بڑودہ مرسلہ مولوی محمد اسرار

الحق صاحب دہلوی ۷ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ

افضل العلماء واكمل اکملاء آیت من آیات اللہ برکتہ من برکات اللہ مجدد دین نائب سید المرسلین

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۱۷

^۲ القنویۃ المبنیۃ للتتمیم الغنیۃ کتاب الکراہیۃ والاستحسان باب القراءة والدعاء مطبوعہ کلکتہ انڈیا ص ۱۵۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولانا صاحب بریلوی معظمتنا و مکر مناد امہ اللہ المنان علی رؤس اہل الایمان من الانس والجان بطول حیاتہ من بعد آداب تسلیمات خادمانہ دست بستہ معروض خدمت فیضد رجت بوجہ تکلیف دہی جناب قبلہ و کعبہ یہی ہے کہ یہاں ایک بہت بڑا فساد ایک امر میں پھیلا ہوا ہے اور فیصلہ اس کا یہاں علماء و جملانے آں قبلہ کی تحریر مبارک پر رکھا ہے لہذا جناب تکلیف فرمایا کہ اس کا جواب مع دلائل روانہ فرمائیں۔

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ ایک شخص واعظ ہے اور وعظ کے درمیان اشعار مدحیہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش الحانی کے ساتھ پڑھتا ہے یا وعظ میں حدیثوں کا ترجمہ لحن کے ساتھ نظم میں پڑھتا ہے اور درمیان میں قرآن شریف کی آیات کا لحن عرب میں پڑھتا ہے۔ آیا اس طرح کا پڑھنے والا گنہگار تو نہ ہوگا؟ اور کوئی شخص قرآن شریف کو ذرا بھی لحن کے ساتھ پڑھے گا یا قصائد حسنہ و ترجمہ حدیث نظم کو جیسے کہ اکثر اطفال و جوان و پیر قصائد و غیرہ زور سے پڑھتے ہیں اور اسی کے سننے والے اگر اس پر تعریف کریں یا واہ واہ یا سبحان اللہ کہیں گے تو کافر ہو جائیں گے اور ان کی عورتیں نکاح سے باہر ہو جائیں گی یا نہیں؟ یہ بات صحیح ہے یا غلط؟ بینوا تو جروا

الجواب:

یہ حکم تکفیر و زوال نکاح صریح غلط و خطا سخت مردود و ناسزا شرع مطہرہ پر کھلا افتراء مسلمانوں کو ناحق ناروا کافر بنانے پر اجتراء ہے۔ ایسا کہنے والوں پر توبہ فرض ہے قرآن عظیم خوش الحانی سے پڑھنا جس میں لہجہ خوشنما دلکش پسندیدہ، دل آویز، غافل دلوں پر اثر ڈالنے والا ہو، اور معاذ اللہ رعایت اوزان موسیقی کے لئے بیت نظم قرآنی کو بدلانہ جائے، مدود کا مقصور مقصور کا مدود نہ بنایا جائے، حروف مد کو کثیر فاحش کشش جسے اصطلاح موسیقیاں میں تان کہتے ہیں نہ دی جائے زمزمہ پیدا کرنے کے لئے بے محل غنہ و نون نہ بڑھا جائے، غرض طرز ادا میں تبدیل و تحریف راہ نہ پائے بیشک جائز و مرغوب بلکہ شرعاً محبوب و مندوب بلکہ بتاکید اکید مطلوب اعلیٰ درجہ کی زمانہ صحابہ و تابعین وائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے آج تک اس کے جواز و استحسان پر اجماع علماء ہے۔

صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما آذن اللہ لشبیعی ما آذن لنبی حسن الصوت یتغنی	اللہ تبارک و تعالیٰ کس چیز کو ایسی توجہ و رضا کے ساتھ نہیں سنتا جیسا کسی خوش آواز نبی کے
--	--

<p>پڑھنے کو جو خوش الحانی سے کلام الہی کی تلاوت باواز کرتا ہے۔ (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)</p>	<p>بالقرآن یجہر بہ، رواہ الاثمة احمد والبخاری¹ ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجة عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
--	---

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>یعنی جس شوق و رغبت سے گانے کا شوقین اپنی گان کنیز کا گانا سنتا ہے بیشک اللہ عزوجل اس سے زیادہ پسند و رضا و اکرام کے ساتھ اپنے بندے کا قرآن سنتا ہے جو اسے خوش آوازی سے جسر کے ساتھ پڑھے (ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں کی شرط پر صحیح ہے اور امام بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے تمام نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت فرمایا ہے۔ ت)</p>	<p>للہ اشد اذنا الی الرجل احسن الصوت بالقرآن یجہر به من صاحب القینة الی قینة، رواہ ابن ماجة² وابن حبان والحاکم وقال صحیح علی شرطہما والبیہقی کلہم عن فضالة بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
--	--

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>قرآن مجید سیکھو اور اس کی نگہداشت رکھو اسے اچھے لہجے پسندیدہ الحان سے پڑھو، (امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)</p>	<p>تعلموا کتاب اللہ وتعاہدوہ وتغنوا بہ، رواہ الامام³ احمد عن عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
---	---

¹ صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن ۵۱/۲ وصحیح مسلم کتاب فضائل القرآن ۲۶۸/۱ سنن ابی داؤد باب کیف یستحب الترتیل فی

القرائة ۲۰۷/۱

² المستدرک للحاکم کتاب فضائل القرآن دار الفکر بیروت ۵۷۱/۱ سنن ابن ماجہ باب فی حسن الصوت بالقرآن (مجمع سید کبیری کراچی

ص ۹۶ السنن الکبری للبیہقی کتاب الشهادات تحسین الصوت القرآن دار صادر بیروت ۲۳۰/۱۰

³ مسند امام احمد بن حنبل حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۶/۴

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو کہ خوش آوازی قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے (امام دارمی نے اپنی سنن میں اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں حسنوا کے الفاظ سے اس کو روایت کیا ہے اور دونوں لفظوں سے امام حاکم نے المستدرک میں روایت کیا ہے اور سب نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)</p>	<p>زینوا القرآن بأصواتکم فإن الصوت الحسن یزید القرآن حسناً^۱۔ واہ الدارمی فی سننہ ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوٰۃ بلفظ حسنوا^۲ وباللفظین رواہ الحاکم فی المستدرک کلہم من البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
--	---

پانچ حدیثوں صحیح رفعی جلیل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>ہمارے طریقے پر نہیں جو قرآن خوش الحانی سے آواز بنا کر نہ پڑھے (امام بخاری نے اس کو حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا جبکہ امام ابو داؤد نے حضرت ابولبابہ عبد المنذر سے اسے روایت کیا۔ نیز اس نے امام احمد اور ابن حبان کی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص سے بھی روایت کی ہے اور حاکم نے ان سے یعنی سعد بن ابی وقاص، سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابن عباس (تینوں) سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ ت)</p>	<p>لیس منا من لم یتغن بالقرآن رواہ البخاری^۳ عن ابوہریرۃ وابوداؤد عن ابی لبابۃ عبد المنذر وهو کاحمد وابن حبان عن سعد بن ابی وقاص والحاکم عنہ وعن عائشہ وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔</p>
--	---

دسویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>بیشک یہ قرآن غم و حزن کے ساتھ اُترا</p>	<p>ان هذا القرآن نزل بحزن</p>
--	-------------------------------

^۱ سنن الدارمی باب ۳۳ باب التغنی بالقرآن حدیث ۳۵۰۴ نشر السنۃ ملتان ۳۴۰/۲، المستدرک للحاکم کتاب فضائل القرآن

دار الفکر بیروت ۵۷۵/۱

^۲ کنز العمال بحوالہ الدارمی ابن نصر حدیث ۲۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۰۵/۱

^۳ صحیح البخاری کتاب التوحید ۲/۱۲۳ و سنن ابی داؤد باب استحباب الترتیل فی القرآن ۲۰۷/۱، مسند احمد بن حنبل ۱۷۲/۱ و کنز

العمال حدیث ۲۹۷۹/۱۲، المستدرک للحاکم کتاب فضائل القرآن ۵۶۹/۱

<p>تو جب اسے پڑھو گریہ کرو اگر رونا نہ آئے بتکلیف روؤ اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھو جو اسے الحان خوش سے نہ پڑھے وہ ہمارے طریقے پر نہیں (ابن ماجہ اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سعد ابن مالک کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)</p>	<p>وكتابة فاذا قرأتموه فأبكو فان لم تبكوا فتبأكوا وتغنوا به فسن لم يتغن به فليس منا رواه ابن ماجة¹ و محمد بن نصر في الصلوة والبيهقي في شعب الایمان عن سعد بن مالك رضي الله تعالى عنه۔</p>
--	--

پھر اس کے ساتھ اگر اس کی قراءت بلا قصد اوزان موسیقی سے کسی وزن کے موافق نکلے تو اصلاح حرج والزام نہیں حتیٰ کہ نماز میں بھی ایسی تلاوت جائز و حسن و مستحسن ہے۔ علامہ خیر الملة والدین رملی ستاذ صاحب در مختار کے فتاویٰ خیر یہ لنفع البریۃ میں ہے:

<p>اس امام کے متعلق پوچھا گیا جو جسری نمازوں میں اچھی آواز کے ساتھ اہل علم کے ہاں ثابت شد قواعد کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور ایسا طریقہ اپناتا ہے کہ قرأت کے کسی حکم میں خلل پیدا نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود وہ اس خوف کے پیش نظر کتراتا اور اعرض کرتا ہے کہ کہیں اس کی قرأت موسیقی کے نغموں یا گانے کی سروں سے مشابہ نہ ہو کیا اس کا ایسا پڑھنا جائز ہے؟ بصورت جواز کیا یہ مکروہ بھی نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں یہ جائز ہے اور مکروہ بھی نہیں کیونکہ خوبصورت آواز میں قرآن مجید پڑھنا شرعاً مطلوب ہے جیسا کہ محقق ابن المہام نے فتح القدیر میں تصریح فرمائی۔ بحر الرائق میں خلاصہ سے نقل کیا گیا کہ تحسین صوت میں کوئی حرج نہیں جبکہ بغیر گانے کے ہو۔ اور</p>	<p>سئل في امام يقرأ في الجهریات بصوت حسن على القواعد المقررة عند اهل العلم بحيث لا يخل بحكم من احكام القراءة لكن يصادف ان يخرج قراءته على طبق نغم من الانغام المقررة في الموسيقى من غير لحن وتطريب هل يجوز ذلك واذا قلتم بالجواز هل يكره ام لا اجاب نعم يجوز ذلك ولا يكره اذ تحسين الصوت بالقراءة مطلوب كما صرح به المحقق ابن الهمام في فتح القدیر وقال في البحر نقلا عن الخلاصة وتحسين الصوت لا بأس به من غير تغن</p>
--	--

¹ سنن ابن ماجہ اقامة الصلوٰۃ باب في حسن الصوت بالقرآن (ابن سید کپنی کراچی ص ۹۶)

وفي التبيين في آداب حملة القرآن اجمع العلماء رضى الله تعالى عنهم من السلف والخلف من الصحابة والتابعين ومن بعدهم من علماء الامصار ائمة المسلمين على استحسان تحسين الصوت بالقرآن واقوالهم وافعالهم مشهورة نهاية الشهرة فنحن مستغنون عن نقل شيء من افرادها دلائل هذا من حديث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مستفيضة عند الخاصة والعامة كحديث زينوا القرآن بأصواتكم وحديث ابو موسى الاشعري رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال له لقد اوتيت مزمارا من مزامير داود راوه البخارى ومسلم وفي رواية المسلم ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال له لورايتنى وانا اسبع لقرأتك البارحة رواه مسلم ايضا من رواية بريدة بن الحبيب (ثم ذكر الحديثين الاولين ببعض ما ذكرنا لهما من التخارج ثم قال) وحديث ابى امامة رضى الله تعالى عنه ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال

تبیان فی آداب حملة القرآن "میں ہے سلف خلف صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد جتنے شہروں میں علماء کرام اور مسلمانوں کے امام ہوئے ہیں ان سب کا اچھی اور خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کے مستحسن ہونے پر اتفاق ہے۔ اور اس سلسلے میں ان کے اقوال وافعال بہت مشہور ہیں پس ہم ان کے کسی حصہ کو نقل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اس کے دلائل حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سے عام اور خاص سب لوگوں میں مشہور ہیں جیسا کہ حدیث زینوا القرآن بأصواتکم یعنی اپنی آوازوں سے قرآن مجید کو زینت بخشو (مراد یہ کہ خوبصورت لہجے کے ساتھ قرآن مجید پڑھو) اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تجھے حضرت داود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی خوش الحانی عطا ہوئی ہے۔ اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کاش تو مجھے دیکھتا جب میں گزشتہ رات تیری قرأت سن رہا تھا۔ نیز امام مسلم نے اس کو حضرت بريدة بن حصيب سے بھی روایت کیا ہے پھر وہ دو پہلی احادیث ان تخریجات کے ساتھ ذکر فرمائیں جن کا کچھ حصہ ہم نے ذکر کیا تھا۔ پھر فرمایا حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

من لم یتغن بالقرآن فلیس منارواہ ابوداؤد باسناد جید قال جمہور العلماء معنی لم یتغن لم یحسن صوتہ ^۱ الخ۔	جو کوئی خوش الحانی کے ساتھ قرآن مجید نہ پڑھے وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ امام ابوداؤد نے جید سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے جمہور علماء کرام کہتے ہیں کہ لم یتغن کا مفہوم لم یحسن صوتہ یعنی اچھی اور خوبصورت آواز کے ساتھ نہ پڑھنا ہے الخ (ت)
--	---

اسی میں ہے:

اما تحسین الصوت فلا اظن ان قائلًا ما یمنعه لعدم وجهه بل کان جماعة من السلف یطلبون من اصحاب القرأة بالاصوات الحسنة ان یقرؤا وهم یستمعون وهذا متفق علی استحبابه وهو عادة الاخیار والمتعبدین وعباد اللہ الصالحین ^۲ ۔	جہاں تک اچھی اور خوبصورت آواز کا تعلق ہے تو میں نہیں خیال کرتا کہ کوئی اس سے منع کرتا ہو اس لئے کہ اس ممانعت کی کوئی وجہ نہیں بلکہ سلف میں ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو پڑھنے والوں سے اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کا مطالبہ اور تقاضہ کیا کرتی تھی تاکہ وہ لطف اندوز ہوں چنانچہ اس کے مستحب ہونے پر اتفاق پایا جاتا ہے اور یہ اچھے لوگوں، عبادت گزاروں اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی عادت اور روش رہی ہے۔ (ت)
--	--

تو ایسے امر محمود و مسعود کی تحسین پر جو خود ائمہ رسول کو محبوب اور باجماع صحابہ و تابعین و ائمہ دین مستحسن و مندوب ہے
معاذ اللہ کفر و بطلان نکاح کا حکم دینا خیال کیجئے کہاں تک پہنچتا ہے فرق اجماع امت ہے تکفیر جملہ امت کی خبر دیتا ہے۔ خود ان
قائلوں کو چاہئے کہ بعد توبہ اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں ہاں معاذ اللہ بالقصد راگنی پر قرآن عظیم ٹھیک کرنا اس کی درستی کو
بے جگہ مدیا حرکت یا غنہ وغیرہ بڑھانا گھٹانا تا نہیں لینا یہ ضرور حرام اور اس کی تحسین اس پر سبحانہ اللہ وافرین اس سے زیادہ
حرام تر و مجمع آتام ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ت) حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ فتاویٰ خیریہ کتاب الکراہیۃ والاستحسان دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۷۱ و ۱۷۲

^۲ فتاویٰ خیریہ کتاب الکراہیۃ والاستحسان دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۷۷

<p>قرآن مجید عرب کے لحنوں میں پڑھا اور یہود و نصاریٰ اہل فسق کے لحنوں سے بچو کہ میرے بعد کچھ لوگ آنے والے ہیں جو قرآن آ آ کر کے پڑھیں گے جیسے گانے کی تانیں اور راہبوں اور مرثیہ خوانوں کی اتار چڑھاؤ قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی ان کے دلوں پر کچھ اثر نہ کرے گا فتنے میں ہوں گے ان کے دل اور جنہیں ان کی یہ حرکت پسند آئے گی ان کے دل، (طبرانی نے الاوسط میں اور ہمشقی نے شعب الایمان میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)</p>	<p>اقروا القرآن بلحون لعرب واصواتها ویا کم ولحون اهل الكتابین واهل الفسق فانه سیجعی بعدی قوم یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والرهبانیه والنوح لایجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یعجبهم شانهم رواه الطبرانی^۱ فی الاوسط والبیہقی فی الشعب عن حذیفه رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
--	--

تیسرے شرح جامع الصغیر میں ہے:

<p>مسلمانوں میں فاسق وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کی تلاوت اور آدائیگی میں کمی بیشی کرتے ہیں یعنی الفاظ و حروف گھٹایا بڑھا دیتے ہیں اور ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے۔ (ت)</p>	<p>(واهل الفسق) من المسلمین الذین یخرجون القرآن عن موضوعه بالتمطیط بحیث یزید او ینقص حرفاً فانه حرام اجماعاً^۲۔</p>
--	---

خیر یہ میں بعد عبارت مذکورہ سابقا ہے:

<p>پھر تبیان میں فرمایا علماء کرام (اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے) کہتے ہیں کہ خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن مجید کو بنا سنوار کر پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ قراءت کی حد سے تجاوز نہ کرتے ہوئے باہر نہ نکلے پھر اگر اس نے افراط سے کام لیا یعنی کوئی حرف بڑھا دیا یا کم اور پست کر دیا تو ایسا کرنا</p>	<p>ثم قال (ای فی التبیان) قال العلماء رحمهم الله یرحب تحسین الصوت بالقراءة تزیینها ما لم یخرج عن حد القراءة بالتمطیط فان افراط حتی زاد حرفاً او اخفاه نهو حرام انتهی فان قلت</p>
--	--

^۱ المعجم الاوسط حدیث ۷۲۱۹ مکتبہ المعارف ریاض ۸/ ۱۰۸، شعب الایمان حدیث ۲۶۴۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۵۴۰

^۲ التیسیر شرح الجامع الصغیر حرف الهمزة تحت حدیث اقراء القرآن مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۱۹۴/ ۱

حرام ہے اھ اگر تو یہ کہے کہ بزازیہ وغیرہ کی "کتاب الاستحسان" میں بیان کردہ صراحت کا کیا جواب ہوگا جس میں یہ مذکور ہے کہ قرآن مجید غیر موزوں لہجوں کے ساتھ بگاڑ کر پڑھنا گناہگار ہوں گے، میں کہتا ہوں اور جواب دیتا ہوں کہ اس کا محل یہ ہے کہ جب لفظ قرآن کو اس کے مخرج سے نکالتے ہوئے اس میں کچھ حرکات داخل یا خارج کر دے یا حروف مدودہ کو مختصر کر دے یا غیر ضروری درازی کر دے جس سے لفظ کی ہیئت بدل جائے یا اس کے معانی میں اشتباہ پیدا ہو جائے تو ایسا کرنا حرام ہے اس طرح کا پڑھنے والا فاسق اور سننے والا گنہگار ہوگا کیونکہ اس طرح کرنے سے اس نے اس لفظ کو اس کے درست مقام سے ہٹا کر بدل ڈالا، جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ عربی زبان میں قرآن ہے جس میں بالکل کجی اور ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ اور اگر لہجہ اس لفظ کو اس کی ترتیل کے مطابق پڑھتے ہوئے نہ نکالے تو یہ مباح ہے کیونکہ اس نے اپنے لہجہ سے اس کے حسن میں اضافہ کیا ہے اور اس کی تائید تغنی کی اس تفسیر سے ہوتی ہے جو متعدد علماء کرام نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کلام التطریب فی الاذان سے فرمائی ہے یعنی وہ اذن میں تطریب کیا کرتے تھے، اور اصل تطریب کلام کو اس کے ٹھکانے اور صیغے سے نکالنے کا نام ہے (اور یہاں صرف خوش الحانی سے آواز بلند کرنا ہے)

ما تصنع فيبأنص عليه في البزازیة وغیرها من کتاب الاستحسان قراءة القرآن بالالحن معصية والتألی والسماع أثان قلت محله اذا خرج لفظ القرآن عن صيغته بأدخال حرکات فيه او اخراج حرکات منه او قصر ممدود او مد مقصور او تمطيط يخفى به القظ او يلبس به المعنى فهو دراء يفسق به القارى ويأثم به المستمع لانه عدل به عن نهجه القويم الى الاعوجاج والله تعالى يقول قرأنا عربياً غير ذی عوج وان لم يخرج له اللحن عن لفظه قرأته على ترتيله كان مباحاً لانه زاد بالحنه في تحسينه ويؤيد ذلك تفسير كثير من علمائنا التغنى في كلام ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی الاذان بالتطریب الذی هو اخراج الکلام عن موضوعة الاصلی و صیغته و اما تحسین الصوت فلا اظن ان قائل ما یمنعه^۱ الى آخر ما مر۔

^۱ فتاویٰ خیریہ کتاب الکراہیة والاستحسان دار المعرفۃ بیروت ۱۷۷/۲

ریا تحسین صوت (آواز کو بنا سنوار کر خوبصورت بنا کر پڑھنا) میرا خیال ہے کہ کوئی بھی اس کو منع کرنے والا نہ ہوگا۔ پھر آخر تک وہی کلام دہرایا گیا جو گزر چکا ہے۔ (ت)

اشعار حسنہ محمودہ کا پڑھنا جن میں حمد الہی و نعت رسالت پناہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و منقبت آل و اصحاب و اولیاء و علمائے دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بروجہ صحیح اور نخبج مقبول شرعی یا ذکر موت و تذکیر آخرت و احوال قیامت و غیر ذلک مقاصد شریعہ ہو قطعاً جائز و روا اور خود زمانہ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک تمام ائمہ دین و عباد اللہ الصالحین میں رائج دیا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالیٰ علیٰ زوجہا الکریم و ایہا و علیہا وسلم سے ہے:

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد اقدس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں منبر بچھاتے حسان اوپر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و مفاخر بیان کرتے حضور کی طرف سے طعنا ئے کفار رد کرتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اس مفاخرت یا مدافعت میں مشغول رہتا ہے اللہ عز و جل جبریل امین سے اس کی مدد فرماتا ہے۔

قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس مانا فح او فآخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم¹۔

پھر ظاہر کہ و غلط کے اشعار حدیث کے ترجمے اس قسم میں داخل ہیں تو ایسی شعر خوانی کا جواز بالیقین ہے اور جب خوش الحانی خود قرآن عظیم میں مطلوب و مندوب ہوئی تو یہ شعر ہے یہاں اگر الحان کے لئے مد قصر و حرکات و سکنات و غیرہ بنیات حروف میں کچھ تغیر بھی ہو تو حرج نہیں جب کہ صرف سالہ وہ خوش الحانی ہو اور تمام منکرات شریعہ سے خالی اس قدر بھی احکام شدید مذکورہ تکفیر و زوال نکاح میں تقریباً ویسی ہی ناپاکی و بیباکی ہے حلال کو حرام مسلمان کو کافر بنانا کس شریعت نے مانا اس قدر کو عرف میں پڑھنا کہتے ہیں نہ کہ گانا کہ موسیقی کے اوزان مقررہ نغمات محررہ طرقات مطربہ قرعات معجبہ اتار چڑھاؤ زبرد و بم تان گنگری تال سم کی رعایت سے رنڈیوں ڈومنیوں مرثیوں ڈھاریوں نقالوں قوالوں وغیرہم میں معمول اور باوضع شرفاء مہندین صنعا میں معیوب و مخذول محمود و مباح

¹ احیاء العلوم بحوالہ صحیحین کتاب آداب السماع والوجد مطبعة المشهد الحسيني ۲/۷۴

اشعار کا سادہ خوش الحانی سے پڑھنا بھی زمانہ صحابہ و تابعین وائمہ دین مجوزہ مقبول ہے بلکہ خود بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ماثور و منقول بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہونا حضور سنتے اور انکار نہ فرماتے بارگاہ رسالت میں حدی خوانی پر صحابہ مقرر تھے۔ کہ اپنی خوش الحانیوں و دلکش صدی خوانیوں سے اونٹوں کو راہ روی میں وارفتہ بناتے، انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر اکرم سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود موکب اقدس کے حدی خواں تھے عجب آواز و دلکش رکھتے اور بہت خوبی سے اشعار حدی پڑھتے یہ اجلہ صحابہ کرام سے ہیں بدر کے سوا سب مشاہد میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا: بہت اچھے بال میلے کپڑے والے جن کی کوئی پروانہ کرے ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر کسی بات میں قسم کھالیں تو خدا ان کی قسم سچی ہی کرے انھیں میں سے برادر بن مالک ہے¹

ایک روز انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اس وقت اشعار اپنے الحال سے پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا کہ آپ کو اللہ عزوجل نے وہ چیز عطا فرمائی جو اس سے بہتر یعنی قرآن عظیم فرمایا کیا یہ ڈرتے ہو کہ بچھونے پر مروں گا خدا کی قسم اللہ مجھے شہادت سے محروم نہ کرے گا سو کافر تو میں نے نہا قتل کئے ہیں اور جو شرکت میں مارے ہیں وہ علاوہ² جب خلافت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں قلعہ تستر پر جہاد ہوا ہے اور مسلمانوں کو سخت دقت پیش آئی حدیث مذکور سنے ہوئے تھے ان سے کہا اپنے رب قسم کھائے انھوں قسم کھائی کہ اے رب میرے! کافروں پر ہمیں قابو دے کہ ہم ان کی مشکلیں کس لیں اور مجھے اپنے نبی سے ملا، یہ کہہ کر حملہ آور ہوئے اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے حملہ کیا ایرانیوں کا سپہ سالار ہر مزان مارا گیا کافر بھاگ گئے اور براء شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ³، اور بیبیوں کے ہود جوں پر انجیشہ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی خوانی کرتے ان کی خوش آوازی مشہور تھی حبیہ الوداع شریف میں حدی پڑھی ہے اور اونٹ گرمائے بہت تیز چل نکلے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انجیشہ! آہستہ، شیشیوں کے ساتھ⁴ نرمی کر، شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں، یعنی اونٹ اتنے تیز نہ کرو کہ تکلیف ہوگی یا عورتوں کا مجمع ہے خوش الحانی حد سے نہ گزارو، ان کے سوا سیدنا عبد اللہ بن رواحہ سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے حدی خوانی کرتے چلتے، روز عمرۃ القضا جب لشکر ظفر پیکر محبوب اکبر صلی اللہ

¹ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب البراء بن مالک، مین کینی و بلی ۲/ ۲۶۶

² الاصابۃ فی تمییز الصحابة ترجمہ البراء بن مالک دار صادر بیروت ۱/ ۱۳۳

³ الاصابۃ فی تمییز الصحابة ترجمہ البراء بن مالک دار صادر بیروت ۱/ ۱۳۳، شرح الزرقانی علی المواہب اللدینہ المقصد الثانی الفصل

السابع دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۳۷۷

⁴ شرح الزرقانی علی المواہب اللدینہ المقصد الثانی الفصل السابع دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۳۷۷

تعالیٰ علیہ وسلم باہر اس جاہ وجلال داخل مکہ ہوا ہے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے رجز کے اشعار سناتے کافروں کے جگہ پر تیر رساتے جارہے تھے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا کہ اے ابن رواحہ! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم کیسے یہ شعر خوانی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھنے دو کہ یہ ان پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ارشد فرمایا: اے عمر! ہم سن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو بالجملہ ممانعت منازعت جو کچھ ہے گانے میں ہے یا معاذ اللہ اشعار ہی خود بُرے ہوں اگرچہ بظاہر نعت و حقیقت کا نام ہو جیسے بے قیدوں کے خلاف شرع شعر کو تو بین انبیائے کرام و ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ تنقیص شان سید الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلکہ گستاخی و بے ادبی بارگاہ عزت ذی الجلال والا کرام کچھ اٹھانہ رکھیں اور نعت و منقبت کا نام بدنام یا محل محل فتنہ خواہ فتنہ فتنہ ہو جیسے زن اجنبیہ کا مردوں کے جلسے میں خوش الحانی کرنا یا خارج سے امور نامشروعہ کا قدم درمیان ہو مثلاً مزامیر، تالیاں، لچکا، توڑا، بھاء، تانا جیسے آج کل بعض بے شرم و اعظان نیچری مشرب آزادی مذہب نے اپنی مجلس گرم کرنے کا انداز بنا رکھا ہے۔ اشعار گائیں مثنوی مولانا روم کے اور رنگ رچائیں مثنوی میر حسن کی دھوم کی الی غیر ذلک من المحدثات والمجتنبات والمحظورات المتجلیات (اسکے علاوہ اجتناب کردہ محرمات اور لائے ہوئے ممنوعات ہیں۔ ت) یہ تیرہ و تیرہ برت کہ جو چاہے حلال کو حرام کرے ورنہ سادہ خوش الحانی کے ساتھ جائز شعر خوانی کے جواز میں اصلاً جائے کلام نہیں بلکہ اشعار مجموعہ بہ نیت محمودہ اعمال محمودہ ہیں معدود باعث اجر و ضائے رب و دود ہیں۔ مواہب اللدنیہ و شروح علامہ زرقانی میں ہے:

کان یحدو بین یدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی السفر عبداللہ بن رواحۃ الامیر المستشهد بموتہ ای یقول الحداء بضم المہملۃ وهو الغناء للابل (وفی الترمذی عن انس انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ	حضرت عبداللہ بن رواحہ سفر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حدی خوانی کیا کرتے تھے یہ امیر لشکر تھے جو غزوہ موتہ شہید ہوئے کان یحدو ای یقول الحداء بعضہ المہملۃ وهو الغناء للابل) یعنی "کان یحدو" کے معنی ہیں وہ اونٹوں کی تیز رفتاری کے لئے خوش الحانی سے گیت گایا کرتے تھے الحداء بے نقطہ صرف "ح" کی پیش کے ساتھ اونٹوں کے لئے گیت گانے کو
--	---

وسلم دخل مكة في عمرة القضية (ابن رواحة يمشي بين يديه ويقول ۛ

خلو بني الكفار عن سبيله

اليوم نضر بكم على تنزيله

ضربا يزيل الهام عن مقيله

ويذهل الخليل عن خليله

فقال عمر يا ابن رواحة بين يدي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وفي حرم الله تقول الشعر فقال صلى الله تعالى عليه وسلم خل عنه يا عمر فلهي فيهم اسرع من نضح النبل. وفي رواية انه لما النبل وفي رواية انه لما انكر عمر عليه قال صلى الله تعالى عليه وسلم يا عمراني اسرع فاسكت يا عمر (وعامر بن اكواع) كان يحدو بين يديه صلى الله تعالى عليه وسلم (واستشهد يوم خيبر وانجشه العبد الاسود) كان حسن الحداء وفي الصحيح عن انس كان حسن الصوت (قال انس) في الصحيحين (كان براء بن مالك) اخوانس

کہا جاتا ہے جامع ترمذی میں حضرت انس سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کی ادائیگی کے لئے مکہ المکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ آپ سے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اے کفار کی اولاد! ان کا راستہ کھلا چھوڑ دو آج ہم تمہیں ایسی مار مارینگے کہ کھوپڑیاں تن سے جدا ہو جائیں گی اور دوست اپنے دوست کو بھول جائیگا، اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا تو رسول اللہ صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ان کے رو برو اللہ کے حرم میں اشعار پڑھتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اسے چھوڑ دو کہ یہ رجزیہ اشعار دشمن پر تیر اندازی سے بھی زیادہ موثر ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ جب عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرمایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمرو! میں تو سن رہا ہوں لہذا تم خاموش رہو، اور حدیث عامر بن اکواع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حدی خوانی کیا کرتے تھے اور یہ خیبر میں شہید ہوئے اور حضرت انجشہ حبشی غلام تھے یہ بہترین حدی خواں تھے صحیح میں ہے حضرت انس سے روایت ہے کہ حضرت انجشہ کی آواز خوبصورت تھی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے

شهد المشاهد الابدر اقال صلى الله تعالى عليه وسلم
 رب اشعث اغبر لايؤبه له لواقسم على الله لابرء
 منهم البراء بن مالك قال انس فلما كان يوم تستر
 من بلاد فارس انكشف الناس فقال المسلمون
 يا براء قسم على ربك فقال اقسم عليك يا رب لما
 منحتنا اكنافهم و الحقنى بنبيك فحل وحمل
 الناس معه فقتل هر مزان من عطاء الفرس واخذ
 سلبه وانهزم الفرس وقتل البراء رواه الترمذى
 والحاكم وذلك فى خلاصة عمر سنة عشرين،
 (ايحدو بالرجال وانجشه بالنساء وقد كان يحدو
 وينشد القريض والرجز) وفى الصحيحين عن انس
 ان انجشه حدا بالنساء فى حجة الوداع فأسرعت
 الابل فقال صلى الله تعالى عليه وسلم يا انجشة رفقاً
 بالقوارير، (اي النساء فشبههن بالقوارير من
 الزجاج لانه يسرع اليها الكسر فلم يأمن عليه

فرمایا: حضرت براء بن مالک (جو حضرت انس کے بھائی تھے)
 سوائے بدر کے تمام غزوات میں حاضر رہے اور آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے لوگ بکھرے
 ہوئے بالوں والے خاک الود، جن کی کوئی پروا نہیں کرتا (عند
 اللہ) ایسے (اہم) ہیں کہ اگر کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی قسم
 کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم سچی کر دیتا ہے، اور انہی میں
 سے ایک براء بن مالک بھی ہیں۔ حضرت انس نے فرمایا کہ
 ایران میں قلعہ تستر پر جس دن حملہ کیا گیا لوگ تتر بتر ہو گئے
 اس موقع پر حضرت براء سے کہا گیا کہ اپنے پروردگار کے بھروسہ
 پر اس کی قسم کھائیں، چنانچہ حضرت براء نے قسم کھائی اور
 فرمایا: اے میرے پروردگار! میں تیری ذات کی قسم کھا کر
 کہتا ہوں کہ تو نے ہمیں کافروں کے کندھے باندھنے کی طاقت
 بخشی اور تو نے مجھے اپنے نبی مکرم سے ملایا ہے۔ اس کے بعد
 حضرت براء نے عام لوگوں کے ساتھ مل کر ایرانیوں پر حملہ
 کیا ان کا سپہ سالار ہر مزان مارا گیا ایرانیوں کو شکست ہوئی اور
 فرار ہونے لگے اس کا سامان قبضے میں لے لیا گیا اور حضرت
 براء شہید ہو گئے، امام ترمذی اور حاکم نے اس کو روایت
 کیا۔ یہ معرکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 دور خلافت میں ۲۰ھ میں ہوا، حضرت براء مردوں کے
 لئے حدی خوانی کیا کرتے تھے جبکہ انجشہ عورتوں کے

الصلوة والسلام ان يقع في قلوبهن حداثة وقيل نهأة لان النساء يضعفن عن شدة الحركة قال الدماميني وحبله هذا اقرب الى ظاهر لفظه من الحمل على الاول¹ اھملخصاً۔

کجاووں کے قریب جا کر حدی خوانی کرتے، چنانچہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت انجشہ نے حجة الوداع کے موقع پر عورتوں کی سواریوں کے پاس جا کر حدی خوانی کی، جس کے نتیجے میں اونٹ تیز رفتار ہو گئے، اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے انجشہ! کالج کی شیشیوں کے ساتھ نرمی اختیار کرو، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارے ساتھ کالج کی شیشیاں (بوتلیں) بھی ہیں (مراد عورتیں ہیں) کہیں جلدی ٹوٹ نہ جائیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو کالج کی بوتلوں سے تشبیہ دے کر یہ اشارہ فرمایا وہ حدی خوانی اور خوش الحانی سے متاثر نہ ہو جائیں اور یہ مفہوم بھی ہے کہ سواریوں کے بوجہ حدی خوانی تیز رفتار ہو جانے سے وہ کہیں گھبرانہ جائیں کیونکہ وہ فطرتاً کمزور ہوتی ہیں، علامہ دمامینی نے فرمایا اس کو ظاہری الفاظ پر حمل کرنا بنسبت قول اول کے زیادہ مناسب ہے اور موزوں ہے اھملخصاً (ت)

اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ہے:

روی البغوی باسناد صحیح عن محمد بن سیرین عن انس قال دخلت علی البراء بن مالک وهو يتغنى فقلت له قد ابدلك الله ما هو خير منه فقال اترهب ان اموت على فراشي لا والله ما كان الله ليحرمني ذلك وقد قتلت مائة منفردا سوى من شارك فيه²۔

امام بغوی باسناد صحیح محمد بن سیرین کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا میں حضرت براء بن مالک کے پاس گیا وہ خوبصورت انداز میں اشعار پڑھ رہے تھے میں نے ان سے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بجائے آپ کو وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اس سے کہیں بہتر ہے (یعنی قرآن مجید) فرمایا کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ میں اپنے بستر پر ہی مر جاؤں گا خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ مجھے شہادت سے محروم کر دے ایک سو کافر تو خود میرے ہاتھوں

¹ البواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الرابع ۲/ ۱۶۳ وشرح الزرقانی علی البواہب للذنیۃ ۳/ ۷۶ و ۷۷ و ۷۸

² الاصابہ فی تمییز الصحابة حرف الباء ترجمہ ۲۲۰ البراء بن مالک دار صادر بیروت ۱/ ۱۳۳

قتل ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ جن کے قتل میں میری شرکت اور معاونت ہوئی وہ مزید ہیں۔ (ت)

امام ابن حجر مکی کف الرعاع عن محرمات اللہ والسماع میں فرماتے ہیں:

شوافع اور مالکیہ کے ایک گروہ نے فرمایا ان میں سے امام اذرعی نے توسط میں اور قرطبی نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا: راگ، گانا اور سنا، اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جس کے استعمال کی لوگوں کو عادت ہے کوئی کام کرتے ہوئے بھاری وزن اٹھاتے ہوئے، سفر طے کرتے ہوئے بیابان سے گزرتے ہوئے سواروں کو تیز قدم کرنے کے لئے دیہاتیوں کا حدی خوانی کرنا، اپنا دل بہلانے اور تسکین و راحت پہنچانے کے لئے خوش الحانی کے ساتھ نغمہ سنج ہونا اور اشعار پڑھنا بشرطیکہ فحش گوئی پر مبنی نہ ہو یہ ہر گز منع نہیں، عورتوں کا بچوں کو بہلانے اور سنانے کے لئے لوریاں دینا، گیت الاپنا اور باندیوں کا کھیل تماشا کرنا بوجہ حد سے تجاوز نہ کرنے کے جائز ہے۔ حد سے تجاوز کرنے سے مراد شراب کی تعریف، گانے والی عورتوں کا تذکرہ وغیرہ ہے۔ یہ امور اگر نہ ہوں تو حدی خوانی کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور اس میں کوئی اختلاف بھی نہیں بلکہ بعض حالات میں یہ فعل مندوب ہوتا ہے یعنی اچھے کام کے لئے راغب کرے جیسے حج، جہاد وغیرہ میں حدی خوانی یہی وجہ ہے کہ تعمیر مسجد نبوی اور خندق کھودے جانے کے موقع پر خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

قال جمع من الشافعية والمالكية منهم الاذرعی فی توسطه والقرطبی فی شرح مسلم الغناء انشادا و استماعا علی قسمین القسم الاول ما اعتاد الناس استعماله لمحاولة عمل وحمل ثقیل وقطع مفاوز سفر ترويحاً للنفوس وتنشيطاً لها كحداء الاعراب بأبلهم وغناء النساء لتسكين صغارهن ولعب الجوارى بلعین فهذا اذا سلم المغنی به من فحش وذكر محرم کو صف الخمر والغینات لا شك فی جوازہ ولا یختلف فیہ وربما یندب الیه اذا نشط علی فعل خیر كالحداء فی الحج الغزو، ومن ثم ارتجز صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو الصحابة رضوان اللہ تعالیٰ علیہم فی بناء المسجد وحفر الخندق وغیرہما کہا ہو مشہور وقد امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نساء الانصار ان

يقطن في عرس لهن

اتيناكم اتيناكم

فحيانا وحيانا

و كالا شعار المزهدة في الدنيا الراغبة في الاخرة فهي
من انفع الواعظ فالحاصل عليها اعظم الاجر ويؤيد
ما نقله من نفى الخلاف في هذا القسم ان ابن
عبدالبر وغيره قالوا لا خلاف في اباحة الحداء
واستماعه وهو ما يقال خلف نحو الابل من الشعر
سوى الرجز وغيره لينشطها على السير ومن اوهم
كلامه نقل الخلاف فيه فهو شاذ او مؤول على حالة
يخشى منها شبيء خير لائق القسم الثاني ما ينتحله
المغنون العارفون يصنعة الغناء المختارون المدن
من غزل اشعر مع تلحينه بالتلحينات الانيقة
وتقطيعه لها على النغمات الرقيقة

اور صحابہ کرام نے اشعار پڑھے اور نہ صرف ان دو موقعوں پر
بلکہ ان کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی آپ نے اور آپ کے صحابہ
نے رجزیہ اشعار پڑھے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے انصار کی خواتین کو یہ حکم فرمایا تھا کہ اپنی شادیوں
میں عمدہ اشعار پڑھا کریں، "ہم تمہارے پاس آئے ہم
تمہارے پاس آئے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی زندہ رکھے اور تمہیں
بھی زندہ رکھے" اسی طرح ان شعرا کا استعمال بھی جائز ہے جو
دنیا سے رغبت ہٹا کر آخرت کی رغبت دلانے والے ہوں، اسی
قسم کے اچھے اشعار پڑھنا بہترین وعظ ہے اور باعث اجر و ثواب
ہے اور اس کی تائید اس قول سے ہوتی ہے جو امام موصوف
نے اس قسم کی نفی کی خلاف کیا کہ علامہ ابن عبدالبر وغیرہ نے
کہا کہ حدی خوانی اور اس کے سننے کے مباح ہونے میں کوئی
اختلاف نہیں یہ وہ اشعار گوئی اور حدی خوانی ہوتی تھی جو
اونٹوں کو ہانکتے وقت ان کے پیچھے پیچھے کی جاتی تھی بجز رجز
وغیرہ کے، اور مقصد یہ ہوتا تھا کہ اونٹوں کو چلنے میں خوش اور
چست رکھا جائے اور جو اس سلسلے میں وہم اور اختلاف نقل
ہوا ہے وہ شاذ ہے یا اس کی بھی تاویل کردی گئی کہ یہ اس
حالت پر محمول ہے جس میں نامناسب بات کا اندیشہ کیا گیا ہو،
دوسری قسم (جس کی نسبت گانے والے کی طرف کریں) جو
گانیوں

<p>کی طرف منسوب ہو، جو فن موسیقی سے ماہر ہوں شائستگی سے غزل شعر کو پسند کریں اپنے لہجہ کے ساتھ خوشنما لہجوں سے اور ان کی تقطیع کریں نعمت رقیقہ پر جو نفوس کو ابھاریں اور آمادہ کریں اور انھیں شراب کے جاموں کا شوق دلائیں پس یہ وہی راگ ہے جس میں علماء کے اقوال مختلف ہیں ان اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ وہ حرام ہے۔ علامہ قرطبی نے فرمایا کہ امام مالک کا یہی مذہب ہے بلکہ فرمایا کہ یہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی اہل کوفہ مذہب ہے۔ (ت)</p>	<p>التي تهيج النفوس وتطرب بها كحمياً الكوؤس فهذا هو الغناء المختلف على اقوال العلماء احدها انه حرام قال القرطبي وهو مذهب مالک (الى قوله) وهو مذهب ابي حنيفة رضي الله تعالى عنه وسائر اهل الكوفة¹۔</p>
---	--

اسی میں ہے:

<p>امام اذرعی نے فرمایا ان لوگوں اور صحابہ کرام کی طرف جو کچھ منسوب کیا گیا ہے ان میں اکثر حصہ ثابت نہیں اور اگر کچھ ثابت بھی ہو جائے تو اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ صحابہ راگ متنازع فیہ کو مباح کہتے تھے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غلام ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دیکھا کہ وہ خوش الحانی سے اشعار پڑھ رہے تھے اسے تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جب ہم اکیلے اور تنہا ہوتے ہیں تو وہی کچھ کہتے ہیں جو لوگ کہتے ہیں پس اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ اشعار کیا تھے اور ان کا حال اور کیفیت کیا تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے</p>	<p>قال الاذرعی وما نسب الی اولئك الصحابة اكثره لم يثبت ولو ثبت منه شیع لم يظهر منه ان ذلك الصحابي يبيع الغناء المتنازع فيه فالمرورى عنه عمر رضي الله تعالى عنه ان غلاما دخل عليه فوجدہ يترنم ببیت اونحو ذلك فعجب منه فقال اذا خلونا قلنا كما تقول الناس فالله اعلم ما كان ذلك البيت وما كان ترنمه وصفته وصح عن عثمان رضي الله تعالى عنه</p>
--	---

¹ کف الرعاع عن محرمات اللہو والسباع دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۶۱۵:۵۹

بصحت ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں گیت گاتا ہوں تو اسے میں بنا سنوار لیتا ہوں لہذا غنا متنازع فیہ اور اس کے سننے کی اجازت کی نسبت ہدایت یافتہ اماموں کی طرف کرنا بہت بڑی جرات ہے اور جاہل آدمی اس سے یہ غنا نہیں سمجھتا جو گانے والے بھڑے وغیرہ اختیار کرتے ہیں شیخ امام ابراہیم مروزی نے اپنی تعلیق میں فرمایا حضرت عمر فاروق حضرت عبدالرحمن ابن عوف، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب اپنے سفر کے دوران خوش الحانی سے اشعار پر ہا کرتے تھے اسی طرح حضرت اسامہ بن زید، حضرت عبداللہ بن ارقم اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے پس اس طرح کا ترنم محل نزاع نہیں کیونکہ وہ سابقہ دو قسموں سے پہلی قسم میں داخل ہے۔ اور پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں، اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ ظاہر بات جس کا قطعی ہونا متعین ہو یہ ہے کہ جس کی حکایت صحابہ کرام اور ان کے بعد ائمہ حضرات کی طرف کی گئی غالباً اسے یہی قسم مراد ہے جس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں، پوری بحث اس میں موجود ہے اور ہم نے جو کچھ بیان کیا وہ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ پاک برتر اور سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

ما تمینیت ای زینت فاطلاق القول بنسبة الغناء المتنازع فیہ واستماعه الی ائمة الهدی تجاسر ولا یفہم الجاہل منه هذا الغناء الذی یتعاطاه المغنون المخنثون ونحوهم وقال الشیخ الامام ابراہیم المروزی فی تعلیقہ وعن عمرو عبد الرحمن بن عوف وابی عبیدہ بن الجراح وابی مسعود الانصاری انہم كانوا یتربون بالاشعار فی الاسفار وكذلك عن اسامة بن زید و عبد اللہ بن ارقم و عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم والترنم كذلك لیس فی محل النزاع اذہو من انواع القسم الاول من القسمین السابقین وقد مر انه لا خلاف وبہ یعلم ان الظاہر الذی یتعین القطع بہ ان غالب ما حکى عن الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن بعدہم من الائمة انہما مو من هذا القسم الذی لا خلاف فیہ^۱ وتبامہ فیہ وفيما ذکرنا کفایة. واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

^۱ کف الرعاع عن محرمات اللہو والسباع دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۶۷-۶۶

مسئلہ ۱۱۵:

از کلکتہ دھرم تلامذہ ۱۲۴

مرسلہ جناب محمد یونس صاحب ۸ رجب ۱۳۲۷ھ

علمائے دین سے سوال یہ ہے کہ اس شخص کا کیا حال ہے کہ عمر و دوزوجہ رکھتا ہے اور دونوں سے مباشرت ایک مکان میں بے پردہ کرتا ہے اور جو اس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے اپنی بی بی سے کیا حجاب۔

الجواب:

یہ امر مکروہ و بے حیائی ہے مرد کو بی بی سے حجاب نہیں تو بی بی کو بی بی سے تو ستر فرض ہے اور حیلا لازم ہے۔ بحر الرائق و فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

<p>یکرہ ان یطأ احدہما بحضرة الاخری حتی او طلب وطأہا لم یلزمہا الاجابة ولا تصیر فی الامتناع ناشرة ولا خلاف فی هذه المسائل^۱۔</p>	<p>دو بیویوں میں سے کسی ایک سے دوسری کی موجودگی میں ہمبستری کرنا مکروہ ہے اگر شوہر ایک بیوی سے دوسری بیوی کی موجودگی میں اس قسم کا تقاضا کرے تو بیوی کے لئے اس کا تقاضا پورا کرنا ضروری نہیں، اور اس انکار یا رکاوٹ کے سبب وہ نافرمان نہیں ہوگی۔ ان مسائل میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ (ت)</p>
---	---

ردالمحتار شرح ملتقی اس میں امام قاضیہاں اس میں منتقی امام حاکم الشہید سے ہے:

<p>یکرہ للرجل ان یطأ امرأته وعندھا صبی یعقل او اعلىٰ او ضرتها او امتھا او اُمته^۲۔</p>	<p>کسی ذی عقل و ذی فہم بچے، کسی اندھے، اپنی بیوی کی سوکن اور اپنی یا بیوی کی لونڈی کی موجودگی میں بیوی کے ساتھ ہمبستری ہونا مرد کے لئے مکروہ ہے۔ (ت)</p>
--	--

مسئلہ ۱۱۶:

بہر ضلع بریلی مرسلہ طالب حسین خان

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

قبر پر اذان کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا (بیان کیجئے اور ثواب حاصل کیجئے۔ ت)

^۱ بحر الرائق کتاب النکاح باب القسم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۲۲۱، فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الحادی عشر نورانی مکتب خانہ پشاور

^۲ ردالمحتار کتاب النکاح باب القسم دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۹۲

الجواب:

قبر پر اذان کہنے میں میت کا دل بہلتا اور اس پر رحمت الہی کا اثرنا اور سوال جواب کے وقت شیطان کا دور ہونا اور ان کے سوا اور بہت فائدے ہیں جن کی تفصیل ہمارے رسالہ "ایذان الاجر فی اذان القبر" میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۰۲۱۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) زید فجر کے بعد پانچ بجے کے مسجد میں چراغ بغرض رونق وزینت مسجد، نہ کہ بغرض تلاوت اور مطالعہ کتب دینیہ جلا دیتا ہے حالانکہ روشنی کی اس وقت ضرورت نہیں ہوتی ہے کیونکہ نمازیوں کی آمد پونے چھ بجے اور جماعت بعد چھ بجے طلوع روشنی صبح صادق میں ہوتی ہے اور علاوہ اس کے سرکاری لائٹین کی روشنی تینوں دروں میں مسجد کے اور صحن میں کافی طور سے ہوتی ہے عمرو جو مہتمم قدیم مسجد کا ہے اور سیکڑوں روپیہ اپنی کوشش موفورہ سے فراہم کر کے مسجد کی ترمیم و دیگر اخراجات میں لگاتا رہا ہے بلکہ اب بھی مرمت کر رہا ہے زید کو اس وقت کے فضول بلا ضرورت چراغ جلانے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مسجد کے مال میں اسراف نہ چاہئے مگر زید نہیں مانتا پس ایسی صورت میں چراغ جلانا چاہئے یا نہیں؟

(۲) زید نے مسجد کی مرمت کے نام سے مسلمانوں سے کچھ چندہ جمع کیا اور عمرو مہتمم سے بھی دس روپیہ مرمت کے بہانے سے لئے جو اس کے پاس مرمت مسجد کے لئے رکھے تھے اس روپیہ سے اپنے چچا کی قبر جو مسجد سے باہر تھی پختہ بنا کر مسجد کے اندر داخل کر لی اور بقیہ روپیہ خورد و نوش کر لیا حساب نہیں سمجھا یا مسجد کی مرمت کا روپیہ قبر یا اپنے صرف میں لانا کیسا ہے اور وہ شخص شرعاً کسی مواخذہ کے قابل ہے؟ بینوا تو جروا۔

(۳) زید کہتا ہے کہ تلاوت قرآن مجید مسجد کے اندر گناہ، نہیں چاہئے۔ عمرو کہتا ہے کہ گناہ نہیں ہے۔ اگر جماعت ہوتی ہو یا کوئی نماز پڑھتا ہو تو دل میں آہستہ پڑھنا اور جبکہ یہ امر مانع نہ ہوں تو باواز پڑھنا بھی جائز ہے گناہ نہیں، زید کا قول درست ہے یا عمرو کا؟ بینوا تو جروا

(۴) زید اپنا اثاث البیت مسجد کے حجرہ میں رکھ لیتا ہے جس سے مسجد کے اسباب کو پر آگندگی اور مسافروں اور طلباء کو تکلیف ہوتی ہے اور بہنوئی اس کا اکثر اوقات مسجد کے اندر سورتا ہے یہ فعل زید کا کیسا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

- (۱) جبکہ اس وقت مسجد میں کوئی نہیں آتا چراغ جلانا فضول و ممنوع ہے خصوصاً جبکہ لائین کی روشنی ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۲) مسجد کے روپیہ سے اپنے چچا کی قبر کی بنانا حرام تھا اور دھوکا دے کر لینا اور بھی سخت حرام، ایسا شخص فاسق فاجر مرتکب کبائر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۳) زید کا قول غلط ہے مسجد میں قرآن عظیم کی تلاوت بیشک جائز ہے اور کسی کے نماز و نطفہ میں خلل نہ آئے تو باواز پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۴) مسجد کا اسباب پر آگندہ اور مسافروں اور طلباء کو ناحق تکلیف دینا حرام ہے۔ اور بے اعتکاف کے مسجد میں سونے کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۱: بعد نماز فجر اور آفتاب طلوع ہونے سے قبل قرآن شریف کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

- بیشک جائز ہے بلکہ بہت اعلیٰ وقت ہے جبکہ آفتاب طلوع نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- مسئلہ ۱۲۲: از افریقہ حاجی عبد اللہ ولایت علی ۲۴ محرم ۱۳۳۱ھ
- راستے میں چلے جانا اور قرآن مجید پڑھتے جانا راستے میں نجس مکان بھی آتے ہیں جن کی بدبو سے چلنا بھی مشکل ہوتا ہے کیا ایسے مکانوں سے چلے جانا اور قرآن مجید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

راستے میں قرآن شریف کی تلاوت دو شرط سے جائز ہے۔ ایک یہ کہ وہاں کوئی نجاست نہ ہوں، دوسرے یہ کہ راہ چلنا اسے قرآن عظیم پڑھنے سے غافل نہ کرے جہاں نجاست یا بدبو ہو وہاں خاموش رہے جب وہ جگہ نکل جائے پھر پڑھے، واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم (اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے اور اس بزرگی والے کا علم سب سے زیادہ کامل اور زیادہ پختہ ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۲۳: از سرنیاں ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری ۴ رجب ۱۳۳۱ھ

سونے سے اُٹھ کر آیا لکھری پڑھنا کیسا ہے بعض استاد حقہ پیتے ہیں اور شاگرد کو پڑھاتے جاتے ہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

سونے سے اٹھ کر ہاتھ دھو کر کلی کر لے اس کے بعد آیہ الکرسی پڑھے، اگر منہ میں حقہ وغیرہ کی بدبو ہو یا کوئی کھانے پینے کی چیز ہو تو بغیر کلی کے تلاوت نہ کرے جو استاد ایسا کرتے ہیں۔ برا کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۴: از موضع منصور پور متصل ڈاک خانہ قصبہ شیش گڈھہ بیڑی ضلع بریلی مرسلہ محمد شاہ خان ۳۰ محرم ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر صاحبان کو دیکھا گیا ہے کہ کعبہ شریف کی جانب پشت کر کے دیوار مسجد کے سہارے سے بیٹھ کر تسبیح وغیرہ پڑھتے ہیں ایسے صاحبان کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب:

یہ نامناسب ہے حدیث میں ہے:

افضل المجالس ما استقبل به القبلة ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔	سب میں بہتر نشست رو بہ قبلہ ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
--	--

مسئلہ ۱۲۵ و ۱۲۶: مسئلہ حافظ عبد الطیف صاحب مدرس مدرسہ حنفیہ سہسوان از سہسوان ۲۸ صفر ۱۳۳۲ھ

(۱) مصحف مجید جو نہایت بوسیدہ ہو جائے اس کو اولیٰ دفن یا احراق اور اگر دفن ہو تو کس جگہ؟

(۲) اسبند پر بعض حفاظ کوئی آیت پڑھ کر پھونکتے ہیں پھر وہ جلایا جاتا ہے یہ فعل کیا ہے؟ بینواتو جروا (بیان فرمائے اجر پائے۔ ت)

الجواب:

(۱) مصحف کریم کا احراق جائز نہیں نص علیہ فی الدر المختار (در مختار میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ ت) بلکہ حفاظت کی جگہ دفن کیا جائے جہاں پاؤں نہ پڑیں، اور اگر تھوڑے اوراق ہوں تو اولیٰ یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو ان کی تعویذ تقسیم کر دئے جائیں۔

(۲) اسبند پر کوئی آیت دم کر کے جلانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۷ و ۱۲۸: از دانا پور کمپ مسئلہ پیر خیر شاہ صاحب ۲۹ صفر ۱۳۳۲ھ

(۱) زید اپنی زوجہ کی پستان منہ میں رکھ کر جماع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ لذت زیادہ حاصل ہوتی

^۱ کنز العمال بر مز طب عن ابن عباس حدیث ۲۵۴۰۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۳۹/۹

ہے کیا اس کو کسی طرح کا ہرج نکاح میں آسکتا ہے یا اس کو ہر حال میں ہمیشہ کے لئے مباح ہے؟
(۲) زید اپنی زوجہ سے کہتا ہے کہ تیری پستان بالکل خورد تری ہیں مجھ کو لذت جماع حاصل نہیں ہوتی اس کی زوجہ نے خاوند کی رضا کے لئے اپنے پستان خود ہی چوسنا اور پینا شروع کیا یہاں تک کہ اس کے پستان بوجہ دودھ آنے کے خوبصورت بن گئے۔ اب وہ خاوند خوش ہو گیا وہ عورت ایسا کر سکتی ہے کیا اپنا دودھ پی سکتی ہے؟ جواب کتب معتبرہ سے عنایت فرمائیں۔

الجواب:

(۱) صورت مستفسرہ جائز ہے بلکہ اگر نیت محمود ہو تو امید اجر ہے جیسا کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہم زوجین میں مس شر مگہ یک دگر فرمایا: ارجو انہما یوجران علیہ^۱ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دونوں اس پر اجر دئے جائیں گے۔ اصل یہ ہے کہ شرع مطہر کو جس طرح اپنی حرام فرمائی ہوئی چیز یعنی زنا کے دوائی معبوض ہیں ویسے ہی اپنی حلال کی ہوئی چیز یعنی جماع زوجہ کے دوائی محبوب ہیں ہاں اگر عورت شیر دار ہو تو ایسا چوسنا نہ چاہئے جس سے دودھ حلق میں چلا جائے اور اگر منہ میں آجائے اور حلق میں نہ جانے دے تو مضائقہ نہیں کہ شیر زن حرام ہے نجس نہیں البتہ روزے میں اس صورت خاص سے احتراز چاہئے۔ کما نصوا علی کراہۃ ذوق شیعی الا ضرورۃ (جیسا کہ کسی چیز کا چکھنا بغیر کسی ضرورت کے ائمہ فقہ نے اس کے مکروہ ہونے کی تصریح فرمائی۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہاں جو بات فرض کی ہے دو وجہ سے مستبعد ہے۔ ایک چھوٹی پستان کا ایسا ہونا کہ عورت جسے خود پی سکے دوسرے اپنے پینے کی وجہ سے دودھ اتر آنا، بہر حال اگر خالی پستان پی لیا مضائقہ نہیں اور اگر دودھ پیا تو حرام ہے بلکہ دودھ کی پستان پینے سے خوبصورت ہو جانا خلاف واقع ہے۔ دودھ بھرے ہونے سے خوبصورتی ہوگی اور خالی ہو کر اور بد صورتی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۹: مسؤلہ معظم علی صاحب پیش امام جامع مسجد حیدر آباد دکن ۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جامع مسجد بلدہ حیدر آباد دکن میں منبر کے پاس جو مصلے کا محراب ہے اس کے گردا گرد آیات قرآنی بخط طغرا سنگ سیاہ پر کندہ ہیں اگر خطیب صاحب منبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے رہے تو آیت قرآنی نیچے ہوتی ہیں تو کیا آیات قرآنی بوجہ منبر کے نیچے ہونے کے بے ادبی و بے حرمتی ہوتی ہے اگر بے ادبی ہے تو ان آیات کو

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظرو ولا باحۃ فصل فیما یکبرہ من النظر والمس الخ نوکثور لکھنؤ ۴/ ۸۳

سیمنٹ یا چونے سے پوشیدہ کر دیں تو کوئی گناہ تو نہیں؟

الجواب:

دیواروں پر کتابت قرآن عظیم میں رجحان جانب ممانعت ہے اور اگر منبر پر کھڑے ہونے میں اس طرف امام کی پیٹھ ہوتی ہے تو ضرور خلاف ادب ہے اور اگر پاؤں یا مجلس سے بلا سائرنچے ہیں تو اور زیادہ سوء اور ادب ہے ان حالتوں میں ان کا سیمنٹ یا چونے کسی پاک چیز سے بند کر دینا حرج نہیں رکھتا بلکہ بہ نیت ادب محمود ہے اور اگر نہ نیچے ہیں نہ پیچھے جب بھی اگر اس قول رائج کے لحاظ سے یا اس لئے کہ محراب میں کوئی شے شاغل۔ نظر نہ ہونی چائے بند کرنے میں حرج معلوم نہیں ہوتا۔

فَانِ الْأُمُورَ بِمَقَاصِدِهَا ^۱ وَأَنِهَا لِكُلِّ أَمْرٍ مَّا نَوَى ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	کیونکہ کام اپنے مقاصد پر مبنی ہیں، اور ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ خوب جانتا ہے۔ (ت)
---	--

مسئلہ ۱۳۰: مسئلہ محمود الحسن گوالیار بروز شنبہ تاریخ ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

جامع مسجد میں وعظ کسی کی اجازت سے ہونا چاہئے یا اگر کوئی تقریر وغیرہ کرنا چاہئے اور اس کی قابلیت علم علوم دینیہ میں کافی نہ ہو اور اس کی تقریر اشتعال انگیز ہو کیا اس کو امام مسجد تقریر کرنے سے بند کر سکتا ہے؟

الجواب:

وعظ میں اور ہر بات میں سب سے مقدم اجازت اللہ و رسول ہے جل اللہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کافی علم نہ رکھتا ہو اسے واعظ کہنا حرام ہے اور اس کا وعظ سننا جائز نہیں اور اگر کوئی معاذ اللہ بد مذہب ہے تو وہ نائب شیطان ہے اس کی بات سننی سخت حرام ہے اور اگر کسی کے بیان سے فتنہ اٹھتا ہو تو اسے بھی روکنے کا امام اور اہل مسجد سب کو حق ہے۔ اور اگر پوری عالم سنی صحیح العقیدہ وعظ فرمائے تو اسے روکنے کا کسی کو حق نہیں۔ بقولہ تعالیٰ:

"وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ" ^۳ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اور اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے گھروں میں اس کا نام لینے سے روکے، اور اللہ تالی سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے۔ (ت)
---	--

^۱ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الثانية ادارة القرآن کراچی ۸۳/۱

^۲ صحيح البخاری باب كيف بدء الوحي الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قديمي كتب خانہ کراچی ۲/۱

^۳ القرآن الكريم ۱۱۴/۲

مسئلہ ۱۳۱: از مقام اہور ملک مارواڑ متصل آئرپور ایئر محمد امیر الدین۔ بروز یک شنبہ بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ بروز جمعہ کو مکتوب کے لڑکوں کو چھٹی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو مع حدیث و آیت کے آگاہ فرمائیں فقط۔

الجواب:

جمعہ کی چھٹی ہمیشہ معمول علمائے اسلام ہے اور اسی قدر اس کی سند کے لئے کافی۔ ایسی جگہ بالخصوص آیت یا حدیث ہونا ضرور نہیں اور آیت و حدیث سے یوں نکال بھی سکتے ہیں کہ حدیث صحیح میں جمعہ کی پہلی ساعت سے جمعہ کی طرف جانے کی ترغیب فرمائی تو صبح سے فراغ جمعہ تک تو وقت اہتمام و انتظار جمعہ میں گزرا پڑھنے کا کیا وقت ہے اگر کسی مسجد میں جا کر پڑھے تو قبل جمعہ حلقہ سے ممانعت فرمائی بعد نماز فرمایا گیا:

جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔	"فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ" ^۱ ۔
---	--

یہاں بھی تجارت و کسب حلال کا ذکر فرمایا نہ کہ تعلیم علم کا تو معلوم ہوا کہ وہ دن چھٹی کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۲: از بدایوں کچہری کلکٹری محافظ تھانہ صدر مسئلہ سلامت اللہ نائب محافظ دفتر پٹواری۔ بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسئلہ میں اگر مرد کو معلوم ہو کہ میری بی بی حاملہ ہے تو کس مدت تک عورت سے صحبت کرنا جائز ہے؟ فقط

الجواب:

جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۳: از شاہجہانپور بازار سبزی منڈی محمد رضا خاں سوداگر۔ بروز دو شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جامع مسجد اور عید گاہ میں واسطے ترمیم ان دونوں مسجدوں کی یا کسی اور مسجد کی خواہ اسی شہر میں ہو یا دوسرے شہر میں، جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر کوئی سائل اپنی ذاتی حاجت کے واسطے چندہ طلب کرے یا مؤذن اور امام مسجد اس کے واسطے اعلان

^۱ القرآن الکریم ۶۲/ ۱۰

کردے تو جائز ہوگا یا ناجائز؟ یا جامع مسجد یا عید گاہ میں چندہ طلب کرنا وقت قراءت خطبہ کے حکم جواز میں ہے یا عدم جواز میں؟ اور رافضی کی مسجد میں سنی المذہب کا نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ مکروہ یا غیر مکروہ؟ اگر رافضی نے مسجد بنوادی ہے اور اس میں رافضی نماز کے واسطے کسی وقت حاجر نہ ہو سکے اور سنی لوگ اس کے گرد و پیش سکونت رکھتے ہوں اور اس مسجد میں نماز پنجوقتہ پڑھا کریں تو سنیوں کے واسطے موجب قباحت شرعاً ہے یا نہیں؟ نماز اس مسجد میں سنیوں کی بکراہت ادا ہوگی یا بلا کراہت؟ اور علماء جو وعظ مساجد جامع یا غیر جامع میں کہتے ہیں اور حاضرین کو پند و نصائح سناتے ہیں اور وہ ان کی خدمت و تواضع نفقود وغیرہ سے کرتے ہیں یہ آمدنی ان کو جائز ہے یا ناجائز؟ اور بعضے صرف حمد و نعت پڑھتے ہیں اور سامعین ان کی خدمت گزاری نقد و جنس سے کرتے ہیں یہ امر مساجد وغیر مساجد میں مباح و درست ہے یا نہیں اور یہ آمدنی ان کے واسطے درجہ جواز میں ہے یا عدم جواز میں؟ یہ لوگ ماتحت آیہ کریمہ "أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ" ^۱ (یہی وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ ت) کے داخل ہیں یا خارج؟ اس سے تین حاملین کہ مقصود طرفین الصاع اور انتفاع اور نفع رسانی اور مہمان نوازی اور مسافر پروری ہو، بینوا اتوجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

خطبہ کے وقت چندہ مانگنا خواہ کوئی بات کرنا حرام ہے اور خالی وقت میں مسجد یا اور کسی دینی کام یا کسی مسلمان حاجتمند کے لئے مانگے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ آئے سنت سے ثابت ہے اور اپنے لئے مانگنے کی مسجد میں اجازت نہیں، رافضی کی بنائی ہوئی مسجد شرعاً مسجد نہیں نماز ایسی ہوگی جیسے کسی گھر میں اگر محلہ میں کوئی مسجد اہلسنت کی ہے تو اسے چھوڑ کر اس میں پڑھنا ترک مسجد ہوگا اور ترک مسجد بلا عذر شرعی جائز نہیں۔ حدیث میں ہے:

لاصلوة لجار المسجد الا في المسجد ^۲	مسجد کے پڑوسی کی نماز سوائے مسجد نہیں ہوتی۔ (ت)
---	---

اور اگر کوئی مسجد نہیں تو اپنی مسجد بنائیں یا اسی کو مول لے کر وقف کر دیں اس میں تین صورتیں ہیں اگر وعظ کہنے اور حمد و نعت پڑھنے سے مقصود یہی ہے کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کریں تو بیشک اس آیہ الکریمہ کے تحت میں داخل ہیں اور حکم "لَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا" ^۳ (میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام

^۱ القرآن الکریم ۸۶/۲

^۲ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب المأمور یصلی خارج المسجد الخ دار صادر بیروت ۳/۱۱۱

^۳ القرآن الکریم ۴۱/۲

نہ وصول کرو۔ ت) کے مخالف۔ وہ آمدنی ان کے حق میں خبیث ہے خصوصاً جبکہ ایسے حاجتمند نہ ہوں جن کو سوال کی اجازت ہے کہ اب تو بے ضرورت سوال دوسرا حرام ہوگا اور وہ آمدنی خبیث تر و حرام مثل غصب ہے، عالمگیر یہ میں ہے:

ما جمع السائل بالتکدی فهو خبیث ^۱ ۔	سائل نے کد و کاوش سے جو کچھ جمع کیا وہ ناپاک ہے۔ (ت)
---	--

دوسرے یہ کہ وعظ حمد و نعت سے ان کا مقصود محض اللہ ہے اور مسلمان بطور خود ان کی خدمت کریں تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال، تیسرے یہ کہ وعظ سے مقصود تو اللہ ہی ہو مگر ہے حاجتمند اور عادیہ معلوم ہے کہ لوگ خدمت کریں گے اس خدمت کی طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے تو اگرچہ یہ صورت دوم کے مثل محمود نہیں مگر صورت اولیٰ کی طرح مذموم بھی نہیں جسے در مختار میں فرمایا:

الوعظ لجمع المال من ضلالة اليهود والنصارى ^۲ ۔	مال جمع کرنے کے لئے وعظ کہنا یہود و نصاریٰ کی گمراہیوں سے ہے۔
--	---

یہ تیسری صورت بین بین ہے اور دوم سے بہ نسبت اولیٰ کے قریب تر ہے جس طرح حج کو جائے اور تجارت کا کچھ مال بھی ساتھ لے جائے جسے "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَبِّكُمْ"^۳ (تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار کا فضل) یعنی رزق حلال تلاش کرو۔ ت) فرمایا۔ لہذا فتویٰ اس کے جواز پر ہے۔

افتی بہ الفقیہ ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ کہا فی الخانیة والہندیة وغیرہما والذی ذکرته توفیق بین القولین وبالله التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔	حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فتویٰ دیا ہے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے یہ دو قولوں کے درمیان موافقت پیدا کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
--	---

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۹

^۲ در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع مطبع مکتبائی دہلی ۲/ ۲۵۳

^۳ القرآن الکریم ۱۹۸/۲

مسئلہ ۱۳۴: مسئلہ عبدالرحمن از گمرہ ضلع کھیری
 بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ
 چہ میفرماید علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ (کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں۔ ت) کہ زید عرصہ اٹھارہ سال سے سفر حضر معمولی علالت میں بہ پابندی بعد ادائے نماز فجر تلاوت قرآن مجید کیا کرتا ہے گو دنیاوی تعلقات اور گونا گوں تفکرات اسے بہت ہی لاحق ہیں مگر وہ اس فرض کو ہر حالت میں انجام دیتا رہتا ہے مگر بوجہ کم استعداد ہونے کے وہ مطالب سے لاعلم رہتا ہے اسی صورت میں وہ مترجم قرآن مجید لفظی اردو یا فارسی کا ترجمہ دیکھ کر روزانہ بجائے دو پارہ ایک ربع یا اس سے کم و بیش تلاوت کرے یا حسب معمول روزانہ دو پارہ تلاوت کرے۔ دونوں میں سے کون افضل ہے؟
 بیّنوا تو جروا

الجواب:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

احب الاعمال الى الله اذومها وان قل ¹ ۔	اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ وہ عمل پسند ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ کم ہو۔
---	---

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا تکن مثل فلان کان یقوم اللیل ثم ترک قیام اللیل ² ۔	فلاں کی طرح نہ ہونا تجھ پڑھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔
---	---

مہینے میں دو ختم خیر کثیر ہے اور جب اٹھارہ سال سے اس کا التزام ہے تو اس میں کمی ہر گز نہ کی جائے و فیہ حدیث عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اور اس بارے میں حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث موجود ہے۔ ت) قرآن عظیم کے مطالب سمجھنا بلاشبہ مطلوب اعظم ہے مگر بے علم کثیرہ کافی کے ترجمہ دیکھ کر سمجھ لینا ممکن نہیں بلکہ اس کے نفع سے اس کا ضرر بہت زیادہ ہے جب تک کسی عالم ماہر کامل سنی دیندار سے نہ پڑھے خصوصاً اس حالت میں کہ ترجمہ شیخ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا آج تک اردو فارسی جتنے ترجمے چھپے ہیں کوئی صحیح نہیں بلکہ ان باتوں پر مشتمل ہیں کہ بے علم بلکہ کم علم کو بھی گمراہ کر دیں۔ واللہ یقول الحق وهو یہدی السبیل حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

¹ صحیح البخاری کتاب الرقاق باب القصد والمداومة علی العمل قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۵۷/۲

² سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی قیام اللیل (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹۵)

(اور اللہ تعالیٰ حق ارشاد فرماتا ہے اور وہی سیدھی راہ دکھاتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے، اور وہ اچھا کار ساز ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

از ملک کاٹھیاواڑ مقام اڑتیان امین احمد

مسئلہ ۱۳۵:

قرآن شریف کی تلاوت آواز سے کرنا یا آہستہ چاہئے؟

الجواب:

قرآن عظیم کی تلاوت آواز سے کرنا بہتر ہے مگر نہ اتنی آواز سے کہ اپنے آپ کو تکلیف یا کسی نمازی یاذا کر کے کام میں خلل ہو یا کسی جائز نیند سونے والے کی نیند میں خلل آئے یا کسی بیمار کو تکلیف پہنچے یا بازار یا سیرایا عام سڑک ہو یا لوگ اپنے کام کاج میں مشغول ہیں اور کوئی سننے کے لئے حاضر نہ رہے گا ان صورتوں میں آہستہ ہی پڑھنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یکم صفر ۱۳۳۵ھ

مرسلہ عبدالستار بن اسماعیل صاحب از گونڈل کاٹھیاواڑ

مسئلہ ۱۳۶:

اکثر لوگ اپنی اپنی جوتیوں کو بغرض حفاظت مسجد کے اندر لیجا کر اپنے قریب یا کسی گوشہ میں رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

بینواتوجروا

الجواب:

جوتے جن میں نجاست نہ ہو اگر کسی شے میں رکھ دئے جائیں یا اپنے پاؤں کے سامنے تو حرج نہیں مگر سجدہ کے سامنے نہ ہو کہ نمازی کی طرف رحمت الہی موجود ہوتی ہے نہ دہنی طرف کو ادھر ملائکہ ہیں نہ بائیں طرف کہ دوسرے کے دہنی طرف ہوں گے، ہاں اگر یہ کنارہ پر کھڑا ہے کہ اس کے بائیں طرف کوئی نہیں اور دیوار کے ساتھ متصل ہے کہ کسی کے آنے کا بھی احتمال نہیں تو رکھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰ صفر المظفر ۱۳۳۵ھ

مرسلہ محمود احمد صاحب از قصبہ دیوی شریف ضلع بارہ بنکی

مسئلہ ۱۳۷:

کیا ارشاد فرماتے ہیں حضرات علمائے دین اسلام و مفتیان شریعت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جس طرح آگرہ میں مقبرہ تاج محل کے بیرونی پھانک و اندرونی درو پر و نیز دہلی کی جامع مسجد کے در پر اور بعض دیگر مقدس مقامات و مساجد کے دروں پر آیات قرآن مجید کندہ ہیں اگر کسی بزرگ و برگزیدہ خدا کے مقبرہ کے دروں پر بایں احتیاط کہ زمین سے سات فٹ بلندی پر جہاں کسی قسم کی بے ادبی کا گمان بھی نہ ہو قرآن مجید کی کوئی سورہ یا اسماء جناب احدیت جل جلالہ سنگ مرمر کے ایسے مضبوط مصالحہ سے لکھے جائیں جو مثل پتھر کے مستحکم ہوں اور جن کا رنگ دھوپ یا پانی سے کبھی تبدیل نہ ہو سکے اور حروف ہمیشہ بدستور قائم ہریں تو

شرعاً جائز ہے نہیں؟ بینواتوجروا

الجواب:

دیواروں پر کتابت سے علماء نے منع فرمایا ہے کما فی الہندیۃ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے۔ ت) اس سے احتراز ہی اسلم ہے۔ اگر چھوٹ کرنے بھی گریں تو بارش میں پانی ان پر گزر کر زمین پر آئے گا اور پامال ہوگا غرض مفسدہ کا احتمال ہے اور مصلحت کچھ بھی نہیں لہذا اجتنب ہی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۸: جناب مولوی صاحب یہ عرض ہے اگر چلے کے اندر عورت مرد سے بولے پھر عورت چالیس دن کا چلہ نہائے تو عورت پاک ہو جائے گی اور نماز روزہ اور قرآن شریف کی عبادتوں کے لائق ہو جائے گی۔ چلے کے اندر عورت نے انکار کیا مرد ناراض ہو یا کہے کہ جی میں آتا ہے کہ میں نکاح کر لوں، عورت کو ان باتوں کا خیال ہو اور بلوالے اس کا مسئلہ، اس سے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے۔

الجواب:

بچہ پیدا ہونے کے بعد جس وقت خون بند ہو جائے اگر چلے کے اندر پھر نہ آئے تو اسی وقت عورت پاک ہو جاتی ہے مثلاً فقط ایک منٹ بھر خون آیا پھر نہ آیا تو بچہ پیدا ہونے کے اسی ایک منٹ تک ناپاکی تھی پھر پاک ہو گئی، نہا کے نماز پڑھے روزہ رکھے، پھر اگر چلے کے اندر خون نہ آیا تو یہ نماز روزے سب صحیح ہو گئے اور اگر پھر آگیا تو نماز روزے پھر چھوڑ دے۔ اب اگر پورے چلے یا اس سے کم پر جا کر بند ہوا تو شروع پیدائش سے اس وقت تک سب دن خون کے سمجھے جائیں گے وہ نمازیں جو پڑھیں بیکار گئیں اور وہ فرضی روزے جو رکھے قضا کئے جائیں گے اور اگر چلے سے بھی باہر جا کر بند ہوا اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں جتنے دن خون آیا تھا اتنے دن ناپاکی کے سمجھے جائیں گے باقی پاکی کے۔ مثلاً گھڑی بھر خون آیا اور بند ہو گیا پھر پچیس دن بعد آیا اور چالیس دن سے پاؤ گھڑی زیادہ تک آیا کہ شروع پیدائش بچہ سے اس وقت تک چالیس دن پاؤ گھڑی کا عرصہ ہوا تو اس سے پہلے اگر کوئی بچہ نہ ہوا تھا جب تو پورا چلہ ناپاکی کا ہوگا فقط پاؤ گھڑی یا جتنا چلے سے بڑھا استحضار ہے اس میں وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہے اور روزہ تو بہر حال روا ہے۔ اور اگر پہلے بچہ پر مثلاً بیس دن خون آیا تھا تو بیس دن ناپاکی کے ہیں باقی دن پاکی کے ہیں ان میں نماز روزے نہ رکھے ہوں قضا کرنے ہوں گے یہ حکم ہے۔ اور عورتوں میں جو مشہور ہے کہ خون آئے یا بند ہو جائے چلہ پورا ہی کر کے نہایتی ہیں اور جب تک نمازیں قضا کرتی ہیں یہ سخت حرام ہے۔ رہا خاوند کے پاس جانا اگر چلہ کے اندر خون بند ہو جائے اور اتنے دنوں سے کم ہو جتنے دن اس سے پہلے بچہ میں آیا تھا تو خاوند کے پاس جانا حرام ہے۔ اور اس کا یہ کہنا عورت کسی طرح نہیں مان سکتی مانے گی تو سخت

گنہگار ہوگی تو بہ کرے۔ اور اگر اتنے دن پورے ہو لئے جتنے دنوں اس سے پہلے بچہ میں آیا تھا اس کے بعد بند ہوا اور چلہ ابھی پورا نہ ہوا تو جب عورت نہالے گی یا ایک نماز کا وقت اس پر گزر جائے گا اس وقت خاوند کے پاس جاسکتی ہے۔ ورنہ ہر گز نہیں۔

مسئلہ ۱۳۹: از جالندھر شہر چوک مرسلہ محمد آمین مؤرخہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

قطب کی طرف پاؤں کر کے سونا چاہئے یا نہیں؟ بینواتوجروا

الجواب:

کوئی حرج نہیں وہ ایک ستارہ ہے ستارے سب طرف ہیں۔ فقط

مسئلہ ۱۴۰: از محلہ نالہ بریلی بن خاں مؤرخہ ۲۸ ذی القعدہ

ایک شخص نے طرف کعبہ شریف کے پیر کئے لیکن اس کو خیال تھا جب اٹھوں گا تو میرا منہ زیارت مقدسہ کی طرف ہوگا میں پڑھتا اٹھوں گا۔

الجواب:

کعبہ معظمہ کی طرف پاؤں کر کے سونا بلکہ اس طرف پاؤں پھیلانا سونے میں ہو خواہ جاگنے میں۔ لیٹے ہو خواہ بیٹھے میں۔ ہر طرح ممنوع و بے ادبی ہے۔ اور یہ اس کا خیال حماقت ہے۔ سنت یوں ہے کہ قطب کی طرف سر کرے اور سیدھی کروٹ پر سوئے کہ سونے میں بھی معنہ کعبہ کو ہی رہے۔ ہاں وہ مریض جس میں اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہیں اس کی نماز کے لئے ایک طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ پانچ قبلہ کی طرف ہو اور سر کے نیچے اونچا تکیہ رکھ دیں کہ منہ کعبہ معظمہ کو ہو پھر یہ ضرورت کے واسطے، غیر مریض اپنے آپ کو اس پر قیاس نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۱ و ۱۴۲: مولوی ندیر احمد صاحب ساکن سمواہان پرگنہ نواب گنج بریلی مؤرخہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسائل مفصلہ ذیل میں:

(۱) بی بی سے ہمبستری کس طرح سنت ہے؟

(۲) دن میں بی بی سے ہمبستر ہونا کیسا ہے؟ بینواتوجروا

الجواب:

(۱) جو وقت تمام شرعی ممانعتوں سے خالی ہو اس میں تین نیتوں سے: اطلب ولد صالح کہ توحید و رسالت شہید دے تکثیر امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرے۔ عورت کا ادائے حق اور اسے پریشان خاطر و پریشان نظری سے بچانا، یاد الہی و اعمال صالحہ کے لئے اپنے قلب کا

اس تشویش سے فارغ کرنا یوں کہ نہ اپنی برہنگی ہو نہ عورت کی کہ حدیث میں فرمایا:

ولا یتجردان تجرد العیر ^۱	دونوں (میاں بیوی) گدھوں کی طرح ننگے نہ ہوں (ہمبستری کے وقت)۔ (ت)
-------------------------------------	--

اور اس وقت نہ رو بقبلہ ہو نہ پشت بقبلہ، عورت چت ہو اور یہ اکڑوں بیٹھے اور بوس و کنار و مسامی و ملاعبت سے شروع کرے جب اسے بھی متوجہ پائے بسم اللہ الرحمن الرحیم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا^۲ (اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء جو بیدار رحم کرنے والا مہربان ہے۔ اے اللہ ہمیں شیطان کے وار سے بچائے اور جو کچھ تو نے ہمیں عطا فرمایا اس میں شیطان کو ہم سے دور رکھے۔ ت) کہہ کر آغاز کرے اور اس وقت کلام اور فرج پر نظر نہ کرے۔ بعد فراغ فوراً جلد نہ ہو یہاں تک کہ عورت کی بھی حاجت پوری ہو، حدیث میں اس کا بھی حکم ہے۔

اللہ عزوجل کی بے شمار درودیں ان پر جنھوں نے ہم کو ہر باب میں تعلیم دی اور ہماری کشتی حاجت دینی و دنیوی کو مہمل نہ چھوڑا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک علیہ والہ وصحبہ اجمعین۔

(۲) جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۳: از ریاست جموں کشمیر خاص محلہ راگیر نزاں بخانہ منشی ابراہیم برائے جہلم مرسلہ محمد یوسف صاحب ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ اگر کوئی مولوی صاحب مجلس وعظ میں جو کہ قرآن شریف و حدیث شریف سے ہو کہیں کہ ہماری چارپائی دور بچھا دو تاکہ ہمارے کان میں آواز وعظ نہ آئے تکبر اور عناد، تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

اگر یہ واقعی ہے کہ وہ واعظ سنی العقیدہ پورا علم صحیح البیان تھا اور اس شخص نے بلاوجہ شرعی محض تکبر و عناد کے سبب وہ الفاظ کہے تو ضرور گنہگار اور سخت مواخذہ کا سزاوار ہوگا۔

"فَمَا لَهُمْ عَنِ اللَّهِ كَرَاهَةً مُعْرِضِينَ ۖ كَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ" ۱	انھیں کیا ہوا کہ وعظ سے منہ پھیرتے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہوں۔
--	---

۳

^۱ کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن ابی قلابہ حدیث ۴۲۸۶۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۶/ ۳۲۸

^۲ کنز العمال بحوالہ حم، ق عن ابن عباس حدیث ۴۲۸۴۷ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۶/ ۳۲۵

^۳ القرآن الکریم ۷۴/ ۵۱۴

اور اگر وہ واعظ بد مذہب تھا یا جاہل تھا یا غلط سلط بیان کرتا یا عالم کہ کسی طمع وغیرہ کے سبب الٹی کہتا اس وجہ سے احتراز کیا تو بجا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۴۴: از جوالا پور ڈاک خانہ خاص تحصیل رڑکی ضلع سہانپور مرسلہ سید امتیاز علی نائب مدرس مدرسہ پرائمری اسکول ۶ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عاجز نے کارِ ثواب سمجھ کر کیا مگر بعد کو چند اصحاب سے معلوم ہوا کہ یہ کام بالکل ناجائز ہے لیکن اکثر جائز بھی بتلاتے ہیں جس کی وجہ سے بندہ بحرِ تذبذب میں شب و روز غوطہ زن ہے امید کہ حضرت اس کو مبدل بخوشی کریں گے دراصل حقیقت یہ ہے کہ بندہ نے اپنے ہر دو ہاتھوں پر ہتھیلی سے چھ انگشت کے فاصلہ پر ایک ہاتھ پر یا اللہ دست ثانی پر یا محمد بذریعہ مشین کھدوا لیا ہے۔ بندہ کو اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت قلبی ہے۔ بندہ خاندانِ چشت اہل بہشت نیز ہر چہار خاندان کے زمرہ میں ہے بندہ نے اس غرض سے یہ کام کیا تھا کہ بندہ کے دل سے اللہ و محمد (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر دم نکلتا رہے نیز جو شخص اس کو دیکھے اس کی زبان سے ایک مرتبہ کم از کم یا اللہ یا محمد نکلے، بندہ کی عقل ناقص اس قدر ہے کہ جو کہ ظاہر کی گئی، امید کہ اس مشتبہ کو حضور بندہ کے دل سے دور کرینگے نیز عرض ہے کہ اگر یہ ناجائز ہو تو بندہ کو مطلع کرنا کہ کیا کام کیا جائے گا کہ اللہ جل شانہ بزرگ برتر اپنی رحمت کاملہ سے اس بار عظیم سے سبکدوش کر دے یہ مٹانے سے مٹ اور چھیننے سے چھل بھی نہیں سکتا۔

الجواب:

یہ غالباً خون نکال کر اسے روک کر کیا جاتا ہے جیسے نیل گدوانا، اگر یہی صورت ہو تو اس کے ناجائز ہونے میں کلام نہیں اور جبکہ اس کازالہ ناممکن ہے تو سوا توبہ و استغفار کے کیا علاج ہے مولیٰ تعالیٰ عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۵: از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازادیوان مرسلہ مولوی عبدالودود صاحب بنگالی قادری برکاتی رضوی طالب عالم مدرسہ مذکور ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

لوگوں کے نام کے آگے جو محمد ہے اس پر حرف (ص) اس طرح لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

حرف (ص) لکھنا جائز نہیں نہ لوگوں کے نام پر نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم کریم پر،

لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیر انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بالاستقلال درود جائز نہیں اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا حکم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھے فقط ص یا سلم یا صلعم جو لوگ لکھتے ہیں سخت شنیع و ممنوع ہے یہاں تک کہ تاتار خانہ میں اس کو تخفیف شان اقدس ٹھہرایا و العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسئلہ ۱۴۶: از کوہ منصور ڈاک خانہ کلہڑی کام اپر انڈیا گیٹ مستری حکیم اللہ ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
پردیس میں بال بچے دار کو کب تک رہنا چاہئے؟

الجواب:

بلا ضرورت سفر میں زیادہ رہنا کسی کو نہ چاہئے، حدیث میں حکم فرمایا ہے کہ جب کام ہو چکے سفر سے جلد واپس آؤ اور جو وطن میں زوجہ چھوڑ آیا ہو اسے حکم ہے کہ جہاں تک بن پڑے چار ماہ کے اندر اندر واپس آئے بذلک امر امیر المومنین الفاروق الاعظم علیہ الرضوان (مومنوں کے حکمران، حق اور باطل میں سب سے بڑے فرق کرنے والے حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو یہی حکم فرمایا تھا انھیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۷: از سورت برہان پوری بھاگل مرسلہ سید زین القاری ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

تاریخ کا پتھر جماعت خانہ کے صحن کے پتھر کے نیچے کھڑا نصب کیا گیا ہے کہ جس پتھر پر دوسرا پتھر بچھایا گیا ہے اور یہ دوسرا اوپر کا پتھر نیچے کے کھڑے نصب کئے ہوئے پتھر کے اوپر دو دو اونچ لمبا بڑھا ہوا ہے اور اس اوپر کے پتھر سے لوگوں کا گزر ہوتا ہے یعنی اس پر قدم گرتے ہیں مذکور منصوب پتھر پر ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ کندہ ہے اس کندہ حروف پر لوگوں کے قدم گرتے ہیں تو آیا اس میں کسی طرح کا حرج ہے کیونکہ لوگ رمضان المبارک لفظ قرآن شریف کا ہونے کی بہت بحث کرتے ہیں عوام الناس میں بہت بُری افواہیں پھیل رہی ہیں اور نفاق کی صورت ہے۔

الجواب:

اوّلًا: "رمضان" اور "المبارک" دونوں کا لفظ کلام شریف کے ہیں، ثانیًا: رمضان المبارک کا نام خود واجب التعظیم ہے بلکہ حدیث میں آیا کہ "رمضان" اسماء الہیہ سے ہے۔ ثالثًا: کچھ نہ ہوتا تو حروف کی تعظیم خود لازم ہے اگرچہ ان میں کچھ لکھا ہو، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اذا کتب اسم فرعون او کتب اسم ابی جہل علی غرض	جب فرعون یا ابو جہل کا نام لکھا جائے، کسی غرض کے لئے لکھا جائے تو پھر یہ مکروہ (ناپسندیدہ) ہے۔
یکرہ	

ان یرموا الیہ لأن لتلك الحروف حرمة ^۱	کہ لوگ انھیں پھینک دیں کیونکہ ان حروف کی تعظیم ہے۔ (ت)
---	--

ان حرفوں پر اگرچہ پاؤں رکھنے میں نہیں آتا پاؤں ان سے اونچا ہوتا ہے یہ خلاف ادب ہے پتھر یہاں سے نکال کر اونچا نصب کریں کہ سر سے بلند رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۸: ازالہ آباد سرانے گدھا دار الطلہ مرسلہ محمد امیر حسن ۱۸ جمادی الآخری ۱۳۳۶ھ

چند پتھروں میں مسجد کے مختصر تاریخی و نیز تاریخ تعمیر چوب قلم سے کندہ کرا کے مسجد کی مغربی دیوار میں محراب کے اوپر نصب کرنا جس سے نمازیوں کی نظر اس پر پڑنے کا احتمال ہے اور نماز میں خیالات بٹنے کا اندیشہ ہے بلا کراہت جائز ہے نہیں؟ ایک صاحب نے چند مسجد بنوانے کی کوشش کی اسی وجہ سے اپنا نام بھی پتھر میں کندہ کرنا چاہتے ہیں آیا نام کا کندہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

نام کندہ کرانے کا حکم اختلاف نیت سے مختلف ہوتا ہے اگر نیت ریا و نمود ہے حرام و مردود ہے۔ اور اگر نیت یہ ہے کہ تابقائے نام مسلمان دعا سے یاد کریں تو حرج نہیں، اور حتی الامکان مسلمان کا کام محمل نیک ہی پر محمول کیا جائے گا، پتھر جبکہ محراب سے اونچا ہوگا نماز میں اس پر نظر پڑنے کی کوئی وجہ نہیں، نماز میں سجدہ کی جگہ نظر رکھنے کا حکم ہے اور اوپر نگاہ اٹھانا تو جائز ہی نہیں، حدیث میں فرمایا گیا کہ ان کی نگاہ اوپر ہی اچک لی جائے اور واپس نہ دی جائے^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۰ و ۱۴۹: از غازی پور محلہ میاں پورہ مرسلہ علی بخش صاحب محرر رجسٹری ۲۳ شوال ۱۳۳۶ھ

(۱) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا ائمہ مجتہدین و شہداء و صالحین خصوصاً اولیائے کاملین و علمائے متقین کی شان میں ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لفظ کہنا کیسا ہے۔ چاہئے یا نہیں؟

(۲) شرعاً انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقربین کے نام کے ساتھ علیہ السلام اور صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیاء و علماء کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا کیا حکم ہے،

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۲۳

^۲ صحیح البخاری کتاب الاذان باب رفع البصر الی السماء فی الصلوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰۳-۱۰۴

ہر ایک کے لئے یہ الفاظ تخصیص کے ساتھ کردئے گئے ہیں یا جس جس کے نام کے ساتھ جو الفاظ چاہیں کہہ سکتے ہیں؟

الجواب:

(۲) رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تو کہا ہی جائے گا ائمہ و اولیائے و علمائے دین کو بھی کہہ سکتے ہیں کتاب مستطاب بحجۃ الاسرار شریف وجملہ تصانیف امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی وغیرہ اکابر میں یہ شائع و ذائع ہے۔ تنویر الابصار میں ہے:

<p>صحابہ کرام کے اسمائے گرامی کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنا یا لکھنا مستحب ہے تابعین اور بعد والے علماء کرام اور شرفاء کے لئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "کہنا یا لکھنا مستحب ہے اور اس کا الٹ بھی رائج قول کی بناء پر جائز ہے یعنی صحابہ کرام کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسروں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (ت)</p>	<p>يستحب الترضی للصحابۃ والترحم للتابعین ومن بعدهم من العلماء والاخیار وكذا يجوز عکسہ علی الرجح^۱۔</p>
--	--

(۲) صلوٰۃ والسلام بالاستقلال انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کے لئے نہیں، ہاں بہ تبعیت جائز ہے جیسے اللہم صلی وسلم علی سیدنا و مولینا محمد و علی آل سیدنا و مولینا محمد۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے اولیاء و علماء کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم یا قدست اسرارہم، اور اگر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہے جب بھی مضائقہ نہیں جیسا کہ ابھی تنویر سے گزرا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۱: از حیدر آباد دکن مرسلہ محمد اکبر علی صاحب مدیر صحیفہ روزنہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مونو گرام بنانا چاہتا ہے جس کا نقشہ درج ذیل ہے،



دریافت طلب یہ ہے کہ اس مہر کے چوتھے درجہ میں ایک آیۃ قرآنیہ لکھی ہوئی ہے اس کے اوپر کے تین درجوں میں انگریزی میں اخبار روزانہ صحیفہ حیدر آباد دکن درج ہیں اس میں کوئی امر آیۃ قرآنیہ کی توہین کا تو نہیں ہے اگر ہے تو کس آیت یا حدیث کی بناء پر ہے؟ اگر انگریزی کے عوض، چینی، جاپانی یا اطالوی زبان میں خاص ان کے حروف میں کوئی عبارت لکھ کر نیچے آیۃ قرآنیہ لکھی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ ہے

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار مسائل شفیٰ مطبع مجتبائی دہلی ۳۵۰/۲

یا نہیں؟

دوسرا امر یہ ہے کہ اس مونو گرام کو اخبار کے بیرونی طبقی اور دوسرے خط و کتابت کے لفافہ جات پر چھپوایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ طبق اور لفافہ مثل ملفوفہ کے حفاظت سے نہیں رکھے جاتے ہیں بلکہ ان کو چاک کر کے ردی میں پھینکا جاتا ہے۔ اس صورت میں اگر لفافہ جات و طبق وغیرہ پر اسے چھپوایا جائے تو کیا کوئی حرج شرعی لازم آتا ہے؟ اگر آتا ہے تو کس آیت یا حدیث کی بناء پر؟ المستفتی الفقیر الی اللہ الولی محمد اکبر علی مدیر صحیفہ روزانہ

الجواب:

تعظیم قرآن عظیم ایمان مسلم ہے۔ اس کے لئے کسی خاص آیت و حدیث کی کیا حاجت، اور تعظیم و بے تعظیمی میں بڑا دخل عرف کو ہے۔ محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

یہ معاملہ عرف اور رواج کے حوالے کیا جاتا ہے۔ (ت)	یحال علی المعهود ¹ ۔
حال قصد التعظیم انگریزی، چینی، جاپانی، جرمنی، لاطینی، جو زبان غیر اسلامی ہو جسے اسلام نے فارسی اور اردو کی طرح اپنا خادم نہ کر لیا جس کی وہ زبان نہ ہو اسے بلا ضرورت اس میں کلام نہ چاہئے۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:	ایاکم و رطانة الاعاجم رواہ البیہقی ² ۔
عجمی لوگوں کی زبانیں بولنے سے بچو، امام بیہقی نے اس کو روایت کیا۔ (ت)	

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

فانہ یورث النفاق رواہ الحاکم فی صحیحہ المستدرک ³ ۔	کیونکہ یہ چیز نفاق پیدا کر دیتی ہے حاکم نے اپنی صحیح مستدرک میں اس کو روایت کیا۔ (ت)
---	--

نہ قرآن مجید کا اس سے ملانا کہ ضم شرعاً و عقلاً و عرفاً مجانست ہے لہذا علمائے کرام نے زعمشری معتزلی کا تفسیر میں بعض ابیات مزل لانا اگرچہ بروجہ استشاد سخت مذموم و معیوب و خلاف ادب

¹ فتح القدیر


² المصنف لعبد الرزاق باب الصلوة فی البیعة حدیث ۳۱۱ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۱۱

³ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة فضل كافة العرب الخ مکتب المطوعات الاسلامیہ ۳/۸۷

جانا۔ علامہ برہان الدین حیدر بن الہروی تلمیذ علامہ تفتازانی پھر فاضل شمس الدین اصبہانی اپنی تفسیر جامع بین الکبیر والکشاف میں کشاف کے محاسن لکھ کر فرماتے ہیں:

مگر یہ کہ ز محشری اس وجہ سے ادبی طریقوں پر چلنے سے غلط ہو گیا کہ اس نے اپنی کتاب میں ایسے امور کا اہتمام کیا کہ جن سے ان کی رونق دہشت زدہ ہو گئی اور ان کا منظر باطل ہو گیا اور اس کے پانی کی نالیاں گدلی ہو گئیں اور اس کی زیب وزینت نیچی ہو گئی۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ فضائل و کمالات کے اظہار کا دلدادہ ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اس بات کا تعارف ہو جائے کہ وہ علوم میں سمندر کی حیثیت رکھنے کے باوجود دلچسپ محاورہ اور نفیس چٹکوں سے موصوف ہے۔ اس لئے اس نے کتاب میں کچھ ایسے اشعار پیش کئے کہ جن کی بنیاد ہنسی مذاق اور خوش طبعی پر ہے۔ اور یہ بات شریعت اور عقل کے اعتبار سے امر بعید ہے اھ ملتقطاً۔ (ت)

الا انه لا خطا نه سلوك الطرق الادبية المتزم في كتابه امورا ادهشت رونقه و ابطلت منظره فتكدرت مشارعه و تنزلت زينته منها انه لشغفه باظهار الفضائل والكمالات وان يعرف انه مع تبصرة العلوم موصوف بلطائف المحارة ونفاس المحاضرة اورد فيه ابيات ابني على الهزل والفكاهة اساسها وهذا امر من الشرع والعقل بعيد اه¹ ملتقطاً۔


نہ کہ انگریزی کا اوپر اور آئے کریمہ کا نیچے ہونا نہ کہ تین درجے بلندی یہاں علو و سفل ضرور عرفا تعظیم و بے تعظیمی کا مشعر ہوتا ہے ولہذا مروی ہوا کہ انگشتری مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہ محمد رسول اللہ منقوش تھا سطر بالا میں کلمہ جلالت تھا اور سطر دوم میں رسول سوم میں نام اقدس اس شکل پر  ظاہر جہی سے مہروں میں یہ رسم ہے کہ نیچے سے اوپر کوڑھی جاتی ہے۔ علامہ اسنوی پھر علامہ ابن رجب وغیرہما فرماتے ہیں:

مہر میں لکھائی نیچے سے اوپر کی طرف ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بارعب نام تین سطروں میں اوپر مذکور ہے اور حضور پاک کا اس گرامی سب سے نیچے ہے اور پھر نیچے کی طرف سے پڑھا جاتا ہے۔ (ت)

کتآبته كانت من اسفل الى فوق يعنى الجلالة اعلی الاسطر الثلاثة ومحمد اسفلها ويقرأ من اسفل²۔

²فتح الباری کتاب اللباس باب هل يجعل نقش الخاتم الخ مصطفى البابی مصر ۱۲/۸۴

شیخ محقق اشعة المبعات میں فرماتے ہیں:

<p>حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی نقش مبارک کچھ اس طرح تھا کہ ایک سطر میں سب سے نیچے حضور کا اسم گرامی اور درمیانی سطر میں لفظ رسول اور سب سے اوپر والی سطر میں لفظ "اللہ" درج تھا۔ شیخ محی الدین نووی نے فرمایا: حضور پاک کی مہر نقش مبارک (نقشہ مذکور کی طرح تھا) پہلی سطر میں لفظ اللہ، دوسری سطر میں لفظ رسول اور تیسری سطر میں لفظ محمد اس شکل میں درج تھا ۔</p>	<p>بود نقش خاتم سہ سطر یک سطر پایاں محمد و سطر میانہ رسول و سطر دیگر بالا اللہ شیخ محی الدین نووی گفتہ سطر اول اللہ و سطر دوم رسول و سطر سوم محمد بدیں ہیأت^۱۔</p>
--	--

علامہ ابن عزیز الدین بن جماع فرماتے ہیں: انہ انیق بکمال ادبہ^۲ (کمال ادب عزت و عظمت کے یہی زیادہ لائق ہے۔ ت) اور پھر آیہ کریمہ کہ اخبار کی طبع یا کارڈ یا لفافوں پر چھپوانا ضرور بے ادبی کو مستلزم اور حرام کی طرف منجر رہے اس پر چھٹی رسالوں وغیرہم بے وضو بلکہ جنب بلکہ کفار کے ہاتھ لگیں گے جو ہمیشہ جنب رہتے ہیں اور یہ حرام ہے۔

<p>اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قرآن مجید کو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگاتے ہیں۔ (ت)</p>	<p>قَالَ تَعَالَى "لَا يَسَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ" ^۳</p>
---	---

مہر لگانے کے لئے زمین پر رکھے جائیں گے پھاڑ کر ردی میں پھینکے جائیں گے ان بے حرمتیوں پر آیت کا پیش کرنا اس کا فعل ہوا۔
 کردم از عقل سوالے کہ بگہ ایمان چیست عقل در گوش و دلم گفت کہ ایمان ادب ست
 (میں نے عقل سے یہ سوال کیا کہ تو یہ بتادے کہ ایمان کیا ہے۔ عقل نے میرے دل کے کانوں میں کہا کہ ایمان ادب کا نام ہے۔ ت)

^۱ اشعة المبعات شرح المشکوۃ کتاب اللباس باب الخاتم الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۵۶۰/۳

^۲ حاشیۃ البحر بی کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ المعدن والکاز المکتبہ الاسلامیہ ۵۶۱/۲ بکر ترکیا ۳۲

^۳ القرآن الکریم ۵۶/۷۹

نسأل الله حسن التوفيق (ہم اللہ تعالیٰ سے اچھی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔ ت) اس سوال کا منشا ہی اس کے جواب کو بس تھا کہ قلب کی حالت ایمانی نے ان دونوں باتوں میں خدشہ جانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الاثم ماحاك في صدرک^۱ (گناہ وہ جو تیرے دل میں کھٹکے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۲: از ریاست چھتاری مدرسہ محمودیہ ضلع بلند شہر مرسلہ امیر حسین صاحب طالب علم ۱۲ رجب ۱۴۳۷ھ

چہ می فرمایند علمائے دین اندر نیکہ سامعین را در مجلس وعظ و نصیحت اندرون وعظ درود شریف خواندن بر روح پر فتوح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جائز است یا چہ؟	علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ وعظ و نصیحت کی مجلس کے دوران سننے والوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
---	--

الجواب:

درود شریف خواندن بر روح پر فتوح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در مجلس وعظ و پسند بلا شک و بلا شبہ جائز است بلکہ مستحب حصول ثواب است کما فی رد المحتار ونص العلماء علی استحبابها فی مواضع یوم الجمعة وغیر ذلک ومنها الوعظ ^۲ وشر ذمہ قلیلہ وجہلہ عدیدہ کہ ایشان از ضوابط دین و قواعد شرع متین بہر کامل و حظ اوفر نمی دارند بدون تفرقہ وبغیر امتیاز حق و باطل درود شریف را از قبیل بدعتہ ضلالہ شمار دہ بر عدم جواز فتویٰ دادہ اند قابل اعتبار اصلاً نیست چونکہ مخالف کتب شرعیہ است۔ اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ فدوی محمد امیر حسین عفی عنہ۔	حضور کی روح پر فتوح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنا مجلس وعظ و نصیحت میں بے شک و شبہ نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں مذکور ہے۔ چنانچہ علمائے کرام نے درود شریف چند مقامات میں پڑھنے کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی، مثلاً جمعہ کے دن اور وعظ و نصیحت کے دوران اور ان دو کے علاوہ باقی اچھے مقامات میں لیکن ایک چھوٹی سی جماعت جو چند جاہلوں پر مشتمل ہے کہ جو دین کے ضابطوں اور شرع متین کے قائدوں سے پوری طرح واقف نہیں اور انھیں اچھی طرح نہیں جانتے، اور نہ دین سے پورا حصہ رکھتے ہیں اور وہ تفرقہ اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کئے بغیر درود شریف کو ایک گمراہ کن بدعت شمار کر کے اس کے ناجائز
--	--

^۱ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تفسیر البر والاثم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۱۲

^۲ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۸۸

ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ لہذا ان کا یہ فتویٰ غیر معتبر ہے کیونکہ وہ اسلامی نصاب اور کتب شرعی کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ راہ صواب کو اچھی طرح جانتا ہے۔ کتبہ فدوی محمد امیر حسین عفی عنہ۔

الجواب:

واقعی درود شریف سب سے بڑا مطلوب، بڑی شان والا، مستحب اور سب سے افضل ثواب، لہذا وہی واعظ درود شریف پڑھنے سے منع کرے گا جو گمراہ ہو، اور وعظ سننے والوں کے متعلق بیشمار حدیثیں ناطق ہیں (یعنی دوران وعظ ان کا درود شریف پڑھنا بتا رہی ہیں) کہ حضور اطہر کا ذکر اقدس سن کر جو آدمی ان پر درود نہ بھیجے اس پر عذاب کی دھمکی (جو حدیث میں آئی ہے) بلاشبہ صادق، ہاں یہ ضرور خیال رکھیں کہ بلند آواز سے نہ پڑھیں تاکہ وعظ و نصیحت سننے سے نقصان پیدا نہ وہ، چنانچہ در مختار میں ہے صواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر آپ پر دل میں درود شریف پڑھے، فتاویٰ شامی میں ہے یونہی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر چھڑ جاتے ہیں تو آپ بلکہ دل میں پڑھیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ رملی۔ اسی میں ہے قولہ یعنی مصنف کا "فی نفسہ" کہنا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا نفس (اور اسے سنائے) یا حروف کو صحت کے ساتھ ادا کرے کیونکہ اہل علم نے

فی الواقع درود شریف از اعظم مطلوبات واجل مندوبات وافضل مشوبات است واعظ از او منع نکند مگر گمراہ و دربارہ سامعین خود احادیث کثیرہ ناطق است کہ ہنگام سماع ذکر اقدس ہر کہ درود نغز ستد و عید برا و صادق است آرے باید کہ جہر نکند تا در سماع وعظ خلل نہ یفتد فی الدار المختار والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند سماع اسبہ فی نفسہ^۱ و فی رد المحتار و کذا اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایجوز ان یصلوا علیہ بالجہر بل بالقلب و علیہ الفتاویٰ رملی^۲ ہمدراست قولہ (فی نفسہ) ای بان یسمع نفسہ او یصح الحروف فانہم فسروہ بہ وعن ابی یوسف قلباً^۳ الخ قلت و علی الاول عمل المسلمین فی الوعظ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ در مختار کتاب الصلوٰۃ باب الجمعة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۳

^۲ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الجمعة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۵۰

^۳ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الجمعة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۵۱

اس کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ اور قاضی امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے اس کی تفسیر (قلبا الخ) مروی ہے یعنی دل میں پڑھے، وعظ میں پہلی بات پر مسلمانوں کا عمل ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۳: ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے ایک جوان لڑکی ہے اور وہ مسجد بنواتا ہے آیا اس پر مسجد بنوانا لازمہ یا لڑکی کا نکاح کرنا۔ فقط۔

الجواب:

مسجد بنانا خیر کثیر ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من بنی اللہ مسجد ابنی اللہ لہ بیتنا فی الجنة ^۱ ۔	جو اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے۔
---	---

خصوصاً اگر وہاں مسجد کی حاجت ہو تو اس کے فضل کی حد ہی نہیں۔ نکاحوں میں کثرت مصارف شرعاً کچھ ضرور نہیں یہ لوگوں نے اپنی رسمیں نکال لی ہیں، رسم کو آدمی جہاں ضروری جانے پورا کرتا ہی ہے مسجد بنانے سے نہ روکا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۴: از میرٹھ مرسلہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرس مدرسہ قومیہ گمشدہ شے کے دریافت کرنے کے لئے یسین شریف سے نام نکالا جاتا ہے یا کسی اور طرح چور کا پتا معلوم کرنے کے لئے یہ طریقہ ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب:

یہ طریقے ناجمود و مضر ہیں اور ان سے جس کا نام نکلے اسے چور سمجھ لینا حرام۔

قال اللہ تعالیٰ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ" ^۲ ۔	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔ (ت)
--	--

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ^۳ واللہ تعالیٰ اعلم۔	گمان سے بچو کیونکہ گمان سے زیادہ جھوٹی بات ہے الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
--	--

^۱ معجم الكبير للطبرانی حدیث ۳۲۷۳۳ مکتبۃ المعارف ۱۲۳/۲

^۲ القرآن الکریم ۱۲/۲۹

^۳ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الظن والتجسس ۳۱۶/۲

مسئلہ ۱۵۵: از میرٹھ مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع خیر نگر مدرسہ قومیہ فال کیا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ سعدی و حافظ وغیرہ کے فالنامے صحیح ہیں یا نہیں؟

الجواب:

فال ایک قسم استخارہ ہے، استخارہ کی اصل کتب احادیث میں بکثرت موجود ہے مگر یہ فالنامے جو عوام میں مشہور اور اکابر کی طرف منسوب ہیں بے اصل و باطل ہیں، اور قرآن عظیم سے فال کھولنا منع ہے۔ اور دیوان حافظ وغیرہ سے بطور تقاول جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۶: از میرٹھ مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرسہ مدرسہ قومیہ انگریزی قلم رو رشتائی سے تعویذ لکھنا کچھ عیب ہے یا حرج ہے۔ اور ہندوستانی قلم و سیاہی کیا ضروری ہے؟

الجواب:

ہاں تعویذات و اعمال میں ایسی اشیاء سے احتراز ضرور ہے جس میں ناپاک چیز کا میل ہو اگرچہ بروجہ شہرت و شبہ جیسے پڑیا کی رنگت اس سے تعویذ نہ لکھا جائے بلکہ ہندوستانی سیاہی سے لکھا جائے رہا قلم وہ مثل سیاہی تعویذ کا جزو نہیں ہو جاتا۔ لہذا اس میں کوئی حرج نہیں، ہاں ان کاموں میں انگریزی اشیاء سے احتراز مطلقاً بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۷: از میرٹھ مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرسہ مدرسہ قومیہ غیر مذہب کو آیت قرآنی لکھ کر دینا بطور تعویذ جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا تدبیر کی جائے؟

الجواب: غیر مسلم کو آیت قرآنی لکھ کر دینا ہر گز نہ دی جائیں کہ اساءت ادب کا مظنہ ہے مطلقاً اسماء الہیہ و ونقوش مطہرہ نہ دین کہ ان کی بھی تعظیم واجب، بلکہ دیں تو ان کے اعداد لکھ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۸: از میرٹھ مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرسہ مدرسہ قومیہ

اعمال میں ایام و وقت مثلاً حب کے لئے عروج ماہ وقت عشاء بعض کے لئے نزول ماہ وقت ظہر فتوح و دست غیب کے لئے ثابت ماہ وقت صبح وغیرہ وغیرہ کچھ اصل رکھتی ہیں بعض اعمال میں زکوٰۃ وورد ہے اگر ناغہ ہو تو عمل ہاتھ سے جاتا رہتا ہے بعض کو جلالی باپر ہیز اور بعض کو جمالی بے پر ہیز بتایا جاتا ہے بعض میں چکی اور کسی میں کتے کی آواز کی قید ہے۔ یہ سب کیسی باتیں ہیں؟

الجواب:

اوقات عشاء و ظہر و صبح کی قید ان اجناس میں مطلقہ میں نہیں ہاں عمل فتوح کے لئے ماہ ثابت اور حب کے لئے دو جسدیں اور تفریق کے لئے منقلب اور دواول کے لئے عروج قمر اور آخر کے لئے نزول قمر

اور ہرز کوۃ کے لئے التزام ورد مقرر اور اسماء الہیہ جمالیہ میں صرف ماکولات جلالی یعنی حیوان کا پرہیز کہ لحم و بیض و غسل و مسک کو شامل ہے اور اسماء الہیہ جلالیہ میں جلالی و جمالی دونوں اعنی حیوان و مایخروج منه (جانور اور جو کچھ اس سے برآمد ہو) کا پرہیز اور سوم کا التزام مع اعتکاف تام شرط ہے اور یہ از قبیل استخراج مشائخ بسبب مناسب جلیہ یا خفیہ ہے اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماثور ہے کہ دعاء استسقا کے لئے فرماتے ہیں منزل قمر کا لحاظ کر لو، ہاں معاذ اللہ جو ان ساعات کو واکب کو موثر سمجھے اس کے لئے حرام ہے نیز ان اکابر ان تیمود کا اکل و شرب و خلوت و بعد عن الخلق سے اصل مقصود اور ہے اکثر عوام آخرت کے لئے سعی نہیں کرتے اور دنیوی مطلوب کے لئے جان مصیبت میں ڈالنا آسان سمجھتے ہیں لہذا انھوں نے اسماء واذکار الہیہ مقاصد عوام کی تحصیل کو مقرر کئے اور یہ قیدیں لگائیں جس سے انھیں کم خوری و کم خوابی و گوشہ نشینی کی عادت پڑے اگر ذرا الہی کی برکت مقصود اصلی کی طرف کھینچ لے گئی تو عین مراد ہے ورنہ کم از کم یہ فائدہ نقد وقت ہے کہ کمی اختلاط خلق سے گناہ کم ہوں گے سخت دشمن کھانے اور روزوں کی کثرت سے شہوات نفسانیہ کمزور پڑیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۹: از میرٹھ مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرسہ قومیہ اعمال حب و بغض و حاجات و غیرہ مسجد میں پڑھے جائیں یا خارج؟ بعض کہتے ہیں مسجد میں پڑھنے سے عبادت میں شمار ہوتے ہیں؟

الجواب:

اعمال مسجد و خارج مسجد دونوں جگہ جائز ہیں جبکہ اس کے لئے مسجد کی جگہ نہ روکے کہ یہ جائز نہیں اور وہ عمل بھی جائز ہو اور اس سے مقصود بھی امر جائز ہو اور اگر عمل اصلاً یا قصداً ناجائز ہو تو مسجد میں اور بھی سخت تر حکم رکھے گا مثلاً زن و شو میں بغض پیدا کرنا اس کے لئے عمل حرام ہے تو اسے مسجد میں پڑھنا حرام تر ہوگا، یوہیں اعمال سفلیہ کہ اصل میں حرام ہیں مقصود محمود کے لئے بھی مسجد میں حرام تر ہوں گے پھر جو جائز عمل جائزیت سے ہے اس میں حالتیں دو ہیں، ایک اہل علم کی کہ وہ اسماء الہیہ سے تو سل اور اپنے جائز مقصد کے لئے اللہ عزوجل کی طرف تضرع کرتے ہیں یہ دعا ہے اور دعا مغز عبادت ہے مسجد میں ہو خواہ دوسری جگہ، دوم عوام نا فہم کہ ان کا مطمح نظر اپنا مطلب دنیوی ہوتا ہے اور عمل کو نہ بطور دعا بلکہ بطور تدبیر بجالاتے ہیں و لہذا حب اثر نہ دیکھیں اس سے بے اعتقاد ہو جاتے ہیں اگر دعا سمجھتے بے اعتقادی کے کیا معنی تھے کہ حاکم پر حکم کس کا ایسے اعمال نہ مسجد میں عبادت ہو سکتے ہیں نہ غیر میں بلکہ جب کسی دنیوی مطلب کے لئے ہوں مسجد میں نہ پڑھنا چاہئے فان المساجد لم تبین لہدی^۱ (اس لئے کہ مساجد اس کام

^۱ سنن ابن ماجہ باب النہی عن انشاط الضوال فی المسجد ص ۵۶ و صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن نشد الضالة الخ ۲۳ / ۱

کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ تواللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۰: از میرٹھ مرسلہ مولوی حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیر نگر مدرسہ مدرسہ تومیہ اوراد و وظائف مقررہ کو اتفاقیہ بلا وضو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ناغہ ہوں تو دوسرے وقت قضاء ہو سکتے ہیں یا نہیں اور پڑھتے ہیں اگر کوئی شخص سلام کرے یا ہم کلام ہو تو اس کا جواب دیا جائے یا نہیں؟

الجواب:

وظائف جو احادیث میں ارشاد ہوئے یا مشائخ کرام نے بطور ذکر الہی بتائے انہیں بلا وضو بھی پڑھ سکتے ہیں اور با وضو بہتر، ان میں حسب حاجت بات بھی کر سکتا ہے یعنی نیک بات مگر وہ وظیفہ جس میں عدم کلام کی شرط فرمادی ہے جیسے صبح و عصر کی نماز کے بعد بغیر پاؤں بدلے بغیر بات کئے دس بار "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدک الخیر یحییٰ ویمیت وھو علی کل شیء قدیدر پڑھنا" اس میں بات نہ کی جائے۔ اور ذکر پر سلام کرنا مطلقاً منع ہے اور اگر کوئی کرے تو ذکر کو اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔ ہاں اگر کسی کے سلام یا جائز کلام کا جواب نہ دینا اس کی دل شکنی کا موجب ہو تو جواب دے کہ مسلمان کی دلدادی وظیفہ میں بات نہ کرنے سے اہم و اعظم ہے۔ یہ وظائف اگر وقت خاص سے مختص ہیں اور وہ وقت نکل گیا تو ان کی قضا نہیں ورنہ دوسرے وقت پڑھ لئے جائیں کہ ثواب ملے اور عادت نہ چھوٹے، یہ احکام وظائف و اذکار کے تھے رہے اعمال کہ ارباب عزائم مقرر کرتے ہیں ان کی زکوٰۃ میں تو روزانہ غسل شرط ہے وہ بھی غسل پاک یعنی بحالت طہارت نہانا، یہاں تک کہ اگر نہانے کی حاجت ہو جائے تو غسل جنابت کر کے دوبارہ پھر نہائے اور ان کی ورد میں کہ عم بجا رہنے کے لئے مقرر کیا جاتا ہے وضو شرط ہے بلا وضو نہیں پڑھ سکتا نہ ان کی زکوٰۃ یا ورد میں ہر گز بات کر سکتا ہے مگر جو بات شرعاً فی الحال فرض ہو اس کے لئے بمجبوری قطع قراءت لازم، مثل یہ عمل پڑھ رہا ہے اور ماں باپ نے آواز دی جواب دینا فرض ہے۔ یا کسی کافر نے کہا مجھے مسلمان کر لے قطع عمل فرض ہے یہاں تک کہ جو مسلمان ہونا مانگے اس کے لئے تو فرض نماز کی نیت فوراً توڑ دینی واجب ہے یا کوئی مسلمان کنویں میں گرا جاتا ہے کسی لکڑی یا اینٹ سے رکا ہوا ہے اگر دیر کی جائے گی گر پڑے گا اور وہ آواز دے یا یہ دیکھے اور بچانا اس پر متعین ہو تو فرض ہے کہ عمل بلکہ فرض نماز قطع کرے اور اسے بچائے و قس علیہ مگر ان سب صورتوں میں جتنا پڑھ لیا تھا محسوب نہ ہوگا بلکہ از سر نو پڑھے اعمال میں قضا بھی نہیں اگر وسط زکوٰۃ میں کئی دن ناغہ ہو گیا تو زکوٰۃ نہ ہوئی پھر ادا کرے اور کسی دن کا ورد ناغہ ہونے کو ہو تو اس کی نیت سے اس دن ایک بار سورۃ فاتحہ ایک بار آیۃ الکرسی پڑھ لے وہ ناغہ نہ گنا جائے گا نہ اس کی قضا ہوگی

اور اگر یہ بھی نہ کیا تو عمل ہاتھ سے نکل جائے گا پھر زکوٰۃ دے غرض ارباب عزائم کے یہاں ہر طرح تشدد ہے اور اللہ و رسول کے یہاں تیسیر، واللہ الحمد جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۱: از بریلی عقب کو تو والی مسئلہ شاہ محمد خاں ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سفر کے جانے کے کس قدر دن ہیں اور اگر کسی وجہ سے اس روز نہ جانا ہو سکے تو اپنا اسباب اور خود بیرون شہر کر دینے سے سفر کا جانا مانا جائزے گا یا نہیں۔ اسباب باہر چھوڑا اور خود شہر میں چلا آیا تو یہ سفر کی صورت ٹھیک ہے یا نہیں؟ ورنہ جیسا حکم ہو اس کا کاربند ہو جاؤں، بینواتوجروا (بیان فرمائے اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

ہر سفر پر جانے کو دو شنبہ، پنجشنبہ، شنبہ بہتر ہیں نہ ایسے کہ ان کی رعایت واجب ہو بلکہ حرج نہ ہو تو اولیٰ ہے اور حرج ہو تو جس دن بھی ہو اللہ پر توکل کرے اور اسباب باہر چھوڑ کر خود شہر میں آ جانا کسی طرح سفر کی حد میں نہیں آسکتا نہ ایسے ٹوکوں کی حاجت، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۲: از شہر کہنہ بریلی مسئلہ سید گوہر علی حسین قائم مقام معتمد انجمن خادم المسلمین بریلی ۴ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اردو اخبار کی ردی بازاری دکانداروں کے ہاتھ فروخت کی جائے یا نہیں کیونکہ عموماً اسلامی اخبارات و ہندو اخبارات و دیگر صحائف میں اسلامی معاملات پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور آیات و احادیث و اسمائے مقدسہ کا اندراج ہوتا ہے چونکہ فی الحال انجمن خادم المسلمین بریلی کے دارالمطالعہ میں انگریزی اور اردو اخبارات کی ردی موجود ہے لہذا ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ استفتاء حاصل کیا جائے۔

الجواب:

جبکہ ان میں آیت یا حدیث یا اسمائے معظمہ یا مسائل فقہ ہوں تو جائز نہیں ورنہ حرج نہیں ان اوراق کو دیکھ کر اشیائے مذکورہ میں ان سے علیحدہ کر لیں پھر بیچ سکتے ہیں۔ عالمگیری میں ہے:

لا يجوز لف شيء في كاغذ فيه مكتوب من الفقه وفي الكلام الاولى ان لا يفعل وفي كتب الطب يجوز ولو كان فيه اسم الله	کسی چیز کو کسی ایسے کاغذ میں لپیٹنا کہ جس میں علم فقہ کے مسائل لکھے ہوں جائز نہیں، اور کلام میں بہتر یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے البتہ علم طب کی کتابوں میں ایسا کرنا جائز ہے، اگر اس میں
---	---

تعالیٰ او اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجوز محوہ لیل فیہ شیعی ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اللہ تعالیٰ کا مقدس نام یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی تحریر ہو تو اسے مٹا دینا جائز ہے تاکہ اس میں کوئی چیز لپیٹی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ بخوبی جانتا ہے۔ (ت)
---	--

مسئلہ ۱۲۳: از شہر محلہ ذخیرہ مسئلہ شیخ شوکت علی صاحب فاروقی ۱۲ ذوالحجہ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے یا غیر کے واسطے اور سائل کو دینا اس کے یا غیر کے واسطے
جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جو مسجد میں غل مچا دیتے ہیں نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں لوگوں کی گردنیں پھلانکتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً
حرام ہے اپنے لئے خواہ دوسرے کے لئے، حدیث میں ہے:

جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم رواہ ابن ماجہ ^۲ عن واثلة بن الاسقع و عبدالرزاق عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آواز سے بچاؤ (محدث ابن ماجہ نے حضرت واثلہ بن اسقع سے اور امام عبدالرزاق نے حضرت معاذ بن جبل سے اس کو روایت کیا، اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو۔ ت)
--	---

حدیث میں ہے:

من تخطی رقاب الناس یوم الجمعة اتخذ جسراً الى جهنم، رواہ احمد والترمذی ^۳ وابن ماجہ عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لئے پل بنالیا (امام احمد اور جامع ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔ ت)
--	---

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس نوری کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۲۲

^۲ المصنف لعبد الرزاق باب انشاد الضالة فی المسجد حدیث ۱۷۲۶ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۲۲، سنن ابن ماجہ کتاب المساجد باب

مایکرہ فی المساجد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۵

^۳ جامع الترمذی کتاب الجمعة باب کراہیۃ التخطی یوم الجمعة امین کمپنی دہلی ۱/ ۶۸، سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی النهی عن تخطی

الناس یوم الجمعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۹

اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لئے مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>جو کسی مسجد میں اپنی گمی چیز دریافت کرنے سے اس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں (امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)</p>	<p>من سمع رجلا يمشي في المسجد ضالة فليقل لا ردّها اللّٰهُ اليك فان المساجد لم تبين لهذا رواه احمد ومسلم^۱ وابن ماجة عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه۔</p>
---	--

جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنی خصوصاً اکثر بلا ضرورت بطور پیشہ کے خود ہی حرام ہے یہ کیونکر جائز ہو سکتی ہے ولہذا ائمہ دین نے فرمایا جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر^۲ پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہوں اور دوسرے محتاج کے لئے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لئے چندہ کرنا جس میں نہ غل شور ہونہ گردن پھلانگنا نہ کسی کی نماز میں خلل یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۵ و ۱۶۶: از شہر بریلی محلہ جامع مسجد مسئلہ عبد الرحمن صاحب ۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

- (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین کے مزاروں پر کسی اپنے مدعا کے حصول کے لئے بکرم خداوند کریم کا چڑھانا یا کسی پارچے یا پھول کا معہ نعت خوانی مزار موصوف یا اثناء راہ یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) چادر پھول میں سے لڑتوز کرنا کراس وقت میلاد شریف پڑھنے والوں کے گلے میں ڈال دینا درست ہے یا نہیں؟
- الجواب:

(۱) جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جائز ہے جبکہ باذن مالک ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن نشد الضالة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱۰/۱، سنن ابن ماجہ باب النہی عن

انشاد الضوال فی المسجد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۶، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت

مسئلہ ۱۶۶:

از فیض آباد مرسلہ محمد خلیل

۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند قرآن بوسیدہ اور تمام اوراق ان کے پھٹ پھٹ کر علیحدہ ہو گئے ہیں اس حالت میں وہ اوراق ادھر ادھر زمین پر پائے جاتے ہیں اس طرح نہایت ہی خرابی ہے اور گناہ بھی بیکار ہوتا ہے تو کیا ان کو جلا کر کسی جاری پانی میں ڈالا جائے یا بے جلائے کسی کپڑے میں مع پتھر کے باندھ کر کنویں میں ڈالا جائے۔ بینواتو جروا (بیان فرمائیے ثواب پائیے۔ ت)

الجواب:

اسے مثل دفن کریں یعنی ان اوراق کو جمع کر کے پاک کپڑے میں لپیٹیں اور ایسی جگہ جہاں پاؤں نہ پڑتا ہوں عمیق بغلی قبر اس کے لائق کھود کر اس میں سپرد کردیں۔ درمختار میں ہے:

مصنف شریف کی جب ایسی حالت ہو جائے کہ اسے پڑھانہ جائے تو پھر اسے مسلمان کی طرح (احترام سے) دفن کر دے۔ (ت)

المصحف اذا صار بحال لا يقرأ فيه يدفن كالسلم^۱۔

ردالمحتار میں ہے:

یعنی اس صورت میں اسے کسی صورت میں پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی ایسی جگہ دفن کیا جائے جہاں نہ تو اس کی توہین ہو اور نہ لوگوں کے پاؤں سے پامال ہو، اور ذخیرہ میں ہے مناسب یہ ہے کہ اس کے لئے "لحد" (یعنی بغلی قبر) بنائی جائے لیکن "شق" (سیدھی) نہ ہو کیونکہ اس صورت میں اس پر یعنی اس کے اوپر مٹی ڈالنے کی ضرورت میں اس پر یعنی اس کے اوپر مٹی ڈالنے کی ضرورت پیش آئے گی کہ جس میں ایک قسم تحقیر ہے۔ ہاں اگر اس قبر پر چھت بنائی جائے کہ اس تک مٹی نہ پہنچے تو پھر یہ بھی ایک اچھی صورت ہے اھ۔ میں کہتا ہوں شق (سیدھی قبر) کبھی گر جاتی ہے لہذا بغلی قبر ہی زیادہ بہتر ہے۔ (ت)

ای يجعل فی خرقۃ طہرۃ یدفن فی محل غیر متہن لایوطأ فی الذخیرۃ وینبغی ان یلحد لہ ولا یشق لہ لانہ یحتاج الی اہالۃ التراب علیہ وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقہ سقفا بحیث لا یصل الیہ فہو حسن ایضاً^۲ اھا قول: الشق قد ینہدم فاللحد اولیٰ۔

^۱ درمختار کتاب الطہارۃ مطبع مکتبائی دہلی ۳۳/۱

^۲ ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۱۹/۱

ہاں جہاں زمین ایسی نرم و کمزور ہو کہ بغلی کے دھنس جائے اندیشہ ہو تو اڑانے تختے مضبوط لگا کر قبر بنائیں اور اگر اوراق تھوڑے ہوں تو یہ سب سے اولیٰ یہ کہ ایک ایک یا زیادہ کا تعویذ بنا کر اطفال مسلمین کو تقسیم کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۷: از گوئڈل کاٹھیا واڑ مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کالج کی ایک سطح پر آیات و اذکار تیزاب و سپیدی سے الٹے لکھے جاتے ہیں جو دوسری طرف سیدھے دکھائی دیتے ہیں ایسے ایسے تختے و نیز کاغذ میں لکھے ہوئے آیات و اذکار کالج میں مڑھا کر مکان میں برکت و آرائش کے لئے رکھتے ہیں ایسے مکان میں جماع کرنا بے ادبی ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا (بیان فرمائے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

جہاں قرآن کریم کی کوئی آیت کریمہ لکھی ہو کاغذ یا کسی شے پر اگرچہ اوپر شیشہ ہو جو اسے حاجت نہ ہو جب تک اس پر خلاف نہ ڈال لیں وہاں جماع یا برہنگی بے ادبی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۸: از بریلی لال کورتی بازار مرسلہ نیاز احمد اینڈ سنس ۴ رجب المرجب

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ، ہمارے پاس ہمیشہ ذیل کے مضمون کے کارڈ آتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم صراط، انعمت۔ اس کے علاوہ اور مضمون کے بھی دیتے ہیں اور لکھا ہوتا ہے؟ یا ۱۱ مرتبہ لکھ کر مختلف لوگوں کو تقسیم کرو ورنہ نقصان ہوگا۔ مہربانی فرما کر تحریر فرمائیں کہ کیا کرنا چاہئے؟ والسلام

الجواب:

یہ محض بے اصل بات ہے اس پر عمل نہ کیجئے ناحق تضحیح مال ہے اور وہ دھمکی غلط باطل ہے، ان کارڈوں پر خدا ترس لوگ آیات کریمہ لکھتے ہیں کہ ان کی نقلیں کر کے بھیجو حالانکہ وہ بے وضو بلکہ جنب کو کفار کے ہاتھ میں آتی ہیں اور زمین پر رکھ کر ان پر ڈاک کہ مہر لگائی جاتی ہے۔ قرآن عظیم کی اس بے ادبی کا وبال ان لکھنے والوں پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۹: از مؤپور میواڑ راجپوتانہ مہارانا سکول مرسلہ مولوی وزیر احمد صاحب مدرس ۱۲ رمضان ۱۳۳۸ھ

قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوئے عالم یا والدین یا دینی مہتمم مدرسہ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟ تعظیم کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

قرآن عظیم کی تلاوت میں سلطان اسلام اور عالم دین اور استاد علم دین اور والدین کی تعظیم کر سکتا ہے و بس۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسئلہ ۱۷۰: از مقام آصف آباد اک خانہ بلہار پور ضلع چاند ملک متوسط مرسلہ عبد اللہ الرحمن صاحب ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حمد و نعت میں آداب مقام طہارت کا بخیل حرمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تک لحاظ کیا جانا لازم ہے کہ حمد و نعت تماشا گاہوں، شادی کی مجلسوں اور دعوت کے ایسے جلسوں میں جس میں لوگ انگریزی وضع کے موافق آداب اسلام کے برعکس کرسیوں پر تبختر سے بیٹھے ہوں اور ارباب نشاط جمع ہوں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص اس موقع پر جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ادائے حمد و نعت سے بخیل ادب و حرمت تامل پذیر ہو اور انکار کرے تو گناہ تو لازم نہ آئے گا ایسے جلسوں میں آداب و رواج اسلام کے خلاف جو تاپہنے ہوئے میز کے پاس کھڑے ہو کر جبکہ سامعین کرسیوں پر نشست رکھتے ہوں اور قاری زمین پر کھڑا ہو حمد و نعت کے متبرک الفاظ باواز بلند پڑھنا جائز ہوگا اور اگر کوئی شخص جائز نہ سمجھ کر ایسے موقع پر تامل کرے تو کوئی حرج تو نہیں؟

الجواب:

ادب و اجلال جہاں تک ممکن ہو بہتر ہے فتح القدیر میں ہے:

کل ماکان فی الادب والاجلال کان حسناً ^۱ ۔	ہر وہ کام جو ادب و احترام میں داخل ہو وہ اچھا ہے۔ (ت)
---	---

تماشا گاہوں میں جہاں لوگ لہو و لعب میں مشغول ہوں اور ذکر شریف نہ سنیں گے نعت شریف باواز بلند پڑھنا ممنوع ہے جس طرح ایسی جگہ قرآن عظیم پڑھنا حرام ہے شادی و دعوت کے جلسوں میں حالت دیکھی جائے اگر حاضرین سب اسی بے ہود طرز کے ہیں کہ التفات نہ کریں گے تو وہاں بھی پڑھنا منع اور تامل و انکار کرنے والا کہ بہ نیت ادب و حرمت انکار کرے گا ثواب پائے گا اور اگر وہاں وہ لوگ ہیں کہ متوجہ ہو کر ذکر شریف سنیں گے اگرچہ بعض انگریزی بیہودہ فیشن کے متکبر و متبخر بھی ہوں تو ممانعت

^۱فتح القدیر کتاب الحج مسائل منثورہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۹۴/۳

نہیں اور ایسی جگہ تاویل و انکار بیجا ہے گناہ گار اب بھی نہ ہوگا جبکہ اسی کی نیت ادب و احترام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۷۱: از ریاست کوٹہ راجپوتانہ محلہ حیدر گڑھ مسئلہ فضل احمد امام جامع مسجد ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ صحن مسجد داخل مسجد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا
الجواب:

صحن مسجد مسجد ہے، فقہاء سے مسجد صحنی کہتے ہیں اور حد مسقف کو مسجد شتوی، واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۷۲: از بمبئی ۸ مدینہ منورہ صفی آبادی، بردکان جہانگیر مریج مصالحہ والے مسئلہ عبدالستار صاحب یکم صفر ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ تعویذ کا یا آیات قرآن نقش جداول میں لکھنا
خلاف شرع اور ناجائز ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ نہیں، عدد میں خلاف شرع تو نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ حرفوں لکھنا فضیلت رکھتا
ہے۔ دونوں میں سے کسی کا قول مطابق شریعت ہے۔ بینوا توجروا
الجواب:

آیات کریمہ و اسمائے طیبہ کی برکات سے استفادہ کے دنوں طریقے ہیں جن میں عبارت و الفاظ لکھے جائیں وہ جزر کلمات ہیں اور
زبان تکسیر میں مظہر اور اعداد والے وفق و مضمر، علم و افاق امام حبیہ الاسلام غزالی و امام فخر الدین رازی و شیخ اکبر محی الدین ابن
عربی وغیرہم اجلہ اکابر سے ہے اس میں عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں بلکہ محل احراق و نحوہ میں وہی نسب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۷۳: سید عرفان علی صاحب رکن انجمن خادم الساجدین رٹری ٹولہ بریلی ۲ صفر ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں:

<p>جو کوئی اچھی سفارش کرے تو اس کے لئے اس میں حصہ ہے اور جو کوئی بری سفارش کرے تو اس کے لئے اس میں بھی حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طاقت رکھنے والا ہے۔ (ت)</p>	<p>"مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا" وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝^۱</p>
--	--

اس آیت شریف کا کیا مطلب ہے اور شفاعت حسنہ اور سیدہ سے کیا مراد ہے؟

الجواب: نیک بات میں کسی کی سفارش کرنا مثلاً سفارش کر کے مظلوم کو اس کا حق دلادینا یا کسی مسلمان کو ایذا سے بچالینا یا کسی محتاج کی مدد کر دینا شفاعت حسنہ ہے ایسی شفاعت کرنے والا اجر پائیگا اگرچہ اس کی شفاعت کارگر نہ ہو، اور بری بات کے لئے سفارش کر کے کوئی گناہ کر دینا شفاعت سیدہ ہے اس کے فاعل پر اس کا وبال ہے اگرچہ نہ مانی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۴: از شہر محلہ سوداگران مسئلہ شمس الدین طالب عالم مدرسہ منظر الاسلام ۱۲ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں حضور پر نور اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملتہ طاہرہ قبلہ مدظلہ العالی کہ مسجد میں امام کو دوبانا کیسا ہے؟ بینواتوجروا

الجواب:

کوئی حرج نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۵ تا ۱۷۹: از موضع ہرن پاور ضلع بریلی تحصیل نواب گنج مسئلہ فقیر بخش

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت پیران پیر دستگیر غوث اعظم کی گیارہویں شریف میں تعظیم کو اٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) محرم میں ماتم یا نوحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) رافضیہ کی مجلس میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) اولیائے کرام کے کسی مزار پر شیرینی لے جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) جو کوئی کسی نیک کام کو جانتا ہے اور اس کو کوئی روکے تو اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب:

(۱) گیارہویں شریف میں قیام سے کوئی ممانعت شرعیہ نہیں مگر یہ تعظیم عرف مسلمین میں ذکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص ہو رہی ہے اس تخصیص کا لحاظ چاہئے۔

(۲) ماتم و نوحہ محرم ہو یا غیر محرم مطلقاً حرام ہے۔ (۳) رافضیوں کی مجلس میں جانا سخت حرام ہے۔

(۴) شرینی اگر ایصال و ثواب کے لئے ہو اور وہاں مساکین پر تقسیم کی جائے تو حرج نہیں۔

(۵) اگر وہ کام واقعی نیک ہے اور یہ کسی وجہ شرعی سے اسے نہیں روکتا تو مناع للخیر ہے اور مناع للخیر ہونا شیطانی کام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۰: از بنارس محلّہ انبیالی منڈی مسئلہ محمد عمر صاحب سنی حنفی قادری رضوی ۴ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ منجانب خلافت کمیٹی ایک روپیہ کانٹ شائع ہوا ہے جس میں قرآن پاک کی پوری ایک آیت لکھی پس مسلمان یا ہنود کے ہاتھ فروخت کرنا کیسا ہے کیا مسلمان اس کو ہر حالت پاکی و ناپاکی میں لے سکتا ہے یا نہیں اور اس کے فروخت کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

الجواب:

اس پرچہ پر کہ ہر کس و ناکس ہر پاک و ناپاک ہر کافر و مشرک ہر بھنگی چمار کے ہاتھ میں جانے کے لئے وضع کیا گیا ہے قرآن کریم کی آیت لکھنا اسے بے ادبی کے لئے پیش کیا ہے ت بے وضو اس کا چھونا جائز نہیں اگر آ یہ کریمہ کے سوائس میں اور کتابت نہ ہوا اور اگر کفایت زائد ہے تو آ یہ کریمہ جس جگہ لکھی ہے اس پر بے وضو ہاتھ لگنا حرام ہے اور خواہ اسی رخ ہو جدھر آیت لکھی ہے یا دوسرے رخ ہر طرف ناجائز ہے اور اسے کافر کے ہاتھ فروخت نہ کریں اور اس کا بیچنا بے ادبی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۱ تا ۱۸۲: از ریاست کوٹہ راجپوتانہ متصل گھنٹہ گھر مسجد مدار کاچلہ مسئلہ حافظ جان محمد امام مسجد مذکورہ ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں جواب مع حوالہ کتب اہلسنت سے مرحمت فرمایا جائے:

(۱) بعد نماز جمعہ کوئی عالم یا میلاد خوان منبر پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور عام طور پر بھی منبر پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا منبر محض وعظ و خطبہ ہی کے لئے ہے؟ اگر چند مسلمان زید کو بعد نماز جمعہ مسجد میں منبر پر میلاد شریف پڑھنے کے لئے بٹھائیں اور چند لوگ کہیں کہ اگر تم میلاد شریف پڑھنا ہے تو منبر پر مت بیٹھو بلکہ تخت پر بیٹھو ہم منبر پر نہیں پڑھنے دیں گے اور نہیں پڑھنے دیا۔ ایسے لوگوں کے لئے کا حکم ہے؟

(۲) زید نے محض فقہ کی تین کتابیں پڑھی ہیں، اردو بولنے اور صحیح املا لکھنے کی لیاقت نہیں ہے۔ اور صرف و نحو سے بالکل ناواقف ہے حتیٰ کہ میزان الصرف نہیں جانتا بلکہ صرف و نحو کے پڑھنے کو حرام اور اس کے پڑھنے والے کو اچھا نہیں جانتا اور فارسی بھی نہیں جانتا، ایسے شخص کو منبر پر بیٹھ کر وعظ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر منبر پر بیٹھ جائے تو اس کو مسلمان منبر سے اتار سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

الجواب:

(۱) میلاد شریف منبر پر پڑھنا بلاشبہ جائز ہے اور یہ فرق کہ میلاد شریف تخت پر ہو منبر پر صرف

خطبہ و وعظ محض نادانی ہے۔ میلاد شریف ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ذکر الہی ہے۔ حدیث میں ہے۔ رب عزوجل نے فرمایا:

جعلتک ذکر امن ذکرى فمن ذکرک فقد ذکرنى ^۱ ۔	اے محبوب! میں نے اپنے ذکر سے تمہیں ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے بیشک میرا ذکر کیا۔
--	---

تو میلاد شریف خطبہ و وعظ بھی ہے اور خطبہ و وعظ بھی ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خالی نہیں ہو سکتے تو سب شے واحد ہیں و خود صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد مدینہ طیبہ میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے منبر بچھاتے اور وہ اس پر قیام کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت اور مشرکین کا رد سناتے^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) منبر مسند نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جاہل اردو خوان اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اس میں حرج نہیں جبکہ وہ جاہل فاسق مثلاً داڑھی منڈا وغیرہ نہ ہو کہ اس وقت وہ جاہل سفیر محض ہے اور حقیقہ و وعظ اس عالم کا جس کی کتاب پڑھی جائے اور اگر ایسا نہیں بلکہ جاہل خود بیان کرنے بیٹھے تو اسے وعظ کہنا حرام ہے اور اس کا وعظ سننا حرام ہے۔ اور مسلمانوں کو حق ہے بلکہ مسلمانوں پر حق ہے کہ اسے منبر سے اتار دیں کہ اس میں نہی منکر ہے اور نہی منکر واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الاول المطبعة الشركة الصحافية في البلاد العثمانية ص ۱۵

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ماجاء في الشعر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۸، احیاء العلوم بحوالہ صحیحین کتاب آداب السماع

مطبعة المشهد الحسيني القاهرة ۲/ ۲۷۷



رسالہ

الكشف شافيا حکم فونو جرافيا
(فونو گراف) (گراموفون) کے حکم کے بارے میں تسلی بخش وضاحت

مسئلہ ۱۷۳: از ریاست رامپور محلہ چاہ شور ۱۲ رمضان مبارک ۱۳۲۸ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فونو گراف سے قرآن مجید سننا اور اس میں قرآن شریف کا بھرنا اور اس کام کی نوکری کر کے یا اجرت لے کر یا ویسے ہی اپنی تلاوت کا اس میں بھرنا ناجائز ہے یا نہیں اور اشعار حمد و نعت کے بارہ میں کیا حکم ہے اور عورات کے ناچ گانے یا مزامیر کی آواز اس سے سننا بھی ایسا ہی حرام ہے جس طرح اس سے باہر سننا یا کیا؟ بینواتوجروا (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤت)

الجواب:

<p>الحمد لله الذي انزل القرآن ذكر العلمين، واغنانا به عن الغنا الخبيث ولهو الحديث وملاهي المبطلين وحرر بغيرته ورحمته</p>	<p>سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ جس نے تمام جہانوں کی پند و نصیحت کے لئے قرآن مجید نازل فرمایا اور اس کی برکت سے ہمیں خبیث گانوں، کھیل کی باتوں اور اہل باطل کے کھیل و تماشوں سے بے نیاز کر دیا اور اپنی غیرت اور رحمت کی وجہ سے</p>
--	--

<p>فحش (یعنی بیجیائی کے کام) اور کھلے اور پوشیدہ فتنے حرام کر دیئے اور درود و سلام ہمارے آقا و مولیٰ پر ہو جو محمد (کریم) تمام رسولوں کے سردار اور مقتدا ہیں کہ جن کو گانے بجانے کے آلات و اسباب اور ہر ذلیل کھیل و تماشہ کے مٹانے اور ختم کرنے) کے لئے بھیجا گیا (نیز درود و سلام) ان کی تمام آل اور تمام ساتھیوں پر ہو کہ جو تعظیم ذکر کی وجہ سے اپنے عہد و پیمان کی رعایت کرتے رہے اور یہ بغیر لالچ اجرت اور کرایہ کے عہد پورا کرتے ہیں اور شرافت رکھنے والے اور کھیل کی باتوں سے بچنے والے تھے، یہ وہ پاکیزہ لوگ تھے کہ جن کی کوشش اور رعایت کرنے سے اللہ تعالیٰ نے پاک کو ناپاک سے الگ اور جدا کر دیا (اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے) جب تک فاختائیں خوش الحانی سے بولتی رہیں اور قمریاں شاخوں پر (جھوم کر) گیت گاتی اور خوش آوازی کرتی ہیں یا اللہ! اس دعا کو شرف قبولیت سے نواز دے۔ (ت)</p>	<p>الفواحش والفتن مآظہر منها وما بطن والصلوة والسلام علی سیدنا ومولنا محمد سید المرسلین المبعوث بزہق المعازف والمزامیر وکل لہو مہین وعلی الہ وصحبہ الذین ہم لعہدہم بتعظیم الذکر راعون وبلا طمع اجرۃ ولا کراموفون المنتجبین و المجتنبین عن لہو الحدیث الذین میز اللہ بسعیہم و رعیہم الطیب من الخبیث ما طرب الورقاء بالالحان وغر القرۃ فی الافنان آمین!۔</p>
--	--

اس مسئلہ حادثہ میں کلام سے پہلے ایک بحث جلیل کی تمہید ضرور جس پر انکشاف احکام مقصور، وہ فوٹو گراف سے فوٹو گراف کا اظہار فرق ہے فوٹو گراف کی تصویر اپنی ذی الصورہ سے مابین اور اسکی محض ایک مثال و شبیہ ہوتی ہے بخلاف اس آلہ کے کہ اس میں اگر کسی قاری کی تلاوت بھری گئی تو اس میں حقیقۃً قرآن عظیم ہی ودیعت ہوا اور اس سے جو سنا جائے وہ حقیقۃً اسی قاری کی آواز ہوگی اور اس سے جو ادا ہوا وہی قرآن عظیم ہوگا جو اس نے پڑھا نہ یہ کہ مسموع اس کی آواز کی کوئی حکایت و تصویر ہو اور یہ جو ادا ہوا قرآن مجید میں نہ ہو اس کی مثال و نظیر ہو، یوہیں اگر آلات طرف و غیر ہاکی آواز ہے تو وہ بھی حقیقۃً وہی آواز ہے نہ کہ اس کا نشان و پرداز۔

<p>جیسا کہ بعض فضلاء زمانہ کو وہم ہو گیا (اور مغالطہ لگ گیا) اور وہ علامہ سید محمد عبدالقادر اہل شافعی ہیں جو آجکل حدیدہ میں رہائش پذیر ہیں انھوں نے اس موضوع پر ایک رسالہ تصنیف فرمایا کہ انھوں نے</p>	<p>کہا توہمہ بعض فضلاء العصر وهو العلامة السید محمد عبدالقادر الادل الشافعی المقیم الان بحدیدۃ اذ جمع فیہ رسالۃ سبأھا</p>
---	---

"القول الواضح في رد الخفاء الفاضح" زعم فيها ان ما يسمع من ذلك الصندوق ليس اصوات الاصل ولا مساويا لها انما يشبهها في اصل الصوت كالصدا وهو لها كالخيال من عالم المثال وبني عليه جواز ان تسمع منه اصوات الالات اذ ما هي هي وما يتعدى حكم الاصل الى الحكاية كما قال ابن حجر المكي وغيره في رؤية صورة عورة المرأة في المرأة وقد كنت كتبت في ابطال هذا الوهم عدة في مكة المكرمة في صفر ١٣٢٢هـ حين عرض على صاحبنا الفاضل الكامل النبيل النبیه ذو قلب فقيه و طبع وقاد و ذهن نقاد الشيخ محمد علي المكي المالكي امام المالكية ومدرس المسجد الحرام ابن مفتيهم بها مولينا العلامة المرحوم بكرم الله تعالى الشيخ حسين الازهرى المكي رسالة له في هذا الباب سهاها انوار الشروق في احكام الصندوق" وهو حفظه الله

اس کا نام القول الواضح في رد الخطاء الفاضح (یعنی بالکل واضح اور ظاہر بات رسوا کرنیوالی خطا کے بیان میں) رکھا پس انھوں نے اس میں یہ خیال کیا کہ جو کچھ اس صندوق سے سنائی دیتا ہے وہ اصل آواز اور اس کے مساوی نہیں بلکہ وہ اصل آواز کی شبیہ ہے۔ جیسے آواز بازگشت اور اس کی گونج، جیسے خیال عالم مثال سے، اور اس پر یہ بنیاد رکھی کہ آلات سے آوازیں سننی جائز ہیں، کیونکہ وہ آوازیں اصل اور حقیقی آوازیں نہیں اور حکم اصل حکایت کی طرف متجاوز نہیں ہوتا، جیسا کہ علامہ ابن حجر وغیرہ نے ارشاد فرمایا جیسا کہ آئینہ میں جائے ستر کی صورت کا دیکھنا، اور میں نے اس وہم کو باطل قرار دینے پر چند اور اراق مکہ مکرمہ کی اقامت کے زمانے ماہ صفر ۱۳۲۲ھ میں تحریر کئے جب میرے سامنے ہمارے دوست (ساتھی) کامل، فاضل، شریف، سمجھدار، فقیہ دل رکھنے والے بھڑکیلی طبیعت اور ناقد ذہن رکھنے والے، شیخ محمد علی مکی مالکی (امام مالک کے پیروکار) جو کہ مذہب امام مالک رکھنے والوں کے امام اور مسجد حرام میں مدرس اور وہاں ان کے مفتی کے صاحبزادے ہیں اور وہ مولانا علامہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ان پر رحم کیا جائے، شیخ حسین ازہری مکی ہیں، اس باب میں اپنا ایک رسالہ بنام انوار الشروق فی احکام الصندوق (یعنی چمکیلے انوار، صندوق کے احکام شرعی کے بیان میں) انھوں نے مجھے پیش کیا اللہ تعالیٰ

<p>ان کی حفاظت فرمائے کہ انھوں نے اہل فساد کے لئے فونو گراف سے راگ سننے کی حرمت بیان کرنے میں کمال کر دیا (بہت اچھا رول ادا کیا) اور کافی بیان فرمایا اور اس طرف بھی گئے ہیں کہ اس سے مطلقاً قرآن عظیم سننا حرام ہے، ہم ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس امر کی تحقیق پیش کریں گے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔ (ت)</p>	<p>تعالیٰ اجاد فی تحریم سماع الطرب المعتاد لاهل الفساد من فونو غرافیا و بینہ بیاناً کافیا و ذہب ایضاً الی تحریم سماع القرآن العظیم مطلقاً منہ و سنحقق الامر فیہ کما ستری ان شاء اللہ تعالیٰ۔</p>
---	--

یہاں ہم کو دو باتیں بیان کرنی ہیں، ایک یہ کہ فونو سے جو سنی جاتی ہے وہ بعینہ اسی آواز کنندہ کی آواز ہوتی ہے جس کی صورت اس میں بھری ہے قاری ہو خواہ متکلم خواہ آلہ طرب وغیرہا، دوسرے یہ کہ بذریعہ تلاوت جو اس میں ودیعت ہوا پھر تحریک آلہ جو اس سے ادا ہو گا سنا جائے گا حقیقۃً قرآن عظیم ہی ہے۔ ان دونوں دعوؤں کو دو مقدموں میں روشن کریں وبالله التوفیق (اللہ تعالیٰ ہی کے کرم سے حصول توفیق ہے۔ ت):

مقدمہ اولی: کا بیان ان امور کی تحقیق چاہتا ہے:

(۱) آواز کیا چیز ہے؟ (۲) کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ (۳) کیونکر سننے میں آتی ہے؟

(۴) اپنے ذریعہ حدوث کے بعد بھی باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے۔

(۵) کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے۔

(۶) آواز کنندہ کی طرف اس کی اضافت عہ کیسی ہے وہ اس کی صفت ہے یا کس چیز کی۔

(۷) اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے یا نہیں۔

ہم اس بحث کو بعونہ تعالیٰ ایسی وجہ پر تقریر کریں کہ ساتوں سوالوں کا جواب اسی سے منکشف ہو فاقول: وبالله التوفیق (اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے میں کہتا ہوں۔ ت) ایک جسم کا دوسرے سے بقوت ملنا جسے قرح کہتے ہیں یا بسختی جدا ہونا کہ قلع کساتا ہے جس ملائے لطیف مثل ہوا یا آب میں واقع ہو اس کے اجزائے مجاورہ میں ایک خاص تشکل و تکلیف لاتا ہے اسی تشکل و کیفیت

عہ: یعنی صفت کی اضافت ہے موصوف کی طرف یا فعل کے فاعل کی طرف یا کیا ۱۲ منہ

مخصوصہ کا نام آواز ہے اسی صورت قرق کی فرع ہے کہ زبان و گلوئے متکلم وقت تکلم کی حرکت سے ہوائے دہن کو بجا کر اس میں اشکال حرفیہ پیدا کرتی ہے یہاں وہ کیفیت مخصوصہ اس صورت خاصہ کلام پر بنتی ہے جسے قدرت کاملہ نے اپنے ناطق بندوں سے خاص کیا ہے یہ ہوائے اول یعنی جس پر ابتداء وہ قرق و قلع واقع ہوا جیسے صورت کلام میں ہوائے دہن متکلم اگر بیعہم ہوائے گوش سامع ہوتی تو یہیں وہ آواز سننے میں آجاتی مگر ایسا نہیں لہذا حکیم عزت حکمت نے اس آواز کو گوش سامع تک پہنچانے یعنی ان تشکلات کو اس کی ہوائے گوش میں بنانے کے لئے سلسلہ تموج قائم فرمایا۔ ظاہر ہے کہ ایسے نرم و تراجم میں تحریک سے موج بنتی ہے جیسے تالاب میں کوئی پتھر ڈالو یہ مجاور اجزائے آب کو حرکت دے گا وہ اپنے متصل وہ اپنے مقارب کو جہاں تک کہ اس تحریک کی قوت اور اس پانی کی لطافت اقتضا کرے یہی حالت بلکہ اس سے بہت زائد ہوا میں ہے کہ وہ لینت و رطوبت میں پانی سے کہیں زیادہ ہے لہذا قرق اول سے کہ ہوائے اول متحرک و متشکل ہوئی تھی اس کی جنبش نے برابر والی ہوا کو قرق کیا اس سے وہی اشکال ہوائے دوم میں بنیں اس کی حرکت نے متصل کی ہوا کو دھکا دیا اب اس ہوائے سوم میں مرسم ہوئیں یوں ہی ہوا کے حصے بروجہ تموج ایک دوسرے کو قرق کرتے اور بوجہ قرق وہی اشکال سب میں بنتے چلے گئے یہاں تک کہ سوراخ گوش میں جو ایک پٹھا بچھا اور پردہ کچھا ہے یہ موجی سلسلہ اس تک پہنچا اور وہاں کی ہوائے متصل نے متشکل ہو کر اس پٹھے کو بجایا یہاں بھی بوجہ جوف ہوا بھری ہے اس قرق نے اس میں بھی وہی اشکال و کیفیات جن کا نام آواز تھا پیدا کیں اور اس ذریعہ سے لوح مشترک میں مرسم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوئیں اور محض باذن اللہ تعالیٰ اور اک سمعی حاصل ہوا، الحاصل ہر شے کا سبب حقیقی ارادہ اللہ عزوجل ہے بے اس کے ارادے کے کچھ نہیں ممکن اور وہ ارادہ فرمائے تو اصلاً کسی سبب کی حاجت نہیں مگر عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی یہ قرق و قلع ہے اور اس کے سننے کا وہ تموج و تجدد و قرق و طبع ہوا ہوائے جوف سمع ہے متحرک اول کے قرق سے ملا مجاور میں جو شکل و کیفیت مخصوصہ بنی تھی کہ شکل حرفی ہوئی تو وہی الفاظ و کلمات تھے ورنہ اور قسم کی آواز اس کے ساتھ قرق نے بوجہ لطافت اس مجاور کو جنبش دی اس کی جنبش نے اپنے متصل کو قرق کیا اور وہی ٹھپاکہ اس میں بنا تھا اس میں اتر گیا یونہی آواز کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں اگرچہ جتنا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں تموج و قرق میں ضعف آتا جاتا اور ٹھپا ہلکا پڑتا ہے و لہذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور حروف صاف سمجھ نہیں آتے یہاں تک کہ ایک حد پر تموج کہ موجب قرق آئندہ تھا ختم ہو جاتا ہے اور عدم قرق سے اس تشکل کی کاپی برابر والی ہوا میں نہیں اترتی آواز یہیں تک ختم ہو جاتی ہے۔ یہ تموج ایک مخروطی شکل پر ہوتا ہے جس کا

قاعدہ اس متحرک و محرک اول کی طرف ہے اور اس اس کے تمام اطراف مقابلہ میں جہاں تک کوئی مانع نہ ہو جس طرح زمین یہ مخروط ظلی اور آنکھ سے مخروط شعاعی، نہیں نہیں بلکہ جس طرح آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے کہ ہر جانب ایک مخروط ہوتا ہے بخلاف مخروط ظل کہ صرف جہت مقابل جرم مضی مخروط شعاع بصر کہ تنہا سمت مواجہ میں بنتا ہے ان مخروطات تموج ہوائی کے اندر جو کان واقع ہوں ایک ایک ٹھپاسب تک پہنچے گا سب اس آواز و کلام کو سنیں گے اور جو کان ان مخروطیوں سے باہر رہے وہ نہ سنیں گے کہ وہاں قرع و قلع واقع نہ ہو اور ٹھپوں کے تعدد سے آواز متعدد نہ سمجھی جائے گی یہ کوئی نہ کہے گا کہ ہزار آوازیں تھیں کہ ان ہزار اشخاص نے سنیں بلکہ یہی کہیں گے کہ وہی ایک آواز سب کے سننے میں آئی اگرچہ عندا تحقیق اس کی وحدت نوعی ہے نہ کہ شخصی، اس تقریر سے بجز اللہ تعالیٰ وہ ساتوں سوال مشکف ہو گئے۔

(۱) آواز اس شکل و کیفیت مخصوصہ کا نام ہے کہ ہوا یا پانی وغیرہ جسم نرم و تر میں قرع یا قلع سے پیدا ہوتی ہے قول مشہور میں کہ ہوا کی تخصیص فرمائی، موافق اور اس کی شرح میں ہے:

الصوت کیفیت قائمة بالهواء يحملها الهواء الى الصباخ ^۱ ۔	آواز ایک ایسی کیفیت (حالت) ہے جو ہوا کے ساتھ قائم ہوتی ہے پھر ہوا ہی اسے اٹھا کر (یعنی اوپر سوا کر کے) کانوں کے پردے تک پہنچا دیتی ہے۔ (ت)
---	--

مقاصد اور اس کی شرح میں ہے:

کیفیتہ تحدث فی الهواء بسبب تموجہ ^۲ الخ۔	"آواز" ایک ایسی کیفیت ہے کہ جو ہوا میں اس کی موج پیدا ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ الخ (ت)
--	---

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ نظریہ اکثر ہے ورنہ ملائے آب میں بھی آواز سنی جاتی ہے۔ دو شخص چند گز کے فاصلہ سے تالاب میں غوطہ لگائیں اور ان میں ایک دو اینٹیں لے کر بجائے تو دوسرے کو ان کا کھٹکا سموع ہوتا ہے اور اس آواز کا حامل پانی ہی ہے اور کان تک موصل اسی کا تموج کہ پانی کے اندر ہوا نہیں ہوتی ہاں پانی اتنا تر و لطیف نہیں جس قدر ہوا ہے لہذا اس کا تشکل و تادیہ دونوں بہ نسبت ملائے ہوا کے ضعیف ہوتے ہیں۔

(۲) اس کا اور تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادہ الہی ہے۔ دوسری چیز اصلانہ موثر

^۱ شرح المواقف النوع الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۵/ ۲۶۰

^۲ شرح المقاصد النوع الثانی دار المعارف النعبانیہ لاہور ۱/ ۲۱۶

نہ موقوف علیہ، اور آواز کا ظاہری وعادی سبب قلع و قرع ہے۔ فقیر نے اس میں قدماء کا خلاف کیا ہے عملاً بالمتیقن تجافياً عن الجفاف (یقینی بات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور بے تکی اور بے اصولی باتوں سے کنارہ کش ہوتے ہوئے۔ ت) وہ قلع و قرع کو سبب بعید اور تموج کو سبب قریب بتاتے ہیں یعنی قرع سے ہوا میں تموج ہوا اور تموج سے وہ شکل و کیفیت کہ مسٹی بہ آواز ہے پیدا ہوتی ہے۔ موافق و شرح میں ہے:

سبب الصوت القریب تموج الهواء ¹ ۔	آواز کا سبب قریب اس میں موج پیدا ہونا ہے۔ (ت)
---	---

مقاصد و شرح میں ہے:

تحدث بالتموج المعلول للقرع والقلع ² ۔	آواز ہوا کے تموج سے پیدا ہوتی ہے جو "قرع" اور "قلع" کے لئے معلول اور وہ دونوں کا اس کے حدوث کے لئے علت ہیں۔ (ت)
--	---

[ایک جسم کا دوسرے جسم میں پوری قوت سے ملنا "قرع" اور سختی سے الگ ہونا "قلع" کہلاتا ہے۔ مترجم]

مطالع الانظار اصفہانی شرح طوالع الانوار علامہ بیضاوی میں ہے:

القرع والقلع سبب التموج الذی هو سبب قریب للصوت ³ ۔	"قرع" اور "قلع" موج جدا کا سبب ہیں اور وہ آواز کا سبب قریب ہے۔ (ت)
---	--

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ اقوال خود ہمارے علماء کے نہیں بلکہ فلاسفہ کے ہیں شرح مقاصد میں ارشاد فرمایا:

الصوت عندنا يحدث بمحض خلق الله تعالى من غير تأثير بتموج الهواء والقرع والقلع كسائر الحوادث وكثيراً ما تورد الاراء الباطلة	آواز ہمارے نزدیک محض تخلیق خداوندی سے پیدا ہوتی ہے لہذا اس میں تموج ہوا اور قرع، قلع کی کوئی مستقل تاثیر نہیں اور یہ حدوث باقی تمام حوادث کی طرح ہے۔ اور بسا اوقات فلاسفہ
---	---

¹ شرح المواقف النوع الثالث المقصد الاول منشورات الشريف الرضي قم ايران ۵/ ۵۸-۲۵۷

² شرح المقاصد النوع الثالث المسبوعات دار المعارف النعمانية لاہور ۱/ ۲۱۶

³ مطالع الانظار شرح طوالع الانوار

<p>للفلاسفة من غير تعرض لبيان البطلان الا فيما يحتاج الى زيادة بيان والصوت عندهم كيفية تحدث في الهواء بسبب توجه المعول للقرع والقلع¹۔</p>	<p>کے افکار باطلہ کو تو پیش کر دیا جاتا ہے لیکن ان کے بطلان کو نہیں بیان کیا جاتا مگر جبکہ اضافہ بیان کی ضرورت ہو آواز ان کے نزدیک ایک ایسی کیفیت ہے جو ہوا میں اس کے تموج کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو "قرع" اور "قلع" کا معلول ہے۔ (اور وہ دونوں اس کی علت ہیں)۔ (ت)</p>
--	---

فلاسفہ خطا کاری و غلط شعاری کے عادی ہیں اور مقتضائے نظر صحیح یہی ہے کہ اس کیفیت کے حدوث کو قلع و قرع بس ہیں تموج کی حاجت نہیں۔

اؤگ: قرع و قلع سے ہوا دبے گی اور اپنی طاقت و رطوبت کے باعث ضرور اس کی شکل و کیفیت قبول کرے گی اسی کا نام آواز ہے اور صرف یہ دینا تموج نہیں بلکہ اس کے سبب اس کی ہوائے مجاور متحرک ہوگی اور وہ اپنی متصل ہوا کو حرکت دے گی یہاں یہ صورت تموج کی ہے۔ خود موافق و شرح میں فرمایا:

<p>ليس تموجه هذا حركة انتقالية من هواء واحد بعينه بل هو صدم بعد صدم وسكون بعد سكون فهو حالة شبيهة بتموج الماء في الحوض اذالقى حجر في وسطه²۔</p>	<p>یعنی ایک ہوا کا "تموج" حرکت انتقالی نہیں اس لئے کہ بار بار دباؤ اور سکون بعد سکون ہے لہذا یہ اس حالت کے بالکل مشابہ ہے کہ جب کسی تالاب کے درمیان پتھر پھینکا جائے تو پانی میں موج (اور لہریں) پیدا ہو جاتی ہیں۔ (ت)</p>
--	--

شرح مقاصد میں فرمایا:

<p>المراد بالتموج حالة مشبهة بتموج الماء تحدث بصدم بعد صدم وسكون بعد سكون³۔</p>	<p>تموج سے مراد ایک ایسی حالت ہے جو پانی کے تموج سے مشابہ ہے اور وہ نوبت بہ نوبت ٹکراؤ اور سکون بعد سکون کے پیدا ہوتی ہے۔ (ت)</p>
--	---

ظاہر ہے کہ مقروع اول میں جو تکلیف و تشکل ہوا اس کے لئے صرف اسی کا انفعال درکار تھا بعد کے موجی سلسلہ کو اس میں کیا دخل۔ اگر فرض کریں کہ مقروع اول کے بعد ہوا نہ ہوتی یا وہ قرع کا اثر

¹ شرح المقاصد النوع الثالث دار المعارف النعنائیہ لاہور ۱/۲۱۶

² شرح المواقف النوع الثالث المقصد الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۵/۲۵۸

³ شرح المقاصد النوع الثالث المقصد الاول دار المعارف النعنائیہ لاہور ۱/۲۱۶

نہ قبول کرتی تو خود اس میں تشکل کیوں نہ آتا حالانکہ اس نے دب کر قرق کا اثر قبول کر لیا،
 ۱۱: اگر تشکل مقروع اپنے بعد کے اجزاء متحرک ہونے کا محتاج ہو تو چاہئے کہ تموج باقی رہے اور تشکل ختم ہو جائے کہ اگر بعد
 کے اجزائے تموج بھی متشکل ہوں تو ان کو اپنے بعد کے اجزاء کا تموج درکار ہوگا تو یا سلسلہ تموج میں تسلسل آئے گا یا سبب سے
 سبب متخلف ہو جائے گا اور وہ دونوں باطل ہیں ہاں بظاہر تموج اس لئے درکار ہے کہ مقروع اول سے اجزائے متصلہ میں نقل
 تشکل کرے کہ مقروع اول دب کر اپنے متصل دوسرے جز کو قرق کرے گا اور وہ اسی شکل سے متشکل ہوگا پھر اس کے دبنے سے
 تیسرا مقروع و متشکل ہوگا اس کی حرکت سے چوتھا الاما شاء اللہ تعالیٰ اور حقیقۃً قرق ہی تموج کا سبب ہے اور تشکل کا بھی، قمرات
 متوالیہ نے تموج مذکور پیدا کیا اور ہر قرق نے اپنے مقروع میں تشکل، تموج کو دخل کہیں بھی نہ ہوا۔

<p>اور اس بات کی پوری وضاحت یہ ہے کہ "تموج" (یعنی ہوا میں موج پیدا ہونا) اضطراب ہے۔ اور اضطراب اجزائے شے کے درمیان انقسام ہے یعنی اس کا اجزائے شے کے درمیان منقسم ہو جانا ہے اور وہ اس طرح کہ کچھ اجزاء بلند ہو جائیں تو پھر تیرا جوش سست اور ماند پڑے گا۔ یا وہ بلندی اور پستی کے علاوہ کسی دوسری سمت کی طرف آئیں اور جائیں جیسا کہ آمد و رفت کی حرکت میں ہوا کرتا ہے اور ان دونوں میں در حقیقت انقسام (تضارب) ہوگا۔ اس لئے کہ جز تضارب، اولاً مضروب ہوگا ورنہ عکس یا پہلا جزء دوسرے کو اور وہ تیسرے کو اور اسی طرح آخر تک، پس پانی اور ہوا کے تموج میں یہی واقع ہے لیکن جو بھی ہو تو اس کے تموج میں لگاتار حرکات ضروری ہیں۔ اور تشکل کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کیا ہے۔ البتہ موج والی چیز منتقل اور مضطرب ہو گئی۔ لہذا زید</p>	<p>وتفصيل القول ان التموج هو الاضطراب و الاضطراب هو المتقارب بين اجزاء الشئ وذلك اما بان يعلو بعضه يخدر في الغوران او يذهب ويجبي الى غير جهة العلو والسفل كما في التخرج وفيهما المتضارب حقيقة لان الجزء الضارب ولا يصير مضروباً وبالعكس واما بان يضرب جزء الاول والثاني الثالث وهكذا وهذا هو الواقع في تموج الماء والهواء واما ما كان بد في التموج من حرکات متوالية ولا يقال لشکل ما هو وانتقل ما ج واضطرب فزید الماشی ليس متوجاً لا لغة ولا عرفاً</p>
---	---

<p>هذا ما نعرف من معنى التموج والهواء بنفس القرع ينفظ ويتشكل وتكيف ولا عـ عـ على توقفه على تكرر عـ عـ وامكان قرع الهواء يوجب فيه الموج ولا بد</p>	<p>ماشی (چلنے والا) لغت اور عرف میں "تموج" نہیں (یعنی موج والا) کیونکہ تموج سے ہم یہ مفہوم نہیں سمجھتے اور ہوا نفس قرع سے دھکیلی جاتی اور متکثیف ہو کر متشکل ہو جاتی ہے۔ اور مکرر ہونے پر اس کا توقف نہیں۔۔۔ قرع ہوا کہ امکان بلاشبہ اس میں موج پیدا کر دیتا ہے۔ (ت)</p>
---	--

اگر کہئے قرع کافی نہیں جب تک مقروع اس کا اثر قبول نہ کرے اور اس کا تاثر وہی تحرک ہے اور اس کو تموج سے تعبیر کیا اگرچہ
حقیقت تموج وہ ہی کہ اوپر گزری۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) اؤٹا: اس میں تسلیم ایراد ہے کہ تموج سے نفس تحرک مقروع مراد ہے۔

تایا: یہ کہنا ایسا ہے کہ فاعل کافی نس جب تک معلول اس کا اثر قبول نہ کرے تو سبب قریب فاعل نہیں بلکہ معلول کا انفعال ہے۔

<p>هو كما ترى وتحقيقه ان التشكل وان لم يكن الامع التحريك ولو لم يتحرك لم يتشكل وسلمنا ان هذه ليست معية معلولى علة كوجود النهار واستضاءه الارض بالقيود المعلوماتية لدى العارف بل للتحرك مدخل في التشكل لكن لا نسلم ان التحرك مرسم الشكل ويفيض الكيفية بل مرسم هو القرع وان كان مشروطا بالتحرك فجعل التموج اى التحرك</p>	<p>وہ جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ تشکل بغیر تحرک نہیں ہو سکتا لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر تحرک نہ ہو تو پھر تشکل نہ ہوگا۔ اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ "معیت" علت کے دو معلولوں جیسی معیت نہیں جیسے وجود نہار، اور زمین کی روشنی ان قیود کے ساتھ جو ایک عارف کو معلوم ہی ہیں بلکہ "تحرک" کو تشکل میں ایک گونہ دخل ہے لیکن ہم یہ نہیں تسلیم کرتے کہ "تحرک" مرسم تشکل اور مفیض کیفیت ہے۔ بلکہ مرسم تشکل "قرع" ہے اگرچہ وہ مشروط بالتحرك ہے لہذا تموج یعنی تحرک کو</p>
--	--

عہ ۲۵: یہاں کچھ الفاظ رہ گئے ہیں اس لئے مفہوم واضح نہیں۔ مترجم

سبباً قریباً ناشیعی عن اشتباه الشرط بالسبب کمین
یزعم ان قبول المعلول اثر العلة هو السبب القریب
له فافهم واعلم والله تعالی اعلم هذا واستدل
العلامة قدس سره فی شرح المواقف علی کون التمجوج
سببه القریب بانه شیعی حصل حصل الصوت و اذا
انتفی انتفی فانما نجد الصوت مستمرا باستمرار
تموج الهواء الخارج من الحلق والالات الصناعية
ومنقطعاً بانقطاعه وكذا الحال فی طنین الطست فانه
اذا سکن انقطع لانقطاع تموج الهواء حیث^۱ اھ.

اقول: اولاً لا تموج عند المقروع الاول حین هو
مقروع وان حصل حین كونه قارعا والصوت موجود
فیہ لكونه مقروعا لا كونه قارعا وثانياً ينقطع فیما
بعد بانقطاع التمجوج لانقطاع القرع لان القرع فی

سبب قریب قرار دینا (یہ بات) اس اشتباہ سے پیدا ہو گئی کہ
شرط کو سبب سمجھ لیا گیا۔ اس شخص کی طرف جو یہ گمان کرتا
ہے کہ معلول کا علت کے اثر کو قبول کر لینا اس کے لئے "سبب
قریب" ہونے کی دلیل اور علامت ہے پس اس بات کو سمجھ
لیجئے اور اچھی طرح جان لیجئے، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم
ہے۔ علامہ قدس سرہ نے شرح مواقف میں استدلال کیا کہ
آواز کے لئے "تموج" سبب کے قریب ہے کیوں؟ اس لئے کہ
جب تموج پیدا ہو تو آواز پیدا ہوتی ہے اور جب تموج منفی ہو تو
آواز بھی منفی ہو جاتی ہے کیونکہ ہم آواز کا استمرار حلق اور
آلات صناعیہ سے نکلنے والی ہوا کے تموج کے استمرار سے پاتے
ہیں اور تموج میں انقطاع سے آواز کا انقطاع پیدا ہو جاتا ہے اور
طشت کی چھنکار کا بھی یہی حال ہے جب وہ ساکن ہو جائے تو
آواز ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اس وقت تموج ہوا میں انقطاع
پیدا ہو گیا اھ۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اولاً: مقروع اول بحیثیت مقروع اول
ہونے کے اس میں کوئی تموج نہیں ہاں البتہ اس میں تموج
پیدا ہو جائے گا جبکہ وہ قارع ہوگا۔ اور آواز اس میں موجود
ہوگی اس لئے کہ وہ مقروع ہے نہ اس لئے کہ وہ قارع ہے۔
وہاں: ازیں بعد آواز ختم ہو جاتی ہے۔

^۱ شرح المواقف النوع الثاني المقصد الاول منشورات الشريف الرضي قم ایران ۵/ ۲۵۸

اس لئے کہ تموج منقطع ہو جاتا ہے کیونکہ قرع منقطع ہو گیا کیونکہ آخری اجزاء میں قرع علی وجہ التموج پہنچتا ہے جیسا کہ تم جانتے ہو، ثالثاً انقطاع شرط کی وجہ سے شے منقطع ہو جاتی ہے (یعنی شرط نہ ہو تو مشروط بھی نہ پایا جائے گا) لہذا یہ سبب ہونے کے لئے مفید نہیں چہ جائیکہ قریب ہونے کے لئے مفید ہو، اور بعض لوگوں نے یہ استدلال پیش کیا کہ اہل علم نے قرع اور قلع کو ابتداء آواز کے لئے سبب نہیں قرار دیا حتیٰ کہ تموج اور وصول الی السامعة اس کے احساس کا سبب ہو جائیں نہ کہ اس کے نفس وجود کا اس لئے کہ قرع وصول ہے اور قلع لا وصول ہے۔ اور وہ دونوں "آنی" ہیں لہذا یہ دونوں آواز کے لئے سبب نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ زمانی ہے۔ اھ۔

اقول: (میں کہتا ہوں) تموج حرکت ہے۔ اور حرکت، زمانی ہوا کرتی ہے پھر جو چیز آنی ہے وہ اس کا کیسے سبب ہو سکتی ہے اور گر یہ جائز ہے تو پھر یہ کیوں نہیں جائز کہ ابتداء آواز کے لئے سبب ہو، اور اس کی تقریر یوں کی گئی کہ "تموج" آنی ہے تو خود انھوں نے اس کو صورت زمانی کے لئے سبب قرار دیا ہے اور اگر وہ زمانی ہے تو پھر انھوں نے قرع اور قلع جو کہ دونوں آنی ہیں اس کے لئے سبب ٹھہرائے، گویا ہر تقدیر پر آنی کا زمانی کے لئے سبب ہونا

الاجزاء الاخيرة انما يصل على وجه التموج كما عرفت وثالثاً الشیء ینقطع بانقطاع شرطه فلا یفید السببية فضل عن الاقربیة وتمسك بعضهم بانهم انما لم يجعلوا القرع والقلع سببیین للصوت ابتداء حتی یكون التموج والوصول الى السامعة سبباً للاحساس به لا لو جودة نفسه بناء على ان القرع وصول والقلع لا وصول وهما آنیان فلا یجوز كونهما سببیین للصوت لانه زمانی^۱ اھ۔

اقول: التموج حركة والحركة زمانیة فكيف صار الانی سبباً له وان جاز فلم لم یجز ان یكون سبباً للصوت ابتداء وقرر بان التموج ان كان أنیا فقد جعلوا سبباً للصوت زمانی وان كان زمانیاً فقد جعلوا القرع والقلع الانیین سبباً له فجعل الانی سبباً للزمانی لزم علی کل تقدیر^۲ واجاب عنه العلامة

^۱ شرح المواقف النوع الثالث المقصد الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۵/ ۲۶۰

^۲ شرح المواقف النوع الثالث المقصد الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۵/ ۲۶۰

لازم آیا۔ علامہ سید شریف جرجانی نے اس کا یہ جواب دیا کہ اس میں کوئی محذور اور ممانعت نہیں جبکہ سبب علت تامہ یا علت تامہ کا جزء، آخری نہ ہو کیونکہ پھر زمانہ کا ان میں موجود ہونا لازم نہیں آتا۔ اہ۔ اقول: (میں کہتا ہوں) یہ کیوں نہ کہا جائے کہ اس قسم کا معاملہ قرع کا صوت کے سبب ہونے میں ہے اور شرط جیسی چیز کا تحمل (درمیان میں گھس جانا) اس کے جزا خیر ہونے کی نفی کرتا ہے لیکن اس کے سبب قریب ہونے کی نفی نہیں کرتا جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ اور صحائف میں استدلال مذکور کا ایک ایسے کلام سے تعاقب کیا گیا جو اس بندہ ضعیف پر پہلی ہی مرتبہ استدلال کو ایک نظر دیکھنے سے ظاہر ہوا، اور معلوم ہوا کہ وہ ہمارا استدلال ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ آواز زمانی ہے کیونکہ بعض حروف آتی ہیں جیسا کہ آگے آئیگا حالانکہ وہ آواز ہیں اہ علامہ حسن چلپی نے فرمایا اس کا دفاع تم پر گزشتہ کلام کی وجہ سے بالکل پوشیدہ نہیں کہ حروف آواز کو عارض ہوتے ہیں لہذا خود آواز نہیں اہ۔

اقول: خود علامہ موصوف کے آئندہ کلام کے پیش نظر تم پر اس کا رد مخفی نہیں (اور وہ یہ ہے کہ) حرف کا کیفیت عارضہ للصوت سے عبارت ہونا شیخ ابو علی ابن سینا

السید الشریف بآنه لا محذور فيه اذا لم يكن السبب علت تامّة او جزء اخيرا منها اذ لا يلزم حينئذ ان يكون الزمان موجودا في الآن¹ اھ۔ اقول: فلم لا يقال مثله في سببية القرع للصوت وتخلل نحو شرط ينبغي كونه جزء اخيرا ولا ينافي كونه سببا قريبا كما لا يخفى، وتعقب بالتسبك المذكور في الصحائف بما قد كان ظهر للعبد الضعيف اول ما نظرت التسبك و هو لنا لانسلم ان الصوت زمني لان بعض الحروف اني كما يجبي مع انه صوت اھ قال الحسن چلپی ولا يخفى عليك انه فاعه بما مر من ان الحرف عارض للصوت لان نفسه² اھ۔ اقول: لا يخفى عليك اندفاعه بما يأتي للعلامة حسن نفسه ان كون الحرف عبارة عن تلك الكيفية العارضة

¹ شرح المواقف النوع الثالث المقصد الاول الشریف الرضی قم ایران ۵/ ۲۶۰

² حاشیہ حسن چلپی شرح المواقف النوع الثالث المقصد الاول الشریف الرضی قم ایران ۵/ ۲۶۰

شیخ الفلاسفہ کے نزدیک ہے لیکن ایک گروہ محققین کے نزدیک حرف صوت معروض برائے کیفیت مذکورہ سے عبارت ہے اھ لیکن اس کے بعد علامہ موصوف نے فرمایا کہ حق سے زیادہ مشابہ یہ ہے کہ حرف عارض و معروض کے مجموعہ کا نام ہے جیسا کہ بعض نے اس کی تصریح فرمائی۔ اور آئندہ کلام میں شارح اس کی طرف اشارہ فرمائیں گے اھ اس سے علامہ موصوف کا وہ قول مراد ہے کہ کبھی حرف کا ہیئت مذکورہ عارضۃ للصوت پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور کبھی عارض و معروض کے مجموعہ پر اطلاق ہوتا ہے۔ اور یہ عربی مباحث کے زیادہ مناسب ہے اور تجھے اس کے دفاع میں وہی کافی ہے جو حسن چلپی نے شارح علامہ قدس سرہ سے نقل کیا ہے کہ اصحاب علوم عربیہ فرماتے ہیں کہ "کلمہ" حروف سے مرکب ہے پھر متعدد کلموں کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ اس طرح کی آواز ہے۔ لہذا اگر حرف ان کے نزدیک عارض و معروض کا مجموعہ نہ ہوتا بلکہ حرف "عارض للصوت" ہوتا تو پھر یہ بات ان سے کبھی صحیح نہ ہوتی اھ اور تم جانتے ہو کہ قول بالمجموع اگرچہ ائمہ عربیہ کے قول کے زیادہ قریب ہے کہ "کلمہ" آواز ہے اس لئے کہ پھر اس طور پر

للصوت انما هو عند الشيخ یعنی ابن سینا شیخ المتفلسفین) عند جمع من المحققین الحرف هو الصوت المعروض للكيفية المذكورة¹ اھ اما ما قال بعده ان الاشبه بالحق انما مجموع العارض و المعروض كما صرح به البعض و سيشير اليه الشارح فيما سيأتي² اھ اراد به قول العلامة ان الحرف قد يطلق على الهيئة المذكورة العارضة للصوت وعلى مجموع المعروض و العارض وهذا نسب بمباحث العربية³ اھ فحسبك في دفعه ما نقل هو عنه قدس سره ان اصحاب العلوم العربية يقولون الكلمة مركبة من الحروف ويقولون للكلم انه صوت كذا فلم لو يكن الحرف عندهم مجموع العارض والمعرض بل عارض الصوت فقط لما صح منهم ذلك⁴ اھ وانت تعلم ان القول بالمجموع وان كان اقرب اى قول ائمة العربية ان الكلمة صوت لانه حينئذ

¹ حاشیہ حسن چلپی علی شرح المواقف القسم الثاني المقصد الاول منشورات الشريف الرضى قم ایران ۲۶۸-۲۹/۵

² حاشیہ حسن چلپی علی شرح المواقف القسم الثاني المقصد الاول منشورات الشريف الرضى قم ایران ۲۶۹/۵

³ شرح المواقف القسم الثاني المقصد الاول منشورات الشريف الرضى قم ایران ۲۷۱/۵

⁴ حاشیہ حسن چلپی علی شرح المواقف القسم الثاني المقصد الاول منشورات الشريف الرضى قم ایران ۲۷۱/۵

تسمیہ کل باسم الجزء اور قول اول کے مطابق تسمیہ العارض باسم المعروض ہے۔ اور یہ اس سے زیادہ بعید ہے۔ لیکن وفاق کلی کے طور پر ان کے قول کے موافق وہ ہے۔ جو کچھ اہل تحقیق نے فرمایا۔ "حرف" صرف آواز ہے۔ نہ عارض اور نہ عارض و معروض کا "مجموعہ" ہے۔ اسی لئے خود علامہ چلبی نے فرمایا "حرف" نفس معروض سے عبارت ہو یہ دو مذہبوں میں سے اس قول کے زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس تقدیر پر اس اطلاق میں بالکل مجاز نہیں اھ۔

اقول: (میں کہتا ہوں) گویا قائل بالمجموعہ کی مراد یہ ہے کہ وہ معروض بحیثیت معروض ہے لہذا یہ ائمہ تحقیق کی رائے کے منافی نہیں کہ وہ صوت معروض ہے پھر اس سے قول بالمجموعہ کا استدلال بغیر کسی اشکال ائمہ عربیہ کے کلام سے تام ہو جاتا ہے پس عرش تحقیق قرار پذیر ہو گئی کہ حرف وہی صوت معروض ہے اور اس سے استدلال بالکل دفع ہو گیا۔ میں نے ان کے کلام میں دیکھا جو تمام فنون کے امام سب کی اہلیت رکھتے ہوئے جملہ علوم کے بڑے عارف، حقائق کی زبان ہمارے آقا، سب سے بڑے شیخ دین اسلام کو زندہ کر نیوالے "ابن عربی" رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھوں نے اپنی کتاب "الدر المکنون والجوهر المصنوع" جو علم جفر میں ہے اس کی عبارت یہ ہے "حرف" ایک مشترک

تسمیة للكل باسم الجزء وعلى الاول تسمية للعارض باسم المعروض وهذا ابعد من ذاك لكن الموافق بقولهم وفاقاً كلياً هو ما قال المحققون ان الحرف صوت لا عارضة ولا المجموع ولذا قال چلبی نفسه ان كون الحرف عبارة عن نفس المعروض انسب بذلك القول من المذهبين ولا مجاز في ذلك الاطلاق على هذا التقدير اصلاً اه^۱ اقول: وكان مراد القائل بالمجموع انه المعروض من حيث هو معروض فلا ينافي قول المحققين انه الصوت المعروض وبهذا يتم الاستدلال لقول المجموع بكلام ائمة العربية من دون اشكال فاستقر عرش التحقيق على ان الحرف هو الصوت المعروض وبه اندفع التسليم رأياً ورأيت في كلام امام جبيع الفنون الاعرف بكلها من اهلها لسان الحقائق سيدنا الشيخ الاكبر محي الدين ابن العربي رضی اللہ تعالیٰ عنہ في كتابه "الدر المکنون والجوهر المصنوع" في علم الجفر مانصه اما الحرف فلفظ مشترك

^۱ حاشیہ حسن چلبی علی شرح البواقف القسم الثاني المقصد الاول منشورات الشريف الرضي قم ایران ۱۳۷۵/۲

لفظ ہے کہ جس کا اطلاق لفظ پر کیا جاتا ہے خواہ مخلوق کی کسی جنس میں سے ہو، اور وہ ہوا ہے جو سینے سے برآمد ہوتی ہے دو ہونٹوں اور زبان سے قطع کی جاتی ہے حروف اور آواز سے متکلف ہوتی ہے (یعنی وہ ہوا حروف اور آواز کی کیفیت اختیار کر لیتی ہے) جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ وہ شیخ ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجازی کلام ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ انھوں نے گفتگو کے آخر میں ہوا کو موصوف بہ کیفیت حروف قرار دیا ہے لہذا حروف ایسی کیفیات ہیں جو ہوا میں پیدا ہوتی ہیں نفس ہوا نہیں جیسا کہ ظاہر ہے پھر میں نے ان کے کلام میں دیکھا (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بھید کریم کے طفیل پاک فرمائے) خود انھوں نے اس سے قبل اس کی تصریح فصل سر الاستطاق میں کر دی ہے جب کہا جان لیجئے، حروف کی تین قسمیں ہیں (۱) فکری (۲) لفظی (۳) خطی "حروف فکریہ" وہ افکار نفوس میں روحانی صورتیں ہیں جو اپنے جواہر میں تصویر شدہ ہیں "حروف لفظیہ" وہ آوازیں ہیں جو ہوا پر سوار ہیں۔ دو کانوں کے ذریعے قوت سامعہ سے ان کا ادراک کیا جاتا ہے "حروف خطیہ" وہ ایسے نقوش، جو قلموں کے توسط سے الواح کے چہروں پر کشید کئے جاتے ہیں اہ پس یہی خالص اور واضح حق ہے اور اسی پر ائمہ تحقیق قائم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

يطلق على اللفظ من اى جنس من المخلوقات وهو الهواء الخارج من الصدر المنقطع بالشفيتين و اللسان المتكيف الى الحروف والاصوات اه¹ فهو كما ترى تجوز منه رضى الله تعالى عنه الاترى انه جعل فى آخر الكلام الهواء متكيف بالحروف فالحروف كيفيات تحدث فى الهواء لانفسه كما هو ظاهر ثم رأيتہ قد سنا الله تعالى بسره الكريم صرح به نفسه قبل هذه فى توضيح الاقبي به فى فصل سر الاستنطاق "اذ قال اعلم ان الحروف على ثلاثة انواع فكرية و لفظية و خطية فالحروف الفكرية وهى صور روحانية فى افكار النفوس مصورة فى جواهرها و الحروف اللفظية هى اصوات محمولة فى الهوى مدركة بطريق الاذنين بالقوة السامعة والحروف الخطية هى نقوش خطت بالاقلام فى وجوه اللوح² اه فهذا هو الحق الناصع وعليه المحققون والله تعالى اعلم۔

¹ الدر المنكون والجواهر المصون

² الدر المنكون والجواهر المصون

(۳) سننے کا سبب ہوائے گوش کا متشکل بشکل آواز ہونا ہے اور اس کے تشکل کا سبب ہوائے خارج متشکل کا اسے قریع کرنا اور اس قریع کا سبب بذریعہ تموج حرکت کا وہاں تک پہنچنا۔

(۴) ذریعہ حدوث قلع و قریع ہیں اور وہ آتی ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور وہ شکل و کیفیت جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدات ہیں جن کا معلول کے ساتھ رہنا ضرور نہیں، کیانہ دیکھا کہ کاتب مریجاتا ہے اور اس کا لکھا برسوں رہتا ہے یو ہیں یہ کہ زبان بھی ایک قلم ہی ہے۔

(۵) ضرور کان سے باہر بھی موجود ہے بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوتی ہوئی کان تک پہنچتی ہے طوابع و مقاصد و مواقف و غیرہ میں اس پر تین دلیلیں قائم کی ہیں۔

<p>ہم ان دلائل و شواہد کے ذکر اور مالہا اور ما علیہا (یعنی جو کچھ ان کے لئے ہے اور ان پر وارد ہے) کے ذکر سے کلام کو طویل نہیں کرتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ آواز اول مقروع کے وقت پیدا ہوتی ہے جیسے بولتے وقت منہ کی ہوا۔ پھر ہمیشہ اس میں تجدید ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ کان میں آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ کان سے باہر بھی کچھ دیر تک رہتی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ بلند و بالا اور جلیل القدر کے علاوہ حقیقی طور پر کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس کے آگاہ کرنے سے اس کے رسول کریم علیہ و علی آلہ و الصلوٰت و التسلیم) جانتے ہیں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خدام اور اولیاء میں سے جس کو پسند فرمائیں آگاہ فرمائیں۔ لیکن مسموع بالفعل تو ایک آواز ہے جو کان میں پیدا ہوتی ہے جیسا کہ تم جانتے ہو، لہذا توفیق ہونی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی توفیق حاصل ہو سکتی ہے۔ (ت)</p>	<p>لانطیل الکلام بذکرھا و ذکر مالہا و علیہا اقول: والحق ان الصوت يحدث عند اول مقروع كهواء الغم عند التكلم ثم لا يزال يتجدد حتى يحدث في الاذن فهو موجود خارج الاذن بعدة لا يعلمها الا الله جل وعلا ثم باعلامه رسوله الله صلى الله تعالى عليه وسلم ثم باعلام النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من شاء من خدمه واوليائه اما المسموع بالفعل فليس الا صوتا حادثا في الاذن كما علمت فليكن التوفيق وبالله التوفيق۔</p>
---	--

(۶) وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملائے متکلیف کی صفت ہے ہوا ہو یا پانی وغیرہ مواقف سے گزرا: الصوت کیفیت قائمہ بالہواء^۱ (آواز ایک ایسی کیفیت ہے جو ہوا کے ساتھ قائم ہے۔ ت)

^۱ شرح المواقف النوع الثالث منشورات الشریف الرضی قم ایران ۵/ ۲۶۰

آواز کنندہ کی حرکت قرعی و قلعی سے پیدا ہوتی ہے لہذا اس کی طرف اضافت کی جاتی ہے۔

(۷) جبکہ وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملائے متکلیف سے قائم ہے تو اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے کمالا یحقی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)

ان جوابوں کے سوا اور بھی فائدے ہماری اس تقریر سے روشن ہوئے مثلاً:

(۸) انقطاع تموج انعدام سماع کا باعث ہو سکتا ہے کہ کان تک اس کا پہنچنا بذریعہ تموج ہی ہوتا ہے نہ کہ انعدام صوت کا بلکہ جب تک وہ تشکل باقی ہے صوت باقی ہے۔

(۹) یہیں سے ظاہر ہوا کہ دوبارہ اور تموج حادث ہو تو اس سے تجدید سماع ہوگی نہ کہ آواز دوسری پیدا ہونی جبکہ تشکل وہی باقی ہے۔

(۱۰) وحدت آواز وحدت نوعی ہے کہ تمام امثال متحدہ میں وہی ایک آواز مانی جاتی ہے ورنہ آواز کا شخص اول کہ مثلاً ہوائے دہن متکلم میں پیدا ہوا کبھی ہمیں مسموع نہیں ہوتا اس کی کاپیاں ہی چھپتی ہوئی ہمارے کان تک پہنچتی ہیں اور اسی کو اس آواز کا سننا کہا جاتا ہے۔

جب یہ امور واضح ہو لئے تو اب آلہ فونو گراف کی طرف چلئے حکیم جلت حکمت (حکیم مطلق کہ جس کی حکمت بڑی عظیم الشان ہے۔ ت) نے جو ف سامعہ کی ہوا میں جس طرح یہ قوت رکھی کہ ان کیفیات سے متکلیف ہو کر نفس کے حضور ادائے اصوات والفاظ کرے یوں یہ حالت رکھی کہ ادا کر کے معاً اس کیفیت سے خالی ہو کر پھر لوح سادہ رہ جائے کہ آئندہ اصوات و کلمات کے لئے مستعد رہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مختلف آوازیں جمع ہو کر مانع فہم کلام ہوتیں جس طرح میلوں کے عظیم مجامع میں ایک غل کے سوابات سمجھ میں نہیں آتی ولہذا اب تک عام لوگوں کے پاس ان کیفیات کے محفوظ رکھنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اگرچہ واقع میں تمام الفاظ جملہ اصوات بجائے خود محفوظ ہیں وہ بھی امم مخلوقہ سے ایک امت ہیں کہ اپنے رب جل و علا کی تسبیح کرتے ہیں کلمات ایمان تسبیح رحمن کے ساتھ اپنے قائل کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں اور کلمات کفر تسبیح الہی کے ساتھ اپنے قائل پر لعنت۔

جیسا کہ اہل حقائق کے امام، میرے آقا، الشیخ الاکبر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے اس کی تصریح فرمادی۔ اور شیخ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے، امام عبدالوہاب شعرانی ان کا خدائی بھید پاک کیا جائے (نے بھی تصریح فرمادی ہے۔ ت)

کہا صرح بہ امام الحقائق سیدی الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی الامام عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ الربانی۔

اور اس کا سبب ظاہری یہ تھا کہ ان کیفیات کا حامل ایک نہایت نرم و لطیف و رطب جسم تھا یعنی ہوا یا نہایت کمی کے ساتھ پانی بھی جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا اور جس طرح لطافت و رطوبت باعث سہولت انفعال ہے یوہیں مورث سرعت زوال ہے اسی لئے نقش بر آب مثل مشہور ہے تو ان کیفیات اشکال کے تحفظ کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہ تھا اب بمشیت الہی ایسا آلہ نکلا جس میں مسالے سے باذن اللہ تعالیٰ یہ قوت پیدا ہوئی کہ ہوائے عصبہ مفروشہ کی طرح ہوائے متموج کی ان اشکال حریفہ و صوتیہ سے متشکل ہو اور اپنے میس و صلابت کے سبب ایک زمانہ تک انھیں محفوظ رکھے اگلوں کا اس ذریعہ پر مطلع نہ ہونا انھیں اپنے اس تجربہ کے بیان پر باعث ہوا کہ ہم دیکھتے ہیں جب متموج ختم ہو جاتا ہے آواز ختم ہو جاتی ہے کما تقدّم عن شرح البواقف (جیسا کہ شرح مواقف کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے۔ ت) یہ آلہ دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ متموج ہوا ختم ہوا اور آواز محفوظ و مخزون ہے انتہائے متموج سے سننے میں نہیں آتی اس کے لئے دوبارہ متموج ہوا کی محتاج ہے کہ ہمارے سننے بھی کا ذریعہ ہے ورنہ رب عزوجل کہ غنی مطلق ہے اب بھی اسے سن رہا ہے اس آلہ یعنی پلیٹیوں پر ارتسام اشکال معلوم و مشاہد ہے ولہذا چھیل دینے سے وہ الفاظ زائل ہو جاتے ہیں جس طرح کاغذ سے خط کے نقش چھل جاتے ہیں اور ان سے خالی کر کے دوسرے الفاظ بھر سکتے ہیں جس طرح لکھی ہوئی تختی دھو کر دوبارہ لکھ سکتے ہیں اور تکرر قرع سے بھی بتدریج ان میں کمی ہوتی اور آواز ہلکی ہوتی جاتی ہے کہ پہلے کی طرح صاف سمجھ میں نہیں آتی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ فنا ہو کر بالآخر لوح سادہ رہ جاتی ہے جب تک ان چوڑیوں پلیٹیوں میں وہ اشکال حریفہ باقی ہیں تحریک آلہ سے جو ہوا جنبش کناں ان اشکال مر سومہ پر گزرتی اپنے رطوبت و لطافت کے باعث بدستور ان کیفیات سے متکلیف اور قوت تحریک کے باعث متموج ہو کر اسی طرح کان تک پہنچتی اور یہاں کی ہوا ان اشکال کو لے کر بعینہم بذریعہ لوح مشترک نفس کے حضور حاضر کرتی ہے یہ تجد و متموج کے سبب تجد و سماع ہوا نہ کہ تجد و صوت، کما اسلفنا لہ التحقیق واللہ ولی التوفیق (جیسا کہ ہم نے پہلے اس کی تحقیق کر دی۔ اور اللہ تعالیٰ حصول توفیق کا مالک ہے۔) تو فونو کی چوڑیاں صرف ہوا ہائے متوسطہ میں سے ایک ہوا کے قائم مقام ہیں فرض کیجئے کہ طبلہ سے گوش سامع تک بیچ میں سو ہواؤں کا توسط تھا کہ طبلہ پر ہاتھ مارنے سے پہلی ہوا اور اس سے دوسری اس سے تیسری یہاں تک کہ سوئیں ہوا نے اشکال صوت طبلہ سے متشکل ہو کر ہوائے جوف گوش کو متشکل کیا اور سماع واقع ہوا یہاں یوں سمجھئے کہ اس نواخت سے یکے بعد دیگرے پچاس ہواؤں نے متشکل ہو کر ہوائے اخیر نے اس آلہ کو متشکل کیا یہ ہوائے پنجاہ و یکم کی جگہ ہوا اب اس سے ہوائے پنجاہ دوم پھر سوم پھر چہارم متشکل ہو کر سوئیں نے بدستور ہوائے گوش کو متکلیف کیا اور سماع حاصل ہوا تو یقیناً دونوں

صورتوں میں وہی صوت طبلہ ہے کہ بتجدد امثال سو ۱۰۰ واسطوں سے کان تک پہنچتی اگرچہ ایک صورت میں سب وسائط ہوائیں ہیں اور دوسری میں بیچ کا ایک واسطہ یہ آلہ دونوں میں وہی سلسلہ چلا آتا ہے وہی طبلہ پر ہاتھ پڑنا دونوں کا مبداء ہے تو کیا وجہ کہ ان سو واسطوں سے جو سنا گیا وہ تو وہی صوت طبلہ ہو اور ان سو واسطوں کے بعد جو سنا گیا وہ اس کا غیر ہو اس کی تصویر اس کی مثال ہو یہ محض تحکم بے معنی ہے اصل تشکل اول جو قرع طبلہ سے پیدا ہوا اسے لیجئے تو وہ صورت اولیٰ میں بھی ننانوے منزل اس پار چھوٹ گیا اور یکے بعد دیگرے اس کا سلسلہ قائم رہنا لیجئے تو وہ یقیناً یہاں بھی حاصل پھر تفرقہ یعنی چہ۔ علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف شرح مواقف میں فرماتے ہیں:

<p>آواز کا احساس اس پر موقوف ہے کہ جو ہوا اس کو اٹھا رہی ہے وہ کانوں کے سوراخ تک پہنچے نہ اس معنی سے کہ بعینہ ایک ہی ہوا میں تموج پیدا ہو کر وہ کیفیت صوت سے متصف ہو جاتی ہے۔ پھر آواز کو قوت سامعہ تک پہنچا دیتی ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ہوا "متکلیف بالصوت" ہے اس کے متصل مجاور جو ہوا ہے اس میں موج پیدا ہوتی ہے پھر وہ بھی جز اول کی طرح متکلیف بالصوت ہو جاتی ہے پھر یونہی یہ سلسلہ تموج اور تکلیف آگے تک چلتا ہے اور بڑھتا ہے یہاں تک کہ اس ہوا میں موج پیدا ہوتی ہے جو کانوں میں ٹھہری ہے پھر وہ کیفیت صوت سے متصف ہو جاتی ہے پھر اس طرح قوت سامعہ آواز کا ادراک کر لیتی ہے۔ (ت)</p>	<p>الاحساس بالصوت يتوقف على ان يصل الهواء الحامل له الى الصباخ لا بمعنى ان هواء واحد بعينه يتموج ويتكليف بالصوت ويصله الى القوة السامعة بل بمعنى انما يجاور ذلك الهواء المتكليف بالصوت يتموج ويتكليف بالصوت ايضاً وهكذا الى ان يتموج ويتكليف به الهواء الراكد في الصباخ فتدركه السامعة حينئذ¹۔</p>
---	---

اس کے متن مواقف مع الشرح میں ہے:

<p>آواز کا سبب قریب ہوا میں موج پیدا ہونا ہے اور اس کا یہ تموج ایسی حرکت انتقالیہ نہیں جو بعینہ ایک ہوا سے ہو۔ بلکہ وہ نوبت بہ نوبت</p>	<p>سبب الصوت القريب تموج الهواء وليس تموجه فهذا حركة انتقالية من هواء واحد بعينه بل هو صدم بعد</p>
---	--

¹ شرح المواقف النوع الثالث المقصد الثاني منشورات الشريف الرضي قم ایران ۵/ ۶۱-۲۶۰

صد م وسکون بعد سکون ¹	دباؤ اور سکون بعد سکون کی وجہ سے ہے۔ (ت)
----------------------------------	--

بالجملہ کوئی شک نہیں کہ جو کچھ فونو سے سنی گئی بعینہ وہی طبلہ کی آواز ہے اسی کو شرع نے حرام فرمایا تھا اور اسے خیال و مثال کہنا محض بے اصل خیال تھا اور بفرض غلط ایسا ہوتا بھی تو مجوز کے لئے کیا باعث خوشی تھا بالجملہ شرع مطہر نے اس نوع آواز کو حرام فرمایا ہے تشخص تموج بلکہ تشخص تشکل بلکہ تشخص طبلہ کسی کو بھی اس میں دخل نہیں حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے۔ آواز ملا ہی علت تحریم، وہ تشخصات نہیں بلکہ یہ کہ وہ لہو ہیں۔

کما ینبی عنہ اسمہا ویشیر الیہ قوله تعالیٰ "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ" ² وقوله صلى الله تعالى عليه وسلم كل لهو المؤمن باطل وفي رواية حرام الا في ثلث ³ ۔	جیسا کہ ان کا نام اس سے آگاہ کر رہا ہے اور اسی طرف اللہ تعالیٰ کا ارشاد اشارہ کر رہا ہے لوگوں میں کوئی وہ ہے جو کھیل (تماشہ) کی باتوں کا خریدار ہے (اور ان سے دلچسپی اور وابستگی رکھتا ہے) اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی "مومن کا ہر کھیل باطل ہے" اور ایک روایت میں ہے: "ہر کھیل حرام ہے مگر تین کھیل" (کہ ان کی اجازت ہے)۔ (ت)
--	---

وہ دل کو خیر سے پھیر کر شہوات و ہفوات کی طرف لے جاتے ہیں یہاں تک کہ دل پر ان کے زنگ چڑھ کر مہر ہو جاتی ہے پھر حق بات نہ سنے نہ سمجھے والعیاذ باللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ت)

کما قال عز وجل "بَلِّغْ رَأْيَ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ" ⁴ وفيه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم ان العبد اذا اذنب ذنبا تكتب في قلبه نكتة سوداء فان تاب ونزع	جیسا کہ اللہ تعالیٰ زبردست اور جلیل القدر نے ارشاد فرمایا: بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے ان برے کاموں کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور اس آیت قرآنی کی تفسیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد موجود ہے: "جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نشان
---	--

¹ شرح البواقف النوع الثالث المقصد الثاني منشورات الشريف الرضي قم ايران ۵/ ۵۸۷-۲۵۷

² القرآن الكريم ۳۱/ ۶

³ جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد ۱۹۷/ ۱۹۷ و سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد ص ۲۰۷ مسند احمد بن حنبل ۴/ ۱۳۴ و ۱۳۸ و در مختار

کتاب الحظرو الاباحۃ مجتہبی دہلی ۲/ ۲۳۸

⁴ القرآن الكريم ۸۳/ ۱۴

<p>ابھر آتا ہے اگر توبہ کرے باز آئے اسے اتار پھینکے اور اللہ تعالیٰ سے گزشتہ کی بخشش مانگے تو اس کا دل صاف شفاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہی برائی دوبارہ کرے تو وہ نشان بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر غالب آ جاتا ہے اور اسے چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے۔" پس یہی وہ رنگ اور میل ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جس کا ذکر فرمایا ہے۔ امام احمد اور جامع ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کی تصحیح فرمائی سنن نسائی اور ابن ماجہ اور دوسرے ائمہ حدیث نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت فرمایا، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث "راگ دل میں اس طرح نفاق اگادیتا ہے جس طرح پانی گھاس اگادیتا ہے" کا یہی معنی ہے۔ بلکہ وہ حدیث امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت فرمائی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس میں لفظ عشب (گھاس) کی جگہ لفظ الزرع (کھیتی) ہے۔ (ت)</p>	<p>واستغفر صقل قلبه وان عاد زادت حتى تعلو قلبه فذلك الران الذي ذكر الله تعالى في القرآن رواه احمد و الترمذی وصححه والنسائی وابن ماجة¹ وأخرون عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه وهو معنى حديث ابن مسعود رضي الله تعالى عنه الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء العشب² بل هو للبيهقي في شعب الايمان عن جابر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وفيه الزرع مكان العشب³۔</p>
--	---

غرض ان آوازوں میں بالطبع یہ خاصیت رکھی گئی ہے کہ فتنہ کی طرف کھینچیں اور قدم ثبات کو لغزش دیں۔

<p>اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے جن لوگوں پر تو قابو پاسکتا ہے انھیں اپنی آواز سے لغزش دے۔</p>	<p>وذلك قوله تعالى وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَضَعْتْ مِنْهُمْ يَصْوتِكَ⁴۔</p>
---	---

¹ جامع الترمذی ابواب التفسير سورة ويل للمطففين امين کمپنی دہلی ۲/ ۱۶۸، ۱۶۹

مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ ۲/ ۲۹۷ و سنن ابن ماجہ ابواب الزہد ص ۳۲۳

² اتحاف السادة المتقين کتاب ذم الجاہ والریاء بیان ذم حب الجاہ دار الفکر بیروت ۸/ ۲۳۸

³ شعب الایمان للبیہقی حدیث ۵۱۰۰ دار الفکر العلویہ بیروت ۴/ ۲۷۹

⁴ القرآن الکریم ۶۳/ ۱۷

ہر عاقل جانتا ہے کہ اس میں خصوصیت صورت آلہ کو دخل نہیں بلکہ یہ آوازیں جس آلہ سے پیدا ہوں اپنا رنگ لائیں گی تو علت حرمت قطعاً حاصل ہے پھر حکم حرمت کیونکر زائل اور یہ ادعا کہ فونو سے سازوں کی آوازیں مورث طرب نہیں صرف موجب عجب ہیں بدابہت کے خلاف ہے بلاشبہ سازوں سے ان کی آواز سننا جو اثر کرتا ہے۔ وہی فونو سے کہ آواز بلا تفاوت وہی ہے خصوصیت شکل آلہ کا اثر عدم اثر طرب میں کیا دخل نہ اضافہ عجب مانع طرب،

فاضل ہمعصر سید اہل حفظہ اللہ تعالیٰ کا دفاع ہو گیا کہ صندوق کی آواز سننے سے طرب حاصل نہیں ہوتا بلکہ صرف "عجب" پیدا ہوتا ہے۔ غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ جس کا بعض لوگ دغوی کیا کرتے ہیں کہ اس سے لذت حاصل ہوتی ہے اور لذت باوجود یکہ باب تشکیک میں سے ہے تنہا علت حرمت نہیں۔ بلکہ گانے بجانے کے آلات و اسباب کا فاسقوں کے شعار میں سے ہونا اور حصول لذت یہ دونوں مل کر علت تحریم ہیں اور صندوق بجانے کے لئے موضوع نہیں۔ اور اس کا یہ مقصد بھی نہیں، اور شعار فساد میں اس کی شہرت بھی نہیں پھر اس کا ان آلات لہو سے کیسے الحاق ہو سکتا ہے۔ عبارت کا خلاصہ پورا اور مکمل ہو گیا ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اولاً: طرب صرف خوشی غم حرکت اور شوق اور ایسی خفت جو تجھے لاحق ہو تو تجھے خوش یا غمگین کر دے، جیسا کہ قاموس میں ہے اور یہ سب کچھ یقینی طور پر معلوم ہے اور صندوق سے آوازیں سننے میں موجود ہے جیسا کہ دوسرے آلات

فان دفع ما زعم الفاضل المعاصر السيد الاهل حفظه الله تعالى انه لا يحصل من سماعه طرب بل عجب وغاية ما يدعيه بعضهم حصول اللذة واللذة مع كونها من باب المشكك ليست علة التحريم فقط بل العلة مع ذلك كون الآلات من شعار الفسقة، والصندوق لم يوضع للضرب ولا قصد له ولا شهر بانه شعار الفساق فاني يتأتى اللاحق اه بمحصله وقد اتينا في تلخيصه على مقصد رسالته اجمع۔ اقول: اولاً ما الطرب الا الفرح والحزن او خفة تلحقك تسرك او تحزنك والحركة والشوق كما في القاموس¹ وكل ذلك معلوم قطعاً في سماع اصوات الآلات من الصندوق كسماعها

¹ القاموس المحيط فصل الطاء باب الباء مصطفى البابی مصر ۱۰۱۱

منہا سواء بسواء وكلها ههنا لوازم اللذة التي سلم وجودها والخفة ان اخذت بمعنى مايقهره العقل فليست لازمة بسماع الآلات ايضاً قرب سامع لها لا يعتريه خفة في عقله انما ذلك لمن انهك فيها وهي تحصل لمثله في السماع من الصندوق ايضاً و ثانياً هذه الآثار التي تتولد منها هي الكافية قطعاً للتحريم واليهما النظر في النصوص التي تلونا وفي تسبيتها الات المبلاهي من دون توقف على كونها شعار الفسقة حتى لو فرض انعدام الفساق من الدنيا لحرمت الآلات لما ذكرنا وابن كانت الفسقة اذ قال الله عزوجل لا بليس "وَأَسْتَفْرِزُّ مَنْ أَصْطَفَتْ مِنْهُمْ صُوتَكَ" ¹ بل هذه الآثار هي التي جعلتها شعار الفساق فهو اثر العلة منها لا جزئها نعم ما لا باس به

کے سماع میں موجود ہے۔ لہذا اس باب میں دونوں برابر، دونوں میں کچھ فرق نہیں، اور یہاں یہ سب لوازم لذت ہیں کہ جس کے وجود کو مجوز نے تسلیم کیا ہے (مراد یہ ہے کہ ان سب کے لئے حصول لذت لازم ہے) اگر "خفت" اس معنی میں لی جائے کہ وہ چیز جو عقل کو مقہور اور مغلوب کر دے تو پھر یہ بات سماع آلات میں بھی لازم نہیں، کیونکہ بسا اوقات آلات سے راگ سننے والے کی عقل میں بھی کوئی خفت اور فتور عارض نہیں ہوتا۔ البتہ یہ اس شخص کے لئے ہوگا جو بصورت استغراق آلات سے راگ سنتے ہیں، استغراق کی صورت میں اگر صندوق سے راگ سنے تو اس سے نیز کیفیت خفت حاصل ہو جائیگی (گویا بصورت استغراق دونوں میں کوئی فرق نہیں۔) واضحاً یہ آثار و کوائف جو سماع آلات سے پیدا ہوتے ہیں حرمت کے لئے یقیناً کافی ہیں چنانچہ ہماری تلاوت کردہ نصوص میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اور ان کا نام آلات لہو رکھنے میں بھی یہی منظور نظر ہے بغیر اس توقف کے کہ فاسقوں کا شعار ہیں یہاں تک کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ پوری دنیا میں کوئی فاسق موجود نہیں تو اس کے باوجود بھی سماع راگ ان آلات سے حرام ہوگا اس وجہ سے کہ جس کو ہم نے بیان کر دیا ہے (ذرا غور تو کرو) جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا: اولاد آدم میں سے

¹ القرآن الكريم ۶۳/۱۷

فی نفسه ولم یکن من ما ینقض مقاصد الشرع الشریف وهو ما شعار الفساق یكون النهی عنه لذلك التشبه بهم فهناك تبني الامر على الشعار لا فی مثل ما فی مبحث عنه وكذلك ما به بأس فی نفسه وهو ما شعار الفسقة ینهی عنه للوجهین ای لكل منهما لا للمجموع حتی تكون الشعار یة جزء العلة ویقتصر النهی علیها فاذا انتفت انتفی لا قائل به احد من علماء الدنیا، وثالثاً وكون اللذة من باب المشكك انما كان یجدی نفعاً لو ثبت جواز نفس الالتئاذ بتلك الاصوات وتوقفت الحركة علی مخصوص منها وثبت ان اللذة لا تبلغ ذلك الحد لا بالسمع من نفس الآلات دون الصندوق ولم یثبت شیء من ذلك وابعاً ان الصندوق لم یوضع للضرب فنحن

جس پر تو قابو پاسکتا ہے انھیں اپنی آواز سے ڈمگا دے۔ (ارے بتاؤ) کہ اس وقت فاسق کہاں تھے بلکہ وہ آثار جن کو تم نے فساق کا شعار قرار دیا وہ ان کے لئے اثر علت ہیں۔ علت کا جز نہیں۔ البتہ بذاتہ جن میں کچھ حرج نہیں اور نہ یہ مقاصد شریعت کے مخالف ہیں۔ پھر وہ فساق کا شعار ہوں تو ان سے تشبہ کی وجہ سے ممنوع ہونگے۔ پھر یہاں امر شعار پر مبنی ہوگا نہ کہ زیر بحث مقام میں، اور یونہی وہ امور کہ ان کے فی نفسہ وجود میں کوئی حرج ہے۔ اور شعار فساق ہوں تو ان سے دو وجوہ کی بناء پر ممانعت کی جاتی ہے مفہوم یہ ہے کہ ہر ایک وجہ کی بناء پر لہذا مجموعہ مراد نہیں، تاکہ ان کا شعار ہونا علت کا جز ہو جائے، اور نہ صرف ان پر مبنی ہو کہ جب وہ منفی ہوں تو نہ منفی ہو جائے، حالانکہ دنیا کا کوئی عالم اس بات کا قائل نہیں، وراثاً لذت کا باب تشکیک سے ہونا اس وقت فائدہ بخش ہو سکتا ہے کہ جب ان آوازوں سے نفس لذت کا جواز ثابت ہوتا۔ اور حرکت مخصوص آوازوں پر موقوف ہوتی۔ اور یہ ثابت ہوتا کہ نفس آلات کے سماع سے بغیر صندوق کے لذت اس حد تک نہ پہنچی۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بات ثابت نہیں رہا، واقعی صندوق بجانے کے لئے نہیں بنایا گیا یہی وجہ

ہے کہ نفس صندوق کو حرام نہیں قرار دیتے بلکہ اس سے راگ سننے کو حرام کہتے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ اس میں ایسے قالب موجود ہیں کہ ان میں آوازیں بھری جاتی ہیں اور وہ قالب اسی مقصد کے لئے بنائے گئے ہیں، پھر اس صورت میں صندوق سے یہی ضرب مقصود ہے۔ اور ان لوگوں کا راگ سننا بلاشبہ شعار فساق ہے۔ (خلاصہ کلام) راگ کی آوازیں، آلات لہو اور صندوق کے سننے میں کوئی فرق نہیں۔ اور یہ تفرقہ بالکل کھوکھلے گریوے دہانے کی طرح جس کو کوئی قرار اور ثبات نہیں۔ وخامساً یہ سب کچھ اس پر مبنی ہے کہ بطریقہ "تنزل" صدور گناہ فرض کر لیا جائے ورنہ ہم نے اس پر دلائل و شواہد قائم کئے ہیں کہ جو راگ کی آواز صندوق سے سنائی دیتی ہے وہ بالکل وہی اصل آواز ہے۔ (اس کی حکایت اور مثل نہیں) کیونکہ شے اور اس کی ذات میں کیسے تفرقہ کیا جاسکتا ہے (کیونکہ وہ دونوں باہم عین ہیں) لہذا الحاق کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سے حصول توفیق ہے سادساً سید صاحب خود فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآن مجید کی حکایت سنی۔ اور ہم اس سے یہی سمجھتے ہیں کہ وہ ایک فصیح و بلیغ قراءت ہے جو نعمات سے تریل شدہ ہے جس کی طرف نفوس مائل اور راغب ہوتے ہیں اھ اقول: (میں کہتا ہوں) بلاشبہ

لانحر م نفسه بل سماع صوت اى منه وذلك يكون بوضع القوالب المودعة فيها اصواتها وهى ما وضعت الا لذلك وحينئذ لا يقصد من الصندوق الا الضرب وسماها شعار الفسقة قطعاً وبالجملة فالتفرقة بين سماع اصوات الملاهى منها ومن الصندوق ما هى الاجر ف هار ماله من قرار وخامساً هذا كله على فرض ذنب التنزل والا قد اقمنا البرهان على ان صوت الملاهى المسبوع من الصندوق هو عين صوت تلك الملاهى فكيف يفرق بين الشئى ونفسه واهى حاجة الى الالحاق وبالله التوفيق وسادساً ثم ان السيد نفسه يقول وقد سمعنا حكايته للقرآن فلم نر الا انها قراءة فصيحة مرتلة بنغمة تميل اليها النفوس اهـ اقول: افصحتم بالحق فلا--- عـ --- القرآن واسدت تلك الغنم الحسان تميل نفوس العامة و تلك الاصوات الملهية عن ذكر الرحمن--- عـ --- لها الشيطان وذلك هو الطرب المنهى عنه وعليه مدار تحريمها فحسب والله الموفق۔

عہ، ۱، ۲: یہاں اصل میں بیاض ہے۔

تم نے حق ظاہر کر دیا ہے۔ کیا یہ قرآن مجید نہیں، اور جو کچھ ان حسین و جمیل نغموں کے قائم مقام ہے جس کی طرف نفوس عامہ راغب ہوتے ہیں یا وہ آوازیں ہیں جو ذکر "رحمن" سے غافل کرنے والی بلکہ شیطان کی طرف راغب کرنے والی۔ اور یہ وہی خوش کن راگ ہے کہ جس سے منع کیا گیا ہے اور اسی پر ان کی حرکات کا مدار ہے اور بس۔ اور اللہ تعالیٰ ہی (امور خیر کی) توفیق دینے والا ہے۔ (ت)

بالجملہ شک نہیں کہ طبلہ، سارنگی، ڈھولک، ستار یا ناچ یا عورات کا گانا یا فحش گیت وغیرہ جن آوازوں کا فونو سے باہر سننا حرام ہے بلاشبہ ان کا فونو سے بھی سننا حرام ہے نہ یہ کہ اسے محض تصویر و حکایت قرار دے کر حکم اصل سے جدا کر دیجئے یہ محض باطل و بے معنی ہے۔

سابقہ: اس تصویر مجر و مباین اصل ہونے کا حال تو جب کھلے کہ زید کی بیوی اس کے والدین پر گالیاں اس آلہ میں بھر کر سنائی جائیں کیا اس پر وہی ثمرات مرتب نہ ہوں گے جو فونو سے باہر سننے میں ہوتے پھر اپنے نفس کے لئے فرق نہ کرنا اور واحد قہار کی معصیتوں کو ہلکا کر لینے کے لئے یہ تاویلیں نکالنا کس قدر دیانت سے دور و مبہور ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت چاہتے ہیں رہا یہ کہ جو کچھ سید اہل نے ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں اور انھیں معاف فرمائے اور وہ آئینہ میں عورت کی شکل و صورت دیکھنے کی بات ہے۔ فاقول: (تو میں کہتا ہوں) ہامنا: تمہارے لیے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ صندوق سے راگ کی آواز سننا بعینہ اسی طرح ہے جس طرح آلات راگ سے آواز سنی جائے لہذا آواز صندوق ان کی مثل اور حکایت نہیں بخلاف آئینہ میں عورت کا عکس (فوٹو) دیکھنا، ہامنا: علامہ ابن حجر کا کلام تحفہ باب نکاح میں امام نووی کے قول "منہاج" کے بعد کہ کسی بالغ مرد کا کسی آزاد عورت کے ستر کی طرف نگاہ کرنا حرام ہے جس کی انھوں نے تصریح فرمائی۔

نسأل الله العفو والعافية اماماً ذكر السيد الاهل عفا الله تعالى عنا وعنه من حديث رؤية صورة المرأة في المرأة فاقول: ثامناً تبين لك ان صوت الملاهي من الصندوق هو عين صوتها منها لا مثاله بخلاف عكس المرأة في المرأة وتاسعاً كلام ابن حجر في التحفة في باب النكاح عقيب قوله الامام النووي في منهاجه ويحرم نظر رجل بالغ الى عورة حرة مانصه خرج مثالها فلا يحرم نظره في نحو امرأة

کہا افقی بہ غیر واحد ویؤیدہ قولہم لوعلق الطلاق برؤیتہا لم یحنت برؤیہ خیالہا فی نحو مرآۃ لانہ لم یرہا ومحل ذلک کہا ہو ظاہر حیث لم یخس فتنۃ ولا شہوۃ^۱ اہ ومثلہ فی النہایۃ للرمی فقد افاد آخر اما اباد هذا القیاس فان صوت الملاہی نفسہ فتنۃ ولا دخل فیہ لخصوص آلۃ فانہ یورث قطعاً سباعہ من الصندوق مایورث سباعہ من غیرہ فلا فرق بخلاف الخیال فانہ غیر مشتہی بنفسہ ولا صالح لذلك فافتراقاً وعاشراً انی لا اظن هذا الشرع المطہر یبیح رؤیۃ فرج الاجنبیۃ عاریۃ عن الثیاب فی المرآۃ فان فیہ من الفساد والبعد عن مقاصد الشرع ما لا یخفی ولا اعلم قط رخصتہ فی ذلک عن علمائنا وان حکموا ان برؤیۃ فرج المرآۃ فی المرآۃ بشہوۃ لا تثبت حرمة البصاہرۃ لانہ لم یر فرجہا بل مثالہ وهو مبنی علی القول بالانطباع دون انعکاس الشعاع والا لکان المرئی نفس الفرع لا خیالہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تو اس سے عورت کی مثال اور شبیہ (فوٹو) خارج ہے لہذا کسی مرد کا آئینہ میں عورت کی شبیہ اور عکس دیکھنا حرام نہیں جیسا کہ بہت سے علماء کرام نے اس کا فتویٰ دیا ہے۔ اور ان کے اس قول سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ اگر کسی شخص نے عورت دیکھنے پر طلاق منکوحہ کو معلق (موقوف) کر دیا تو پھر آئینہ میں عورت کا عکس اور شبیہ دیکھنے سے قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ اس نے عورت نہیں دیکھی بلکہ اس کا عکس دیکھا ہے اور محل (محمل) جیسا کہ ظاہر ہے یہ ہے کہ جہاں فتنہ اور شہوت کا اندیشہ اور خطرہ نہ ہو اہ اور علامہ رملی کے "النہایۃ" میں یونہی مذکور ہے۔ پس اس نے آخر میں وہ افادہ پیش کیا جس نے اس قیاس کو واضح کر دیا کہ نفس راگ کی آواز فتنہ ہے پس اس میں خصوصیت آلہ کو کوئی دخل نہیں لہذا صندوق سے راگ سننا یقیناً وہی کچھ پیدا کرتا ہے جو دوسرے آلات راگ سے سنا جائے تو پیدا ہوتا ہے۔ لہذا دونوں کے سماع میں کوئی فرق نہیں بخلاف خیال (اور عکس) کے اس میں بذات خود اشتہا (چاہت) نہیں ہوتی اور وہ اس قابل بھی نہیں ہوتا لہذا دونوں میں فرق ہو گیا۔ (اور وجہ افتراق ظاہر ہو گئی) عاشر میں تو اس شریعت پاک کے متعلق یہ گمان نہیں کر سکتا کہ اس نے آئینہ میں برہنہ عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے کی اجازت دی ہو۔ (اور اس کو مباح قرار دیا ہو) کیونکہ اس میں ایسا فساد اور مقاصد شریعت سے بعد (دوری) ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں اور مجھے اپنے علمائے کرام سے قطعاً اس کی اجازت اور رخصت معلوم نہیں، اگرچہ انھوں نے یہ حکم دیا ہے کہ آئینہ میں بطور شہوت کسی عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے حرمت مصاہرت (حرمت

دامادی) ثابت نہ ہوگی کیونکہ مرد نے عورت کی شر مگاہ نہیں دیکھی اس کا عکس اور شبیہ دیکھی ہے۔ اور یہ قول انطباع (ٹھپہ لگ جانا) پر مبنی ہے نہ کہ انعکاس شعاع پر۔ ورنہ مرئی نفس شر مگاہ ہوتی نہ کہ اس کا خیال، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مقدمہ ثانیہ: علمائے کرام نے وجود شے کے چار مرتبے لئے ہیں:

(۱) وجود فی الاعمیان جس طرح زید کہ خارج میں موجود ہے۔

(۲) وجود فی الاذہان کہ صورت زید جو اس کے لئے مرآت ملاحظہ ہے ذہن میں حاضر ہے۔

(۳) وجود فی العبارة کہ زبان سے نام زید لیا گیا،

کیونکہ نام اپنے مسٹی سے عبارت ہے (اور اسی کو ظاہر کرتا ہے) چنانچہ مسند امام احمد، سنن ابن ماجہ، صحیح حاکم، اور صحیح ابن حبان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے پروردگار عزوجل سے ذکر فرمایا (کہ وہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔) (ت)

فان الاسم عبارة عن المسمى وفي مسند احمد وسنن ابن ماجة وصحاح الحاكم وابن حبان عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن ربه عز وجل انامع عبدی اذا ذكرني وتحركت بي شفتاه¹۔

(۴) وجود فی الکتابہ کہ نام زید لکھا گیا:

(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:) اس نبی کو اہل کتاب اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قال الله تعالى "يَجِدُونَكَ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْانجيلِ"²۔

¹ مسند امام بن حنبل عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه الكتب الاسلامی بیروت ۲/ ۵۴۰، صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول الله

لاتحرك به الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۲۲

² القرآن الکریم ۷/ ۱۵۷

ظاہر ہے کہ عامہ اعیان میں یہ دو نحو اخیر بلکہ نحو ثانی بھی شے کے خود اپنے وجود نہیں کہ حصول اشیاء باشباہا ہے نہ کہ بانفسا۔

<p>اقول: (میں کہتا ہوں) یہی میرے نزدیک حقیقت ہے اور ہمارے ائمہ اہل کلام کا وجود ذہنی کا انکار کرنا بایں معنی ہے کہ خود شے ذہن میں نہیں ہوتی بلکہ اس کی شبیہ اور مثال ہوتی ہے۔ اور امام فخر الدین رازی نے اس بات کو اس پر حمل کیا کہ اس سے علم شے کے ہونے کا انکار مراد ہے۔ پھر ائمہ متاخرین اس مسئلہ میں گئے ہیں کہ جس طرف وہ گئے ہیں ورنہ اذہان کے ساتھ قیام معانی کا انکار کرنا کسی صاحب عقل سے غیر معقول ہے (جو تابع فہم نہیں) چہ جائیکہ ان علم و عرفان کے ستونوں سے (اس بات کا انکار ہو)۔ (ت)</p>	<p>اقول: وهذا هو عندی حقیقۃ انکار ائمتنا المتکلمین الوجود الذہنی ای ان الشئی لیس فی الذہن بل شبیہ و حملہ الامام الرازی علی انکار کونہ علما ثم ذہب بہ المتأخرون الی ما ذہبوا والا فانکار قیام معان بالاذہان مما لا یعقل عن عاقل فضلا عن اولئک اساطین العلم والعرفان۔</p>
---	---

مگر ہمارے ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدہ حقہ صادقہ میں یہ چاروں نحو قرآن عظیم کے حقیقی موطن وجود و تحقیقی مجال شہود ہیں وہی قرآن کہ صفت قدیمہ حضرت عزت و جلالہ اور اس کی ذات پاک سے ازلا ابد قائم و مستحیل الانفکاک ولا ہو ولا غیرہ لا خالق ولا مخلوق (جو ازلی ابدی طور پر) اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ (قائم ہے پس اس کا جدا ہونا محال ہے۔ نہ عین ذات ہے اور نہ وہ اس کا غیر ہے۔ نہ وہ خالق ہے اور نہ مخلوق۔) یقیناً وہی ہماری زبانوں سے منقول ہمارے کانوں سے مسموع ہمارے اوراق میں مکتوب ہمارے سینوں میں محفوظ ہے۔ والحمد للہ رب العالمین نہ یہ کہ یہ کوئی اور جدائے قرآن پر دال ہے۔ نہیں، یہ سب اسی کی تجلیاں ہیں ان میں حقیقہ وہی متجلی ہے بغیر اس کے کہ وہ ذات الہی سے جدا ہوا یا کسی حادث سے ملا یا اس میں حلول کیا یا کسوتوں کے حدوث سے اس کے دامن قدم پر کوئی داغ آیا یا ان کے تکثر سے اس کی طرف تعدد نے راستہ پایا۔

و مہدم گر لباس گشت بدل شخص صاحب لباس راچہ خلل

(اگر ساعت بہ ساعت لباس بدل گیا تو صاحب لباس کا اس میں کیا نقصان ہے۔ ت)

سہ مہرے ست دراز تاب خفاش ایمان باید ترانہ کنگاش

(چمگادڑ طویل کچلی والی کا مہر ہے۔ تجھ میں ایمان ہونا چاہئے نہ کہ صلاح و مشورہ۔ ت)

ابو جہل نے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شتر ز جوان کی شکل میں دیکھا کہ منہ کھولے ہوئے اس پر حملہ کیا

کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ جبریل نہ تھے کوئی اور چیز جبریل پر دلالت کرنے والی تھی حاشا یقیناً جبریل ہی تھے اگرچہ یہ بھی یقیناً معلوم ہے کہ جبریل کی صورت جمیلہ ہر گز صورت جملیہ نہیں لہ ستمائۃ جناح قدسدا الافق (اس کے یعنی جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھ سو پر ہیں جو آسمان کے کناروں پر روک بن گیا۔ ت) اس راز کو اہل حقائق ہی خوب سمجھتے ہیں ہم پر تسلیم واذعان واجب ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے :

"وَإِذْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ فَأَسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَكُمْ تَرَحُونَ" ¹	جب قرآن مجید پڑھا جائے تو خاموش ہو کر اسے کان سے سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت)
---	---

اور فرماتا ہے:

"فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ" ²	تو اسے پناہ دو (یعنی آنے والے کو) تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے۔ (ت)
---	--

اور فرماتا ہے:

"فَأَقْرَأُوا مَا يَسِّرَ مِنَ الْقُرْآنِ" ³	پڑھو، جس قدر قرآن مجید آسان ہو (یعنی آسانی سے پڑھ سکو۔ ت)
---	---

اور فرماتا ہے:

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ" ⁴	یقیناً ہم نے نصیحت کے لئے قرآن مجید آسان کر دیا۔ بھلا ہے کوئی نصیحت ماننے والا۔ (ت)
--	---

اور فرماتا ہے:

"بَلْ هُوَ الْبَاطِلُ الَّذِي إِذْ يَصُدُّوهُ بِالْزَيْنِ أَوْ تَوَالِعَمٌ" ⁵	بلکہ وہ روشن اور واضح آیتیں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم سے نوازا گیا۔ (ت)
--	---

اور فرماتا ہے:

"وَإِنَّهُ لَغَنِيُّ رَبِّهِ الْأَوَّلِينَ" ⁶	بیشک وہ پہلے لوگوں کے صحیفوں میں موجود ہے۔ (ت)
--	--

¹ القرآن الکریم ۷/ ۲۰۴

² القرآن الکریم ۹/ ۶

³ القرآن الکریم ۷۳/ ۲۰

⁴ القرآن الکریم ۵۴/ ۱۷

⁵ القرآن الکریم ۲۹/ ۴۹

⁶ القرآن الکریم ۲۶/ ۱۹۶

اور فرماتا ہے:

"فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۖ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۖ لَا ۝۱"	وہ باعزت بلند اور پاک صحیفوں میں مرقوم ہے۔ (ت)
--	--

اور فرماتا ہے:

"بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۖ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۖ لَا ۝۲"	بلکہ شرف و بزرگی والا قرآن کریم لوح محفوظ (محفوظ تختی) میں (لکھا ہوا) ہے۔ (ت)
---	---

اور فرماتا ہے:

"إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۖ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۖ لَا يَبْسُتُ إِلَّا ۖ الْبَاطِلُونَ ۖ لَا ۝۳"	بیشک وہ باعزت قرآن مجید ایک پوشیدہ کتاب میں درج ہے۔ اس کو سوائے پاکیزہ افراد کے اور کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ (ت)
---	--

اور فرماتا ہے:

"أَلَا مَعِينٌ ۖ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ النَّازِلِينَ ۖ أَلَمْ يَرْسِلْنَا ۖ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۖ لَا ۝۴"	اے روح الامین (حضرت جبریل) نے واضح عربی زبان میں تمہارے قلب اطہر پر اتارنا کہ تم سنانے والے حضرات میں سے ہو جاؤ یہاں تک کہ ان کے علاوہ اور بھی بیشمار اس نوع کی آیات ہیں۔ (ت)
---	---

دیکھو اسی کو مقروا اسی کو مسموع اسی کو محفوظ اسی کو مکتوب قرار دیا اسی کو قرآن اور اپنا کلام فرمایا۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

القرآن کلام اللہ فی المصاحف مکتوب و فی القلوب محفوظ و علی الا لسنۃ مقرو و علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منزل ولفظنا بالقرآن مخلوق و کتابتنا له مخلوق و کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ۵۔	قرآن مجید اللہ کا کلام صحیفوں میں لکھا ہے اور دلوں میں محفوظ ہے اور زبانوں پر پڑھا گیا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر اتار آگیا ہے اور ہمارا قرآن مجید کہ بولنا اور اسی طرح اس کو لکھنا اور پڑھنا مخلوق ہے لیکن بالہنمہ اللہ کا کلام مخلوق نہیں۔ (ت)
---	---

^۱ القرآن الکریم ۸۰ / ۱۳ و ۱۴

^۲ القرآن الکریم ۸۵ / ۲۱

^۳ القرآن الکریم ۵۶ / ۷۹ و ۸۰

^۴ القرآن الکریم ۲۶ / ۱۹۵ تا ۱۹۳

^۵ فقہ اکبر مع وصیت نامہ ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۴

نیز وصایا میں فرماتے ہیں:

ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اس کی وحی اس کا نازل کردہ اور اس کی صفت ہے۔ لہذا وہ عین ہے اور نہ غیر۔ بلکہ بر بنائے تحقیق اس کی صفت عالیہ ہے۔ صحیفوں میں لکھا ہوا۔ زبانوں پر پڑھا ہوا، اور سینوں میں حلول کے بغیر محفوظ شدہ۔ (امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد تک) اللہ تعالیٰ سچا معبود ہے اور اس کی شان ہمیشہ "الآن کہا کان" (ایک شان پر جلوہ گر) ہے۔ پس اس کا کلام پڑھا گیا۔ لکھا گیا۔ اور حفاظت شدہ ہے۔ بغیر اس کے کہ اس سے کوئی چیز زائل ہو۔ (ت)

نقربان القرآن کلام اللہ تعالیٰ و وحیہ وتنزیلہ و صفتہ لاہو ولا غیرہ بل ہو صفة علی التحقیق مکتوب فی المصاحف مقروء باللسن محفوظ فی الصدور من غیر حلول فیہا (الی قوله رضی اللہ تعالیٰ عنہ) واللہ تعالیٰ معبود ولا یزال عما کان وکلامہ مقروء و مکتوب ومحفوظ من غیر مزایلة عنہ¹۔

عارف باللہ سیدی علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی مطالب و فیہ میں فرماتے ہیں:

یہ گمان نہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے دو کلام ہیں ایک یہ پڑھے ہوئے الفاظ دوسری وہ صفت قدیمہ۔ جیسا کہ بعض ان لوگوں نے گمان کیا کہ جن پر فلاسفہ اور معتزلہ کی زبان (اصطلاحات) غالب ہو گئی۔ پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام میں ایسی گفتگو کی کہ جس تک انھیں ان کی ناقص عقل نے پہنچا دیا۔ اور انھوں نے اسلاف صالحین کے اجماع کا خلاف کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم باجود یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک ہے کسی حال میں اس کے اندر کوئی تعداد نہیں، لہذا جو ہمارے نزدیک ہے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور یوں بھی نہیں جو ہمارے پاس ہے وہ غیر ہے اس کا جو اس کے پاس ہے اور نہ یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے

لا تظن ان کلام اللہ تعالیٰ اثنان هذا لفظ المقر و الصفة القدیمة كما زعم ذلك بعض من غلبت علیہ اصطلاحات الفلاسفة والمعتزلة فتکلم فی کلام اللہ تعالیٰ بما اداہ الیہ عقلہ وخالف اجماع السلف الصالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی ان کلام اللہ تعالیٰ واحد لا تعدد له بحال وهو عندنا وهو عندہ تعالیٰ و لیس الذی عندنا

¹ فقہ اکبر مع وصیت نامہ ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۲۹

<p>پاس ہے وہ اس کے خلاف ہے جو ہمارے پاس ہے۔ بلکہ وہ ایک ہی صفت قدیمہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود ہے جبکہ اس کے وجود میں کسی آلہ کا کوئی دخل نہیں اور وہ بعینہ ہمارے پاس بھی موجود ہے مگر اس کا آلہ ہے اور وہ ہمارا بولنا لکھنا اور یاد رکھنا ہے۔ پھر جب ہم ان حروف قرآنیہ کو بولیں انھیں لکھیں اور انھیں یاد کریں تو جو صفت قدیمہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہے جو اس کے حضور موجود ہے یہ وہی ہے جو بعینہ ہمارے پاس موجود ہے بغیر اس کے کہ اس میں تبدیلی پیدا ہو جائے اس صفت سے جو اللہ تعالیٰ کے حضور موجود ہے اور یہ بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ منفصل (جدا) ہو کر ہم سے متصل (پیوستہ) ہو جائے، بلکہ وہ صفت اب بھی اسی حالت پر موجود ہے جو ہمارے بولنے، لکھنے اور یاد کرنے سے پہلے جس حالت پر موجود تھی۔ علامہ موصوف نے آخر تک یہی طویل اور پاکیزہ کلام فرمایا بخشش کرنے والے، کائنات کے حکمران کی ان پر بے پایاں اور خصوصی رحمت کا نزول ہو۔ (ت)</p>	<p>غیر الذی عندہ ولا الذی عندہ غیر الذی عندنا بل هو صفة واحدة قديمة موجودة عندہ تعالیٰ بغیر الہ لوجودہا وموجودۃ ایضاً عندنا بعینہا لکن سبب الہ ہی نطقنا وکتابتنا وحفظنا فبتی نطقنا بهذه الحروف القرآنیة وکتبتنا ہا وحفظنا ہا كانت تلك الصفة القديمة القائمة بذات اللہ التي ہی عندہا تعالیٰ ہی عندنا ایضاً بعینہا من غیر ان یتغیر من انہا عندہ تعالیٰ ولا انفصلت عنہ تعالیٰ ولا اتصلت بنا وانما ہی علی ما علیہ قبل نطقنا وکتابتنا وحفظنا¹ الی آخر ما اطل واطاب علیہ رحمة الملک الوہاب۔</p>
---	--

حدیقہ ندیہ نوع اول فصل اول باب اول میں فرماتے ہیں:

<p>جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا تو پھر تم پر اس کے اس قول کا فساد ظاہر کیا کہ جس نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اشتراک وضعی کے طور پر دو معنوں پر بولا گیا ہے۔ ایک صفت قدیمہ اور دوسرا وہ جو حروف اور کلمات حادثہ سے مرکب ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا قول ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں اعتقاد شرک کی طرف راجع (اور پہنچاتا ہے) (لہذا یہ قول قطعاً ٹھیک نہیں)</p>	<p>اذا علمت هذا ظهر لك فساد قول من قال ان كلام الله تعالى مقول بالاشتراك الوضعي على معنيين الصفة القديمة والمولف من الحروف والكلمات الحادثة فانه قول يؤول بصاحبه الى اعتقاد الشرك في صفات الله تعالى واشارة النبي صلى الله تعالى عليه</p>
--	---

¹ المطالب الوفيه شرح الفرائد السننية

<p>اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس حدیث میں یعنی حدیث ذیل میں اس طرف اشارہ ہے۔ یہ قرآن مجید اس کی ایک طرف اللہ تعالیٰ کے بے مثل ہاتھ میں ہے۔ اور اس کی دوسری طرف تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ تو گویا آپ کا قرآن مجید کی اسی حیثیت کی طرف اشارہ ہے۔ محدث ابن ابی شیبہ اور امام طبرانی نے مجمع کبیر میں حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے پس اس اشارہ سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک ہے اس میں بالکل کوئی تعدد نہیں۔ اور وہ صفت قدیمہ ہے جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔ زبانوں سے پڑھا گیا اور دلوں میں ضبط شدہ ہے کہ جس میں کوئی حلول نہیں، اور جو کوئی ہمارے ذکر کردہ بیان کے مطابق اس مسئلہ کو بوجہ اس کے اشکال کے نہ سمجھے تو پھر بھی واجب ہے کہ وہ اس پر اسی طرح ایمان بالغیب رکھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ پاک اور برتر کی ذات اور دیگر صفات پر ایمان رکھتا ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ جو کچھ مصاحف میں مرقوم دلوں میں موجود اور زبانوں پر جاری ہے وہ حادث ہے (یہ سب کچھ) آخر تک علامہ موصوف نے افادہ فرمایا اور اس میں کمال کر دیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ جو پوری کائنات کا بادشاہ اور نمایاں طور پر سخی ہے اس کی ان پر خصوصی رحمت و برکات کا دائمی نزول ہو۔ (ت)</p>	<p>وسلم هنا في هذا الحديث (أي حديث ان هذا القرآن طرفه بيد الله تعالى و طرفه بأيديكم رواه ابن ابی شيبه والطبرانی في الكبير¹ عن ابی شريح رضی اللہ تعالیٰ عنہ) الى القرآن تفيد انه واحد لا تعدد له اصلا وهو الصفة القديمة وهو مكتوب في المصاحف المقروءة باللسنة. المحفوظ في القلوب من غير حلول في شيء من ذلك ومن لم يفهم هذا على حسب ما ذكرنا لصعوبته عليه يجب عليه الايمان به بالغيب كما يؤمن بالله تعالى وبباقى صفاته سبحانه وتعالى ولا يجوز لاحد ان يقول بحديث ما في المصاحف والقلوب واللسنة² الى اخرها افاد و اجاد عليه رحمة الملك الجواد۔</p>
---	---

امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شہرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب ما يجوز بيعه ومالا میں فرماتے ہیں:

<p>اہل سنت وجماعت نے جو کچھ مصاحف میں لکھا ہوا ہے اس کو حقیقۃً اللہ تعالیٰ کا کلام ٹھہرایا اگرچہ</p>	<p>قد جعله (أي المكتوب والمصحف) اهل السنة والجماعة حقيقة كلام الله تعالى</p>
--	--

¹ الترغيب والترهيب بحوالہ الطبرانی فی الكبير الترغيب فی اتباع الكتاب والسنة حدیث ۳ مصطفی البابی مصر ۱۹۷۱

² الحديقة النديه شرح الطريقة المحمدية باب اول مكتبة نوريه رضويه فيصل آباد ۱۳۷۱-۷۲

وان كان النطق به واقعا منا فافهم واكثر من ذلك لا يقال ولا يسطر في كتاب ¹	ہماری طرف سے اس کا تلفظ (بولنا) واقع ہوتا ہے۔ لہذا اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کیونکہ اس سے زیادہ نہ کہا جاسکتا ہے اور نہ کسی کتاب میں لکھا جاسکتا ہے۔ (ت)
--	--

اور پر نظام کہ اس بارہ میں سب کسوٹیں یکساں ہیں جس طرح کاغذ کی رقوم میں وہی قرآن کریم میں مرقوم ہے اسی طرح فونو میں جب کسی قاری کی قراءت بھری گئی اور اشکال حریفہ کہ ہوائے دہن پھر ہوائے مجاور میں بنی تھی اس آلہ میں مرتسم ہوئیں ان میں بھی وہی کلام عظیم مرسوم ہے اور جس طرح زبان قاری سے جوادا ہوا قرآن ہی تھا۔ یوہیں اب جو اس آلہ سے ادا ہوگا قرآن ہی ہوگا جس طرح اس آلہ سے اگر حضرت شیخ سعدی قدس سرہ کی کوئی غزل ادا کی جائے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہ غزل نہیں یا حضرت شیخ سعدی قدس سرہ کا کلام نہیں یوہیں جب اس سے کوئی آیہ کریمہ ادا کریں کوئی شبہ نہیں کر سکتا کہ وہ آیت ادا نہ ہوئی، ضرور ادا ہوئی اور اسی تادیہ سے ہوئی جو اصل قاری کی زبان و گلو سے پیدا ہوا تھا۔

رباہیہ کہ پھر اس کے سماع سے سجدہ کیوں نہیں واجب ہوتا جب کہ فونو سے کوئی آیہ سجدہ تلاوت کی جائے، اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) ہاں فقیر نے یہی فتویٰ دیا ہے مگر اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ آیت نہیں اس کا انکار تو بداہت کا انکار ہے۔ نہ ہماری تحقیق پر یہاں اس عذر کی گنجائش ہے کہ وجوب سجدہ کے لئے قاری کا جنس مکلف سے ہونا عند الاکثر و هو الصحیح اور مذہب اصح پر عاقل بلکہ ایک مذہب صحیح پر بالفعل اہل ہوش سے بھی ہونا درکار ہے۔ طوطی یا مینا کو آیت سجدہ سکھادی جائے تو اس کے سننے سے سجدہ واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح مجنون بلکہ ایک تصحیح میں سوتے کی تلاوت سے بھی وجوب نہیں نہ اس پر اگرچہ جاگنے کے بعد اسے اطلاع دے دی جائے کہ تو نے آیت سجدہ پڑھی تھی نہ اس سے سننے والے پر۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

لا تجب بسماعه من الطیر ²	سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا جبکہ کسی پرندے سے آیت سجدہ سنے۔ (ت)
-------------------------------------	---

ردالمحتار میں ہے:

هو الاصح زیلعی وغیرہ وقیل	اور وہی زیادہ صحیح ہے زیلعی وغیرہ (میں یہی مذکورہ ہے)
---------------------------	---

¹ المیزان الکبزی باب ما یجوز یبعه و ما لا یجوز مصطفیٰ البابی مصر ۶۷/۲

² در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوة مطبع مکتبائی دہلی ۱۰۵/۱

<p>تجب وفي الحجة هو الصحيح. تناثر خانية قلت والاكثر على تصحيح الاول وبه جزم في نور الايضاح 1 -</p>	<p>اور یہ بھی کہا گیا بصورت مذکورہ سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے چنانچہ فتاویٰ حجتہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے تناثر خانیہ، میں کہتا ہوں کہ اکثر ائمہ کرام قول اول کی تصحیح پر قائم ہیں۔ چنانچہ نور الايضاح میں اسی پر یقین کیا ہے۔ (ت)</p>
--	--

اسی میں ہے:

<p>النائم اذا اخبرانه قرأها في حالة النوم تجب عليه وهو الاصح تناثر خانيه و في الدراية لا تلزمه هو الصحيح امداد ففيه اختلاف التصحيح واملزومها على السامع منه او من المغنى عليه فنقل في الشرنبلالية ايضاً اختلاف الرواية والتصحيح وكذا من المجنون 2 -</p>	<p>سونے والے کو جب بتایا جائے کہ اس نے بحالت خواب آیت سجدہ پڑھی تو اس پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ تناثر خانیہ اور درایہ میں ہے۔ کہ اس پر (دریں صورت) سجدہ لازم نہیں اور یہی صحیح ہے۔ امداد، پس اس میں تصحیح کا اختلاف ہے لیکن سامع (سننے والا) اور بیہوش پر سجدہ تلاوت کا لزوم (تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ شرنبلالیہ میں روایت اور تصحیح کا اختلاف نقل کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح دیوانے کے بارے میں ہے۔ (ت)</p>
---	--

اسی میں ہے:

<p>قال في الفتح لكن ذكر الشيخ الاسلام انه لا يجب بالسمع من مجنون او نائم او طير لان السبب سماع تلاوة صحيحة وصحتها التمييز ولم يوجد وهذا التعليل يفيد التفصيل في الصبي فليكن هو المعتبر ان كان مميزا وجب بالسمع منه والا فلا واستحسنه في الحلية 3 -</p>	<p>فتح القدير میں فرمایا: لیکن شیخ الاسلام نے ذکر فرمایا اگر دیوانے یا سونے والے یا پرندہ سے آیت سجدہ سنی تو سجدہ تلاوت واجب نہیں کیونکہ اس کا سبب تلاوت صحیحہ ہے۔ اور صحت تلاوت کا مدار تمیز ہے اور وہ یہاں نہیں پائی گئی۔ اور یہ تعلیل اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ یہی تفصیل بچے میں کی جائے گی۔ لہذا اسی کا اعتبار کرنا چاہئے، کہ اگر بچہ عقل و تمیز رکھتا ہے تو اس سے آیت سجدہ سنی گئی تو سجدہ تلاوت واجب ہے ورنہ نہیں اھ اور اس کو حلیہ میں مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ (ت)</p>
--	---

¹ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۱۷

² رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۱۶

³ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۱۶

ہم ثابت کرتے آئے ہیں کہ یہ جو فونو سے سننے میں آئی اس مکلف عاقل ذی ہوش کی تلاوت ہے نہ کہ اس کی مثال و حکایت۔ پھر آخر یہاں سجدہ نہ واجب ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) ہاں وجہ ہے اور نہایت موجہ ہے کہ گنبد کے اندر یا پہاڑ یا چکنی گچ کردہ دیوار کے پاس اور کبھی صحرا میں بھی خود اپنی آواز پلٹ کر دوبارہ سنائی دیتی ہے جسے عربی میں صدا کہتے ہیں۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اس کے سننے سے بھی سجدہ واجب نہیں ہوتا، نہ خود قاری پر نہ سامع اول پر جس نے تلاوت سن کر دوبارہ یہ گونج سنی نہ نئے پر جس نے پہلی تلاوت نہ سنی تھی اور یہ صدا ہی سنی کہ حکم مطلق ہے۔ تنویر و در میں ہے:

لا تجب بساعة من الصلوة ^۱ ۔	آواز بازگشت سے آیت سجدہ سنی تو سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ (ت)
---------------------------------------	--

بحر الرائق میں ہے:

تجب علی المحدث والجنب وكذا تجب علی السامع بتلاوة هؤلاء الا المجنون لعدم اهليته لا نعدام التمييز كالسماع من الصلوة كذا في البدائع والصلوة ما يعارض الصوت في الاماكن الخالية ^۲ ۔	بے وضو اور جنبی (ناپاک) پر سجدہ تلاوت ادا کرنا واجب ہے۔ اور اسی طرح ان لوگوں سے تلاوت سننے والے پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے مگر دیوانے پر نہیں۔ اس لئے کہ وہ اہلیت سجدہ نہیں رکھتا کیونکہ اس میں عقل اور تمیز نہیں جیسے آواز بازگشت سننے سے وجوب سجدہ نہیں۔ البدائع میں یہی مذکور ہے اور صلی (آواز بازگشت) وہ ہے جو بلند مقامات میں آواز سے ٹکرائے اور اس کے مقابل پیدا ہو جائے۔ (ت)
---	---

اب صدا میں علماء مختلف ہیں کہ ہوا اسی تموج اول سے پلٹی ہے یا گنبد وغیرہ کی ٹھیس سے وہ تموج زائل ہو کر تموج تازہ اس کیفیت سے متکلیف ہم تک آتا ہے مواقف و مقاصد اور ان کی شروع میں ثانی کو ظاہر بتایا پھر اس ثانی کے بیان میں عبارات مختلف ہیں بعض اس طرف جاتی ہیں کہ پلٹی وہی ہوا ہے مگر اس میں تموج نیا ہے یہی ظاہر ہے شرح مواقف و طوابع و بعض شروع طوابع سے، بعض تصریح کرتی ہیں ہوا ہی دوسری اس کیفیت سے متکلیف ہو کر آتی ہے یہ نص مواقف و مقاصد شرح ہے۔ مطالع الانظار کی عبارت پھر متحمل ہے ولہذا ہم نے یہ مضمون ایسے الفاظ میں ادا کیا کہ دونوں معنی پیدا کریں۔ مواقف

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوة باب سجود التلاوة مطبع مجتبائی، دہلی ۱۰۵/۱

^۲ بحر الرائق کتاب الصلوة باب سجود التلاوة مصطفی البابی مصر ۱۱۹/۲

میں ہے:

الظاہر الصدی تموج ہواء جدید لارجوع الهواء الاول ^۱ ۔	ظاہر یہ ہے کہ آواز بازگشت ایک نئی ہوا میں موج پیدا ہونا ہے۔ لہذا وہ پہلی ہوا کا واپس لوٹنا نہیں۔ (ت)
--	--

شرح میں ہے:

وذلك لان الهواء اذا تموج على الوجه الذي عرفته حتى صادم جسماً يقادمه ويرده الى خلف لم يبق في الهواء المصادم ذلك التموج بل يحصل فيه بسبب مصادمته ورجوعه تموج شبيه بالتموج الاول وقد يظن ان الهواء المصادم يرجع متصفاً بتموجه الاول بعينه فيحصل ذلك الصوت الاول الى السامع الا ترى ان الصدی يكون على صفته وهيأته وهذا وان كان محتملاً الا ان الاول هو الظاهر ^۲ ۔	یہ اس لئے کہ جب ہوا میں اس وجہ کے مطابق موج پیدا ہو کہ جس کو آپ پہچان چکے حتیٰ کہ اگر وہ کسی ایسے جسم سے ٹکرائے کہ جو اس کے مقابلے میں آئے اور وہ اسے پیچھے کی طرف لوٹا دے تو پھر اس ٹکرانے والی ہوا میں وہ تموج باقی نہ رہے گا بلکہ اس میں تصادم اور رجوع کی وجہ اور سبب سے ایک ایسا تموج پیدا ہوگا جو تموج اول کے بالکل مشابہ اور اس کی شبیہ ہوگا، اور کبھی یہ گمان کیا جاتا ہے کہ ہوا تصادم بعینہ یعنی بالکل اس پہلے تموج کے ساتھ متصف رہتے ہوئے واپس لوٹتی ہے پھر اس پہلی ہی آواز کو اٹھا کر سامع تک پہنچا دیتی ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ صدی (بازگشت) اپنی صفت اور ہیئت پر باقی ہوتی ہے اگرچہ اس بات کا احتمال ہے مگر پہلی بات ہی ظاہر ہے۔ (ت)
--	---

مقاصد میں ہے:

جعل الواصل نفس الهواء الراجع او اخر متكيفاً بكيفيته على ما هو الظاهر ^۳ ۔	نفس ہوا راجع کو واصل قرار دینا یا دوسری ہوا کو جو پہلی کی کیفیت سے متکلف (اور متصف) ہو جیسا کہ یہ ظاہر ہے۔ (ت)
---	--

شرح میں ہے:

^۱ البواقف مع شرحه النوع الثالث المقصد الثاني منشورات الشريف الرضي قم ایران ۵/ ۲۶۷

^۲ شرح البواقف النوع الثالث المقصد الثاني منشورات الشريف الرضي قم ایران ۵/ ۲۶۷، ۲۸۱

^۳ المقاصد علی ہامش شرح المقاصد النوع الثالث دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/ ۲۱۷

<p>ترددوا فی ان حدوثه من تموج الهواء الاول الراجع علی هیئتہ او من تموج هواء اخر بیننا وبين المقام متکيف بکیفیه الهواء الراجع وهذا هو الاشبه¹۔</p>	<p>ماہرین عقلیات کو اس بات میں تردد (اور تذبذب) ہے کہ آواز کے پیدا ہونے کا اصل سبب کیا ہے۔ آیا وہ پہلی ہوا جو اپنی ہیئت پر لوٹنے والی ہے (وہ اس کے حدوث کا سبب ہے) یا کسی دوسری ہوا کا تموج (لہرانا) جو ہمارے اور جسم کے مقابل کے درمیان واقع ہے جو لوٹنے والی ہوا کی کیفیت سے متصف اور متکلیف ہے (وہ آواز کے حدوث کا سبب ہے) اور یہی شبہ ہے۔ (ت)</p>
--	---

طوالع میں ہے:

<p>الصدی صوت یحصل من انصراف هواء متبوج عن جبل او جسم املس²۔</p>	<p>الصدی آواز بازگشت ایک ایسی آواز ہے جو کسی پہاڑ یا ملائم (چٹان) جسم سے موج والی ہوا کے لوٹنے سے پیدا ہوتی ہے۔ (ت)</p>
--	---

اس کی شرح مطالع میں ہے:

<p>فان الهواء اذا تموج وقاومه مصادم كجبل او جدار املس بحیث یصرف هذا الهواء المتبوج الی خلف محفوظا فیه هیئۃ تموج الهواء الاول حدث من ذلك صوت وهو الصداء³۔</p>	<p>جب ہوا میں تموج یعنی لہر پیدا ہو، اور کوئی ٹکرانے والا جسم (متصادم) اس کے مقابل ہو جائے جیسے پہاڑ یا کوئی ملائم دیوار کہ یہ مقابل جسم اس تموج والی ہوا کو پیچھے پھیر دے اور دھکیل دے کہ اس پہلی ہوا کا تموج اپنی ہیئت پر بدستور محفوظ ہو پس اس سے ایک آواز پیدا ہوگی۔ پس وہی "صدی" یعنی آواز بازگشت ہے۔ (ت)</p>
---	--

اس کی دوسری شرح میں ہے:

<p>الصدی صوت یحصل من هواء متبوج منصرف عن جسم املس یقاوم الهواء المتبوج ویمنعه من النفوذ</p>	<p>الصدی آواز بازگشت ایک آواز ہے جو موج والی ہوا جو کسی ملائم جسم کی وجہ سے لوٹتی ہے جو تموج والی ہوا کے مقابل ہوتا ہے۔ اور اس کو</p>
---	---

¹ شرح المقاصد النوع الثالث دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/ ۲۱۸

² طوالع الانوار

³ مطالع الانظار شرح طوالع الانوار

اس میں نفوذ سے روکتا ہے۔ لہذا اس ضرورت کی بناء پر تموج والی ہوا اس جسم سے اسی پہلی ہیئت پر پیچھے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ لہذا اس صورت میں یہ احتمال ہے کہ تموج والی ہوا جو کسی چکنے اور ملائم جسم سے ٹکراتے ہوئے یعنی پہلے تموج سے متصف رہتے ہوئے لوٹ جائے اور آواز کو اٹھا کر سامع تک پہنچا دے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آواز بازگشت (صدی) کا سبب کوئی تموج جدید ہو جو ہوا کو حاصل ہوا ہو، کیونکہ جب ہوا میں تموج پیدا ہو جبکہ اس سے کوئی ایسا ملائم جسم مقابل ہو جائے جو اسے پیچھے کی طرف لوٹا دے۔ پھر ہوا متصادم میں وہ تموج باقی نہ رہے گا بلکہ تصادم اور رجوع کے سبب سے ہوا میں کوئی ایسی موج پیدا ہو جائے جو بالکل تموج اول کی شبیہ ہو۔ پس یہ تموج جدید کہ جس کی راہنمائی پہلے تموج کی انتہا سے ہے۔ پس یہی آواز بازگشت (صدی) کا سبب ہے۔ اور کہا گیا کہ یہ دوسری بات زیادہ ظاہر ہے۔ (ت)

فيه وبالضرورة ينصرف الهواء المتوج من ذلك الجسم الى الخلف على مثل الهيئة التي كان عليها وحينئذ يحتمل ان يكون الهواء المتوج المصادم للجسم الامس يرجع متصفاً بتوجه الاول بعينه ويحصل الصوت الى السامع وان يكون سبب الصدى توج جديد حصل للهواء لانه اذا توج الهواء حتى صادم جسماً امس يقاومه ويرده الى الخلف لم يبق في الهواء المتصادم ذلك التوج بل يحصل لسبب المصادمة والرجوع توج شبيه بالتوج الاول فهنا التوج الجديد الذي كان ابتداءً عند انتهاء الجديد الذي هو سبب الصدى قيل الاظهر هو الثاني

1-

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) بر تقدیر ثانی ظاہر وہی معنی ثانی ہے کہ راجع ہوائے ثانی ہے،

اولاً: صدمہ جبل نے اگر ہوائے اول کو روک لیا اور اس کا تموج دور کر دیا تو دوبارہ اس میں تموج کہاں سے آیا وہ تصادم تو اس کا مسکن ٹھہرانہ کہ محرک۔

ثانیاً: اثر قرقع دو تھے۔ تحریک و تشکل۔ جو صدمہ تحریک سے روک دے گا تشکل کب رہنے دے گا جو نقش بر آب سے بھی نہایت جلد مٹنے والا ہے کیا ہم نہیں دیکھتے کہ پانی کو جنبش دینے سے جو شکل اس میں پیدا ہوتی ہے اس کے ساکن ہوتے ہی معاً جاتی رہتی ہے۔ خود شرح مواقف میں گزرا اذا انتفی انتفی² (جب وہ منفی ہو گا تو یہ منفی ہو گا۔ ت) اور جب وہ تشکل جاتا رہا تو اب اگر کسی محرک سے پلٹے گی بھی

¹ شرح طوابع الانوار

² شرح المواقف المقصد الاول النوع الثاني منشورات الرضی قم ایران ۵/ ۲۵۸

اشکال حرفیہ کہاں سے لائے گی کہ وہ تحریک غیر ناطق سے ناممکن ہیں تو اس قول ثانی کی صحیح و صاف تعبیر وہی ہے جو مواقف و مقاصد میں فرمائی یعنی مثلاً مقاومت جبل سے یہ ہوا تو رک گئی مگر اس کا دھکا وہاں کی ہوا کو لگا اور اس کے قرع سے اس میں تشکل و تحرک آیا آواز کا ٹھپا اس میں سے اس میں اتر گیا اور یہ رک گئی کہ نہ اس میں تحرک رہا نہ تشکل۔

ثم اقول: (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) شاید قائل کہہ سکے کہ پہلا قول اظہر ہے کہ مصادمت اجسام میں وہی پیش نظر ہے قوت محرکہ جتنی طاقت سے حرکت دیتی ہے پھینکا ہوا جسم اگر راہ میں مانع سے نہیں ملتا اس طاقت کو پورا کر کے رک جاتا ہے اور اگر طاقت باقی ہے اور بچ میں مقاوم مل گیا تصادم واقع ہوتا ہے اور وہ جسم ٹھوکر کھا کر بقیہ طاقت تحریک کے قدر پیچھے لوٹتا ہے یوں اس قوت کو پورا کرتا ہے جیسے گیند بقوت زمین پر مارنے سے مشاہدہ ہے اور جواب دے سکتے ہیں کہ یہ اس حالت میں ہے کہ دونوں جانب سے تصادم ہو ہوا سا لطیف جسم پہلا کے صدمہ سے ٹکر کھا کر پلٹنا ضرور نہیں غایت یہ کہ پھیل جائے بہر حال کچھ سہی اتنا یقینی ہے کہ آواز وہی آواز متکلم ہے خواہ پہلی ہی ہوا اسے لئے ہوئے پلٹ آئی یا اس کے قرع سے آواز کی کاپی دوسری میں اتر گئی اور وہ لائی مگر شرع مطہر نے اس کے سننے سے سجدہ واجب نہ فرمایا قول ثانی پر یہ کہنا ہوگا کہ سماع میں ایجاب سجدہ کے لئے اسی تموج اول سے وقوع سماع لازم ہے اور قول اول پر قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموج محض اس طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو زبان تالی نے پیدا کی تھی پلٹنے میں وہ قوت تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوت دافعہ بھی شریک ہو گئی۔ غرض کچھ کہئے یہی حکم سماع فونو میں ہوگا قول ثانی پر بعینہ وہی فونو کا واقعہ ہے کہ تشکل باقی اور متموج ہوائے ثانی اور قول اول پر یہاں بدرجہ اولیٰ عدم وجوب لازم کہ جب بحال بقائے متموج و تشکل معاً صرف تخیل تصادم و رجوع سے ایجاب نہ رہا تو یہاں کہ متموج بدل گیا بروجہ اولیٰ وجوب نہ ہوگا۔ اور مختصر یہ ہے کہ سجدہ سماع اول پر ہے نہ کہ معاد پر اگرچہ خاص اس سماع کی نظر سے مکرر نہ ہو اور شک نہیں کہ سماع صدا سماع معاد ہے۔ اور فونو کی توضیح ہی اعادہ سماع کے لئے ہوئی ہے لہذا ان سے ایجاب سجدہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جب یہ مقدمہ جلیلہ ممد ہو لیا تو اب بتوفیقہ تعالیٰ تنقیح مسئلہ کی طرف چلئے۔ یہاں صور عدیدہ و وجوہ شتی ہیں:

وجہ اول: سب میں پہلے تحقیق طلب ان پلیٹوں گلاسوں کی طہارت ہے۔ مسالا کہ ان پر لگایا جاتا ہے اگر اس میں کوئی ناپاک جز شامل ہے۔ (جس طرح یورپ کی اکثر اشیاء میں معبود و مشہور ہے۔

ان کے یہاں شراب کے برابر کوئی شے حافظ قوت ادویہ نہیں اور تمام تحلیلات اعمال کیمیاء میں جن سے ایسی ترکیب کم خالی ہوتی ہیں اسپرٹ کا استعمال لازم ہے اسپرٹ قطعاً شراب ہے سمیت کے سبب قابل شرب نہ ہونا اسے شراب ہونے سے خارج نہیں کر سکتا بلکہ اس کی سمیت ہی غایت جوش واشتداد و سکر و فساد سے ہے۔ برانڈیاں کہ یورپ سے آتی ہیں ان کے نشہ کی قوتیں اس کے قطرات سے بڑھائی جاتی ہیں فلاں قسم کے نوے قطروں میں اس کا ایک قطرہ ہے فلاں کے سو میں اور شرابیں پینے سے نشہ لاتی ہیں اور اسپرٹ صرف سو گھنٹے سے تو وہ حرام بھی ہے اور پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ بھی۔ کہا ہو الصحیح المعتمد المفتی بہ (جیسا کہ صحیح اور قابل اعتماد، اور وہ بات کہ جس پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ ت) جب تو ظاہر ہے کہ قرآن عظیم کا اس میں بھرنا حرام قطعی ہے اور سخت شدید توہین و بے ادبی ہے جب وہ قالب نجس ٹھہرے تو یہ بعینہ ایسا ہوگا کہ کاغذ پیشاب میں بھگو کر معاذ اللہ اس پر لکھنا جسے مسلمان تو مسلمان کوئی سمجھ والا کافر بھی گوارا نہ کرے گا۔ ہمارے علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ نجاست کی جگہ قرآن عظیم پڑھنا منع ہے۔ ولہذا حمام میں تلاوت مکروہ ہے۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

یکرہ ان یقرأ القرآن فی الحمام لانه موضع النجاسات ولا یقرأ فی بیت الخلاء ^۱ ۔	مکروہ ہے کہ حمام میں قرآن مجید پڑھا جائے اس لئے کہ وہ محل نجاست ہے۔ اور بیت الخلاء (لیٹرین) میں بھی قرآن مجید نہ پڑھا جائے۔ (ت)
--	---

قنیہ و ہندیہ میں ہے:

لابأس بالقراءة راكباً وما شياً اذا لم یکن ذلک الموضع معد للنجاسة فان کان یکره له ^۲ ۔	سوار ہونے والے اور پایادہ چلنے والے کے لئے قرآن مجید پڑھنے میں کچھ مضائقہ اور حرج نہیں بشرطیکہ وہ جگہ نجاست کے لئے نہ بنائی گئی ہو، اور اگر گندگی کے لئے بنی ہو تو وہاں تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ (ت)
---	--

بلکہ جن کے نزدیک موت سے بدن نجس ہو جاتا ہے اور غسل میت اسے نجاست حقیقیہ سے تطہیر کے لئے رکھا گیا ہے وہ قبل غسل میت کے پاس بیٹھ کر تلاوت کو منع کرتے ہیں جب تک اسے بالکل ڈھانک نہ دیا جائے کہ نجاست منکشفہ کا قرب ہوگا۔ تنویر میں ہے:

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الصلوٰۃ فصل فی قرأۃ القرآن مطبعہ نولکشور لکھنؤ ۸/۷

^۲ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ القنیہ کتاب الکراہیۃ الباب الرابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۱۶

میت کو غسل دینے تک اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے۔ (ت)	کرہ قراءۃ القرآن عندہ الی تمامہ غسلہ ^۱
--	---

در مختار میں ہے:

امداد الفتح میں علامہ شرنبلالی نے اس کی تعلیل ذکر فرمائی تاکہ قرآن مجید کو میت کی نجاست اور ناپاکی سے بچایا جائے کیونکہ نجاست اسے موت کی وجہ سے ناپاک کر دیتی ہے۔ پھر اس نجاست میں اختلاف ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ یہ نجاست خبیث ہے جبکہ بعض کے نزدیک حدث ہے۔ لہذا اس بنیاد پر مناسب ہے کہ میت کے پاس قرآن مجید پڑھنا جائز ہے جیسے بے وضو کا یاد سے قرآن مجید پڑھنا، (ت)	عَلَّهِ الشَّرْنَبَلَالِي فِي اِمْدَادِ الْفَتْحِ تَنْزِيهَاً لِلْقُرْآنِ عَنْ نَجَاسَةِ الْبَيْتِ لِتَنْجِيسِهِ بِالْمَوْتِ قِيلَ نَجَاسَةٌ خَبْثٌ وَقِيلَ حَدَّثٌ وَعَلَيْهِ فَيَنْبَغِي جَوَازُهَا كَقِرَاءَةِ الْمَحْدُثِ ^۲
---	--

ردالمحتار میں ہے:

علامہ طحاوی نے ذکر کیا کہ اس کراہت کا محل یہ ہے کہ جب میت کے قریب بیٹھا ہو لیکن جب اس سے دور بیٹھا ہے اور قرآن مجید پڑھ رہا ہے تو پھر کراہت نہ ہوگی اھ میں کہتا ہوں یہ کراہت بھی تب ہوگی کہ جب میت کسی ایسے کپڑے سے جو اس کے سارے جسم کو چھپائے ڈھانپی ہوئی نہ ہو الخ۔ (ت)	وَذَكَرَ ط ان محل الكراهة اذا كان قريباً منه اما اذا بعد عنه فلا كراهة اهل قلت والظاهر ان هذا ايضا اذا لم يكن البيت مسجى بثوب يسترجيع بدنه ^۳ الخ۔
--	--

جب قرب نجاست میں تلاوت منع ہوئی کہ اس ہوا کا جو اشکال حروف قرآن کی حامل ہے محل نجاست پر گزر نہ ہو خود نجس چیز میں معاذ اللہ ان اشکال طاہرہ کا مرتسم کرنا کس درجہ سخت حرام ہوگا۔

اقول: (میں کہتا ہوں) جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے قید لگانے کی وجہ ظاہر ہو گئی کہ میت کا پورا جسم ڈھانپا ہوا نہ ہو، پس اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ (ت)	اقول: وبما بيننا ظهر وجه التقييد بأن لا يكون جميع بدنه مسجى فأفهم۔
--	--

^۱ در مختار کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنائزۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۰/۱

^۲ در مختار کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنائزۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۱/۱۱۹

^۳ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنائزۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۷۳/۱

بلکہ حق یہ ہے کہ اس تقدیر پر جہل مردم و ناواقفی حال آلہ و عدم نیت و عدم تنبیہ کا قدم در میان نہ ہو تو دیدہ دانستہ ان میں آیات بھرنے والے کا حکم معاذ اللہ القائے مصحف فی القاذورات (اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ یہ تو مصحف شریف کو نجاستوں میں پھینکنا ہے۔ ت) کے مثل ہوتا ہم روشن کر چکے کہ تمام جلوہ گاہوں میں وہی صفت الہیہ بعینہا حقیقۃً جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس کے لئے معاذ اللہ یہ ناپاک کسوت مقرر کرنا کس درجہ ایمان ہی کے مخالف ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، پھر یہ تو ہیں خبیث صرف ان بھرنے والوں ہی کے ماتھے نہ جائے گی بلکہ باوجود اطلاع اسے تحریک دے کر الفاظ قرآنی کی آواز اس سے ادا کرنے والے اس کی خواہش کر کے ادا کرانے والے سننے والے سنانے والے اس پر راضی ہونے والے، باوصف قدرت انکار نہ کرنے والے سب اسی بلائے عظیم میں گرفتار ہوں گے۔ نہ فقط یوں کہ توہین کے مرتکب صرف بھرنے والے ہوں اور یہ اس کے روار کھنے گوارا کرنے والے نہیں بلکہ ہر بار یعنی ویسی ہی توہین جدید کے یہ خود پیدا کرنے والے کہ انھوں نے گویا نقوش کتابت قرآنیہ اس نجس میں لکھے انھوں نے الفاظ تلاوت قرآنیہ اس پر گزرتے ہوئے ادا کئے بلکہ اس وقت اس کی تجلی بے پردہ و حجاب جلوہ فرما ہوگی بھری ہوئی چوڑیوں میں نقوش قرآنیہ ہونا ہر شخص نہ سمجھے گا اور اب جو ادا کیا جائے گا کسی کو اس کے قرآن ہونے میں اصلاً اشتباہ نہ ہوگا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (گناہوں سے تحفظ اور بھلائی کرنے کی قوت کسی میں نہیں بجز اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ اور بڑی شان والے کی توفیق دینے۔ ت)

وجہ دوم: یہ صورت تو وہ تھی کہ ان کا کلاسوں پلیٹوں کا پلید و نجس ہونا معلوم یا مظنون ہی ہو۔

فَانِ الظَّنَّ فِي الْفَقْهِاتِ مُلْتَحَقٌ بِالْيَقِينِ لَا سِيَّمَا مِثْلَ	کیونکہ فقہی مسائل میں گمان، یقین کے ساتھ ملحق ہے۔
اَمْرِ الْاِحْتِيَاظِ فِي الدِّينِ۔	خصوصاً اس نوع کے دینی احتیاط کے معاملہ میں۔ (ت)

بلکہ اگر حالت شبہ ہو جب بھی حکم احتراز ہے۔ کہ محرمات میں شبہ ملتحق یقین ہے۔ کما نص علیہ فی الهدایۃ وغیرہا۔ (جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں اس پر نص کی گئی ہے۔ ت) اب وہ صورت فرض کیجئے کہ پلیٹ وغیرہ کی طہارت یقینی ہو اس کے اجزاء اور بنانے کا طریقہ معلوم ہو جس میں کہیں کسی نجاست کا خلط نہیں تو اس میں ایک کھلی سخت شدہ نجاست معنوی رکھی ہوئی ہے وہ یہ کہ اس کا عام، بجانا، سننا، سنانا سب کھیل تماشے کے طور پر ہوتا ہے۔ قرآن عظیم اس لئے نہیں اترا اسی عزت والے عزیز عظیم سے پوچھو کہ وہ کھیل کے طور پر اپنے سننے والے کی نسبت کیا فرماتا ہے:

"اِقْتَرَبَ لِلْمَلَأْسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي	لوگوں کے لئے ان کا حساب نزدیک آیا اور وہ
---	--

<p>غفلت میں روگرداں پڑے ہیں، نہیں آتا ان کے پاس ان کے رب سے کوئی نیاز کر مگر اسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں دل کھیل میں پڑے ہوئے۔</p>	<p>"عَفَلَتْ مُعْرِضُونَ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مَنْ رَايَهُمْ مُحَدَّثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۚ لَا هِيَ تَقُودُهُمْ ۚ" ¹</p>
---	---

اور فرماتا ہے:

<p>تو کیا اس کلام کو اچھا بناتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھیل میں پڑے ہو۔</p>	<p>"أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۚ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۚ وَأَنْتُمْ سَاهُونَ" ²</p>
---	---

اور فرماتا ہے:

<p>چھوڑ دے ان کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور دنیا کی زندگی نے انہیں فریب دیا اور اس قرآن سے لوگوں کو نصیحت دے کہیں پکڑی بجائے کوئی جان اپنے کئے پر کہ خدا سے جدا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی اور اگر اپنے چھڑانے کو سارے بدلے دے کچھ نہ لیا جائے یہ ہیں وہ لوگ کہ اپنے کئے پر گرفتار ہوئے انہیں پینا ہے کھولتا پانی اور دکھ کی مار، بدلہ ان کے کفر کا۔</p>	<p>"وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَعَرَجَهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَسَبَتْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ ۚ وَإِنْ نَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَأَيُّوْ حَذْمُهَا ۚ وَلِلَّهِ الَّذِينَ يُبْسَلُوا بِهَا كَسَبُوا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَبِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ" ³</p>
---	---

اور فرماتا ہے:

<p>دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے فیض سے تھوڑا پانی دو یا وہ رزق جو خدا نے تمہیں دیا وہ کہیں گے بیشک اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کر دیں ہیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا تو آج ہم ان کو بھلا دیں گے جیسا وہ بھولے اس دن</p>	<p>"وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۖ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَهْمَا عَلَى الْكَافِرِينَ" ⁴</p> <p>"الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا ۚ وَهُمْ أَلَيُّوْ حَذْمُهَا ۚ وَلِلَّهِ الَّذِينَ يُبْسَلُوا بِهَا كَسَبُوا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَبِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ" ³</p>
--	---

¹ القرآن الكريم ۲۱/۳۲۱

² القرآن الكريم ۵۳/۶۱۵

³ القرآن الكريم ۶/۷۰

⁴ القرآن الكريم ۷/۵۰

کاملنا اور جیسا جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

يَزِيهِمْ هَذَا وَمَا كَانُوا يَلْبِنَا يَجْحَدُونَ ﴿٥١﴾¹

واقعی کفار نے یہ بڑا دواؤ مسلمانوں سے کھیلاد کہ ان کے دین کی جڑ ان کے ایمان کی اصل قرآن عظیم کو خود ان کے ہاتھوں کھیل تماشا بنوا دیا یہ ان لوگوں کے فونو سے قرآن سننے سنانے کا خاص جزئیہ ہے کہ قرآن عظیم نے اس کی ایجاد سے تیرہ سو برس پہلے ظاہر فرما دیا اس سے بڑھ کر اور سخت بلا کیا ہوگی اس سے بدتر اور گندی نجاست کیا ہوگی۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔
وجہ سوم: زید اس مجمع لہو و لغو میں ہے تماشے کے طور پر قرآن مجید سنایا جا رہا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ میں تذکرہ و تفکر ہی کے طور پر سن رہا ہوں مجھے لہو مقصود نہیں، اگر یہ صحیح ہو جب بھی وہ گناہ و جرم سے بری نہیں ایسے مجمع میں شریک ہونا ہی کب جائز تھا اگرچہ تیری نیت نیت خیر ہو، کیا قرآن عظیم نے نہ فرمایا:

اور جب تو انھیں دیکھے جو ہماری آیتوں کو مشغلہ بنا رہے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے یہاں تک کہ وہ کسی اور بات کے شغل میں پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس سے فوراً اٹھ کھڑا ہو،

"وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي الْآيَاتِ فَاغْرِصْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٥٢﴾"²

یہ کیا اسی کی یاد دہانی میں دوسری جگہ اس سے بھی صاف تر و سخت تر نہ فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ تم پر قرآن میں حکم اتار چکا کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں پر گرویدگی نہیں کی جاتی اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو تم ان کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات کے شغل میں پڑیں اور وہاں بیٹھے تو تم بھی انھیں جیسے ہو بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

"وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتَ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّنْهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿٥٣﴾"³

آیتوں کو کھیل بنانے والے کافر ہوئے، اس وقت ان کے پاس بیٹھنے والے منافق ٹھہرے۔

¹ القرآن الکریم ۷/ ۵۱ و ۵۰

² القرآن الکریم ۶/ ۲۸

³ القرآن الکریم ۴/ ۱۳۰

یہاں پاس بیٹھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہنم میں بھی اکٹھے رہے والی عباد باللہ تعالیٰ معالم التنزیل میں ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

دخول فی هذه الایة کل محدث فی الدین وکل مبتدع الیوم القیمة ^۱ ۔	اس آیت میں قیامت تک کا ہر مبتدع ہر بد مذہب داخل ہے۔
--	---

وجہ چہارم: صلحاء نے خاص اپنا جلسہ کیا جس میں سب نیت صالح والے ہیں اور تفکر و تہذیب کے طور اس میں سے قرآن مجید سنا خاص اس سے سننے کی یہ ضرورت تھی کہ اس میں کسی اعلیٰ قاری کی نہایت دردناک و دلکش قراءت بھری ہے اس میں سے قراءت سنانے والا بھی انھیں میں کا ہے کہ اس نے اس کا بنانا چلانا سیکھ لیا ہے۔
اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) اب یہاں دو نظریں ہیں: نظر اولیٰ و نظر دقیق۔
نظر اولیٰ صاف حکم کرے گی کہ اب اس میں کیا حرج ہے جب پلیٹیں طاہر و پاک فرض کر لی گئیں تو حرج صرف نیت لہو کار ہا اس سے یہ لوگ منزہ ہیں اور بھرنے والوں کی نیت فاسدہ کا ان پر کیا اثر۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ "وَلَا تَنْزِلُوا زُرَّاءَ وَلَا تَسْرُوا زُرَّاءَ"۔ ^۲	اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (ت)
---	---

اور کوئی فی نفسہ جائز کام کفار سے سیکھنے میں حرج نہیں اگرچہ انھیں کی ایجاد ہو جیسے گھڑی، تار، ریل وغیرہ اور فوٹو بذات خود معارف اور مزامیر سے نہیں کہ اس کے لئے کوئی خاص آواز ہی نہیں جس کے واسطے اسے وضع کیا ہو یا اس سے قصد کیجاتی ہو وہ تو ایک آلہ مطلقہ ہے جس کی نسبت ہر گونہ آواز کی طرف ایسی ہے جیسی اوزان عروضیہ کی کلام کی طرف بلکہ حروف ہجائی کی طرف حروف ہجامن حیث ہی حروف البجاء علوم رسمہ میں کسی خاص معنی کے لئے موضوع نہیں بلکہ وہ آلہ تادیہ معانی مختلفہ ہیں جیسے معنی چاہیں ان سے ادا کر سکتے ہیں اچھے ہوں خواہ برے یہاں تک کہ ایمان سے کفر تک سب انھیں حروف سے ادا ہوتا ہے ایسے آلہ مطلقہ کو من حیث ہی کذا حسن یا قبیح کسی کے ساتھ موصوف نہیں کر سکتے بلکہ وہ مدح و ذم و ثواب و عقاب میں اس چیز کا تابع ہوتا ہے جو اس سے ادا کی جائے، تلوار بہت اچھی ہے اگر اس سے حمایت اسلام

^۱ معالم التنزیل علی ہامش الخازن تحت آیۃ وقد نزل علیکم فی الکتب الخ مصطفیٰ البابی مصر ۱۲۱/۱

^۲ القرآن الکریم ۶/۱۲۳

کی جائے اور سخت بری ہے۔ اگر خون ناحق میں برقی جائے، اسی لئے حدیث میں فرمایا:

<p>الشعر بمنزلة الكلام فحسنه كحسن الكلام و قبيحه كقبيح الكلام۔ رواه البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی المعجم الاوسط عن عبد الله بن عمرو بن العاص وابو يعلى عنه وعن امر المؤمنين الصديقة والدار قطنی عن عروة عنها والشافعی عن عروة مرسلارضی الله تعالى عنهم واسناده حسن۔</p> <p>شعر بمنزلہ کلام کے ہے تو اس کا چھا مثل اچھے کلام کے ہے اور اس کا برا مثل برے کے، (امام بخاری نے ادب المفرد میں، امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ اور محدث ابو یعلیٰ نے ان سے اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سے بھی اسے روایت کیا ہے۔ اور امام دارقطنی نے بواسطہ حضرت عروہ مائی صاحبہ سے اور امام شافعی نے حضرت عروہ سے بطور ارسال اسے روایت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ اس حدیث کی سند درجہ حسن رکھتی ہے۔ (ت)</p>	<p>الشعر بمنزلة الكلام فحسنه كحسن الكلام و قبيحه كقبيح الكلام۔ رواه البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی المعجم الاوسط عن عبد الله بن عمرو بن العاص وابو يعلى عنه وعن امر المؤمنين الصديقة والدار قطنی عن عروة عنها والشافعی عن عروة مرسلارضی الله تعالى عنهم واسناده حسن۔</p>
---	--

یہ اسی سبب کے اوزان عروضیہ اداے ہر گونہ کلام کے آلہ ہیں تو ان پر فی انفسا کوئی حکم حسن و قبح نہیں ہو سکتا بلکہ مؤدی بہا کے تابع ہوں گے شعر میں اچھی بات ادا کی جائے تو حدیث صحیح میں ان من الشعر لحکمة^۲ (بیشک بعض شعر ضرور حکمت ہوتے ہیں۔ ت) ارشاد ہوا ہے اور یا وہ سرائی یا ہر زہ درائی کی جائے تو "الشعر آغیثہم الغاؤن" (۳) (اور شاعروں کی پیروی اور ان کا اتباع گمراہ کرتے ہیں۔ ت) فرمایا گیا وہاں ان اللہ یؤید حسان بروح القدس (اللہ تعالیٰ حضرت جبریل سے حضرت حسان کی تائید کرتا ہے۔ ت) کی بشارت جانفزا ہے اور دوسری طرف امرؤ القیس صاحب لواء الشعراء الی النار (امرؤ القیس شاعروں کا علبردار آتش دوزخ میں ہے۔ ت) کی وعید جانگزا۔ رواہ الاحمد^۴ والبزار عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے احمد و بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

^۱ المعجم الاوسط حدیث ۷۶۹۲ ریاض ۸/۳۴۰ و ادب المفرد حدیث ۸۶۵ مکتبہ اثریہ شیخوپورہ ص ۲۲۳

^۲ ادب المفرد حدیث ۸۶۵ باب من قال ان من البیان سحر الخ المکتبہ الاثریہ شیخوپورہ ص ۲۲۵، صحیح البخاری کتاب الادب باب

ما یجوز من الشعراء قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۰/۷۲

^۳ القرآن الکریم ۲۶/۲۲۳

^۴ کنز العمال پر مزحموت عن عائشہ حدیث ۳۳۲۳۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/۷۷۲، مسند امام احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ

عنها دار الفکر بیروت ۶/۷۲

تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔) بعینہ یہی حالت فونو کی ہے کہ وہ کسی صوت خاص کے لئے موضوع نہیں جسے معارف و مزامیر میں داخل کر سکیں بلکہ ادائے ہر قسم آواز کا آلہ ہے تو حسن و قبح و منع و اباحت میں اسی آواز مؤدی بہ کا تابع ہوگا جب تک خارج سے کوئی مغیر عارض نہ ہو اگر اس میں سے مزامیر کی آواز سنی جائے تو حکم مزامیر میں ہے اور بہ نیت تذکرہ و عطف و تذکیر کی آواز سنی جائے تو حکم و عطف و تذکیر میں اور و عطف و منذ کر کا ذی روح ہونا کچھ شرط نہیں۔

مرد باید کہ گیر داند رگوش وز نبشت ست بند بر دیوار

(مرد کو چاہئے کہ اپنے کانوں سے نصیحت سنے اگرچہ کلمات نصیحت کسی دیوار پر لکھے ہوں۔ ت)

آلہ ادا میں فی نفسہ کوئی آواز و دلیعت ہی نہیں ہوتی آوازیں تو رکاوٹوں میں ہیں آلہ محض مثل گلو و حنجرہ ہے جس سے ہر طرح کی صوت نکال سکتے ہیں تو خراب و ناجائز پلیٹوں کا حکم پاک و جائز قالوں کی طرف کیوں ساری ہونے لگا اور اگر بھرنے والوں نے ایک ہی ریکارڈ کے ایک پہلو پر کچھ آیات یا اشعار حمد و نعت اور دوسرے پر کچھ خرافات بھری ہیں تو یہ بے ادبی و جمع ضدین ان کا فعل ہے خدما صفا و دوع ماکدر (جو صاف ہو لے لو، جو گدلا ہو چھوڑ دو۔ ت) پر عمل کرنے والے اس پر کیوں ماموخذ ہوں گے اس کی نظیر کنیز مشترک ہے اس کے ایک صالح مولیٰ نے اسے قرآن عظیم پڑھایا دوسرے فاسق نے گانا سکھایا تو اس کے گلے سے دونوں چیزوں کا ادا ہو سکتا صالح آقا کو اس سے قرآن عظیم سننا منع نہ کر دیا عرف میں اسے باجا کہنا مزامیر و معارف ممنوعہ کے حکم میں داخل نہ کر دے گا۔

کیونکہ کاموں کا اعتبار بلحاظ ان کے مقاصد کے ہے اعمال کا مدار ارادوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے کہ جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ (ت)	فان الامور لمقاصدها وانما الاعمال بالنيات وانما لكل امری ما نوى ¹
---	--

معارف و مزامیر آلات لہو و طرب ہیں جو خاص موسیقی کی آوازیں ادا کرنے کو لذت نفسانی و نشاط شیطانی کے لئے وضع کئے گئے ہر غیر ذی روح جس سے آواز کسی مقصد حسن یا مباح کے لئے پیدا کی جائے اس میں داخل نہیں ہو سکتا اگرچہ اس سے آواز نکالنے کو بجانا کہیں یوں تو طبل غازی و نقارہ سحری بھی باجا ہے ریل کے انجن میں جو سوراخ دھواں نکالنے کو رکھا جاتا ہے جس سے لوگوں کا جان و مال بچانے کے لئے ان کی اطلاع دہی کو آواز نکالی جاتی ہے اس آواز کو بھی سیٹی یا پیپسیا کہتے ہیں مگر

¹ صحیح البخاری باب کیف كان بدء الوحى الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱

یہ نام اس فعل حسن کو ممنوع سیٹی اور پیسے کے حکم میں نہ کر دے گا بالجملہ یہاں جو کچھ حرج آیائیت لہو سے یا مجمع لہو سے ہے۔ کہ قرآن عظیم کا اس نیت سے سننا لذاتہ حرام قطعی اور اس مجمع میں سننا لغیرہ ممنوع شرعی۔ جب یہ دونوں متقی ممانعت متقی، یہ نظر اولیٰ کی تقریر ہے اور نظر دقیق فرمایگی کہ یہ سب کچھ حق و بجا مگر فعل حرج سے اب بھی نہ بچا، بھرنے والوں کے مقاصد فاسدہ معلوم ہیں کہ لہو و لعب ہے اور اس کے ذریعہ سے ٹکائنا تو ان کا بنانا حرام اور اسے استعمال کرنے والے اس حرام کے معین ہوئے اگر لوگ نہ خریدتے نہ سنتے، تو وہ ہر گز قرآن عظیم بھرنے کی جرات نہ کرتے، شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جس بات سے حرام کو مدد پہنچے اسے بھی حرام فرمادیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (لوگو! گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو (ت)	قال اللہ تعالیٰ "وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" ^۱ ۔
--	---

جو چیز بنانا ناجائز ہو اسے خریدنا استعمال میں لانا بھی منع ہوتا ہے کہ یہ نہ لیں تو وہ کیوں بنائیں ان کا مول لینا اور کام میں لانا ہی انھیں بنانے پر باعث ہوتا ہے و لہذا خواجہ سراؤں کا خریدنا ان سے کام خدمت لینا شرعاً منع ہوا اور ائمہ کرام نے اس کی علت بھی یہی بیان فرمائی کہ آدمی کو خفی کرنا حرام ہے یہ فعل اگرچہ ان خریدنے والوں کا نہیں مگر ان کا خریدنا ہی ان فاسقوں کو اس پر جرات دلاتا ہے کوئی مول نہ لے تو کیوں ایسی ناپاکی کریں۔ امام ابو جعفر طحاوی معانی الآثار میں فرماتے ہیں:

لما نہی عن اخصاء بنی آدم کرہ بذلک اتخاذ الخصیان لان فی اتخاذہم ما یحمل من تحضیضہم علی اخصائہم لان الناس اذا تحاموا اتخاذہم لم یرغب اهل الفسق فی اخصائہم وقد حدثنا ابن ابی داؤد ثنا القواریری ثنا عقیف بن سالم ثنا العلاء بن عیسی الذہلی قال اتی عیسی الذہلی کے چند وسائل	جب اولاد آدم کے خفی (نامرد کرنا) کرنے سے منع کر دیا گیا پس اسی لئے خفی افراد سے خدمت لینا اور انھیں کسی کام میں استعمال کرنا مکروہ ہے کیونکہ استعمال کرنے سے لوگوں کا انھیں خفی کرنے پر ابھار اور آمدگی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جب لوگ انھیں استعمال کرنے سے بچیں اور پرہیز کریں تو پھر بدکار اور اوباش لوگ انسانوں کو خفی کرنے کی طرف رغبت نہ کریں۔ ابن ابی داؤد، القواریری، عقیف بن سالم، العلاء بن عیسیٰ
--	--

^۱ القرآن الکریم ۲/۵

<p>عمر بن عبدالعزیز بخصی فکرہ ان یبتاعہ وقال ما کنت لا عین علی الاخصاء فکل شیء فی ترک کسبہ ترک لبعض اهل المعاصی فلا ینبغی کسبہ^۱۔</p>	<p>سے ہم تک (یعنی امام ابو جعفر طحاوی تک) یہ حدیث پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک خصی آدمی کو لایا گیا تو آپ نے اس کو خرید لینا ناپسند کیا اور فرمایا میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ انسان کے خصی کرنے پر بد کرداروں سے تعاون کروں، پھر ہر کام کہ جس کے نہ کرنے سے بعض گناہگاروں سے گناہ چھوٹ جاتا ہے تو پھر نامناسب ہے کہ ایسا کام کیا جائے۔ (ت)</p>
---	---

ہدایہ میں ہے:

<p>یکرہ استخدام الخصیان لان الرغبة فی استخدامهم حث الناس علی هذا الضیع وهو مثله محرمة^۲۔</p>	<p>خصی لوگوں سے خدمت لینا مکروہ ہے کیونکہ انسان سے خدمت لینے کی رغبت رکھنا لوگوں کو اس برے کام پر آمادہ کرنا ہے اور یہ "مثله" ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ (ت)</p>
--	---

غایۃ البیان میں مختصر امام طحاوی سے ہے:

<p>یکرہ کسب الخصیان وملکهم واستخدامهم وقال ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو لا استخدام الناس ایاہم لما اخصاہم الذین یخصونہم^۳۔</p>	<p>خصی لوگوں کی کمائی، اور ان کا ملک (یعنی ملکیت) اور ان سے خدمت لینا یہ سب کام مکروہ ہیں، حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کا ان سے خدمت لینا نہ ہوتا تو پھر جو لوگ انھیں خصی کرتے ہیں وہ کبھی انھیں خصی نہ کرتے (ت)</p>
--	---

اسی دلیل سے ہمارے علماء نے بکرے کے خصی کرنے اور گھوڑی سے خچر لینے کا جواز ثابت فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو خصی دے بنے قربانی کئے اور خچر پر سواری فرمائی، اگر یہ فعل ناجائز ہوتے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو کام میں نہ لاتے، شرع معانی الآثار شریف میں ہے:

^۱ شرح معانی الآثار کتاب السیر باب انزاء الحمیر علی الخیل (پنج ایم سعید کمپنی کراچی ۱۷۶/۲)

^۲ الہدایہ کتاب الکراہیۃ مسائل متفرقہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۴۷۲/۴

^۳ مختصر الطحاوی کتاب الکراہیۃ یکرہ کسب الخصیان الخ (پنج ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۴۳)

<p>قد رأینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضحیٰ بکبشین موجوئین وهما البرضوضان خصامها والمفعول به ذلك قد انقطع ان یکون له نسل فلو کان اخصاء وهما مکروها اذا لما ضحیٰ بهما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم¹۔</p>	<p>بیٹک ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دو خسی مینڈھوں کی قربانی کی یعنی وہ دو ایسے دنبے تھے کہ جن کے دونوں خسیے کوفتہ تھے۔ اور جس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جائے اس کی نسل ختم ہو جاتی ہے۔ اگر دنبوں کو خسی کرنا مکروہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے مکروہ جانورں کی کبھی قربانی نہ کرتے۔ (ت)</p>
--	--

اسی کے باب انزاء الحمیر علی الخیل میں ہے:

<p>لو کان مکروها لکان رکوب البغال مکروها لانه لو لا رغبة الناس فی البغال ورکوبهم ایأھا لما انزئت الحمیر علی الخیل²۔</p>	<p>گدھوں کا گھوڑی سے جفتی کرنا، اگر یہ مکروہ ہوتا تو ضرور خچروں پر سوار ہونا مکروہ ہوتا۔ اس لئے کہ اگر لوگوں کی خچروں کی طرف اور ان کی سواری کی طرف رغبت نہ ہوتی تو کبھی گدھوں سے گھوڑی پر جفتی نہ کرائی جاتی۔ (ت)</p>
--	--

ہدایہ میں ہے:

<p>لاباس باخصاء البهائم وانزاء الحمیر علی الخیل وقد صح ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکب البغلة فلو کان هذا الفعل حرام لما رکبها لما فیہ من فتح بابہ³۔</p>	<p>چوپایوں کے خسی کرنے میں اور گدھوں سے گھوڑی پر جفتی کرانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحیح روایت میں یہ آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خچر پر سوار ہوئے ہیں اگر یہ کام حرام ہوتا تو آپ کبھی خچر پر سوار نہ ہوتے کیونکہ اس میں برائی کا دروازہ کھلتا ہے۔ (ت)</p>
--	---

اسی باب سے ہے کہ قوی تندرست قابل کسب جو بھیک مانگتے پھرتے ہیں ان کو دینا گناہ ہے کہ ان کا بھیک مانگنا حرام ہے اور ان کو دینے میں اس حرام پر مدد، اگر لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور کوئی

¹ شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب اخصاء البهائم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۲۱

² شرح معانی الآثار کتاب السیر باب انزاء الحمیر علی الخیل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۶۱

³ الہدایہ کتاب الکراہیۃ مسائل متفرقہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/۴۷۲

پیشہ حلال اختیار کریں۔ درمختار میں ہے:

لا یحل ان یسأل شیئاً من القوت من له قوت یومه بالفعل او بالقوة کالصحیح المکتسب ویأثم معطیه ان علم بحالہ لاعانتہ علی المحرم ^۱ ۔	یہ حلال نہیں کہ آدمی کسی سے روزی وغیرہ کا سوال کرے جبکہ اس کے پاس ایک دن کی روزی موجود ہو یا اس میں اس کے کمانے کی طاقت موجود ہو، جیسے تندرست کمانی کرنے والا، اور اسے دینے والا گنہگار ہوتا ہے اگر اس کے حال کو جانتا ہے کیونکہ حرام پر اس نے اس کی مدد کی۔ (ت)
--	--

یہ اصل کلی یاد رکھنے کی ہے کہ بہت جگہ کام دے گی۔ جس چیز کا بنانا ناجائز ہوگا اسے خریدنا کام میں لانا بھی ممنوع ہوگا اور جس کا خریدنا کام میں لانا منع ہوگا اس کا بنانا بھی ناجائز نہ ہوگا۔

فان رفع التالی یفتح رفع المقدم کما ان وضع المقدم ینتج وضع التالی۔	اس لئے کہ رفع تالی، رفع مقدم نتیجہ دیتی ہے جس طرح وضع مقدم وضع تالی کا نتیجہ دیتی ہے۔ (ت)
--	--

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) اور یہ خیال کہ ایک ہمارے چھوڑے سے کیا ہوتا ہے ہم نہ لینگے تو اور ہزاروں لینے والے ہیں مقبول نہیں، ہر ایک کا یہی خیال رہے تو کوئی بھی نہ چھوڑے تو حکم شرع معطل رہ جائے گا چھوڑے گا یوں ہیں کہ ہر ایک اپنے ہی استعمال کو اس کا ذریعہ اصطناع سمجھے جب سب چھوڑ دیں گے آپ ہی بنانا معدوم ہو جائے گا، اور اگر نہ چھوڑیں تو ہر ایک کو اپنی قبر میں سونا اپنے کئے کا حساب دینا ہے اور وہ سے کیا کام، ایسی ہی جگہ کے لئے ارشاد ہوا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَصُرُّكُمْ مَن ضَلَّ إِذَا هَتَدَيْتُمْ ^۲ "	اے ایمان والو! تم اپنی جان کی اصلاح کر لو تمہیں اور وہ کی گمراہی سے نقصان نہیں جبکہ تم خود راہ پر ہو۔
--	--

اگر کہے تو یہ ان افعال میں سے جو فی نفسہ مذموم ہیں تلاوت کی آواز گلاس میں ودیعت رکھنا بنفسہ مذموم نہیں، ان کی نیت لہو وغیرہ مقاصد و مفسدات نے اسے ممنوع کیا۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) کام واقع سے ہے نہ محض فرض سے، جب واقع یہ ہے تو اس کی حرمت میں شک نہیں اور اس حرام کا دروازہ تمہیں خریدنے والوں کام میں لانے والوں نے کھولا کوئی

^۱ درمختار کتاب الزکوٰۃ باب المصروف مطبع مجتہائی، دہلی ۱۳۲/۱

^۲ القرآن الکریم ۵/۱۰۵

مول نہ لے تو وہ کیوں ایسی ناپاکی کریں پھر عذر کا کیا محل، واللہ العاصم عن سبیل الزیغ والزلل (ٹیڑھے اور پھسلنے والے راستوں سے اللہ بچاتا ہے۔ ت) اور قرآن عظیم ہی کے حکم میں ہیں اشعار حمد و نعت و منفبت و جملہ عبارات و کلمات معظمہ دینیہ کہ نہ ان کو نجس چیز میں لکھنا جائز، یہ وجہ اول ہوئی، نہ انھیں کھیل تماشا بنانا جائز، یہ وجہ دوم ہوئی، نہ انھیں لہو و لغو بنانے کے جلسے میں شریک ہونا جائز، اگرچہ اپنی لعب کی نہ ہو یہ وجہ سوم ہوئی، نہ ان کی خریداری و استعمال سے لہو بنانے والوں کی مدد جائز، یہ وجہ چہارم ہوئی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لہو مباح میں تو اپنا ذکر کریم ناپسند فرمایا اور انصار کی کمسن لڑکیوں نے بعد تقریب شادی کے گانے میں یہ مصرع پڑھا: ع

وفینا نبی یعلم مافی غد

(ہم میں وہ نبی ہیں جو آئندہ کی باتیں جانتے ہیں)

ان کو منع فرمایا کہ:

اسے رہنے دو وہی کہے جاؤ جو کہہ رہی تھیں۔	دعیٰ ہذہ وقولی بالذی کنت تقولین ^۱ ۔
<p>امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احواء العلوم شریف اور آخر کتاب مسئلہ السماع میں فرماتے ہیں:</p> <p>یہی وجہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ربیع دختر معوذ کے گھر تشریف لے گئے تو ان کے پاس بچیاں گیت گارہی تھیں تو حضور نے ان میں سے ایک کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے اندر وہ نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔ وہ بچیاں گیت کے طور پر گارہی تھیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو چھوڑ دو اور وہی کہتی رہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔ تو اس پر نبوت کی گواہی تھی لیکن حضور علیہ السلام نے</p>	<p>ولذا لمادخل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الربیع بنت معوذ وعندها جوار یغنین فسمع احدھن تقول "وفینا نبی یعلم مافی غد" علی وجہ الغناء فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعیٰ ہذا وقولی ما کنت تقولین وهذا شهادة بالنبوة فزجرھا عنها وردھا</p>

^۱ صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۳۷

اس کہنے پر انھیں ڈانٹ دیا اور اس گانے کی طرف لوٹا دیا جو ایک کھیل کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے کہ یہ ایک خالص سنجیدگی ہے لہذا جو چیز صورت کھیل ہو اس سے بھی اس کا ملاپ ٹھیک نہیں۔ (ت)	الى الغناء الذى هو لهو لان هذا جد محض فلا يقرون بصورة اللهو ¹ ۔
---	--

یعنی یہ مصرع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی تھی کہ خدا کے بتائے سے اصالتاً غیب کا جاننا نبوت ہی کی شان ہے تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ اسے صورت لہو میں شامل کیا جائے لہذا اس سے روک دیا وہابیہ اس حدیث کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں اور بات صرف اتنی ہے یہ بھی نہیں سوچتا کہ اگر نسبت علم امور غیب ہی ناپسند فرماتے تو کن سے، کم فہم عورتوں سے اور وہ بھی لڑکیاں کہ منجر بمعنی ناجائز نہ ہو اور جب مرد عقل مالک بن عوف ہوا زنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا قصیدہ نعتیہ حضور میں عرض کیا ہے جس میں فرمایا: ع

ومتى تشاء يخبرك عما فى غد²

تو جب چاہے یہ نبی تجھے آئندہ کی باتیں بتا دیں

ان پر کیوں نہ انکار فرمایا حالانکہ انھوں نے تو ان لڑکیوں سے بہت زیادہ کہا جس سے قیامت تک کے کل غیبوں کا بالفعل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہونا یا کم از کم ان کا جان لینا حضور کے اختیار میں دے دیا جانا ظاہر جس کی تشریح ہم نے اپنی کتاب "الامن والعلی لنا عتی المصطفیٰ بدافع البلا" ۳۱۱ میں ذکر کی انکار فرمانادر کنار حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قصیدہ کے صلہ میں ان کے لئے کلمہ خیر فرمایا اور انھیں خلعت پہنایا اور انھیں ان کی قوم ہوازن و قبائل شمالہ وسلمہ و فہم پر سردار فرمایا:

جیسا کہ معانی نے اس کو جلیس و انیس میں حرمازی کے طریق پر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ابن اسحاق نے ابی وجزۃ یزید بن عبید السعدی۔	كما رواه المعاني في الجليس والانیس بطريق الحرمازی عن ابی عبیدة بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابن اسحاق عن ابی وجزۃ یزید بن عبید السعدی۔
---	--

¹ احیاء العلوم کتاب آداب السماع والوجد الباب الثانی مطبعہ المشہد الحسینی قمر ۲۰۰۰/۲۰

² تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر تحت آیہ ۲۷/۹ دار احیاء الکتب العربیہ مصر ۲۰۰۶/۲

وللہ الحمد جب لہو مباح میں اپنا ذکر پاک پسند نہ فرمایا تو لہو باطل کا کیا ذکر۔
بالجملہ خلاصہ حکم یہ کہ

یہاں تین چیزیں ہیں: ممنوعات، معظمت، مباحات۔

اول: کاسننا مطلقاً حرام و ناجائز ہے اور فونو سے جو کچھ سنا جائے گا وہ بعینہ اسی شے کی آواز ہوگی جس کی صوت اس میں بھری گئی مزامیر ہوں ناچ خواہ عورت کا گانا وغیرہ، اصل کا جو حکم تھا بے تفاوت سر مو اس کا ہوگا کہ یہ خود ہی اصل ہے نہ کہ اس کی نقل، طبلہ یا ستار کی آواز ہے تو بلاشبہ وہ طبلہ اور ستار کی آواز ہے نہ کہ فونو کی، کہ فونو اپنی کوئی آواز نہیں رکھتا اور وہ بھی اسی طبلہ اور ستار کی ہے نہ کہ دوسرے کی اور وہ بھی اسی وقت کی آواز ہے جو بھرتے وقت بجائی گئی تھی نہ کہ اور وقت کی، یوں ہی عورت کا گانا ہے تو یقیناً وہ عورت ہی کا گانا ہے نہ کہ فونو کا کہ فونو گانے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور وہ بھی اسی عورت کا گانا ہے نہ کہ دوسری کا اور وہ بھی اسی کا اسی وقت کا گانا ہے جو بھرتے وقت وہ گائی تھی۔

دوم: بھی مطلقاً حرام و ممنوع ہیں، اگر گلاسوں پلیٹوں میں کوئی ناپاکی یا جلسہ لہو و لعب کا ہے تو تحریم سخت ہے اور خود سننے والوں کی نیت تماشا ہے تو اور بھی سخت تر خصوصاً قرآن عظیم میں اور اگر اس سب سے پاک ہو تو ان کے مقاصد فاسدہ کی اعانت ہو کر ممنوع ہے اور سب سے سخت تر و بال ان قاریوں غزل خوانوں پر ہے جو نوکری کر کے یا اجرت لے کر یا مفت گناہ خریدنے کو اپنا پڑھنا اس میں بھر واتے ہیں کہ وہ اصل بانی فساد ہوئے بھرنے والوں اور جب تک وہ گلاس پلیٹ باقی رہیں ان کے سننے والوں سنانے والوں سب کا گناہ ان کے نامہ اعمال میں ثبت ہوتا رہے گا اگرچہ یہ قبر میں خاک ہو گئے ہوں بغیر اس کے کہ ان سننے سنانے بھرنے بھرانے والوں کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سن فی الاسلام سنة سیئة فعلیہ وزرہا ووزر من عمل بها الی یوم القیمة من دون ان ینقص من اوزرہم شیئاً ^۱	جس شخص نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا اس پر اس کا گناہ اور جتنے قیامت تک اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس پر ہوگا بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی واقع ہو۔ (ت)
--	---

^۱ مسند امام احمد بیروت ۴/ ۳۹۱، ۳۵۹، صحیح مسلم باب من سن سنة الخ ۲/ ۳۴۱، سنن ابی داؤد ۲/ ۲۷۹

سوم: میں تفصیل ہے اگر پلیٹوں میں نجاست ہے تو حروف و کلمات کا ان میں بھرنا مطلقاً ممنوع ہے کہ حرف خود معظم ہیں کیا بینناہ فی فتاونا (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے فتاویٰ میں بیان کر دیا ہے۔ ت) اور اگر نجاست نہیں یا وہ کوئی خالی جائز آواز بے حروف ہے تو جلسہ فساق میں اسے سننا اہل اصلاح کا کام نہیں کہ انھیں اہل باطل سے اختلاط نہ چاہئے اور اگر تنہائی یا خاص صلحاء کی مجلس ہے تو کوئی وجہ منع نہیں اور یہاں ہمارے وہ مباحث کام دیں گے جو نظر اولیٰ میں گزرے پھر اگر کسی مصلحت شرعیہ کے لئے ہے جیسے عالم کو اس کے حال پر اطلاع پانے یا قوت اشغال دینے کے واسطے ترویج قلب کے لئے جب تو بہتر ورنہ اتنا ضرور ہے کہ ایک لایعنی بات ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حسن اسلام المرء ترکہ ما لایعنیہ حدیث صحیح مشہور عن سبعة من الصحابة منهم الصديق والمر تضى والحسين رضى الله تعالى عنه ورواه الترمذی ¹ وابن ماجة عن ابی ہریرة رضى الله تعالى عنه۔	خوبی اسلام یہ ہے کہ آدمی لایعنی بات نہ کرے (حدیث سات صحابہ سے صحیح اور مشہور ہے ان میں سے بعض یہ ہیں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ (ت)
---	--

یہ بھی اس حالت میں ہے کہ نادراً ہو عادت ڈالنا اور وقت اس میں ضائع کیا کرنا مطلقاً مکروہ ہوگا۔

لحدیث کل شیئ من لہو الدنیا باطل الا ثلثة رواہ الحاکم ² عن ابی ہریرة رضى الله تعالى عنه۔ هذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی واذا	اس حدیث کی وجہ سے کہ دنیا کا ہر کھیل سوائے تین کھیلوں کے باطل ہے۔ امام حاکم نے حضرت ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت فرمایا۔ یہ سب کچھ میرے نزدیک ہے۔
--	---

¹ جامع الترمذی ابواب الزہد باب ماجاء من تکلم بالکلمۃ الخ میں کچنی دہلی ۵۵/۲، سنن ابن ماجہ ابواب الفتن (بج) ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۵

² المستدرک للحاکم کتاب الجہاد من علم الرمی ثم ترکہ الخ دار الفکر بیروت ۹۵/۲

<p>اور ٹھیک اور واقعی علم تو میرے رب کے پاس ہے اور یہ جلدی کیا ہوا کام ایک رسالے کی شکل میں معرض وجود میں آگیا مناسب ہے کہ ہم اس کا نام الکشف شافیا حکم فونو جرافیا (یعنی شافی اور مکمل انکشاف فونو گراف کے حکم بیان کرنے میں) رکھیں تاکہ یہ اس کا نام ہو اور اس کے سال تصنیف پر ایک نشان ہو، اور اس کی تصنیف ماہ رمضان کہ جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ سال ہجری ۱۳۲۸ھ سید المرسلین کی ہجرت مبارک کے مطابق محبوب کریم اور تمام رسولوں اور حضور پاک کی سب آل اور تمام صحابہ پر اللہ کی بیحد و بے شمار رحمت و برکات ہوں۔ آمین، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے اور اس بزرگی والے کا علم زیادہ کامل اور زیادہ پختہ ہے۔ (ت)</p>	<p>قد خرجت العجالة في صورة رسالة ناسب ان نسميها الكشف شافيا حكم فونو جرافيا ۱۳۲۸ھ ليكون علما وعلى عام التاليف علما وكان ذلك للتاسع عشر من شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن وقت السحور ۱۳۲۸ھ الف وثلثمائة وثمان وعشرين من هجرة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وعليهم وعلى آله وصحبه اجمعين آمين والله تعالى اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم۔</p>
---	--

رسالہ

الکشف شافیا حکم فونو جرافیا

ختم ہوا



رسالہ

الادلة الطاعنه في اذان الملا عنه
(ملعونوں کی اذان کے بارے میں نیزے چبھونے والے دلائل)

بسم الله الرحمن الرحيم

۲۱ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ

از انجمن محب اسلام مرسلہ مولوی صاحب صدر انجمن

مسئلہ ۱۸۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ بالفعل اہل تشیع نے اپنی اذان وغیرہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کلمہ خلیفہ رسول اللہ بلا فصل کہنا اختیار کیا ہے۔ پس اہلسنت کو اس کلمہ کا سننا بمنزلہ سننے تبرکے ہے یا نہیں، اور اس کے اسناد میں کوشش کرنا باعث اجر ہوگی یا نہیں؟ بینواتوجروا (بیان کرو تا کہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

تمام حمدیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہیں اور صلوٰۃ و سلام رسولوں کے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان خلفاء اربعہ راشدین اور آپ کی آل و صحابہ اور تمام اہلسنت پر۔ (ت)

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد وخلفائه الاربعة الراشدين واله و صحبه و اهل سنته اجمعين۔

الحق یہ کلمہ مغضوبہ مبغوضہ مذکورہ سوال خالص تبراہے اور اس کا سننا سنی کے لئے بمنزلہ تبرائے سنی کے لیے بمنزلہ تبرائے سنی کے نہیں بلکہ حقیقتہً تبرائے سنی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ رب العالمین، تبرائے سنی کے معنی اظہارِ براءت و بیزاری جس پر یہ کلمہ خبیثہ نہ کنایہً بلکہ صراحۃً دل ہے کہ اس میں بالتصريح خلافت راشدہ حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نفی ہے اور اس نفی کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ بعد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسند نشین نہ ہوئے کہ ان کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تخت خلافت پر جلوس فرمانا فرمان و احکام جاری کرنا نظم و نسق ممالک اسلامیہ و تمام امور ملک و مال و رزم و وزم کی باگیں اپنے دست حق پرست میں لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور متواتر اظہار من الشمس ہے جس سے دنیا میں موافق مخالف یہاں تک کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کسی کو انکار نہیں بلکہ ان محبان خدا و نوابان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روافض کو زیادہ عداوت کا مہنی یہی ہے ان کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرات مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبی میں منحصر تھا جب حکم الہی خلافت راشدہ اول ان تین سرداران مومنین کو پہنچی روافض نے انھیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا ٹھہرایا اور تقیہ شقیہ کی بدولت حضرت اسد اللہ الغالب کو عیاذ باللہ سخت نامرد و دود — و زول و تارک حق و مطیع باطل بتایا ع

دوستی بے خرداں دشمنی ست

(بے عقل لوگوں کی دوستی اصل میں دشمنی ہے۔ ت)

<p>کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ (ت)</p>	<p>"كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝"</p>
---	--

تو لاجرم لفظ بلا فصل میں جو نفی ہے اس سے نفی لیاقت و استحقاق مراد، تو اس مجمل لفظ میں غضب و ظلم و انکار حق و اصرار باطل و مخالف دین و اختیار دنیا وغیرہ وغیرہ ہزاروں مطاعن ملعونہ جو قوم روافض اپنے اعتقاد میں رکھتی اور زبان سے بکتی ہے سب دفعۃً موجود ہیں اور لائے نفی سے اپنی براءت و بیزاری کا کھلا اظہار، پھر تبرائے سنی اور کس چیز کا نام ہے میں اس واضح بات کے ایضاح کرنے یعنی آفتاب روشن کو چراغ دکھانے میں زیادہ تطویل محض بیکار سمجھ کر صرف اس الزامی نظر پر قناعت کرتا ہوں، اگر کوئی شخص کہے (قوم شیعہ میں بعد عبدالرزاق بن ہمام کے جس نے ۱۲۱ھ میں انتقال کیا بلا فصل بہاؤ الدین املی ہونے سے محفوظ اور بظاہر نام اسلام سے محفوظ رہے۔ تو کیا اس نے ان دونوں کے بیچ میں

ف: روافض کے طور پر حضرت مولیٰ علی معاذ اللہ بزدل تارک حق مطیع باطل ٹھہرے۔

جتنے شیعے گزرے مثل طوسی وحلی و کلینی وابن بابویہ وغیرہم سب کو کافر ملعون نہ کہا، نہیں نہیں یقیناً اس کے کلام کا صاف صاف یہی مطلب ہے جس کے سبب ہم اہل حق بھی اس لفظ پر انکار کریں گے اور اسے ناپسند رکھیں گے کہ ہمارے نزدیک بھی ان سب پر علی الاطلاق حکم کفر و لعنت جائز نہیں۔ انصاف کیجئے کیا اگر یہ بات علانیہ برسر بازار پکاری جائے تو شیعہ کو کچھ ناگوار نہ ہوگا یا وہ اسے صریح توہین و تذلیل نہ سمجھیں گے حالانکہ اس بیچ میں جتنے شیعے گزرے کسی کو مدح و عقیدت شیعہ کے اصول مذہب میں داخل نہیں، نہ معاذ اللہ قرآن و حدیث یا اقوال ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ان لوگوں کی نیکی و خوبی پر دال، پھر حضرات خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جن کی ثناء و مدحت و ادب و عقیدت ہم اہل سنت کے اصول مذہب میں داخل اور ہمارے نزدیک ہزاروں آیات و احادیث حضرت رسالت و اقوال ائمہ اہلبیت صلوات اللہ علیہ و علیہم سے ان کی لاکھوں خوبیاں تعریفیں مالا مال ان کی نسبت ایسا کلمہ مغضوبہ اذان میں پکارا جانا کیونکر ہماری توہین مذہبی نہ ہوگا یا ہمارے دلوں کو نہ دکھائے گا غرض یہ تو وہ روشن و بدیہی بات ہے جس کے ایضاح کو جو کچھ کہئے اس سے واضح تر نہ ہوگا مجھے بتوفیق اللہ عزوجل یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کلمات جو روافض حال نے سنیوں کی ایذا رسانی کو اذان میں بڑھائے ہیں ان کے مذہب کے بھی خلاف ہیں۔

- (۱) ان کی حدیث و فقہ کی رو سے بھی اذان ایک محدود عبارت محدود کلمات کا نام ہے جن میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں۔
 - (۲) ان کے نزدیک بھی اس اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا ناجائز و گناہ اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے۔
 - (۳) ان کے پیشوا خود لکھ گئے کہ ان زیادتیوں کی موجب ایک ملعون قوم ہے جنہیں امامیہ بھی کافر جانتے ہیں۔
- میں ان تینوں امور کی سندیں مذہب امامیہ کی معتبر کتابوں سے دوں گا اور ان کی عبارتیں مع صاف ترجمہ کے نقل کروں گا و باللہ التوفیق ولہ الحمد علی ارفاء السواء الطریق (اللہ تعالیٰ سے ہی توفیق ہے اسی کے لئے حمد ہے سیدھا راستہ دکھانے پر۔ ت)

ف ۱: حضرت خلفائے ثلاثہ کی ثناء و مدحت ادب و عقیدت اہل سنت کے اصول مذہب میں ہے۔

ف ۲: روافض کے پیشواؤں نے کہا کہ اذان میں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا فصل وغیرہ زیادت کی موجد ایک ملعون قوم ہے۔

سند امراول: شرائع الاسلام شیخ علی مطبوعہ مکتبہ گلدستہ نشاط ۱۲۵۵ھ کے صفحہ ۳۴ پر ہے:

الاذان على الاشهر ثمانية عشر فصلا التكبير اربع و الشهادة بالتوحيد ثم بالرسالة ثم يقول حي على الصلوة ثم حي على الفلاح ثم حي على خير العمل و التكبير بعده ثم التهليل كل فصل مرتان ¹ ۔	اذان مشہور تر قول پر اٹھارہ کلمے ہیں: تکبیر چار بار اور گواہی توحید کی پھر رسالت کی پھر حی علی الصلوٰۃ پھر حی علی الفلاح پھر حی علی خیر العمل اور اس کے بعد اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ ہر کلمہ دو بار۔
--	---

خضید جی جو شہید ثانی کہا جاتا ہے اس کی شرح مدارک میں لکھتا ہے:

هذا مذهب الاصحاب لا اعلم فيه مخالفاً والمستند فيه ما رواه ابن بابويه والشيخ عن ابي بكر الحضرمي وكليب الاسدي عن ابي عبد الله عليه السلام انه حكى لهما الاذان فقال الله اكبر الله اكبر الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمدا رسول الله اشهد ان محمدا رسول الله حي على الصلوة حي على الفلاح حي على الفلاح حي على خير العمل حي على خير العمل الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله، والاقامة كذلك وعن اسمعيل الجعفي قال سبعت ابا جعفر عليه السلام يقول الاذان والاقامة خمسة وثلاثون حرفاً	اذان کے وہی اٹھارہ کلمے ہو نامذہب تمام امامیہ کا ہے جس میں میرے نزدیک کسی نے خلاف نہ کیا اور اس کی سند وہ حدیث ہے جو ابن بابویہ و شیخ نے ابوبکر حضرمی و کلب اسدی سے روایت کی کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ان کے سامنے اذان یوں بیان فرمائی اللہ اکبر ۴، اشہد ان لا الہ الا اللہ ۲، اشہد ان محمدا رسول اللہ ۲، حی الصلوٰۃ ۲، حی الفلاح ۲، حی علی خیر العمل ۲، اللہ اکبر ۲، لا الہ الا اللہ ۲، اور فرمایا اسی طرح تکبیر کہے، اور اسمعیل جعفی سے روایت ہے میں نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ اذان و تکبیر کا مجموعہ پینتیس کلمے ہے۔ پھر حضرت نے اپنے دست مبارک سے ایک ایک کر کے گنے، اذان اٹھارہ
---	--

¹ شرائع الاسلام المقدمة السابقة في الاذان والاقامة مطبعة الآداب في النجف الاشرف ۱/ ۷۵

<p>کلمے اور تکبیر سترہ اور وہ جو مصنف (یعنی حلبی نے شرائع الاسلام میں) کہا کہ مشہور تر قول پر اذان کے اٹھارہ کلمے ہیں وہ اس سے اس حدیث کی طرف اشارہ کرتا ہے جو شیخ نے بسند خود حسین بن سعید اس نے نصر بن سوید اس نے عبد اللہ بن سنان سے روایت کی کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اذان کو پوچھا، فرمایا یوں کہہ اللہ اکبر ۲۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ ۲، اشہد ان محمد رسول اللہ ۲، حی علی الصلوٰۃ ۲، حی علی الفلاح ۲، حی علی خیر العمل ۲، اللہ اکبر ۲، لا الہ الا اللہ ۲ (یعنی اس حدیث میں شروع اذان صرف دو تکبیر سے ہے تو اذان کے سولہ ہی کلمے رہیں گے) اور زرارہ و فضیل نے امام ممدوح سے یوں ہی روایت کی اور شیخ نے بعض امامیہ سے آخر اذان میں چار تکبیریں نقل کیں اور وہ شاذ مردود ہے بسبب ان حدیثوں کے جو ہم نے ذکر کیں اہل ملخصاً۔</p>	<p>فعد ذلك بيده واحدا واحدا الاذان ثمانية عشر حرفاً والاقامة سبعة عشر حرفاً وأشار المصنف بقوله على الا شهر الى ما رواه الشيخ بسنده الى الحسين بن سعيد عن النصر بن سويد عن عبد الله بن سنان قال سألت ابا عبد الله عليه السلام عن الاذان فقال تقول الله اكبر الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمد رسول الله، اشهد ان محمد رسول الله، حي على الصلوٰۃ، حي على الصلوٰۃ حي على الفلاح حي على الفلاح حي على خیر العمل حي على خیر العمل. الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله وروی زرارة والفضیل عن ابی عبد الله عليه السلام، نحو ذلك وحكى الشيخ عن بعض الاصحاب تربيع التكبير في آخر الاذان وهو شاذ مردود بآتولنا من الاخبار¹ اہل ملخصاً۔</p>
---	---

شہید شیعہ ابو عبد اللہ بن مکی لمعہ و مشقیہ میں لکھتا ہے:

<p>اول اذان میں چار بار اللہ اکبر کہے پھر دونوں شہادتیں پھر تینوں حی علی پھر اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ ہر کلمہ دوبارہ یہ اٹھارہ کلمے ہیں اور کل یہی ہیں جو شرع میں منقول ہوئے۔</p>	<p>یکبر اربعاً فی اول الاذان ثم التشهدان ثم حیعات الثلث ثم التكبير ثم التهليل مثنی فہذہ ثنائیہ عشر فصلاً فہذہ جملة الفصول</p>
--	---

¹ مدارک الاحکام شرح شرائع الاسلام

المنقول شرعاً ولا يجوز اعتقاد شرعية غير هذه لفصل في الاذان والاقامة كالنشهد بالولاية لعل ^۱ اھم لخصاً۔	ان کے سوا اذان اور اقامت فہمیں اور کسی کو مشروع جاننا جائز نہیں جیسے اشھدان علیا ولی اللہ اھ لخصاً۔
--	---

سند امر دوم: اسی مدارک میں ہے:

الاذان سنة متلقة من الشارع كسائر العبادات فيكون الزيادة فيه تشريعاً محرماً كما يحرم زيادة "ان محمد واله خير البرية" فان ذلك وان كان من احكام الايمان الا انه ليس من فصول الاذان ^۲ ۔	اذان ایک سنت ہے جسے شارع (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تعلیم فرمایا مثل اور عبادتوں کے تو اس میں کوئی لفظ بڑھانا اپنی طرف سے نئی شریعت ^۳ ایجاد کرنا ہے اور یہ حرام ہے جیسے "ان محمد واله خير البرية" کا بڑھانا حرام ہوا کہ یہ اگرچہ احکام ایمان سے ہے مگر اذان کے کلمات سے نہیں۔
--	--

اسی میں ہے:

الاذان عبادة متلقة من صاحب الشرع فيقتصر في كيفيتها على المنقول والروايات المنقولة عن اهل البيت عليهم السلام خالية عن هذا اللفظ فيكون الاتيان به تشريعاً محرماً ^۳ ۔	اذان ایک عبادت ہے کہ صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سیکھی گئی تو اس کی کیفیت میں اسی قدر اقتصار کیا جائے جس قدر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے اور حضرات اہل بیت کرام علیہم السلام سے جو روایتیں منقول ہوئیں وہ اس لفظ سے خالی ہیں تو اس کا بڑھانا نئی شریعت تراشنا ہوگا کہ حرام ہے۔
---	--

سند امر سوم: شیخ صدوق شیعہ ابن بابویہ قمی کہ ان کے یہاں کے اکابر مجتہدین وارکان مذہب سے ہے۔ کتاب من لا یخضرہ الفقہ کے باب الاذان والاقامة للمؤذنین میں لکھتا ہے:

روی ابو بکر بن الحضرمي وكليب بن الاسدي عن ابي عبد الله عليه السلام انه حكى لهما الاذان فقال الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر	ابو بکر حضرمی وکلب بن اسدی حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روای کہ اس جناب نے ان کے سامنے اذان یوں کہہ کر سنائی اللہ اکبر ۴
---	--

ف۱: بعض ائمہ روافض کی تصریح کہ اذان میں اشھدان علیا ولی اللہ یا اس کے مثل کہنا جائز ہے اور اذان میں اس کی مشروعیت کا اعتقاد باطل ہے۔

ف۲: بعض پیشوایان کی تصریح کہ ۱۸ کلمات منقولہ اذان سے کوئی کلمہ بڑھانا نئی شریعت گھڑنا ہے اور یہ حرام ہے۔

^۱ اللمعة الدمشقية

^۲ مدارک الاحکام شرح شرائع الاسلام

^۳ مدارک الاحکام شرح شرائع الاسلام

اشھد ان لا اله الا الله ۲، اشھد ان محمداً رسول الله ۲، حی علی الصلوٰۃ ۲، حی علی الفلاح ۲، حی علی خیر العمل ۲، الله اکبر ۲، لا اله الا الله ۲، مصنف اس کتاب کا کہتا ہے یہی اذان صحیح ہے نہ اس میں کچھ بڑھایا جائے نہ اس سے کچھ گھٹایا جائے، اور فرقہ مفوضہ نے کہ الله ان پر لعنت کرے کچھ جھوٹی حدیثیں اپنے دل سے گھڑیں اور اذان میں محمد وال محمد خیر البریہ ۲ دو بار بڑھایا اور انھیں کی بعض روایات میں اشھد ان محمداً رسول الله کے بعد اشھد ان علیاً ولی الله دو بار آیا اور ان کے بعض نے اس کے بدلے اشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً دو بار روایت کیا اور اس میں شک نہیں کہ علی ولی الله ہیں اور بیشک محمد صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل علیہم السلام تمام جہاں سے بہتر ہیں مگر یہ کلمے اصل اذان میں نہیں، اور میں نے اس لئے ذکر کر دیا کہ اس زیادتی کے باعث وہ لوگ پہچان لئے جائیں جو مذہب تفویض سے متم ہیں اور براہ فریب اپنے آپ کو ہمارے گروہ (یعنی فرقہ امامیہ) میں داخل کرتے ہیں۔

اکبر اشھد ان لا اله الا الله اشھد ان لا اله الا الله اشھد ان محمداً رسول الله حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل، الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله وقال مصنف هذا الكتاب هذا هو الاذان الصحيح لا يزداد فيه ولا ينقص منه و المفوضه لعنهم الله قد وضعوا اخباراً وزادوا في الاذان محمد وال محمد خیر البریہ مرتین، وفي بعض رواياتهم بعد اشھد ان محمداً رسول الله اشھد ان علیاً ولی الله مرتین، ومنهم من روی بدل ذلك واشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً مرتین ولا شك في ان علیاً ولی الله وانه امیر المومنین حقاً وان محمد واله صلوات الله عليهم خیر البریة ولكن ليس ذلك في اصل الاذان وانما ذكرت ذلك ليعرف بهذه الزيادة المتهمون بالتفويض الهدلسون انفسهم في جبلتنا^۱۔

دیکھو امامیہ کا شیخ صدوق کیسی صاف صاف شہادت دے رہا ہے کہ اذان کے شروع میں وہی اٹھارہ کلمے ہیں اور ان پر یہ زیادتیاں مفوضہ کی تراشی ہوئی ہیں اور صاف کہتا لعنهم الله تعالیٰ

^۱ من لا یحضر الفقیہ باب الاذان والاقامة الخ دار الکتب الاسلامیہ تہران ایران ۱/ ۸۹-۱۸۸

ان پر اللہ لعنت کرے۔

تنبیہ لطیف: جس طرح بھگوان اللہ تعالیٰ ہم نے یہ امور پیشوایان شیعہ کی تصریحات سے لکھے یونہی مناسب کہ اس کلمہ خبیثہ کا تبرا ہونا بھی انہی کے معتمدین سے ثابت کر دیا جائے صدر کلام میں جس واضح تقریر سے ہم نے اس کا تبرا ہونا ظاہر کیا اس سب سے قطع نظر کیجئے تو ایک امام شیعہ کی شہادت لیجئے کہ اس کی تقریر سے اس ناپاک کلمے کا سبب صریح و دشنام قبیح ہونا ثابت، ان کا علامہ کتاب المختلف میں لکھتا ہے۔

دو شخصوں کا آپس میں تفاخر کرنا (کہ ہر ایک اپنے آپ کو دوسرے پر کسی فضل و کمال میں ترجیح دے) باہم دشنام دہی سے خالی نہیں ہوتا کہ مفاخرت یونہی تمام ہوتی ہے کہ یہ شخص کچھ خوبیاں اپنے لئے ثابت کرے اور اپنے مقابل کو ان سے خالی کہے یا بعض برائیوں سے اپنی تمیزی اور اپنے مقابل کے لئے انھیں ثابت کرے۔ اور یہی معنی دشنام دہی کے ہیں۔ اس کو روضہ بہیہ شرح لمعہ دمشقیہ کے بعض محشی نے اس کے حاشیہ پر کتاب الحج میں سباب کی تفسیر میں صفحہ ۱۶۱ پر نقل کیا ہے۔ (ت)

المفاخرة لاتنفك عن السباب اذا المفاخرة انما تتم بذكر فضائل له وسلبها عن خصمه اوسلب رذائل عنه واثباتها لخصمه وهذا معنى السباب^۱۔

نقله بعض محشى الروضة البهية شرح اللمعة الدمشقية على هامشها من كتاب الحج في تفسير السباب صفحہ ۱۶۱۔

اب کہئے کہ خلافت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضیلت ہے یا نہیں۔ ضرور کہے گا کہ اعلیٰ فضائل سے ہے اب کہے "خليفة رسول الله" کہہ کر آپ نے اسے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لئے ثابت اور "بلا فصل" کہہ کر حضرات خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم سے سلب کیا یا نہیں، اقرار کے سوا کیا چارہ ہے۔ اور جب یوں ہے اور آپ کا علامہ گواہی دیتا ہے کہ شرع میں دشنام اسی کا نام، تو کیا محل انکار رہا کہ یہ معبوض کلمہ معاذ اللہ علی الاعلان ہمارے پیشوایان دین کو صاف صاف دشنام دیتا ہے پھر تبرانہ بتانا عجیب سینہ زوری ہے۔

^۱ کتاب المختلف

ہاں اب داد انصاف طلب ہے

اگر بالفرض یہ کلمہ ملعونہ ان کی اذان مذہبی میں داخل ہوتا اور ان کے یہاں روایات میں آتا تو کہہ سکتے کہ صرف اہلسنت کا دل دکھانا مقصود نہیں بلکہ اپنی رسم مذہبی پر نظر ہے اب کہ یقیناً ثابت کہ کلمہ مذکورہ خود ان کے مذہب میں بھی نہیں۔ نہ صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی روایت نہ حضرات ائمہ اطہار سے اس کی اجازت نہ ان کے پیشواؤں کے نزدیک اذان کی یہ ترتیب و کیفیت بلکہ خود انھیں کی معتبر کتابوں میں تصریح کہ اذان میں صرف اتنا بڑھانا بھی حرام ہے کہ اشہد ان علیاً ولی اللہ اور یہ زیادتیاں اس فرقہ ملعونہ کی نکالی ہوئی ہیں جو بافتاق اہلسنت و شیعہ کافر ہیں، تو ایسی حالت میں اس کے بڑھانے کو ہر گز کسی رسم مذہبی کی ادھر پر محمول نہیں کر سکتے بلکہ یقیناً سو اس کے کہ اہلسنت کو آزار دینا اور ان کا دل دکھانا اور ان کی توہین مذہبی کر نامد نظر ہے اور کوئی غرض مقصود نہیں، سبحان اللہ! طرفہ بیباکی ہے اگر یہ ناپاک لفظ ان کی اذان مذہبی میں ہوتا بھی تاہم کوئی فریق اپنی اس رسم مذہبی کا اعلان ہی نہیں کر سکتا جس میں دوسرے فریق کی توہین مذہبی یا اس کے پیشویان دین کی اہانت ہو نہ کہ یہ ناپاک رسم کہ خود شیعہ کے بھی خلاف مذہب ملعون کافروں سے یکھ کر یہ اعلان کریں اور ہمارے پیشویان دین کی جناب میں ایسے الفاظ کہہ کر جو بقریحہ انھیں کے عمائد کے صریح دشنام ہیں ہمارا دل دکھائیں کیا اب ہند میں روافض کی سلطنت ہے یا گورنمنٹ ہند شیعہ ہو گئی یا اس نے ہماری توہین مذہبی کی پروا لگی دے دی یا شیعہ صاحبوں نے کوئی خفیہ طاقت پیدا کر لی جس کے باعث ارتکاب جرم میں دہشت نہ رہی، فالی اللہ المشتکی وعلیہ البلاغ وهو المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

رسالہ

ادلة الطاعنة في اذن الملاعنة

ختم ہوا



زینت

کنگھی، سرمہ، مسی، مسواک، خضاب، مہندی، سنگار وغیرہ سے متعلق

مسئلہ ۱۸۵ تا ۱۸۹: از بمبئی محلہ چھتری سرنگ متصل مسجد حافظ عبدالقادر چاندے مرسلہ شیخ عبداللہ ولد حاجی اللہ رکھا محرم ۱۱۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان صورتوں میں کہ ذیل میں معروض ہے:

- (۱) کہ دریں زماں عورتوں کو ناک چھیدنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) ہم لوگ کاٹھیاواری اور کچھی، اور بعض دیہات ہند میں یہ رواج ہے کہ مرد مر جائے تو عورتیں ناک میں ننھنی پہنتی نہیں اور کہتی ہیں یہ ہمارے مرد کی نشانی ہے اور جب دوسرا مرد کریں گی تب پہنیں گی۔ یہ عقیدہ ان کا درست ہے یا نہیں؟
- (۳) ناک چھیدنا اہل سنت و جماعت کے نزدیک فرض، واجب، سنت، مستحب ہے یا کیا؟
- (۴) اس نہت چھیدنے کو ماراۃ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن^۱ (جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ ت) پر حمل کر سکتے ہیں یا کیا؟ کیونکہ عورتوں کی زینت ہے۔
- (۵) ناک داہنی طرف کا یا بائیں طرف کا چھیدنا یا کیا کیونکہ اکثر بلاد ہند کی عورتیں بعض داہنی طرف کا اور بعض بائیں طرف کا ناک چھیدتی ہیں وغیرہ بینوا تو جروا (بیان فرماتا کہ تم اجر پاؤ۔ ت)

^۱ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة يتجلى الله لعبادة عامة ولا في بكر خاصة دار الفكر بيروت ۸/۳

الجواب:

عورتوں کو نتھ یا بلاق کے لئے ناک چھیدنا جائز ہے جس طرح بالوں، بالیوں، کان کے گہنوں کے لئے کان چھیدنا،

<p>در مختار میں ہے کہ لڑکی کے کان چھیدنے میں بطور استحسان کوئی مضائقہ نہیں کیا ناک چھیدنا بھی جائز ہے۔ میں نے اس کو نہیں دیکھا، لیکن علامہ طحاوی نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ کام عورتوں کی زیبائش میں شامل ہے جیسا کہ بعض شہروں میں رواج ہے تو پھر یہ بالیوں کے لئے کان چھیدنے کی طرح کا عمل ہے۔ اور علامہ سندھی مدنی نے فرمایا شوائع نے اس کے جائز ہونے کی تصریح کی ہے۔ ان دونوں باتوں کو علامہ شامی نے نقل کرنے کے بعد برقرار رکھا ہے۔ میں کہتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں کہ کان چھیدنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں متعارف اور مشہور تھا اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر اطلاع پائی مگر ممانعت نہیں فرمائی، یہ دکھ پہنچانا صرف زیب و زینت کے لئے ہوگا، اور اس طرح یہ بھی ہے کیونکہ دونوں کا حکم مساوی ہے۔ پس اس کا جائز ہونا دلالت نص کی بنیاد پر ثابت ہو گیا اس علم سے جس میں مجتہد وغیرہ مجتہد مشترک ہیں جیسا کہ یہ بات اپنے محل میں ثابت ہو چکی ہے۔ (ت)</p>	<p>فی الدر المختار لابس بثقب اذن البنت استحساناً ملتقط وهل يجوز في الانف لم اره¹ ملخصاً قال العلامة الطحاوی قلت وان كان مما يتزين النساء به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كثقب القرط وقال العلامة السندی البدنی قد نص الشافعيه على جوازه اه نقلهما العلامة الشامي² و اقر اقول: ولا شك ان ثقب الاذن كان شائعاً في زمن النبي صلى تعالى عليه وسلم وقد اطلع صلى الله تعالى عليه وسلم ولم ينكره ثم لم يكن الايلا للزينة فكذا هذا بحكم المساواة فثبت جوازه بدلالة النص المشترك في العلم بها المجتهدون وغيرهم كما تقرر في مقررہ۔</p>
---	---

¹ در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی، دہلی ۱۲/ ۲۵۲

² حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع دار المعرفۃ بیروت ۱۴/ ۲۰۹، رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ

فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۷۰

اور وہ صرف ایک امر مباح ہے فرض واجب سنت اصلاً نہیں ہاں جو مباح بہ نیت محمودہ کیا جائے شرعاً محمود ہو جاتا ہے جیسے مسی لگانی کہ عورت کو مباح ہے اور اگر شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے لگائے تو مستحب کہ یہ نیت شرعاً محمود ہے۔ اور جب کہ یہ امر زیور ہائے گوش کے لئے کان چھیدنے سے کہ خاص زمانہ اقدس حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رائج تھا اور حضور پر نور صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے جائز مقرر رکھا حکم دلالت ثابت تو اس کے لئے اثر مآراہ المسلمون (جس کو مسلمان اچھا کہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہوتا ہے۔ ت) کی طرف رجوع کی حاجت نہیں فان الثابت بدلالة النص کالثابت بالنص (کیونکہ جو دلالت نص سے ثابت ہو وہ اسی طرح ہے جیسے نص سے ثابت ہے۔ ت) اور دہنے بائیں جانب میں مختار ہیں یہ کوئی امر شرعی نہیں رسم زمانہ پر مبنی ہے جس طرف چاہیں چھیدیں، رہاموت شوہر پر نتھ نہ پہننا ایام عدت تک تو شرعاً ضرور ہے کہ نتھ زیور اور زینت ہے اور بیوہ کو کوئی گہنا کسی طرح کا سنگار جائز نہیں۔

<p>در مختار اور رد المحتار میں ہے کہ عدت گزارنے والی عورت سوگ منائے یعنی اس کے لئے ایسا کرنا واجب اور ضروری ہے جیسا کہ البحر الرائق میں ہے۔ مسلمان عورت سوگ منانے کی پابند ہے خواہ وہ طلاق کی عدت گزار رہی ہو یا وفات کی سوگ منانے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی قسم کے زیورات نہ پہنے تاکہ زیبائش نہ ہونے پائے (البحر الرائق) فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ عدت گزارنے والی عورت ہر قسم کی زیب و زینت سے پرہیز کرے (ملفوظات)</p>	<p>فی الدر المختار ورد المحتار تحد (ای وجوباً کما فی البحر) مکلفۃ مسلمة اذ اکانت معتدة بت او موت بت ترک الزینۃ بحلی (ای بجمیع انواعہ بحروفی قاضی خاں المعتدة تجتنب عن کل زینۃ^۱ اہل ملتقطاً۔</p>
---	--

اور بعد ختم عدت اگر شرعاً نتھ وغیرہ پہننا ناجائز و ممنوع سمجھے گنہگار ہوگی کہ یہ معاذ اللہ شریعت مطہرہ پر افتراء ہے اور اگر جائز و روا سمجھ کر یو ہیں عادتاً نہ پہنے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ در مختار فصل الحداد مطبع مکتبائی دہلی ۱/ ۲۵۹، رد المحتار فصل الحداد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۷-۲۱۶

مسئلہ ۱۹۰:

اشہر کہنہ مرسلہ شیخ عبدالعزیز صاحب

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

خضاب سیاہ رنگ یعنی مہندی و نیل باہم مخلوط کر کے بلا ضرورت شرعی استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور ضرورت شرعی کیا کیا ہیں؟ صرف مہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں؟ سوائے خضاب مذکورہ بالا اور خضاب بھی مثل مازو و ہلبیلہ وغیرہ کے جائز ہیں یا نہیں؟ جواب مع حوالہ کتاب مرحمت ہو۔

الجواب:

سیاہ خضاب خواہ مازو و ہلبیلہ و نیل کا ہو خواہ نیل و حنا مخلوط خواہ کسی چیز کا سوا مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے۔ اور صرف مہندی کا سرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں اتنی ملا کر جس سے سرخی میں پختگی آجائے اور رنگ سیاہ نہ ہونے پائے سنت مستحبہ ہے۔ شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ الشریف اشعة الملعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں:

خضاب لبود حرام ست و صحابہ وغیرہم خضاب سرخی می کردند گاہے زرد نیز اھ ملخصاً ^۱ ۔	سیاہ خضاب لگانا حرام ہے صحابہ اور دوسرے بزرگوں سے سرخ خضاب کا استعمال منقول ہے اور کبھی کبھار زرد رنگ کا خضاب بھی اھ ملخصاً۔ (ت)
--	--

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الصفرة خضاب المؤمن والحمرة خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر، رواه الطبرانی فی الکبیر و الحاکم ^۲ فی المستدرک عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافروں کا، (طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)
---	---

محیط پھر منخ الغفار پھر رد المحتار میں ہے:

اما الحمرة فهو سنة الرجال	رہی سرخی کی بات تو یہ مردوں کے لئے خصوصاً
---------------------------	---

^۱ اشعة الملعات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجل نوریہ رضویہ ستمبر ۱۳۹۹ھ

^۲ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة ذکر عبد اللہ بن عمر دار الفکر بیروت ۱۴۸۲ھ

وسیم المسلمین ^۱ ۔	مسلمانوں کے لئے سنت ہے۔ (ت)
------------------------------	-----------------------------

قاضی خاں پھر شرح مشارق پھر شامی میں ہے:

مذهبنان الصبغ بالحناء والوسمة حسن ^۲ ۔	ہمارا مذہب یہ ہے کہ مہندی اور وسمہ لگانا اچھا ہے۔ (ت)
--	---

احادیث میں سیاہ خضاب پر سخت سخت وعیدیں اور مہندی کے خضاب کی ترغیبات بکثرت وارد ہیں۔

وقد حققنا مسألة تحريم السواد مطلقاً في فتاؤنا فيه شفاء۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	ہم نے اپنے فتاویٰ میں علی الاطلاق سیاہ خضاب کے حرام ہونے کی ایسے انداز میں تحقیق کی ہے کہ جس میں بیمار طبائع کے لئے شفاء ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
---	---

۲۴ رجب ۱۳۱۵ھ

مسئولہ حافظ امیر اللہ صاحب

مسئلہ ۱۹۱:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ضعف بصر کے سبب سے طب میں علاج کے منجملہ ہر روز کئی دفعہ سر و ریش میں کنگھی کرنا بتایا ہے۔ اور حدیث میں ایک دفعہ سے زیادہ کنگھا کرنا یا ایک دن کے بعد کرنا آیا ہے اس روایت کی بابت سوال ہے آیا معمول بہ ہے یا نہیں یہ روایت کہاں ہے؟ صورت اولیٰ میں بضرورت علاج اجازت ہے یا نہیں؟ نہ بنظر زینت و کبر جو منجر بکبر است و تضييع وقت ہو، بینوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

احمد والوداؤد و ترمذی و نسائی باسانید صحیحہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

نہی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الترجل الاغباء ^۳ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا مگر ناعہ کر کے۔
--	---

^۱ رد المحتار کتاب الخنثی مسائل شقی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۴۸۲

^۲ رد المحتار کتاب الخنثی مسائل شقی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۴۸۲

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الترجل آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۷

نیز ابوداؤد و نسائی کی حدیث میں بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

نہاَنَا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسبھط احدنا کل یوم ^۱ ۔	ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص روز کنگھی کرے۔
--	--

مقصود احادیث ترفہ و تنعم کی کثرت اور تزئین و تحسین بدن میں انہماک سے نہیں ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مرد کو زنانہ طو پر سنگار اور کنگھی چوٹی میں مشغول نہ چاہئے۔ مرقاة میں امام ولی الدین عراقی سے ہے:

ہو نہی تنزیہ لا تحریم والمعنی فیہ انہ من باب الترفۃ وتنعم فیجتنب ^۲ ۔	یہ نہی تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی اور اس کا معنی یہ ہے یہ آسودگی اور خوشحالی کے باب سے ہے لہذا اس کام سے پرہیز کرے۔ (ت)
---	---

اور جہاں پر نیت ذمیمہ نہ ہو بلکہ بہ نیت صالحہ مثل علاج وغیرہ دن میں کئی بار کنگھی کرے کوئی حرج و کراہت نہیں، امام مالک مؤطا میں ابوقتاہدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:

ان لی جمۃ أفا رجلہا۔	میرے بال شانوں تک ہیں کیا میں انھیں کنگھی کروں؟
----------------------	---

فرمایا: نعم واکرمھا ہاں اور ان کی عزت کر۔

قال فکان ابوقتاہدہ رباً دھنہا فی الیوم مرتین لما قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ^۳ ۔	یعنی ابوقتاہدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر دن میں دو بار بالوں میں تیل ڈالتے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا ہاں اور ان کی عزت کر، واللہ تعالیٰ اعلم۔
---	---

مسئلہ ۱۹۲: ۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ داڑھی وغیرہ پر مرد کو

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی البول فی المستحکم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۵

^۲ مرقاة المفاتیح کتاب اللباس باب الترجل الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/۲۲۶

^۳ مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب اصلاح الشعر میر محمد کارخانہ کراچی ص ۲۱، ۲۲

بلا کسی وجہ موجب کے وسمہ کرنا یا کسی رنگ سے رنگنا جائز ہے یا نہ؟ بینوا تو جو روا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

تنہا مہندی مستحب ہے اور اس میں کتم کی پٹیاں ملا کر کہ ایک گھاس مشابہ برگ زیتون ہے جس کا رنگ گہرا سرخ مائل بسیاہی ہوتا ہے اس سے بہتر اور زرد رنگ سب سے بہتر، اور سیاہ وسمہ کا ہو خواہ کسی چیز کا مطلقاً حرام ہے۔ مگر مجاہدین کو۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

مر علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل قد خضب بالحناء فقال ما احسن هذا قال فمر اخر قد خضب بالحناء واکتم فقال هذا احسن من هذا ثم مر اخر قد خضب بالصفیر فقال هذا احسن من هذا کله ^۱ ۔	یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب مہندی کا خضاب کئے گزرے فرمایا یہ کیا خوب ہے۔ پھر دوسرے گزرے انھوں نے مہندی اور کتم ملا کر خضاب کیا تھا فرمایا: یہ اس سے بہتر ہے، پھر تیسرے زرد خضاب کئے گزرے فرمایا: یہ ان سب سے بہتر ہے۔
---	--

معجم کبیر طبرانی و مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہی زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اہل اسلام کا اور سیاہ خضاب کافروں کا ہے۔

الصفرة خضاب المؤمن والحمرة خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر ^۲ ۔	زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اہل اسلام کا اور سیاہ خضاب کافروں کا ہے۔
---	---

امام احمد مسند اور ابوداؤد و نسائی وابن حبان و حاکم و ضیاء اپنی اپنی صحاح اور بیہقی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی خضاب الصفرة آفتاب عالم پریس لاہور ۱۴۲۲

^۲ المستدرک علی الصحیحین کتاب معرفة الصحابة ذکر عبد اللہ بن عمرو بن العاص دار الفکر بیروت ۱۴۲۶، کنز العمال بحوالہ طب

وک عن ابن عمر حدیث ۳۱۵۷ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۴۲۸

فرماتے ہیں:

آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے پوٹے، وہ جنت کی بونہ سو گھسیں گے۔	يكون قوم في آخر الزمان يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة ¹ ۔
---	---

طبرانی کبیر اور ابن ابی عاصم کتاب السنہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔	من خضب بالسواد سود الله وجهه يوم القيامة ² ۔
---	---

علامہ حموی و طحاوی و شامی فرماتے ہیں:

یہ حکم مجاہدین کے سوا دوسروں کے لئے ہے لہذا ان کے لئے سیاہ خضاب کا استعمال حرام نہیں دشمنوں کو ڈرانے اور انھیں مرعوب کرنے کے لئے وہ اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔ (ت)	هذا في حق غير الغزاة ولا يحرم في حقهم للارهاب ³ ۔
--	--

اشعة الملعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

طریقہ صحت تک یہ روایت پہنچی ہوئی ہے کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتم گھاس کی پتیاں ملا کر خضاب کیا کرتے تھے جس کا رنگ سیاہ نہیں بلکہ گہرا سرخ مائل بسیاہی ہوا کرتا تھا۔ (ت)	بصحت رسیدہ است کہ امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خضاب می کرد بچنا و کتم کہ نام گیا ہے است لیکن رنگ آں سیاہ نیست بلکہ سرخ مائل بسیاہی است ⁴ ۔
---	---

اس مسئلے کی تفصیل فتاویٰ فقیر میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ما جاء في خضاب السواد آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۲۲، سنن النسائی کتاب الزینۃ الخضاب بالسواد ۲/۲

۲۷۷ و مسند احمد بن حنبل ۱/۲۷۳

² کنز العمال بحوالہ طب عن ابی الدرداء حدیث ۷۳۳۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۶/۶۷۱

³ رد المحتار مسائل شقی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۴۸۲

⁴ اشعة الملعات شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب اللباس باب الترجل مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۳/۵۷۰

مسئلہ ۱۹۳:

۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ

از شہر کہنہ مرسلہ سید عبدالواحد متھراوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت کو زیبائش و آرائش کے لئے مسی سیاہ لگانا یا دانتوں کے گر جانے کے خوف سے سیاہ مسی لگانا کیسا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

مسی کسی رنگ کی ہو عورتوں کو علاج دندان یا شوہر کے واسطے آرائش کے لئے مطلقاً جائز بلکہ مستحب ہے۔ صرف حالت روزہ میں لگانا منع ہے۔

در مختار میں ہے سفید گوند کہ جس کے باہم اجزاء ملے ہوئے ہوں اور جو چپائی ہوئی ہو مگر مزید چپائے جانے کے قابل ہو تو اس کے استعمال یعنی چبانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، غیر روزہ دار کے لئے اس کا استعمال بلا عذر مکروہ ہے البتہ عذر کی وجہ سے خلوت میں اس کا چبانا مکروہ نہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مباح ہے اور مستورات کے لئے اس کا استعمال مستحب ہے اس لئے کہ یہ ان کی مسواک ہے فتح القدیر، فتاویٰ شامی میں ہے کہ مصنف نے اس کو چند شرائط کے ساتھ مشروط یا مقید (اسود، غیر مضموع (چپایا ہوا نہ ہو) غیر ملتئم (اجزاء باہم پیوستہ نہ ہوں) اس لئے کہ غیر موصوفہ کے ہونے کی صورت میں اس کا کچھ نہ کچھ حصہ پیٹ میں چلا جاتا ہے الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

فی الدر المختار كره مضغ علك ابيض مضموع ملتئم والا فيفطر وكره للمفطرين الا في الخلوة بعذر وقيل يباح ويستحب للنساء لانه سوا كهن^۱ فتح في رد المحتار قيده بذلك لان الاسود وغيره المضموع وغير الملتئم يصل منه شئ الى الجوف^۲ الخ والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۱۹۴:

از سرنیان ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری

۴ رجب ۱۳۳۳ھ

عورت یا مرد کو سر میں گھی ڈالنا پھوڑے پھنسی پر استعمال کرنا۔

الجواب:

جائز ہے مگر اس کا خیال رہے کہ سر میں بد بو نہ پیدا ہو دھوتا رہے اگر بد بو آنے لگے گی نماز مکروہ ہوگی، اور مرد کو مسجد میں جانے جماعت میں شریک ہونے سے محروم ہونا پڑے گا، اور یہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ در مختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۵۲

^۲ رد المحتار کتاب الطہارۃ باب ما یفسد الصوم دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۱۲

مسئلہ ۱۹۵: ۱۹۶

مستفسرہ ذکاء اللہ خاں رضوی

روزہ شنبہ بتاریخ ۸ شعبان ۱۴۳۳ھ

(۱) زید کا قول ہے کہ خضاب مہندی میں ملا کر لگانا جائز ہے۔

(۲) زید کا قول ہے کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ وقت جہاد داڑھی کتر وانا چاہئے۔

الجواب:

(۱) مہندی میں اتنا نیل ملانا جس سے رنگ سیاہ آئے حرام ہے قیامت کے دن ان کے منہ کالے کئے جائیں، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اختضب بالسود اسود اللہ وجہہ یوم القيامة ^۱ ۔	جو سیاہ خضاب کرے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کا منہ سیاہ کرے گا۔
---	---

ہاں مہندی میں اتنا نیل ملانا جس سے رنگ سرخ ہی رہے مگر اس میں ذرا پختگی آجائے یہ جائز ہے وھو المراد بالماثور وبما هو فی الخانیة وغیرھا مذکور (حدیث سے منقول اور خانیہ وغیرہ میں مذکور سے یہی مراد ہے۔ ت)

(۲) زید محض جھوٹا ہے قرآن مجید پر افتراء کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۷: مسئلہ مولوی محمد اسماعیل صاحب محمود آباد مسجد چھاؤنی بریلی ۷ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

رات کے وقت آئینہ دیکھنا منع ہے یا نہیں خصوصاً عورتوں کو کہ اپنے خاوند کے لئے بناؤ سنگھار کرتے وقت آئینہ دیکھنے کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔

الجواب:

رات کو آئینہ دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں، بعض عوام کا خیال ہے کہ اس سے منہ پر جھائیاں پڑتی ہیں اور اس کا بھی کوئی ثبوت نہ شرعاً ہے نہ طبعاً نہ تجربہ، اور عورت کہ اپنے شوہر کے سنگار کے واسطے آئینہ دیکھے ثواب عظیم کی مستحق ہے ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بناء پر منع نہیں ہو سکتی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۸: مسئلہ عزیز الحسن طالب علم مدرسہ اہلسنت شنبہ یکم شعبان ۱۴۳۴ھ

مردوں کے لئے مہندی کا استعمال شوقیہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس قدر عضو بدن میں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

ہاتھ پاؤں میں مہندی کی رنگت مرد کے لئے حرام ہے اور سر اور داڑھی میں مستحب۔

^۱ مجمع الزوائد کتاب اللباس باب فی الشیب والخصاب دار الکتب بیروت ۵/ ۱۲۳، کنز العمال برمز طب عن ابی الدرداء حدیث ۱۷۳۳۳

مسئلہ ۱۹۹: از کلکتہ زکریا اسٹریٹ ۲۲ مولوی عبدالحلیم صاحب میرٹھی ۷ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

خضاب لگانے اور مردوں کی داڑھی مونچھ اور سر کے بال کالے کرنے کے متعلق شریعت بیضا کا کیا حکم ہے؟ یہ حدیث کہ "خضاب لگانے والا جنت کی بونہ سوئگھے گا" کس خضاب سے متعلق ہے۔ نیل و مہندی ملا کر جو خضاب کیا جاتا ہے اور جس سے بال بالکل کالے نہیں ہوتے وہ کس حکم میں ہے؟ اور اگر اسی سے بعض طرق کے تبدیل و تغیر کے باعث بالکل سیاہ ہو جائیں تو کیا حکم ہے؟ نوجوان بیوی یا اور بعض کیفیات میں کیا خضاب اسود ناجائز ہونے کی صورت میں استثناء رہے گا؟ اور اگر ایسا ہے تو ان بعض کیفیات کی توضیح کیا ہے؟

الجواب:

سیاہ خضاب حرام ہے۔

<p>حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان بالوں کو کسی چیز سے تبدیل کر دو لیکن سیاہی سے بچو، مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے اسے روایت کیا۔ اور ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے جس نے سیاہ خضاب لگایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کرے گا۔ اس کو امام طبرانی نے روایت کیا۔ (ت)</p>	<p>قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غيروا هذا بشيخ و اجتنبوا السواد رواه مسلم^۱ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفي حدیث آخر من خضب بالسواد سود اللہ وجهه يوم القيمة رواه الطبرانی^۲۔</p>
--	--

حدیث مذکور فی السؤال سیاہ خضاب ہی کے بارے میں ہے خود اسی کے الفاظ کا ارشاد ہے:

<p>کچھ لوگ سیاہ خضاب لگائیں گے جیسے بکوتر کے پوٹے ہوں، وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے، ابوداؤد و نسائی نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے اس کو روایت کیا۔ (ت)</p>	<p>يخضبون بالسواد كحواصل الحمام لا يريحون رائحة الجنة رواه ابوداؤد^۳ والنسائی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔</p>
--	--

^۱ صحیح مسلم کتاب اللباس باب استحباب خضاب الشیب بصفرة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱۹۹

^۲ کنز العمال بحوالہ طب عن ابی الدرداء حدیث ۱۷۳۳۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۶/۶۷۱

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ما جاء فی خضاب السواد آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۲۲، سنن النسائی باب النهی من الخضاب بالسواد

نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۲/۲۷۷

سیاہ خضاب مطلقاً حرام ہے اور سیاہ مقول بالتشکیک نیلا، اودا، کاسنی سب سیاہ ہے اور بفرض غلط سیاہ نہ ہو تو قریب سیاہ قطعاً ہے اور حدیث صحیح کا ارشاد ہے:

لا تقربوا السواد ^۱ عن انس رضی اللہ عنہ۔	سیاہی کے پاس نہ جاؤ (اس کو امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	---

اور حدیث ابوداؤد و نسائی میں کبوتر کے پوٹے سے تشبیہ بھی اسی طرف ناظر، جنگلی کبوتروں کے پوٹے اکثر نیلگوں ہوتے ہیں۔ خاص مہندی کی رنگت گہری نہیں ہوتی جب اس میں کچھ پتیاں نیل کی ملا دی جائیں تو سرخ گہرا رنگ ہو جاتا ہے یہ حسن ہے نہ یہ کہ اتنا نیل ملا دیا جائے کہ سیاہ کر دے، یا پہلے مہندی سے رنگ کر جب بال خوب صاف ہو گئے اس پر نیل تھوپا کہ یہ سب وہی حرام صورتیں ہیں جن کو اجتنبوا (سیاہی سے بچو۔ ت) فرمایا، لایجدون رائحة الجنة (وہ لوگ جنت کی خوشبو نہ پائیں گے۔ ت) فرمایا: جس پر سود اللہ وجہ (اللہ تعالیٰ ان کے چہرے سیاہ کر دے گا۔ ت) آیا۔ شراب کہ خلط نمک سے سرکہ ہو جائے نہ یہ کہ گھڑے بھر شراب میں نمک کی ایک کنکری ڈال کر پی جائے نہ یہ کہ بہت سا نمک پھانک کر اوپر سے شراب چڑھائے، تحریم سواد سے صرف مباشر ان جہاد کا استثناء ہے جیسے اون کو ریشم کا بانا، اور صاحبین کے نزدیک خالص ریشمیں روا ہیں، اور زوجہ جو ان کی غرض سے ایک روایت مرجوحہ میں جواز آیا ہے اور مرجوحہ پر حکم فتویٰ جہل و خرق اجماع ہے۔ امام محمد علیہ الرحمۃ فتاویٰ ذخیرہ میں فرماتے ہیں:

الخضاب بالسواد للغز وليكون اهيبي في عين العدو محمود باتفاق وان فعل ذلك ليزين نفسه للنساء فمكروه عليه عامة المشائخ ^۲ ۔	جہاد میں سیاہ خضاب کی اجازت ہے تاکہ دشمن کی نگاہ میں بارعب اور خوفناک ہو جائے اور یہ بالاتفاق اچھا ہے۔ اور اگر اپنے آپ کو عورتوں کے لئے زیب و زینت دے تو یہ مکروہ ہے اور اسی پر عام مشائخ قائم ہیں۔ (ت)
--	---

^۱ مسند احمد بن حنبل

^۲ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ الذخيرة كتاب الكراية الباب العشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۳۵۹/۵

عقود الدریہ میں ہے: العمل بما علیہ الاکثر^۱ (اس پر عمل کرنا جس پر اکثر ہیں۔ ت) قول جمہور پر حدیث صحیح صحاح ستہ:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والناصبات والمتنصبات والمتفجلات للحسن المغيرات خلق الله ^۲ ۔	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر لعنت کرے جو "خال" گودنے والی اور خال گدوانے والی ہیں، چہرہ کے بال نوچنے اور نچوانے والی ہیں۔ اور خوبصورتی کے پیش نظر دانتوں کے درمیان کشادگی بنانے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیل کرنے والی ہیں۔ (ت)
--	---

شاہد عدل ہے۔ عورت زیادہ اس کی محتاج ہے کہ شوہر کی نگاہ میں آراستہ ہو جب اسے یہ امور تغیر خلق اللہ کے سبب حرام و موجب لعنت ہوئے تو مرد پر بدرجہ اولیٰ۔

وقد قال تعالیٰ "لَا تَبْدِيلُ لَخَلْقِ اللَّهِ" ^۳ وقال تعالیٰ عن عدوہ ابلیس "وَأْمُرْهُمْ فليغيرن خلق الله" ^۴ ۔	اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) اللہ تعالیٰ کی تخلیق (پیدائش) میں کوئی تبدیلی نہیں، نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن شیطان لعین سے حکایتاً فرمایا (کہ اس نے کہا) ضرور انھیں حکم دوں گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیل کریں گے۔ (ت)
---	---

نیز حدیث صحیح:

المتشیع بما لم يعط كلا بس	ایسی چیز سے سیری دکھانے والا جو اس کو
---------------------------	---------------------------------------

^۱ العقود الدریة فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیة

^۲ صحیح البخاری کتاب اللباس باب الموصولة وباب المستوشمة قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۰/۲-۸۷، صحیح مسلم کتاب اللباس باب

تحریم فعل الواصلة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۵/۲

^۳ القرآن الکریم ۳۰/۳۰

^۴ القرآن الکریم ۱۱۹/۴

ثوبی زور رواہ الشیخان ^۱ عن اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	ملی نہیں اس طرح سے جیسے جھوٹ اور فریب کا لباس پہننے والا، بخاری اور مسلم نے اس کو سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے (ت)
---	---

اس پر وعید کو بس ہے ظاہر ہے کہ یہ خضاب اسی لئے ہوگا کہ عورت پر اظہار جوانی کرے۔ جوان ہے نہیں اور اس کی نگاہ میں جوان بنے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے وہ شخص سر سے پاؤں تک جھوٹ اور فریب کا جامہ پہنے ہے۔ اس سے بدتر اور کیا درکار ہے بخلاف جہاد حدیث متواتر میں ہے الحرب خدعة^۲ (جنگ دھوکا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔



^۱ صحیح البخاری کتاب النکاح باب التشیع بمآلہ یئل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۵/۲، صحیح مسلم کتاب اللباس باب النہی عن

التزویر فی اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۶۹/۲

^۲ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب الحرب خدعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۲۵/۱، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز الخداع فی الحرب

قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۳/۲

رسالہ

حک العیب فی حرمة تسوید الشیب

(سفید بالوں کو کالا کرنے کی حرمت کے بارے میں عیب کو مٹانا)

مسئلہ ۲۰۰:

از شہر کہنہ مرحلہ محمد شفیع علی خاں صاحب

۲۳ ربیع الاول شریف ۱۴۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وسمہ نیل کا جس سے بال سیاہ ہو جائیں جائز ہے یا نہیں اور نیل میں حنملا کر لگانا درست ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

وسمہ نیل حنملا کر لگانا جائز ہے بلا کراہت۔

<p>در مختار میں مختصر طور پر مذکور ہے کہ مرد کے لئے اپنے بالوں اور داڑھی کو خضاب کرنا (یعنی رنگین کرنا) اگرچہ صحیح قول کے مطابق جہاد کے بغیر مستحب ہے البتہ سیاہ کرنا مکروہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔ مجمع الفتاویٰ اور فتاویٰ شامی میں ہے حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق</p>	<p>فی الدر المختار ملخصاً يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو في غير حرب في الاصح^۱ ويكره بالسواد وقيل لا مجمع الفتاویٰ، وفي رد المختار ووردان ابابكر رضى الله تعالى عنه</p>
--	---

^۱ در مختار کتاب الکراہیۃ فصل فی البیوع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۳

خضب بالحناء والکتم ^۱ اھ، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ محمد یعقوب علی خاں	رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہندی اور وسہ سے خضاب کیا (یعنی ان سے بالوں کو رنگدار بنانا) اھ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)
---	--

الجواب:

صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے جس کی حرمت پر احادیث صحیحہ و معتبرہ ناطق۔

فاقول: وبالله التوفیق (پس میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ ت)

حدیث اول: احمد و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی خالص سپید و بچہ کر ارشاد فرمایا:

غیر و اھذا بشبیع واجتنبوا السواد ^۲ ۔	اس سپیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو۔
---	--

حدیث دوم: امام احمد اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

غیر والشیب ولا تقربوا السواد ^۳ ۔	پیری تبدیل کرو اور سیاہ رنگ کے پاس نہ جاؤ۔
---	--

حدیث سوم: امام احمد ابو داؤد و نسائی و ابن حبان و حاکم بافادہ تصحیح اور ضیاء مقارہ اور بیہقی سنن میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بهذا السواد کحوصل الحمام لایجدون رائحة الجنة ^۴ ۔	آخر زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔
--	---

جنگلی کبوتروں کے سینے اکثر سیاہ نیلگوں ہوتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

^۱ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۷۱

^۲ صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب استحباب خضاب الشیب بصفرة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۹۹

^۳ مسند امام احمد بن حنبل عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۴۷

^۴ مسند امام احمد بن حنبل عن عبد اللہ ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۷۳

ان کے بالوں اور داڑھیوں کو ان سے تشبیہ دی۔

حدیث چہارم: ابن سعد عامر رحمہ اللہ تعالیٰ مرسل راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله تعالى لا ينظر الى من يخضب بالسواد يوم القيمة ¹ ۔	جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔
---	---

حدیث پنجم: ابن عدی کامل میں اور دلیلی مسند الفردوس میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله تعالى يبغض الشيخ الغريب ² ۔	بیٹک اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے جو بڑھاپے کو بدلے کو۔
--	--

تعلیقات علامہ حنفی میں ہے:

الغريب ای الذی یسود شبیبه ³ ۔	الغريب وہ ہوتا ہے جو بڑھاپے (کے روپ) کو بدل ڈالے۔ (ت)
--	---

عزیزی میں ہے:

الغريب الذی لا یشیب او الذی یسود شبیبه بالخضاب ⁴ ۔	الغريب وہ ہوتا ہے جو بڑھانہ دکھائی دے یا وہ جو اپنے بڑھاپے (کی علامت) یعنی سفید بالوں کو خضاب سے سیاہ کر دے۔
---	--

حدیث ششم: طبرانی معجم الکبیر میں اور حاکم مستدرک میں عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

الصفرة خضاب المؤمن والحمرة خضاب المسلم و السواد خضاب الکافر ⁵ ۔	زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافر کا۔
--	--

¹ کنز العمال بحوالہ ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۱۷۳۳۱ موسسة الرساله بیروت ۶/۶۷۱

² الفردوس بما ثور الخطاب عن ابی ہریرہ حدیث ۵۶۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۵۳

³ تعلیقات علامہ حنفی علی ہامش السراج المنیر تحت حدیث ان اللہ یبغض الخ مطبعة الازہریة المصریہ ۳/۷۹۱

⁴ السراج المنیر تحت حدیث ان اللہ یبغض الشیخ الغریب مطبعة الازہریة المصریہ ۳/۷۹۱

⁵ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة باب الصفرة خضاب المؤمن الخ دار الفکر بیروت ۳/۵۲۶

حدیث ہفتم: عقیلی وابن حبان وابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الشيب نور من خلع الشيب فقد خلع نور الاسلام¹ - سپیدی نور ہے جس نے اسے چھپایا اس نے اسلام کا نور زائل کیا۔

علامہ محمد حنفی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

خلع الشيب اى ازاله وستره بان خضبه بالسواد في غير جهاد² - خلع الشيب کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے بڑھاپے کو زائل کیا اور اسے بغیر جہاد کے سیاہ خضاب لگا کر چھپایا۔ (ت)

علامہ مناوی پھر علامہ عزیزی اس حدیث پر تفریع کرتے ہیں:

فنتفه مكروه وصبغه بالسواد لغير الجهاد حرام³ - یعنی پس سفید بال اکھیرنا مکروہ ہے اور سیاہ خضاب غیر جہاد میں حرام۔ (ت)

حدیث ہشتم: حاکم کتاب الکفی والاقاب میں بسند حسن ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من شاب شيبه في الاسلام كانت له نور امالم يغيرها⁴ - جسے اسلام میں سپیدی آئے وہ اس کے لئے نور ہوگی جب تک اسے بدل نہ ڈالے۔ (ت)

حدیث نهم: دیلمی وابن النجار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اول من خضب بالحناء والكنم ابراهيم و اول من اختضب بالسواد فرعون⁵ - سب میں پہلے حنا و کتم سے خضاب کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں اور سب میں پہلے سیاہ خضاب کرنے والا فرعون۔

¹ الضعفاء الكبير للعقيلي ترجمہ ۱۹۲۳ الوليد بن موسى الدمشقي دار الكتب العلمية بيروت ۳/ ۵۲۶

² تعليقات الحنفی علی هامش السراج المنير تحت حديث الشيب نور من خلع الخ المطبعة الاثرية مصر ۲/ ۳۵۲

³ السراج المنير شرح الجامع الصغير تحت حديث الشيب نور من خلع الخ المطبعة الاثرية مصر ۲/ ۳۵۲

⁴ كنز العمال بحواله الحاكم في الكنى حديث ۳۳۴/ ۱ مؤسسة الرساله بيروت ۶/ ۶۸۱

⁵ الفردوس بماثور الخطاب حديث ۷۷/ ۴ دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۳۰۶- ۲۹

علامہ مناوی اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

فلذلک کان الاول مندوباً والثانی محرماً اللہ جہاد ¹ ۔	یعنی اسی لئے پہلا خضاب مستحب ہے اور دوسرا غیر جہاد میں حرام۔
من خضب بالسواد سود اللہ وجہہ یوم القیمة ² ۔	جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔

حدیث یازدہم: نیز معجم کبیر طبرانی میں بسند حسن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مثل بالشعر فلیس له عند اللہ خلاق ³ ۔	جو بالوں کی میثات بگاڑے اللہ کے یہاں اس کے لئے کچھ حصہ نہیں۔
--	--

علماء فرماتے ہیں ہیئت بگاڑنا کہ داڑھی مونڈے یا سیاہ خضاب کرے، تیسیر میں ہے:

ای صیرۃ مثلة بالضم بأن نتفه او حلقه من الخدود او غیرہ بالسواد ⁴ ۔	یعنی بالوں کا مثله کرے لفظ مثله حروف میم کے پیش کے ساتھ (مفہوم یہ ہے کہ بالوں کی شکل و رنگت کو بدل ڈالے) بالوں کی ہیئت بگاڑنا یہ ہے کہ سفید بال اکھاڑے جائیں یا انھیں رخساروں سے مونڈ دیا جائے یا انھیں سفید نہ رہنے دے اور سیاہ کر ڈالے۔ (ت)
--	---

حدیث دواز دہم تا پانزدہم: ابویعلیٰ مند اور طبرانی معجم کبیر میں واہد بن اسحق اور بیہقی شعب الایمان میں انس بن مالک و عبد اللہ بن عباس اور ابن عدی کاسل میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شرکھو لکم من تشبه	تمہارے ادھیڑوں میں سب سے بدتر وہ ہے
-------------------	-------------------------------------

¹ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث اول من خضب بالحناء الخ مکتب الامام الشافعی الریاض ۱/ ۳۹۲

² مجمع الزوائد کتاب اللباس باب ما جاء فی الشیب والخضاب الخ دار الکتب العربی بیروت ۵/ ۱۲۳، کنز العمال بحوالہ طبرانی کبیر حدیث

۱۷۳۳۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۶/ ۶۷۱

³ المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۰۹۷۷ مکتبة الفیصلیة بیروت ۱۱/ ۴۱

⁴ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث من مثل بالشعر الخ مکتبة الامام الشافعی الریاض ۲/ ۴۴۴

بشبابکم ^۱ ۔	جو جوانوں کی سی صورت بنائے۔
امام ابوطالب مکی قوت القلوب میں اور امام حجۃ الاسلام احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:	
الخضاب بالسواد منہی عنہ لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر شبابکم من تشبہ بشیو حکم وشر شیو حکم من تشبہ بشبابکم ^۲ ۔	بالوں کا سیاہ خضاب لگانا ممنوع ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے بہترین جو ان وہی ہیں جو بوڑھوں جیسی شکل و صورت بنائیں اور تمہارے بدترین بوڑھے وہ ہیں جو تمہارے جوانوں کی سی شکل و صورت اختیار کریں۔ (ت)
حدیث شانزدہم: ابن سعد طبقات میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:	
نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الخضاب بالسواد ^۳ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا۔
افسوس کہ ذرا سے نفسانی شوق کے لئے آدمی ایسی سختیوں کو گوارا کرے۔ محیط میں ہے:	
الخضاب بالسواد قال عامة المشائخ انه مکروہ ^۴ ۔	عام مشائخ نے فرمایا ہے کہ سیاہ خضاب مکروہ ہے۔ (ت)
ذخیرہ میں ہے:	
علیہ عامة المشائخ ^۵ ۔	اسی پر عام مشائخ ہیں۔ (ت)

^۱ المعجم الكبير للطبرانی حدیث ۲۰۲ مکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/ ۸۴، مسند ابو یعلیٰ ترجمہ واثلہ بن الاسقع موسسة علوم القرآن بیروت ۶/ ۷۸، شعب الایمان حدیث ۷۸۰۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۶۸، الكامل لابن عدی ترجمہ الحسن بن ابی جعفر دار الفکر

بیروت ۲/ ۲۱

^۲ احیاء العلوم کتاب اسرار الطہارۃ فصل فی اللحیۃ عشر خصال الخ نولکشور لکھنؤ ۱۰۳

^۳ الطبقات الکبریٰ لابن سعد

^۴ رد المحتار بحوالہ محیط مسائل شقی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۸۲

^۵ رد المحتار بحوالہ الذخیرۃ کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۶۷۱

در مختار میں ہے:

سیاہ خضاب کا استعمال مکروہ ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ مکروہ نہیں ہے۔ (ت)	یکرہ بالسواد وقیل لا ^۱
--	-----------------------------------

ان تینوں عبارتوں کا یہی حاصل کہ عامہ مشائخ کرام و جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب منع ہے، علماء جب کراہت بولتے ہیں اس سے کراہت تحریم مراد لیتے ہیں جس کا مرتکب گناہگار و مستحق عذاب ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ علامہ سید حموی پھر علامہ سید طحطاوی پھر علامہ سید شامی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یعنی سیاہ خضاب کا حرام ہونا غیر غازی کے حق میں ہے غازیوں کے لئے حرام نہیں۔	هذا في حق غير الغزاة ولا يحرّم في حقهم لارهاب ^۲
--	--

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

بالوں کی سفیدی اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور خدا تعالیٰ کے نور کو سیاہی سے بدل دینا شرعاً مکروہ ہے اور سیاہ خضاب کے استعمال کرنے والوں کے لیے سخت وعید ہے، اہل لخصاً (ت)	پیری نور الہی ست و تغیر نور الہی بظلمت مکروہ، و وعید در باب خضاب سیاہ شدید آمدہ اہل لخصاً ^۳
--	--

اسی میں ہے:

سیاہ خضاب کا استعمال حرام ہے، صحابہ کرام اور ان کے علاوہ دیگر حضرات سرخ خضاب کیا کرتے تھے اور کبھی زرد بھی، اہل لخصاً۔	خضاب بسواد حرام ست و صحابہ و غیر ہم خضاب سرخی کردند و گاہے زرد نیز ^۴ اہل لخصاً۔
--	--

بالجملہ یہی قول مختار و منصور و مذہب جمہور ثابت بارشاد حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور شک نہیں کہ احادیث و روایات میں مطلقاً سیاہ رنگ سے ممانعت فرمائی تو جو چیز بالوں کو سیاہ کرے خواہ زرا نیل یا مہندی کا میل یا کوئی تیل، غرض کچھ ہو سب ناجائز و حرام اور ان وعیدوں میں داخل ہے، حدیث و فقہ میں اگر صرف نیل خالص کی ممانعت اور باقی سیاہ خضابوں کی اجازت ہوتی

^۱ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی، دہلی ۲/ ۲۵۳

^۲ رد المحتار مسائل شقی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۸۸۲

^۳ اشعة المعات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجل مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳/ ۵۷۰

^۴ اشعة المعات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجل مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳/ ۵۶۹

تو بیشک مہندی کی آمیزش کام دیتی اب کہ مطلقاً سیاہ رنگ کو حرام فرمایا تو جب تک اس قدر مہندی نہ ملے جو نیل پر غالب آجائے اور اس کی سیاہی کو دور کر دے کیا کام دے سکتی ہے کہ وجہ حرمت یعنی بالوں کی ظلمت اب بھی باقی، اور وہ جو حدیث میں وارد کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنا و کتم سے خضاب فرماتے ہر گز مفید نہیں کہ بتصریح علماء وہ خضاب سیاہ رنگ نہ دیتا تھا بلکہ سرخی لاتا جس میں سیاہی کی جھلک ہوتی، سرخ رنگ کا قاعدہ ہے جب نہایت قوت کو پہنچتا ہے ایک شان سیاہی کی دیتا ہے ایسا خضاب بلاشبہ جائز بلکہ محمود جس کی تعریف صحیح حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول رواہ احمد والاربعة^۱ وابن حبان عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امام احمد اور دیگر چار محدثین اور ابن حبان نے اس کو حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ ت) شیخ محقق نور اللہ مرقدہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

بصحت رسیدہ است کہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خضاب می کرد بخنا و کتم کہ نام گیا ہے ست لیکن رنگ آں سیاہ نیست بلکہ سُرخ مائل بسیاہی ست ^۲ ۔	صحیح طور پر یہ بات ہم تک پہنچی کہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہندی اور کتم (وسمہ) سے خضاب استعمال کیا، کتم ایک گھاس کا نام ہے جس کا رنگ سیاہ نہیں بلکہ سرخ مائل بسیاہی ہوتا ہے۔ (ت)
--	--

اسی کے قریب علامہ قاری نے جمع الوسائل شرح شمائل شریف ترمذی اور امام احمد قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں تصریح فرمائی اور قول راجح و تفسیر جمہور پر کتم نیل کا نام بھی نہیں بلکہ وہ ایک اور پتی ہے کہ رنگ میں سرخی رکھتی ہے شکل میں برگ زیتون سے مشابہ ہوتی ہے جسے لوگ حنا یا نیل سے ملا کر خضاب بناتے ہیں۔

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی الخضاب آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۲۲، جامع الترمذی ابواب اللباس باب ما جاء فی الخضاب امین کمپنی

وہلی ۱/۲۰۸، سنن النسائی کتاب الزینۃ الخضاب بالحناء والکتم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۲۷۷، مسند احمد بن حنبل عن ابی

ذر المکتب الاسلامی بیروت ۵/۱۴، ۱۵۰، ۱۵۴، موارد الظمان کتاب اللباس باب تغیییر الشیب المطبعة السلفية ص ۳۵۵

^۲ اشعة المعات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجل مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳/۵۷۰

علامہ مناوی تیسرے شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

الکتّم بفتح الكاف والمثناة الفوقية نبت يشبه ورق الزیتون یخلط بالوسمة ویختضب به ¹ ۔	کتّم چھوٹے کاف اور تاء کی زبر کے ساتھ بننے والا یہ لفظ ایک قسم کی گھاس کا نام ہے جو زیتون کے پتوں سے مشابہت رکھتی ہے جس کو وسمہ میں ملا کر خضاب کیا جاتا ہے۔ (ت)
---	--

اسی میں ہے:

الکتّم بفتححتین نبت فیہ حمرة یخلط بالحناء او الوسمة فیختضب به ² ۔	کتّم کے پہلے دو حروف پر زبر استعمال ہوتی ہے یہ ایک قسم کی گھاس ہے جس کی رنگت سُرخ ہوتی ہے اس کو مہندی یا وسمہ میں ملا کر خضاب کیا جاتا ہے۔ (ت)
--	--

ابھی شرح مشکوٰۃ سے گزرا کہ رنگ آں سیاہ نیست³ الخ (اس کا رنگ سیاہ نہیں ہوتا۔ ت)
 اقول: بلکہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ خود حدیثوں سے ثابت کر سکتا ہے کہ حنا و کتم کے خضاب کا رنگ سُرخ ہوتا تھا، صحیح بخاری و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں عثمان بن عبد اللہ بن موبہب سے مروی:

قال دخلت علی ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فاخرجت شعرا من شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخضوبا (زاد الاخير ان) بالحناء والکتّم ⁴ ۔	یعنی میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک (جو اُن کے پاس تبرکات شریفہ میں رکھے تھے جس بیمار کو اس کا پانی دھو کر پلاتیں فوراً شفا پاتا تھا) نکالے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔
--	--

انہیں عثمان بن عبد اللہ سے انہیں موئے اقدس کی نسبت صحیح بخاری شریف میں مروی:

ان ام سلمة ارته شعر النبی صلی اللہ	یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں نبی صلی اللہ
------------------------------------	---

¹ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ان احسن ما غیر تم به الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۳۰۹/۱

² التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث اول من خضب بالحناء والکتّم الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۳۹۲/۱

³ اشعة المبعات شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵۷۰/۳

⁴ صحیح البخاری کتاب اللباس باب ما یذکر فی الشیب قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۷۵/۲

تعالیٰ علیہ وسلم احمر ^۱ ۔	تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک سرخ رنگ دکھائے۔
--------------------------------------	--

ثابت ہوا کہ حنا و کتم نے سرخ رنگ دیا بلکہ اسی حدیث میں امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری روایت یوں ہے:

شعر احمر مخضوباً بالحناء والکتم ^۲ ۔	یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے موئے مبارک سرخ رنگ دکھائے جن پر حنا و کتم کا خضاب تھا۔
--	---

تو واضح ہوا کہ کتم اگرچہ کسی شے کا نام ہو مگر روایت مذکورہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سیاہ خضاب کا گمان کرنا یا اس شے پر نیل اور حنا ملے ہوئے کو مطلقاً جائز سمجھ لینا محض غلط ہے۔ افسوس کہ ہمارے زمانہ کے بعض صاحبوں نے خضاب و سہ و حنا کی روایات تو دیکھیں اور ان کا مطلب اصلاً نہ سمجھا اول تو سہ نیل ہی کو نہیں کہتے بلکہ ایک اور پتی ہے کہ حنا میں مل کر اس کی سرخی تیز کر دیتی ہے ورنہ خالص حنا کی سرخی گہری نہیں ہوتی۔ قاموس و تاج العروس میں ہے:

الوسمة ورق النيل اونیات اخی خضب بورقه ^۳ ۔	وسہ گھاس نما پتوں والی نباتات ہے اس کے پتے خضاب کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ (ت)
--	---

مغرب میں اسی معنی پر جزم کیا اور وسہ بمعنی نیل کو قول ضعیف کہا،

حيث قال الوسمة شجرة ورقها خضاب وقيل يجفف ويطحن ثم يخلط بالحناء فيقنأ لونه والا كان اخضر ^۴ ۔	وسہ کو نیل کہنا ضعیف قول ہے معتمد یہ ہے کہ عرب زبان میں وسہ ایک درخت کا نام ہے جس کی پتی سکھا کر پیس کر مہندی میں ملاتے ہیں جس سے اس کی سرخی خوب شوخ ہو جاتی ہے ورنہ پھیکے زردی مائل ہوتی ہے۔ انتہی۔
--	--

یوں تو بحمد اللہ روایات میں نیل والوں کے لئے اصلاً پتا نہیں اور اگر قاموس کی طرح دونوں معنی مساوی رکھے جائیں جب بھی نیل والوں کا استدلال باطل کہ قطعاً محتمل کہ وہ پتی مراد ہو جو حنا کی سرخی تیز کرتی

^۱ صحیح البخاری کتاب اللباس باب ما یذکر فی الشیب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۵

^۲ مسند امام احمد بن حنبل عن عثمان بن عبد اللہ دار الفکر بیروت ۶/ ۲۹۶

^۳ تاج العروس فصل الواو من باب المیم دار احیاء التراث العربی بیروت ۹/ ۹۳

^۴ المغرب

ہے اور بالفرض ان کی خاطر مان ہی لیجئے کہ وسمہ سے نیل مراد تو حاشا وہ روایتیں یہ نہیں کہتیں کہ پہلے مہندی کا خضاب کیجئے جس سے بال خود بخود صاف ہو جائیں اس پر وسمہ پڑھائیے کہ ظلمتیں اپنا پورا عمل دکھائیں نہ یہ کہ برائے نام نیل میں کچھ پتیاں مہندی کی ڈال کر خلط کا حیلہ کیجئے اور روسیاء ہی کا کامل لطف حاصل کیجئے بلکہ یہ مقصود کہ وسمہ میں اتنی حنا ملے کہ اس پر غالب آ کر رنگ میں سیاہی نہ آنے دے بلکہ یہ مراد کہ اصل خضاب حنا کا ہو اور اس میں کچھ پتیاں نیل کی شریک کر لی جائیں جس سے اس کی سرخی میں ایک گونہ پختگی آجائے اس کی نظیر بعینہ یہ ہے کہ شراب میں نمک ملانے کو علماء نے باعث تحلیل و تحلیل فرمایا ہے کہ جب سرکہ ہو گئی حقیقت بدل گئی حلت آ گئی کہ اب وہ شراب ہی نہ رہی، ان روایات کو دیکھ کر کوئی صاحب پہلے نمک کھا کر اوپر سے شراب پی لیں یا گھڑے بھر شراب میں ایک کنکری نمک ڈال کر چڑھا جائیں کہ ہم تو نمک ملا کر پیتے ہیں، مقصود یہ تھا کہ نمک اس کا جوش بٹھا دے ترش کر کے سرکہ بنا دے ایسے حیلے شرع مطہر میں کیا کام دے سکتے ہیں، الحاصل مدار کار رنگ پر ہے، بالفرض اگر خالص مہندی سیاہ رنگت لاتی وہ بھی حرام ہوتی اور خالص نیل زرد یا سرخ رنگ دیتا وہ بھی جائز ہوتا، یوں ہی نیل اور مہندی کا میل یا کوئی بلا ہو جو کچھ سیاہ رنگ لائے سب حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ احکم۔

رسالہ

حک العیب فی حرمة تسوید الشیب

ختم ہوا



کسب و حصول مال

خرید و فروخت، اجرت، رشوت، سود، قمار، بیمہ، پیشہ، صنعت، قرض، نذرانہ، ہبہ، میراث، غصب وغیرہ اور ذرائع آمدنی، حلال و حرام و مشتبہ سے متعلق مسائل

مسئلہ ۲۰۱: از پنجاب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رنڈیوں اور ڈومنیوں کے یہاں مزدوری کر کے کمانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں جائز تو نصاریٰ کی نوکری کیوں جائز ہے؟ اگر نہیں جائز تو لوگ اس روپیہ سے مساجد و مدارس میں چندہ کیوں دیتے ہیں؟ بینواتوجروا (بیان کرو تا کہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

اصل مزدوری اگر کسی فعل ناجائز پر ہو سب کے یہاں ناجائز، اور جائز پر ہو تو سب کے یہاں جائز، اس امر میں رنڈیاں اور غیر رنڈیاں، نصاریٰ و ہنود وغیرہم سب برابر ہیں۔ کلام اس میں ہے کہ اگر ان کے یہاں کسی فعل جائز پر مزدوری کی تو آیا زراہرت ان کے مال سے لینا روا، اور وہ اکل حلال ہوگا یا نہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ رنڈیوں کو جو مال گانے ناچنے یا معاذ اللہ زنا کی اجرت میں ملتا ہے ان کے لئے حرام ہے وہ ہر گز اس کی مالک نہیں ہوتیں وہ ان کے ہاتھ میں مال معصوب کا حکم رکھتا ہے، نہ انہیں خود اس کا اپنے صرف میں لانا جائز نہ دوسرے کو، وہ مال بعینہم اپنے قرض خواہ، کسی چیز کی قیمت، خواہ مزدوری کی اجرت میں، خواہ ویسے ہی بلا معاوضہ بطور ہدیہ، خواہ صدقہ، خواہ کسی طرح لینا روا ہو سکے بلکہ فرض ہے کہ جن جن سے لیا ہے انہیں کو پھیر دیں۔

فتاویٰ ہندیہ، بحث کراہیہ میں بحوالہ محیط امام محمد

فی کراہیۃ الہندیۃ عن المحیط عن محمد

<p>سے مروی ہے کہ گانے والی عورت کی کمائی سے اگر قرض ادا کیا جائے تو قرض خواہ کو اس کا لینا جائز نہیں الخ۔ ردالمحتار بحث ممنوعات میں امام سغناقی نے بعض مشائخ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ گو یا مغنیہ کی کمائی غصب شدہ چیز کی طرح ہے لہذا اس کا لینا جائز نہیں اھ (ت)</p>	<p>رحمہ اللہ تعالیٰ فی کسب المغنیۃ ان قضی بہ دین لم یکن لصاحب الدین ان یأخذہ^۱ الخ وفی حظر ردالمحتار عن السغناقی عن بعض المشائخ کسب المغنیۃ کالمغصوب لم یحل اخذہ^۲ اھ</p>
---	---

اسی طرح اُن کے آشنا جو مال بطور تحفہ و ہدیہ ان کے راضی رکھنے یا ان کا دل اپنی طرف مائل کرنے کو دے آتے ہیں اگرچہ اس وقت خالی ملاقات کو جائیں اور زنا یا غنا کچھ مقصود نہ رکھیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ رشوت ہے اور نڈیاں اس کی مالک نہیں ہو جاتیں اس کا واپس دینا بھی واجب ہے۔

<p>حاشیہ طحطاوی، برادر مختار میں علامہ طحطاوی نے مصنف قنیہ کے کلام کو برقرار رکھتے ہوئے اس سے نقل کیا ہے کہ عاشق معشوق کو جو کچھ بطور رشوت دے اور اس کے حوالے کرے تو اس کا واپس کرنا ضروری ہے اس لئے کہ معشوقہ اس کی مالک نہیں اھ۔ (ت)</p>	<p>فی الحاشیۃ الطحطاویۃ علی الدر المختار آثار عن القنیۃ مقرا علیہ، ما یدفعہ المتعاشقان رشوة یجب ردہ ولا تملک^۳ اھ</p>
--	---

اگر لینے والے کو معلوم ہوگا کہ یہ مال یعنم وہی ہے انہوں نے گانے، ناچنے، زنا کی اجرت یا آشناؤں سے تحفہ ہدیہ رشوت میں پایا ہے تو اسے لینا ہر گز روا نہیں۔ اور وہ مال جو انہیں گانے ناچ محلے میں انعام بلا شرط یعنی اجرت مقررہ سے زیادہ ملتا ہے ان کے حق میں حکم ہبہ کا رکھتا ہے کہ وہ عقد اجارہ باطلہ جو ان افعال محرمہ پر ہوا یہ مال اس کے تحت میں داخل نہیں بلکہ بہت لوگ بطور خوشنودی کچھ اپنی ناموری کے خیال سے بعض جاہل یہ سمجھ کر کہ ایسے مقامات پر انعام دینا شان ریاست ہے دیا کرتے ہیں تو وہ اس مال کی مالک ہو گئیں، اسی طرح ڈو منیوں کو جو بیل ملتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۹

^۲ ردالمحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۷

^۳ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب القضاء دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۷۸

<p>فی الخانیة الرجل اذا كان مطرباً مغنياً ان اعطى بغیر شرط قالوا یباح له ذلك و ان كان یأخذہ علی شرط رد المال علی صاحبہ ان كان یعرفہ وان لم یعرفہ یتصدق به ^۱ اه قلت والمسئلة منقولة عن محرر المذهب، اثرها فی الهندیة عن المنتقى عن ابراهيم عن محمد وعنها نقل فی رد المحتار قال ومثله فی المواهب۔</p>	<p>فتاویٰ قاضی خان میں ہے جب کوئی شخص گانے بجانے والا ہو اور اس کو بغیر کسی شرط کے کچھ دیا گیا تو فقہاء کرام نے اس کو مباح قرار دیا ہے لیکن اگر اسے پہچانتا نہیں تو پھر اسے خیرات کر دے اھ، میں کہتا ہوں یہ مسئلہ صاحب مذہب سے یعنی مذہب قلم بند کرنے والے سے منقول ہے جس کو فتاویٰ عالمگیری میں "المنتقى" کے حوالے سے ابراہیم نے امام محمد سے نقل کیا گیا ہے اور اسی سے فتاویٰ شامی میں نقل کیا گیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ المواہب میں اسی کی مثل مذکور ہے۔ (ت)</p>
--	--

اقول: مگر اس قدر تفرقہ ضرور ہے کہ اگر دینے والے نے یہ مال حسب دستور فی الواقع انعام یا بیل کے طور پر دیا تو وہ بہہ ٹھہرے گا اور اگر اصل مقصود آشنائی بڑھانا اور اپنی طرف لبھانا ہے تو بیشک رشوت قرار پائے گا اور اسی حکم معصوب میں داخل ہو جائے گا۔

<p>فانما الامور بمقاصدها وانما الاعمال بالنیات وانما لكل امرئ ما نوى ^۲۔</p>	<p>کاموں کا مدار ان کے مقاصد پر ہے، اور اعمال کا مدار ارادوں پر ہے لہذا ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے ارادہ کیا ہے۔ (ت)</p>
--	--

اور یہ فرق ملاحظہ قرائن سے معلوم ہو سکتا ہے اسی لئے مسموع یوں ہے کہ رنڈی، ڈومنی سے معاذ اللہ جس شخص کو آشنائی ہوتی ہے وہ بلاوجہ بھی حسبِ مقدرت انعام کثیر اور جلد جلد بیل دیتا ہے، یونہی بعض دیہات کی رسم سنی گئی ہے کہ نیوتے والے جو بیل رنڈی کو دیتے ہیں صاحب خانہ کا قرض سمجھ کر دیا جاتا ہے اور وہ اس اجرت مقررہ پر مجر الیتا ہے تو یہ بیل درحقیقت بیل نہیں بلکہ وہی اجرت ہے اور معصوب میں داخل لان المعهود عرفاً کا لفظ (اس لئے کہ "معہود" رواج میں مذکور کی طرح ہے۔ ت) غرض ان صورتوں سے پاک ہو تو بیشک انعام اور بیل کاروپہ ان کی ملک خاص ہے اور انہیں خود اس سے

^۱ فتاویٰ قاضی خان کتاب الحظر والاباحۃ نوکثور لکھنؤ ۴/۷۷۷

^۲ صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱

انتفاع اور دوسرے کو اس میں سے دینا جائز ہے، اس لینے والے کو اگر معلوم ہو کہ مثلاً زراعت جو اس نے دیا خاص اس مال حلال سے تھا اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح اگر رنڈی کسی سے قرض لے کر اس کی اجرت دے تو بھی لینا جائز، اب چاہے وہ اپنا قرض کسی مال سے ادا کرتی رہے۔

<p>خلاصہ میں ہے کہ اس نوع کے مسائل میں حیلہ یہ ہے کہ وہ شخص کسی سے قرض لے پھر جس مال سے بھی چاہے وہ مقروضہ رقم ادا کر دے، قاضی امام ابو یوسف نے فرمایا: میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قسم کے مسائل میں حیلہ دریافت کیا تھا تو آپ نے مجھے وہی جواب دیا جو ہم نے بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی دوسری سند کا عنقریب ذکر آئے گا۔ (ت)</p>	<p>فی الخلاصة فالحيلة في مثل هذه المسائل ان يشتري شيئاً ثم ينقد ثمنه من اى مال احب وقال ابو يوسف سألت ابا حنيفة رضى الله تعالى عنه عن الحيلة في مثل هذا فاجابنى بما ذكرناه^۱ اه قلت وسيأتى سند آخر۔</p>
--	---

اور اگر رنڈی مال حرام یعنی نہ دے بلکہ اس مال سے کوئی شے مثلاً غلہ یا کپڑا خرید کر دینا چاہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

اول: یہ کہ خریدنے میں نقد و عقد دونوں اس مال حرام پر جمع ہوئے یعنی رنڈی نے اپنا حرام روپیہ بائع کے سامنے ڈال دیا کہ فلاں چیز دے دے، اس نے دے دی، یا حرام روپیہ دکھا کر کہا اس کے عوض دے دے۔ اس نے دے دی۔ اس نے یہی زر حرام قیمت میں دیا اس صورت میں جو کچھ رنڈی نے خریدا وہ بھی مثل اس روپے کے حرام رہا۔

دوم: یہ کہ نقد و عقد کا زر حرام پر اجتماع نہ ہو کسی رنڈی نے نہ روپیہ پہلے سے دیا یا نہ دکھایا بلکہ یونہی کہا کہ ایک روپیہ کی یہ چیز دے دے اس نے دے دی، اس نے قیمت میں زر حرام دیا، یا حلال روپیہ دکھا کر مانگی، پھر دیا حرام، یا حرام دکھا کر طلب کی، پھر دیا حلال کہ وہیں اولین میں حرام پر عقد، اور ثالث میں اس کا نقد نہ ہوا، اس صورت دوم پر جو چیز رنڈی نے خریدی بہتر تو اس کا بھی نہ لینا ہے۔

<p>اس لئے کہ ہمارے بہت سے مشائخ مطلقاً ابدال کے حرام ہونے کی طرف گئے ہیں اس صورت</p>	<p>لان كثيرا من مشائخنا ذهبوا الى تحريم الابدال مطلقاً فيما كان الخبث فيه</p>
--	---

^۱ خلاصة الفتاوى كتاب الكراهية الفصل الرابع المكتبة الحبيبية كوتہ ۳۴۹/۲

لعدم الملک۔	میں کہ جس میں خباثت پائی جائے ملکیت نہ ہونے کی وجہ سے۔ (ت)
-------------	--

پھر بھی اگر لے گا تو رنڈی اپنے افعال پر ماخوذ ہے، یہ خریدی ہوئی چیز نہ اس کے حق میں حرام کبھی جائے گی نہ اس لینے والے کے حق میں،

لان جمهور ائمتنا المتأخرين افتوا بقول الامام الكرخي المفصل بالتفصيل المذكور وفقاً بالمسلمين نظرا الى حال هذا الزمان الفاشي فيه الحرام بل منهم من زعم حل الابدال مطلقاً فيباً لا يتعين بالتعين في ردالمحتار عن التتارخانية والواجبة الفتوى اليوم على قول الكرخي دفعاً للخرج لكثرة الحرام قال وعلى هذا مشي المصنف في كتاب الغصب تبعاً للدرر وغيرها ^۱ اه وفي فتاوى الامام فخر الدين قاضي خاں اما الذي اشتراه بالثمن اذا لم يكن الشراء مضافاً الى الغصب فظاهر اما الذي اشتراه بالثمن و اضاف العقد اليه فالعقد لم يقع على الثمن المشار اليه فلا يتمكن الخبث في المبيع ^۲ اقول: و ههنا تحقيق و ازاحة وهم يعرف بالمراجعة الى رسالتنا في اكل الحلال والحرام التي انافي تأليفها	اس لئے کہ ہمارے جمہور ائمہ متاخرین نے امام کرخی کے قول پر فتویٰ دیا ہے جو ذکر کردہ تفصیل میں مفصل ہے۔ مسلمانوں کی آسانی کے پیش نظر اس زمانہ پر نظر رکھتے ہوئے کہ جس میں حرام زیادہ ہے، بلکہ ان میں سے کچھ وہ ائمہ ہیں جو مطلقاً ابدال کے حلال ہونے کا گمان رکھتے ہیں، اس صورت میں جس میں تعین کے ساتھ شے متعین نہ ہو، ردالمحتار میں تارخانیہ اور ولوالجیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ آج کے زمانے میں امام کرخی کے قول پر فتویٰ ہے دفع حرج کے لئے کثرت حرام کی وجہ سے، اس نے کہا کہ مصنف نے کتاب الغصب میں یہی روش اختیار کی ہے درر وغیرہ کا اتباع کرتے ہوئے اہ، اور فتاویٰ امام فخر الدین قاضیخان میں ہے لیکن اگر اس نے کسی چیز کو ثمن سے خریدا بشرطیکہ اس اشتراء کی اضافت غصب کی طرف نہ ہو تو اس کا حکم ظاہر ہے لیکن اگر اس نے ثمن سے چیز خریدی اور عقد کی اضافت اس کی طرف کی تو پھر عقد، ثمن مشار الیه پر واقع نہ ہوا تو بیع میں
---	---

^۱ ردالمحتار کتاب البیوع باب المتفرقات دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۲۱۹

^۲ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ مطبعہ نوکلشور لکھنؤ ۴/ ۷۸

وترصیفها فی هذه الايام واذا تمت فارجوا ان تكون نافعة مباركة ان شاء الله تعالى۔	خباثت پیدا نہ ہوگی اھ۔ اقول: (میں کہتا ہوں کہ) یہاں تحقیق اور ازالہ وہم ہے جس کی پہچان ہمارے رسالے کی طرف مراجعت پر موقوف ہے جو حلال و حرام کے کھانے کے موضوع پر ہے، میں ان دنوں میں اس کی تصنیف و ترصیف (ترتیب) کر رہا ہوں پھر جب وہ مکمل ہو جائے گا تو میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ بخش اور بابرکت ہوگا۔ (ت)
--	---

اور اگر معلوم ہو کہ یہ مال جو وہ مثلاً اجرت میں دیتی ہے اگرچہ عین حرام نہیں مگر اس میں مال حلال و حرام اس طرح سے ملے ہوئے ہیں کہ تمیز نہیں ہو سکتی یا ہو تو بدقت تمام ہو مثلاً رنڈی کے پاس دس روپیہ ناپاک کمائی کے تھے اور پانچ انعام یا قرض یا زراعت وغیرہ یا کسی وجہ حلال کے اور اس نے وہ سب ملا دیئے اور شناخت نہیں کہ وہ دس کون سے تھے اور یہ پانچ کون سے، تو اس صورت میں جس قدر مال وجہ حلال سے تھامثال مذکور میں پانچ روپیہ اس قدر لینا تو بلاشبہ جائز ہے۔

فی الفتاویٰ العالمگیرية عن التاتارخانية عن الامام محمد غصب عشرة دنانیر فالقی فیہا دینارا ثم اعطی منه رجلاً دینارا جاز ثم دینارا آخر لاھ ¹ ۔	فتاویٰ عالمگیری میں تاتارخانیہ کے حوالے سے امام محمد سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ کسی شخص نے دس دینار چھین لئے پھر ان میں ایک حلال دینار ڈال دیا پھر ان سے ایک شخص نے دیا تو یہ جائز نہیں اھ۔ (ت)
--	--

اور اس سے زائد مثلاً صورت مفروضہ میں چھٹا روپیہ لینے سے احتراز کرے کہ مذہب صاحبین پر حرام محض ہے، اور عامہ محققین نے اسی پر فتویٰ دیا اور بہ نام مذہب امام مکر وہ ہونا چاہئے تو ایسے امر میں کیوں پڑے جس کا ادنیٰ درجہ کراہت، اور اکثر اکابر کے طور پر حرام،

فی فتاویٰ قاضی خاں ناقلاً عن الامام ابی بکر البلیخی قیل له لو ان فقیرا یاخذ جائزۃ السلطان مع علمہ ان السلطان یاخذها غصباً یحل له ذلك قال ان کان	فتاویٰ قاضی خاں نے امام ابو بکر بلخی کے حوالے سے نقل کیا کہ ان سے کہا گیا کہ اگر کوئی محتاج بادشاہ وقت سے کچھ لیتا ہے باوجودیکہ اسے علم ہے کہ بادشاہ نے یہ غصب سے لیا ہے تو اس کے لئے یہ لینا
---	---

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الغصب الباب الثامن نورانی کتب خانہ پشاور ۱۳۱۱

حلال ہے فرمایا کہ اگرچہ بادشاہ نے درہموں کو ایک دوسرے سے ملا دیا ہو تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر ملائے بغیر عین غصب شدہ چیز حوالے کرے تو اس کا لینا جائز نہیں، فقیر ابو الیث نے فرمایا کہ یہ جواب امام ابو حنیفہ کے قول پر ٹھیک ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک جب کوئی شخص کچھ لوگوں سے درہم چھین لے اور پھر انہیں ایک دوسرے سے ملا دے تو غاصب ان کا مالک ہو جائے گا۔ لیکن صاحبین کے قول کے مطابق غاصب مالک نہ ہوگا بلکہ وہ اصل مالک کی ملکیت میں رہیں گے، اقول: (میں کہتا ہوں کہ) امام کے مذہب پر اس لئے اس صورت میں کراہت ہوگی کہ اگرچہ غاصب سبب خبیث کی وجہ سے مالک ہو گیا لیکن ان کا خیرات کرنے سے رُو گردانی ہے، امام شمس الائمہ سرخسی نے سیر کبیر کی شرح میں فرمایا کہ خرید شدہ چیز فاسد ہے جب یہ خریدی ہوئی چیز کو قبضہ کرنے کے بعد بیچنے کا ارادہ کرے تو اس کا خریدنا مکروہ ہے الخ علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس لئے کہ یہ سب حرام کی وجہ سے بائع کو حاصل ہوئی اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں فسخ واجب سے اعراض ہے اھ اس

السلطان خلط الدراهم بعضها ببعض فانه لا باس به وان دفع عين الغصب من غير خلط لم يجز اخذه. قال الفقيه ابو الليث هذا الجواب يستقم على قول ابي حنيفة رحمه الله تعالى لان عنده اذا غصب الدراهم من قوم و خلط بعضها ببعض يملكها الغاصب اما على قول ابي يوسف ومحمد فانه لا يملكها الغاصب ويكون على ملك صاحبها¹. اقول: واما الكراهة على مذهب الامام فلانه وان مبلکہ بسبب خبيث و التصديق واجب عليه وفي هذا اعراض عنه. قال الامام شمس الائمة السرخسي في شرح السير الكبير. المشتري فاسد اذا اراد بيع المشتري بعد القبض يكره شراؤه منه الخ قال الشامي لحصوله للبائع بسبب حرام ولان فيه اعراضا عن الفسخ الواجب² اه وايضاح المقام مفوض الى رسالتنا المذكورة۔

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ مطبعہ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۹

² رد المحتار بحوالہ شرح السير الكبير لشمس الائمة السرخسي باب البيع الفاسد دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۳۰

مقام کی وضاحت کرنا ہمارے مذکورہ رسالے کے حوالے ہے۔ (ت)

اور اگر رنڈی نے ایک مال حرام کو دوسرے حرام سے خلط کیا مثلاً ناچ کی اجرت میں اس نے دس روپیہ زید سے پائے تھے اور دس عمرو سے، یہ سب ملا دیئے تو اس میں سے ایک روپیہ بھی لینا نہ چاہئے کہ وہ سب وجہ حرام سے ہے جو کچھ لے گا صاحبین حرام بتائیں گے اور امام کے قول پر مکروہ ہونا چاہئے۔

والوجه ما ذکرنا انها کعین المغصوب عندهما و
کالمشتري فاسدا عنده۔

اس کی وجہ وہی ہے جس کو ہم نے بیان کر دیا کہ وہ چیز
صاحبین کے نزدیک عین مغصوب کی طرح ہے اور امام
صاحب کے نزدیک خرید کی ہوئی چیز کی طرح فاسد ہے۔ (ت)

ہاں اگر اس قسم کے روپیہ سے کوئی چیز مثلاً اناج یا کپڑا خرید کر دے تو اس مزدور کو اس شے کا لینا امام کے طور پر بالاتفاق حرام
نہیں، اور بر بنائے مذہب صاحبین اسی تفصیل پر رہے گا جو خریدی ہوئی چیز کے بارے میں اوپر گزری۔

اقول: وذلك لان الملك ثابت عنده بالخلط ولو
خبثا فلا يعمل فيما لا يتعين كالدرهم واما عندهما
فالخبث لعدم الملك فيعمل في الصفتين جبيعا على
الاطلاق كما اختار كثير من المشايخ فلا يحل المشتري
مطلقا وخالف جماعة فقالوا يحل المشتري بالدرهم
مطلقا وقال الكرخي الا اذا عقد عليها ونقد ههنا وبه
افق جمهور المتأخرين كما مر. والتفصيل محمول
على الرسالة۔

اقول: (میں کہتا ہوں کہ) یہ حکم اس لئے ہے کہ امام صاحب
کے نزدیک اگرچہ وہ چیز خبیث ہے لیکن خلط ملط کرنے سے
ملک ثابت ہو گئی، پھر جس چیز میں تعین نہیں ہو سکتا جیسا کہ
درہم، تو اس میں اثر نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ملک نہ
ہونے کی وجہ سے اس میں خبیث پیدا ہو گیا، پھر علی الاطلاق
دونوں صفتوں میں اثر ہوگا جیسا کہ بہت سے مشائخ نے اس
کو اختیار کیا، لہذا خریدی ہوئی چیز مطلقاً حلال نہ ہوگی، لیکن اس
میں ایک جماعت نے اختلاف کیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا
کہ مطلقاً درہم سے خریدی ہوئی چیز حلال ہے لیکن امام کرخی
نے فرمایا

مگر جبکہ یہاں اُن پر عقد اور نقد واقع ہو پس اسی پر جمہور متاخرین نے فتویٰ دیا جیسا کہ گزر چکا ہے، اور تفصیل رسالہ مذکورہ پر محمول ہے۔ (ت)

یہ سب صورتیں اس وقت تھیں جب اسے اس مال کا حال معلوم ہو جو اس کی مزدوری میں دیا جاتا ہے کہ خاص مال رنڈی کے پاس کہاں سے آیا ہے اور اس تک کیوں کر پہنچتا ہے، آیا عین حرام میں سے ہے یا خالص حلال سے؟ یا دونوں مخلوط ہیں؟ یا مال حرام سے خریدا ہوا ہے؟ یا کیا حال ہے؟ اور اگر یہ کچھ نہیں کہہ سکتا نہ اسے کچھ خبر کہ خالص مال جو اسے دیا جاتا ہے یا کس قسم کا ہے، تو اس صورت میں فتویٰ جواز ہے کہ اصل حلت ہے، جب تک خاص اس مال کی حرمت نہ ظاہر ہو، لینے سے منع نہ کریں گے،

فی الہندیۃ عن الظہیریۃ عن الامام الفقیہ ابی الیث
اختلف الناس فی اخذ الجائزۃ من السلطان قال
بعضہم یجوز ما لم یعلم انه یعطیہ من حرام، قال
محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وبہ نأخذ ما لم نعرف شیئاً
حراماً بعینہ وهو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ
واصحابہ^۱، وفي فتاوی الامام قاضی خان رجل
دخل علی سلطان فقدم علیہ شیئ من الباکولات
قالوا ان اکل منها لا باس به اشتراہ بالثمن اولم یشتر
الا ان هذا الرجل ان کان یعلم انه غصب بعینہ فانه
لا یحل له ان یاکل من ذلک^۲، وفيہا ان لم یعلم
الاخذ

فتاویٰ عالمگیری میں فتاویٰ ظہیریہ کے حوالے سے فقیہ ابو الیث سے روایت ہے بادشاہ سے انعام لینے کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے، بعض نے فرمایا کہ لینا جائز ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مال حرام سے دیتا ہے، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو لیتے ہیں جب تک کسی معین شیئی کے حرام ہونے کی شناخت نہ ہو، امام ابو حنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا یہی قول ہے، امام قاضی خان کے فتاویٰ میں ہے کہ ایک آدمی بادشاہ کے پاس گیا تو اس کے آگے کچھ کھانے کی چیزیں لائی گئیں، فقہاء نے فرمایا کہ اگر وہ یہیں کھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں خواہ اس نے قیمت سے خریدی ہوں یا نہ خریدی ہوں، مگر جب یہ شخص جانتا ہو کہ یہ بعینہ غصب ہے تو پھر اس کے لئے حلال نہیں کہ انہیں کھائے

^۱ فتاویٰ ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

^۲ فتاویٰ قاضی خان کتاب الحظر والاباحۃ نوکشتور لکھنؤ ۴/ ۷۸

اور اسی میں ہے کہ اگر لینے والا یہ نہ جانے کہ وہ لی ہوئی چیز دینے والے کے اپنے مال سے ہے یا کسی دوسرے کے مال سے ہے تو پھر وہ حلال ہے حتیٰ کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ حرام ہے، فتاویٰ شامی میں ذخیرہ کے حوالے سے ہے کہ امام ابو جعفر سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا کہ جو امر سلطان سے مال کھاتا ہے اور اس میں حرام وغیرہ جرمانے بھی شامل ہوتے ہیں لہذا جو شخص ان معاملات کو جانتا پہچانتا ہو کیا اس کے لئے حلال ہے کہ وہ اس کا کھانا کھائے، تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے دین کے معاملے میں مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ وہ نہ کھائے، اور اس کے لئے اس بات کی حکماً گنجائش ہے اگر وہ غصب یا رشوت نہ ہو، اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں محیط کے حوالے سے فقیہ ابو جعفر سے روایت ہے الاشباہ والنظائر پر سید حموی کے حاشیہ میں ایک قاعدہ مذکور ہے کہ جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام غالب ہوگا اور بازار میں حرام کا غالب ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ جو چیز خریدی گئی وہ حرام ہو اس لئے کہ یہ جائز ہے کہ خریدی ہوئی چیز حلال مغلوب ہو حالانکہ حل اصل ہے (ت)

انه من ماله او من مال غيره فهو حلال حتى يتبين انه حرام¹، وفي رد المحتار عن الذخيرة سئل ابو جعفر عن اكتسب ماله من امر السلطان و الغرامات المحرمة وغير ذلك هل يحل لمن عرف ذلك ان ياكل من طعامه قال احب الي في دينه ان لا ياكل ويسعه حكماً ان لم يكن غصباً² او رشوة اهـ و هكذا في الهندية عن المحيط عن الفقيه ابي جعفر و حاشية السیدی الحموی علی الاشباہ من قاعدة اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام وكون الغالب في السوق الحرام لا يستلزم كون المشتري حراماً لجواز كونه من الحلال المغلوب والاصل الحل³۔

علماء فرماتے ہیں ہمارا زمانہ شبہات سے بچنے کا نہیں یقینی اکل حلال خالص آج کل حکم عنقا کا رکھتا ہے، غنیمت ہے کہ آدمی آنکھوں دیکھے حرام سے بچ جائے،

¹ فتاویٰ قاضی خان کتاب الحظر والاباحۃ نوکثور لکھنؤ ۴/ ۷۷

² رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴

³ غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الاول ادارة القرآن کراچی ۱/ ۱۳۸

فتاویٰ قاضیان میں ہے یہ چیز نوع شبہ سے خالی نہیں مگر فقہائے کرام نے فرمایا کہ ہمارا زمانہ شبہات سے بچنے کا زمانہ نہیں لہذا اس زمانے میں مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ وہ دیکھے ہوئے حرام سے بچے، فتاویٰ عالمگیری کے پیچیسویں باب کراہۃ میں جواہر الفتاویٰ کے حوالے سے ہے کہ حاصل کلام یہ ہے کہ ان شہروں میں حلال تلاش کرنا کسی قدر مشکل ہے، یہی وجہ ہے ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ اس زمانے میں تم پر خالص حرام کو چھوڑ دینا لازم ہے کیونکہ تم کوئی ایسی چیز نہیں پاسکتے کہ جس میں کوئی شبہ نہ ہو (ت)

فی الخانیة لا یخلو ذلك عن نوع شبهة الا انهم قالوا لیس زماننا زمان الشبهات فعلى المسلم ان یتقی الحرام المعاین^۱، وفي الباب الخامس والعشرين من کراهة العالمگیریة عن جواهر الفتاوی فی الجملة ان طلب الحلال من هذه البلاد صعب وقد قال بعض مشائخنا علیک بتروک الحرام المحض فی هذا الزمان فانک لاتجد شیئاً لاشبهة فیہ^۲ اھ

مگر تاہم یہ حکم ظاہر کا ہے دیانتاً اگر معلوم ہو کہ اس کا مال اکثر وجہ حرام سے ہے تو حقیقی کلام اس سے بچنا ہے جب تک ظاہر نہ ہو کہ یہ خاص مال جو اس کے صرف میں آئے گا وجہ حلال سے ہے، آدمی کو حظوظ نفس کی وسعتیں خراب کرتی ہیں، حق سبحانہ، و تعالیٰ نے جب انسان کو بحکم الدنیا خضرة حلوة (دنیا سرسبز میٹھی ہے۔ ت) اس سبزہ زار شہد نماز، ہر فروش یعنی دنیا میں بھیجا بمحض رحمت ازلی اس کے قاتل زہر کو الگ چن کر حد مقرر فرمادی اور نواہی شرعیہ عام منادی سنادی کہ او غافل بکریو! اس احاطہ کے اندر نہ چرنا، تمہارا دشمن بھیڑیا کہ عبارت شیطان سے ہے اسی جنگل میں رہتا ہے یہاں کی گھاس اس وقت کی نظر میں تمہیں ہری ہری دوب لہکتی لہلہاتی نظر آتی ہے مگر خبردار اس میں بالکل زہر بھرا ہے، اب

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ نوکثور لکھنؤ ۴/ ۷۷۹

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس والعشرون نوری کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۴

اس مرغزار کی گھاس تین قسم کی ہو گئی، کچھ سب کو معلوم ہے کہ اسی قطعہ کی ہے جس میں زہر ہے اور کچھ اس ٹکڑے سے بہت دور ہے جسے ہم یقینی اپنے حق میں نافع یا ضرر سے خالی جانتے ہیں اور جو کچھ اس پہلے خطہ کے آس پاس رہ گئی اس میں شبہ ہے کیا جائے شاید اس میں کی ہو وڈلک۔

قوله صلى الله تعالى عليه وسلم الحلال بين والحرام بين وما بينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس ¹	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے البتہ ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبهات ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ (ت)
--	--

تو ہم میں جن کو اپنی جان پیاری اور ہوش و خرد کی پاسداری تھی انہوں نے تو اس تختہ کی اور کوسوں کا طرار اُبھرا، اور بھولی بھیڑیں اپنی نادانی سے یہی کہتی رہیں کہ ابھی تو وہ ٹکڑا نہیں آیا ہے ابھی تو دور معلوم ہوتا ہے، یہاں تک کہ خاص اس خطہ میں جا پڑیں اور زہر کی گھاس نے کام تمام کیا، آدمی کو اگر پلاؤ کی رکابی دی جائے اور کہہ دیں کہ اس کے خاص وسط میں روپیہ بھر جگہ کے قریب سٹکھیا پسی ہوئی ملی ہے ڈرتے ڈرتے کناروں سے کھائے گا اور بجائے ایک روپیہ کے چار روپیہ کی جگہ چھوڑ دے گا، کاش ایسی احتیاط جو اپنے بدن کی محافظت میں کرتا ہے قلب کی نگہداشت میں بجالاتا۔ اے عزیز! بادشاہوں کا قاعدہ ہے ایک چراگاہ محصور کر لیتے ہیں کہ رعایا اس میں نہ چرانے پائے، عربی میں اسے حُمی کہتے ہیں، خدا اور سول کی سچی سلطنت، قاہر بادشاہت میں حُمی محرمات شرعیہ ہیں، سے اپنے دین و آبرو کا خیال ہے شبہات سے بچے گا کہ مبادا آس پاس چراتے چراتے خاص حُمی میں پڑے، اور جو نہیں مانتے تو قریب ہے کہ انہیں ایک دن یہ واقعہ پیش آجائے، یہ مثال جو میں نے بیان کی کچھ میری ایجاد نہیں بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمائی،

کہا اخرجه البخاری ² و مسلم و ابوداؤد	جیسا کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی
---	--

¹ صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبرأ لدينه قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳/۱

² صحیح البخاری کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳/۱، صحیح مسلم کتاب المساقات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲، سنن ابی داؤد کتاب

البیوع آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۱، جامع الترمذی ابواب البيوع امین کمپنی دہلی ۱۳۵/۱

والترمذی والنسائی وابن ماجة عن النعمان بن بشير والطبرانی عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهم اجمعين۔	اور ابن ماجہ نے نعمان بن بشیر سے تخریج کی، اور طبرانی نے ابن عباس کے حوالے سے ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ (ت)
--	--

بلکہ بعض علماء نے تو در صورت غلبہ حرام رخصت ہی نہ دی اور عدم جواز کی تصریح فرمائی یعنی جب دینے والے کا اکثر مال وجہ حرام سے ہے تو اس کے مال سے کچھ لینا جائز نہیں جب تک اس خاص چیز کا وجہ حلال سے آنا ظاہر نہ ہو جائے،

ففي الهندية عن المختار شرح الاختيار لايجوز قبول هدية امراء الجور لان الغالب في مالهم الحرمة ¹ الخ وفيها ايضا في فتاوى اهل سمرقند رجل دخل على السلطان فقدم عليه شئ مأكول فان اشتراه باليمن اولم يشتتر ذلك ولكن هذا الرجل لا يفهم انه منصوب بعينه حله اكله هكذا ذكر و الصحيح انه ينظر الى مال سلطان وبين الحكم عليه هكذا في الذخيرة ² اه ما في الهندية قلت لكن تصحيح الذخيرة لا يعارض قول محرر المذهب محمد به ناخذ ما لم نعرف شيئاً حراماً بعينه وهو قول ابي حنيفة واصحابه ³ كما مر نقله عن فتاوى الامام الاجل	فتاویٰ عالمگیری میں المختار شرح اختیار کے حوالے سے یہ قول مذکور ہے کہ ظالم امراء کے ہدیہ کو قبول کرنا جائز نہیں اس لئے کہ ان کا زیادہ تر مال حرام ہوتا ہے الخ۔ اور اسی میں فتاویٰ اہل سمرقند کے حوالے سے مذکور ہے ایک آدمی بادشاہ کے پاس گیا تو اس کے آگے کوئی کھانی کی چیز لائی گئی، اگر دینے والے نے اسے قیمت سے خریدا ہو یا نہ خریدا ہو لیکن یہ لینے والا شخص نہ سمجھ سکا کہ یہ بعینہ چھینی ہوئی چیز ہے تو اس کے لئے اس کا کھانا حلال ہے۔ اہل علم نے اسی طرح ذکر فرمایا، لیکن صحیح یہ ہے کہ شخص مذکور بادشاہ کے مال اور اس پر جو شرعی حکم لاگو ہوتا ہے اس پر غور و فکر کرے، ذخیرہ میں اسی طرح مذکور ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں جو کچھ تھا وہ پورا ہو گیا۔ قلت (میں کہتا ہوں کہ) ذخیرہ
---	---

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

² فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

³ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

<p>ظہیر الدین المرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الی یوم الدین۔</p>	<p>کی تصحیح، مذہب قلم بند کرنے والے امام محمد کے قول کے معارض نہیں ہو سکتی کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی معین شیئی کے حرام ہونے کو نہ پہچانیں، امام ابو حنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا یہی قول ہے، جیسا کہ امام اجل ظہیر الدین مرغینانی کے فتاویٰ سے اس کی نقل گزر چکی، اللہ تعالیٰ قیامت تک ان پر نزول رحمت فرمائے۔ (ت)</p>
---	--

ہاں ازالہ شبہ کے لئے اتنا بھی کافی ہے کہ جب صاحب مال رنڈی یا ڈومن خود بیان کریں کہ یہ مال ہمارے پاس وجہ حلال سے ہے ہمیں انعام ملا یا ہم نے قرض لیا یا مثلاً بذریعہ زراعت وغیرہ وجوہ حلال سے حاصل کیا اگر اس شخص کو ان کے بیان میں فرق ظاہر نہ ہو تو اب لے لینے میں کسی طرح حرج نہیں۔

<p>فی العالمگیریۃ عن الینابیع اھدی الی رجل شیئاً او اضافہ ان کان غالب مآلہ من الحلال فلا بأس الا ان یعلم بأنہ حرام فان کان الغالب هو الحرام ینبغی ان لا یقبل الهدیۃ ولا یأکل الطعام الا ان ینخبرہ انہ حلال وورثۃ او استقرضتہ من رجل^۱ اھ و فیہا عن التمر تاشی لا یجیب دعوة من کان غالب مآلہ من حرام مآلہ ینخبر انہ حلال وبالعکس مآلہ تتبیین عندہ انہ حرام^۲ اھ و فیہا عن الملتقط اکل الربو او کاسب الحرام</p>	<p>فتاویٰ عالمگیری میں ینابیع کے حوالے سے مذکور ہے کسی شخص نے کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ دی یا اس نے اس کی مہمان نوازی کی، اگر اس کا زیادہ تر مال حلال ہے تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں، مگر یہ کہ اسے معلوم ہو جائے کہ یہ حرام ہے، پھر اگر اس کا غالب مال حرام ہو تو مناسب یہ ہے کہ وہ ہدیہ قبول نہ کرے اور نہ طعام کھائے، مگر یہ کہ وہ اسے بتا دے کہ یہ حلال ہے کیونکہ میں اس کا وارث ہوا ہوں یا میں نے کسی آدمی سے قرض لیا ہے اھ، اور اسی فتاویٰ عالمگیری میں امام ترمذی کے حوالے سے منقول ہے یہ اس شخص کی دعوت قبول نہ کرے جس کا غالب مال حرام ہو، جب تک وہ یہ نہ بتائے کہ وہ حلال ہے اور</p>
---	--

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۳

اھدی الیہ أو اضافہ وغالب مالہ حرام لایقبل و لایاکل مالہم یخبرہ ان ذلک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالا لایأس بقبول ھدیتہ والاکل من^۱ اھ اقول: وبمثلہ فی الخانیۃ عن الامام الناطفی وعلمہ لان اموال الناس لاتخلو عن قليل حرام فیعتبر الغالب^۲ اھذا واما ما ذکرک من التقیید بان لایظہر عندہ کذب ما قال فیعرف بالمراجعة الی ما فی العالمگیریۃ وغیرھا من تفاصیل الاحکام فی قبول خبر الواحد فارجع واعرف وستوضحہ فی الرسالة ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے عکس میں جب تک اس کے نزدیک حرام ہونا واضح نہ ہو جائے اھ۔ اسی میں ملتقط کے حوالے سے ہے کہ سود کھانے والا اور حرام کمانے والا، اگر اس نے کسی کو ہدیہ دیا یا اس کی مہمان نوازی کی، اور حالت یہ تھی کہ اس کا غالب مال حرام ہے تو یہ ہدیہ قبول نہ کرے اور نہ کھائے مگر یہ کہ وہ بتا دے کہ اس مال کی اصل حلال ہے، اور یہ اس کا وارث ہوا ہے یا اس نے قرض لیا ہے، اور اگر اس کا زیادہ تر مال حلال ہو تو ہدیہ قبول کرنے یا اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں اھ اقول: (میں کہتا ہوں) اسی کی مثل فتاویٰ قاضیخان میں امام ناطفی کے حوالے سے مذکور ہے اور انہوں نے یہ تعلیل بیان فرمائی کہ لوگوں کے مال تھوڑے حرام سے خالی نہیں ہوتے لہذا غالب کا اعتبار کیا جائے گا، لیکن وہ قید جو میں نے ذکر کی کہ اس شخص کے نزدیک قائل کا جھوٹ ظاہر نہ ہو، پھر عالمگیری وغیرہ میں ایک آدمی کی خبر قبول کرنے کے بارے میں جو تفصیلات احکام ہیں ان کی طرف مراجعت کرنے سے یہ بات معلوم کی جاسکتی ہے، لہذا اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کو پہچان لیجئے، اور ہم عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ مذکورہ میں اس کی وضاحت کر دیں گے۔ (ت)

باجملہ جسے اپنے دین و تقویٰ کا کامل پاس ہو وہ غلبہ حرام کی صورت میں احتراز ہی کرے جب تک خاص اس شئی کی حلت کا پتہ نہ چلے ورنہ فتویٰ تو جواز ہی ہے تاوقتیکہ بالخصوص اس چیز کی حرمت پر دلیل کافی نہ ملے، اور یہ ساری تفصیل جو ابتداء سے اب تک ہم نے بیان کی کچھ رنڈیوں یا ڈومنیوں ہی کے ساتھ خاص

^۱ فتاویٰ ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۳

^۲ فتاویٰ قاضیخان کتاب الحظر والاباحۃ مطبع نوکسٹور دہلی ۳/ ۷۷۸

نہیں بلکہ یہ ہوں یا ان کا غیر حامد ہو یا محمود، مسلمان ہوں یا ہنود، نصاریٰ ہوں یا یہود، سب کو عام ہے، جو اس قدر سمجھ سکتا ہے کہ نوکریوں اور پیشوں میں کون کون جائز ہے اور کیا ناجائز، اور کس کس طریقہ کا مال حلال ہوتا ہے کس کس کا پھر ہمارے اس فتویٰ کو پیش نگاہ رکھے گا، وہ ہر جگہ حکم شرع نکال سکتا ہے کہ کس کے مال کا کیا حکم ہے اور اس سے معاملہ کہاں تک روا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ بہت لوگ جن کا مال وجہ حرام سے ہے مثلاً ایک ان میں رنڈیاں ہیں، مساجد و مدارس وغیرہا مورخیر میں اپنا مال کیوں صرف کرتی ہیں۔ یہ اُن کا فعل ہے شرع پر کیا الزام، ہاں اُن میں جن کا مال حلال اور نیت صحیح ہے قابل قبول انہیں کا عمل ہے ورنہ اللہ جل جلالہ، پاک بے نیاز ہے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ پاکیزہ چیز کے بغیر کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔ یا اللہ! جس طرح میں نے اپنے اس فتویٰ کو لفظ "طیب" پر ختم کیا جو میں نے پاکیزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے۔ پس اسی طرح تو میرے لئے میرے اعمال، اقوال اور احوال پاکیزہ طور پر ختم کر دے، بلاشبہ تو پاک ہے اور کوئی پاک نہیں ہو سکتا مگر وہ جسے تو پاک کر دے، میری یہ دعا میرے لئے اور سب مومنوں کے لئے ہے، پاکیزہ تردد و دہو اس پر جو سب پاکیزہ لوگوں میں زیادہ پاکیزہ ہیں اور اُن کی آل اور ساتھیوں پر جو ظاہری اور باطنی طور پر طیب اور طاهر ہیں۔ الحمد للہ کہ ہم نے اس قول کو مفصل بیان کیا کہ ہمارے بغیر ان شاء اللہ تعالیٰ یہ تفصیل کہیں نہ پائے جائے گی، لہذا اس یکتا تحریر اور مفید تحقیق کو غنیمت سمجھئے، اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جانتا ہے، اور اسی جلیل القدر بزرگی والے کا علم زیادہ تام اور زیادہ محکم ہے، سب تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ جس نے اس تحقیق کا مجھے الہام فرمایا اور علم دیا۔ (ت)

ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب^۱ اللهم كما ختمت فتویٰ هذه علی لفظ طیب من لفظ طیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاختم لی اعمالی واقوالی واحوالی جميعاً بطیت انک انت الطیب ولا طیب الا من طیب هذا دعائی لی وللمؤمنین اطیب صلوة علی اطیب الاطیبین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین وقد فصلنا القول بحمد اللہ بحیث لایوجد من غیرنا ان شاء اللہ تعالیٰ فاغتنم هذا التحریر الفرید والتحقیق المفید، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم والحمد للہ علی ما لہم وعلم۔

^۱ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۲۸

مسئلہ ۲۰۲: ایک کافر اگر دوسرے کے پاس کوئی چیز رکھے تو اس کا کاغذ تحریر کرنا مسلمان کو روا ہے یا نہیں؟ بیّنوا تو جدوا۔
الجواب:

نفس تحریر رہن نامہ میں تو کوئی حرج نہیں خواہ وہ عقد اہل اسلام میں ہو یا قمار میں لعدم المدرك المدرك الشرعي بالنهي عنه (اس لئے کہ شرعی طور پر ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔ ت) مگر ہاں اگر اس کاغذ میں سود لکھا جائے اور اسی کی صورتوں سے ہے دیہات کا دخلی رہن یا دکان یا مکان کا کرایہ مرتہن کو زراصل کے علاوہ ملنا تو بیشک ایسا کاغذ ہر گز نہ لکھے اگرچہ وہ عقد مسلمانوں میں ہو کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح سود کھانے والے پر لعنت فرمائی یو ہیں اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر لعنت آئی، اور ارشاد فرمایا: وہ سب برابر ہیں۔

اخرج مسلم في صحيح عن سيدنا جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربو وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء ^۱ انتهي۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تخریج فرمائی کہ انہوں نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے، اس کی گواہی دینے والے، ان سب پر لعنت فرمائی، اور فرمایا یہ سب برابر ہیں انتھی، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
---	--

مسئلہ ۲۰۳: از پبلی بھیت مرسلہ مولوی محمد وصی احمد صاحب سورتی مدرس اول مدرسہ عربیہ حافظ العلوم ۴ صفر ۱۳۰۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود کے میلوں میں بقصد فروخت اسباب تجارت کے نہ بقصد موافقت کفار اور تکثیر جماعت اُن کی کے بلکہ صرف بلحاظ تحصیل نفقہ اہل و عیال جانا جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اول جواز مع کراہت ہے یا بلا کراہت، اور کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی، بر تقدیر عدم جواز یہ معصیت منجملہ کبائر ہے یا صغائر کے قبیل سے؟ بیّنوا تو جدوا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

اگر وہ میلہ اُن کا مذہبی ہے جس میں جمع ہو کر اعلان کفر و ادائے رسوم شرک کریں گے تو بقصد تجارت

^۱ صحیح مسلم کتاب المساقاة باب الرباء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۷

بھی جانا ناجائز و مکروہ تحریمی ہے، اور ہر مکروہ تحریمی صغیرہ، اور ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ معابد کفار میں جانا مسلمان کو جائز نہیں، اور اس کی علت یہی فرماتے ہیں کہ وہ مجمع شیطین ہیں، یہ قطعاً یہاں بھی متحقق، بلکہ جب وہ مجمع بغرض عبادت غیر خدا ہے تو حقیقہً معابد کفار میں داخل کہ معبد بوجہ اُن افعال کے معبد ہیں، نہ بسبب سقف و دیوار،

وہذا ظاہر جداً فی الہندیۃ عن التاتار خانیۃ عن الیتمیۃ، یکرہ للمسلم الدخول فی البیعة والکیسۃ وانما یکرہ من حیث انہ مجمع الشیاطین ¹ ۔	یہ بلاشبہ ظاہر ہے، فتاویٰ عالمگیری میں تاتار خانہ میں الیتمیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہودیوں اور عیسائیوں کے گرجوں میں جانا مکروہ ہے اور کراہیت کی وجہ یہ ہے کہ وہ شیطین کی جائے اجتماع ہیں۔ (ت)
--	---

بحر الرائق میں اسے نقل کر کے فرمایا:

والظاہر انہا تحریمة لانہا المرادۃ عند اطلاقہم ² ۔	اور ظاہر یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے، اس لئے کہ ائمہ کرام کے علی الاطلاق فرمانے سے یہی مراد ہوا کرتی ہے۔ (ت)
--	---

ردالمحتار میں اس پر ان لفظوں سے تفریع کی:

فاذا حرم الدخول فالصلوۃ اولی ³ ۔	جب وہاں جانا حرام ہے تو وہاں نماز پڑھنا بطریق اولیٰ حرام ہوگا۔ (ت)
---	--

اور اگر وہ مجمع مذہبی نہیں بلکہ صرف لہو و لعب کا میلہ ہے تو محض بغرض تجارت جانا فی نفسہ ناجائز و ممنوع نہیں جبکہ کسی گناہ کی طرف مودی نہ ہو، علماء فرماتے ہیں مسلمان تاجر کو جائز کہ کنیز و غلام و آلات حرب مثل اسلحہ و آہن وغیرہ کے سوا اور مال کفار کے ہاتھ بیچنے کے لئے دار الحرب میں لے جائے اگرچہ احترازاً افضل، تو ہندوستان میں کہ عندا تحقیق دار الحرب نہیں، مجمع غیر مذہبی کفرہ میں تجارت کے لئے مال لے جانا بدرجہ اولیٰ جواز رکھتا ہے۔

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الرابع عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۳۴۶/۵

² بحر الرائق کتاب الدعویٰ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۱۳/۷

³ ردالمحتار کتاب الصلوۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵۴/۱

<p>فی الهندیة عن المبسوط قال محمد رحمه الله تعالى لاباس بان يحمل المسلم الى اهل الحرب ما شاء الا الكرع والسلاح والسبي وان لا يحمل اليهم شيئا. احب الى 1-</p>	<p>فتاویٰ عالمگیری میں بحوالہ مبسوط درج ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مسلمان دارالکفر میں سوائے گھوڑے، تھنار اور غلام کے جو چاہے لے جاسکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں البتہ کوئی ایسی چیز لے کر دار کفر میں نہ جائے تو پسندیدہ امر ہے۔ (ت)</p>
--	--

اُسی میں ہے:

<p>اذا اراد المسلم ان يدخل دار الحرب بأمان للتجارة و معه فرسه وسلاحه وهو لا يريد بيعه منهم لم يمنع ذلك منه 2-</p>	<p>جب کوئی مسلمان تجارت اور کاروبار کیلئے دار حرب میں داخل ہونا چاہے اور اس کے پاس گھوڑے اور تھنار ہوں اور وہ انہیں حربیوں پر فروخت کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو مذکورہ اشیاء کے لے جانے سے اسے نہ روکا جائے گا۔ (ت)</p>
---	--

پھر بھی کراہت سے خالی نہیں کہ وہ ہر وقت معاذ اللہ محل نزول لعنت میں تو ان سے دوری بہتر، یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں
ان کے محلہ میں ہو کر گزر ہو تو شتابی کرتا ہوا نکل جائے وہاں آہستہ چلنا ناپسند رکھتے ہیں تو رکنا ٹھہرنا بدرجہ اولیٰ مکروہ۔

<p>فی الطحاویة عن ابی السعود عن الشرنبلالية دارهم محل تنزل اللعنة في كل وقت ولا شك انه يكره الكون في جمع يكون كذلك بل وان يمر في امكنتهم الا ان يهرول ويسرع وقد وردت بذلك اثر 3 الخ قلت والمراد ههنا كراهة التنزيه بدليل ما مر في جواز</p>	<p>طحاوی میں ابوالسعود کے حوالہ سے شرنبلالیہ سے نقل کیا گیا ہے، وہ ایسی جگہیں ہیں جہاں ہر وقت لعنت برستی رہتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں ایسی مجلس اور اجتماع ہو وہاں ٹھہرنا مکروہ ہے بلکہ ان مقامات کے پاس سے گزرنا بھی مکروہ ہے الا یہ کہ دوڑتے ہوئے جلدی سے گزر جائے (اور وہاں سے نکل جائے)</p>
--	--

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر الباب السادس الفصل الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۳۳

² فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر الباب السادس الفصل الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۳۳

³ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار

<p>دخول دارهم للتجارة وبدليل مآثبت حديثاً وفقهاً من جواز الذهاب الى ضيافتهم كما في الهندية وغيرها ونقلوه عن محرر المذهب محمد رحمه الله تعالى۔</p>	<p>آثار میں یہی وارد ہے الخ قلت (میں کہتا ہوں کہ) یہاں مکروہ سے مکروہ تنزیہی مراد ہے اس دلیل سے جو پہلے گزر چکی ہے کہ ان کے گھروں یا بستیوں میں بغرض تجارت جانا جائز ہے اور اس دلیل سے بھی کہ حدیث اور فقہ سے ثابت ہے کہ ان کی دعوتوں میں جانا جائز ہے جیسا کہ ہندیہ وغیرہ میں مندرج ہے اور اس کو ائمہ فقہ نے راقم المذہب حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے۔ (ت)</p>
---	--

پھر ہم صدر کلام میں ایما کر چکے کہ یہ جواز بھی اُسی صورت میں ہے کہ اسے وہاں جانے میں کسی معصیت کا ارتکاب نہ
کرنا پڑے مثلاً جلسہ ناچ رنگ کا ہو اور اسے اس سے دور و بیگانہ موضع میں جگہ نہ ہو تو یہ جانا مستلزم معصیت ہوگا اور ہر ملزوم
معصیت معصیت اور جانا محض بغرض تجارت ہونہ کہ تماشا دیکھنے کی نیت کہ اس نیت سے مطلقاً ممنوع اگرچہ مجمع غیر مذہبی ہو۔

<p>وذلك لان اعيادهم ومجامعهم لا تنفك عن القبائح الشنيعة والمنكرات القطعية والتفرح على الحرام حرام كما نص عليه في الدر المختار وغيره¹، والله سبحانه وتعالى اعلم۔</p>	<p>اس لئے کہ ان کی عیدیں اور مجلسیں بدترین قباحتوں اور رسوا کن منکرات پر مشتمل ہوتی ہیں اور حرام سے خوش ہونا بھی حرام ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں تصریح فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک برتر اور خوب جاننے والا ہے۔ (ت)</p>
--	--

مسئلہ ۲۰۴: از سہرام محلہ دائرہ ضلع آرہ مرسلہ حافظ عمر جلیل ۱۶ شوال ۱۴۲۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ درزی اگر رنڈی کا کپڑا سئے تو درزی کو اس کپڑے کی مزدوری لینا چاہیے یا نہیں؟
بینواتوجروا (بیان فرمائیے اور اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

وہ روپیہ جو رنڈی کو زنا یا اجرت یا میل کی رشوت میں ملا ہے اس سے اجرت لینا حلال نہیں ہاں اور قسم کاروپیہ ہو تو جائز جو شرعاً
رنڈی کی ملک ہو، اور اگر اس کے پاس دونوں قسم کے مال ہیں تو جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ اجرت جو اُسے دے رہی ہے اسی مال
غیر مملوک سے ہے لینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

¹ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار مقدمة الكتاب دار المعرفة بیروت ۳/۱

مسئلہ ۲۰۵:

از ویلور ضلع مدراس مرسلہ محلی الدین بادشاہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص انگریز کی نوکری علی الخصوص بجانے کی مثلاً کسی نقار خانہ پر مامور ہے یا انگریزی باجا بجانا اس کے متعلق ہے، شخص مذکور خوب جانتا ہے کہ یہ فعل بُرا ہے لیکن چونکہ یہ نوکری آباؤ اجداد کی کی ہوئی ہے، علاوہ ازیں اس نوکری پر انگریز نے مجبور کیا ہے، طرفہ بریں دوسری نوکری نہیں مل سکتی، نہ اتنی استطاعت کہ تجارت کر سکے اور نہ اتنی وسعت کہ چھوڑ سکے، اور وہ باجا کسی دیو کے روبرو نہیں بجایا جاتا، لیکن چونکہ منجملہ لوازم سلطنت سے ہے لہذا نہیں چھوڑ سکتا، آیا اس مجبوری کا بجانا جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اوّل مرتکب اس فعل شنیع کا کیا ہوگا؟ بحوالہ کتب متداولہ بیان فرمائیں عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں، فقط

الجواب:

ایسا باجا بجانے کی نوکری ناجائز اور اس سے جو کچھ حاصل کیا جائے نہ صرف خبیث و ناپاک بلکہ مثل مالِ معصوب ہے یہاں تک کہ اس کا مالک نہ ہوگا، نہ اسے کوئی تصرف اس میں حلال، عالمگیری میں ہے:

<p>گانے بجانے رونے پیٹنے، آلاتِ لہو اور طبل وغیرہ بجانے کی نوکری ناجائز نہیں (صاحب فتاویٰ کے اس قول تک) اور نہ ان کاموں کی کوئی اُہرت ہے۔ ہمارے تینوں ائمہ یعنی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس باب میں یہی قول ہے، اور اسی طرح غایۃ البیان میں مذکور ہے۔ ت)</p>	<p>لا تجوز الاجارة علی شیء من الغناء والنوح والمزامیر والطبل (الی قولہ) ولا اجر فی ذلک وهذا کله قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالیٰ کذا فی غایۃ البیان^۱۔</p>
--	---

اُسی میں ہے:

<p>محیط سے منقول ہے اس نے المستطی سے اس نے ابراہیم سے، اس نے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے ایسی رونے پیٹنے والی عورت یا طبل بجانے والے یا آلاتِ لہو استعمال کرنے والے کے بارے میں فرمایا گیا کہ انہوں نے جو مال کمایا</p>	<p>نقلا عن المحيط عن المنتقی عن ابراہیم عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی امرأة نائحة او صاحب طبل او مزمار اکتسب ما لا قال ان کان علی شرط ردّه علی</p>
--	--

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاجارة الباب السادس عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۴۹

<p>اصحابہ ان عرفہم یرید بقولہ علی شرط ان شرطوا لہا فی اولہ مالا بأزاء النیاحۃ اوبأزاء الغناء وهذا لانہ اکان الاخذ علی الشرط کان المال بمقابلة المعصیۃ والسبیل فی المعاصی ردہا وذلک لہنابرہاخذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ وبالتصدق منہ ان لم یعرفہ لیصل الیہ نفع مالہ ان کان لا یصل الیہ عین مالہ^۱ الخ۔</p>	<p>امام محمد کے فرمان کے مطابق وہ مال اگر صاحب مال سے علی شرط لیا گیا یعنی انہوں نے نوحہ گری یا گانے بجانے کے مال میں مال لینے کی شرط رکھی۔ جب تو مال بطور شرط ہے تو گویا مال گناہ کی شرط پر لیا گیا اور گناہ کے ذریعے حاصل کردہ مال قابل واپسی ہوتا ہے یعنی اس کو صاحب مال کی طرف لوٹا دیا جائے۔ یہاں یہی صورت ہے اگر لیا ہوا مال واپس کیا جاسکتا ہے تو واپس کر دیا جائے۔ اگر صاحب مال سے تعارف نہیں اور اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکتا تو وہ مال خیرات کر دیا جائے تاکہ اس مال کا فائدہ مالک تک پہنچ جائے اگرچہ عین مال بظاہر اس تک نہیں پہنچتا الخ (ت)</p>
---	--

اور باجے کی ممانعت اسی صورت میں منحصر نہیں کہ دیو کے سامنے بجایا جائے تاکہ اس کے انتقال سے انتقائے معصیت لازم آئے بلکہ یہ باجا اور دیو کے سامنے باجا جب کہ بجانے والا قصد عبادت دیونہ کرے اصل حرمت میں برابر ہیں، اور معاصی میں باپ واداک کی تقلید ذریعہ نجات نہیں ہو سکتی، اور دوسرا طریقہ رزق کا نہ مل سکا محض جھوٹ ہے رزق اللہ عزوجل کے ذمہ ہے جس نے ہوائے نفس کی پیروی کر کے طریقہ حرام اختیار کیا اسے ویسے ہی پہنچتا ہے اور جس نے حرام سے اجتناب اور حلال کی طلب کی اسے رزق حلال پہنچاتے ہیں، امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو نوکری حکام سے منع فرمایا، کہا بال بچوں کو کیا کروں، فرمایا ذرا سنیو یہ شخص کہتا ہے کہ میں خدا کی نافرمانی کروں جب تو میرے اہل و عیال کو رزق پہنچائے گا اور اطاعت کروں تو بے روزی چھوڑ دے گا۔ امام عبد الوہاب شرعی طبقات کبریٰ میں زیر ترجمہ امام ممدوح فرماتے ہیں:

<p>نصح یوما انسانا راہ فی خدمۃ الولاۃ فقال فما اصنع بعیالی فقال الاتسعون لهذا یقول انه اذا عصی اللہ رزق عیالہ واذا اطاعہ ضیعہم^۲۔</p>	<p>امام سفیان ثوری نے ایک شخص کو نصیحت فرمائی جو والیوں کی خدمت میں رہتا تھا، اس نے کہا پھر میں بال بچوں کا کیا کروں، آپ نے فرمایا کیا تم لوگ اس شخص کی بات نہیں سنتے جو یہ کہہ رہا ہے کہ جب وہ</p>
---	---

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر فی الکسب ثورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۹

^۲ لواقح الانوار فی طبقات الاختیار ترجمہ سفیان بن سعید الثوری ۹۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۷۲

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بال بچوں کو روزی دے گا اور اگر وہ اس کی اطاعت کرے تو وہ اس کے بال بچوں کو ضائع کر دے گا۔ (ت)

بلکہ اس بارے میں ایک حدیث بھی مروی کہ عمرو بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! میں بہت تنگ حال رہتا ہوں اس حیلہ کے سوا دوسری صورت سے مجھے رزق ملتا معلوم نہیں ہوتا مجھے ایسے گانے کی اجازت فرما دیجئے جس میں کوئی امر خلاف حیا نہیں، فرمایا اصلاً کسی طرح اجازت نہیں اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے حلال روزی تلاش کر کہ یہ بھی راہِ خدا میں جہاد ہے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد نیک تاجروں کے ساتھ ہے۔

اخرج عبدالرزاق في مصنفه عن يحيى بن العلاء عن بشير بن نمير عن مكحول ثنا يزيد بن عبد ربہ عن صفوان بن امية رضي الله تعالى عنه قال كنا عند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فجاءه عمر وبن قرّة فقال يا رسول الله ان الله قد كتب على الشقوة وما ارا في ارزق الا من دفي بكفي فاذن لي بالغناء من غير فاحشة فقال لا اذن لك ولا كرامة ولا نعمة ابتغ على نفسك وعيالك حلالا فان ذلك جهاد في سبيل الله واعلم ان عون الله تعالى مع صالحى التجار هكذا اخرجه في معرفة الصحابة من طريق الحسن بن الربيع عن عبدالرزاق ذكره الحافظ في الاصابة¹۔

محدث عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں تخریج فرمائی یحییٰ بن علاء بن علاء کے حوالے سے اس نے بشر بن نمیر اس نے مکحول سے اس نے فرمایا ہم سے فرمایا زید بن عبد ربہ نے اس نے صفوان بن امیہ کے حوالے سے (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) اس نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے کہ عمرو بن قرہ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تنگ دستی لکھ دی اور میں نہیں سمجھتا کہ مجھے رزق دیا جائے گا مگر میرے دف بجانے سے جو میری ہتھیلی میں ہے لہذا مجھے ایسے گانے کی اجازت دیں جو فحش نہ ہو۔ آپ نے فرمایا تمہیں قطعاً اجازت نہیں اس عمل میں کوئی شرافت اور فائدہ نہیں لہذا اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے حلال روزی تلاش کرو کیونکہ حلال روزی کی تلاش بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں (ایک گونہ) جہاد ہے، اور جان لو کہ

¹ الاصابة في تمييز الصحابة ترجمہ ۵۹۳۲ عمرو بن قرہ دار صادر بیروت ۱۱/۳

اللہ تعالیٰ کی مدد نیک تاجروں کے ساتھ ہے۔ یونہی اس کی تخریق فرمائی معرفۃ الصحابة میں حسن بن ابی الربیع کے طریقہ سے بحوالہ عبدالرزاق۔ حافظ نے اس کو الاصابہ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)	
--	--

حدیث حسن میں ہے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ فرماتے ہیں:

طلب الحلال واجب علی کل مسلم، اخرجہ الطبرانی فی الاوسط ^۱ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رزق حلال کی طلب ہر مسلمان پر واجب ہے، (امام طبرانی نے اس کو الاوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ ت)	
---	--

یونہی جبرانگریزی کا عذر بھی اظہار غلط ہے انگریز کسی کی نوکری پر اکراہ نہیں کرتے، غرض یہ جھوٹے حیلے حوالے اللہ عزوجل کے حضور کام نہ دیں گے، ملک جبار قہار سے ڈرے اور حرام سے تائب ہو کر ذریعہ حلال سے حاصل کرے، رزق الہی کے ہزاروں دروازے کھلے ہیں آخر باجا بجانا بھی سیکھنے ہی سے آیا ماں کے پیٹ سے لے کر تو نکلا ہی نہ تھا، اور کچھ نہ ہو تو بیس قسم کی مزدوریاں کر سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خدا کی قسم آدمی رسی لے کر پہاڑ کو جائے لکڑیاں چٹنے اُن کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لا کر لائے اُسے بیچ کر کھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور منہ میں خاک بھر لینا حرام نوالہ سے بہتر ہے۔

الامام احمد بسند جید عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والذي نفسي بيده لأن يأخذ أحدكم حبله فيذهب به الى الجبل فيحتطب ثم يأتي به فيحمله على ظهره فيبيعه فياخذ خيره من ان يسأل الناس و لأن يأخذ ترابا فيجعل له فيه خيره من ان يجعل في	امام احمد نے اپنی مسند میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر پہاڑ کی طرف جائے پھر لکڑیاں اکٹھی کرے اور ان کا گٹھا بنا کر اپنی پیٹھ پر
---	--

^۱ المعجم الاوسط حدیث ۸۶۰۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۲۷۸/۹

فیہ ماحرم اللہ علیہ ^۱ ۔	لاؤ کر بازار میں لے جائے اور انہیں فروخت کر کے قیمت وصول کردہ سے اپنے کھانے پینے کا بندوبست کرے تو یہ اس کے لئے بھیک مانگنے سے بدرجہا بہتر ہے، اور یہ کہ مٹی لے کر اپنا منہ بھر لے تو اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے اپنے منہ میں ڈالے۔ (ت)
------------------------------------	--

احادیث اس باب میں بکثرت ہیں، اللہ عزوجل مسلمانوں کو نیک توفیق و ہدایت بخشے، آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۶: ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نے اپنی معاش علانیہ قمار بازی اور زنا کاری کے ذریعہ سے کر رکھی ہے اور کوئی ذریعہ اس کے یہاں آمدنی کا مطلق نہیں ہے اس کے مال میں سے نذر و نیاز کے کھانے کا کھانا جس کو اس کی آمدنی کا حال معلوم، کیسا ہے؟ فاتحہ دینے والے کو اس کے مال کی کیفیت معلوم ہے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ بیٹنوا تو جروا

الجواب:

اگر جو چیز اس نے حرام کاری یا قمار بازی سے حاصل کی بعینہ اسی شے پر نیاز دلائی مثلاً جوئے میں چاول جیتے تھے انہیں کا پلاؤ پکایا، زانیہ کو اس کے آشنائے گوشت بھیجا اسی پر فاتحہ دلائی جب تو وہ نیاز و فاتحہ یقینی مردود اور اس کھانا قطعی حرام، اور فاتحہ دینے والے کو اگر معلوم تھا کہ بعینہ یہ وہی شے ہے تو وہ بھی سخت عظیم شدید گناہ میں گرفتار، یہاں تک کہ فاتحہ دینے دلانے والے دونوں پر معاذ اللہ خوف کفر ہے دونوں پر لازم کہ کلمہ اسلام نئے سرے سے پڑھیں اور نکاح کی تجدید کریں۔

فی الہندیۃ عن المحیط ولو تصدق علی فقیر بشیعی	فتاویٰ عالمگیری میں محیط کے حوالے سے مذکور ہے اگر کسی محتاج پر حرام مال میں سے کچھ خیرات کی جائے
--	--

من مال الحرام ویرجو الثواب یکفر

^۱ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۵۷

ولو علم الفقير بذلك فدعاه وامن المعطى فقد كفر ¹	اور ثواب کی امید رکھے تو کافر ہو جائے گا۔ اگر فقیر و محتاج کو یہ بات معلوم ہو کہ وہ مالِ حرام دے رہا ہے اور اس کے باوجود وہ اسے دعا دے اور وہ آمین کہے تو دونوں کافر ہو جائیں گے۔ (ت)
--	---

اور اگر وہ چیز بعینہ بذریعہ حرام حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ ثمنِ حرام سے خریدی تو دو صورتیں ہیں، اگر حرام روپیہ دکھا کر کہا اس کے بدلے یہ شے دے دے، بائع نے دے دی، اس نے وہی زرِ حرام ثمن دے دیا تو اس صورت میں بھی جو کچھ خرید امالِ حرام و خبیث ہی ہے اس پر نہ نیاز ہو سکے نہ فاتحہ، اس وقت میں اس پر فاتحہ دینا دلانا بُرا تو ہے مگر اندیشہ کفر سے دوری ہے

لاختلاف العلماء فمنهم من قال يحل الابدال مطلقاً كما في الدرر وغيره من الاسفار الغر۔	علماء کا اس سلسلے میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض فرماتے ہیں کہ "بدل" مطلقاً حلال ہے جیسا کہ الدرر وغیرہ بڑی واضح کتب میں مذکور ہے۔ (ت)
---	--

اور اگر یہ صورت بھی نہ تھی بلکہ بغیر زرِ حرام دکھائے یونہی کہا کہ یہ شے مثلاً ایک روپیہ کی دے دے اس نے دے دی اس نے حرام روپیہ ثمن میں دے دیا یا دکھایا تو زرِ حرام کہ اس کے عوض دے دے جب اس نے دی اس نے وہ روپیہ رکھ لیا اور کوئی حلال ذریعہ کاروپیہ ثمن میں دیا تو اب جو کچھ خرید امذہبِ مفتی بہ پر حرام نہیں اس پر نیاز و فاتحہ جائز ہے اور اس کا کھانا بھی حرام نہیں۔

في التنوير تصدق لتصرف بالشراء بدرهم الوديعة والغصب ونقدها وان اشار اليها ونقد غيرها او اطلق ونقدها لا وبه يفتي ² اهملخصاً۔	تنویر میں ہے صدقہ کر دے، اگر امانت یا غصب شدہ درہم میں خریداری کے وقت تصرف کیا کہ درہم کی طرف اشارہ کرتے وقت وہی نقدی دکھائی مگر دیتے وقت ان کی بجائے حلال درہم دیے یا اطلاق کیا (یعنی حرام درہم دکھائے بغیر کہہ دی کہ یہ چیز ایک درہم وغیرہ میں دے دے، اس نے دے دی) پھر اس کے
---	--

¹ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۷۷۲

² درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الغصب مطبع مجتہائی دہلی ۲/۲۰۶، ۲۰۵

عوض وہی حرام نقدی دے ڈالی تو ان دونوں صورتوں میں حرمت نہیں اور اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے تلخیص پوری ہو گئی۔ (ت)

پھر بھی اس سے احتراز بہتر،

کیونکہ یہ صورت علماء کے اختلاف کا محل ہے، چنانچہ در مختار میں فرمایا گیا کہ پسندیدہ قول یہ ہے کہ مطلقاً حلال نہیں یونہی "الملتقی" میں ہے، اور اس لئے یہ بات ہے تاکہ آدمی تہمت اور ارتکاب جرم کی سرزنش سے بچ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم والا ہے اور اس کا علم جس کی عزت و عظمت بڑی ہے سب سے زیادہ اور نہایت درجہ پختہ ہے۔ (ت)

لمحل خلاف العلماء فقد قال في الدر المختار انه لا يحل مطلقاً كذا في الملتقى¹ وللمتوق عن التهم والزجر على المرتكب والله تعالى اعلم وعليه جل مجده اتم واحكم۔

مسئلہ ۲۰۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ:

(۱) ڈاک کی نوکری جائز ہے یا نہیں؟

(۲) انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) ڈپٹی پوسٹ ماسٹری تک جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ذی علم مسلمان اگر بہ نیت ردِ نصاریٰ انگریزی پڑھے اجر پائے گا اور دنیا کے لئے صرف زبان سیکھنے یا حساب اقلیدس جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہمہ تن اُس میں مصروف ہو کر اپنے دین و علم سے غافل نہ ہو جائے ورنہ جو چیز اپنا دین و علم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے اس طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکار وجود آسمان وغیرہ درج ہیں ان کا پڑھنا بھی روا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بحالتِ صحت نفس و ثباتِ عقل اپنے

¹ در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الغصب مطبع مجتہائی دہلی ۲/۲۰۶

ایک وارث کے ہاتھ ایک مکان بیع کیا اور کچھ زر نقد بطور ہبہ اس کو دیا کہ اس نے اس سے ایک حقیقت خریدی، بعد ایک عرصہ کے مورث فوت ہوا، اب اُس کے اور وارثوں کا بھی اس مکان یا زر نقد میں کچھ حق ہے یا نہیں اور وہ بیع و ہبہ جائز ٹھہر سکتے ہیں یا نہیں؟ بیٹنوا توجروا

الجواب:

صورتِ مسئلہ میں جبکہ وہ بیع و ہبہ بحالتِ ثبات عقل و عدم مرض موت تھی تو ان کے جواز و نفاذ و صحت تمام میں کوئی شبہ نہیں اب ہر گز ہر گز کسی وارث کا اس مکان یا زر نقد میں کوئی حق نہیں، درمختار میں ہے:

لو وہب فی صحتہ کل المال للولد جاز واثم ^۱	اگر کوئی شخص اپنی صحت و تندرستی میں اپنا سارا مال اپنے بیٹے کو ہبہ کر دے تو جائز ہے مگر وہ گناہگار ہوگا۔ (ت)
---	--

اور سائل کہ ان بیع و ہبہ کے جواز و عدم جواز سے پوچھتا ہے اگر اس کا مقصود صحت و عدم صحت عقد ہے جب تو معلوم ہو گیا کہ قطعاً دونوں عقد صحیح ہیں، اور اگر حلت و حرمت سے سوال کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بحالتِ صحت وارث کے ہاتھ قیمت مناسب کو بیع کرنے میں تو ہر گز کوئی کراہت نہیں ہاں تنہا ایک وارث کو کوئی چیز بخش دینا کہ اوروں کے ساتھ اس قسم کی رعایت نہ کرے مکروہ ہے حدیث میں اس کو ظلم فرمایا،

حيث قال صلى الله تعالى عليه وسلم لا تشهدني على	چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ظلم و زیادتی پر گواہ نہ بناؤ۔ (ت)
--	--

لیکن اس کراہت و ممانعت سے اُس بیع یا ہبہ میں کوئی حرج نہیں آتا کہ البیوع عند اذان الجمعة (جیسے اذانِ جمعہ کے وقت خرید و فروخت کرنا۔ ت) اور یہ کراہت بھی اس وقت ہے جب سب اولاد برابر ہوں اور بھرت دین آپس میں تفاوت نہ رکھتے ہوں ورنہ اگر مثلاً ایک بیٹا یا بیٹی علم یا تقویٰ میں اوروں سے زائد یا یہ مہوب لہ تحصیل علم میں مشغول ہے کہ کسب مال کی فرصت نہیں رکھتا تو ایسے شخص کو سب سے زیادہ دینا کوئی حرج نہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں

^۱ درمختار کتاب الہبۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱۶۰/۲

^۲ صحیح مسلم کتاب الہبات باب کراہۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۷/۲

میں ہے:

روى عن ابى حنيفة رضى الله تعالى عنه انه لا بأس به اذا كان التفضيل لزيادة فضل في الدين فان كانا سواء يكره ¹ ۔	حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ) اولاد میں سے کسی ایک کو بہہ کرنے میں (کچھ حرج نہیں جبکہ اس دوسری اولاد میں ترجیح و تفضیل دینا دینی فضل و شرف کی وجہ سے ہو لیکن اگر سب برابر ہوں تو پھر ترجیح مکروہ ہے۔ (ت)
---	--

عائگیری میں ہے:

لو كان الولد مشتغلاً بالعلم لا بالكسب فلا بأس بان يفضلہ علی غیرہ کذا فی الملتقط ² ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اگر بیٹا حصول علم میں مشغول ہو نہ کہ دنیوی کمائی میں تو ایسے بیٹے کو دوسری اولاد پر ترجیح و تفضیل دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ملتقط میں اسی طرح مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
---	--

مسئلہ ۲۱۰: از ملک بنگالہ شہر نصیر آباد قصبہ لاماپڑا امر سلہ محمد علیم الدین صاحب ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ باپ نے سود وغیرہ حرام مال چھوڑ کر انتقال کیا اب وہ مال لڑکے کے واسطے حلال ہوگا یا نہیں، لڑکا حرام خوری میں ناراض تھا۔

الجواب:

جس جس شخص کی نسبت معلوم ہو کہ فلاں سے اتنا مال سود یا رشوت یا غصب یا چوری میں اس کے باپ نے لیا تھا اس پر فرض ہے کہ ترکہ سے اتنا اتنا مال اُن لوگوں یا اُن کے وارثوں کو واپس دے اگرچہ وہ مال یعینم جدا نہ معلوم ہو جو ان ناجائز طریقوں سے لیا، اور جس مال کی نسبت یعینم معلوم ہو کہ یہ خاص وہی مال حرام ہے تو فرض ہے کہ اُسے مال غیر و غصب سمجھے اگرچہ وہ لوگ معلوم نہ ہوں جن سے لیا تھا پھر بحالت علم اُن مستحقوں یا ان کے وارثوں کو دے ورنہ ان کی نیت سے فقراء پر تصدق کرے، اور اگر اجمالاً صرف اتنا معلوم ہو کہ ترکہ میں مال حرام بھی ملا ہے مگر نہ مال متمیز نہ مستحق معلوم

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الہبۃ فصل فی ہبۃ الوالد نوکثور لکھنؤ ۴/ ۷۰۵

² فتاویٰ ہندیۃ کتاب الہبۃ الباب السادس نورانی مکتب خانہ پشاور ۳/ ۳۹۱

تو دیانۃً افضل احتراز اور حکم جواز۔

ردالمحتار میں ہے جب اسے معلوم ہو کہ مُؤرِث کی کمائی حرام ہے تو عدم تعین کی وجہ سے اس کے لئے حلال ہے لیکن جب مالک معین معلوم ہو تو پھر مال کی حرمت میں کوئی شک نہیں لہذا مال اس کے مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے۔ اسی طرح جب عین غصب یعنی بیعہ کوئی شے معصوب ہو تو اس کا استعمال حلال نہیں اگرچہ مال کا مالک معلوم نہ ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر مالکان مال معلوم ہوں تو انہیں مال واپس کرنا ضروری ہے لیکن اگر ارباب مال کو نہیں جانتا اور معین شے کے حرام ہونے کا علم رکھتا ہے تو اس صورت میں بھی وہ معین حرام مال اس کے لئے جائز نہیں لہذا اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے، اور اگر مال مخلوط حرام طریقے سے جمع کیا گیا اور یہ اس کے مالکوں کو نہیں جانتا اور نہ کسی معین شے کے حرام ہونے کا علم رکھتا ہے تو ایسی صورت میں یہ، مال فضل کے طور پر اس کے لئے حلال ہے لیکن دیانت و تقویٰ کے لحاظ سے زیادہ بہتری پرہیز میں ہے اہل لخصاً، میں کہتا ہوں کہ لفظ ہذا سے میری مراد یہ ہے کہ بطور دیانت اس مال سے بچنے کا حکم دینا عام معتبر کتابوں کے مطابق ہے جیسے خانیہ، تمیین اور ہندیہ وغیرہ۔ یہاں چند قیمتی احاث ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ شامی پر جو ہماری تعلیقات ہیں ہم نے وہاں انہیں بیان کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

فی ردالمحتار، اذا علم ان کسب مورثہ حرام یحل لہ لکن اذا علم المالك بعینه فلا شک فی حرمتہ و وجوب ردہ علیہ و کذا لایحل اذا علم عین الغصب مثلاً وان لم یعلم ما بلکہ والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب ردہ علیہم والا فان علم عین الحرام لایحل لہ ویتصدق بہ بنیۃ صاحبہ و ان کان مالا مختلطاً مجتمعاً من الحرام ولا یعلم اربابہ ولا شیئاً منہ بعینه حل لہ حکماً والاحسن دیانۃ التنزه عنہ¹ اہ ملخصاً۔ قلت وهذا اعنی الحكم بأولویۃ التنزه دیانۃ هو المطابق لما فی عامۃ المعتمدات کالخانیۃ والتبیین والہندیۃ وغیرہا وھنا ابحاث نفیسۃ ذکرناھا فیما علقنا علی ردالمحتار، واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ ردالمحتار کتاب البیوع باب البیوع الفاسد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۰/۴

مسئلہ ۲۱۱: از ملک بنگالہ ضلع ڈاک خانہ نمازی پور کو چیا موڑ امر سلہ عبدالرحمن صاحب

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کا کیا ارشاد مبارک ہے) اس مسئلہ میں کہ در بعض دیار بنگال رمضان المبارک میں میانجی و منشیوں کو دعوت کر کے مجتمع کرتے ہیں اور مردگان پر ایصالِ ثواب کے واسطے ختم قرآن و ختم تہلیل و غیرہ پڑھا کے اور زیارتِ قبور کر کے اجرت دیتے ہیں یعنی اگرچہ پیسہ وغیرہ کا کچھ تعین نہیں کرتے ہیں مگر ہمیشہ دینا واجب جانتے ہیں اور منشی اور میانجی بھی پیسے کے لالچ سے جاتے ہیں، قرینہ اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی مکان میں پیسہ نہ دیا تو بار دیگر اُس مکان میں نہیں جاتے ہیں، اس قسم کا پیسہ دینا اور لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور مُردوں پر ایصالِ ثواب ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

جبکہ اُن میں معبود و معروف یہی لینا دینا ہے تو یہ اجرت پر پڑھنا پڑھانا ہوا فان المعروف عرفاً کالمشروط لفظاً (کیونکہ عرف و رواج میں جو کچھ مشہور ہے وہ اس طرح ہے کہ جس طرح الفاظ سے شرط طے کی جائے۔ ت) اور تلاوت قرآن اور ذکر الہی پر اجرت لینا دینا دونوں حرام ہے، لینے والے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں کما حقہ فی رد المحتار و شفاء العلیل وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ شامی، شفاء العلیل اور دیگر کتب میں اس کی تحقیق فرمائی گئی۔ ت) اور جب یہ فعل حرام کے مرتکب ہیں تو ثواب کس چیز کا اموات کو بھیجے گا؟ گناہ پر ثواب کی امید اور زیادہ سخت و اشد ہے کما فی الہندیۃ والبیازیۃ وغیرہما وقد شدد العلماء فی هذا ابلغ تشدید (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور بزازیہ وغیرہ میں مذکور ہے، علماء کرام نے اس مسئلہ میں بہت شدت برتی ہے۔ ت) ہاں اگر لوگ چاہیں کہ ایصالِ ثواب بھی ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لئے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اتنی دیر کی ہر شخص کی معین کر دیں مثلاً پڑھوانے والا کہے میں نے تجھے آج فلاں وقت سے فلاں وقت تک کے لئے اس قدر اجرت پر نوکر رکھا جو کام چاہوں گا وہ کہے میں قبول کیا، اب اتنی دیر کے واسطے اس کا اجر ہو گیا جو کام چاہے لے سکتا ہے اس کے بعد اس سے کہے فلاں میّت کے لئے اتنا قرآن عظیم یا اس قدر کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھ دو، یہ صورت جواز کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم (اللہ تعالیٰ پاک برتر اور سب سے بڑا عالم ہے اور اس کا علم کامل اور پختہ ہے۔ ت)

مسئلہ ۲۱۲: ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں بھٹیاریں کا دستور ہے جب ان میں کوئی عورت بدکاری کرتی ہے خاوند اسے طلاق دے کر چودھری کے سپرد کر دیتا ہے پھر جو شخص اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے سرائے کے بھٹیاریں اس شخص سے جب تک بیس روپے نہ لے لیں نکاح نہیں کرنے دیتے۔ اس عورت کو سرائے کی گٹھڑی کہتے ہیں اب گٹھڑی ہے ہمیں بیس روپے دے دو تو نکاح کرنے دیں گے پھر وہ روپیہ کبھی آپس میں بانٹ لیتے ہیں کبھی اس کا کھانا پکا کر کھالیتے ہیں، اس دفعہ بھی ایک شخص کے ایسے ہی بیس روپے جمع ہیں بھٹیاریں چاہتے ہیں ہم انہیں مسجد میں لگا دیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا۔

الجواب:

یہ روپے جو باندھے گئے ہیں محض رشوت و حرام ہیں، نہ ان کا کھانا جائز، نہ بانٹ لینا جائز، نہ مسجد میں لگانا جائز، بلکہ لازم ہے کہ جس شخص سے لئے ہیں اسے واپس دیں، وہ اگر بخوشی اجازت دے دیں کہ میری طرف سے مسجد میں صرف کر دو تو جائز ہوگا۔

فی البزازیة الاخ ابی ان یزوج الاخت الا ان یدفع الیہ کذا یدفع، لہ ان یأخذ منه قائماً او هالکاً لانه رشوة ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی بھائی نے اپنی بہن کی شادی کسی چیز کے حصول کے لئے مشروط کر دی اور پھر وہ چیز اس کے حوالے کر دی گئی تو اس باقی رہنے والی یا ختم ہو جانے والی چیز کا لینا مالک کو واپس لینا جائز ہے کیونکہ وہ رشوت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
--	--

عاصی محمد یعقوب

مسئلہ ۲۱۳: ۷ رجب ۱۴۱۷ھ

مخدومنا و مکر مناجناب مولوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم، آداب! جلسہ سالانہ آریہ سماج کے واسطے کرسیاں کرایہ پر آریہ مانگتے ہیں شرعاً ایسے جلسے کے واسطے کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ احقر نے ابھی اقرار نہیں کیا آجنگاہ کا جواب آنے پر ان کو جواب دوں گا۔

الجواب:

مکرم سلم اللہ تعالیٰ! آپ اپنے کرائے سے غرض رکھیں، کرسی پر بیٹھنا حرام نہیں، اس کا

^۱ فتاویٰ بزازیہ علی هامش الفتاویٰ الہندیۃ کتاب النکاح الفصل الثانی عشر المہر نورانی کتب خانہ پشاور ۱۳۶/۴

کرایہ حرام نہیں، اقوال نامشروع جو بیٹھنے والے سقار بکیں گے کرسی پر موقوف نہیں کرسی ان میں معین و موید نہیں کوئی وجہ حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۳: از بسولی ضلع بدایوں مرسلہ خلیل احمد صاحب ۹ شوال ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پیشہ وران ذیل کی بابت شرع کیا حکم دیتی ہے۔

(۱) قاطع الشجر (۲) ذابح البقر (۳) دائم الخمر (۴) بائع البشر

الجواب:

خرآدمی کی بیع اور شراب پینا دونوں حرام قطعی ہیں خصوصاً شرب خمر کی مداومت کہ وہ ٹوگناہ کبیرہ پر اصرار ہوا جو سخت ترکیرہ عظیمہ ہو گیا اور ذبح بقر و قطع شجر کے پیشے میں مضائقہ نہیں، یہ جو عوام میں بنام حدیث مشہور ہے کہ "ذابح البقر و قاطع الشجر" جنت میں نہ جائے گا" محض غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۵: از بجا پور گجرات ضلع بڑودہ شمالی کٹری پرانت مرسلہ حافظ محمد بن سلیمان میاں محلہ بہور وائر ۱۵ شعبان ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نام ایک طوائف کو خالد ایک امیر نے سواروپے ماہواری پر نوکر رکھنا کہ اس سے وطی کرے اور ہر وقت ہم صحبت رہے یکایک ہندہ کو ہدایت ربانی نصیب ہوئی اور اس کام سے تائب ہوئی لیکن اس امیر نے وہی پگار اس کے نام پر برقرار رکھا اور اس کے لڑکے زید نے بعد وفات خالد کے وہی پگار جاری رکھا، وہ ہندہ اس پگار سے کار خیر اور مساکین اور یتیم اور رانڈوں کو پرورش کرتی ہے اور خیرات جاری ہے اس سبب سے وہ پگار سے خیرات لینا اور کھانا وغیرہ حلال ہے یا نہیں؟ اور ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟ بیٹنوا تو جروا۔

الجواب:

جب تک وہ وظیفہ ہندہ کو بمعاضہ زنا ملتا تھا ضرور حرام قطعی تھا، نہ اس سے خیرات ہو سکتی تھی، مگر جب ہندہ تائبہ ہو گئی اور اس کے بعد بھی امیر نے وظیفہ جاری رکھا اب اس کے بیٹے کی طرف سے جاری ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ کسی گناہ کے معاوضہ میں نہیں یہ ضرور مال حلال ہے، صحیح بخاری و صحیح مسلم میں قصہ اصحاب الرقیم میں جس کا اشارہ قرآن عظیم میں بھی موجود، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین مسافرات کو ایک غار میں ٹھہرے پہاڑ سے

ایک چٹان گر کر غار کے منہ پر ڈھک گئی یہ بند ہو گئی، آپس میں بولے خدا کی قسم یہاں سے نجات نہ پاؤ گے "الآن تدعوا للہ بصالح اعمالکم" مگر یہ کہ نیک اعمال کو وسیلہ کر کے حضرت عزوجل سے دعا کرو، ہر ایک نے اپنا اپنا ایک اعلیٰ درجے کا نیک عمل بیان کیا اور اس کے توکل سے دعا کی، چٹان تھوڑی تھوڑی کھلتی گئی، تیسرے کی دعا پر بالکل ہٹ گئی اور انہوں نے نجات پائی۔ ان میں ایک دعا یہ تھی کہ میرے چچا کی بیٹی مجھے سب سے زیادہ پیاری تھی میں نے اس سے بدکاری چاہی وہ باز رہی یہاں تک کہ ایک سال قحط میں مبتلا ہو کر میرے پاس آئی "فاعطیتھا عشرين ومائة دينار علی ان تحلی بنی وبن نفسھا ففعلت" میں نے اسے ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ مجھے اپنے اوپر قدرت دے اس نے قبول کیا جب میں نے اس پر دسترس پائی اور قریب ہوا کہ زنا واقع ہو وہ روئی اور کہا میں نے یہ کام کبھی نہ کیا احتیاج نے مجھے مجبور کر دیا اللہ سے ڈرا اور ناحق طور پر مہر کو نہ توڑ، میں اس سے ڈرا اور اس فعل سے باز رہا اور وہ اشرفیاں بھی اسی کو چھوڑ دیں "اللہم ان کنت فعلت ذلک ابتغاء وجهک ففج عتاً مانحن فیہ الہی!" اگر میں نے یہ کام تیری رضا چاہنے کے لئے کیا ہو تو ہمیں اس بلا سے نجات دے، اس پر چٹان سر کی¹۔ اس حدیث جلیل عظیم سے ظاہر ہے کہ وہ اشرفیاں اس عورت کے لئے مال حلال ہو گئیں ورنہ اس کا اسے رکھنا حرام ہوتا اور جب اسے رکھنا حرام ہوتا اسے چھوڑ دینا اور واپس نہ کرنا حرام ہوتا کہ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔

ما حرم اخذه حرم اعطاؤه ² والمانع منهما من جهة الشرع لا المجرد حق الغیر فکان یجب علیہما رفعہ اعدا مالاً للعصیة۔	جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے، ان دونوں کا مانع شریعت کی طرف سے ہے نہ کہ محض حق غیر، لہذا ان دونوں پر گناہ کو زائل اور ختم کرنے کے لئے اس کا دفع واجب تھا (یعنی عورت لینے والی رقم کو اپنے پاس نہ رکھتی اور دینے والا مرد اسے واپس لیتا) جب یہ دونوں کام نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ رقم حلال ہے۔ (ت)
---	--

حالانکہ وہ اشرفیاں خاص وہی تھیں جو بشرط زنا دی گئی تھیں تو بہ نے انہیں بھی حلال کر دیا

¹ صحیح البخاری کتاب الاجارہ باب من استأجر اجیراً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۰۳، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب قصة اصحاب

الغار قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۵۳

² رد المحتار کتاب الزکوٰۃ باب العشر دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۶/۱

توبہ جو وظیفہ جدید دیا گیا اس میں حرمت کیونکر آسکتی ہے وھذا کله ظاہر جدا (بلاشبہ یہ سب کچھ خوب ظاہر ہے۔ ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۶ و ۲۱۷: از بنگالہ ضلع سلہٹ موضع قاسم نگر مرسلہ مولوی اکرم یکم ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) اگر کسی سود خوار نے سودی روپیہ سے مسجد بنائی یا حج کیا یا حج کروایا یا تالاب کھدوایا یا خیرات کی تو وہ شخص مستحق ثواب ہوگا یا نہیں؟

(۲) اُس مسجد میں نماز پڑھنا یا حج کرنے والے کو اس سودی روپیہ کا حج کے خرچ میں لانا یا اس تالاب میں وضو و غسل کرنا یا پانی پینا یا اس مال خیرات کو مستحقین خیرات کا لے لینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

(۱) سود کے روپیہ سے جو کار نیک کیا جائے اس میں استحقاقِ ثواب نہیں،

حدیث شریف میں ہے: جو مال حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب لیک کہتا ہے ہاتھ غیب سے جواب دیتا ہے:

لا لیبیک ولا سعدیک و حاک مردود علیک حتی ترد ما فی یدیک ^۱ ۔	نہ تیری لیک قبول، نہ خدمت پذیر، اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود ہے یہاں تک کہ تو یہ مال حرام کہ تیرے قبضہ میں ہے اس کے مستحقوں کو واپس دے۔
---	--

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب ^۲ ۔	بیشک اللہ عزوجل پاک ہے پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے۔
--	--

سود خوار پر شرعاً فرض ہے کہ جتنا سود جس جس سے لیا ہے اسے واپس دے، وہ نہ رہا ہو اس کے وارثوں کو دے، وہ بھی نہ رہے ہوں یا پتہ مالک اور اس کے ورثہ کا نہ چلے تو فرض ہے کہ اتنا مال تصدق کر دے، وہ بھی نہ رہے ہوں یا پتہ مالک اور اس کے ورثہ کا نہ چلے تو فرض ہے کہ اتنا مال تصدق کر دے اور تصدق میں فقیر کو مالک کر دینا درکار ہے کما نص علیہ فی الخانیۃ وغیرہا عامۃ الاسفار (جیسا کہ فتاویٰ قاضی جان وغیرہ عام بڑی کتب میں اس کی تصریح

^۱ اتحاف السادة المتقين کتاب اسرار الحج الباب الثالث دار الفکر بیروت ۴/۳۳۱

^۲ السنن الکبریٰ کتاب صلاة الاستسقاء دار المعرفة بیروت ۳/۳۶۶

کردی گئی۔ ت) اور مسجد یا تالاب بنانا یا حج کرنا اصلاً ادائے حکم نہ ہوگا اور اس پر سے گناہ نہ جائے گا، ہاں خیرات کر دینے کا حکم ہے یوں اس کی توبہ تمام ہوگی اور ان شاء اللہ تعالیٰ گناہ سے بری الذمہ ہوگا اور توبہ کرنے اور حکم شرع دربارہ تصدق بجالانے کا ثواب بھی پائے گا اگرچہ خیرات کا ثواب نہ ہوگا کما حقنہ فی فتاونا، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم واحکم (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی پوری تحقیق کردی، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے اس کا علم زیادہ مکمل اور پختہ ہے۔ ت)

(۲) حج کا جواب گزر چکا کہ اس روپے کو اس صرف میں اٹھانا جائز نہیں، ہاں فرض حج ذہ سے ادا ہو جائے گا،

<p>کیونکہ کسی شے کا قبول ہونا اور فرض ساقط ہو جانا دونوں ایک نہیں بلکہ الگ الگ چیزیں ہیں یعنی قبولیت شے اور چیز ہے اور سقوط فرض اور چیز، جیسا کہ کوئی شخص ناجائز مقبوضہ زمین پر نماز پڑھے تو اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا مگر نماز مقبول نہ ہوگی۔ (ت)</p>	<p>فان القبول شیعی آخر غیر سقوط الفرض وکان کمن صلی فی ارض مغصوبہ۔</p>
--	---

اور اگر مسجد یا تالاب بنایا تو اس میں نماز اور اس سے وضو وغیرہ و شرب سب جائز ہے والدلائل تعرف فی فتاونا (دلائل کا تعارف ہمارے فتاویٰ میں موجود ہے۔ ت) بلکہ خانیہ و ہندیہ وردالمختار وغیرہا میں ہے:

<p>اگر کوئی شخص بیع فاسد سے گھر خریدے پھر اس پر قابض ہو جائے پھر اسے فقیروں اور محتاجوں کیلئے وقف کر دے تو جن پر یا جن کے لئے وہ گھر وقف کیا گیا وہ وقف قرار پا جائے گا مگر اس کی قیمت کی ادائیگی اس پر لازم ہوگی اھ اس میں تحقیق کلام وہی ہے جس کو ہم نے فتاویٰ شامی کی بحث وقف کے آغاز میں حاشیہ میں بیان کیا ہے۔ (ت)</p>	<p>لواشتوی رجل دارا شراء فاسدا وقبضها ثم وقفها علی الفقراء والمساكين جاز وتصیر وقفاً علی ما وقفت علیہ وعلیہ قیمتہا^۱ اھو تحقیق الکلام فیہ فیما علقنا علی رد المحتار من اول الوقف۔</p>
---	---

بلکہ جامع المضمرات و عالمگیریہ میں ہے:

^۱ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ فتاویٰ قاضیخان کتاب الوقف نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۳۵۳

<p>امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کوئی آدمی زمین غصب کرے یعنی زبردستی چھین لے پھر وہاں مسجد، حمام اور دکان تعمیر کر دے تو مسجد میں نماز پڑھنے، حمام میں غسل کرنے اور دکان سے اشیاء خرید لینے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں، البتہ غاصب کیلئے جائز نہیں کہ اسے کرایہ پر دے، اور اگر اس نے کوئی حویلی چھین لی پھر اسے مسجد بنادیا تو کسی کے لئے وہاں داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی گنجائش نہیں اہ میں کہتا ہوں کہ ہم نے پہلے بھی یہ بیان کر دیا کہ گھر اور زمین کے حکم میں فرق کرنا گویا غیر رائج قول پر مبنی ہے جو غصبِ صحن کے مسئلہ میں ہے "الساحة" جاء بغير نقطة ہی درج ہے پس جو بھی ہو اس کی دلالت یہاں تام ہے جو ظاہر ہے (الحاصل) ملک کی خباثت وقف کی صحت سے مانع نہیں، اس کی صحت کا دار و مدار اس کے آثار پر ہے، یہاں اس کو سمجھ لیا جائے۔ (ت)</p>	<p>قال ابو يوسف رحمه الله عليه اذا غصب ارضا فبنى فيها مسجدا او حماما او حانوتا فلا باس بالصلوة في المسجد والدخول في الحمام للاغتسال وفي الحانوت للشراء وليس له ان يستأجرها وان غصب دارا فجعلها مسجدا لا يسع لاحد ان يصلي فيه ولا ان يدخله¹ الخ قلت وذكرنا انه ان التفرقة في الدار والارض كانها مبنية على غير الارجح في مسألة غصب الساحة بالحاء المبهلة واما ما كان فدلالتهما على ما هنا تأمر كما لا يخفى وبالجمل فخبث الملك لا يمنع صحة الوقف وصحته تعتمد آثاره فافهم۔</p>
--	---

اور فقیر کو اس کا خیرات میں لینا تو بدرجہ اولیٰ جائز ہے کہ یہ تو عین حکم شرع ہے جبکہ مالک کا پتہ نہ رہا ہو اور ویسے بھی مالِ رباً میں بعد قبضہ عدم ملک نہیں صرف خبث ملک،

<p>ردالمحتار نے بحر الرائق سے بحر الرائق نے غنیہ سے اور فنیہ نے امام بزدوی سے نقل کیا ہے۔ بیج فاسد کی تمام صورتوں میں سودی معاملات ہیں ان میں قبضہ کرنے کے عوض مالک ہو جاتا ہے انتہی۔</p>	<p>في الرد المحتار عن البحر الرائق عن القنية عن الامام البزدوي ان من جملة صور البيع الفاسد جملة العقود الربوية يملك العوض فيها بالقبض² انتهي،</p>
---	--

¹ الفتاوى الهندية كتاب الكراهية الباب الخامس نوراني مكتب خانہ پشاور ۵/ ۳۲۰

² ردالمحتار باب الربو دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۷۶

قَلَّتْ فَمَا وَفَّقَ فِي مَدَانِيَاتِ الْعُقُودِ الدَّرِيَّةِ سَهْوًا كَمَا نَجَّهْتَ عَلَيْهِ فِيمَا عَلَّقْتَ عَلَى رَدِّ الْمَحْتَارِ۔	میں کہتا ہوں جو کچھ عقود الدریرہ کی بحث مدانیات میں واقع ہوا وہ سہواً ہے اور بھول ہے جیسا کہ میں نے فتاویٰ شامی کی تعلیق (حاشیہ) میں اس پر متنبہ اور آگاہ کیا ہے۔ (ت)
---	---

اور خبث ملک فقیر کو تصدق میں لینے سے مانع نہیں،

فِي الْهِنْدِيَّةِ عَنْ الْحَاوِي عَنْ الْأَمَامِ ابْنِ بَكْرِ قِيلَ لَهُ إِنَّ فَقِيرًا يَأْخُذُ جَائِزَةَ السُّلْطَانِ مَعَ عِلْمِهِ أَنَّ السُّلْطَانَ يَأْخُذُهَا غَضَبًا يَحِلُّ لَهُ قَالَ إِنَّ خُلْطَ ذَلِكَ بِدِرَاهِمٍ آخِرَى فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ ^۱ إِلَى آخِرِهِ۔ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ وَعَلَيْهِ أَتَمُّ وَاحْكُم۔	چنانچہ عالمگیری میں الحاوی اس نے امام ابو بکر سے نقل کیا ہے کہ ان سے کہا گیا کہ فقیر بادشاہ سے انعام لیتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ بادشاہ نے وہ انعام یا مال بطور غصب لے رکھا ہے تو کیا یہ اس کے لئے حلال ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ دراہم، انعام دوسرے دراہم میں ملا ڈالے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں (عبارت مکمل)۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس کا علم نہایت درجہ مکمل اور پختہ ہے۔ (ت)
--	--

مسئلہ ۲۱۸ از جاس رائے بریلی محلہ زیر مسجد مکان حاجی ابراہیم مرسلہ ولی اللہ ۱۳۴۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، سود اور رشوت کامل توبہ سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے یہاں نوکری کرنا اور کھانا
جائز ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب:

زبانی توبہ سے حرام مال پاک نہیں ہو سکتا بلکہ توبہ کے لئے شرط ہے کہ جس جس سے لیا ہے واپس دے، وہ نہ رہے ہوں ان کے
وارثوں کو دے، پتانہ چلے تو اتنا مال تصدق کر دے، بے اس کے گناہ سے برات نہیں، اس کے یہاں نوکری کرنا، تنخواہ لینا، کھانا
کھانا جائز ہے جبکہ وہ چیز جو اسے دے اس کا بعینہ مال حرام ہو نا نہ معلوم ہو۔

کَمَا فِي الْهِنْدِيَّةِ ^۲ عَنْ الذَّخِيرَةِ	جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ذخیرہ کے حوالہ سے
---	---

^۱ الفتاویٰ الہندیۃ کتاب الکراہیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

^۲ الفتاویٰ الہندیۃ کتاب الکراہیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ۔	امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم والا ہے اور اس کا علم بہت تمام اور زیادہ پختہ ہے۔ (ت)
---------------------------	--

۱۹/رجب ۱۴۲۰ھ

ازنگالہ ضلع مبین سنگھ مرسلہ عبداللطیف صاحب

مسئلہ ۲۱۹

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کا کیا ارشاد ہے۔ ت) کہ ایک لڑکی کو اُستاد نے اس کے باپ کے یہاں قرآن شریف وغیرہ پڑھایا اور اس مدتِ تعلیم میں والد لڑکی نے استاد کو کچھ اُجرت و مشاہیر وغیرہ نہیں دیا پھر بروقت شادی اس لڑکی کے استاد کو دولہا کی طرف والوں سے یعنی دولہا یا والد وغیرہ سے روپیہ دلویا، گویا نوشاہ والوں نے بغرض مجبوری یا خوشی سے دیا لہذا اس صورت میں اس اُستاد کو وہ روپیہ لینا جائز ہو یا از روئے شرع شریف کے ناجائز؟

الجواب:

اگر بخوشی دینا لینا جائز ہے، اور مجبوری سے دیا تو حرام۔

قال اللہ تعالیٰ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ" ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) آپس میں اپنے مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری رضامندی سے تجارت اور کاروبار ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
---	--

۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۴۲۱ھ

از شہر کہنہ

مسئلہ ۲۲۰:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا والد ایک عرصہ سے اعمیٰ ہو گیا ہے دونوں خیاطی کرتے ہیں اور عدد فروخت کے واسطے تیار کرتے ہیں، والد زید فروخت مال کے لئے بازار کو دو چار گھنٹے کو جایا کرتا ہے کہ قدیم سے اس کی عادت ہے شرعاً اس میں زید پر تو کوئی الزام نہیں۔ باپ کا مال بیٹے کو کھانا حرام ہے یا حلال؟ دونوں کی خورش یک جائی ہے، باپ کا حق بیٹے پر کب رہتا ہے اور بیٹے کا باپ پر کب تک؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر زید کا باپ اپنی خوشی سے حسبِ عادت جاتا ہے تو زید پر الزام نہیں اگرچہ مقتضائے سعادت مند

^۱ القرآن الکریم ۲۹/۴

یہ ہے کہ اسے آرام دے اور خود کام کرے، ہاں اگر زید اسے مجبور کرتا ہے تو ضرور گنہگار و نالائق ہے، باپ کا مال بیٹے کو اس کی رضا سے قدر رضا تک حلال ہے ورنہ حرام، شریک ہوں خواہ جدا، باپ کا حق بیٹے پر ہمیشہ رہتا ہے، یونہی بیٹے کا باپ پر، ہاں بعض حقوق وقت تک محدود ہیں جیسے لڑکا جب جوان ہو جائے باپ پر اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۱: از ضلع شیب ساگر ڈاکخانہ انٹوری مقام شام گوری ملک آسام مرسلہ عبدالمجید صاحب ۱۱ شعبان ۱۳۲۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید انگریز نے ہندہ مسلمہ کو قریب بیس برس کے عورت بنا کر رکھا ان کی طرف سے کئی ہولے موجود ہیں، اب ہندہ ضعیفہ ہوئی، ہندہ نے انگریز سے کہا کہ کچھ روزینہ بندوبست کر کے مجھ کو چھوڑ دو ہم آپس میں بھائی بند کے پاس مسلمان ہو کر رہے تاکہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے۔ اب ہندہ نے کسی عالم کے پاس چند مسلمان کے مقابل توبہ کیا اور ضامن بھی دیا آمدورفت نہ ہونے کے لئے، فاصلہ درمیان دونوں کے ۳ روزہ کی راہ ہے اسباب حاصلہ اور تنخواہ کے سوا اور کوئی صورت اوقات بسری کے واسطے نہیں اور اگر اسباب حاصلہ اور چار روپیہ روزینہ جاریہ سے منع کیا جائے تو پھر انکار اسلام کا خوف ہے، اب آیا ان صورتوں میں ان کا مسلمان ہونا صحیح ہوگا یا نہ ہوگا؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے۔ ت)

الجواب:

ہندہ کا اسلام صحیح ہے بلکہ اگر اس مدت بست ۲۰ سال میں کہ وہ انگریز کے پاس رہی کوئی قول و فعل کفر نہ کیا تھا تو وہ جب بھی مسلمان تھی اگرچہ اشد سخت ملعون کبیرہ کی مرتکب تھی کہ ایک تو زنا، دوسرے وہ بھی کافر سے۔ اہلسنت کے مذہب میں آدمی کسی گناہ کے باعث اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

لقلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر ^۱ ۔	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے "اگرچہ زنا کرے اگرچہ چوری کرے، ابوذر کی ناک خاک آلود ہونے کے باوجود (یعنی بالفرض وہ تنگی اور کوفت محسوس کریں تب بھی)۔ (ت)
---	---

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ اگر بالفرض ہندہ نے اس زمانے میں معاذ اللہ اپنا دین بدل دیا اور کفر

^۱ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ذر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۶۶

اختیار کیا تھا اور اب اسلام لاتی ہے تو اب بھی اسلام قبول تھا اگرچہ وہ معاذ اللہ اس زنا سے باز بھی نہ آتی کہ زنا کفر نہیں زنا کا وبال رہتا اور اسلام صحیح ہو جاتا، اب کہ وہ بھمد اللہ زنا سے بھی جدا ہوئی، اسلام صحیح نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں، نہ اس تنخواہ سے ممانعت کی کوئی ضرورت کہ وہ معاوضہ زنا میں نہیں بلکہ صراحۃً اس انگیز سے صاف کہہ دیا ہے کہ اب وہ زنا سے باز رہے گی اور اپنی قوم میں اپنے دین پر رہے گی تو یہ تنخواہ محض بلا عوض اور ہندہ کے لئے حلال ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

<p>جب کوئی شخص گانے بجانے والا ہو اگر اسے بغیر کسی تقاضے اور شرط کے کچھ دیا جائے تو فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ اس کے لئے مباح ہے چنانچہ فتاویٰ شامی میں فتاویٰ عالمگیری سے اس نے المنتقی سے اس نے ابراہیم سے اس نے صاحب امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p>	<p>الرجل اذا كان مطرباً مغنياً اعطى بغیر شرط قالوا یباح^۱ اه ومثله فی رد المحتار^۲ عن الہندیۃ عن المنتقی عن ابراہیم عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>
---	--

مسئلہ ۲۲۲:

از شہر کہنہ

۲۰/ صفر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھال مردار گھوڑے اور گدھے کی گیلی خریدنا جائز ہے یا نہیں اور اس گیلی کھال کو سڑا کر ہاتھ سے ملنا اور بنانا یعنی نجاست صاف کرنا اس غلیظ کام کرنے والے کے کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

گھوڑا گدھا کہ بے ذبح مر جائے اس کی کھال کہ پکائی نہ گئی ہو بیچنا خریدنا حرام ہے اور دباعت کرنا جائز ہے اور اس کا پیشہ مکروہ، اور اس کے کھانے سے احتراز اولیٰ ہے۔ عالمگیری میں ہے:

<p>لیکن درندوں، گدھوں اور خجروں کی کھالیں اگر ذبح کئے ہوئے جانوروں سے اتاری جائیں</p>	<p>اما جلود السباع والحبر والبغال فما كانت مذبوحة او مدبوغة جاز بیعها وما لا فلا^۳ الخ</p>
---	--

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظرو الاباحۃ مطبع نوکسور لکھنؤ ۴/ ۷۹

^۲ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴

^۳ فتاویٰ ہندیۃ کتاب البیوع الفصل الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۱۱۵

<p>یا خود کھالیں پکالی جائیں تو ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے لیکن بصورت دیگر جائز نہیں الخ اور حدیث مبارکہ ہے کہ پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔ ائمہ کرام نے اس کی یہ علت بیان فرمائی کہ اس کا نجاستوں سے تلبس ہوا کرتا ہے اور بلاشبہ یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور لگانے والے کو اجرت بھی دی۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)</p>	<p>وفي الحديث كسب الحجام خبيث¹ وعلوه بالتلبس بالنجاسات وقد ثبت ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم احتجم واعطى الحجام² -والله سبحانه وتعالى اعلم-</p>
---	---

مسئلہ ۲۲۳: از مقام کول مانک چوگ مسئلہ زوجہ عبدالرشید خان مرحوم ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کسی نے جو کچھ مال حرام پیدا کیا تھا چہ نقدی و چہ زیور و چہ جائداد خریدی ہوئی اسی مال سے پیدا کی تھی، جب وہ کسی تائب ہوئی تو اس نے اس قسم مال حرام کو پیدا کردہ اپنا سب کچھ چھوڑ دیا اور اپنی ماں اور بہنوئی سے کہا کہ یہ مجھے درکار نہیں ہے میں نے تم کو چھوڑا، یہ کہہ کر الگ ہو گئی، انہوں نے اس مال اور جائداد کو صرف کر ڈالا، اب یہ استفسار ہے کہ یہ دے دینا اس کا اُن کو صحیح ہو گیا یا کیا اور جو صحیح نہ ہوا ہو تو اس کو یہ واپس کر سکتی ہے یا نہیں اور اس غرض سے واپسی چاہتی ہے کہ اگر مل جائے تو اس وقت کی نقدی سے جائداد خرید کر کے اُسے مصرف خیر میں صرف کرے اس کی کیا صورت ہے؟ بیّنوا تو جروا۔

الجواب:

رنڈی جو مال اُس حرام و ناپاک ذریعے سے حاصل کرتی ہے اس کی ملک نہیں ہوتا حکم غضب رکھتا ہے اس پر فرض ہوتا ہے کہ جن سے لیا واپس دے، وہ نہ رہے ہوں تو اُن کے ورثہ کو دے، وہ نہ ملیں تو فقرا پر تصدق کرے، اور ظاہر ہے کہ بعد ایک مدت مدیدہ کے جو عورت تائب ہو وہ ہر گز حساب نہ لگائے گی کہ کب کتنا کس سے لیا، تو جو مال اس کے ہاتھ میں ہے اموال ضائعہ کے قبیل سے ہوا کہ اس کے مصرف فقراء ہیں، اور اس کی ماں بہنیں کہ وہ بھی رنڈیاں اور اُس وقت تک اُسی پیشہ ملعونہ میں آلودہ ہیں اگرچہ اُس ناپاک ذریعے سے لاکھوں روپے اُن کے پاس ہوں شرعاً محض محتاج و نادار ہیں لماعرفتم من ان

¹ مسند امام احمد بن حنبل عن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۶۴

² سنن ابی داؤد کتاب الاجارۃ باب فی کسب الحجام آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۲۹

ما بایدیہن غصب لایسکنہ (اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو گیا کہ جو کچھ عورتوں کے ہاتھوں میں ہے وہ غصب شدہ ہے جس کی وہ مالک نہیں ہیں۔ ت) تو وہ بھی اُسی تصدق کی محل ہیں اور ماں ہونا اس صدقہ واجبہ کے منافی نہیں کہ یہ صدقہ خود اُس کے اپنے مال کا نہیں،

جیسا کہ معلوم ہو گیا بلکہ یہ اموال ضائع کی قسم سے ہے کہ جن کے مالک نامعلوم ہیں لہذا ان مالوں کا اپنے ماں باپ اور بیٹے بیٹی پر خیرات کر دینا حلال ہے، فتاویٰ عالمگیری میں قنیہ کے حوالے سے مذکور ہے کہ اگر کسی کے پاس مشکوک و مشتبہ مال ہو تو وہ اپنے والد کو بطور صدقہ، خیرات دے دے تو یہ اس کے لئے کافی ہے لہذا کسی اجنبی پر صدقہ کرنا شرط نہیں۔ اسی طرح جب اس کا بیٹا کاروبار خرید و فروخت میں اُس کے ساتھ ہو اور اس کاروباری سلسلے میں فاسد سودے بھی ہوں پھر وہ شخص اپنا تمام مال اس بیٹے کو بہہ کر دے تو وہ شخص اپنا تمام مال اس بیٹے کو بہہ کر دے تو وہ ذمہ داری سے بری الذمہ ہو جائے گا اہ میں کہتا ہوں جب یہ حکم اس میں ہے کہ جس کا یہ مالک ہے اور جس کا یہ مالک نہیں تو اس میں اجرائے حکم زیادہ واضح اور زیادہ بہتر ہے۔ (ت)

کما علم بل اموال ضوائع لایعرف اربابہا فیحل لہا التصدق بہا علی ابیہا وابنہا وامہا وبننتہا وفی الہندیۃ عن القنیۃ لہ مال فیہ شبہۃ اذا تصدق بہ علی ابیہ یکفیہ ذلک ولا یشرط التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حین کان یشیع ویشتری وفیہا بیوع فاسدۃ فوہب جمیع مالہ لابنہ ہذا خرج من العہدۃ^۱ اھ اقول: فاذا کان ہذا فیما قد مبلکہ ملکاً ففیما لم یمبلکہ اظہر واولیٰ۔

پس اگر اس عورت نے وہ مال انہیں دے ڈالا تھا اور انہوں نے قبضہ کر لیا جب تو ظاہر ہے کہ صدقہ اپنے محل کو پہنچ گیا اُس کی ماں بہنیں اُس کی مالک ہو گئیں اور وہ مال اُن کے لئے طیب ہو گیا ولا یضر الشیوع الصدقۃ وان ضراہبۃ (صدقہ کو غیر منقسم ہونا کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اگرچہ بہہ کو نقصان دیتا ہے۔ ت) اب عورت کو اُن سے واپسی کا اختیار نہیں لان الصدقۃ لاتسترد وکان القرابۃ المحرمۃ مانعۃ لرجوع (اس لئے کہ صدقہ واپس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ محرم رشتہ واپس کرنے سے مانع ہے۔ ت) اور اگر دے ڈالنا نہ تھا بلکہ صرف آپ اُس ناپاک مال سے بے علاقہ ہونا منظور تھا اور "تم کو چھوڑا" کے یہ معنی تھے کہ تم هنوز اسی ناپاک پیشے میں ہو تم جانو اور یہ ناپاک مال مجھے اس سے تعلق نہیں اس صورت میں بھی جبکہ انہوں نے قبضہ کر لیا تو ایک مال ضائع حق فقراء تھا جس پر فقراء کا قبضہ ہو گیا، یہ عورت اُس کی مالک نہ تھی کہ فقراء سے مطالبہ واپسی کر کے۔ واللہ سبیلہ وتعالیٰ اعلم۔

^۱ الفتاویٰ الہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر فی الکسب نورانی کتب خانہ پشاور ۳۴۹/۵

مسئلہ ۲۲۴: از شہر چاٹگام موضع نیاگاؤں از جانب محمد قدرت اللہ عفی عنہ

چہ میفرماید علمائے دین اندریں صورت کہ اگر شخصے معاملہ سود نمودہ اموال کثیرہ فراہم نمایند پس رحلت از دار دنیا بدار آخرت اموالیکہ از معاملہ جمع شدہ برائے وارثان وغیرہ جائز و حلال باشد یا نہ؟	کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت مسئلہ میں کہ ایک شخص نے سودی کاروبار اور لین دین کر کے بہت سامان اکٹھا کیا پھر دار دنیا سے دار آخرت کی طرف کوچ کر گیا لہذا جو مال سودی کاروبار سے جمع کیا گیا وہ اس کے وارثوں وغیرہ کے لئے جائز اور حلال ہے یا نہیں؟
--	--

الجواب:

اگر وارثان دانند کہ از فلاں فلاں کس ایں قدر ربا گرفتہ است واجب ست کہ ہاتھ واپس دہند اگر ایشان نمائدہ باشند بوارثان ایشان رسانند اگر وارثان ہم نیابند یا از سر فلاں فلاں راندانستہ باشند مگر عین اموال ربا معلوم و معین است آں اموال را بر فقراء تصدق کنند و اگر بیچ در علم ایشان نیست جز اینکه ربائی گرفت ترکہ مرابینا را حلال است فی رد المحتار الحاصل، انه ان علم ارباب الاموال وجب ردہ علیہم والا فان علم عین الحرام لایحل له ویتصدق بہ بنیۃ صاحبہ وان کان مالا مختلطاً مجتمعاً من الحرام ولا یعلم اربابہ ولا شیئاً منہ بعینہ حل له حکما والا حسن دیانۃ التنزہ عنہ ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	اگر ورثاء جانتے ہیں کہ اس قدر مال فلاں فلاں سے بطور سود لیا گیا تو ضروری ہے کہ ان کے مالکوں کو واپس کر دیں لیکن اگر وہ مالکان وفات پا چکے ہوں تو ان کے ورثاء کو لوٹادیں، اگر ورثاء موجود ہی نہ ہوں یا ان کی تفصیل معلوم نہ ہو سکے اور سودی رقم کی مقرر مقدار معلوم ہو تو اس مال معینہ کو فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیں۔ اگر مذکورہ امور میں سے کوئی بات ان کے علم میں نہ ہو تو ایسی صورت حال میں ورثاء کے لئے اس میت کا ترکہ حلال ہے۔ چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ارباب مال کو جانتا ہے تو مال انہیں لوٹادینا ضروری ہے لیکن اگر یہ نہیں جانتا اور مال حرام معین کا علم رکھتا ہے تو اس کے لئے حلال نہیں بلکہ مالک مال کی نیت سے اسے خیرات کر دے اور اگر مال مخلوط (ملا جلا) ہو جو حرام طریقہ سے جمع کیا گیا اور اس کے مالکوں کو نہیں جانتا اور نہ اس
--	--

^۱ رد المحتار کتاب البیوع باب البیع الفاسد در احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۳۰

میں سے کسی حرام شے کو بعینہ جانتا ہے تو اس صورت میں اس کے لئے بطور حکم حلال ہے ہاں تقویٰ اور دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے پرہیز کرے تو اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم والا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۲۵: از بجنور مرسلہ محمد حسن نائب محافظ دفتر کلکٹری ۲۰/ربیع الاول ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس باب میں کہ کسی شخص نے کچھ مال بذریعہ سود یا رشوت یا تغنی یا چوری وغیرہ کسی ذریعہ حرام سے حاصل کیا اور اس مال کے ذریعہ سے کوئی جائیداد خرید کی یا کام تجارت جاری کیا تو اب اس جائیداد یا تجارت کی آمدنی اس شخص کے اور اس کے توابعین و لواحقین کے حق میں مباح ہے یا نہیں؟ اگر مباح ہے تو کس صورت اور کس دلیل سے؟ اور اس وبال دارین سے سبکدوش ہونے کا عندالشرع کیا طریقہ ہے؟ فقہ حنفی کی رو سے مع حوالہ کتب جواب بوالہی ڈاک ارشاد فرمایا جائے۔ بیٹنوا توجروا۔

الجواب:

جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا اُن پر واپس کر دے، وہ نہ رہے ہوں اُن کے ورثہ کو دے، پتانہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے، خرید و فروخت کسی کام میں اُس مال کا لگانا حرام قطعی ہے، بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔ یہی حکم سود وغیرہ عقود فاسدہ کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انہیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اسے اختیار ہے کہ اسے واپس دے خواہ ابتداء تصدق کر دے،

وذلك لان الحرمة في الرشوة وامثالها لعدم الملك اصلا فهو عنده كالمنصوب فيجب الرد على المالك او ورثته ما امكن اما في الربو او اشباهه فلفساد الملك وخبثه و اذا قدم ملكه بالقبض ملكا خبيثا لم يبق مملوك

یہ اس لئے کہ رشوت اور اس جیسے مال میں ملکیت بالکل نہ ہونے کی وجہ سے حرمت ہے لہذا وہ مال رشوت لینے والے کے پاس غصب شدہ مال کی طرح ہے لہذا ضروری ہے کہ جس حد تک ممکن ہو وہ مال اس کے مالک یا اس کے ورثاء کو لوٹا دیا جائے پس ایسا کرنا واجب ہے، سود یا اس جیسی اشیاء میں فساد ملک اور خباثت کی بناء پر بوجہ قبضہ اس کا مالک بن گیا تو جس سے

<p>الباخوذ منه لاستحالة اجتماع ملكين على شئ واحد فلم يجب الرد وانما وجب الانخلاع عنه اما بالرد واما بالتصدق كما هو سبيل سائر الاملاك الخبيثة۔</p>	<p>مال لیا گیا اب اس کی ملکیت باقی نہ رہی (بلکہ ختم ہو گئی) اس لئے کہ ایک چیز پر بیک وقت دو ملک جمع ہونے محال ہیں (کہ اصل شخص بھی مالک ہو اور سود خور بھی۔ مترجم) لہذا مال ماخوذ کا واپس کرنا ضروری نہیں بلکہ اس سے علیحدگی واجب ہے خواہ بصورتِ رد (یعنی لوٹانے کے) ہو یا بصورتِ خیرات، جیسا کہ تمام املاک خبیثہ میں یہی طریقہ ہے۔ (ت)</p>
---	--

ہاں جس سے لیا نہیں یا ان کے ورثہ کو دینا یہاں بھی اولیٰ ہے کما نص علیہ فی الغنیۃ والخیرۃ والہندیۃ وغیرہا (جیسا کہ غنیہ، خیرہ اور ہندیہ وغیرہ میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ ت) رہا استدلال یعنی اس مال کے عوض دوسری چیز خریدنا، اس کی دو صورتیں ہیں اگر وہ مال کہ ناجائز ذرائع سے حاصل کیا زروسیم کے سوا اشیاء متعینہ سے تھا جیسے زمین یا کپڑا یا برتن وغیرہ اس کے عوض کوئی جائداد خریدی یا اس سے تجارت کی تو وہ جائداد تجارت سب خبیث و حرام ہے، اور اگر وہ مال سونا چاندی روپیہ اشرفی تھا اور اس سے کوئی جائداد مول لی یا تجارت کی تو مذہب مفتی بہ میں اگر عقد و نقد دونوں اس زرع حرام پر جمع ہوئے یعنی وہی حرام روپیہ بائع کو دکھا کر کہا کہ اس کے عوض فلاں شے دے دے پھر وہی روپیہ اس کے ثمن میں دے دیا یا پہلے سے وہ حرام روپیہ بائع کو دے دیا اور اس کے بدلے کوئی چیز مول لی تو وہ چیز مطلقاً حرام و خبیث ہے جبکہ یہ روپیہ غصب یا سرقہ یا رشوت و اجرت زنا یا غنا و امثال ذلک کا ہے جن میں اس کی ملک اصلاً نہیں ہوتی، اور اگر عقد و نقد دونوں جمع نہ ہوئے مثلاً مطلقاً خریدی کہ فلاں چیز دے دے پھر ثمن میں وہ زرع حرام دیا یا زرع حرام دکھا کر خریدی مگر دیتے وقت دوسرا روپیہ دیا تو وہ خرید کردہ شے پاک ہے۔ یو ہیں اگر روپیہ ربا وغیرہ عقود فاسدہ سے حاصل کیا تھا اور اس کے عوض کوئی شے خریدی تو اس خریدی ہوئی شے میں خباثت نہ آئے گی۔ تنویر الابصار میں ہے:

<p>تصدق لو تصرف فی المصوب والودیعة و ربح اذا کان متعیناً بالاشارة او بالشراء بدر اھم الودیعة او الغصب ونقدھا</p>	<p>اگر غصب کردہ چیز اور امانت میں اس نے تصرف کیا اور نفع کمایا ہو تو اسے خیرات کر دے جبکہ وہ اشارہ سے متعین ہو اور اگر امانت اور غصب شدہ در اہم سے کوئی چیز خریدی اور وہی در اہم تبادلہ میں</p>
--	---

وان اشار الیہا ونقد غیرہا او الی غیرہا او اطلق ونقدہا لاوبہ یفتی ^۱ ۔	دیئے تو وہ چیز حرام ہے اور اگر ان کی طرف اشارہ کیا لیکن دیتے وقت دوسرے دراہم بصورت نقدی دیئے یا دوسرے دراہم کی طرف اشارہ کیا یا چیز خریدتے وقت ثمن سے اطلاق کیا (کہ فلاں چیز دے دے)، پھر قیمت دیتے وقت وہی حرام درہم دیئے تو اسے خیرات نہ کرے (اس لئے کہ وہ پاک ہے) اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (ت)
---	---

در مختار میں ہے:

الخبث لفساد الملك انما يعمل فيما يتعين لافيما لايتعين واما الخبث لعدم الملك كالغصب فيعمل فيهما كما بسطه خسرو وابن الكمال ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	ملک فاسد ہونے کی وجہ سے جو خباثت پیدا ہوتی ہے وہ متعین شے پر اثر کرتی ہے۔ جبکہ غیر متعین میں موثر نہیں ہوتی لیکن عدم ملک کی وجہ سے جو خباثت پیدا ہو جیسے غصب وغیرہ تو وہ متعین، غیر متعین دونوں میں اثر کرتی ہے جیسا کہ خسرو اور ابن کمال نے تفصیل سے اس کو بیان فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ خوب جانتا ہے۔ (ت)
--	---

مسئلہ ۲۲۶: ازربلی حاضر کردہ محمد صدیق عفی عنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاجی محمد قاسم صاحب نے آٹھ سو روپیہ کے نوٹ و اشرفیاں سکتر صاحب کو برائے عمارت جامع مسجد دیئے تھے سکتر صاحب نے چھ سو کا سامان منگوا دیا دو سو باقی رہے اور کام مسجد کا شروع کروا دیا اہل محلہ نے کسی وجہ سے اس کام کو روکا سکتر صاحب کو اس سے ملال ہوا اور کار سے دست بردار ہوئے اور قصد عمارت کا ترک کر دیا، سکتر صاحب سے دریافت کیا گیا کہ حاجی صاحب نے جو روپیہ دیا تھا وہ آپ کے پاس بجنسم یا اس میں کچھ تصرف ہوا ہے، اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ حاجی صاحب نے اشرفیاں و نوٹ دیئے تھے میں نے اشرفیاں اپنی اشرفیوں میں ڈال دیں اور نوٹ خزانچی کو

^۱ در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الغصب مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۰۶-۲۰۵

^۲ در مختار کتاب البیوع باب البیع الفاسد مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۹

دے دیئے تھے چونکہ اشرفیاں خلط ملط ہو گئیں اب مجھ کو ان کی تمیز بھی باقی نہیں رہی کہ وہ کون سی ہیں اور حاجی صاحب خواہ مجھ سے بالکل روپیہ لے لیں خواہ اشرفیاں خواہ نوٹ، لہذا اس صورت مذکورہ میں حاجی محمد قاسم صاحب اس روپیہ میں سے کسی شخص کو سوا سو روپیہ حج کے واسطے دلا سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع مطہر کے اس کی ممانعت تو نہیں ہے؟ اور حاجی صاحب اس کا ثواب عند اللہ تعالیٰ پائیں گے؟ بیٹنوا وعند اللہ تعالیٰ تو جروا (بیان فرمائیے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اجر و ثواب پاؤت)

الجواب:

جبکہ وہ اشرفیاں وکیل نے اپنے مال میں خلط کر لیں کہ اب تمیز نہیں ہو سکتی تو وہ مال ہلاک ہو گیا اور وکیل پر اس کی ضمان لازم ہوئی فان الخلط استهلاك والمستهلك كغاصب مضمون والضمان مغیر (اس لئے کہ کسی کے مال کو اپنے مال میں ملا دینا اسے ہلاک کرتا ہے اور ہلاک کرنے والا غاصب کی طرح ہے اور غصب میں ضمان ہے اور ضمان میں تبدیلی پیدا کرنے والا ہے۔ ت) تو دینے والے کو اس روپے میں تصرف مذکور جائز ہے خصوصاً اب کہ وہ کام ہی ملتوی ہو گیا اور دینے والا اسے اب بھی کار قربت میں صرف کرنا چاہتا ہے تو یہ صورت ثواب کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یکم ذیقعد ۱۳۲۴ھ

از سرما گنج ضلع مظفر پور مرسلہ مولوی ظہیر الدین

مسئلہ ۲۲۷:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے یہاں پشتاپشت سے شراب کی بکری کار و زگار ہوتا تھا اب اس نے ایک لائق و شریف آدمی کی ہدایت و فہمائش پر شراب کی بکری کے روزگار سے تائب ہو کر اس امر کا منہر ہوا کہ جس قدر مال و زر میرے پاس ہے اس کے پاک ہونے کی کیا صورت ہے، جس پر ایک عالم صاحب نے فرمایا کہ بعض علماء کے نزدیک حیلہ شرعی یہ ہے کہ تبادلہ جنس کر ڈالنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مال پاک ہو جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اسی جلسہ میں دوسرے عالم صاحب نے یہ فرمایا کہ نہیں نہیں ہر گز نہیں وہ مال کسی صورت سے پاک نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اس مال کو دریا بُرد کر دینا چاہیے بجز دریا بُرد کر دینے کے اس مال کے استعمال کی کوئی صورت نہیں، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ سائل اس مال کو کیا کرے، آیا دریا بُرد کر کے محتاج رہ جائے یا اس کے جواز کی کوئی صورت بھی ہے جیسا کہ عالم صاحب نمبر ایک نے فرمایا ہے۔ بیٹنوا تو جروا (بیان فرمائیے تاکہ اجر و ثواب پاؤت) فقط۔

الجواب:

دریا بُرد کر دینے کا حکم محض باطل ہے اور دوسری جنس سے بدلے میں عہد بر آری نہ ہوگی حکم شرع

جو اس کے ذمہ ہے ادا نہ ہوگا اس پر شرع مطہر یہ فرض کرتی ہے کہ اس مال کو تصدق کر دے، مساکین کو دے ڈالے، بغیر اس کے اس کی توبہ صحیح نہیں، اور اس میں اس کے لئے حیلہ شرعی بھی نکل آئے گا، یہ تصدق کچھ اجنبی مساکین ہی پر ضرور نہیں بلکہ اپنے محتاج بیٹے یا باپ یا بھائی یا بی بی پر بھی کر سکتا ہے انہیں دے کر ان کا قبضہ کر اے پھر وہ کل یا بعض جتنا چاہیں اسے ہبہ کر دیں پاک ہو جائے گا۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

<p>کسی شخص کے پاس مشتبہ اور مشکوک مال ہو تو اسے کسی اجنبی پر ہی خیرات کر دینا ضروری نہیں بلکہ وہ اپنے والد پر، بھی خیرات کر کے بری الذمہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کا بیٹا اس کے ساتھ شریک کاروبار ہو اور خرید و فروخت کرتا ہو اور فاسد سودے بھی ہوتے ہوں اور وہ اپنا تمام مال اس بیٹے کو ہبہ کر دے تو وہ اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو جائے گا۔ قنیه میں اسی طرح مذکور ہے۔ (ت)</p>	<p>له مال فيه شبهة اذا تصدق به على ابيه يكفيه ذلك ولا يشترط التصديق على الاجنبي وكذا اذا كان ابنه معه حين كان يبيع ويشترى وفيها بيع فاسدة فوهب جبيع ماله لابنه هذا. خرج من العهدة كذا في القنية¹۔</p>
---	--

اور یہاں تحقیقات عظیمہ فقہیہ ہیں جن کے بیان میں طول ہے اور حاصل حکم اسی قدر ہے، وبالله التوفیق، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۸: غرہ ربیع الاول شریف ۱۳۲۷ھ حبیب اللہ شاہ محلہ بادریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ باجا بجانے کا پیشہ کرتے ہیں، ہولی کے دن ہندوؤں کے یہاں بھی جا کر بجایا کرتے تھے مگر اب کی مرتبہ سب برادری نے یہ بات کہی کہ یہ بات ذلت کی ہے ہندوؤں کے یہاں نہیں جانا چاہئے سبھوں نے جانا چھوڑا ایک شخص نہیں مانا، اُس سے یہاں تک کہا گیا کہ اگر تم ایسے نہیں مانتے ہو دو تین روپیہ لے لو، خدا کا واسطہ بھی دیا، اس نے اس پر بھی نہ مانا، آخر گیا، ہم لوگوں نے اس کی پیچائیت کی، دو آدمی اسے پیچائیت میں لانے کے لئے گئے، اس نے کہا تم نے مجھے چھوڑا میں نے تمہیں چھوڑا، تم میرے نزدیک مثل بھنگی کے چمار کے ہو۔ اب از روئے شرع ایسے شخص کے حکم میں حضور کیا فرماتے ہیں؟ بیٹنوا تو جروا۔

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۹

الجواب:

باجا بجانا خود ہی ناجائز تھا اور ہندوؤں کے یہاں بجانا اور سخت ناجائز، اور ان کے شیطانی تتوار میں بجانا اور بھی سخت حرام در حرام اور حرام، اب کے ان مسلمانوں کو ان کے رب عزوجل نے یہ توفیق دی کہ ہندوؤں کے یہاں نہ بجانے پر اتفاق کر لیا اور خدا نے آنکھیں کھولیں کہ مسلمان ہو کر خدا کے دشمنوں کے سامنے ذلت اٹھانے کو بُرا جانا تو اس پر تمام برادری کو اس ترک میں ان کی پیروی خدا اور سول کے حکم سے لازم تھی جس شخص نے نہ مانا وہ صرف گنہگار ہی نہیں بلکہ سرکش شریر بدکار ہے اس پر توبہ فرض ہے اگر وہ نہ مانے تو برادری والوں پر لازم کہ اُسے مثل بھنگی چمار کے چھوڑیں اس کی کسی بات میں شریک نہ ہوں نہ اپنی کسی بات میں اسے شریک کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۹: از ضلع مستہرا محلہ بلوچپاڑہ قصبہ نائٹ مرسلہ غلام محمد امیر خاں صاحب حنفی ۲۰/نومبر ۱۹۰۹ء

جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔ کترین کاسن اکیاون سال کا ہے اور گیارہ لڑکیاں ہیں۔ پیشہ و تائق نویس کرتا ہوں اور دوسرا کوئی کام نہیں جانتا ہوں۔ مسلمانوں کی سودی دستاویز لکھنے سے اجتناب کرتا ہوں حتیٰ کہ اس وقت تک میرے قلم سے کسی مسلمان کی کوئی دستاویز نہیں لکھی گئی۔ آج ایک مولوی صاحب کی زبانی یہ مسئلہ سنا کہ کفار کے سودی دستاویزات کہ جس میں فریقین کافر ہوں ہندوستان میں یہ بھی جائز نہیں ہیں اور جیسا گناہ سود کھانے والے کو ہے ویسا ہی کاتب کو اور گواہوں کو ہے۔ پس یہ سن کر مجھ کو خوف الہی نے اس بات پر مجبور کیا کہ جناب سے اس مسئلہ کو دریافت کروں، اور اگر فی الحقیقت جیسا کہ مولوی صاحب موصوف نے فرمایا ہے حضور بھی فتویٰ دیں تو اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اس پیشہ کو چھوڑ دوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ واستغفار کروں تاکہ اللہ تعالیٰ گزشتہ کو معاف کر دے۔ حضور بھی میرے حق میں دعائے خیر فرمادیں اور فتویٰ عطا فرمائیں، جمیع حاضرین کی خدمت میں سلام علیک عرض کرتا ہوں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہے ہر تنگی سے نجات کی راہ رکھے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ پہنچے

"وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ

عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ^۱	اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔
--	--

اے اپنے رب سے ڈرنے والے بندے! بیشک سود لینا اور دینا اور اس کا کاغذ لکھنا اور پر گواہی کرنا دینا سب کا ایک حکم ہے اور سب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے:

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء ^۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اسے دیکھنے والے، اسے لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی، اور ارشاد فرمایا: یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (ت)
---	--

فوراً اس کا چھوڑ دینا اور اس سے توبہ کرنا فرض ہے، اور بشارت ہو کہ یہ نیک پاکیزہ کہ اللہ عزوجل کے خوف سے پیدا ہوا بحکم آیت مذکورہ وجہ حلال سے رزق طیب ملے اور اللہ عزوجل کی رضا کی خوشخبری دیتا ہے اور بیشک جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ اُسے بس ہے۔

فقیر اسلامی محبت سے چند اعمال مجربہ جو بارہا بفضلہ تعالیٰ تیرے ہدف ثابت ہوئے ہیں آپ کو بتاتا ہے:

(۱) بعد نمازِ عشاء سر برہنہ ایسی جگہ کہ سر و آسمان میں چھت یا درخت وغیرہ کچھ حاجب نہ ہو ۵۰ بار روزانہ پڑھے یا مُسْتَسْبِبُ الْأَنْسِبَابِ (اے اسباب کا سبب بنانے والے۔ ت) اول آخر ۱۱، ۱۱ بار درود شریف۔ جتنے دنوں زیادہ پڑھے زیادہ نفع ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ، اور ہمیشہ پڑھے تو بہتر۔

(۲) بعد نمازِ مغرب ستارہ قطب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر آیہ قطب کہ پارہ چہارم کے نصف پر ہے "ثُمَّ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمْنٌ سَاسٌ عَلَيْهِمْ بِبَيِّنَاتٍ الصُّدُورِ" ۳ تک ۴۱ بار روز پڑھے ۴۱ روز تک، اول آخر ۱۰، ۱۰ بار درود شریف۔

(۳) خاص طلوع صبح صادق کے وقت، اور نہ ہو سکے تو حتی الامکان سنتِ صبح سے پہلے سو بار روزانہ پڑھیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم، اول آخر درود شریف ۱۰، ۱۰ بار۔ اس کا ورد ہمیشہ رہے۔ اول وقت پڑھنے کی کوشش ہو مگر اس کے سبب جماعت میں خلل نہ پڑے۔

^۱ القرآن الکریم ۶۵/۷۲

^۲ صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربو قدیمی مکتب خانہ کراچی ۲/۷۷۲

^۳ القرآن الکریم ۳/۱۵۴

اگر آنکھ دیر میں کھلے سنتیں پڑھ کر اسے شروع کریں، اگر بیچ میں جماعت قائم ہو جائیں، باقی عدد بعد میں پورا کریں۔ وظائف و اعمال کے اثر کرنے میں تین شرائط ضروری ہیں:

(۱) حُسنِ اعتقاد، دل میں دغدغہ نہ ہو کہ دیکھے اثر ہوتا ہے یا نہیں، بلکہ اللہ عزوجل کے کرم پر پورا بھروسہ ہو کہ ضرور اجابت فرمائے گا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أُدْعِ اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ ^۱	اللہ تعالیٰ سے اس حال پر دعا کرو کہ تمہیں اجابت کا یقین ہو۔
--	---

(۲) صبر و تحمل، دن گزریں تو گھبرائیں نہیں کہ اتنے دن پڑھتے گزرے ابھی کچھ اثر ظاہر نہ ہوا یوں اجابت بند کر دی جاتی ہے بلکہ پیٹا رہے اور لو لگائے رہے کہ اب اللہ و رسول اپنا فضل کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آلَاهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ" ^۲	کیا خوب ہوتا اگر وہ اللہ و رسول کے دینے پر راضی ہو جاتے اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب ہمیں عطا فرماتے ہیں اللہ و رسول اپنے فضل سے، بیشک ہم اللہ کی طرف لو لگائے ہیں۔
--	--

حدیث میں ہے:

يَسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُولْ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِي ^۳	تمہاری دعائیں قبول ہوتی ہیں جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی اور اب تک قبول نہ ہوئی۔
---	--

(۳) میرے یہاں کی جملہ اجازات و وظائف و اعمال و تعویذات میں شرط ہے کہ نماز پنجگانہ باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی کامل پابندی رہے وباللہ التوفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۰:

از روئے شرع شریف کے تاوان کار و پیہ جمع کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

^۱ جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کہنی دہلی ۲/ ۱۸۶، مشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات الفصل الثانی مجتہبائی دہلی ص ۱۹۵

^۲ القرآن الکریم ۵۹/ ۹

^۳ صحیح مسلم کتاب کتاب الذکر والدعاء باب انه لیستجاب للداعی ما لم یعجل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۵۲

الجواب:

حرام تاوان کا حرام اور جائز کا جائز۔ سائل نے متعدد سوال گول اور مجمل لکھے جو کسی صورت خاصہ میں حکم معلوم کرنا چاہیے اسے مفصل وہ خاص صورت بیان کرنا چاہئے کہ اس کا حکم بتایا جائے۔

مسئلہ ۲۳۱: از سر نوئج مسئلہ جناب محمد عبدالرشید خاں صاحب ۱۹/ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

ایک عزیز زید کا زید کو از راہ صلہ رحمی ماہوار وظیفہ دیتا ہے مگر مہاجن سے سودی روپیہ قرض لے کر دیتا ہے کسی اپنی دنیوی وجہ سے، تو ایسے روپے سے خیرات جائز یا ناجائز؟

الجواب:

بلا ضرورت شرعیہ و مجبوری صادق سودی روپیہ قرض لینا حرام اور شدید گناہ کبیرہ ہے۔ صحیح حدیث میں سود لینے والے اور سود کھانے والے کو برابر بتایا اور دونوں پر سخت وعید فرمائی تو یہ روپیہ کہ ایک عقد فاسد سے اس نے حاصل کیا خود خبیث ہے اور اسے واپس دینا اور اس عقد کو فسخ کرنا واجب ہے امور خیر یا اپنے کسی مصرف میں نہیں لاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۲: از سر نوئج مسئلہ جناب محمد عبدالرشید خاں صاحب ۱۹/ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

زید نے عمر کو روپیہ قرض دیا، عمر نے ادائیگی روپیہ زید کی ناپاک روپے سے کی، تو ایسی حالت میں روپیہ زید کا پاک رہا یا ناپاک؟

الجواب:

ناپاک روپیہ دو قسم ہے، ایک وہ جو اس شخص کی ملک ہی نہیں جیسے غصب یا رشوت یا چوری کا روپیہ، یہ روپیہ اس سے نہ کوئی اپنے قرض میں لے سکتا ہے نہ اپنی بیچی ہوئی چیز کی قیمت میں، اور اگر لے گا تو وہ اس کے لئے حرام و ناپاک ہوگا جبکہ اسے معلوم ہو کہ دینے والے کے پاس بعینہ یہ روپیہ اس وجہ حرام سے ہے۔ اور اگر دینے والے کے پاس علاوہ حرام ہر قسم کا روپیہ ہے اور لینے والے کو معلوم نہیں کہ یہ روپیہ جو کچھ دے رہا ہے خاص وجہ حرام کا ہے تو لینے میں حرج نہیں۔

<p>فتاویٰ ہندیہ میں ذخیرہ سے امام محمد کے حوالے سے یہ روایت نقل فرمائی کہ ہم اسی مسئلہ کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی شینی کے عین حرام ہونے کا علم نہ ہو۔ (ت)</p>	<p>فی الہندیۃ عن الذخیۃ عن محمد بہ ناخذ مالہ نعرف شیئاً حراماً لعینہ^۱۔</p>
---	---

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

دوسری قسم وہ کہ اس کی ملک بروجہ خبیث ہے جیسے وہ روپیہ کہ کسی عقد فاسد سے حاصل کیا جائے یہ بعد قبضہ ملک ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے کو اپنے کسی جائز ذریعہ میں لینا روا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۳: مرسلہ کفایت اللہ خاں صاحب از موضع ابہسی پور ضلع بریلی ۱۰/ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ پیشتر ایک چندہ کیا گیا واسطے مجلس میلاد شریف و قوالی کے، چندہ جمع ہونے کے بعد چند اشخاص نے یہ کہا کہ ہم نے اب کی مرتبہ دیا ہے لیکن آئندہ نہ دیں گے اور اب مسجد کی مرمت کے واسطے دیں گے، تو اس میں اُن کا مبلغ (ع ۱۸) جمع تھا ان کو بجائے (لہ ۱۸) کے مبلغ (ع ۱۸) اُن کو دیا گیا کہ یہ لو مسجد کی مرمت میں لگانا، وہ روپیہ وہ لوگ جنہوں نے چندہ دیا تھا آپس میں تقسیم کر کے کھا گئے، اب اُن کے حق میں کیا حکم ہوتا ہے؟

الجواب:

مجلس میلاد مبارک اعظم مندوبات سے ہے جبکہ بروجہ صحیح ہو جس طرح حرمین طہیین میں ہوتی ہے اور قوالی کہ یہاں رائج ہے ناجائز ہے اور اس کے لئے چندہ دینا بھی جائز نہیں یہ چندہ کہ اُن کو واپس دیا گیا اگر (لہ ۱۸) ہی دئے جاتے جتنا انہوں نے دیا تھا تو انہیں اس کا کھالینا حرم نہ ہوتا وہ ان کی ملک تھا اور جو وعدہ مسجد میں صرف کرنے کا کیا تھا اگر اس پر قائم تھے اور بوجہ حاجت اس وقت صرف کر لیا اور دل میں یہ نیت تھی کہ اس کے عوض مسجد میں اتنا لگا دیں گے تو اللہ عز و جل سے وعدہ خلافی بھی نہ ہو اور اگر یہ نیت نہ تھی تو خلاف وعدہ کا وبال ہو اور معاذ اللہ اس کی نحوست شدید ہے۔

<p>قال اللہ تعالیٰ "فَاعْتَبِرْهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمٍ یَّلَاقُوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ" ۱۔</p>	<p>(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں نفاق جمادیا اُس دن تک کہ اس سے وہ ملیں گے اس لئے کہ انہوں نے اپنے کئے ہوئے وعدہ کی اللہ تعالیٰ سے خلاف ورزی کی اور اس لئے کہ وہ جھوٹ کہا کرتے تھے۔ (ت)</p>
--	--

مگر وہ ایک روپیہ زائد جو اُن کو دیا گئے اُس کا کھالینا ہر طرح انہیں حرام تھا بہر حال وہ مرتکب غصب و حرام ہوئے اُن پر توبہ فرض ہے اور اس ایک روپیہ کا تانوان دینا لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۴: مسئلہ محمد سید علی صاحب طالب علم از کانپور مسجد حاجی بدلو صاحب سطر نجی محل ۱۳/ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی ایک بازاری عورت یعنی

^۱ القرآن الکریم ۷۷/۹

رنڈی نے مدتوں سے زناکاری اور رقصی کر کے بہت مال جمع کیا اور اپنے حالات فسق و فجور ہی میں اس مال سے ایک مکان بنایا اور کئی بیگمہ زمین خریدی اُس عورت کے پاس اور کوئی مال بھی نہ تھا اور ہونے کی صورت متصور نہ تھی جس سے زمین اور مکان کی قیمت دے سکے اب دو تین برس سے اُس عورت نے توبہ کر کے اور بازار چھوڑ کر اُس مکان میں سکونت پذیر ہوئی اور چاہتی ہے کہ اپنی ملک سے عوام و خواص کی دعوت کرے اور کھلائے پلائے اور لوگوں کو اُس کے مکان میں جانا اور کھانا پینا اور خود عورت مذکورہ کو اس مکان و زمین و دیگر اشیاء کہ جو اس مال سے خرید کی ہیں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا بالکتاب (کتاب کے حوالہ سے بیان فرمادت)

الجواب:

اگر اس نے زمین اور مکان کی لینٹ، کڑی وغیرہ اپنے روپے دکھا کر نہ خریدی بلکہ مطلق روپے کو خریدی اور پھر وہ مال حرام زر ثمن میں دیا اور بیشک آجکل عام خریداریاں اسی طرح پر ہوتی ہیں تو وہ زمین و مکان اس کے لئے حرام نہیں،

لان الدراهم لاتتعين في العقود فأذا لم يجتمع عليها العقد والنقد لم يسر الخبث الى البذل كما هو قول الامام الكرخي وعليه الفتوى۔	اس لئے کہ عقد کے معاملات میں دراہم متعین نہیں ہوتے، پھر جب اُن پر عقد اور نقد جمع نہ ہوں تو خباثت بدل کی طرف سرایت نہیں کرتی، جیسا کہ امام کرخی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)
--	---

مگر وہ مال حرام جو اُس کے پاس ہے اُس پر لازم ہے کہ سب تصدق کر دے اُس میں سے کوئی پیسہ اپنے کھانے پہنے یا کسی اور مصرف میں اُسے اٹھانا حرام ہے وہ اگر اُسے پاک کرنا چاہے تو اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ کسی محتاج کو اگرچہ اس کا کیسا ہی عزیز و قریب ہو اپنا وہ کل مال ایک ایک پیسہ ایک ایک تار بہ نیت تصدق دے دے اس میں سے کچھ اپنے پاس نہ رکھے، اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ چند محتاجوں پر اس حساب سے تصدق کرے کہ ہر ایک کو چھپن روپے سے کم مال پہنچے پھر جن کو اس نے بطور تصدق دیا ہے وہ اپنی خوشی سے اپنی طرف سے تھوڑا یا بہت جتنا اسے ہبہ کر دیں وہ اس کے لئے حلال طیب ہو جائے گا اگرچہ کل دے دیں اُس کے بعد اُس کے یہاں کی دعوت وغیرہ کسی امر میں حرج نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۵: از شہر کمرلہ ڈاکخانہ گھٹیا مرسلہ وصی علی صاحب معرفت مولوی قاسم علی صاحب طالبعلم مدرسہ منظر اسلام ۲۸/شوال ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی آسامی نے اپنا حق موروثی اگر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو اس میں زمیندار کو آسامی مشتری سے کچھ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ بیڈناتو جروا بحوالہ کتاب (کتاب کے حوالے سے بیان کر کے اجر پاؤت)

الجواب:

حق موروثی قابل بیع نہیں، نہ اس پر زمیندار کچھ لے سکتا ہے نہ یہ حق جسے قانون نے حق موروثی ٹھہرایا ہے شرعاً کوئی حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۶: از ضلع گورگاؤں مقام ریواڑی متصل تحصیل حکیم جلال الدین بروز سہ شنبہ بتاریخ ۱۱۴/صفر المصفر ۱۳۳۲ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ کوئی جانور یا شیرینی مندر میں بُت پر یاد تہی بھیروں وغیرہ کی تھان پر یا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری وغیرہ کی قبر پر چڑھائی جائے اور اس بت کا پجاری یا تھان کا پجاری یا قبر کا مجاور اُس چڑھاوے کو لے لے اور اس کو بیچے تو مول لینا درست ہے یا نہیں؟ اور مجاور یا پجاری مفت دے تو لینا درست ہے یا نہیں، اور مجاور اور پجاری کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور اولیاء کرام کی قبر کے چڑھاوے اور بُت یا تھان پر چڑھاوے ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ حکم ہے؟ فقط۔

الجواب:

عجب وہ مسلمان کہ اسلام اور کفر میں فرق نہ کرے۔ عجب وہ مسلمان کہ بتوں کے تھان اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات طیبہ کو ایک ساتھ گئے، بُت پر چڑھاوے اور اولیاء کو ایصال ثواب طریق اسلام، تو مالک پجاری بھی ہو جاتا ہے بیچے تو مول لینے میں حرج نہیں کہ بُت کے چھڑاوے کی خباثت اُس تک منتہی ہو گئی اور مفت دینا اگر اس طرح ہو جیسے اُن کے یہاں پر شاد بٹتا ہے، تو لینا ہر گز جائز نہیں، کہ اُس میں ذلت مسلم ہے اور اگر اس طریقہ پر نہ ہو بلکہ وہ اپنی ملک میں لے کر اُسے بطور ہدیہ دے تو اُس کا حکم ہدیہ مشرکین کا حکم ہے کہ صور و احکام و اقوال مختلف ہیں جن کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے، اور اس خاص صورت سے بچنا ہی بہتر ہے۔ حدیث میں فرمایا:

مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں شرک کرنے والوں کا مکھن	انّی نہیت عن زبد المشرکین ^۱ ۔
(ہدیہ) لوں۔ (ت)	

مزارات طیبہ پر جو کچھ بغرض ایصال ثواب حاضر کیا جائے اور عادی خدم اُسے تقسیم کر لیتے اور دینے والے جانتے ہیں اور اس پر راضی ہوتے ہیں وہ ان کی ملک ہے اُن سے ہدیہ و شرائ و دونوں طرح لینا جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۷: از ضلع شاجہانپور مقام میران پور کٹرہ محلہ نادر سانبان ڈاکخانہ خاص روز یکشنبہ بتاریخ ۱۸/۱۱/۱۳۳۴ھ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ جنگ بلقان کے وقت چند اشخاص نے مل کر چندہ مجروحین و بیوگان ترکوں کے واسطے قصبہ اور دیہات سے جمع کیا اس اثناء میں چندہ فراہم کرنے والوں میں سے ایک شخص نے کچھ روپیہ اپنے صرف میں کر لیا اور آج تک نہیں دیا۔ برابر جھوٹے وعدے کرتا رہا اور بقیہ روپیہ تھے اس روپیہ کے نہ ملنے کی وجہ سے اب تک نہیں روانہ کیا گیا اب اس روپیہ کو کسی صرف میں لانا چاہئے یا اُن اشخاص کو واپس کر دینا چاہئے، یا صرف مسجد یا مدرسہ میں یا مطبع علماء میں صرف کرنا چاہئے اور جس شخص نے وہ روپیہ نہیں دیا ہے اس کی بابت کیا حکم ہے، ایسے شخص اس بار امانت سے سبکدوش ہو جائے جن کے پاس جمع ہے، زیادہ حد ادب!

الجواب:

چندہ کاروپیہ چندہ دینے والوں کا ملک رہتا ہے جس کام کے لئے وہ دیں جب اُس میں صرف نہ ہو تو فرض ہے کہ انہیں کو واپس دیا جائے یا کسی دوسرے کام کے لئے وہ اجازت دیں اُن میں جو نہ رہا ہو ان کے وارثوں کو دیا جائے یا ان کے عاقل بالغ جس کام میں اجازت دیں، ہاں جو اُن میں نہ رہا اور اُن کے وارث بھی نہ رہے یا پتا نہیں چلتا یا معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس کس سے لیا تھا، کیا کیا تھا، وہ مثل مال لقطہ ہے، مصارف خیر مثل مسجد اور مدرسہ اہل سنت و مطبع اہل سنت وغیرہ میں صرف ہو سکتا ہے،

وہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۸:

چہ میفرماید علمائے دین متین اندریں مسئلہ کہ	علمائے دین اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ
---	---

^۱ المعجم للطبرانی حدیث ۹۹۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷/۳۶۴، جامع الترمذی ابواب السیر باب ما جاء فی قبول ہدایا المشرکین

<p>و فتیکہ قضاۃ را وظیفہ مقررہ از بیت المال باشد و مع ہذا اینادہ بدہ بگردند و برائے خود ہابلا اجازۃ سلطانی خلد اللہ تعالیٰ سلطنتہ آمین ثم و ثم مال از خاص رعایا بعضے جبراً و قہراً و بعضے سواگاہ و تضرعاً جمع میکند و خلاف و اجائز می شمارند میخورند نہ آنکہ در معظمت امور مملکت و سطنت صرف میکند پس اس فعل و قول قضاۃ مذکور موافق شرع قویم و صراط مستقیم ہست و یا نہ۔ بیینوا توجروا۔</p>	<p>جو شرعی بیج (قضاۃ) ہیں، بیت المال سے اتنا وظیفہ مقرر ہے مگر اس کے باوجود وہ بستی بستی میں چکر لگاتے ہیں، اور خود اپنے لئے بغیر اجازت شاہی، اللہ تعالیٰ اس کی بادشاہی کو ہمیشہ برقرار رکھے، آمین پھر آمین، پھر آمین، خاص رعایا سے مانگتے ہیں، کچھ ان میں جبر اور زبردستی اور کچھ منت و ساجت سے گڑگڑا کر مال جمع کرتے ہیں اور خلاف کو جائز سمجھتے ہوئے جمع شدہ مال کھا جاتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ بادشاہی اور مملکت کے بڑے بڑے کاموں میں اس کو خرچ کریں، پس بیج صاحب ان کا یہ رویہ اور قول شرع مقدس اور صراط مستقیم (سیدھا راستہ) کے مطابق ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کو وضاحت سے بیان فرما کر اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب پاؤ۔ (ت)</p>
---	--

الجواب:

<p>اگر: مجبر میگیرند ظالم و غاصب اند قال اللہ تعالیٰ " وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ " ^۱ و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ و مالہ و عرضہ ^۲ و اگر بسوال و تضرع میگیرند نیز حام ست قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سری ^۳۔ در ہندیہ وغیرہا ست ما جمیع السائل</p>	<p>اگر وہ لوگوں سے زبردستی لیتے ہیں تو اس صورت میں ظالم اور غاصب ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لوگو! ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کا خون، مال اور آبرو۔ اور اگر عاجزانہ طور پر گڑا گڑا کر سوال کرتے اور لیتے ہیں تو پھر بھی حرام ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صدقہ</p>
--	--

^۱ القرآن الکریم ۲/ ۱۸۸

^۲ صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم ظلم المسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۷

^۳ مسند امام احمد بن حنبل حدیث عبد اللہ بن عمرو دار الفکر بیروت ۲/ ۱۹۲، سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب من یعطی من الصدق الخ

آفتاب عالم پریس لاہور ۲۳۱/۱

<p>و خیرات کسی مالدار اور طاقتور اور تندرست آدمی کے لئے حلال نہیں، چنانچہ فتاویٰ ہندیہ وغیرہ میں ہے کاوش اور چھینا جھپٹی سے جو کچھ سائل نے جمع کیا ہے وہ خبیث (ناپاک) مال ہے۔ لہذا شاہ اسلام، مقرر کردہ والی، حکام اور احتساب کرنے والے، بلند عہدہ رکھنے والے، اُن پر فرض ہے کہ ایسے ذلیل سالکوں کو اس کاروائی سے روک دیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اسے زور بازو سے بدل دے (یعنی اسے بند کر دے) اگر یہ طاقت نہ ہو تو پھر زبان سے اصلاح کرے، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر اسے دل سے بُرا سمجھے لیکن یہ سب سے ضعیف تر ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے اللہ والے اور پادری انہیں کیوں نہیں روکتے بلاشبہ بہت بری کاروائی ہے جو وہ سرانجام دے رہے ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p>	<p>بالتکدی فهو خبیث^۱ بر سلطان اسلام دولة وحکام و محتسبان ولاة مقام فرض است کہ آنہارا ازیں کردار باز دارند قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان^۲ قال اللہ تعالیٰ "لَوْلَا یُہْمُّہُمُ الرَّبُّیُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِسْمُ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتُ لَکُنَّ مَا کَانُوا یَصْنَعُونَ"۔^۳ نسأل اللہ العفو والعافیة، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>
---	---

مسئلہ ۲۳۹: حکیم محمد حسن ازہری ضلع بریلی ۱۶/ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ محکمہ آبکاری میں جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے ملازمت کرتے ہیں مثلاً جیسے کہ انسپکٹر آبکاری، یہ ملازمت جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کس وجہ سے اور ناجائز ہے تو کس وجہ سے؟ دلائل بیان فرمائیے فقط۔

الجواب:

شراب کا بنانا، بنوانا، چھونا، اٹھانا، رکھنا، رکھوانا، بیچنا، بکوانا، مول لینا، دلوانا سب

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۳۴۹/۵

^۲ مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت ۳۹/۳

^۳ القرآن الکریم ۶۳/۵

حرام حرام ہے۔ اور جس نوکری میں یہ کام یا شراب کی نگہداشت اُس کے داموں کا حساب کتاب کرنا ہو سب شرعاً ناجائز ہیں۔

قال الله تعالى: "وَلَا تَعَاوُزُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" ^۱ ۔	(لوگو! گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔) (ت)
---	---

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن الله الخمر وشاربها وساقيتها وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة اليه واكل ثمنها۔ رواه ابو داود ^۲ والحاكم وصححه عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	شراب، اسے پینے والا، پلانے والا، فروخت کرنے والا، خریدنے والا، کشید کرنے والا، کشید کروانے والا، اسے اٹھانے والا، جس تک اٹھا کر لے گیا، اور اس کی قیمت استعمال کرنے والا، اللہ تعالیٰ نے ان سب پر لعنت فرمائی۔ امام ابو داؤد اور امام حاکم نے اسے روایت کیا ہے اور اس نے (یعنی حاکم نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند سے اس کی تصحیح فرمائی، واللہ تعالیٰ اعلم۔) (ت)
--	--

مسئلہ ۲۴۰: مسئلہ مولوی ظفر الدین صاحب مدرس مدرسہ نور الہدی پانکی پور ڈاک خانہ سندرو چہار شنبہ ۱۵/ شوال ۱۳۳۲ھ حضور کا کیا حکم ہے کہ ایک عورت کے اوپر جن آتا ہے اور وہ علانیہ اُس کو دیکھتی ہے اور وہ اُس کے پاس آ کر روپے وغیرہ نوٹ دے کر جاتا ہے تو آیا اُس نوٹ اور روپے کو صرف کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور استعمال میں لانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

وہ جن جو کچھ اُس عورت کو دیتا ہے اس کا لینا حرام ہے کہ وہ زنا کی رشوت ہے۔ در مختار میں ہے:

^۱ القرآن الکریم ۲/۵

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الاشربہ باب العصیر للخمیر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۱، المستدرک للحاکم کتاب الاشربہ دار الفکر بیروت ۴/۱۳۵

مایدفعہ متعاشقان رشوة ^۱ ۔	آپس میں معاشرت کرنے والے جو کچھ دیں وہ رشوت میں شمار ہے۔ (ت)
--------------------------------------	--

اگر وہ لینے پر مجبور کرے لے کر فقراء پر تصدق کر دیا جائے اپنے صرف میں لانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۴۱: از فرخ آباد شمس الدین احمد ۱۸/ شوال المعظم ۱۳۳۲ھ
 درخت تاڑی کی فصل فروخت کرنا یعنی تاڑی نکال کر بیچنے کی اجازت دینا اور اس کی قیمت لینا درست ہے یا نہیں؟ فقط۔
 الجواب:

ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۴۲: مسئلہ ولی محمد کلاہ فروش بازار چوک بہرائچ چہار شنبہ ۱۹/ ذوالقعدہ ۱۳۳۲ھ
 خیاط لوگ اُن کپڑوں میں سے جو اُن کے پاس بغرض سلائی لیے جاتے ہیں کچھ تھوڑا کپڑا بمقدار ایک کلاہ کے بچا لیتے ہیں اور اُس کپڑے کی کلاہ وغیرہ بنا کر بدست کلاہ فروش بہ نسبت شرح قیمت دوسرے ٹوپیوں کے کم قیمت پر فروخت کر لیتے ہیں کوئی شخص بازار کے تمام کلاہ فروشاں میں سے سوائے ایک شخص کے انکار اُن خیاطوں کی ٹوپیاں وغیرہ خریدنے اور اُن کے منافع سے مستفیض ہونے سے نہیں کرتا ہے، اور محترز کی سعی سے اصلاح حال خیاط لوگوں کی اور خرید کرنے والے کلاہ فروشاں کی غیر ممکن ہے۔ کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین کہ محترز اگر ایسے پارچے کی ٹوپیاں وغیرہ خیاط لوگوں سے خرید کر لے تو محترز باعثِ معصیت ہوگا یا نہیں؟
 الجواب:

ضرور معصیت و حرام ہے، اور یہ خیال کہ ان کے پاس چھوڑے تو یہ بند نہیں ہوتا محض بے معنی ہے، اس کا حساب اس پر اور اُن کا حساب اُن پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۳: مرسلہ مرزا عبدالرحیم بیگ مدرس جماعت نارواڑی محلہ رنجھوڑ لین کراچی بندر
 کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان دین متین:
 میں نے سنا ہے کہ بیاج کے جائز ہونے کا بھی آپ نے کوئی حیلہ کیا ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں، اگر صحیح ہے تو کس طرح؟ تحریر فرمائیں۔ بینوا تو جروا (بیان فرماؤ تا کہ اجر پاؤ۔ ت)

^۱ بحر الرائق کتاب القضاء/ بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۲۶۲

الجواب:

بیاج کے جائز کر لینے کا حیلہ کر لینا مسلمان کی شان نہیں یہ بھی مجھ پر محض افترا ہے میرے فتاویٰ میں جا بجا اس کا رد موجود ہے۔ اور اگر اس کا نام حیلہ ہے کہ کوئی شرعی جائز صورت کی جائے جس میں نفع حاصل ہو اور بیاج حرام مردود و نجس سے نجات ہو تو اسے خود صاحب شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کہما فی صحیح البخاری (جیسا کہ صحیح البخاری میں ہے۔ ت) ائمہ دین نے اس کی متعدد صورتیں ارشاد فرمائیں۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں اُس کے لئے خاص ایک فصل تحریر فرمائی اسے بیاج جائز کر لینا نہ کہے گا مگر گمراہ، اس کی تفصیل میرے رسالہ کفل الفقہیہ^۱ میں ہے جو مطبع اہلسنت سے مل سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۴: از سہار ضلع ایٹہ مرسلہ جناب مولوی چودھری عبدالحمید خان صاحب زید مکار مہم رئیس ۱۱۳/۱ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ جناب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ ادام اللہ ظلہ علی رؤس الطالین حاکم اگر اپنے کسی کام کے لئے قرض مانگے اور اس پر سود دے اور جو سود نہ لے اُس سے جو رقم ناجائز لی جاتی ہے اُس میں اسی حساب سے تخفیف کر دے اس کی بابت کوئی مطالبہ نہیں، نہ شرط ہے، لہذا وہ کمی اُن کے واسطے جائز ہوگی یا نہیں، اگرچہ اس قرض میں حاکم کا حکم اتنا ہے کہ خوشی سے ضرور دینا چاہئے جبر نہیں بائینہم اُس کے ملازمین اپنے اثر سے ہر ایک کو اس کے دینے پر مجبور کرتے ہیں، ان سب باتوں پر غور فرما کر ارشاد فرمایا جائے کہ بموجب اس کے عمل کیا جائے۔ والسلام مع الاکرام۔

الجواب:

کوئی زمیندار مثلاً کاشتکاروں سے جبراً کوئی ناجائز رقم وصول کرتا ہو کاشتکار مجبوری دیتے ہوں پھر اس کا کوئی کام آ کر پڑے اور وہ کہے کہ اس کام میں میری مدد کر تو یہ رقم چھوڑ دوں گا یا اتنی تخفیف کر دوں گا، تو اس ترک یا تخفیف کا قبول نہ کرنا اس پر واجب ہے کہ جب وہ رقم ناجائز ہے تو جس طرح اُس کا لینا گناہ ہے دینا بھی حرام ہے ماحرم اخذہ حرام اعطاؤہ^۱ (جس کا

عہ: رسالہ کفل الفقہیہ الفہم فی احکام الدراہم فتاویٰ رضویہ جلد ۱ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور، میں صفحہ ۳۹۵ پر مرقوم ہے۔

^۱ رد المحتار کتاب الزکوٰۃ باب العشر دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۶/۲

لینا حرام اس کا دینا بھی حرام۔ ت)۔ حرام سے جتنا بچ سکے لازم ہے مگر وہ کام جس کے صلہ میں یہ ناجائز رقم زمیندار چھوڑے اس کا دیکھنا لازم ہے اگر وہ خود ناجائز ہے تو اس میں اسے مدد دینی حرام ہے اور اس رقم کی بچت اس کا عذر نہیں ہو سکتی کہ رقم ناجائز کا جبراً لینا اس کا جرم ہے اور دوسرے کے ناجائز کام میں شریک ہونا اس کا جرم ہے ہاں اگر وہ اس ناجائز کام پر مجبور کرے اور مجبوری واقعی ہو جس پر وہ زمیندار قدرت رکھتا ہے تو بحالت اکراہ شرعی جس فعل ناجائز کی رخصت دی جاتی ہے رخصت دیں گے اور اس حالت میں اس رقم ناجائز کی کمی قبول کرنا اس پر واجب ہوگا لیکن اگر زمیندار مجبور نہیں کرتا اُس کے نوکر چا کر دباتے ہیں اور وہ اسے مجبور شرعی نہیں کر سکتے تو صرف اُن کی خاطر یاد دہمکی سے ناجائز کام جائز نہ ہو جائے گا، اور اگر وہ کام جائز ہے تو اس میں بقدر ضرورت مدد دے کر وہ صلہ قبول کرنا شرعاً واجب ہے کما مرق (جیسا کہ گزرا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۵: از مقام مذکور مرسلہ چودھری صاحب مذکور ۱۱/ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

آخر فقرہ جو اس مکتوب میں درج ہے کہ لیکن اگر زمیندار خود مجبور نہیں کرتا اس کے نوکر چا کر دباتے ہیں اور وہ اسے مجبور شرعی نہیں کر سکتے تو صرف اُن کی خاطر یاد دہمکی سے ناجائز کام جائز نہ ہو جائے گا، یہ بالکل سچ ہے مگر غور طلب یہ امر ہے کہ وہ نوکر جو ذی اختیار ہوں اور جن کو سزا و جزا کا پورا اختیار ہو اور جن کی رپورٹ پر اُن کے آقا ضابطی جائداد وغیرہ سب کچھ کرتے ہوں تو اُن کا دینا یا اظہارِ ناخوشی کرنا اور وعید سے کام لینا ایسا نہ ہوگا جیسا معمولی نوکروں کا کہنا سننا یا دینا بلکہ اُن کا کہنا سننا دینا یا وعید سے کام لینا یہ سمجھنا چاہئے کہ ہو بہو اُس کے آقاؤں کا وہ فعل ہے اگرچہ بظاہر اُن کے آقا اس امر کا اعتراف کرتے ہوں کہ یہ ہمارے حکم کی تعمیل ہماری رعایا کی خوشی پر منحصر ہے۔

الجواب:

ایک تخویف واقع ہوتی ہے معلوم ہے کہ ایسا نہ ہو تو معاذ اللہ ضابطی جائداد وغیرہ ناقابلِ مضرتوں کا سامنا ہے اور ایک نری دہمکی، ثانی کا اعتبار نہیں۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یہ شیطان ہے کہ تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اُن سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "ذُلِّكُمْ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ" فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُمْ مَرْءِيْنِ ﴿۱﴾"۔

اور اول ضرور معتبر ہے اور الامن اکره کی حد میں داخل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۶: کوہ رانی کھیت صدر بازار مرسلہ منشی عنایت خاں صاحب مورخہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہی علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس باب میں کہ پیش امام صاحب رانی کھیت نے ایک رنڈی کی نماز جنازہ پڑھائی کہ جس کا کوئی عمل اور بظاہر وضع نہ لباس مسلمانوں کا تھا اس واقعہ کے چند یوم کے بعد پیش امام صاحب نے نماز جمعہ سے قبل اپنے اس فعل کی تائید میں بطور وعظ کے فرمایا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں تھا کہ یہ عورت کون ہے اور جو شخص مجھ کو بلا کر واسطے نماز جنازہ کے لے گیا ہے یہ کون ہے میں نے نہ سمجھا کہ یہ مرد بھڑوا اور یہ عورت رنڈی ہے اور اس نماز جنازہ میں کچھ معاوضہ بھی مولانا صاحب کے نذر کیا جس کو مولانا صاحب نے دوران وعظ فرمایا کہ ہم تیرا کہ ہیں ہم تیرے کے ذریعہ سے غرقاب ہونے سے بچ سکتے ہیں جاہل نہیں بچ سکتا ہے اور بازار والوں نے جو مجھ پر نکتہ چینی کی ہے وہ بھی رنڈیوں کے ہاتھ اپنا مال فروخت کرنا بند کر دیں کیونکہ رنڈیوں سے مال کے بالعوض بھی پیسہ ناجائز ہی حاصل ہوتا ہے اور جب بازار والے اس میں اتفاق کر لیں تو مجھ کو بھی اُن سے اتفاق ہوگا، اور مولانا صاحب نے یہ فرمایا کہ جو پیسہ اس جنازہ کی نماز میں مجھ کو ملا ہے اس پیسہ کو جیسی اس کی اصلیت ہے ایسی ہی جگہ صرف کر دوں گا مثلاً پانچاٹھ اٹھائیوالی بھنگن کو دے دوں گا، اور ایک تھنہ اس ناجائز پیسہ کی صرف کرنے کی بابت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ذکر فرمایا کہ ایک بادشاہ کے یہاں خزانہ میں روپیہ کی کمی ہوئی تو انہوں نے وزیر صاحب سے روپیہ حاصل کرنے کی بابت مشورہ کیا تو وزیر صاحب نے ان کو رائے دی کہ فلاں فقیر کے پاس بہت سا روپیہ ہے اس سے روپیہ طلب کیا جائے، غرض کہ فقیر بلا یا گیا فقیر سے روپیہ طلب کیا گیا فقیر نے بادشاہ سے عرض کی کہ حضور چونکہ آپ بادشاہ اسلام ہیں اور جو پیسہ میرے پاس ہے وہ ناجائز طریقہ سے میں نے حاصل کیا ہے لہذا وہ پیسہ اچھا نہیں ہے، آپ کے صرف کے قابل نہیں ہے بادشاہ نے فرمایا کہ رعایا کے مکانات مسمار ہو گئے ہیں ہم بھی تیرے پیسہ کو رعایا کے پاخانوں میں صرف کر دیں گے، اور مولوی عبدالحی صاحب کے فتویٰ کے حوالہ سے مولانا صاحب نے فرمایا کہ اگر کسی بزرگ یا علمائے دین کی دعوت وغیرہ کرنی ہو اور اس کے پاس پیسہ اچھا نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے اپنے پیسہ کے بالعوض اچھا پیسہ حاصل کرے اور آپ کی دعوت وغیرہ میں صرف اسی دوران وعظ میں مولانا صاحب یعنی پیش امام صاحب نے متقی شخص کی بزرگی آیات قرآنی سے بڑے شد و مد کے ساتھ ثابت کی ہے چند مسلمانوں کے خیالات میں لفظ تیرا کہ اور جیسا پیسہ ہے جنازہ کی نماز پڑھانے کے عوض میں مولانا صاحب کو حاصل ہوا اور اس کا صرف ویسی جگہ کر دیں گے اور علمائے دین اور بزرگوں کی دعوت وغیرہ دینے

خراب پیسہ کے بجائے دوسرے آدمی سے اچھا پیسہ حاصل کر کے صرف کرنا یہ امور قابلِ اعتراض ہیں۔ امید ہے کہ جاب باصواب مرحمت ہو، تاکہ جو شکوک دلوں میں پیدا ہو گئے ہیں وہ رفع ہوں۔

الجواب:

نماز جنازہ پڑھادینے میں حرج نہ تھا جبکہ اسے معلوم نہ تھا کہ اس کی یہ حالت ہے مگر نماز جنازہ پڑھانے پر اجرت لینی جائز نہیں اگرچہ پاک مال سے نہ کہ ناپاک مال سے کہ دوسرا حرام ہے، اور یہ عذر کہ وہ اپنے یہاں کے پاخانہ میں صرف کر دے گا محض مردود ہے یوں بھی اپنے ہی صرف میں لانا ہوا اور وہ حرام ہے، یہیں سے ثابت ہوا کہ وہ تیراک نہیں اس نے دو غوطے کھائے اور اپنے غرقاب ہونے پر متنبہ بھی نہ ہوا، اور یہ بھی غلط ہے کہ جس کے پاس ناپاک پیسہ ہو وہ اپنے پیسے کے عوض دوسرے پیسہ پاک حاصل کرے اور وہ مطلقاً پاک ہو جائے، بلکہ مسئلہ یوں ہے کہ جس کا مال حرام ہے اس نے اگر اپنا پیسہ کسی کام میں نہ لگایا بلکہ قرض لے کر کوئی کام کیا تو وہ کام جائز ہے اور اگر ایسا شخص کسی کو کچھ دام دے یا دعوت کرے اور کہے کہ یہ میں نے قرض لے کر کی ہے اس کا قول مانا جائے گا جیسا کہ عالمگیری وغیرہ میں ہے، ہاں اس نے سچ کہا کہ دکانداروں کو بھی حرام ہے کہ کوئی چیز حرام مال والوں کے ہاتھ بیچ کر وہ زرِ حرام قیمت میں لے مگر اس کا یہ کہنا خطا ہے کہ دکاندار اس سے باز آئیں گے تو وہ بھی باز آئے گا اور وہاں گناہ کرنا اس کے لئے سند نہیں ہو سکتا ہر شخص اپنی اپنی قبر سنبھالے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۷: از سوئی مادھپور قصبہ ساکنو دریا ست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ الف خاں مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ ۱۲/ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ فریق مغلوب سے خرچہ کچھری ڈگری یا مقدمہ میں جبکہ کچھری دلا دے تو اس کا لینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

جتنا واجبی خرچی ہے مدعا علیہ جھوٹے مدعی سے لے سکتا ہے اور سچے مدعی سے لینا حرام، اور مدعی سچا ہو خواہ جھوٹا مدعا علیہ سے شرعاً نہیں لے سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۸: از بلرام پور محلہ پور نیاتالاب ضلع گونڈا مرسلہ محمد تیغ بہادر خاں صاحب ۳/جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ ایک مہتر حال مسلمان ہوا ترک پیشہ خود نہ کر کے مثل قدیم، اہل اسلام و نیز دیگر اقوام کے جائے ضرور کو صاف کرتا ہے اس نے مسلمانوں کی دعوت کی اپنے کسب سے، چند اشخاص نے اس کے

گھر کا پکا ہوا کھانا کھایا باقی لوگ جو مدعو تھے نیز سکناے قصبہ نے بدیں وجہ انکار کیا کہ وہ اب تک مثل سابقہ مہتر ہے علاوہ مسلمانوں کی جائے ضرور کے دیگر اقوام کی بھی صاف کرتا ہے دشمنانِ دین سے دلی میل و ملاپ کے شارع علیہ السلام مانع ہیں چہ جائیکہ ایسی ذلیل خدمت کا برتاؤ اُن کے ساتھ عمل میں لا کر کیسے کوئی کامل الایمان رہ سکتا ہے لکھنؤ یا اور شہر جہاں بڑے بڑے فضلا موجود ہیں کیوں مہتروں کے ساتھ خورد و نوش جاری نہیں ہے پہلے علما و فضلا نوش فرمائیں اور رواج دیں تب ہم لوگ کھا سکتے ہیں تمام اہل ہندو اس پر معترض ہیں کہ جن جن مسلمانوں نے بھنگی کے یہاں کھایا ہے اُن لوگوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا جائے اور انہیں میں یہ قوم بھی متصور ہو یہاں کے مالک ریاست اہل ہند ہیں اور یہی قوم زیادہ تر با اختیار ہے سب مسلمانوں کی ذریعہ معاش وغیرہ اسی سے ہے اگر عمائدین کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہو تو کس قدر ذلت اہل اسلام کی ہوگی جن صاحبوں نے کھایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارا دینی بھائی ہے ہم برابر خورد و نوش رکھیں گے اور ازدواج کی بابت نہیں معلوم کیا خیال ہو وہ اپنے بھائی کو ایسی ذلیل حالت میں زندگی بسر کرتے نہیں معلوم کیسے ملاحظہ فرمانا پسند کر رہے ہیں جبکہ ہزاروں اور ذرائع معاش جو اس حالت سے طیب و پاک ہیں بآسانی ہو سکتے ہیں کیوں درلغ فرما رہے ہیں اور باعثِ ننگ و عار اسلام ہیں۔

الجواب:

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کسب الحجام خبیث^۱ بھری سنگی لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔ علماء فرماتے ہیں: "التلوثہ بالنجاسات" اس لئے کہ اُسے نجاست سے کام پڑتا ہے۔ تو بھنگی کا پیشہ کس درجہ خبیث تر ہوگا۔ علماء فرماتے ہیں: لا یجوز خدمة الکافر باجر کافر کی خدمت گاری کی نوکری جائز نہیں کہ اس میں معاذ اللہ مسلمان کی تذلیل ہے تو ایسی سب سے ذلیل تر خدمت کیونکر حلال ہو سکتی ہے، اور جب وہ مسلمان ہے تو دینی بھائی ضرور ہے مگر دینی بھائی ہونے سے یہ لازم نہیں کہ باوصف اس کی ایسی شنیع حرکت کے وہ مسلمان ہو کر کافروں کے آگے اپنے آپ کو اس درجہ ذلیل کرتا ہے اور حرام اُجرت کھاتا ہے، اُس سے میل جول ایسا ہی رکھیں جیسا صالحین سے، اور جبکہ اس کی کمائی خبیث ہے تو اُس سے بھی یو ہیں کھائیں جیسے پاک مال کو، اُس پر لازم ہے کہ جب وہ مسلمان ہو اس ناپاک پیشہ کو ترک کرے اور کافروں کے سامنے اسلام کا نام ذلیل نہ کرے اُس سے میل جول نہ کیا جائے اور اُس کی ناپاک کمائی کا کھانا نہ کھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی کسب الحجام آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۳۰

مسئلہ ۲۴۹:

از شہر محل باقر گنج مرسلہ عنایت خاں

۱۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب کافروں کا میلہ دریا پر ہوتا ہے تو یہ پنڈتوں کو اپنے گھر سے دال چاول لے جا کر دیتے ہیں یعنی پُئن کرتے ہیں، وہ لوگ اس کو جمع کر کے فروخت کر ڈالتے ہیں دکانداروں کے ہاتھ، اور اُن دکانداروں سے ہم لوگ خریدتے ہیں اگر ہم خود اس پنڈت سے خرید لیں بازار سے کچھ زیادہ دی جائیں تو جائز ہے یا نہیں، اور اُن کو خرید کر اگر نیاز دلوائی جائے مثلاً حضرت پیران پیر کی، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اُس اناج کا بازار سے بھی خریدنا حلال، پنڈت سے بھی خریداری جائز، اس پر نیاز شریف بھی مباح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۰:

از جہالراپائن راجپوتانہ مرسلہ محمد نواب علی صاحب سوداگرچرم

یہاں ایک روپے کا نوٹ چلا ہے اور ریاست سے تنخواہ داروں کو روپیہ کے عوض نوٹ ملتا ہے، بازار میں خریدار صراف وغیرہ پندرہ آنے اور ساڑھے پندرہ آنے کو خریدتے ہیں، یہ آنہ اور آدھ آنہ مسلمانوں کو لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس قسم کا لین دین سود میں داخل ہوگا یا منافع میں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

روپے کا نوٹ پندرہ آنے کو بیچنا خریدنا مطلقاً جائز ہے جبکہ باہم رضامندی اور کوئی مانع شرعی عارض نہ ہو اسے سود سے کوئی علاقہ نہیں، حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا:

اذا اختلف النوعان فبيعوا كيف شئتم ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جب دو نوع مختلف ہوں تو پھر جس طرح چاہو خرید و فروخت کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
---	--

مسئلہ ۲۵۱:

از جہالراپائن راجپوتانہ مرسلہ محمد نواب علی صاحب سوداگرچرم

افیون کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ غیر قوم اس سے فائدہ حاصل کر رہی ہے اور اہل اسلام محروم ہیں، شرع شریف نے اس قسم کا بٹ لینا دینا اور تجارت کسی طریقہ سے جائز رکھی ہو تو جواب تشریح کے ساتھ مرحمت فرمایا جائے۔

^۱ نصب الراية كتاب البيوع المكتبة الاسلاميه ۴/ ۴

الجواب:

افیون نشہ کی حد تک کھانا حرام ہے اور اسے بیرونی علاج مثلاً ضماد و طلاء میں استعمال کرنا یا خوردنی معجونوں میں اتنا قلیل حصہ داخل کرنا کہ روز کی قدر شربت نشہ کی حد تک نہ پہنچے تو جائز ہے اور جب وہ معصیت کے لئے متعین نہیں تو اس کے بیچنے میں حرج نہیں مگر اس کے ہاتھ جس کی نسبت معلوم ہو کہ نشہ کی غرض سے کھانے یا پینے کو لیتا ہے،

لان المعصية تقوم بعينها فكان كبيع السلاح من اهل الفتنة۔	اس لئے کہ گناہ عین شے کے ساتھ قائم ہوتا ہے پھر اس کی مثال اس طرح ہوتی جیسے "اہل فتنة" پر ہتھیار فروخت کرنا۔ (ت)
---	---

اور جب اس کی تجارت مطلقاً حرام نہ ہوئی بلکہ جائز صورتوں پر بھی مشتمل ہوئی تو زیادہ مقدار تاجروں کے ہاتھ بیچنا اور ہلکا ہو گیا کہ یہاں تعین معصیت اصلاً نہیں اور ان کا نشہ داروں کے ہاتھ بیچنا ان کا فعل ہے،

وتخلل فعل فاعل مختار يقطع النسبة كما في الهداية وغيرها۔	کسی فاعل، مختار کادر میان میں کھٹنا نسبت کو منقطع کر دیتا ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ (ت)
---	--

یہ صورتیں اس کے جواز کی نکلتی ہیں، اور اہل تقویٰ کو اس سے احتراز زیادہ مناسب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۲: از کلھیز کریا اسٹریٹ ۲۲ مولوی عبدالحلیم میرٹھی ۷/ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

کچہری کالامز چپراسی جو روپیہ مقدمہ بازوں سے انعام کی صورت میں وصول کرتا ہے اور بعض صورتوں میں بجز در صورتیکہ رشوت کے حکم میں داخل ہو، اب توبہ کرنے کے بعد در آنحالیکہ اُن اشخاص کو واپس کرنا اُن سے اجازت لین اور قصور معاف کرنا از قبیل محالات ہو گیا ہو کس مصرف میں لایا جائے۔ بیّنوا تو جروا۔

الجواب:

انعام اگر واقعی بطور انعام بلا جبر ظاہر و بے اندیشہ اضرا آئندہ بطیب خاطر ہو، حلال ہے اور جو بجز بکار رشوت ہو حرام قطعی و غصب وغیرہ مملوک ہے جبکہ واپس دینے کی راہ نہ رہی ہو لازم کہ تمام عمر میں جتنے اموال ایسے لئے ہوں سب کی قدر فقراء مسکین پر تصدق کرے اگرچہ یہ تصدق اس کے مال کا استیعاب کرے بے اُس کے اُس سے برات و توبہ نہیں، اگر یہ بھی پتانہ چلے تو برات مطلقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنا کل مال قلیل و کثیر، نفیر و قطمیر سب کسی مسلمان غیر صاحب نصاب پر تصدق کر دے اور اس کے قبضہ میں دے دے

اگرچہ وہ فقیر جس پر تصدق کیا اس شخص کا جوان بیٹا یا باپ یا بھائی یا بہن یا زوجہ یا اور کوئی قریب یا بعید ہو بعد قبضہ وہ متصدق علیہ اپنی خوشی سے بعض یا کل مال اسے واپس کر دے یعنی اپنی طرف سے اسے بہہ کرے یا اس پر تصدق، تو وہ مال اب اس کے لئے طیب ہو جائے گا مطالبہ سے بھی ادا ہوا اور مال بھی پاک و حلال ملا۔ ہندیہ میں ہے:

<p>لہ مال فیہ شبہۃ اذا تصدق بہ علی ابیہ یکفیہ ذلک ولا یشتطرت التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حین کان یبیع ویشتری و فیہا بیوع فاسدة فوہب جبیع مالہ لابنہ ہذا، خرج من العہدۃ^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>	<p>کسی کے پاس مشتبہ مال ہے، جب اسے اپنے والد پر خیرات کر دے تو یہ اس کے لئے کافی ہے۔ کسی اجنبی شخص پر صدقہ کرنا شرط نہیں۔ اور اسی طرح جب اس کا بیٹا اس کے ساتھ ہو، جبکہ یہ شخص خرید و فروخت کرتا ہو، اور اس کے کاروبار میں کچھ فاسد سودے ہوں تو یہ اپنا سارا مال اپنے اس بیٹے کو بہہ کر دے تو اس صورت میں یہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p>
---	---

مسئلہ ۲۵۳: از رنگون مرسلہ عبدالستار بن اسمعیل ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں کہ اس شہر میں چند سال سے ایک قسم کی سواری جاری ہوئی ہے یعنی انگریزی ساکت کی ٹم ٹم شکل کا دو چکے والا ہلکا گاڑی ہوتا ہے جسے انسان لے کر دوڑتے ہیں لوگ اُس گاڑی پر سوار ہوتے ہیں اور مناسب معاوضہ گاڑی لے کر دوڑنے والے کو دیتے ہیں غرض گاڑی میں جو کام جانور آتے وہی کام قریب قریب آدمی کرتے ہیں تو کیا اہل اسلام کو اس سواری پر سوار ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

وہ لوگ اپنی خوشی سے ایسا کرتے ہیں اور اس پر اجرت لیتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں جیسے پاکی کے کہار،

<p>وقد مرت محفۃ سیدنا شیخ الشیوخ السہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من العراق الی مکة المکرمۃ علی اعناق الرجال۔ واللہ سبحنہ اعلم۔</p>	<p>بے شک ہمارے سردار شیخ الشیوخ سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق سے لے کر مکہ مکرمہ تک لوگوں کی گردنوں پر سوار ہو کر گئے واللہ سبحنہ اعلم۔ (ت)</p>
--	--

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر فی الکسب نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۹

مسئلہ ۲۵۴: ازربلی گورنمنٹ بوچر خانہ مرسلہ نعت اللہ صاحب ٹھیکہ دار گوشت ۱۵/رجب المرجب ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کٹھلہ گوشت بکری کا اس قسم کا ہے کہ ذبحہ و جھٹکہ گردن مارا ہوا دونوں قسم کا شامل ہے اگر خریدنے سے قبل ہم دو شخص اس کو اس ارادے سے خرید کر کہ ذبحہ ایک آدمی اور جھٹکہ ایک آدمی مگر نام میں وہ کام میرے رہے گا اب وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور میرے ذمہ کوئی نقصان شرعی رہا یا کہ نہیں؟

الجواب:

جبکہ حلال گوشت میں حرام ملا ہوا ہے اس کا خریدنا مطلقاً حرام ہے اور اگر متمیز ہو کہ یہ ٹکڑا حلال کا ہے یہ مردار کا، تو صرف حلال کا خریدنا جائز اور مردار کا خریدنا سخت حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۵: از شہر جالندھر چوک حضرت امام ناصر الدین صاحب مرسلہ محمد امین صاحب ۲/رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بازاری عورت کے ہاتھ قیمتی چیزیں فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:

اُس کے ہاتھ کچھ بیچ کر اس کے زہ حرام سے قیمت لینا حرام، اُس کے یہاں کوئی اجرت کا کام کر کے اس کے زہ حرام سے اجرت لینا حرام "لان الذی عندہن کالمغصوب کما فی الہندیۃ وغیرہا" (اس لئے کہ جو کچھ اُن بازاری عورتوں کے پاس ہے وہ غصب کردہ) (یعنی چھینی ہوئی) چیز کا طرح ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ ت) ہاں اگر اس کے سوا کوئی اور ذریعہ حلال بھی اس کے پاس ہو اور لینے والے کو معلوم نہ ہو کہ یہ قیمت یا اجرت کون سے مال سے ہے تو لینا جائز ہے جبکہ وہ چیز کہ بیچی یعنی بیعہ اس سے اقامت معصیت نہ ہو جیسے مزامیر، ورنہ بیچنا خود ہی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۶: از سیملیہ علاقہ سیلانہ اسٹیشن ناملی ضلع رتلام مالوہ ریلوے مرسلہ نور محمد ولد صدیق کھتری ۳۰/رمضان ۱۳۳۷ھ مسلمانوں میں ایک قوم کھتری ہے جو رنگائی وغیرہ کا پیشہ کرتی ہے، ان کی قوم میں بایں گوٹ ہیں یعنی فرقہ، اور ان میں باہم اتفاق تھا، لین دین، کھانا پینا وغیرہ ہوتا تھا۔ اب عرصہ پانچ چھ برس سے آپس میں تکرار فساد ہو کر باہم تنازع پیدا ہوا اور علیحدہ ہو گئے۔ ایک فریق سترہ گوٹ والا اور دوسرا

پانچ گوٹ والا، اور اسی نام سے یہ مشہور ہیں، ایک فریق ستر والے اور فریق ثانی دھڑے والے، بناءً فساد یہ ہے کہ جب اُن میں اتفاق تھا اُس وقت میں شادی غمی کا کھانا وہ اس طرق سے پکاتا تھا جس کے گھر خوشی ہوتی تو جملہ بیچ اس کے مکان پر جمع ہوتے ہیں اور دیکھی میں پانی بھر کر پنچوں کے بیچ میں رکھتے ہیں اور ایک برتن علیحدہ گرہ رکھتے ہیں پھر ایک آدمی انہیں سے اٹھ کر پنچوں سے اجازت کھانا پکانے کے واسطے گڑ گلانے کی طلب کرتا اُن کی زبان میں کہتا (پنچا موکل) یعنی بیچ اجازت گڑ گلانے کی دو، تو اس وقت بیچ جواب دیتے ہیں (بسم اللہ) یعنی اجازت دی گئی۔ اس وقت پانچ گوٹ والے جن کا نام دھڑے والے ہے پانچ آدمی اٹھ کر ایک ایک ڈلی گڑ کی لے کر بسم اللہ کہہ کر اس دیکھی میں ڈال دیتے ہیں، تب کام شروع ہو کر اختتام کو پہنچ جایا کرتا تھا۔ یہ رسم قدامت سے باپ دادا کی قائم تھی، ستر والوں کو حسد پیدا ہوا کہ دھڑے والے گڑ گلائیں جب کھانا پکے اور یہ اپنا حق جتاتے ہیں کہ گڑ گلانا ہمارا کام ہے تو ہم کو ایسا کھانا منظور نہیں ہے ہم دھڑے والوں سے علیحدہ ہی اچھے ہیں، اس سبب سے آپس میں دو فریق ایک ستر والے اور دوسرے دھڑے والے ہو گئے۔ دھڑے والوں نے تو اپنی رسم قدیم قائم رکھی کہ ہم بسم اللہ کے ساتھ اس کام کو کرتے ہیں کوئی شرک کفر نہیں کرتے۔ اور ستر والوں نے رسم قدیم چھوڑ کر نیا طریقہ اختیار کیا کہ جس کے یہاں کھانا وغیرہ پکے تو مالک کھڑا ہو کر اجازت کھانا پکانے کی مانگ لیتا ہے اور وہ کھانا پکا کر کھالتے ہیں، ستر والے کے کھانے کو دھڑے والے نہیں کھاتے اور دھڑے والوں کا ستر والے، اور یہی باعث نفاق ہے، ستر والے کہتے ہیں کہ ہم رسمی کھانا نہیں کھاتے، شریعت سے منع ہے، اُس رسم کو چھوڑ کر اتنا ضرور ہوتا ہے کہ جس کے یہاں کام ہوتا ہے وہ پنچوں سے اجازت ضرور لیتا ہے۔ اگر اور طریقہ سے کھانا پکایا جائے گا تو ستر والے بھی نہیں کھائیں گے، ان دونوں فریق میں سے ایک شخص تنہا اپنے مکان سے نکلا اس کا یہ کہنا کہ میں دونوں فریق کی رسم سے علیحدہ ہوں میں تو سنت رسول اللہ کے موافق سب کو دلوا کر پکوا کر جو صاحب کھائیں میں کھلاؤں اور اسی طریق پر میں بھی کھاؤں اور بموجب شریعت عورت کو پردے میں رکھتا ہوں اور بیوپار بھی اس طور پر کرتا ہوں کہ سود نہ لوں نہ دوں بموجب شریعت کے کرتا ہوں ستر والوں اور دھڑے والوں کی عورتیں باہر پھرتی ہیں پردہ نہیں ہے میرے اس سنت رسول اللہ پر چلنے سے فریقین بیزار ہیں اس واسطے دریافت کیا جاتا ہے کہ جوابات علیحدہ علیحدہ مرحمت فرمایا جائے کہ ستر والوں کے لئے از روئے شرع شریف کیا حکم ہے اور دھڑے والوں کے واسطے کیا حکم ہے اور بے چارے تنہا کا جو شریعت پر چل رہا ہے کیا حکم ہوتا ہے؟

الجواب:

(۱) حدیث میں ہے: جو ایک درہم سُود کا دانستہ کھائے گویا اس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا^۱۔ ایک درہم تقریباً یہاں کے اٹھارہ پیسے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔

(۲) یوں ہی نری سخت مجبوری و ناچاری شرعی کے سوا سود دینا بھی ویسا ہی حرام ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سُود کھانے والے اور سُود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں سب پر لعنت فرمائی، اور فرمایا: وہ سب برابر ہیں^۲۔

(۳) عورتوں کا راستوں میں یوں بے پردہ پھرنا کہ سر کا کوئی بال یا گلے کا کچھ حصہ یا کلائی یا پنڈلی کا کھلا ہوا کپڑے باریک ہوں کہ بال وغیرہ اعضاء مذکورہ میں سے کچھ چمکے (سینے یا پیٹھ میں سے کچھ کھلا ہونا یا چمکنا تو اور بھی سخت ہے) یہ صورتیں حرام ہیں اور اُن عورتوں کے شوہر اگر اس پر راضی یا ساکت ہیں یا بقدر ضرورت بندوبست نہیں کرتے تو سب دیوث ہیں، اور حدیث میں ہے: دیوث پر جنت حرام ہے^۳۔

یہ تینوں باتیں یا ان میں سے کوئی جس میں پائی جائے فاسق فاجر مستحق عذاب النار ہے، دھڑے والا ہو یا ستر والا یا کوئی اور، اگر ان باتوں کی ممانعت کے باعث اس شخص تنہا سے بیزار ہیں تو اور اشد سے اشد گناہگار و سزاوار غضب جبار ہیں، ان تین باتوں کا تو یہ جواب ہے، رہا کھانے کا جھگڑا، اُس میں ستر والوں پر چار الزام ہیں:

^۱ اللآلی المصنوعة كتاب المعاملات دار الکتب العلمیة بیروت ۲/ ۱۲۸ و ۱۲۷، اتحاف السادة المتقين كتاب آفات اللسان الآفة الخامسة عشر دار الفکر بیروت ۷/ ۳۵۳، الترغیب والترہیب الترتیب من الربا حدیث ۱۵، مصطفی البابی مصر ۳/ ۷، ۶، الموضوعات لابن جوزی باب تعظم امر الربا علی الزنا دار الفکر بیروت ۲/ ۲۴۵، الكامل لابن عدی ترجمہ عبد اللہ بن کیسان دار الفکر بیروت ۳/ ۱۵۴۳،

الدرا المنثور بحوالہ ابن ابی الدنیا والبیہقی تحت آیت ۲/ ۲۷۵، مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۱/ ۳۶۴

^۲ صحیح مسلم کتاب المساقات باب الرباء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷

^۳ مسند امام احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۹-۱۲۸

- (i) ایک یہ کہ دھڑے والوں کا ایک قومی امتیاز جو قدیم سے چلا آتا تھا اس پر حسد کیا اور حسد کار شیطان ہے۔
- (ii) دوسرے یہ کہ اس کے سبب جماعت میں تفریق کردی، بندھی گرہ کے دو گروہ مختلف کردیئے کہ یہ اُن کے یہاں نہ کھائیں وہ اُن کے یہاں نہ کھائیں۔
- (iii) تیسرے یہ کہ وہ کھانا جسے قدیم سے ان کے باپ دادا اور یہ خود کھاتے آئے اسے اب نفسانیت کے سبب شریعت سے حرام بتایا یہ سخت جرم ہے وہ کھانا نہ اُس رسم کے باعث شرعاً حرام تھا نہ اب ہے۔
- (iv) چوتھے یہ کہ خود ایک رسم نکالی اور اُس طرح کھانا نہ کچے تو نہ کھائیں گے، تو ان کے منہ خود ان کا کھانا شریعت سے حرام ہوا، رسم کی پابندی اگرچہ عوام حد سے زیادہ کرتے ہیں مگر اس کو شرعاً واجب نہیں جانتے رسم ہی سمجھتے ہیں، تو جس رسم میں خود کوئی شرعی برائی نہ ہو اس میں قوم کی موافقت ہی کا حکم ہے اور اس میں اختلاف ڈال کر ٹوٹنا شرعاً معیوب ہے، یہ ایک الزام اس تنہا شخص پر بھی خاص اس بارے میں ہے۔ حدیث میں ہے:

خالقوا للناس باخلاقهم ¹ ۔	لوگوں سے ان کے اخلاق کے مطابق اخلاق کا برتاؤ اور سلوک کرو۔ (ت)
--------------------------------------	--

دھڑے والوں پر اس بارے میں کوئی الزام نہیں، ہاں اگر کوئی شخص اُس گڑ کی رسم کو ضروری و حکم شرعی جانے تو وہ ضرور جھوٹا اور سخت اشد الزام کا مورد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸/ شوال ۱۳۳۷ھ

از شہر بریلی مسئولہ شوکت علی صاحب

مسئلہ ۲۵۷:

کیا قول ہے علمائے حقانی کا مسئلہ ذیل میں کہ ناجائز روپیہ یعنی سود و شراب و رشوت وغیرہ اگر نیک کام مسجد، مدرسہ، چاہ، نیاز، فاتحہ، عرس وغیرہ میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس مسجد میں نماز، مدرسہ میں علم اور چاہ کا پانی اور فاتحہ عرس کا کھانا کھائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی روپیہ کو خیرات کیا جائے اور امیدِ ثواب رکھی جائے تو کیا حکم ہے؟ ایسے روپیہ کو کسی شرعی حیلہ سے جائز کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ حیلہ کیا ہے؟

¹ اتحاف السادة المتقين كتاب آداب العزلة الباب الثاني الفائدة الثالثة دار الفكر بيروت ۳۵۴/۶

الجواب:

حرام روپیہ کسی کام میں لگانا اصلاً جائز نہیں، نیک کام ہو یا اور، سو اس کے کہ جس سے لیا اُسے واپس دے یا فقیروں پر تصدق کرے۔ بغیر اس کے کوئی حیلہ اُس کے پاک کرنے کا نہیں، اُسے خیرات کر کے جیسا پاک مال پر ثواب ملتا ہے اس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے، بلکہ فقہاء نے کفر لکھا ہے۔ ہاں وہ جو شرع نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیر پر تصدق کر دے اس حکم کو ماننا تو اس پر ثواب کی امید کر سکتا ہے مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ اس سے اشیاء خریدتے ہیں خریداری میں اگر یہ نہ ہو کہ زر حرام دکھا کر کہا اس کے بدلے فلاں چیز دے اُس نے دی اُس نے قیمت میں زر حرام دیا تو جو چیز خریدیں وہ خبیث نہیں ہوتی، اس صورت میں فاتحہ و عرس کا کھانا جائز ہے اور اکثر یہی صورت ہے، مسجد میں نماز مدرسہ میں تحصیل علم جائز ہے اور کنویں کا پانی تو ہر طرح جائز ہے اگرچہ اس میں وہ نادر صورت پائی گئی ہو کہ خباثت آئی تو اینٹوں مسالے میں نہ زمین کے پانی میں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۱۵۲۵۸: از بحیرہ ضلع شاہ پور محلہ پراچگان مسئولہ محمد رحیم پراچہ بابلی ۷/ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

- (۱) کسی امر کے ثبوت یا عدم ثبوت پر مسلمین عاقلین کا طریقین سے شرط مالی لگانا حلال ہے یا حرام؟
- (۲) طریقین سے ایک کا دعویٰ ثابت ہو جانے پر مطابق شرط دوسرے کی طرف آیا ہو اموال کھانا حلال ہے یا حرام؟
- (۳) ایک متقی عالم دین کا شرط کو حرام کہہ کر پھر اسی شرط کے مال سے کھالینا کیا حکم رکھتا ہے؟
- (۴) جس مال پر شرط لگائی گئی ہو اس کے استعمال کرنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا جزاکم اللہ (بیان فرمائے اللہ آپ کو جزا دے۔ ت۔)

الجواب:

(۱) طریقین سے شرط بدنا حرام ہے، تنویر الابصار میں ہے:

حل الجعل ان شرط المال من جانب واحد و حرم لو	انعام یافتہ مال حلال ہے اگر شرط ایک طرف سے ہو، اور حرام ہے اگر شرط دونوں طرف سے ہو۔ (ت)
شرط من الجانبین ^۱ ۔	

(۲) جب طریقین سے شرط بدی گئی تو جو جیتے اُسے مال لینا اور کھانا اور ہارنے والے کو اُسے

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مہتابی دہلی ۲/ ۲۴۹

مال دینا سب حرام لانہ خبیث حاصل بسبب خبیث (اس لئے کہ وہ ناپاک ہے کیونکہ ناپاک سبب سے حاصل ہوا ہے۔ ت) (۳) اگر وہ عالم خود ایک فریق تھا تو متقی کب ہوا، حرام کار ہے، اور اسے کھائے تو حرام خور ہے۔ اور اگر یہ کسی فریق میں نہ تھا اور جیتنے والے نے مال لے کر اسے دیا جب بھی حرام ہے کہ وہ مال معصوب ہے جن سے لیا تھا فرض ہے کہ انہیں پھیر کر دے نہ کہ دوسرے کو، اور اگر جیتنے والے نے مال لیا اور ہارنے والے کی اجازت سے عالم کو دیا تو عالم کے لئے حلال ہے کہ باجارت مالک ہے۔

(۴) اس کا حکم بیان سابق سے واضح ہے جیتنے والے کو حرام اور ٹالٹ کو بھی بلا اجازت مالک حرام، ان دونوں صورتوں میں وہ فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ اور باجارت مالک حلال ہے اور امامت میں مغل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲ شوال ۱۳۳۷ھ

از شہر بریلی مسئلہ شوکت علی صاحب

مسئلہ ۲۶۲:

کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ ملازمت چوگنی کی جائز ہے یا نہیں؟ اور حاکم وقت کو اس کا روپیہ تحصیلنا جائز ہے یا نہیں، یہ روپیہ رعایا سے تحصیل کر کے رعایا ہی کی آسائش کے واسطے روشنی سڑک وغیرہ کے کام میں لگا دیتے ہیں، اور چوگنی کا محصول چرانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

نیک نیت سے چوگنی کی نوکری تحصیل وصول کی جائز ہے ہے نص علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار الخ (در مختار وغیرہ بڑی کتابوں میں اس کی تصریح کی گئی الخ۔ ت) چوری یعنی دوسرے کا مال معصوم بے اُس کے اذن کے اُس سے چھپا کر ناحق لینا کسی کو بھی جائز نہیں اور نوکر کا خلاف قرار داد کرنا عذر ہے اور غدر مطلقاً حرام ہے نیز کسی قانونی جرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلا وجہ ذلت و بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے کما استفید من القرآن المجید والحديث (جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ ت) رہا یہ کہ حکام وقت کو اس کا تحصیلنا شرعاً کیسا ہے نہ حکام کو اس سے بحث ہے نہ سائل کو حاکم سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

از ایت پوری ضلع ناسک مرسلہ سعید الدین صاحب

مسئلہ ۲۶۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طوائف نے اپنی ناپاک کمائی حرام کاری کے روپیہ سے ایک مکان خرید کیا اور اس کو بنام چند اشخاص سپرد کر کے لکھ دیا کہ اس مکان کی آمدنی مسجد کے اصراف میں خرچ کی جائے اور ان کو اس کا اختیار بیع و رہن حاصل نہیں کیا ایسے مکان کی آمدنی

اصراف اخراجات مسجد میں صرف کرنا درست و جائز ہے۔ بیّنوا تو جروا۔

الجواب:

ایسی اشیاء اکثر قرض سے خریدتے ہیں جب تو ظاہر کہ وہ مال حلال ہے ورنہ عام خریداریوں میں عقد و نقد مال حرام پر جمع نہیں ہوتا یعنی یہ نہیں ہوتا کہ حرام روپیہ دکھا کر کہیں اس کے عوض دے دو پھر وہی روپیہ قیمت میں دے دیں، ایسی صورت میں بھی روپے کی خباثت اس شے میں سرایت نہیں کرتی کماھو مذهب الامامہ الکونین المغنی بہ (جیسا کہ امام کرنی کا مذہب ہے کہ جس پر فتویٰ دیا گیا۔) ان صورتوں میں اُس مکان کی آمدنی مسجد میں صرف ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۳: ازربلی بازار شہامت گنج مسئلہ عاشق علی دکاندار ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

علمائے دین کیا فرماتے ہیں ایک شخص کی زمین ہے اُس میں ایک اور شخص رہتا ہے عملہ اس کا خام ہے زمیندار زمین فروخت کرنا چاہتا ہے اور اہل محلہ چندہ کر کے خریدنا چاہتے ہیں اس لئے کہ اس مکان کا کرایہ مسجد میں صرف ہوتا ہے جو شخص اس میں رہتا ہے وہ مسجد کے لئے خریدنے سے ناراض ہے وہ چاہتا ہے کہ میں خریدوں، وہ شخص مسلمان ہے، اس زمین کا خریدنا ہم اہل خیر کو جائز ہے یا اس شخص کو جائز ہے؟

الجواب:

ظاہر ہے کہ اس شخص کو مکان کی حاجت ہے کہ کرایہ کے مکان میں رہ رہا ہے لہذا اس کا اپنے لئے چاہنا مذموم نہیں، اور اختیار مالک مکان کو ہے جس کے ہاتھ چاہے بیع کرے، اس میں کسی فریق پر کوئی الزام شرعی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۵: ازکانپور محلہ ٹکاپور متصل اسٹار پریس مرسلہ برکات احمد صاحب ۱۶۰ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ پیشہ کسب اور ناچ گانے کا کرتی تھی اس کو قدرتی طور پر میلان ہوا کہ پیشہ کسب یعنی زنا چھوڑ دے چنانچہ اس نے اس سے توبہ کی پھر وہ ایک بزرگ طریقت زید سے مرید ہو گئی تاہم پیشہ ناچ گانے کا اب تک کرتی ہے پیر صاحب نے اس کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اس پیشہ کو اس وقت تک جب تک اس کے پاس ایک معقول سرمایہ جمع ہو جائے کرتی رہے ایسی حالت میں ہندہ اور اس کا مرشد زید کسی گناہ کے مرتکب ہیں اگر ہیں تو بروئے احکام شریعت اُن کی کیا سزا ہے؟

تو بہت کمزور ہے ایسی حالت میں کسی غیر مذہب سے سودی روپیہ لے آئے اور اپنی ضرورت رفع کرے تو کیسا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز میں تو کوئی قباح نہیں؟

الجواب:

لوگ بے ضرورت باتوں کو ضرورت ٹھہرا لیتے ہیں مثلاً شادی میں کثیر خرچ درکار ہے کچے مکان میں رہتے ہیں پختہ مکان بنانا منظور ہے گزر کے لائق تجارت کر رہے ہیں اور بڑا سودا گر بننا مقصود ہے ان اغراض کے لئے سودی قرض لیتے ہیں یہ حرام ہے، اس کا اور سود دینے کا ایک حکم ہے۔ صحیح حدیث میں ہے:

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربو ومؤكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء ^۱ ۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اُسے لکھنے والے اور اس کے گواہ ان سب پر لعنت فرمائی۔ اور فرمایا وہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔ (ت)
--	---

وہاں اگر واقعی ضرورت ہے کہ بے اس کے گزر نہیں مثلاً کھانے پینے کو درکار ہے اور کسب پر قادر نہیں، نہ حاجات ضروریہ سے زائد کوئی چیز قابل بیع پاس ہے یا قرضخواہ کی ڈگری ہو گئی پاس کچھ نہیں، ادا نہ کرے تو رہنے کا مکان یا جائیداد کا ٹکڑا کہ ہی ذریعہ معاش ہے نیلام ہو جائے تو ایسی مجبوریوں میں قرض لے سکتا ہے۔ درمختار میں ہے:

يجوز للمحتاج الاستقراض بالربا ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	ضرورت مند اور مجبور کو سودی قرض لینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
---	--

مسئلہ ۲۶۸: از مفتی محمد احمد بنگالی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص عالم صاحب کو دعوت دے کے مکان میں لائیں اور بنظر عزت اچھا کھانا پکے کھلائیں اور مریوں کی ثواب رسانی کے لئے کچھ دعا کرائیں اور آتے وقت اُن کو بطور ہدیہ کچھ اللہ دیں تو یہ لینا جائز ہے یا نہیں، اور اجرت علی الطاعة اس پر صادق ہے یا نہیں؟ بیٹنوا توجروا۔

^۱ صحیح مسلم کتاب المساقات باب الرباء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۷

^۲ الاشباہ والنظائر بحوالہ القنیہ الفن الاول القاعدة الخامسة ادارة القرآن کراچی ۱/۱۲۶، بحر الرائق باب الربا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/۱۳۶

الجواب:

اگر یہ معہود اصراف ہے بلانے والا جانتا ہے کہ دینا پڑے گا آنے والا جانتا ہے کہ کچھ ملے گا تو یہ مثل اجرت ہے فان المعروف كالمشروط (جو بات لوگوں میں مشہور ہو وہ شرط کردہ باب کی طرح ہے۔ ت) اور اگر یہ نہیں تو عالم کی خدمت عالم کا اعزاز سب باعث اجر عظیم ہے اور بلا شرط اصراف جو روزانہ ملے جائز ہے اور طریقہ نجات یہ ہے کہ عالم پہلے کہہ دے کہ میں دعا کروں گا پڑھ کر ثواب بخشوں گا مگر ہر گز اس پر عوض نہ لوں گا اس کے بعد کچھ ملے خالص نذر ہے،

فان الصريح يفوق الدلالة كما في الغنية وغيرها ¹ ۔	اس لئے کہ صریح قول، دلالت (یعنی اشارہ کنایہ سے) فوقیت یعنی اوپر ہوتا ہے، جسے غنیہ وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)
---	---

اور یہ دعوت بھی ایام موت میں نہ ہو،

فانها شرعت في السرور لافي السرور كما في فتح القدير وغيرها ² ۔	کیونکہ دعوت خوشی میں جائز ہے نہ کہ صدمے اور تکلیف میں، جیسا کہ فتح القدير وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)
--	---

ایام موت کی دعوت قبول نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کچھ مال بطور قرض حسنہ دے تو یہ قرض دینے والا قرض لینے والے سے اپنا مال طلب کر سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اور اگر قرض لینے والا مالدار ہے اور قرض ادا نہ کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بیّنوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

قرض حسنہ دے کر مانگنے کی ممانعت نہیں، ہاں مانگنے میں بے جا سختی نہ ہو،

"وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرٍ فَيَقْطَرُ"	اگر مقروض تنگدست (اور نادار) ہو تو اسے آسانی
--------------------------------------	--

¹ رد المحتار کتاب الدعوی باب الدعوی الرجلیں دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۳۳۷

² فتح القدير باب الشهيد مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۰۲/۲

إِلَى مَيْسَرَةٍ ^۱	تک مہلت دینی چاہئے۔ (ت)
-------------------------------	-------------------------

اور اگر مدیون نادار ہے جب تو اسے مہلت دینا فرض ہے یہاں تک کہ اس کا ہاتھ پہنچے اور جو دے سکتا ہے اور بلاوجہ لیت و لعل کرے وہ ظالم ہے اور اس پر تشنیع و ملامت جائز۔

قَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظَلَمٌ، وَلِيَ الْوَاجِدُ يَحِلُّ مَالُهُ وَعَرْضُهُ ^۲ ، وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مالدار کا (ادائیگی قرض میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اور پانے والے کا کترانا اور پہلو بچانا اس کے مال اور عزت کو مباح کر دیتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
---	---

مسئلہ ۲۷۰: از پنڈول، بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مسئلہ نعمت شاہ خاکی بوڑھا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ یہاں دستور ہمیشہ سے ہے کہ کسی کی تقریب شادی یا ختنہ یا اور کوئی تقریب ہوئی تو اعراب و اقرباء، دوست و آشنا کچھ نقد کچھ روٹی، دال، چاول، تیل، دہی، کپڑا وغیرہ لاتے ہیں جس کو نوید یا نوتا کہتے ہیں جو پہلے بطور مدد و معونت سمجھا جاتا تھا نہ ادا کرنے پر کوئی گرفت یا تقاضا نہیں تھا لیکن اب ان تقریبوں میں میرے یہاں کوئی سامان نوید لائے اور میں کسی وجہ یا بلاوجہ سامان نہ لے گیا اس پر بعد کو تقاضا ہوتا ہے شکایت ہوتی ہے کہ ہم اُن کے یہاں لے گئے وہ میرے یہاں نہ لائے ایسی حالت میں مجھ سے اگر ادا نہ ہو سکے تو اس کے لئے قیامت میں پریشانی ہوگی یا نہیں؟ اس کا حق باقی رہا یا نہیں؟ اور بغیر معاف کئے ہوئے اُس کے معاف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

اب جو نیوتا جاتا ہے وہ قرض ہے اس کا ادا کرنا لازم ہے اگر رہ گیا تو مطالبہ رہے گا اور بے اس کے معاف کئے معاف نہ ہوگا والمسئلة في الفتاوى الخيرية (اور یہ مسئلہ فتاویٰ خیرہ میں موجود ہے۔ ت) چارہ کاریہ ہے کہ لانے والوں سے پہلے صاف کہہ دے کہ جو صاحب بطور امداد عنایت فرمائیں مضائقہ نہیں مجھ سے ممکن ہو تو اُن کی تقریب میں امداد کروں گا لیکن میں قرض لینا نہیں چاہتا، اس کے بعد جو شخص دے گا وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہوگا یہ ہے جس کا بدلہ ہو گیا فیہا، نہ ہو تو مطالبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ القرآن الكريم ۲/۲۸۰

^۲ صحیح البخاری کتاب الاستقراض باب مطل الغنی ظلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۳

مسئلہ ۲۷۱: از پنڈول، بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مسئولہ نعمت شاہ خاکی بوڑاہ
دستور ہے کہ درختوں سے مسواک و پتہ بلا اجازت مالک درخت کے توڑتے ہیں یا مٹی کسی کے مکان کی کلوخ استنجا کے لئے
بلا اجازت لیتے ہیں، یا تنکا برائے خلل دندان کسی کے چھپر سے کھینچ لیتے ہیں اور اس پر کوئی گرفت و تلاش مالک شے کی طرف
سے نہیں ہوتی ہے آیا یہ جائز ہے کہ بلا اجازت لیں و تصرف میں لائیں یا نہیں؟

الجواب:

ایسی شے جس کی عادتاً اجازت ہے اور اس پر مالک مطلع ہوگا تو اصلاً ناگوار نہ ہوگا اس کے لینے میں حرج نہیں ورنہ حرام ہے، واللہ
تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۲: از پنڈول، بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مسئولہ نعمت شاہ خاکی بوڑاہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسائل کے بارے میں کہ:
(۱) کسی شخص کے پاس چوتھائی حصہ کسی کے پاس نصف کسی کے پاس کل مال سود کا ہے اس کا کھانا کیسا ہے؟ (۲) کوئی شخص
چوری میں مشہور ہے لیکن لوگوں کو کھلاتا ہے یہ کھانا کیسا ہے؟

الجواب:

(۱) نہ چاہئے احتراز اولیٰ ہے اور اگر معلوم ہو کہ یہ گےہوں یا چاول جو ہمارے سامنے کھانے کو آئے عین سود کا ہے تو حرام ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) چوری کا مال خود کھانا بھی حرام اور دوسروں کو کھلانا بھی حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۳: سلطان الاسلام احمد صاحب اجیر شریف

مہاجن سے (اک) روپیہ ماہوارہ روپیہ سود کے حساب سے قرض لے کر تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اس کا نفع حلال ہے یا
حرام؟ تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

الجواب:

جب تک صحیح ضرورت و مجبوری محض نہ ہو سود لینا اور دینا اور دونوں برابر ہیں، صحیح مسلم شریف میں ہے:

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربا و مؤکلہ	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے
	والے اور سود دینے والے اور اس کا

وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سوا^۱۔
کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر۔ اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔

بے مجبوری محض ایسی تجارت حرام ہے مگر اس کا نفع حرام نہیں جبکہ عقد صحیح سے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۷۵: از شہر باغ احمد علی خاں مسئلہ حاجی خدا بخش صاحب ۱۲ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی طوائف اگر اپنا ناجائز حاصل کردہ کو کسی مدرسہ یا مسجد کے نام وقف کر دے
تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو جواز کی کیا صورت ہے؟ بینواتو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)
الجواب:

اجرت زنا وغیرہ میں روپیہ ملتا ہے اور وہ وقف نہیں ہوتا، جائداد وقف ہوتی ہے اگر اس کی خریداری زر حرام سے نہ ہوئی یا زر
حرام اس کے عقد و نقد میں جمع نہ ہوا یعنی یہ نہ ہوا کہ زر حرام دکھا کر کہا ہو کہ اس کے عوض یہ جائداد دے دے اور پھر وہی
روپیہ ثمن میں دے دیا ہو جب ایسا نہ ہو تو وہ خرید کردہ جائداد حرام نہیں اگرچہ قیمت میں وہ زر حرام ہی دیا ہو۔ اس صورت میں
تو خود اسے وقف کر سکتی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے:

وان اشار الیہا ونقد ما غیرہا اولیٰ غیرہا او اطلق
نقدہا لاوبہ یفتی^۲۔
اگر کسی شخص نے زر حرام کی طرف اشارہ کیا لیکن معاوضہ ادا
کرتے وقت کوئی اور ثمن ادا کئے (جو مال حرام نہ تھا) یا جو زر
حرام نہ تھا اس کی طرف اشارہ کیا، یا ثمن ذکر کرنے میں اطلاق
سے کام لیا (یعنی بغیر قید حلال و حرام ثمن کا ذکر کیا مثلاً یوں
کہہ دیا ثمن کے عوض چیز دے دو) لیکن ادائیگی کے لئے وہی
حرام نقدی دے دی، تو ان سب صورتوں میں خرید کردہ چیز
حرام نہ ہوگی، اور اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (ت)

ہاں اگر خود جائداد اجرت حرام میں ملی یا خریداری میں زر حرام پر عقد و نقد جمع ہوں یا خود زر حرام مسجد یا مدرسہ پر صرف
کرنا چاہیں تو ناجائز و حرام ہے لیکن اگر وہ تائب ہو اور اپنا مال حرام اگرچہ خود بعینہ وہی زر حرام ہو مسلمان فقیر پر تصدق کر دے
اور وہ فقیر اس میں سے بعض یا کل

^۱ صحیح مسلم کتاب المساقاة باب الربا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۷

^۲ الدر المختار شرح تنویر الابصار کتاب الغصب مطبع مہتابی دہلی ۲/۲۰۶

روپیہ یا جائیداد بعد قبضہ اپنی طرف سے اسے بہہ کر دے اور قبضہ تامہ دے دے تو وہ زور و جائیداد اس کے حق میں حلال و طیب ہے اسے وقف وغیرہ جمع امور خیر میں صرف کر سکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

<p>اگر کسی کے پاس مشتبہ اور مشکوک مال ہو اور وہ اسے اپنے والد پر خیرات کر دے تو اس کے لئے یہی کافی ہے، اور یہ شرط نہیں کہ کسی بیگانے پر خرچ کرے اور اسی طرح جب بیٹا والد کے ساتھ اس کے کاروبار میں شریک ہو جبکہ اس کے کاروبار میں کئی فاسد سودے ہوں، پھر اس نے اپنا تمام مال اپنے اس بیٹے کو بہہ کر دیا تو وہ اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ (ت)</p>	<p>له مال فيه شبهة اذا تصدق به على ابیه يكفيه ذلك ولا يشترط التصديق على الاجنبی وكذا اذا كان ابنه معه حين كان يبيع ويشترى وفيها بیوع فاسدة فوهب جبيع ماله لابنه هذا خرج من العهدة^۱ -والله تعالى اعلم-</p>
---	--

۱۸ محرم ۱۳۳۹ھ

مسئلہ ۲۷۶: از شہر محلہ قاضی ٹولہ بلند بیگ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنی کوئی چیز طوائف کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اجرت اس کے کپڑے سینا اور کوئی کام اس کا اجرت پر کرنا اور اس کے گانے وغیرہ کی چیزیں بنانا جائز ہے یا نہیں، یا اس کی آمدنی مسجد یا مدرسہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں جبکہ وہ جائیداد کسب سے خرید کی گئی ہو۔ بینواتوجروا۔

الجواب:

طوائف کے ہاتھ کسی چیز کا بیچنا یا جائز شے کا کرایہ پر دینا جائز ہے مگر اس کے زر حرام سے قیمت یا اجرت لینا حرام ہے، اور گانے کی چیز بنانے کا سائل مطلب بیان کرے اس کا جواب دیا جائے گا۔ خریداری جائیداد میں اگر زر حرام پر عقد و نقد جمع ہوئے یعنی زر حرام دکھا کر کہا کہ اس کے عوض دے دے، اور پھر وہی زر حرام شے میں دیا گیا تو وہ جائیداد بھی خبیث اور اس کی آمدنی بھی خبیث، اور اس کا مسجد یا مدرسہ میں لینا جائز نہیں، اگر عقد و نقد جمع نہ ہوئے جس طرح عام

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر فی الکسب نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۹

خریداریاں آجکل ہوتی ہیں کہ یہ چیز ہزار روپے کو بیچی کسی خاص روپیہ کا نام نہیں رکھا تو اس صورت میں وہ جائیداد اس کے حق میں حرام نہیں اگرچہ شمن میں زر حرام ادا کیا ہو اس کی آمدنی مسجد وغیرہ میں صرف ہو سکتی ہے مگر مہتمم کو معلوم ہو تو اس سے احتراز کرے، اگر وہ تائب ہو چکی اور توبہ کے بعد اسے اپنی جائیداد باوجود وہ روپیہ جو بطور حرام حاصل کیا تھا کسی مسلمان فقیر کو ہبہ کر کے قبضہ دے دیا اس کے بعد اس فقیر نے وہ روپیہ یا جائیداد کل یا بعض اسے اپنی طرف سے ہبہ کیا تو وہ اس عورت کے حق میں حلال طیب ہے اور وہ کل کار خیر مدرسہ مسجد وغیرہ میں بلا غدغہ صرف ہو سکتا ہے اور توبہ کے بعد جو اس پر الزام رکھے سخت گناہ کا مرتکب اور سخت سزا کا مستوجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۷: از شہر کہنہ محلہ قاضی ٹولہ مسئلہ انعام اللہ صاحب ۱۸ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگوں کی قوم پنجابی ہے اس میں چودھری اور پنپوں نے انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے کہ فی اس مسجد کو ایک پیسہ ملنا چاہئے لہذا ہر ایک محلہ کا چندہ وہاں کی مسجدوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اعظم نگر میں پانچ مسجدیں ہیں وہاں کا چندہ پانچ مسجدوں میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے جس میں چار مسجدیں سابقہ ہیں اور ایک جدید ہے لیکن سب کا حصہ برابر ہے، شہر کہنہ پر ایک مسجد تھی تمام چندہ اسی کو مل لاکر تھا لیکن اب ایک جدید مسجد تعمیر ہو رہی ہے، چودھری اور پنپوں نے فیصلہ کیا کہ جدید مسجد کو تہائی حصہ ملنا چاہئے، چار پانچ شخص بنام میت ولد منگل، چھدن ولد سالار بخش، چھوٹے ولد ننھو، کلن ولد گھسو، نظیر ولد سکھن حارج ہوتے ہیں کہ مسجد جدید کو کچھ نہ دیا جائے۔ اس پر شرع کیا حکم دیتی ہے کیونکہ جدید مسجد کے بھی منتظم قصاب ہی ہیں۔

الجواب:

چندہ کا اختیار چندہ دہندوں کو ہوتا ہے، جو یہ کہیں کہ ہمارا چندہ مساوی طور پر تمام مساجد کو تقسیم ہو وہ مساوی تقسیم کیا جائے اور جو یہ کہیں کہ بعض مساجد کو دیا جائے ان کا اس بعض کو دیا جائے اور ان کا چندہ اُس چندہ میں نہ ملایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۸: از شہر محلہ اعظم نگر مسئلہ حشمت اللہ ۵ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے قریب رنڈیاں رہتی ہیں اور ان کے آشناؤں سے پیسہ لے کر خرچ کرتی ہیں اور ان کا کوئی پیسہ نہیں ہے اور اگر ہے تو اسی پیسہ کا ہے اور اسی پیسہ سے وہ شیرینی ہمارے سامنے لائی اور کہا فاتحہ دے دو۔ ہم نے

جو عذر کیا تو انہوں نے کہا ہم نے اسے بدل لیا ہے اب ہم نے انکار کیا تو وہ کہتی ہیں کہ تم وہابی ہو، اور اسی میں سے طالب علموں کو اور مدرسہ میں اور مساجد وغیرہ میں خرچ کرتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جبکہ وہ کہتی ہیں کہ ہم نے دام بدل لئے ہیں اور ان سے خریدی ہے تو ان کا یہ کہنا قبول کیا جائے گا اور اس کھانے پر فاتحہ وغیرہ سب جائز ہے، نص علیہ فی عالمگیری (فتاویٰ عالمگیری میں اس کی صراحت کردی گئی ہے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ

مسئلہ ۲۷۹: از شہر محلہ سوداگران مسئلہ سید عزیز احمد صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عشرہ محرم میں تخت بنانے کی غرض سے محلہ سے چندہ وصول کرتا ہے لہذا اس میں چندہ دینا جائز ہے یا ناجائز؟ پیش امام مسجد نے نمازیوں سے کہا کہ تخت میں چندہ دینا داخل حسنات ہے۔ چنانچہ جملہ نمازیوں میں سے ایک نمازی نے کہا کہ اس میں چندہ وغیرہ دینا میرے نزدیک ناجائز ہے اُس پر پیش امام صاحب نے کہا کہ اگر تم شرکت نہیں کرو گے تو تم کو وہابی کہا جائے گا، ایسی صورت میں یہ شخص قابلِ امامت ہے یا نہیں؟

الجواب:

تخت ایک بے معنی و فضول بات ہے اس میں مال صرف کرنا ضائع کرنا ہے اور مال ضائع کرنا ناجائز نہیں لہذا اس میں چندہ دینا ناجائز ہے، امام نے جہالت کی بات کہی اسے سمجھا دیا جائے مگر اتنی بات پر اس کے پیچھے نماز ناجائز نہیں ہو سکتی جبکہ اور کوئی وجہ عدم جواز کی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۲ صفر ۱۳۳۹ھ

مسئلہ ۲۸۰: آفتاب الدین طالب علم مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان سنی نے کسی وہابی یا یہودی یا نصرانی یا کافران میں سے کسی کے ساتھ گفتگو کرے یا ان میں سے کسی کے پاس بیٹھے یا ان میں سے کسی کی نوکری کرے تو آیا وہ مسلمان بھی کافر ہے اگر کافر نہ ہو اور اس مسلمان کو کسی دوسرے شخص نے کافر کہا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بیٹنوا تو جروا

الجواب:

کافر اصلی غیر مرتد کی وہ نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور کسی دنیوی معاملہ کی بات چیت اس سے کرنا اور اس کے لئے کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا بھی منع نہیں اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جاسکتا، ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب باتیں مطلقاً منع ہیں اور کافر اُس وقت بھی نہ ہوگا

مگر یہ کہ اُس کے مذہب و عقیدہ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا۔ بغیر ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت عظیم گناہ ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۱: از ضلع رنگپور ڈاک خانہ چلیماری مکتب اسلامیہ بنگالہ مسئلہ جناب عبدالصمد صاحب ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

<p>ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں کہ مال مکسوب از زنا (زانیہ خواہ از قوم ہنود آئند یا ربابا شد یا از اہل اسلام) بعد از اسلام و توبہ حلال ست یا حرام؟ بینوا بابرہین الجیاد، توجروا من اللہ الکریم الجوا۔</p>	<p>اے علمائے کرام، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، تمہارا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ میں کہ جو مال بدکاری کی وجہ سے حاصل ہو۔ زانیہ خواہ ہندو قوم سے ہو یا سود خواہ مسلمانوں سے حاصل ہو اسلام لانے اور توبہ کرنے کے بعد کیا وہ مال حلال ہے یا حرام؟ عمدہ دلائل سے بیان فرماؤ اور اللہ کریم و سخی سے اجر و ثواب پاؤ۔ (ت)</p>
---	---

الجواب:

<p>حرام ست و مثل معضوب، فرض است کہ آنہم بر فقراء تصدق کند تمامی توبہ اش ہمیں ست فی الہندیۃ عن المحيط عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی کسب المغنیۃ ان قضی بہ دینا لم یکن لصاحب الدین ان یاخذہ^۱ و کتبت علیہ فعدم جواز الاخذ من کسب المومسات اللاتی یبغین بفروجن۔ وفيہا</p>	<p>مال مذکور حرام ہے، اور اس کی مثال چھنے ہوئے مالی طرح ہے، لہذا اس پر فرض ہے کہ اس سب مال کو محتاجوں پر خیرات کر دے، لہذا اس کی توبہ کے مکمل ہونے کی یہی صورت ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں محیط کے حوالے سے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ گویا عورت کی کمائی سے اگر قرض ادا کیا جائے تو قرض خواہ کو اس کا لینا جائز نہیں اھ، میں نے اس پر یہ نوٹ لکھا (صاحب فتاویٰ مراد ہے) کیونکہ زانیہ عورتیں اپنی شرمگاہوں کے بدلے میں مال وصول کرتی ہیں</p>
--	---

^۱ فتاویٰ ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۹

عن المحيط عن المفتی عن ابراهیم عن محمد فی امرأة نائحة او صاحب طبل او مزمار اکتسب مالا قال ان کان علی شرط رده علی اصحابه ان عرفهم لانه کان المال بمقابله المعصية فکان الاخذ معصية والسبیل فی المعاصی ردها وذلك ههنا برد الماخوذ ان تمکن من رده بان عرف صاحبه وبالتصدق به ان لم يعرفه لیصل الیه نفع ماله^۱ اه وکتبت علیہ ا قول: ویجب ان ینظر ان المعروف کالمشروط وکتبت علی قوله بالتصدق منه اقول: هذا اذا کان الماخوذ منه مسلماً اما ان کان کافراً فلا یحل التصديق منه ویستحیل ان یصل الیه نفعه ولا شک فی وجوب التصديق لالهذا بل لمحو آثار المعصية واخلاء الید من المال الخبیث والتحرز عن معصية

اس لئے ان کی کمائی لینا نہ چاہئے۔ فتاویٰ ہندیہ میں محیط کے حوالے سے، الممتحنی سے بحوالہ ابراہیم عن محمد منقول ہے کہ ناچنے والی عورت یا طبلہ بجانے والا یا گانے بجانے والے آلات استعمال کرنے والے، فرمایا اگر اس شرط پر لینا ہے کہ اس کے ساتھیوں کو واپس کر دے گا کیونکہ یہاں مال گناہ کے برابر ہے اور مال مذکور بھی، اور اس طرح کے گناہوں میں مال کو واپس کر دینا ہے اور یہاں حاصل کردہ مال لوٹا دینا ہے، اگر لوٹانے پر طاقت پائے، اگر مالک کو پہچانتا ہو، اگر پہچانتا نہیں تو خیرات کر دے تاکہ مالک تک اس کے مال کا نفع پہنچے اھ میں نے اس پر نوٹ لکھا اقول: (میں کہتا ہوں کہ) یہاں ضروری ہے کہ غور کرے کیونکہ معروف مشروط کی طرح ہے۔ اور میں نے مصنف کے قول "بالتصدق منه" پر نوٹ لکھا اقول: (میں کہتا ہوں کہ) یہ تب ہو سکتا ہے جبکہ جس سے مال لیا گیا ہو وہ مسلمان ہو، لیکن وہ اگر کافر ہو تو پھر اس کے مال کو خیرات کرنا جائز نہیں، اور یہ محال ہے کہ کافر کو اپنے مال کا نفع پہنچے، اور اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں وجوب صدقہ ہے، لیکن مذکورہ وجہ کی بنا پر نہیں، بلکہ نافرمانی کے آثار مٹا دینے اور مال خبیث سے اپنے ہاتھ کو خالی کرنے کی وجہ سے ہے، اور اس وجہ سے ہے کہ اپنی ذات کے لئے

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۹

اس میں تصرف کرنے کے گناہ سے بچے، اور بے شمار مسائل میں معلوم ہوا کہ مال خبیث سے نجات کا یہی طریقہ ہے۔ لہذا اسی طریقے کی بنا پر وہ اس کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتا ہے، ہاں اگر وہ بکاری میں حاصل کردہ رقم سے کوئی منقول چیز خواہ زمین ہی ہو خریدے اور اسی خرید میں عقد و نقد میں زر حرام جمع نہ ہوئی جیسا کہ اکثر یہی طریقہ ہوا کرتا ہے، تو پھر وہ خرید کردہ چیز حرام نہ ہوگی۔ چنانچہ امام کرخی علیہ الرحمۃ کا یہی ارشاد ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں کئی مرتبہ اس کی تفصیل بیان کر دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

التصرف فیہ لنفسہ وقد عرف فی مسائل لا تحضی ان هذا هو سبیل المال الخبیث وبہ یبرؤ عن عہدہ آری اگر زر مکسوب بزنا منقولے خواہ عقارے خرید و شرائی او نقد و عقد زر حرام جمع نشد چنانکہ ہمیں اکثرست آنگاہ آں چیز مشری بر و حرام نبود کماہو قول الامام الکرخي وعليہ الفتوی وقد فصلناہ غیر مرة فی فتاوانا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۲: از زمین پوری مسئلہ محمد مجیب اللہ صاحب و مولوی حکیم محمد احمد صاحب علوی ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آج کل ایک عرصہ سے یہ بات رائج ہے کہ لوگ اپنی جان کا بیمہ کراتے ہیں لہذا دریافت طلب یہ بات ہے کہ آیا جان کا بیمہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس کی مثال مثلاً ایک شخص جس کی عمر تیس سال کی ہے تاریخ اجرا پالیسی (سند) سے بیس سال تک مبلغ دو سو چھیالیس روپیہ چار آنہ سالانہ ادا کرنے کے بعد مبلغ پانچ ہزار روپیہ خود لے سکتا ہے یا اس کے ورثا قبل از وقت موت واقع ہو جانے پر حاصل کر سکتے ہیں (عالمہ ۱۴/۲۰) = (لعمہ ۲۵ مما ۴۹ ص ۷) = اصل رقم = ۴۹۲۵-۰۰ روپیہ رقم جو ملے گی ۰۰ — ۵۰۰۰ روپیہ زائد = ۷۵ روپیہ۔ اس کے علاوہ اس اصل روپیہ پر منافع بعوض استعمال روپیہ دیا جاتا ہے۔ یہ منافع اول بیمہ کنندگان یا بیمہ شدگان کو دیا جاتا ہے جس کی مدت بیمہ اختتام کو پہنچتی ہے جس وقت کہ ان کا چندہ بحساب (لعمہ ۱) فیصدی سود و سود اس اصل رقم بیمہ کے برابر ہو جاتا ہے اس منافع میں سے ۱۰ فی صدی کمپنی لیتی ہے اور ۹۰ فیصدی بیمہ کرنے والے کو ملتا ہے بہت توضیح و تشریح کے ساتھ تحریر فرمایا جائے کہ اس طرح روپیہ حاصل کرنا یا اپنا روپیہ اس کمپنی کو دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الجواب:

جس کمپنی سے یہ معاملہ کیا جائے اگر اس میں کوئی مسلمان بھی شریک ہے تو مطلقاً حرام قطعی ہے کہ قمار ہے اور اس پر جو زیادت ہے رہا، اور دونوں حرام و سخت کبیرہ ہیں۔ اور اگر اس میں کوئی مسلمان اصلاً نہیں تو یہاں جائز ہے جبکہ اس کے سبب حفظ صحت وغیرہ میں کسی معصیت پر مجبور نہ کیا جاتا ہو جو اس لئے کہ اس میں نقصان کی شکل نہیں، اگر بیس برس تک زندہ رہا پورا روپیہ بلکہ مع زیادت ملے گا، اور پہلے مر گیا تو ورثہ کو اور زیادہ ملے گا مثلاً سال بھی بعد ہی مر گیا تو دیئے ۲۴۶ روپے چار آنے اور ملے ۵۰۰۰ روپے، ہاں یہ ضرور ہے کہ جو لاند ملے رہا سمجھ کر نہ لے بلکہ یہ سمجھے کہ غیر مسلم کا مال اس کی خوشی سے بلا عذر ملا، یہ حلال ہے۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

<p>حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت سے پہلے جبکہ اللہ تعالیٰ نے الم غلبت الروم کے کلمات نازل فرمائے تو قریش نے اُن سے کہا: کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ رومی غالب آئیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر کہا: کیا آپ ہم سے شرط لگاتے ہیں۔ تو حضرت ابو بکر نے اُن سے شرط لگا دی۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع دی تو حضور اقدس نے ارشاد فرمایا: تم اُن کے پاس جاؤ اور شرط میں اضافہ کر دو۔ تو ابو بکر صدیق نے ایسا ہی کیا۔ تو رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے شرط وصول کر لی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اس کی اجازت دے دی، صدیق اکبر اور مشرکین کے درمیان بعینہ رضامندی جو تھا، بخلاف اُس آدمی کے جو ہمارے پاس دار السلام میں امن کے لئے سکونت اختیار کرے،</p>	<p>ان ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل الهجرة حين انزل الله تعالى الم غلبت الروم قالت له قریش ترون ان الروم تغلب قال نعم فقال هل لك ان نخاطرنا فخطرهم فاخبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال صلى الله تعالى عليه وسلم اذهب اليهم فزد في الخطر ففعل و غلبت الروم فارسا فاخذ ابو بكر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطره فاجازه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهو القمار بعينه بين ابى بكر و مشركى مكة وكانت مكة دار شرك ولان مالهم مباح انما يحرم على</p>
---	---

<p>لہذا اس کا مال امن کی وجہ سے دوسروں کے لئے ممنوع ہے۔ اگر شرعی طریقے کے بغیر لیا تو فریب کاری ہوگی، مگر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ یہ کام مباشرت عقد کو حلال ہونے کو چاہتا ہے جبکہ اضافہ کسی مسلمان کو حاصل ہو، چنانچہ اصحاب نے درس میں یہ انتظام کیا ہے کہ ان کی مراد سود اور فتوے کے جواز سے یہ ہے کہ جب زیادت مسلمان کو حاصل ہو جائے علت پر نظر کرتے ہوئے اگرچہ مطلق جواب اس کے خلاف ہے، اور اللہ تعالیٰ پاک و برتر سب سے زیادہ جانتا ہے۔ (ت)</p>	<p>المسلم اذا كان بطريق الغدر فاذا لم يأخذ غدراً فبأي طريق يأخذہ حل بعد كونه برضاً بخلاف المستأمن منهم عندنا لان ماله صار محظوراً بالامان فاذا اخذه بغير الطريق المشروعة يكون غدراً الا انه لا يخفى انه انما يقتضى حل مباشرة العقد اذا كانت الزيادة ينالها المسلم وقد التزم الا صحاب في الدرس ان مرادهم من حل الربا والقمار اذا حصلت الزيادة للمسلم نظرا الى العلة وان كان الاطلاق الجواب خلافه والله سبحانه وتعالى اعلم¹</p>
---	--

مسئلہ ۲۸۳: ازجے پور بیرون اجیری دروازہ کو ٹھی حاجی محمد عبدالواجد علی خاں مسئلہ محمد حامد حسن قادری ۱۱۴/۱ رمضان کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اس زمانہ میں عام طور پر جو جیل خانہائے انگریزی یا جیل خانہائے ریاست ہائے ماتحت انگریزی میں جو طرح طرح کی اشیاء تیار ہوتی ہیں ان کا خرید کر استعمال کرنا کیسا ہے خصوصاً جائے نماز یعنی مصلیٰ وغیرہ خرید کر خود نماز پڑھنا یا ان کو مساجد میں بغرض نماز بھجوانا۔ بیّنوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

احتراز چاہئے کہ اُن سے کام چرّا لیا جاتا ہے پھر بھی اگر اصل مال بانعوں کی ملک ہو تو حکم حرمت نہیں کہ ان کے منافع کا تلافی اس شے کی ذات سے جدا ہے هذا مآظہر وليد ارجاع وليد ارجاع (یہی بات ظاہر ہوئی اور چاہئے کہ مراجعت کی جائے اور لکھا جائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

¹فتح القدیر کتاب البیوع باب الربا مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۶/۸۷

مسئلہ ۲۸۸۳ تا ۲۸۹۶: از پہلی بھیت محلہ شیر محمد مکان نمبری ۲۹۴ مسئلہ لطافت حسین خان صاحب ۳ رجب ۱۳۳۹ھ
(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رشوت کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کا لینا کیسا ہے؟ اور کس صورت میں لینا جائز ہے اور کس میں ناجائز؟

(۲) تسبیح کس چیز کی ہونی چاہئے؟ آیا لکڑی کی یا پتھر وغیرہ کی؟

(۳) مسجد میں جمعہ کے وقت خطبہ کے وقت سلام و کلام کیسا ہے؟

الجواب:

(۱) رشوت لینا مطلقاً حرام ہے کسی حالت میں جائز نہیں جو پر ایسا حق دبانے کے لئے دیا جائے رشوت ہے یو ہیں جو اپنا کام بنانے کے لئے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے لیکن اپنے اوپر سے دفع ظلم کے لئے جو کچھ دیا جائے دینے والے کے حق میں رشوت نہیں یہ دے سکتا ہے لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے اور اسے لینا حرام۔

(۲) تسبیح لکڑی کی ہو یا پتھر کی مگر بیش قیمت ہونا مکروہ ہے اور سونے چاندی کی حرام۔

(۳) خطبہ کے وقت سلام و کلام مطلقاً حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۷: از دہلی مدرسہ نعمانیہ فراشتخانہ مسئلہ محمد حبیب اللہ صاحب ۲۷ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کافروں کی خصوصاً انگریزوں کی فوج میں نوکری کرنا جس کی وجہ سے مسلمانوں خصوصاً ترکوں اور عربوں اور افغانوں کے مقابلہ میں ان سپاہیوں کو جانا پڑتا ہے اور مسلمانوں کو قتل کرنا پڑتا ہے، آیا یہ نوکری جائز ہے یا حرام یا کفر ہے۔ بیّنوا تو جروا

الجواب:

مسلمان تو مسلمان، بلا وجہ شرعی کسی کافر، ذمی یا مستامن کے قتل کی نوکری، کافر تو کافر، کسی مسلمان بادشاہ کے یہاں کی شرعاً حلال نہیں ہو سکتی بلکہ ذمی پر ظلم مسلمان پہ ظلم سے اشد ہے کما فی الخانیة والدروالہندیة وغیرہا (جیسا کہ خانیہ، در اور ہندیہ وغیرہ میں ہے۔ ت) حدیث میں ہے:

من اذی ذمیاً فانا خصمه ومن کنت خصمه خصمته یوم القیمة ^۱ رواہ الخطیب عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	جس نے کسی ذمی کافر کو ستایا تو میں اس سے جھگڑا کروں گا اور جس سے میں جھگڑا کروں تو قیامت کے دن جھگڑا کرنے میں غالب آؤں گا۔ خطیب بغدادی نے
---	---

^۱ تاریخ بغداد ترجمہ داؤد بن علی ۳۷۷ دار الکتب العربی بیروت ۸/ ۳۷۰

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (ت)
-------------------------------------	--

مگر کفر نہیں جب تک استحلال نہ ہو یا خود بوجہ اسلام قتل کماؤ مذهب اہل السنۃ والتاویل المعروف فی الکریمة (جیسا کہ اہلسنت کا مذہب ہے، اور آیہ کریمہ میں تاویل مشہور ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۸: از بریلی محلہ گھیر جعفر خاں مسئلہ قدرت حسین صاحب ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

قادیانیوں کے ہاتھ مال فروخت کرنا کیسا ہے؟ بینواتوجرا۔

الجواب:

قادیانی مرتد ہیں، اُن کے ہاتھ نہ کچھ بیچا جائے نہ اُن سے خریداجائے، اُن سے بات ہی کرنے کی اجازت نہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِیَّاكُمْ وَاِیَّاهُمْ^۱ اُن سے دُور بھاگو انہیں اپنے سے دور رکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۹: از نبئی پوسٹ ۹۰ معرفت احمد علی صاحب مسئلہ شیخ فتح محمد صاحب ۵/ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) علمائے دین سے دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ جو حاجی ادائے فریضہ حج اور زیارت پاک نبی کریم کے نبی اور کراچی سے روانہ ہوتے ہیں ان سے دوہرا کرایہ جہاز پر جانے آنے کا لیا جاتا ہے، اس سال جانے آنے کا کرایہ ایک سو پچھتر روپیہ مقرر ہوا ہے اس میں جانے آنے کا ایک سو دس روپیہ لگایا جاتا ہے اور آنے کے واسطے کمپنی کے پاس پینسٹھ روپیہ جمع رہتا ہے اس وقت تک کہ حاجی اپنے فرض سے فارغ ہو کر واپس نہ آئیں وہ باقی روپیہ بینک گھر میں جمع رہتا ہے کمپنی کی طرف سے اب سوال یہ ہے کہ کمپنی کو اس روپیہ کا سود ملے گا قریب چار ماہ تک کیونکہ اس سے پہلے حاجی واپس نہیں آسکتے اس سود کے بارے میں حاجی گنہگار ہوگا یا نہیں؟

(۲) اسی مسئلہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جو کمپنی حاجیوں کو دوہرا ٹکٹ دیتی ہے اس کا منیجر انگریز ہے اور وہی مالک ہے اور انگریز کے مذہب میں سود جائز ہے اور جانے والے حاجی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ہمارا روپیہ ایک انگریز کے پاس جمع ہے اور وہ اس روپیہ سے تاواپسی بلا واسطے فائدہ اٹھائے گا یا سود میں چلائے گا اتنا سمجھ کر بھی حاجی اس کمپنی میں سفر کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟

^۱ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۸/ ۳۷۰

(۳) مخفی نہ رہے کہ بنی اور کراچی دونوں جگہ سے حاجی روانہ ہوتے ہیں اور ان دونوں مقاموں میں ایک اسلامی کمپنی موجود ہے اور یہ کمپنی ایک طرف کا ٹکٹ حاجیوں کو دیتی ہے انگریزی کمپنی سے بہت کم بھاؤ میں۔ ایسا ہوتے ہوئے بھی حاجی آنے جانے کا ٹکٹ لے تو تعاون ہے یا نہیں، حاجی کچھ مواخذہ دار ہو گا یا نہیں؟

(۴) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب حاجی چاہیں کہ ہم دوہرا کرایہ دے کر اپنے روپیہ سے غیر مذہب کو مدد نہیں دیں گے اور ایک طرف کا ٹکٹ لیں گے تو گورنمنٹ کمپنی پر ضرور ہے کہ حکم کرے گی کہ ایک طرف کا ٹکٹ دو۔ اس صورت میں اوپر کے سوال میں حاجی بری ہو سکتے ہیں یا نہیں، اور ایسا کرنا ثواب ہے یا نہ؟

(۵) دیگر یہ کہ اکثر حاجی اثنائے سفر میں فوت ہو جاتے ہیں اور ان کا کوئی وارث ہمارا نہ ہو تو ضرور ان کے واپسی کے ٹکٹ ضائع ہو جاتے ہیں اور اس ٹکٹ کا روپیہ بے سبب ایک کمپنی کھا جاتی ہے اگر وہی روپیہ حاجی کے ساتھ حاجی کی کمر میں ہو اور وہ فوت ہو جائے تو ضرور اس کا روپیہ اس کے ہمراہیوں کو ملے گا یا مکہ معظمہ میں فوت ہو جائے تو کسی معلم کو ملے گا یا راستے میں فوت ہو جائے تو کسی بدوی کو ملے گا جو تینوں بھائی مسلمان ہوں گے ایسی صورت میں حاجی کو ثواب ہو گا یا اوپر کی صورت میں؟

(۶) اور ظلم یہ ہے کہ کمپنی نے ٹکٹ پر چھاپ دیا ہے کہ حاجی کو اگر واپس کرنا ہو تو دس سیکڑہ کاٹ کر حاجی کو روپیہ ملے گا، یہ قانون ہے کہ امانت رکھنے والا اپنی امانت واپس مانگے تو کمیشن میں سود دے یہ دوہرا سود ہوا یا نہیں؟ بیٹنوا تو جروا

الجواب:

(۱) حاجی نہ اپنی خوشی سے جمع کرتا ہے نہ اس کی یہ نیت ہے کہ کمپنی سود لے، اگر لے گی تو اس کا وبال اس پر ہے حاجی پر الزام نہیں،

کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ فاعل مختار کا فعل درمیان میں آئے آگیا جو نسبت کو قطع کر دیتا ہے، جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	"لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ" ^۱ وتحلل فعل فاعل مختار يقطع النسبة كما في الهداية وغيرها۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
--	--

^۱ القرآن الكريم ۶/ ۱۶۳

(۲) اس کا جواب اوپر گزر چکا کہ گناہ نہیں، ہاں اگر کوئی اسلامی کمپنی ایسی موجود ہو جو اسے سود پر نہ چلائے گی اور جو باتیں سفر میں اپنے آرام کی ہیں ان میں کوئی کمی نہ ہو تو بلاوجہ اسلامی کمپنی پر اُسے ترجیح دینا سخت معیوب ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جب اسلامی کمپنی موجود ہے اور وہ کرایہ بھی کم لیتی ہے اور ایک ہی طرف کالیتی ہے تو ان ترجیحوں کے ہوتے ہوئے سخت احمق ہوگا جو اس کے غیر کو اختیار کرے مگر اس حالت میں کہ اپنے آرام وغیرہ کی صحیح مصلحت اور ارزاں بعلت و گراں بھمت نہ ہو بلاوجہ زیادہ کرایہ دینا کوئی نہ چاہے گا اور بالفرض اگر ایسا کوئی نکلے کہ بغیر کسی صحیح مصلحت کے اپنا نقصان گوارا کرے اور اسلامی کمپنی پر غیر اسلامی کو ترجیح دے تو وہ بیشک مواخذہ دار ہے اور اُس پر متعدد مواخذے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) دو طرف کا کرایہ دینے میں بلاوجہ کی پابندیاں اپنے ذمے ہو جاتی ہیں ممکن ہے کہ یہ وقت موعود تک واپس نہ آ سکے یا سرکاروں میں زیادہ حاضر رہنا چاہے جب اس طریقے سے یہ آزادی مل سکتی ہو تو بغیر کسی اہم مصلحت کے پابندی کو اس پر ترجیح نہ دے گا مگر سخت احمق یا وہ جس کے دل میں مرض ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) یہ نیت بھی محمود ہے اور آزادی خود عظیم مقصود ہے اسے ملتے ہوئے بے کسی اہم مصلحت کے پابندی کو ترجیح دینا مردود ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) یہ صورت اور زیادہ شاعت کی ہے، اور حتی الامکان اس سے بچنا لازم کہ اگرچہ سود نہیں مگر اضاعت مال ہے اور وہ بھی شرعاً حرام ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ان الله حرم عليكم عقوق الامهات ومنعاً وهاة واد البنات وكره لكم قيل وقال وكثرة السؤال واضاعة المال ¹	بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام فرمادیا ہے ماؤں کو ایذا دینا اور یہ کہ آپ نہ دو اور اوروں سے مانگو اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا اور ناپسند فرماتا ہے تمہارے لئے فضول حکایات اور کثرت سوالات اور مال کا ضائع کرنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
--	---

¹ صحیح البخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۸۴/۲، صحیح مسلم کتاب الاقضية باب النہی

عن كثرة المسائل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۵/۲

مسئلہ ۲۹۵:

ازدارجلنگ انجمن اسلامیہ مسئولہ ولی الحسن مدرس مدرسہ ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ
علمائے اسلام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایفون کی تجارت اور اس کی دکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
بیّنوا توجروا۔

الجواب:

ایفون کی تجارت دوا کے لئے جائز اور ایفونی کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے،

لان المعصية تقوم بعينه وكل ما كان كذلك كرهه ببيعته كما في تنوير الابصار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اس لئے کہ گناہ ذات شئی کے ساتھ قائم ہے اور جس میں اس طرح ہو تو اس کا بیچنا مکروہ ہے جیسا کہ تنویر الابصار میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
--	--

مسئلہ ۲۹۶:

از پبلی بھیت کچہری کلکٹری مسئولہ عرفان علی صاحب رضوی شب ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ
قبلہ جانم و کعبہ ایمانم ظہم الا قدس، بعد سلام مسنون عرض ہے کہ زندگی کا بیمہ کرنا شرعاً جائز ہے یا حرام؟
صورت اس کی یہ ہے جو شخص زندگی کا بیمہ کرنا چاہتا ہے اس سے یہ قرار پا جاتا ہے کہ ۵۵ سال یا ۶۰ سال یا ۵۰ سال کی عمر تک
مبلغ دو ہزار روپے (لے یا ۱) ماہوار کے حساب سے تنخواہ سے وضع ہوتے رہیں گے اگر وہ شخص ۵۵ سال تک زندہ رہا تو خود اس
کو اور اگر مقرر میعاد کے اندر مر گیا تو اس کے ورثاء کو دو ہزار یکمشت ملے گا خواہ وہ بیمہ کرانے کے بعد اور اس کی منظوری آنے کے
فوراً ہی مر جائے اور اگر میعاد مقرر تک زندہ رہا تو بھی وہی دو ہزار ملے گا یہ بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو رہا ہے کسی کمپنی وغیرہ
کو اس سے تعلق نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب:

جبکہ یہ بیمہ گورنمنٹ کرتی ہے اور ان میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس
کے سبب اس کے ذمے کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت۔ واللہ تعالیٰ اعلم



رسالہ

خیرالامال فی حکم الکسب والسوال^{۱۳۱۸ھ}

(کمانے اور مانگنے کے حکم میں بہترین امید)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۲۹۷: از ملک بنگالہ ضلع پانڈا کھانہ سوہگاچہ موضع چرقاضی پور مرسلہ مولوی امیر علی صاحب ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روپیہ کمانا کس وقت فرض ہے، کس وقت مستحب، کس وقت مکروہ، کس وقت حرام، اور سوال کرنا کب جائز ہے کب ناجائز؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب:

یہ مسئلہ بہت طویل الذیل ہے جس کی تفصیل کو دفتر درکار، یہاں اس کے بعض صورت و ضوابط، پر اقتصار۔
فأقول: وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں۔ ت) کسب کے لئے ایک مبدع ہے یعنی وہ ذریعہ جس سے مال حاصل کیا جائے، اور ایک غایت یعنی وہ غرض کہ تحصیل مال سے مقصود ہو، ان دونوں میں ذلتاً خواہ عارضاً احکام نہ گانہ،
 فرض، واجب، سنت،

۳ مستحب، ۴ مباح، ۵ مکروہ تنزیہی، ۶ اساءت، ۷ مکروہ تحریمی، ۸ حرام سب جاری ہیں، اور دونوں کے اعتبار سے کسب پر احکام مختلفہ طاری ہیں، نفس کسب بے لحاظ مبادی و غایات کوئی حکم خاص نہیں رکھتا۔

ذرائع میں حرام: جیسے غضب و رشوت و سرقت و ربا، یوہیں زنا و غنا و حکم خلاف ما انزل اللہ وغیرہ امورِ محرمہ کی اجرت، تلاوتِ قرآن و وعظ و تذکیر و میلاد خوانی وغیرہ عبادات بیچ کر اسی طرح جملہ عقود باطلہ و فاسدہ قطعہ۔
مکروہ تحریمی: جیسے اذانِ جمعہ کے وقت تجارت۔

در مختار میں ہے جمعہ کی پہلی اذان کے وقت بیچ اگرچہ صحیح ہے لیکن مکروہ تحریمہ ہے، میں کہتا ہوں اس کراہت کو ہدایہ میں حرمت سے تعبیر کیا ہے اور اس پر اتقانی نے اعتراض کیا کہ بیچ صحیح لیکن مکروہ ہے جیسا کہ شرح طحاوی میں یہ تصریح ہے، اس لئے کہ منع لغیرہ مشروعیت کو ختم نہیں کرتی اور در مختار میں اس اعتراض کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بحر الرائق نے افادہ کیا ہے کہ مکروہ تحریمہ پر حرمت کا اطلاق صحیح ہے اھ، اقول: (میں کہتا ہوں کہ) جس طرح صحت منع لغیرہ کے منافی نہیں اسی طرح وہ حرمت کے منافی بھی نہیں ہے کیونکہ منع اگرچہ لغیرہ ہو وہ منع ظنی اور قطعی دونوں کو شامل ہے منع ظنی ہو تو مکروہ ہے اگر قطعی ہو تو حرام ہے اور بیشک یہاں قطعی ہے تو مجھے معلوم نہیں کہ حرمت کو کراہت سے ان کو تاویل کی کیا حاجت ہوئی۔ (ت)

فی الدر المختار کرہ تحریماً مع صحة البيع عند الاذان الاول^۱۔ قلت وعبر فی الهدایة بالحرمة واعترضه الاتقانی بان البيع جائز لکنہ یکرہ کما صرح به فی شرح الطحاوی لان المنع لغیرہ لا یعدم المشروعیة و اشار فی الدر الی جوابہ بقوله افاد فی البحر صحة اطلاق الحرمة علی المکرہ تحریماً^۲ اھ وانا اقول: الصحة اذا لم تناف المنع لغیرہ لم تناف الحرمة ایضاً کذلک فان المنع ولو لغیرہ لیشمل المنع ظناً فیکرہ وقطعاً فیحرم ولا شک ان النهی ههنا قطعی فلا ادری ما اوجههم الی تأویل الحرمة بالکراہة۔

اسی طرح دوسرا مسلمان جب ایک چیز خرید رہا ہو اور قیمت فیصل ہو گئی ہو اور گفتگو ہنوز

^۱ الدر المختار کتاب البیوع باب البیع الفاسد مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۲/ ۳۰

^۲ الدر المختار کتاب الصلوة باب الجمعة مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۱۳

قطع نہ ہوئی ایسی حالت میں قیمت بڑھا کر خواہ کسی طور پر خود خرید لینا،

<p>فی الدرکرة تحریراً السوم علی سوم غیرہ ولو ذمیاً او مستامناً بعد الاتفاق علی مبلغ الثمن والا لانه بیع من یزید^۱ اہ مختصراً۔</p>	<p>در مختار میں ہے کہ کسی کے بھاؤ پر بھاؤ لگانا مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ پہلے بھاؤ والا ذمی ہو یا مستامن ہو جبکہ مبلغ ثمن پر اتفاق ہو چکا ہو ورنہ ثمن پر اتفاق کے بغیر دوسرے کا بھاؤ لگانا مکروہ نہیں کیونکہ اس صورت میں نیلامی والی بیع ہو جائے گی اہ مختصراً (ت)</p>
---	--

یونہی تلقی جلب وبع الحاضر للبادی و تفریق الصغیر من محرمة وغیرہ کہ مع قیود و شروط کتب فقہ میں مفصل ہیں اسی قسم میں ہے یا نیچری وضع کے کپڑے یا جوتے سینا یا ان اشیاء خواہ تانبے پیتل کے زیوروں وغیرہ کا بیچنا اور جملہ عقود و مکاسب ممنوعہ فسیہ۔

<p>فی ردالمحتار من الحظر عن المحيط بیع المکعب المفضض للرجل ان یلبسه یکرہ لانه اعانة علی لبس الحرام وان کان اسکافاً امرہ انسان ان یتخذ له خفاً علی زی المجوس او الفسقة او خیاطاً امرہ ان یتخذ له ثوباً علی زی الفساق یکرہ له ان یفعل لانه سبب التشبه بالمجوس والفسقة^۲۔</p>	<p>ردالمحتار میں محیط کی کتاب الحظر سے منقول ہے کہ چاندی کے جڑاؤ والا جوتا مرد کو پہننے کے لئے فروخت کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ حرام لباس میں اعانت ہے، اور موچی کو اگر کوئی کہے میرے لئے مجوس یا فساق کی وضع والا جوتا بنادے، یا درزی سے کہے کہ فساق والا لباس بنادے تو ان کو ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ مجوس اور فساق کی مشابہت کا سبب ہوگا۔ (ت)</p>
--	---

إساءة: یعنی وہ کام جسے نہ مکروہ تنزیہی کی طرح صرف خلافِ اولیٰ کہا جائے جس پر ملامت بھی نہیں، نہ تحریمی کی طرح گناہ و ناجائز جس پر استحقاقِ عذاب ہے، بلکہ یوں کہا جائے کہ بُرا کیا قابلِ ملامت ہوا جس کا حاصل مکروہ تنزیہی سے بڑھ کر ہے اور تحریمی سے کمتر۔

<p>کہا جنح الیہ العلامة الشامی</p>	<p>جیسا کہ علامہ شامی کا اس طرف میلان ہے</p>
------------------------------------	--

^۱ الدر المختار کتاب البیوع باب البیع الفاسد مطبع مجتبیٰ دہلی ۳۰/۲

^۲ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵۱/۵

<p>ردالمحتار میں، اقول: (میں کہتا ہوں) یہ ضروری ہے کیونکہ فعل میں طلب کا جو مرتبہ ہے اس کے مقابلہ میں ترک کا مرتبہ ہے، تحریم کا مرتبہ بمقابلہ فرض اور مکروہ تحریمی کا بمقابلہ واجب اور مکروہ تنزیہیہ بمقابلہ مندوب ہے جیسا کہ ردالمحتار میں نماز کے اوقات کی بحث میں ہے جبکہ سنت کا مرتبہ باقی ہے اور وہ مندوب سے فائق اور واجب سے پست ہے تو ضروری ہے کہ اس کے مقابلہ میں حکم مکروہ تنزیہیہ سے فائق اور مکروہ تحریمیہ سے کم ہو اور یہ مرتبہ اساءت ہے، فقہاء نے اس بحث پر کئی فروعات میں نص فرمائی ہے اگرچہ حکم کے اقسام سے بہت سے لوگوں سے غفلت ہوئی ہے، اس کو محفوظ کرو، درمختار میں فرمایا سنت کے ترک سے فساد کا حکم نہ ہوگا اور نہ ہی سہو کا، بلکہ اساءت کا حکم ہوگا جب غیر مستحب کو قصداً کرے الخ۔ ردالمحتار میں تحریر کے حوالہ سے ہے کہ سنت کا تارک اساءت یعنی ملامت و تفضیل کا مستحق ہوگا۔ (ت) واللوم^۲۔</p>	<p>فی ردالمحتار اقول: ولا بد منه فان كل مرتبة للطلب في جانب الفعل فان بازاؤها مرتبة في جانب الترك فالتحریم في مقابلة الفرض في الرتبة وكرهه التحريم في رتبة الواجب، والتنزيه في رتبة المندوب، كما في ردالمحتار من بحث اوقات الصلوة و قد بقيت السنة، وهي فوق المندوب ودون الواجب فوجب ان يقابلها ما هو فوق كراهه التنزيه دون التحريم وهو الاساءة وقد نصوا عليها في غير ما فرغ وان اغفلها كثيرون في ذكر الاقسام فليحفظ قال في الدر ترك السنة لا يوجب فسادا ولا سهوا بل اساءة لو عايدا غير مستحب^۱ الخ وفي ردالمحتار عن التحرير تاركها اي السنة ليستوجه اساءة اي التضييل واللوم^۲۔</p>
--	--

مثلاً اپنے سے اعلم کے ہوتے ہوئے عہدہ قضاء کی نوکری جبکہ وہ اس پر راضی ہو،

<p>درمختار میں ہے اگر لوگ غیر اولیٰ شخص کو امام بنائیں تو اساءت کے مستحق ہوں گے کہنگار نہ ہوں گے۔ ردالمحتار میں تاتارخانیہ سے منقول ہے اساءت والے ہوں گے جب وہ سنت کو ترک کریں کہنگار</p>	<p>وهو في الدر المختار لو قدموا غير الاولى اساءا ابلا اثم^۳ في ردالمحتار عن التتارخانية اساء والذتركوا السنة لكن لا ياثمون لانهم</p>
---	--

^۱ الدر المختار كتاب الصلوة باب صفة الصلوة مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۷

^۲ ردالمحتار كتاب الصلوة باب صفة الصلوة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۱۹

^۳ الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۸۳

قدموار جلا صالحاً وكذا الحكم في الامارة والحكومة اما الخلافة وهي الامامة الكبرى فلا يجوز ان يتروكا الا فضل وعليه اجماع الامة ¹	نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے صالح شخص کو امام بنایا ہے اگرچہ غیر اولیٰ ہے، اور یہی حکم امارت اور حکومت کا ہے لیکن خلافت میں جو امامت کبریٰ ہے یہ جائز نہیں کہ وہ افضل کو ترک کریں اور اس پر اجماع امت ہے (ت)
---	--

اقول: یوہیں ظہر و مغرب وعشاء کے فرض پڑھ کر سنتوں سے پہلے بیع و شراء اور ظاہراً طلوع فجر کے بعد نماز صبح سے پہلے
خرید و فروخت بھی اسی قبیل سے ہے جبکہ ضرورت داعی نہ ہو یوہیں ہر وہ کسب کہ خلاف سنت یا اس کا شغل ترک سنت کی
طرف مؤدی ہو۔

مکروہ تنزیہی: جیسے بیع عینہ جبکہ بیع بائع کے پاس عود نہ کرے، مثلاً جو قرض مانگنے آیا اسے روپیہ نہ دیا بلکہ دس کی چیز پندرہ کو
اس کے ہاتھ بیچی کہ اس نے دس کو بازار میں بیچ لی،

في الدر المختار شراء الشئ اليسير بثمن غال لحاجة القرض يجوز ويكره واقره المصنف ² في آخر الكفالة، بيع العينة اي بيع العين بالربح نسئة ليبيعهما المستقرض باقل ليقتضى دينه، اخترعه أكلة الربا وهو مكروه مذموم شرعاً لافيه من الاعراض عن مبرة الاقراض ³ ، وفي رد المحتار عن الفتح ان فعلت صورة يعود الى البائع جميع ما اخرجاه او بعضه يكره تحريماً فان لم يعد كما اذا باعه المديون في السوق فلا كراهة بل خلاف الاولى ⁴ اهـ ملخصاً۔	در مختار میں ہے سستی چیز کو قرض کی ضرورت پر مہنگے داموں خریدنا جائز ہے اور مکروہ ہے اس کو مصنف نے ثابت رکھا ہے، اور انہوں نے باب الکفالة کے آخر میں بیع عینہ کے متعلق فرمایا یعنی عین چیز کو نفع کے ساتھ ادھار فروخت کرنا تاکہ قرض لینے والا اس کو کم قیمت پر فروخت کر کے حاجت پوری کرے، یہ طریقہ سود خوروں نے ایجاد کیا ہے اور یہ مکروہ اور شرعاً مذموم ہے کیونکہ اس میں قرض دینے کی نیکی سے اعراض ہے، اور رد المحتار میں فتح التدیر سے منقول ہے کہ یہ ایسی صورت ہو کہ اس میں بائع کی طرف سے دی ہوئی چیز اس کو کل یا بعض واپس لوٹ آتی ہو اس لئے یہ مکروہ تحریمی ہے اور ایسا نہ ہو مثلاً مقرض اس
--	---

¹ رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۷۵

² الدر المختار کتاب البیوع فصل فی القرض مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۴۰

³ الدر المختار کتاب الکفالة مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۶۶

⁴ رد المحتار کتاب الکفالة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۷۹

چیز کو بازار میں فروخت کرے تو مکروہ نہیں بلکہ خلافِ اولیٰ ہے اھ ملخصاً۔ (ت)	
--	--

مباح: جیسے بن کی لکڑی، جنگل کے شکار، دریائی مچھلیاں۔

مستحب: جیسے خدمت، اولیاء و علماء کی نوکری۔

وقد کان انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یخدم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی شیع بطنہ ^۱ ۔	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف شکم سیری کے عوض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرتے تھے۔ (ت)
---	---

یونہی ہر وقت کسب جس میں امورِ خیر پر اعانت ہوا اگرچہ خیر صرف تقلیلِ شر و خیر ہو مثلاً گھات یا چنگی یا بندوبست کی نوکری اس
نیت سے کہ بندگانِ خدا کارکنوں کے جبر و تعدی و ظلم و زیادہ ستائی سے بچیں:

فی کفالة الدر، النوائب ولو بغیر حق کجبایات زماننا قالوا من قام بتوزیعها بالعدل اجر ^۲ اھ ملخصاً، وفی شهادات ردالمختار قدمنا عن البزدوی ان القائم بتوزیع هذه النوائب السلطانية والجبايات بالعدل بین المسلمین ماجور وان کان اصله ظلماً ^۳ الخ قلت وکذلک نص علیہ فی کفایة الهدایة وغیرھا۔	در مختار کے باب کفالہ میں ہے کہ ٹیکس اگرچہ ناحق ہوں ان کو فروخت کرنا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہوتا ہے فقہاء کہتے ہیں جو شخص مزدوری پر یہ سرکاری وصولیاں کرے گا اس کو اتنا عوض دیا جائے گا اھ ملخصاً، ردالمختار کے باب الشهادات میں ہے کہ بزدوی سے منقول گزرا ہے سرکاری وصولیاں عدل کے ساتھ اجرت پر وصول کرنے پر ثواب ہوگا اگرچہ یہ اصل میں ظلم ہوں الخ۔ میں کہتا ہوں اسی طرح کفایۃ الہدایہ میں ہے۔ (ت)
---	--

سنت: جیسے احباب کا ہدیہ قبول کرنا اور عوض دینا،

احمد والبخاری وابوداؤد والترمذی عن امر المومنین الصديقة رضي الله تعالى عنها ان رسول الله صلى الله تعالى عليه الصلوة والسلام	احمد، بخاری، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوة والسلام
---	--

^۱ کنز العمال حدیث ۳۶۸۳۸، ۳۶۸۳۹، ۳۶۸۴۰ موسسة الرسالة بیروت ۱۳/ ۲۸۸

^۲ الدر المختار کتاب الکفالة مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۶۶

^۳ ردالمختار کتاب الشهادات باب القبول وعدمه دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۷۸

ہدیہ وصول کرتے اور اس پر بدل عطا فرماتے۔ (ت)

وسلم کان یقبل الهدیۃ ویثیب علیہا^۱۔

اور افضل واعلیٰ کسب مسنون سلطان اسلام کے زیر نشان جہاد شرعی ہے،

احمد، ابو یعلیٰ والطبرانی کبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے قیامت سے آگے تلوار دے کر بھیجا گیا تاکہ لوگ اللہ کی عبادت کریں، اور میرا رزق نیزوں کے سائے میں ہے الحدیث۔ ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جہاد لازماً کرو تاکہ تم صحت مند اور غنی ہو جاؤ۔ شیرازی نے القاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تخریج کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مسلمان کا پاک کسب اس کا فی سبیل اللہ تیر بنانا ہے۔ امام مناوی نے تیسیر میں فرمایا: یہ اس لئے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے دین میں حرص کے طور ہو اس سے بڑھ کر کوئی چیز اطیب نہیں ہے لہذا یہ عمل تجارت وغیرہ سے افضل ہے کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کسب و عمل ہے اھ۔ اور

احمد و ابو یعلیٰ والطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال بعثت بین یدی الساعۃ بالسیف حتی یعبدوا اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ وجعل رزقی تحت ظل رمحی^۲ الحدیث، واخرج ابن عدی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الزموا الجہاد وتصحوا وتستغنوا^۳۔ الشیرازی فی القاب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الطیب کسب المسلم سہمہ فی سبیل^۴ اللہ قال المناوی فی التیسیر لان ما حصل بسبب الحرص علی نصرۃ دین اللہ تعالیٰ لا شیئ اطیب منه فهو افضل من البیع وغیرہ مما مر لانه کسب المصطفیٰ وحرفته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم^۵۔ و

^۱ سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی قبول الهدایا قتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۴۲

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۹۲

^۳ الکامل لابن عدی ترجمہ بشر بن آدم بصری دار الفکر بیروت ۲/ ۴۹

^۴ الجامع الصغیر بحوالہ الشیرازی فی القاب عن ابن عباس حدیث ۱۱۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۷۳

^۵ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث اطیب کسب المسلم الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۱۶۶

ردالمحتار کے باب الصيد میں ملتقی اور مواہب الرحمن سے منقول ہے کہ کسب کے اقسام میں فضیلت والا عمل جہاد ہے، پھر تجارت، پھر کاشتکاری، پھر صنعت کاری۔ (ت)	فی صید ردالمحتار عن الملتقی ومواہب الرحمن فی تفاضل انواع الکسب "افضلہ الجہاد ثم التجارة ثم الحراثة ثم الصناعة" ¹ ۔
---	---

واجب: جیسے قبول عطیہ والدین جبکہ نہ لینے میں اُن کی ایذا مظنون ہو اور اگر تیقن ہو تو فرض ہوگا کہ ایذائے والدین حرام قطعی ہے اور حرام سے بچنا فرض قطعی، اسی طرح عہدہ قضاء کا قبول فرض ہے جبکہ اس کے سوا اور کوئی اہل نہ ہو،

در مختار میں ہے کہ جو شخص قضاء میں ظلم یا عجز کا خطرہ رکھتا ہو اس کو قضاء کا عہدہ قبول کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر وہی متعین ہو یا کمزوری کا خطرہ و خوف نہ رکھتا ہو تو مکروہ نہ ہوگا، فتح۔ پھر اگر یہ عہدہ اسی پر موقوف ہے تو قبول کرنا فرض عین ہے ورنہ فرض کفایہ ہے، بحر۔ اور قضاء کو قبول کرنا رخصت ہے یعنی مباح ہے اور ترک عزیمت ہے عام فقہاء کے نزدیک، بزازیہ، تواولیٰ یہ ہے کہ نہ قبول کرے اور غیر اہل کے لئے حرام ہے قطعاً بلا تردد، تو اس میں پانچ حکم ہیں۔ (ت)	فی الدر المختار کرہ تحریمًا التقلد ای اخذ القضاء لمن خاف الحیف ای الظلم او العجز وان تعین له او امنه لایکرہ. فتح. ثم ان انحصر فرض عینًا والا کفایة. بحر. والتقلد رخصة ای مباح والتروک عزیمة عند العامة، بزازیة فالاولی عدمه و یحرم علی غیر الاہل الدخول فیہ قطعاً من غیر تردد فی الحرمة ففیہ الاحکام الخمسة ² ۔
---	--

غایات میں فرض: جیسے خورد و نوش و پوشش بقدر سدر مق و ستر عورت بلکہ اتنا کھانا جس سے نماز فرض کھڑے ہو کر ہو سکے اور رمضان میں روزے پر قدرت ملے۔

در مختار میں ہے ہلاکت سے بچنے کی مقدار کھانا فرض ہے اتنا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور روزہ رکھ سکے، اھ، ملخصاً (ت)	فی الدر الاکل فرض مقدار ما یدفع الہلاک و یتمكن به من الصلوة قائماً و صومه ³ اھ ملخصاً۔
--	---

¹ ردالمحتار کتاب الصيد دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۹۷

² الدر المختار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/ ۷۳

³ الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/ ۲۳۶

یوہیں کفایت اہل و عیال و ادائے دیون و نفقات مفروضہ۔

خزانة المفتین میں ہے اپنے لئے بطور کفایت، اپنی عیال، قرض کی ادائیگی اور جن کا نفقہ ذمہ میں ہے اس مقدار کے لئے کسب فرض ہے (ت)	فی خزانة المفتین الکسب فرض وهو بقدر الکفاية لنفسه و عیالہ وقضاء دیونہ ونفقة من یجب علیہ نفقته ^۱ ۔
--	--

یوہیں حج فرض جبکہ بعد فرضیت مال نہ رہا،

کیونکہ ذمہ میں بوجھ ہے اور فریضہ سے عہدہ برآ ہونا فرض ہے جبکہ فرض کا مقدمہ بھی فرض ہوتا ہے۔ (ت)	لان الذمة قد شغلت و ابراؤها عن الفرض فرض و مقدمة الفرض فرض۔
---	---

زوجہ اگرچہ غنیہ ہو اس کا کفن دفن شوہر پر ہے، یوہی اقارب کا جبکہ مال نہ چھوڑیں بلکہ ہر مسلمان کا کفن دفن مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے جب ایک شخص میں منحصر ہو جائے فرض عین ہو جائے گا۔

تنبیہ میں ہے جس کا کفن نہ ہو مال نہ ہونے کی وجہ سے، تو جس پر اس کا نفقہ واجب ہے کفن بھی اس کے ذمہ ہے اور خاوند کے متعلق اختلاف ہے فتویٰ اس پر ہے کہ بیوی کا کفن واجب ہے اگرچہ بیوی نے اپنا مال چھوڑا ہو، الخ۔ اور رد المحتار میں ہے کہ خاوند پر بیوی کی تکفین و تجہیز شرعی شوہر پر واجب ہے جو کفن سنت یا کفن کفایہ ہو اور حنوط، غسل کی مزدوری، جنازہ لے جانے اور دفن کا خرچہ شوہر پر واجب ہے۔ (ت)	فی التنبیر کفن من لا مال له علی من تجب علیہ نفقته و اختلف فی الزوج و الفتوی علی وجوب کفنها علیہ و ان ترک ما لا ^۲ الخ و فی رد المحتار الواجب علیہ تکفینہا و تجهیزها الشرعیان من کفن السنة و الکفاية و حنوط و اجرة غسل و حمل و دفن ^۳ ۔
---	--

واجب: جیسے اتنا کھانا کہ ادائے واجبات پر قادر ہو زوجہ کا حق جماع ادا کر سکے۔

یہ واجبات دیانت میں شمار ہے اگرچہ قضاء اس پر جبر نہ ہوگا جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ کی طلاق کی بحث میں تفصیل ذکر کی ہے۔ (ت)	وهذا یعد مرة من واجبات الدیانة و ان لم یجبر علیہ قضاء کما فصلناه فی الطلاق من فتاوانا۔
--	--

^۱ خزانة المفتین کتاب الکراهية قلمی نسخہ ۲۱۰/۲

^۲ الدر المختار کتاب الصلوة باب صلوة الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۱

^۳ رد المحتار کتاب الصلوة باب صلوة الجنائز دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۸۱/۱

کپڑے میں اتنی زیادت کہ انتقالات نماز وغیرہ میں زانو نہ کھلیں، یوہیں صدقہ فطر واضحیہ جبکہ بعد وجوب مال نہ رہا، غرض ہر واجب جس کی تحصیل کو مال درکار۔

سنت: جیسے نماز کے لئے عمامہ و جبہ و ردا وغیرہ لباس مسنون و تجل عیدین و جمعہ و بنا و توسیع و تطیب مساجد وصلہ رحم و ہدیہ احباب و مواسات مساکین و خبر گیری یتامی و یتوگان و خدمت مہمانان و امثال ذلک سنن مالیہ یوہیں عطر و مشک و سرمہ و شانہ و آئینہ بصد اتباع اور کھانے میں تہائی پیٹ کی مقدار تک پہنچنا۔
مستحب: جیسے بنائے سقایہ و سبیل و سرا و مدارس و پل و غیرہ۔

رد المحتار میں تبیین المحارم کی نقل میں بعض علماء سے منقول ہے کہ کھانا کھانے کے مراتب کئی ہیں جن میں مندوب و مستحب وہ ہے جو نوافل اور تعلیم و تعلم کے لئے معاون بنے۔ (ت)	فی رد المحتار عن تبیین المحارم عن بعض العلماء فی ذکر مراتب الاکل "مندوب و هو ما یعینہ علی تحصیل النوافل و تعلیم العلم و تعلمہ" ¹ ۔
--	---

بلکہ مہمان کے ساتھ پورا پیٹ بھر کر کھانا بھی کہ وہ ہاتھ اٹھالینے سے شرمناک نہ ہوگا نہ رہے، یوہیں عورت کی سیر خوری اس نیت سے کہ شوہر کے لئے حفظ جمال کرے، کم خوری لاغری و شکست رنگ و حسن کی موجب نہ ہو۔

در مختار میں وہابیہ سے منقول ہے کہ بیوی کو فریہ بننا مندوب ہے جو کہ سیر ہو کر کھانے سے زائد نہ ہو اھ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ طرسوسی نے فرمایا ہے کہ بیوی میں یہ بات مستحب ہے اور وہ اجر پائے گی۔ شارح نے فرمایا مجھے اس بات میں اباحت پسند نہیں چہ جائیکہ مستحب ہو، ہو سکتا ہے کہ استحباب کا معاملہ اس صورت میں ہو جب خاوند فریہ پن کو پسند کرتا ہو، ورنہ مناسب یہ ہے کہ بیوی معتدل	فی الدر عن الوہابیۃ وللزوجة التسمین لافوق شعبہا ² اھ قال الشامی قال الطرسوسی فی الزوجة ینبغی ان یندب لها ذلک وتكون ماجورة، قال الشارح ولا یعجنی اطلاق اباحة ذلک فضلا عن ندبه و لعل ذلک محمول علی ما اذا کان الزوج یحب السمن والا ینبغی ان تكون
---	---

¹ رد المحتار کتاب الحظرو الاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۱۵

² الدر المختار کتاب الحظرو الاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی، دہلی ۱۲/ ۲۵۳

موزورہ ^۱ اھ اقول: فی هذا الكلام فان الاكل الى الشبع حلال ونية السمن غايتها كراهة التنزيه نعم عدم الاجر ظاهر ثم هذا كله في التسمين اما ما ذكرت فواضح لاغبار عليه۔	ہواھ، اقول: (میں کہتا ہوں کہ) اس میں کلام ہے کیونکہ سیر ہونے تک کھانا حلال ہے اور اس میں فریہ ہونے کی نیت زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہیہ ہے، ہاں اجر نہ ہونا ظاہر ہے، پھر یہ بحث فریہ ہونے میں ہے لیکن میں نے جو ذکر کیا وہ واضح اور بے غبار ہے۔ (ت)
---	--

مباح: جیسے زینت و آرائش، لباس و مکان و زیور زناں۔

في خزانة المفتين بعد مأمرو مباح و هو الزيادة للزيادة والتجمل ^۲ ۔	خزانۃ المفتین میں گزشتہ مضمون کے بعد ہے احکام انواع میں ایک نوع مباح ہے جیسے خوبصورتی اور جسم کو بڑھانے کے لئے عمدہ کھانا کھانا۔ (ت)
---	--

جبکہ یہ سب امور منکرات و مقاصد مذمومہ سے خالی ہوں ورنہ مذموم ہیں اور مقاصد محمودہ کے ساتھ بھی خالی مباح نہ رہیں گے مستحب ہو جائیں گے۔

فان البباح اتباع شیع للنیات كما ذكره في البحر الرائق و رد المحتار وغيرهما. وذلك لخلوه في نفسه عن كل حكم فلايزاحم شيئاً يطرأ عليه من صوابه كنية او تأدية الى خير او شر كما لا يخفى۔	مباح چیز نیت کے تابع ہوتی ہے جیسا کہ بحر الرائق اور رد المحتار وغیرہ میں ہے کیونکہ مباح ہر حکم سے خالی ہوتا ہے لہذا کسی بھی طاری ہونے والے حکم سے متعارض نہ ہوگا، مثلاً نیت سے خیر یا شر کسی کی نیت مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ (ت)
--	---

مکروہ تنزیہی: جیسے اپنے لئے انواع فواکہ سے ثقہ،

في الدر لابأس بأنواع الفواكه وتركه افضل ^۳ ۔	در مختار میں ہے مختلف انواع کے پھلوں میں کوئی حرج نہیں جبکہ ترک افضل ہے۔ (ت)
--	--

اسماء: جیسے اتباع شہوت نفس و لذت طبع کے لئے ترقہ و تنعم بالحلال میں انہماک اسی نیت

^۱ رد المحتار کتاب الحظر والاباحہ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۷۵

^۲ خزانة المفتين کتاب الکراہیة قلمی نسخہ ۲۱۰/۲

^۳ الدر المختار کتاب الحظر والاباحہ مطبع مکتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶

سے عمدہ کھانے، دونوں وقت سیر ہو کر کھانا، باریک نفیس بیش بہا جامے پہنا کرنا، شبانہ روز عورتوں کی طرح کنگھی چوٹی میں گرفتار رہنا کہ یہ امور اگرچہ حدِ حریم و گناہ تک نہ پہنچیں خلافِ سنت ضرور ہیں،

اس پر ملامت میں شک نہیں اگرچہ مستحق عقاب نہیں ہے، اور اس میں کثیر احادیث مشہورہ وارد ہیں، ہم طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کرتے، اقول: (میں کہتا ہوں کہ) اس سے معلوم ہوا کہ میرا موقف بہتر ہے اس سے جس کو ردالمحتار نے شرح ملتقی سے نقل کیا ہے کہ لباس کے اقسام مباح ہیں، تو وہ عیدوں، جمعہ، اور مجمع کے لیے مباح ہیں، نہ کہ تمام اوقات میں ہر وقت ایسا کرنا بے مقصد، تکبر و غرور، اور کبھی محتاج لوگوں کو چڑانا ہے، لہذا اس سے بچنا بہتر ہے، اور تکبر کے طور پر لباس پہننا مکروہ ہے اھ اور یوں جو انہوں نے عید، جمعہ وغیرہ میں اباحت کا ذکر کیا ہے اس کا محمل بھی وہ ہے کہ تکبر کی بجائے صرف اپنا جمال بنانا مقصود ہو مگر اس نے شریعت کی پیروی میں ایسا لباس پہنا تو سنت ہے تو مذکور میں شک نہیں اور یونہی تکبر کی صورت میں کراہت سے مراد تحریمی ہے کیونکہ تکبر حرام ہے اور عظیم کبیرہ گناہ ہے۔ (ت)

ولاشك في توجه اللوم عليه وان لم يستحق العقاب والاحاديث في ذلك كثيرة شهيرة لانسردھا مخافة الاطناب اقول: وبه علم ان ما جنحت اليه اولي مباح ردالمحتار عن شرح الملتقى في انواع الكسوة. مباح وهو الثوب الجميل للتنزين في الاعياد والجمع مجامع الناس لا في جميع الاوقات لانه صلف وخيلاً وربما يغيب المحتاجين فالتحرز عنه اولي. ومكروه وهو اللبس للتكبر¹ اھ وكذا ما ذكر من محض الاباحة في تجمل الجمع والاعياد والمجامع محمله ما اذا لم ينوالا التجل اما اذا نوى الاتباع فسنة لاشك كما ذكرت وكذا الكراهة في التكبر تحمل على الحرمة فانه حرام وكبيرة عظيمة قطعاً۔

مکروہ تحریمی: جسے محض تکاثر و تفاخر کے لئے جمع اموال۔

خزانة المفتين میں مذکور بیان کے بعد فرمایا: انواع احکام میں ایک نوع مکروہ ہے جیسے اظہار کثرت و فخر کے لئے مال جمع کرنا اگرچہ حلال مال سے ہو۔ (ت)

في خزانة المفتين بعد ما مرومكروه وهو الجمع للتفاخر والتكاثر وان كان من حل²۔

¹ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

² خزانة المفتين کتاب الکراهية قلمی نسخہ ۲/ ۲۱۰

یوہیں پیٹ سے زیادہ چند لقمے کھانا جن کا معدے میں بگڑ جانا مظنون نہ ہو،

<p>فی الخانیة یکره الاکل فوق الشبع اه^۱ اقول: وبهذا الحمل تندفع المخالفة بینہ وبين ما یأتی عن الدر من نص التحريم۔</p>	<p>خانیہ میں ہے سیر ہو جانے کے بعد کھانا مکروہ ہے اہ اقول: (میں کہتا ہوں) اس بیان سے در مختار میں آئندہ تحریم کی نص اور اس میں مخالفت ختم ہو گئی (ت)</p>
---	--

مگر جبکہ روزے کی قوت مقصود ہو یا مہمان کا ساتھ دینا۔

<p>فی التنبیر مباح الی الشبع لتزید قوته وحرام وهو مأفوقہ الا ان یقصد قوۃ صوم الغدا ولئلا یتستحبی ضیفہ^۲ اه اقول: والاستثناء اذا حمل علی ما ذکرنا صح قطعاً ویكون قوله حرام یشمل المکره فلا یكون منقطعاً فافهم۔</p>	<p>تنویر میں ہے سیر ہونے تک کھانا مباح ہے جبکہ حصول قوت مقصد ہو اور اس سے زائد حرام ہے، لیکن اگر صبح روزہ رکھنے یا مہمان کے حیاء کے احساس کی وجہ سے زائد کھائے تو حرام نہ ہو گا اہ اقول: (میں کہتا ہوں) آپ کے ذکر کردہ پر محمول کیا جائے تو استثناء قطعاً صحیح ہے اور حرام سے مراد مکروہ تحریمہ ہو تو یہ استثناء منقطع نہ ہو گا، غور کرو۔ (ت)</p>
---	---

یوہیں لباس شہرت پہننا یعنی اس قدر چمکیلا نادر ہو جس پر انگلیاں اٹھیں اور بالقصد اتنا ناقص و خسیس کرنا بھی ممنوع ہے جس پر نگاہیں پڑیں یونہی ہر انوکھی اچنبھے کی ہیئت وضع تراش خراش کہ وجہ انگشت نمائی ہو۔ سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>من لبس ثوب شهرة البسه الله يوم القيامة ثوباً مثله^۳ وعند ابن ماجه ثوب مذلة^۴ زاد ابوداؤد فی رواية ثم یلہب</p>	<p>جس نے شہرت کا لباس پہنا اس کو اللہ تعالیٰ بھی ایسا ہی لباس پہنائے گا، اور ابن ماجہ میں "ذلت کا لباس" اور ابوداؤد کی ایک روایت میں</p>
--	--

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ وما یکره اکلہ الخ نوکثور لکھنؤ ۷۸۰/۳

^۲ الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ وما یکره اکلہ الخ مطبع مجتہبی دہلی ۲۳۶/۲

^۳ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۲/۲

^۴ سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب من لبس شهرة من الثياب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۶

فیه النار^۱۔ "پھر جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا" کے الفاظ ہیں۔ (ت)

جو شہرت کے کپڑے پہنے گا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ویسا ہی لباسِ شہرت پہنائے گا جس سے عرصاتِ محشر میں معاذ اللہ ذلت و تقضیع ہو پھر اُس میں آگ لگا کر بھڑکادی جائے گی والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

فی ردالمحتار عن الدر المنتقى نهى عن الشهرة تین وهو ما كان في نهاية النفاسة والخساسة^۲ اقول: ولا يختص بهما بل لو كان بينهما و كان على هيئة عجيبة غريبة توجب الشهرة وشخص الابصار كان لباس شهرة قطعاً۔

ردالمحتار میں الدر المنتقى سے منقول ہے کہ دو شہرتوں سے منع فرمایا، ایک حد سے زیادہ نفاست اور دوسری حد سے زیادہ رسوائی سے، اھ، اقول: (میں کہتا ہوں) ان دونوں سے خاص نہیں بلکہ عجیب و غریب حالت بنانا جو شہرت کا باعث ہو اور لوگوں کے لئے نظارہ بنے وہ قطعاً سب شہرت کا لباس ہے۔ (ت)

حرام: جیسے ریشمی کپڑے، مغرق ٹوپیاں، یو پیس پیٹ سے اوپر اتنا کھانا جس کے بگڑ جانے کا ظن ہو۔

فی الدر حرام فوق الشبع وهو اكل طعام غلب على ظنه انه افسد معدته وكذا في الشرب قهستانی^۳۔

در مختار میں ہے سیرابی سے زیادہ وہ کھانا حرام ہے جس کے متعلق ظن غالب ہو کہ وہ معدہ کو خراب کرے گا، اور یونہی پینے کا معاملہ ہے، قہستانی۔ (ت)

جب یہ صورتیں معلوم ہو لیں اب احکام کسب کی طرف چلے، فاقول: وبالله التوفيق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) ظاہر ہے کہ کسب یعنی تحصیل مال کو خواہ روپیہ ہو یا طعام یا لباس یا کوئی شے سبب و غرض دونوں سے ناگزیر ہے، اور احکام نہ گانہ ۹ میں پہلے چار جانبِ طلب ہیں جن میں فرض و واجب کی طلب جازم ہے اور سنت و مستحب کی غیر جازم اور پچھلے

^۱ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۲

^۲ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۲۳

^۳ الدر المختار کتاب الحظر والاباحة مطبع مجتبائی دہلی ۲/۳۳۶

چار جانب نہی ہیں جن میں مکروہ تنزیہی و اساءت سے نہی ارشادی اور تحریمی و حرام سے حتمی اور مباح طلب و نہی دونوں سے خالی، اب اگر سبب و غرض دونوں اقسام تسعہ سے ایک ہی قسم کے ہیں جب تو ظاہر کہ وہی حکم کسب پر ہوگا مثلاً ذریعہ بھی فرض اور غرض بھی فرض، تو ایسا کسب دوبرا فرض ہوگا اور دونوں حرام تو دونوں حرام و علیٰ ہذا القیاس اور اگر مختلف اقسام سے ہیں تو تین حال سے خالی نہیں:

اولاً: اختلاف جانب واحد مثلاً طلب یا نہی کے اقسام میں ہو جیسے سبب فرض ہو غرض واجب یا سبب مکروہ تنزیہی غرض حرام۔
 ثانیاً: اختلاف، اختلاف جانب وسط ہو مثلاً سبب واجب یا حرام اور غرض مباح یا بالعکس، ان دونوں صورتوں میں کسب اشد و اتوی کا تابع ہوگا مثلاً فرض و وجوب کا اختلاف ہے تو فرض اور وجوب و سنیت کا تو واجب، اور ایک مباح اور دوسرا اور کسی قسم کا ہے تو کسب اسی قسم کا ہوگا۔

لما مر من ان المباح ساذج عاریکتسی بكل رداء و یتلون بلون کل مالیمارج والضعیف من جانب یندرج فی القوی منه۔	جیسے گزرا کہ مباح، احکام سے خالی ہوتا اور ہر پہلو اختیار کر لیتا ہے، اور ایک طرف سے ضعیف ہو تو اپنے سے قوی میں درج ہوتا ہے۔ (ت)
---	---

ثالثاً: اختلاف، اختلاف جانبین ہو یعنی سبب جانب طلب میں ہے اور غرض جانب نہی یا بالعکس، صورت اولیٰ میں کسب مطلقاً حکم غرض کا مورد رہے گا، مثلاً غرض حرام ہے تو حرمت و گناہ نقد وقت ہے گو سبب فرض واجب ہو حتیٰ کہ اگر سبب اعلیٰ درجہ طلب میں ہو یعنی فرض اور غرض ادنیٰ درجہ نہی میں یعنی مکروہ تنزیہی جب بھی کسب مکروہ تنزیہی سے خالی نہیں ہو سکتا اگرچہ سبب فی نفسہ فرض ہے وجہ یہ کہ کوئی غرض معین، کسب کے لئے لازم نہیں وہ اختلاف نیت سے مختلف ہو سکتی ہے اور ہر وقت اپنے اختیار سے امکان تبدیل رکھتی ہے، مانا کہ سبب فرض تھا مگر جب اس نے اسے کسی امر حرام یا ناپسندیدہ کی نیت سے کیا ضرور حرمت و ناپسندی میں گرفتار ہوا کہ ایسی نیت کیوں کی، اگر کوئی نیت فرض یا واجب حاضر نہ تھی تو اقل درجہ نیت مباح پر قادر تھا اس کی نظیر نماز ہے کہ دکھاوے کو پڑھی جائے، اگرچہ نماز فی نفسہ فرض ہے مگر نیت خبیثہ موجب تحریم ہوگی، اور صورت عکس میں یعنی جب سبب جانب نہی ہو اور غرض جانب طلب۔ اگر وہ سبب متعین نہ تھا بلکہ اس کا غیر کہ نہی سے خالی ہو ممکن تھا تو اس صورت

میں بھی کسب مطلقاً مورد نہی ہوگا کہ غرض اگرچہ فرض ہے جب ذریعہ مباح سے مل سکتی تھی تو حرام یا مکروہ کی طرف جانا اپنے اختیار سے ہوا اور اس کا الزام لازم آیا اور اگر سبب متعین تھا کہ دوسرا طریقہ قدرت ہی میں نہیں تو اب دو صورتیں ہوں گی:

اول: غرض و سبب کی نہی و طلب دونوں ایک ہی مرتبہ میں ہوں مثلاً سبب حرام، غرض فرض سبب مکروہ تحریمی، غرض واجب، سبب میں اسماء، غرض سنت، سبب مکروہ تحریمی غرض واجب سبب میں اسماء، غرض سنت، سبب مکروہ تنزیہی، غرض مستحب اور صرف اسی قدر کافی نہیں بلکہ نوع واحد میں تفاوت و قوت پر بھی نظر لازم کہ حرام کا ترک فرض ہے اور فرض کا ترک حرام، اور بعض فرض، بعض دیگر سے اعظم و اکد ہوتے ہیں، اور بعض حرام بعض دیگر سے اشنع و اشد، تو یہ دیکھا جائے گا کہ مثلاً فرض غرض کے ترک سے جو حرمت لازم آئے گی وہ اس حرمت سے کیا نسبت رکھتی ہے جو اس سبب حرام کے ارتکاب میں ہے جب سبب وجہ سے طرفین میں تساوی قوت ثابت ہو تو حکم کسب میں اتباع سبب یعنی جانب نہی کو ترجیح رہے گی،

کیونکہ ممنوعات سے متعلق شرح کا حکم مستم ہوتا ہے جبکہ مامورات کا اہتمام اس قدر نہیں ہوتا، اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اپنی استطاعت پر بجالاؤ اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اجتناب کرو۔ کشف میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منع کردہ سے ذرہ بھر بھی باز رہنا جن و انسان کی عبادت سے افضل ہے، انہوں نے اشباہ میں بیان کیا ہے، ہمارا یہاں کلام نفیس ہے جس کو ہم نے اپنے والد گرامی قدر کی کتاب "اذاقۃ الاثام لبانعی

لان اعتناء الشرع بالمنہیات اشد من اعتنائہ بالامورات ولذا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا امرتکم بشیئ فأتوا منه ما استطعتم واذا نہیتکم عن شیئ فاجتنبوه^۱ وروی فی الکشف حدیثاً لترك ذرة مما نهى الله عنه افضل من عبادة الثقلين. قاله في الاشباہ^۲ ولنا في المقام تحقيقات نفائس الممننا بكثير منها في ما علقنا على كتاب "اذاقۃ الاثام

^۱ صحيح البخارى كتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد روي في كتب خانة كراچی ۱۰۸۲/۲، صحيح مسلم كتاب

الفضائل باب توقيره صلى الله عليه وسلم الخ قد روي في كتب خانة كراچی ۲۶۲/۲

^۲ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدة الخامسة ادارة القرآن كراچی ۱۳۵/۱

لِبَانَعِي عَمَلِ الْمَوْلِدِ وَالْقِيَامِ مِنْ تَصَانِيفِ خَاتِمَةِ الْمُحَقِّقِينَ الْأَمَاجِدِ سَيِّدِنَا الْوَالِدِ الْقُدُّوسِ سِرَّةِ الْمَاجِدِ۔	عمل المولد والقيام "کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)
--	--

دونوں کی قوت کم و بیش ہو اس صورت میں اقویٰ کا اتباع ہوگا، سبب ہو خواہ غرض۔ مثلاً مالِ غیر بے اذن لینا حرام ہے اور خوک و خمر کی حرمت اس سے بھی زائد اور سدر مق اور دفع جوع قاتل و عطش مہلک کی فرضیت ان سب سے اقویٰ ہے لہذا حالتِ مخصّصہ میں ان اشیاء کا تناول اسی قدر جس سے ہلاک دفع ہو لازم ہو اور جانب غرض کو ترجیح دی گئی اور اگر مضطر کچھ نہیں پاتا مگر یہ کہ کسی انسان کا ہاتھ کاٹ کر کھائے تو حلال نہیں اگرچہ اس شخص نے اجازت بھی دی ہو کہ حرمت انسان اس فرض سے اقویٰ ہے لہذا جانب سبب کو ترجیح رہی۔

فِي الدَّرِ الْأَكْلِ لِلْغِذَاءِ وَالشَّرْبِ لِلْعَطَشِ وَلَوْ مِنْ حَرَامٍ أَوْ مَيْتَةٍ أَوْ مَالٍ غَيْرِهِ وَأَنْ ضَمِنَهُ فَرَضٌ، يَثَابُ عَلَيْهِ بِحَكْمِ الْحَدِيثِ وَلَكِنْ مَقْدَارُ مَا يَدْفَعُ الْإِنْسَانُ الْهَلَكَ عَنْ نَفْسِهِ ^۱ اهـ وَفِي الشَّامِيَةِ عَنْ وَجِيزٍ الْكُرْدِيِّ أَنْ قَالَ لَهُ أَخْرَاقُ طَعْيِدِي وَكَلَهَا لَا يَحِلُّ لَانِ لَحْمِ الْإِنْسَانِ لَا يَبَاحُ فِي الْأَضْطِرَارِ لِكِرَامَتِهِ ^۲ ۔	در مختار میں ہے: غذا کے لئے کھانا اور پیاس کی وجہ سے پینا اگرچہ حرام، مردار یا غیر کمال ہو تو جب اس کے ضمن میں فرض ہے تو ثواب پائے گا حدیث کے مطابق۔ لیکن یہ اس مقدار کے لئے جس قدر سے انسان اپنے کو ہلاکت سے بچا سکے، اہ، اور شامی کے فتاویٰ میں وجیز کردری سے منقول ہے اگر کسی نے دوسرے شخص کو کہا میرا ہاتھ کاٹ کر کھاؤ، تو یہ حلال نہیں کیونکہ انسان کا گوشت اضطراری حالت میں بھی مباح نہیں انسانی کرامت کی وجہ سے۔ (ت)
---	---

یہ تقریر منیر حفظ رکھنے کی ہے کہ اول تا آخر اس تحقیق جمیل و ضبط جلیل کے ساتھ اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گی وباللہ التوفیق انہیں ضوابط سے دوسرے سوال اعمیٰ مسئلہ سوال کا حکم متکشف ہو سکتا ہے جب غرض ضروری نہ ہو تو سوال حرام، مثلاً آج کا کھانے کو موجود ہے تو کل کے لئے سوال حلال نہیں کہ کل تک کی زندگی بھی معلوم نہیں کھانے کی ضرورت درکنار۔ یوہیں رسوم شادی کے لئے سوال حرام کہ نکاح شرع

^۱ الدر المختار کتاب الحظروالاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶

^۲ رد المحتار کتاب الحظروالاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۱۵

میں ایجاب و قبول کا نام ہے جس کے لئے ایک پیسہ کی بھی ضرورت شرعاً نہیں، اور اگر غرض ضروری اور بے سوال کسی طریقہ حلال سے دفع ہو سکتی ہے جب بھی سوال حرام، مثلاً کھانے کو کچھ پاس نہیں مگر ہاتھ میں ہنر ہے یا آدمی قوی تندرست قابل مزدوری ہے کہ اپنی صنعت یا اُجرت سے بقدر حاجت پیدا کر سکتا ہے قبل اس کے کہ احتیاج تا بحال مخصوص پہنچے تو اسے سوال حلال نہیں، نہ اسے دینا جائز کہ ایسوں کو دینا انہیں کسب حرام کا مؤید ہوتا ہے اگر کوئی نہ دے تو جھک مار کر آپ ہی محنت مزدوری کریں اور اگر دوسرا طریقہ حلال میسر نہیں حرفت و صنعت کچھ نہیں جانتا نہ محنت و مزدوری پر قادر ہے خواہ بوجہ مرض یا ضعف خلقی یا ناز پروردگی یا کسب کر تو سکتا ہے مگر حاجت فوری ہے کسب پر محمول کرنا تاثر یاق از عراق کا مضمون ہو اجاتا ہے تو سوال حلال ہوگا کہ ہر ان صورتوں میں کارروائی یوں ہو سکتی ہے کہ مانگ کر لے یا چھین کر یا چڑا کر یا کوئی حرام یا مردار کھائے اور سرقہ و غصب کی حرمت سوال سے اشد ہے اور حرام و مردار کی غصب و قہر سے بھی سخت تر، یہ صورتیں تو ظاہر ہیں اور علماء نے بوجہ اشتغال جہاد و مشغولی طلب علم دین، فرصت کسب نہ پانے کو بھی وجہ معذوری سے شمار فرمایا اور ایسے کے لئے سوال حلال بتایا جب مدار ضرورت غرض و تعین ذریعہ پر ٹھہرا تو کچھ اکل و شرب ہی کی تخصیص نہیں کہ جس کے پاس ایک دن کا قوت ہے اسے سوال مطلقاً منع ہو بلکہ اگر دس دن کا کھانا موجود ہے اور کپڑا نہیں یا کپڑا بھی ہے مگر ہلکا کہ جاڑے کی آفت روک سکتا نہیں اور طریقہ تحصیل کوئی دوسرا نہیں کپڑے کے لئے سوال ناروا نہیں، یوں اگر کھانے پہننے سب کو موجود ہے مگر مدیون ہے تو اگر کچھ مال فاضل رکھا ہے جسے بیچ کر ادا کرے یا کما کر دے سکتا ہے تو سوال حرام، اور اگر کمائی سے بعد نفقہ ضروری کے کچھ نہیں بچا سکتا اور قرض خواہ گردن پر چھری رکھے ہوئے ہے تو ادا کے لئے سوال حلال۔

در مختار میں ہے جائز نہیں اسے سوال جس کے پاس ایک دن کا گزارہ بالفعل یا بالقوة ہے جیسا کہ تندرست شخص کمائی کے قابل ہو اور اس کے حال سے آگاہی کے باوجود اس کو دینے والا گنہگار ہوگا حرام پر اعانت کی وجہ سے، اگر جسم ڈھانپنے کے لئے یا جہاد میں مصروف ہونے کی وجہ سے کسب نہ کر سکے یا طلب علم کی مصروفیت میں کسب نہ کر سکے کی وجہ سے سوال کرے تو ضرورت یا حاجت مند ہو تو سوال کرنا جائز ہے اھ، اسی کے

فی الدر المختار لا یحل ان یسأل شیئاً من القوت من له قوت یومہ بالفعل او بالقوة کالتصحیح المکتسب و یأثم معطیه ان علم بحالہ لاعانتہ علی المحرم ولو سأل للکسوة او لاشغاله عن الکسب بالجہاد او طلب العلم جاز لو محتاجاً^۱ اھوفیہ من النفقات تحب

^۱ الدر المختار کتاب الزکوٰۃ باب المصروف مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۳۲

<p>باب النفقة میں ہے نفقہ واجب ہے ہر نابالغ ذی محرم یا عورت اگرچہ بالغہ صحیحہ یا مرد بالغ ہو لیکن جسمانی معذور ہونے کی وجہ سے کسب سے عاجز ہے جیسے نابینا، ہاتھ پاؤں مفلوج وغیرہ، ملتی اور مختار میں زائد کیا جو کوئی اچھا کسب نہیں رکھتا یا گھریلو عورتیں اھ۔ شامی نے فرمایا یعنی اہل شرف لوگ الخ۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (ت)</p>	<p>ایضاً للکل ذی رحم محرم صغیرا او انثی ولو بالغۃ صحیحۃ او الذکر بالغاً عاجزا عن الکسب بنحو زمانۃ کعبی وعتہ و فلج زاد فی الملتقی والمختار او لایحسن الکسب لحرفۃ او لکونہ من ذوی البیوتات^۱ اھ قال الشامی ای من اهل الشرف^۲ الخ، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔</p>
---	---



رسالہ
خیر الأمل فی حکم الکسب والسؤال
ختم ہوا۔

^۱ الدر المختار کتاب الطلاق باب النفقة مطبع مجتبائی، دہلی، ۱/۲۷۶

^۲ رد المحتار کتاب الطلاق باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۸۱



علم و تعلیم

عالم، متعلم، مفتی، واعظ، افتاء، کتابت، تقلید، علوم و فنون، تعلیم گاہ سے متعلق

مسئلہ ۲۹۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة (ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ ت) میں عموماً ہر علم مراد ہے یا کوئی علم خاص مقصود ہے؟ اگر خاص مقصود ہے تو وہ کون سا علم ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب:

حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة^۱ (ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ ت) کہ بوجہ کثرت طرق و تعدد مخارج حدیث حسن ہے اس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد و عورت پر طلب علم کی فرضیت تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو اور فرض عین نہیں مگر ان علوم کا یکٹنا جن کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو ان کا اعم و اشم و اعلیٰ و اکمل و اہم و اجل علم اصول عقائد ہے جن کے اعتقاد سے آدمی مسلمان سنی المذہب ہوتا ہے اور انکار و مخالفت سے

^۱ کنز العمال حدیث ۲۸۶۵۲ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/۱۳۱، الجامع الصغیر حرف الطاء حدیث ۵۲۶۳ دارالکتب العلمیة بیروت ۲/۳۲۵

کافر یا بدعتی، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی کا تعلم ہے اور اس کی طرف احتیاج میں سب یکساں، پھر علم مسائل نماز یعنی اس کے فرائض و شرائط و مفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے، پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم، مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوٰۃ، صاحب استطاعت ہو تو مسائل حج، نکاح کیا چاہے تو اس کے متعلق ضروری مسئلے، تاجر ہو تو مسائل بیع و شراء، مزارع پر مسائل زراعت، موجرو و مستاجر پر مسائل اجارہ، و علیٰ هذا القیاس ہر اس شخص پر اس کی حالت موجودہ کے مسئلے یکھنا فرض عین ہے اور انہیں میں سے ہیں مسائل حلال و حرام کہ ہر فرد بشر ان کا محتاج ہے اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ مثل تواضع و اخلاص و توکل و غیرہا اور ان کے طرق تحصیل اور محرمات باطنیہ تکبر و ریا و عُجب و حسد و غیرہا اور اُن کے معالجات کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے جس طرح بے نماز فاسق و فاجر و مرتکب کبائر ہے یونہی یعینم رباً سے نماز پڑھنے والا انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے نسئل اللہ العفو و العافیة (ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) تو صرف یہی علوم حدیث میں مراد ہیں و بس۔ علامہ مناوی تیسیر میں زیر حدیث مذکور لکھتے ہیں:

اراد به مالا مندوحة له عن تعلمه كمعرفة الصانع ونبوة رسله و كيفية الصلوة ونحوها فان تعلمه فرض عین ¹ ۔	اس سے وہ علم مراد ہے جس کے سیکھنے سے کوئی چارہ نہیں، جیسے صالح کی پہچان، رسولوں کی نبوت، کیفیت نماز اور اس جیسے دوسرے مسائل کی معرفت، کیونکہ ان باتوں کا سیکھنا فرض عین ہے۔ (ت)
---	---

در مختار میں ہے:

اعلم ان تعلم العلم يكون فرض عین و هو بقدر ما يحتاج لدينه ² ۔	جان لیجئے! علم سیکھنا اور اسے حاصل کرنا فرض عین ہے، اور اس سے مراد اتنی مقدار ہے کہ جس کی دین میں ضرورت پڑتی ہے۔ (ت)
---	--

ردالمحتار میں فصول علامی سے ہے:

¹ التيسير شرح الجامع الصغير للمناوی مكتبة الامام الشافعي الرياض ۱۱۵ / ۲

² درمختار مقدمہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۶

<p>دینی علم اور ہدایت حاصل کرنے کے بعد ہر عاقل، بالغ، مرد، عورت پر وضو، غسل، نماز اور روزہ کے مسائل سیکھنا فرض ہے اور اسی طرح مسائل زکوٰۃ کا، اس شخص کے لئے جاننا، جو صاحبِ نصاب ہے۔ اور حج کے مسائل اس کے لئے جس پر وہ واجب ہے، اور خرید و فروخت کے مسائل جاننا کاروبار کرنے والوں کیلئے تاکہ وہ اپنے تمام معاملات میں مشکوک اور مکروہ کاموں سے بچ جائیں۔ یونہی پیشہ ور اور ہر ایسا آدمی جو کسی کام میں مشغول ہو تو اس پر اس کام کا علم رکھنا فرض ہے، اور اس کا حکم یہ ہے تاکہ وہ اس معاملے میں حرام سے بچ جائے۔ (ت)</p>	<p>فرض علی کل مکلف ومکلفۃ بعد تعلمہ علم الدین و الهدایۃ تعلم علم الوضوء و الغسل و الصلوٰۃ و الصوم و علم الزکوٰۃ لمن له نصاب و الحج لمن وجب علیہ و البیوع علی التجار لیحتزوا عن الشبهات و المکروہات فی سائر المعاملات و کذا اهل الحرف و کل من اشتغل بشیء یمضی فیہ علیہ علمہ و حکمہ لیمتنع عن الحرام فیہ^۱۔</p>
---	---

اور اسی میں ہے:

<p>تبیین المحارم میں ہے: اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجگانہ فرض نمازوں کی فرضیت جاننا اور حصول اخلاص کا علم رکھنا ضروری ہے کیونکہ ہر عمل کی صحت اس پر موقوف ہے۔ یونہی حلال، حرام کا علم اور ریاء کا علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ عابد ریاکار اپنی ریاکاری کی وجہ سے اپنے عمل کے اجر و ثواب سے محروم ہوتا ہے۔ حسد اور خود بینی کا علم رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں انسانی اعمال کو اس طرح کھاجاتے ہیں جیسے آگ لکڑی کو، خرید و فروخت، نکاح، طلاق وغیرہ کے مسائل جاننا اس شخص کیلئے ضروری ہیں</p>	<p>فی تبیین المحارم، لاشک فی فرضیۃ علم الفرائض الخمس و علم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة علیہ و علم الحلال و الحرام و علم الریاء لان العابد محروم من ثواب عمله بالریاء و علم الحسد و العجب اذہما یاکلان العمل کما تاكل النار الحطب و علم البیوع و الشراء و النکاح و الطلاق لمن اراد الدخول فی هذه الاشیاء و علم الالفاظ المحرمة او المكفرة و لعمری هذا من اهم المہیات فی هذا الزمان^۲۔</p>
---	---

^۱ رد المحتار مقدمہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۹

^۲ رد المحتار مقدمہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۹

جو ان کاموں کو کرنا چاہے، یوں ہی حرام اور کفریہ الزام جانتا ضروری ہیں، مجھے اپنی زندگی کی قسم اس زمانے میں یہ سب سے زیادہ ضروری امور ہیں۔ (ت)

اشعة المبعثات شرح مشکوٰۃ میں تحت حدیث مسطور فرماتے ہیں:

مراد بعلم درینجا علمیت کہ ضروری وقت مسلمان ست مثلاً چوں در اسلام درآمد واجب شد بروئے معرفت صانع تعالیٰ و صفات و علم بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جزاں از انچہ صحیح نیست ایمان بے آن و چوں وقت نماز آمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ و چوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم^۱ الخ۔

اس جگہ (یعنی حدیث مذکور میں) علم سے وہ علم مراد ہے جو مسلمان ہونے کے وقت ضروری ہے، مثلاً جب کوئی شخص اسلام لائے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت، یونہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا علم رکھنا اور اس کے علاوہ وہ اسلامی مسائل کہ جن کو جانے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا، پھر جب نماز کا وقت آجائے تو مسائل نماز کو سیکھنا ضروری ہے اور جب رمضان شریف آجائے تو احکام روزہ سیکھنے ضروری ہیں الخ (ت)

غرض اس حدیث میں اسی قدر علم کی نسبت ارشاد ہے، ہاں آیات و احادیث دیگر کہ فضیلت علماء و ترغیب علم میں وارد، وہاں ان کے سوا اور علوم کثیرہ بھی مراد ہیں جن کا تعلم فرض کفایہ یا واجب یا مسنون یا مستحب، اس کے آگے کوئی درجہ فضیلت و ترغیب اور جو ان سے خارج ہو ہرگز آیات و احادیث میں مراد نہیں ہو سکتا، اور ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصلانہ جیسے فقہ و حدیث و تصوف بے تخلیط، و تفسیر قرآن بے افراط و تفریط خواہ واسطہ مثلاً نحو و صرف و معانی بیان کہ فی حد ذاتہ امر دینی نہیں مگر فہم قرآن و حدیث کے لئے وسیلہ ہیں، اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ اس کے لئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے مراد متکلم جیسے خود اس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے نہیں ہو سکتی۔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہوں نے علم و علماء کے فضائل عالیہ و جلائل عالیہ ارشاد فرمائے انہیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علماء و ارث انبیاء کے ہیں انبیاء نے در ہم و دینار ترکہ میں نہ چھوڑے، علم اپنا ورثہ چھوڑا جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا،

اخرج ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور

^۱ اشعة المبعثات شرح مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثانی آفتاب عالم پریس لاہور ۱۶۱

<p>وابن حبان والبیہقی عن ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول فذكر الحديث فی فضل العلم وفی آخره ان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما وورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر¹</p>	<p>بیہقی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے تخریج فرمائی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا، پھر انہوں نے فضیلت علم میں حدیث بیان فرمائی اور اس کے آخر میں فرمایا کہ بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کرام نے درہم و دینار ورثہ میں نہیں چھوڑے بلکہ انہوں نے وراثت میں علم چھوڑا ہے پھر جس نے اس کو حاصل کیا تو اس نے وافر حصہ حاصل کیا۔ (ت)</p>
---	---

بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تک تو بیشک محمود اور فضائل جلیلہ موعود کا مصداق، اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم و مولوی کا استحقاق ورنہ مذموم و بد ہے جیسے فلسفہ و نجوم یا لغو و فضول جیسے قافیہ و عروض یا کوئی دنیا کا کام جیسے نقشہ و مساحت، بہر حال اُن فضائل کا مورد نہیں، نہ اس کے صاحب کو عالم کہہ سکیں۔ ائمہ دین فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول رہے اس کا نام دفتر علماء سے محو ہو جائے،

<p>فی الطريقة المحمدیة عن التاتارخانیة عن ابی اللیث الحافظ وهو کان بسمرقند متقدماً فی الزمان علی الفقیہ ابی اللیث قال من اشتغل بالكلام معی اسبه من العلماء²</p>	<p>طریقہ محمدیہ میں تاتارخانیہ کے حوالے سے ابواللیث حافظ سے منقول ہے یہ بزرگ سمرقند کے رہنے والے تھے اور مشہور فقیہ ابواللیث سے زمانے میں پہلے ہوئے ہیں، انہوں نے فرمایا جو علم کلام میں مشغول ہو گیا اس کا نام زمرہ علماء سے مٹ گیا۔</p>
--	---

سبحان اللہ! جب متاخرین کا علم کلام جس کے اصل اصول عقائد سنت و اسلام ہیں بوجہ اختلاط فلسفہ و زیادات مزخرفہ مذموم ٹھہرا اور اس کا مشتغل لقب عالم کا مستحق نہ ہوا تو خاص فلسفہ و

¹ سنن ابی داؤد کتاب العلم باب فضل العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲/ ۱۵۷

² الطريقة المحمدیة النوع الثانی فی منہی عنہا مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۱/ ۹۳ و ۹۴

منطق فلاسفہ و دیگر خرافات کا کیا ذکر ہے، ولذا حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علمائے شہر کے لئے کچھ وصیت کر جائے تو ان فنون کا جاننے والا ہر گز اس میں داخل نہ ہوگا،

فتاویٰ عالمگیری میں محیط کے حوالے سے روایت ہے اگر کوئی شخص شہر کے اہل علم کے لئے کسی چیز کی وصیت کر جائے تو یقیناً اس میں اہل فقہ اور اہل حدیث داخل ہوں گے لیکن جو علم حکمت میں کلام کرے وہ اس وصیت میں داخل نہیں الخ اور اسی جیسا کلام ہمارے اصحاب کے فتاویٰ کے حوالے سے "شرح فقہ اکبر" میں متکلمین کے متعلق ذکر کیا گیا ہے ان فتاویٰ میں سے فتاویٰ ظہیریہ کا خاص نام لیا گیا ہے۔ (ت)

فی الہندیۃ عن المحيط اذا اوصی لاهل العلم بلدۃ کذا فانه یدخل فیہ اهل الفقه واهل الحدیث ولا یدخل من یتکلم بالحکمۃ^۱ الخ ونقل مثله فی شرح الفقه الاکبر للمتکلمین عن کتب الفتاویٰ لاصحابنا وسی منها الظہیریۃ۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ قرآن و حدیث سے صد ہا دلائل اس معنی پر قائم کر سکتا ہے کہ مصداق فضائل صرف علوم دینیہ ہیں و بس۔ ان کے سوا کوئی علم شرع کے نزدیک علم، نہ آیات و احادیث میں مراد، اگرچہ عرف ناس میں باعتبار لغت اسے علم کہا کریں ہاں آلات و وسائل کے لئے حکم مقصود کا ہوتا ہے مگر اسی وقت تک کہ وہ بقدر توسل و تقصد توسل سیکھے جائیں اس طور پر وہ بھی مورد فضائل ہیں جیسے نماز کے لئے گھر سے جانے والوں کو حدیث میں فرمایا کہ وہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے، نہ یہ کہ انہیں مقصود قرار دے لیں اور ان کے توغل میں عمر گزار دیں نحوی لغوی ادیب منطقی کہ انہیں علوم کا ہو رہے اور مقصود اصلی سے کام نہ رکھے زہار عالم نہیں کہ جس حیثیت کے صدقہ میں انہیں نام و مقام علم حاصل ہوتا جب وہی نہیں تو یہ اپنی حد ذات میں نہ ان خوبیوں کے مصداق تھے نہ قیامت تک ہوں، ہاں اسے یہ کہیں گے کہ ایک صنعت جانتا ہے جیسے آہنگر و نجار، اور فلسفی کے لئے یہ مثال بھی ٹھیک نہیں کہ لوہا بڑھئی کو ان کا فن دین میں ضرر نہیں پہنچاتا، اور فلسفہ تو حرام و مضر اسلام ہے، اس میں منہمک رہنے والا اجہل جاہل، اجہل بلکہ اس سے زائد کا مستحق ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، ہیہات ہیہات اسے علم سے کیا مناسبت، علم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک ہے، نہ وہ جو کفار یونان کا پس خوردہ۔ سیدی عارف باللہ فاضل

^۱ فتاویٰ ہندیۃ کتاب الوصایا الباب السادس نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۲۱/۶

ناصح عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

<p>صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے نہ تھے کہ وہ اپنے آپ کو اس خلفشار میں مشغول رکھتے کہ جس کو حکماء فلاسفہ نے ایجاد کیا بلکہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد رکھا کہ وہ منطقی یا وہ گوئی اور غیر معقول باتیں جانتے تھے تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی تحقیر کی الخ۔ میں کہتا ہوں جب منطق کے بارے ان کا یہ قول ہے تو پھر تباہ کن فلسفہ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔ (ت)</p>	<p>الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم لم یكونوا یشتغلوا انفسهم بهذا الفشار الذی اخترعه الحكماء الفلاسفة بل من اعتقد فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یعلم هذه الشقا شق والہذیانک المنطقیۃ فهو کافر لتحقیرہ علم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم^۱ الخ قلت فاذا کان هذا قوله فی المنطق فما ظنک بالتفلسف الموبق نسأل اللہ العافیۃ۔</p>
--	---

اسی طرح وہ ہیئت جس میں انکار وجود آسمان و تکذیب گردش سیارات وغیرہ کفریات وامور مخالفہ شرع تعلیم کئے جائیں وہ بھی مثل نجوم حرام وملوم اور ضرورت سے زائد حساب یا جغرافیہ وغیرہ مادخل فضولیات ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: علم تین ہیں قرآن یا حدیث یا وہ چیز جو وجوب عمل میں ان کی ہمسر ہے (گویا اجماع و قیاس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں) اور ان کے سوا جو کچھ ہے سب فضول۔

<p>ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص (اللہ تعالیٰ دونوں سے راضی ہو) کے حوالے سے تخریج کی، انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا علم تین ہیں: (۱) پختہ آیت (۲) سنت قائمہ (۳) فریضہ عادلہ (یعنی وہ ضروری چیز جو وجوب</p>	<p>اخرج ابوداؤد وابن ماجة والحاكم عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم العلم ثلاثة أیة محكمة او سنّة قائمہ او فریضة عادلة ومكان سوا ذلك فهو فضل^۲۔</p>
---	--

^۱ الحدیقة الندیة النوع الثانی من الانواع الثلاثة فی العلوم المنتهی عنہا مکتبہ نوری رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۳۸

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب ماجاء فی تعلیم الفرائض آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۴۳

عمل میں کتاب وسنت کے برابر ہو) اور جو کچھ ان کے علاوہ ہے وہ زائد ہے۔ (ت) اشعہ میں ہے:

<p>"فریضۃ عادلیۃ" جو کتاب وسنت کے مماثل اور ان کے برابر ہو، یہ اجماع اور قیاس کی طرف اشارہ ہے، جو ان سے منسوب اور ماخوذ ہو، اسی اعتبار سے اس کو کتاب وسنت کے مساوی اور برابر ٹھہراتے ہیں، اور اس کی تعبیر فریضہ کے ساتھ کر کے اس بات پر آگاہ کیا کہ اس پر کتاب وسنت کی طرح عمل کرنا واجب ہے اور جو کچھ ان تین کے علاوہ ہے وہ فالتو ہے یعنی ان کے علاوہ جو مواد علوم ہے وہ فضول اور لالیعی ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ اور رسول کا ارشاد نہیں، وہ زائد ہے اسے فضول اسے زائد سمجھو۔ (ت) لخصاً</p>	<p>فریضۃ عادلیۃ فریضہ کہ مثل وعدیل کتاب وسنت است اشارت است باجماع و قیاس کہ مستند و مستنبط انداز ان وبایں اعتبار آزماساوی و معادل کتاب وسنت داشته اند و تعبیر ازاں بفریضہ کردند تنبیہ بر آنکہ عمل باتہا واجب است چنانکہ بہ کتاب وسنت و ماکان سوی ذلک فہو فضل و ہرچہ کہ ہست از مواد علوم جزیں پس آں فضل است ولا یعنی ہرچہ قال اللہ نے قال الرسول فضله باشد فضله من خواہ اے فضول^۱ لخصاً</p>
---	--

اسی حدیث کا پورا خلاصہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کل العلوم سوی القرآن مشغلة الا الحديث و علم الفقه فی الدین^۲

(قرآن و حدیث اور فقہ دینی کے علاوہ تمام علوم ایک مشغلہ ہیں۔ ت)

یہ مجمل کلام ہے باقی تفصیل مقام کے لئے دفتر طویل درکار، جسے منظور ہو احیاء العلوم و طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ و در مختار و رد المحتار و غیر ہا سفار علماء کی طرف رجوع کرے،

<p>جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ اہل دانش کے لئے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے اور اس جلیل القدر کا علم نہایت کامل اور بڑا پختہ ہے۔ (ت)</p>	<p>وفیما ذکرنا کفایۃ لاهل الدرایۃ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم و احکم۔</p>
---	---

^۱ اشعۃ المبعث شرح المشکوۃ کتاب العلم الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱/ ۱۶۷

^۲ دیوان امام الشافعی قافیۃ النون (افضل العلوم) دار الفکر بیروت ص ۳۸۸

مسئلہ ۲۹۹ تا ۳۰۰:

از صاحب گنج گیارہ سلسلہ مولوی کریم رضا صاحب ۳۰/ شوال ۱۳۱۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعلیم و تعلم فنون عقلیہ مثل منطق و حکمت و ریاضی وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو ملا نظام الدین صاحب کے آج تک ہزاروں علماء دیندار دیدہ و دانستہ برضا و رغبت کیوں اس امر کے پابند رہے اور ہمیشہ درس دیتے رہے، زید کہتا ہے کہ ہرگز اس علم کا پڑھنا پڑھانا جائز نہیں یہاں تک کہ بسبب اشتغال بعض مقامات توضیح و تلویح کے سائل معقول پر اس کتاب کے پڑھانے سے منع کرتا ہے زید کی تقریر سے ترک بعض علوم دینیہ مثل عقائد اور اصول کا لازم آتا ہے۔

(۲) زید عمرو کا استاد ہے اور بوقت درس حدیث کے زید نے عمرو سے عہد لیا تھا کہ تم کبھی فن معقول نہ پڑھانا اب عمرو اکثر کتابیں دینیات کی طلبہ کو پڑھاتا ہے اور چونکہ مسائل عقائد اور اصول فقہ کے بسبب عدم مہارت معقولات کے طلبہ کی سمجھ میں بخوبی نہیں آتے ہیں اور طلبہ عمرو کو تقاضا معقولات کے پڑھانے کا کرتے ہیں، اس صورت میں اگر عمرو بخيال اس کے کہ طلبہ اگر معقولات پڑھیں گے تو فن اصول وغیرہ خوب سمجھیں گے معقولات پڑھائے تو عمرو بسبب نقض عہد استاد کے آثم ہو گیا نہیں، اگر آثم ہو گا تو اس کا کچھ کفارہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو را (بیان فرمائیے اجرا پائیے۔ت)

الجواب:

(۱) نفس منطق ایک عالم آلی و خادم علم اعلیٰ الاعالیٰ ہے اس کے اصل مسائل یعنی مباحث کلیات خمسہ و قول شارح و تقاسیم قضایا و تناقض و عکوس و ضاعات خمس کے تعلم میں اصلاً حرج شرعی نہیں، نہ یہ مسائل شرع مطہر سے کچھ مخالفت رکھیں، بیان کرنے والے وائمہ کی مثال میں کل شیعہ معلومہ للہ دائماً (بے شک اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ ہر چیز کا علم ہے۔ت) کی جگہ کل فلك متحرك دائماً (ہر آسمان ہمیشہ سے حرکت کرنے والا ہے۔ت) لکھیں تو یہ اُن کی تفصیر ہے منطق کا قصور نہیں، ائمہ مؤیدین بنور اللہ المبین اپنی سلامت فطرت عالیہ کے باعث اس کی عبارات و اصطلاحات سے مستغنی تھے تو ان کے غیر بیشک ان قواعد کی حاجت رکھتے ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نحو و صرف و معانی بیان وغیرہ علوم کی احتیاج نہ تھی کہ یہ اُن کے اصل سلیقہ میں مرکوز تھے اس سے ان کے غیر کا اقتدار منتفی نہیں ہوتا واللہ الامام حمید الاسلام غزالی قدس سرہ العالی نے فرمایا:

من لم يعرف المنطق فلا ثقة

جو کوئی علم منطق سے نا آشنا ہے اس کے علوم

لہ فی العلوم اصلاً ^۱ ۔	نا قابل اعتبار و ناقابل اعتماد ہیں۔ (ت)
-----------------------------------	---

بہت ائمہ کرام نے اس سے اشتغال رکھا بلکہ اس میں تصانیف فرمائیں بلکہ اسفار دینیہ مثل کتب اصول فقہ و اصول دین کا مقدمہ بنایا، رد المحتار میں ہے:

اما منطق الاسلامیین الذی مقدماتہ قواعد اسلامیة فلا وجه للقول بحرمتہ بل سہاہ الغزالی معیار العلوم وقد الف فیہ علماء الاسلام ومنہم المحقق ابن الہمام فانہ اتی منہ ببیان معظم مطالبہ فی مقدمۃ کتابہ التحریر الاصولی ^۲ ۔	اہل اسلام کی منطق کو حرام کہنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اس کے مقدمات قواعد اسلامیہ ہیں، بلکہ امام غزالی نے تو معیار العلوم (علوم کے پرکھنے کی کسوٹی) قرار دیا ہے اور اس میں علمائے اسلام نے سیکڑوں تصنیفات کی ہیں، انہی میں سے محقق ابن ہمام بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب "التحریر الاصولی" کے مقدمہ میں اس کا ایسا بیان فرمایا جس کے مطالب عظیم ہیں۔ (ت)
---	--

ہاں علم آلی سے بقدر آلیت اشتغال چاہئے اس میں منہمک ہو جانے والا سفیہ جاہل اور مقاصد اصلہ سے محروم و غافل ہے، اسی طرح بہت اجزائے حکمت مثل ریاضی ہندسہ و حساب و جبر و مقابلہ و ارثماطی و سیاحت و مرایا و مناظر و جبر ثقیل و علم مثلث کروی و مثلث مسطح و سیاست مدن و تدبیر منزل و مکائد حروب و فراست و طب و تشریح و بیطرہ و بزرہ و علم زبجات و اسطرلاب و آلات رصدیہ و مواقیت و معادن و نباتات و حیوانات و کائنات الجو و جغرافیہ و غیر ہا بھی شریعت مطہرہ سے مضادات نہیں رکھتے بلکہ ان میں بعض بلا واسطہ بعض بالواسطہ امور دینیہ میں نافع و معین اور بعض دیگر دنیا میں بکار آمد ہیں اگرچہ مقاصد اصلہ کے سوا حاجت سے زیادہ کسی شے میں تو غل و فضولی و بیہودگی ہے۔

ومن حسن اسلام المرء ترکہ ما لا ینعیہ ^۳ ۔	کسی شخص کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ لایعنی امور کو ترک کر دے۔ (ت)
---	--

1

۲ رد المحتار مقدمہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۱

۳ مسند امام احمد بن حنبل حدیث حسین بن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۰۱

خصوصاً علم طب کا مفید و محمود و محتاج الیہ ہونا تو ظاہر یونہی فرائض کے لئے ضروری حساب اور ہمیں معرفت صحیحہ اوقات طلوع فجر کاذب و صادق و شمس و ضحہ کبریٰ و استواء و ظل ثانی غایۃ الار تقاع و مثل اول و ثانی و غروب شمس و شفق احمر و ابیض کہ نماز و سحری و افطار وغیرہ امور دینیہ و مسائل شرعیہ میں ان کی سخت حاجت عامہ کو بروجہ تحقیق قدرت بشری بے علم زیجات یا آلات رصدیہ نامتصور ان کی ناواقفی سے بہت لوگ سخت غلطیوں میں مبتلا رہتے ہیں مثلاً اذہان عامہ میں جما ہوا ہے کہ جس وقت توپ چلی اور جس گھڑی میں بارہ بجے استواء ہو گیا جب تک وقت ظہر نہ آیا تھا اور اس کے بعد شروع ہو گیا حالانکہ دونوں غلط، بعض موسموں میں ہنوز توپ چلنے، بارہ بجنے میں پاؤ گھنٹہ یا زائد باقی ہوتا ہے کہ وقت ظہر ہو گیا اور بعض میں سوا بارہ بجے بھی وقت ظہر نہیں ہوتا اوقات سحری و افطار میں عوام جہال کی جستریوں یا ناواقف پڑھے لکھوں کی فہرستوں پر عمل کرتے اور بلاوجہ بزعم احتیاط دونوں جانب تعجیل سحور و تاخیر افطار سے ترک سنت مؤکدہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مصر رہتے ہیں، بعض حضرات بنام حفظ سنت تاخیر سحور و تعجیل افطار میں حد سے متجاوز ہو کر صحت و بطلان صوم کو حالت شک میں ڈال دیتے ہیں، یہ سب علم زیجات سے ناواقفی پر مبنی ہے، ابھی چند سال ہوئے گنگوہ سے آئے ہوئے کچھ مسائل فقیر کے پاس بغرض استصواب آئے جن میں تین سوال متعلق ضحہ کبریٰ و نیت صوم و صلوٰۃ تھے بعض بے علم مفتیوں نے کہا کہ آج کل بہت عامیوں کے معتمد ٹھہرے ہیں ان میں دو کا جواب تو قطعاً قلم انداز کیا ایک کا جواب جو دیانہ دینا اس سے ہزار درجہ بہتر تھا وہ فاحش غلطیاں کیں جن سے احکام شرعیہ یکسر منقلب ہو گئے یہ وہی ناواقفی علم زیجات و میقات تھی زید و عمر و پدر و پسر نے ایک تاریخ معین میں دو مختلف شہروں میں ٹھیک طلوع شمس کے ساتھ انتقال کیا ناواقف فرائض دان بخیال اتحاد وقت موت مطلقاً حکم عدم توریث کرے گا اور واقف اطوال و عروض بلاد و دقائق مرسیہ قطر شمس و مطالع بلد یہ بروج مستخرجہ عند تقارب الامر خصوصاً وقت وقوع کہ در درجات عروض و درج سوا جمیعاً کما ہوا الغالب بموامرہ زنج نہ بمجروح تعدیل بین السطریں کے لحاظ سے حکم صحیح دے گا۔ جامع الرموز میں ہے:

انہم قالو المات زید وقت الطلوع من اول رمضان مثلاً بالصین کان ترکته لاختیہ عمرو قدمات فیہ بسیر قند مع انہما لوماتا معالمر یرث احدہما	فقہاء کرام فرماتے ہیں مثلاً زید یکم رمضان کو عین طلوع آفتاب کے وقت چین میں فوت ہو گیا تو اس کا ترکہ اس کے بھائی عمرو کو ملے گا جبکہ وہ بھی اسی وقت سمرقند میں فوت ہو گیا حالانکہ وہ اگر دونوں اکٹھے یکجا مرتے تو ان میں سے کوئی
---	--

عن الآخر كما تقرر ¹ ۔	ایک دوسرے کا وارث نہ ہوتا جیسا کہ (اپنی جگہ) یہ ثابت ہو چکا ہے۔ (ت)
----------------------------------	---

یو ہیں بعض مسائل حیض و نفاس و عدت و غیرہ میں بھی ان علوم کی حاجت مثلاً عورت ٹھیک وقت غروب شمس حائضہ ہوئی پھر سفر کیا دسویں دن وہاں ٹھیک وقت غروب دم منقطع ہوا، ناواقف مطلقاً اسے عشرہ کاملہ حیض جان کر انقطاع لاکثر کے احکام جاری کرے گا اور واقف بلحاظ امور معلومہ کبھی انقطاع لاقول کہے گا کبھی زیادہ علی العشرہ پر آگاہ ہو کر عادت سے جو دن زائد ہوئے انہیں استخاضہ مانے گا، یو ہیں اگر شہر دیگر میں تیسرے دن وقت غروب انقطاع ہوا، ناواقف مطلقاً حیض اور واقف کبھی استخاضہ جانے گا کہ تقادیر حیض میں ایسی ہی تدقیق معتبر ہے۔ شرح نقایہ میں ہے: ردالمحتار میں ہے: ای سدس القرص² (یعنی آفتاب کی ٹکریہ کا چھٹا حصہ۔ ت) غور کیجئے کتنا تفاوت احکام ہو گیا اور تعلیقات میں تو ہزار ہا صورتیں نکلیں گی جن کا حکم بے ان علوم کے ہرگز نہ کھلے گا اور فقیہ کو ان کی طرف رجوع سے چارہ نہ ملے گا کہ لایخفی علی من اوقی حظاً منها (جیسا کہ اس پر پوشیدہ نہیں جو ان علوم میں سے معمولی حصہ بھی رکھتا ہے۔ ت) تو مطلقاً علوم عقلیہ کے تعلیم و تعلم کو ناجائز بتانا یہاں تک کہ بعض مسائل صحیحہ مفیدہ عقلیہ پر اشتہال کے باعث توضیح و تلویح جیسے کتب جلیلہ عظیمہ دینیہ کے پڑھانے سے منع کرنا سخت جہالت شدیدہ و سفاہت بعیدہ ہے ہاں اکثر طبعیات و عامہ الہیات فلاسفہ مخدولین صدہا کفر صریح و شرک جلی پر مشتمل مثلاً زمان و حرکت و افلاک و ہیولی و صورت جرمیہ و نوعیہ و سفسطات و انواع موالید و نفوس کا قدم اور خالقیت عقول مفارقہ و انکار فاعل مختار و علم جزئیات و حشر اجساد و جنت و نار و احالہ خرق افلاک و اعادہ معدوم و صدور کثیر عن الواحد و غیرہا اور ان کے سوا اور اجزا و فروع فلسفہ بھی کفریات صریحہ و محرّمات قبیحہ سے مملو ہیں مثلاً علم طلسمات و نیر نجات جزء التأثير من علم النجوم و احکام زائچہ عالم و زائچہ موالید و تسیرات و فردارات و سیمیا و غیرہا یہ تو درس میں داخل نہیں طبعیات و الہیات پڑھائے جاتے ہیں۔

فاقول: وبالله التوفیق (پھر میں کہتا ہوں توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ ت)

¹ جامع الرموز

² ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب الحيض دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۸۹

انصافاً ان کی تعلیم و تعلم زہر مہلک و نار مہرق ہے مگر بچند شرط: اولاً انہماک فلسفیات و توغل مزخرفات نے معلم کے نور قلب کو منطقی اور سلامت عقل کو متقی نہ کر دیا ہو کہ ایسے شخص پر خود ان علوم ملعونہ سے یک لخت دامن کشی فرض اور اس کی تعلیم سے ضرر اشد کی توقع۔

ہاجی: وہ عقائد حقہ اسلامیہ سنیہ سے بروجہ کمال واقف و ماہر اور اثبات حق و ازہاق باطل پر بعونہ تعالیٰ قادر ہو ورنہ قلوب طلبہ کا تحفظ نہ کر سکے گا۔

ہاجی: وہ اپنی اس قدر کو بالترام تام ہر سبق کے ایسے محل و مقام پر استعمال بھی کرتا ہے ہر گز کسی مسئلہ باطلہ پر آگے نہ چلنے دے جب تک اس کا بطلان متعلم کے ذہن نشین نہ کر دے غرض اس کی تعلیم کارنگ وہ ہو جو حضرت بحر العلوم قدس سرہ الشریف کی تصانیف شریفہ کا۔

رابعا: متعلم کو قبل تعلیم خوب جانچ لے کہ پورا سنی صحیح العقیدہ ہے اور اس کے قلب میں فلسفہ ملعونہ کی عظمت و وقعت متمکن نہیں۔ خامسا: اس کا ذہن بھی سلیم اور طبع مستقیم دیکھ لے بعض طبائع خواہی نحوای زلیخ کی طرف جاتے ہیں حق بات ان کے دلوں پر کم اثر کرتی اور جھوٹی جلد پیر جاتی ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر درستی اور ہدایت کی راہ دیکھیں تو اس پر نہیں چلتے اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ لیں تو اس پر چلنے لگتے ہیں۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّبِعُوهُ سَبِيلًا" ۱
--	---

بالجملہ گمراہ ضال یا مستعد ضلال کو اس کی تعلیم حرام قطعی ہے ع

اے لوری کوئی دیت ہے متوازن ہتھیار

سادسا: معلم و متعلم کی نیت صالحہ ہو نہ اغراض فاسدہ۔

سابعا: تنہا ہی پر قانع نہ ہو بلکہ دینیات کے ساتھ ان کا سبق ہو کہ اس کی ظلمت اس کے نور سے متجلی ہوتی رہے ان شرائط کے لحاظ کے ساتھ بعونہ تعالیٰ اس کے ضرر سے تحفظ رہے گا اور اس تعلیم و تعلم سے انتفاع متوقع ہوگا کہ

علمت الشر لا للشر لكن لتوقيه فمن لم يعرف الشر فيوماً يقع فيه

(میں نے شر کو اس سے بچنے کے لئے معلوم کیا نہ کہ شر کے لئے، پھر جو کچھ شر کو

^۱ القرآن الكريم ۱۳۶/۷

نہیں پہچانتا تو کسی نہ کسی دن اس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ت)

تشخیص اذہان ہوگی ضلالت فلسفہ کے رد پر قدرت ملے گی بہت بد مذہب کے مناظرات میں کفار فلسفہ کا دامن پکڑتے ہیں ان کی دنداں شکنی ہو سکے گی انہیں اغراض سے درس نظامی میں یہ کتب رکھی گئی تھیں کہ اب شدہ شدہ از کجائتا کجا نوبت پہنچی یہاں تک کہ بہت حتماء کے نزدیک یہی جہالات باطلہ علوم مقصودہ قرار پا گئیں جس کی شاعت کا قدرے بیان فقیر نے اپنے رسالے مقامع الحديد علیٰ خد المنطق الجديد (۱۳۰۴ھ) میں کیا وباللہ التوفیق، واللہ سبحنہ وتعالیٰ العلم وعلہ اتم واحکم (اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق کی طلب اور آرزو ہے، اور اللہ پاک، برتر اور خوب جاننے والا ہے، اور اس کا علم نہایت درجہ کامل اور بڑا پختہ ہے۔ ت)

(۲) کلام قدماء و اصول فقہ کی سمجھ میں طبعیات والہیات فلسفہ کی اصلاً حاجت نہیں،

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا" ^۱	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لوگو! وعدہ پورا کیا کرو بے شک وعدہ کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ (ت)
---	--

ہاں منطق بلاشبہ مفید و کارآمد اور اکثر جگہ محتاج الیہ ہے، میبذی و صدر او شمس بازغہ و امثالہا کے استثناء سے درس عامہ میں جو عقلیات خالصہ یا نقلیات ممتزجہ صغری و کبری و ایسا غوجی و قال اقول و میر ایسا غوجی و قطبی و میر قطبی و شرح تہذیب و میبذی و جلالی و حاشیہ سید زاہد و حاشیہ الحاشیہ مولانا بحر العلوم و سلم و ملا حسن و حمد اللہ و قاضی و رسالہ قطبیہ و شرح سید زاہد و حاشیہ غلام یحییٰ و شرح عقائد نسفی و جلالی و خیالی و تحریر اقلیدس و تصریح شرح تشریح و شرح چنیمینی و مسلم الثبوت و شرح مواقف و میر زاہد امور عامہ پڑھائی جاتی ہیں فہم کلام و اصول و نیز تشخیص اذہان و تمرین عقول کے لئے بس ہیں اخذ عہد میں مراد استاد اگر وہی کتب محرّمہ تھیں جب تو ظاہر کہ ان میں حرج نہیں ورنہ بشرط حاجت بنظر حاجت و رعایت شرائط و صحت نیت تعلیم کر سکتا ہے اگر عہد موکد بقسم تھا تو کفارہ یمین ہے ورنہ نہیں،

اخرج الاثمة احمد والشيخان عن عبد الرحمن بن سيرة رضي الله تعالى	ائمہ کرام مثلاً امام احمد اور بخاری و مسلم نے حضرت عبد الرحمن بن سیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
--	--

^۱ القرآن الكريم ۱۷/۳۴

<p>عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيرا منها فأت الذي هو خير وكفر عن يمينك^۱۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔</p>	<p>سند سے تخریج فرمائی، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تو کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھائے اور پھر دیکھے کہ اس کام کا کرنا نسبت دوسرے کام کے بہتر ہے تو بہتر کام ہی کرو البتہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ پاک، برتر اور خوب جاننے والا ہے اور اس بزرگی والے کا علم بڑا کامل اور نہایت پختہ ہے۔ (ت)</p>
--	--

مسئلہ ۳۰۱: از موضع ماہ ضلع بریلی معرفت نیاز محمد خاں صاحب ۱۲ رجب ۱۴۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شاگرد کے ذمہ استاد معلم کے حقوق کس قدر ہیں اور اس کے ادا نہ ہونے میں کیا مواخذہ ہو گا اور استاد کے احکام کی نافرمانی میں شاگرد کی نسبت کیا حکم ہے اور اس مسئلہ میں کہ شاگرد نات کا پردہ استاد سے بعد بلوغ ہو نا چاہئے یا قبل بلوغ بھی؟ بیٹنوا تو جروا۔

الجواب:

عالمگیری میں وجیز امام حافظ الدین کردری سے ہے:

<p>قال الزندویستی، حق العالم علی الجاہل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لا یفتح بالکلام قبلہ ولا یجلس مکانہ وان غاب ولا یرد علی کلامہ ولا یتقدم علیہ فی مشیہ^۲۔</p>	<p>یعنی فرمایا امام زندویستی نے عالم کا جاہل اور استاذ کا شاگرد پر ایک ساق ہے برابر اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غیبت میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے اور اس کی بات کو رد نہ کرے۔</p>
--	---

اس میں غرائب سے ہے:

<p>ینبغی للرجل ان یراعی حقوق</p>	<p>آدمی کو چاہئے کہ اپنے استاذ کے حقوق واجبہ</p>
----------------------------------	--

^۱ صحیح البخاری کتاب الاحکام باب من سأل الامارة وکل الیہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۸۰ و ۱۰۵۸، صحیح مسلم کتاب الایمان باب

ندب بین یمینا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۸

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثلاثون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۷۳

استاذہ و آدابہ لایبخل بشیعی من حالہ ^۱ ۔	کالفاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے۔
--	--

یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے۔ اسی میں تاتار خانیہ سے ہے:

يقدم حق معلمه على حق ابويه وسائر المسلمين ويتواضع لمن علمه خيرا ولو حرفا ولا ينبغي ان يخذله ولا يتأثر عليه احدا فان فعل ذلك فقد فصر عروة من عرى الاسلام ومن اجلاله ان لا يقرع بابيه بل ينتظر خروجه ^۲ اهـ	یعنی استاذ کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اس کے لئے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے اپنے استاذ پر کسی کو ترجیح نہ دے اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام سے رشتوں سے ایک رسی کھول دی، اور استاذ کی تعظیم سے ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے اھ۔
قال الله تعالى " إِنَّ الَّذِينَ ينادونَكَ مِنْ وراءِ الْحُجُوتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ " ^۳ ۔	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یقیناً جو لوگ آپ کے حجروں کے باہر سے پکارتے اور آوازیں دیتے ہیں ان میں زیادہ تر بے عقل اور ناسمجھ ہیں، اگر وہ آپ کے باہر تشریف لانے (کا انتظار کرتے ہوئے) صبر کرتے تو یہ ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بے حد مہربان ہے۔ (ت)

عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استاد علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، ہاں اگر وہ کسی خلاف شرع بات کا حکم کرے ہر گز نہ مانے کہ لاطاعة لاحد فی معصیۃ اللہ تعالیٰ^۴ (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں

^۱ فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہیۃ الباب الثلاثون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۷۸

^۲ فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہیۃ الباب الثلاثون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۷۸-۳۷۹

^۳ القرآن الکریم ۴۹/ ۳

^۴ مسند امام احمد بن حنبل مرویات الحکم بن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۱۵/ ۶۷

کسی کی اطاعت نہیں۔ ت) مگر اس نہ ماننے میں گستاخی و بے ادبی سے پیش نہ آئے فان المنکر لا یزال بمنکر (گناہ کا ازالہ گناہ سے نہیں ہوتا۔ ت) نافرمانی احکام کا جواب اسی تقریر سے واضح ہو گیا اس کا وہ حکم کہ خلاف شرع ہو مستثنیٰ کیا جائے گا بکمال عاجزی و زاری معذرت کرے اور بچے اور اگر اس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اس کی بجآوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا حکم معلوم ہو چکا، اس نے اسلام کی گرہوں سے ایک گرہ کھول دی۔ علماء فرماتے ہیں جس سے اس کے استاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اُس کے احکامات واجبات شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ اُن کا لزوم دوبارہ ہو گیا ان میں اس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ رہا پردہ اس میں استاذ و غیر استاذ، عالم و غیر عالم، پیر سب برابر ہیں۔ نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو سب غیر محارم سے پردہ واجب، اور نو سے پندرہ تک اگر آثار بلوغ ظاہر ہوں تو واجب، اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مؤکد کہ یہ زمانہ قرب بلوغ و کمال اشتہاکا ہے ومن لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل^۱، نسأل الله العفو والعافیه (جو اپنے زمانے والوں کو نہ پہچانے تو وہ جاہل ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۲: از بنارس محلہ مدنیورہ اونچی مسجد مرسلہ مولوی محمد عبد الرحمن صاحب جشانی شافعی ۱۲ رمضان ۱۳۱۳ھ ہمارے علمائے اہلسنت رحمہم اللہ تعالیٰ اس میں کیا فرماتے ہیں کہ جیسا کہ حنفی کو (بموجب اس کے جو کہ در مختار میں ہے اس بات سے کہ ضرورت کے وقت کسی مسئلہ میں اپنے امام کے سوا دوسرے امام کی تقلید کرنے کا کچھ خوف نہیں ہے لیکن بشرط اس کے کہ اس مسئلہ میں اسی امام کے سب شروط کا التزام کرے اور نیز بموجب اس کے جو کہ شامی میں ہے اس بات سے کہ ابن وہبان نے اپنے منظومہ میں ذکر کیا ہے کہ اگر ضرورت کے وقت امام مالک کے قول پر فتویٰ دیا جائے تو جائز ہے اور نیز بموجب اس کے جو کہ جامع الرموز میں ہے اس بات سے کہ مفقود کی مدت انتظار کی تعیین میں امام مالک اور امام اوزاعی چار برس تک کے قائل ہیں پھر بعد چار برس اس کی بیوی کو نکاح کرنے کی اجازت ہے تو اگر ضرورت کے وقت ہمارے یہاں بھی اس قول کے ساتھ فتویٰ دیا جائے تو کچھ خوف نہیں) ضرورت کے وقت دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز ہے ایسا ہی ضرورت کے وقت مثلاً مسئلہ انتقاض الوضوء بالکل ماسنہ النار میں شافعی کو بھی اس کے مذہب کی کس کتاب کے بموجب دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیِّنوا تو جروا۔

^۱ رد المحتار کتاب الایمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۵۹

الجواب:

تقلید امام دیگر وقت ضرورت صحیحہ بشرط مذکورہ فی السوال کا جواز متفق علیہ ہے ولذا حنفی شافعی ہر مذہب کے محتسب کو لکھتے ہیں کہ اپنے ہم مذہب کو جو بات خلاف مذہب کرتے دیکھیں اگر وہ اس میں عذر تقلید غیر پیش کرے احتساب سے ہاتھ اٹھائیں۔ شرع عین العلم میں ہے:

<p>اگر کوئی شافعی کسی دوسرے شافعی کو دیکھے کہ وہ نبیذ (جوس) پیتا ہے اور بغیر ولی کے نکاح کرتا ہے اور اس بیوی سے ہمبستری کرتا ہے یا کوئی حنفی کسی دوسرے حنفی کو دیکھے کہ وہ شطرنج کھیلتا ہے یا سرخ لباس پہنتا ہے تو یہ قابل اعتراض ہے جیسا کہ امام غزالی کی الاحیاء میں ہے، اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس کے لئے احتساب اور انکار ہے کیونکہ محصلین میں سے کوئی ادھر نہیں گیا کہ اس کے لئے کسی دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز ہے بلکہ مقلد پر ہر تفصیل میں اپنے امام کا اتباع فی المذہب ضروری ہے لہذا امام کی مخالفت کے گناہ ہونے پر محصلین کا اتفاق ہے اور مخالفت امام کا مرتکب گناہ گار ہے ہاں البتہ اس کے لئے دوسرے ائمہ میں سے کسی امام کی بعض مسائل میں تقلید جائز ہے پھر اگر معذرت کرے اور کہے میں اس باب میں امام شافعی یا امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوں تو اس سے احتساب اٹھ جائے گا (مختصر گ۔ ت)</p>	<p>لورأی الشافعی شافعیاً یشرّب النبیز او ینکح بلا ولی و یطوؤ زوجته اورأی الحنفی حنفیاً یلعب بالشطرنج اوبلس الثوب الاحمر فهذا فی محل النظر کما فی الاحیاء والاظہران له الحسبة والانکار اذ لم یذهب احد من المحصلین الی ان له ان یأخذ بمذہب غیرہ بل علی مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فمخالفة المقلد متفق علی کونه منکرا بین المحصلین وهو عاص بالمخالفة الا انه جوز له تقلید غیرہ من الائمة فی بعض المسائل فاذا اعتذر و اقال انما مقلد للشافعی او الحنفی فی هذا الباب یرتفع عنه الاحتساب^۱ اھ مختصرًا۔</p>
--	--

اور اس کے اجل شواہد سے خود امام مذہب سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے کہ جب نماز صبح مزار اکرم حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پڑھی اس میں دعائے قنوت نہ پڑھی نہ بسم اللہ شریف کا جہر کیا، اور اس کا سبب حضرت امام الائمہ کا ادب بیان فرمایا۔

^۱ شرح عین العلم

جیسا کہ امام ابن حجر مکی شافعی نے اس کو "الخیرات الحسان من مناقب الامام اعظم ابی حنیفۃ النعمان" کی ۳۵ ویں فصل میں بیان فرمایا۔ (ت)	کہا ذکرہ الامام ابن حجر المکی الشافعی فی الفصل الخامس والثلاثین من الخیرات الحسان ^۱ من مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان۔
--	--

اور مروی ہوا کہ تکبیرات انتقال میں رفع یدین بھی نہ کیا اور فرمایا:

ادبنا مع هذا الامام اکثر من ان نظهر خلافه بحضوره۔ ذکرہ القاری فی المرقاة ^۲ ۔	اس امام کے ساتھ ہمارا ادب اس سے زائد ہے کہ ہم ان کے حضور ان کا خلاف ظاہر کریں۔ اس کو ملا علی قاری نے مرقاة (شرح مشکوٰۃ) میں ذکر فرمایا۔ (ت)
--	---

یہاں مخالفت مذہب کی ضرورت کو امام ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان میں مفصل ذکر فرمایا ہے من شاء فليطالعها
(جو کوئی چاہے اس کا مطالعہ کرے۔ ت) اتنا امر اور ملحوظ خاطر رہے کہ زن مفقود کو چار سال کے بعد اجازت نکاح کہ مذہب امام
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، اس کے یہ معنی نہیں کہ جب اس کی خبر منقطع ہونے کو چار برس گزر جائیں یہ بطور خود نکاح
کر لے بلکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ زن مفقود قاضی شرع کی طرف رجوع لائے وہ اپنے حکم سے چار سال کی مہلت آج سے دے
اس سے پہلے اگر چہ بیس سال گزر گئے ہوں ان کا کچھ اعتبار نہیں جب یہ چار برس گزر جائیں اور پتا نہ چلے قاضی اپنے حکم سے
تفریق کرے اس کے بعد عورت عدت بیٹھ کر نکاح کی مختار ہو سکتی ہے،

کہا بینہ العلامة الزرقانی المالکی فی شرح الموطأ واوضحناه فی کتاب النکاح و کتاب المفقود من فتاؤنا۔	جیسا کہ علامہ زر قانی مالکی نے اس کو شرح موطا میں بیان فرمایا، اور ہم نے اپنے فتاویٰ کی بحث نکاح اور بحث مفقود میں اس کی وضاحت کی۔ (ت)
--	--

یہ بہت غلطی و لغزش کا محل ہے اسے خوب سمجھ لینا چاہئے۔ اسی طرح انتقاض وضو "بکل ما مسته النار" (آگ پر پکی ہوئی چیز
سے وضو کا ٹوٹ جانا۔ ت) ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کسی کا

^۱ الخیرات الحسان الفصل الخامس والثلاثون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۹

^۲ مرقاة المفاتیح

مذہب نہیں بلکہ بعد صدر اول اس کے خلاف پر اجماع علماء منعقد ہو لیا ہے، امام اجل ابو زکریا نووی شافعی شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

<p>سلف وخلف (اگلے پچھلے لوگوں) میں سے جمہور علماء کرام کے نزدیک آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جن بزرگوں نے یہ موقف و مذہب اختیار کیا ان میں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔ امام مالک، امام ابو حنیفہ، شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا تو یہی مذہب ہے، اور ایک گروہ کا موقف یہ ہے کہ ہر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو شرعی واجب ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری اور زہری سے یہ مروی ہے۔ جس اختلاف کی ہم نے حکایت کی ہے وہ صدر اول میں تھا۔ اس کے بعد علماء کرام کا اس پر اجماع منعقد ہو گیا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا واجب نہیں اھ باختصار۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ (ت)</p>	<p>ذهب جماہیر العلماء من السلف والخلف الى انه لا ينتقض الوضوء باكل مأمسته النار ممن ذهب اليه ابوبكر الصديق وعمر وعثمان وعلي رضي الله تعالى عنهم وهو مذهب مالك وابي حنيفة والشافعي واحمد رحمهم الله تعالى وذهبت طائفة الى وجوب الوضوء الشرعي باكل مأمسته النار وهو مروي عن عمر بن عبد العزيز والحسن البصري والزهري ثم ان هذا الخلاف الذي حكيناه كان في الصدر الاول ثم اجمع العلماء بعد ذلك على انه لا يجب الوضوء باكل مأمسته النار^۱ اھ باختصار، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>
--	--

مسئلہ ۳۰۳ : (سوال ندارد)

الجواب:

حفظ قرآن فرض کفایہ ہے اور سنت صحابہ و تابعین و علمائے دین متین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور منجملہ افاضل مستحبات عمدہ قربات منافع و فضائل اس کے حصرو شمار سے باہر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الحیض باب الوضوء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۵۶

<p>یعنی قرآن والا قیامت کے روز آئے گا پس قرآن عرض کرے گا اے رب میرے اسے خلعت عطا فرما تو اس شخص کو تاج کرامت عطا فرمائیں گے، پھر عرض کرے گا اے رب میرے اور زیادہ کر، تو اسے حلد بزرگی پہنائیں گے، پھر عرض کرے گا اے رب میرے اس سے راضی ہو جا، تو اللہ جل جلالہ اس سے راضی ہو جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا پڑھ اور چڑھ، اور ہر آیت پر ایک نیک زائد کی جائے گی۔</p>	<p>یحبیبی صاحب القرآن یوم القیمة فیقول یا رب حلہ¹ الحديث۔</p>
---	--

اور فرماتے ہیں:

<p>یعنی صاحب قرآن کو حکم ہو گا کہ پڑھ اور چڑھ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو اسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا کہ تیرا مقام اس کچھلی آیت کے نزدیک ہے جسے تو پڑھے گا (ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور الفاظ جامع ترمذی کے ہیں۔ ت)</p>	<p>یقال یعنی لصاحب القرآن اقرء وارق ورتل الحديث رواہ الترمذی² وابن ماجہ واللفظ للترمذی۔</p>
--	--

حاصل یہ کہ ہر آیت پر ایک ایک درجہ اس کا جنت میں بلند کرتے جائیں گے جس کے پاس جس قدر آیتیں ہوں گی اسی قدر درجے اسے ملیں گے۔ اور فرماتے ہیں:

<p>یعنی حافظ قرآن اگر شب کو تلاوت کرے تو اس کی مثال اس توشہ دان کی ہے جس میں مشک بھرا ہوا ہو اور اس کی خوشبو تمام مکانوں میں مہکے اور جو شب کو سورہے اور قرآن اس کے سینے میں ہو تو اس کی کہاوت مانند اس توشہ دان کے ہے جس میں مشک ہے اور اس کا منہ باندھ دیا جائے الحدیث (ابن ماجہ اور نسائی نے اسے روایت کیا۔ ت)</p>	<p>مثل القرآن ومن تعلمه، الحديث رواه ابن ماجہ³ والنسائی۔</p>
---	---

اور فرماتے ہیں:

<p>یعنی تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور</p>	<p>خيرکم من تعلم القرآن و</p>
---	-------------------------------

¹ جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن امین کمپنی دہلی ۱۱۵/۲

² جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن امین کمپنی دہلی ۱۱۵/۲

³ جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن امین کمپنی دہلی ۱۱۱/۲ سنن ابن ماجہ باب فضل من تعلم القرآن انبیاء سعید کمپنی کراچی ص ۱۹

علمہ، رواہ البخاری ^۱ والترمذی وابن ماجہ۔	سکھائے (بخاری، ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا۔ ت)
---	--

اور فرماتے ہیں:

لما سمعت الملكة القرآن، الحديث رواه الدارمی ^۲ ۔	جب فرشتوں نے قرآن سنا بولے خوشی ہو اس امت کے لئے جس پر یہ نازل ہوا، اور خوشی ہو ان سینوں کے لئے جو اسے اٹھائیں گے اور یاد کریں گے، اور خوشی ہو ان زبانوں کے لئے جو اسے پڑھیں گے اور تلاوت کریں گے (اس کو دارمی نے روایت کیا۔ ت)
--	---

جا بجا اللہ جل جلالہ، اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کی ترغیب و تحریص فرمائی۔ رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ" ^۳	اور بیشک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو یاد کرنے کے لئے سو ہے کوئی یاد کرنے والا۔
--	--

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تعاهدوا القرآن فوالذي نفسي بيده لهوا شد تفصيلاً من الابل في عقلها رواه البخاری ^۴ ومسلم۔	یعنی نگاہ رکھو قرآن کو اور اسے یاد کرتے رہو سو قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ قرآن زیادہ چھوٹنے پر آمادہ ان اونٹوں سے جو اپنی رسیوں سے بندھے ہوں (اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ ت)
---	--

یعنی جس طرح بندھے ہوئے اونٹ چھوٹنا چاہتے ہیں اور اگر ان کی محافظت و احتیاط نہ کی جائے

^۱ صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۵۲، جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن ابن کثیر، ج ۱/ ۱۱۴، سنن ابن

ماجہ باب فضل من تعلم القرآن بجمع سعید کپنی کراچی ص ۱۹

^۲ سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن حدیث ۳۴۱۷ نشر السنة ملتان ۱۲/ ۳۲۷

^۳ القرآن الکریم ۱۷/ ۵۴

^۴ صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۵۳، صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۸

تو رہا ہو جائیں اس سے زیادہ قرآن کی کیفیت ہے اگر اسے یاد نہ کرتے رہو گے تو وہ تمہارے سینوں سے نکل جائے گا پس تمہیں چاہئے کہ ہر وقت اس کا خیال رکھو اور یاد کرتے رہو اس دولت بے نہایت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اور فرماتے ہیں:

ان الذی لیس فی جوفہ شیء من القرآن کالبیت الخرب۔ رواہ الترمذی ^۱ ۔	حاصل یہ کہ جسے کچھ قرآن یاد نہیں وہ ویرانے گھر کے مانند ہے یعنی جیسے گھروں کی زینت ان کے رہنے والوں اور عمدہ آرائشوں سے ہوتی ہے اسی طرح خانہ دل کی زینت قرآن مجید سے ہے جسے قرآن یاد ہے اس کا دل آباد ہے ورنہ ویرانہ و برباد۔
---	---

اور فرماتے ہیں:

یا اهل القرآن لا توسدوا القرآن واتلوه حق تلاوته من أناء الليل والنهار وافشوه. الحديث رواه البيهقي ^۲ والطبرانی۔	یعنی اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بنالو کہ پڑھ کے یاد کر کے رکھ چھوڑا پھر نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ اسے پڑھتے رہو دن رات کی گھڑیوں میں جیسے اس کے پڑھنے کا حق ہے اور اسے افشا کرو کہ خود پڑھو لوگوں کو پڑھاؤ، یاد کراؤ اس کے پڑھنے یاد کرنے کی ترغیب دو نہ یہ کہ جو پڑے اور خدا اسے حفظ کی توفیق دے اس کو روکو اور منع کرو۔ (بیہقی اور طبرانی سے اس کو روایت کیا۔ ت)
---	--

اس سے زیادہ نادان کون ہے جسے خدا ایسی ہمت بخشے اور وہ اسے اپنے ہاتھ سے کھودے اگر قدر اس کی جانتا اور جو ثواب اور درجات اس پر موعود ہیں ان سے واقف ہوتا تو اسے جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتا زید نادان کو اپنے سوءِ حافظہ یا کسی اور سبب سے حفظ قرآن میں دقت ہو یا متشابہ زیادہ واقع ہوں تو اسے قرآن کا تصور سمجھتا ہے اور اس کے حفظ کو معاذ اللہ بیکار و بے ثمر ٹھہراتا ہے یہ وسوسہ شیطان کا ہے کہ اس کے دل میں ڈر لانا تاکہ اسے ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم رکھے اور راہِ راست سے پھیر کر گمراہوں کے گروہ میں داخل کرے، وہ یہ نہیں جانتا کہ جسے قرآن مجید میں زیادہ دقت و مشقت پڑتی ہے اس کا اجر اللہ کے نزدیک دو نا ہے، رسول اللہ

^۱ جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن امین کمپنی دہلی ۱۱۵/۲

^۲ کنز العمال بحوالہ طب، حب حدیث ۲۸۰۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۶۱۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المأهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة رواه البخاری ^۱ ومسلم۔	یعنی جو شخص قرآن مجید میں مہارت رکھتا ہے وہ نیکیوں اور بزرگوں اور وحی و کتابت یا لوح محفوظ کے لکھنے والوں یعنی انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے، اور جو قرآن کو بزور پڑھتا ہے اور وہ اس پر شاق ہے اس کے لئے دواجر ہیں۔ (بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا۔ ت)
---	---

انجام اس وسوسہ ابلیس و فساد باطنی کا یہ ہے کہ وہ قرآن مجید بھول جائے اور ان وعیدوں کا مستحق ہو جو اس باب میں وارد ہوئیں، اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

"وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي" ^۲ الآیۃ۔	جو میرے ذکر یعنی قرآن سے منہ پھیرے گا سو اس کے لئے ننگ عیش ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا ٹھائیں گے کہے گاے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا اور میں تو تھا اکھیرا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا یوہیں آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تو نے انہیں بھلادیا اور ایسے ہی آج تو بھلادیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا۔
--	---

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مأمن امرء يقرء القرآن ثم ينسها الحديث، رواه ابو داؤد ^۳ والدارمی۔	یعنی جو شخص قرآن پڑھ کر بھول جائے گا قیامت کو خدا کے پاس کوڑھی ہو کر رہے گا۔ (ابوداؤد اور دارمی نے اس کو روایت کیا۔ ت)
---	--

اور فرماتے ہیں:

عرضت علی ذنوب امتی، الحديث رواه الترمذی ^۴ ۔	حاصل یہ کہ میری امت کے گناہ میرے حضور پیش کئے گئے تو میں نے گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی ایک سورۃ یا ایک آیت یاد ہو پھر وہ اسے بھلا دے۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ ت)
--	--

^۱ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول النبی صلی علیہ وسلم المأهر بالقرآن ۲/ ۲۶-۱۱۲۵، صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب

فضیلة حافظ قرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۹

^۲ القرآن الکریم ۲۰/ ۱۲۳

^۳ سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب التشدید فی من حفظ القرآن آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۰۷، سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن حدیث

۳۳۳۳ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۳۱۵

^۴ جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن باب من فضائل القرآن امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۱۵

زید پر لازم کہ اس قسم کی خرافات اور گستاخوں سے باز آئے اور خلاف حکم اللہ اور اللہ کے رسول کے لوگوں کو حفظ کلام اللہ سے نہ روکے بلکہ ترغیب دے اور جہاں تک ہو سکے اس کے پڑھانے اور حفظ کرانے اور خود یاد رکھنے میں کوشش کرے تاکہ وہ ثواب جو اس پر موعود ہیں حاصل ہوں اور روز قیامت اندھا کوڑھی ہو کر اُٹھنے سے نجات پائے، واللہ الہادی الی سبیل الرشاد ومن یضلل اللہ فمالہ من ہاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم و حکمہ احکم۔ اللہ تعالیٰ سید ہاراستہ دکھانے والا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ دکھلانے والا نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اس کا علم بڑا کامل اور اس کا فیصلہ بڑا محکم ہوتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۳۰۴: از موضع ائنگہ چاند پور پر گنہ نواب گنج مرسلہ سید حافظ وحید الدین صاحب ۱۲ شعبان ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں، ایک موضع میں دو قسم کے فریق ہیں، ایک کی اولاد دین کے مدرسے میں علم دین مثل حفظ قرآن شریف و ناظرہ و ضروریات دین و دنیوی جو کہ ضروری ہیں بہت زمانہ سے سیکھتے ہیں اور تعلیم پاتے ہیں اور ان کے والدین کوشش ان کے میں مصروف ہیں، اور دوسرے فریق نے عرضی دے کر مدرسہ سرکاری کروایا ہے وہ اس کی تائید اور کاروائی میں مصروف ہیں، ہر دو مدرسین کا کیا حکم ہے اور ہر دو فریقین اور طالب علموں کے لئے کیا حکم شرع ہے؟ اور کون سے علوم ہیں کہ ان کی فرضیت کا حکم ہے یا اس میں مسلمانوں کو اپنی طبیعت کا اختیار ہے جو علم چاہیں پڑھیں پڑھائیں، ثواب و عقاب سے اس کے لئے آگاہ فرمائیے گا۔ بیّنوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

علم دین سیکھنا اس قدر ہے کہ مذہب حق سے آگاہ ہو، وضو غسل، نماز، روزے وغیرہ ضروریات کے احکام سے مطلع ہو۔ تاجر تجارت، مزارع زراعت، اجیر اجارے، غرض ہر شخص جس حالت میں ہے اس کے متعلق احکام شریعت سے واقف ہو، فرض عین ہے جب تک یہ حاصل کرے، جغرافیہ، تاریخ، وغیرہ میں وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے:

طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة ^۱	ہر مسلمان مرد و عورت پر علم کی تلاش فرض ہے۔ (ت)
---	---

^۱ فواتح الرحموت بذيّل المستصفي المقالة الثانية الباب الثاني منشورات الشريف الرضي قم ایران ۱/ ۶۳

جو فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہو حدیثوں میں اس کی سخت برائی آئی اور اس کا وہ نیک کام مردود قرار پایا، کہا بَيْنَنَا فِي الزَّكَاةِ مِنْ فِتْنَانَا (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے فتاویٰ کی بحث زکوٰۃ میں تفصیلاً بیان کر دیا ہے۔ ت) نہ کہ فرض چھوڑ کر فضولیات میں وقت گنوانا، غرض یہ علوم ضروریہ تو ضرور مقدم ہیں اور ان سے غافل ہو کر ریاضی، ہندسہ، طبعیات، فلسفہ یا دیگر خرافات و فلسفہ پڑھنے پڑھانے میں مشغولی بلاشبہ متعلم و مدرس دونوں کے لئے حرام ہے اور ان ضروریات سے فراغ کے بعد پورا علم دین فقہ حدیث تفسیر عربی زبان اس کی صرف، نحو، معانی، بیان، لغت، ادب و غیرہ آلات علوم دینیہ بطور آلات یکھنا سکھانا فرض کفایہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَلَوْلَا تَفَرُّدٌ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ" ^۱	پھر ایسا نہ ہوا کہ ان کے گروہ میں سے ایک جماعت نکلتی تاکہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرتے۔ (ت)
--	--

یہی علوم علم دین ہیں اور انہیں کے پڑھنے پڑھانے میں ثواب، اور ان کے سوا کوئی فن یا زبان کچھ کارِ ثواب نہیں، ہاں جو شخص ضروریات دین مذکورہ سے فراغت پا کر اقلیدس، حساب، مساحت، جغرافیہ وغیرہ فنون پڑھے جن میں کوئی امر مخالف شرعی نہیں تو ایک مباح کام ہو گا جب کہ اس کے سبب کسی واجب شرعی میں خلل نہ پڑھے ورنہ۔

مبادا دل آں فرومایہ شاد از بہر دنیا دہد دین بباد
(اللہ کرے اس کمینے کا دل کبھی خوش نہ ہو جس نے دنیا کے لئے دین برباد کر دیا۔ ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۵: از محمد گنج ضلع بریلی مرسلہ عبدالقادر خاں رامپوری ۲۲/ صفر مظفر ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کسی عالم یا مولوی یا حافظ کو بلا وجہ اور بلا قصور بدنام کرے اور آپ لوگوں کے روبرو ناخواندہ آدمی اچھا بنے اور اپنی عقل کے روبرو عالم کو جاہل اور ذلیل سمجھنا اور عالم کی حقارت کرنا لوگوں کی جماعت میں بیٹھ کر اور اپنے آپ کو بہت ذی مرتبہ خیال کرنا اور عالم وغیرہ سب کو برا کلمہ کہنا غرض کہ ہر شخص کو برا کہنا اور ہر شخص پر اعتراض کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

^۱ القرآن الکریم ۹/ ۱۲۲

الجواب:

سخت حرام سخت گناہ اشد کبیرہ، عالم دین سنی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب ہے اس کی تحقیر معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی موجب لعنت الہی و عذاب الیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يستخف بحقهم الامنافق بين النفاق ذو الشبهة في الاسلام وذو العلم والامام المقسط۔ رواه ابو الشيخ في كتاب التوبيخ عن جابر بن عبد الله والطبرانی ¹ في الكبير عن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	تین شخصوں کے حق کو ہلکانہ جانے کا مگر منافق کھلا منافق، ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، دوسرا علم والا، تیسرا بادشاہ اسلام عادل (اس کو ابو الشیخ نے کتاب التوبیخ میں جابر بن عبد اللہ سے اور طبرانی نے کبیر میں ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)
--	--

اور بلاوجہ شرعی کسی سنی المذہب کو برا کہنا یا اس کی تحقیر کرنا تر نہیں کہ اس میں مسلمان کی ناحق ایذا ہے اور مسلمان کی ناحق ایذا خدا اور رسول کی ایذا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من أذى مسلماً فقد أذاني فقد أذى الله۔ رواه الطبرانی ² في الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔	جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی (امام طبرانی نے اس کو الاوسط میں حضرت انس کے حوالے سے بسند حسن روایت کیا ہے۔ ت)
---	--

ہر ایک کو برا وہی کہے گا جو خود نہایت برا اور بدتر ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ليس المؤمن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذي۔ رواه	مسلمان نہیں ہے ہر ایک پر منہ آنے والا اور نہ بکثرت لوگوں پر لعنت کرنے والا اور نہ بے حیائی
--	--

¹ كنز العمال بحوالہ ابی الشیخ فی التوبیخ حدیث ۳۳۸۱۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۶/۳۲، المعجم الكبير حدیث ۸۱۹/۷ المكتبة الفیصلية

بیروت ۲۳۸/۸

² المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۲ مكتبة المعارف ریاض ۳/۳۷۳

<p>الائمة احمد والبخارى في الادب المفرد والترمذی^۱ وابن حبان والحاكم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال الترمذی حسن۔</p>	<p>کے کام کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا۔ (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے اس کو حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) امام ترمذی نے فرمایا: حدیث حسن ہے۔ ت)</p>
--	---

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>لا یبغی علی الناس الا ولدبغی والامن فیہ عرق منه^۲۔ رواہ الطبرانی عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔</p>	<p>لوگوں پر ظلم و تعدی نہ کرے گا مگر حرامی یا وہ جس میں کوئی رگ ولادت زنا کی ہے (امام طبرانی نے اس کو المعجم الکبیر میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا ہے۔ ت)</p>
--	---

رہا اپنے آپ کو بہتر سمجھنا یہ تکبر ہے اس کے لئے یہی آیت کافی ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

<p>"أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ" ^۳</p>	<p>کیا نہیں ہے دوزخ میں ٹھکانہ تکبر کرنے والوں کا، یعنی ضرور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>
--	---

مسئلہ ۳۰۶: ازدورہ تحصیل کچھا ضلع نئی تال مرسلہ عبدالعزیز خاں ۲۲/رجب ۱۴۱۵ھ

جس عبارت میں کہ صرف لفظ مکروہ ہو تو اس سے کیا ارادہ لیا جائے گا تحریم یا تنزیہ؟ بیّنوا تو جروا۔

الجواب:

ہمارے علمائے کرام کے کلام میں غالباً کراہت مطلقہ سے مراد کراہت تحریم ہوتی ہے مگر

^۱ المستدرک کتاب الایمان دار الفکر بیروت / ۱۲، جامع الترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی اللعنة المین کینی و بلی ۱۹ / ۲

^۲ مجمع الزوائد باب فی عمال السوء ۵ / ۲۳۳ و باب فی اولاد الزنا ۶ / ۲۵۸، کنز العمال بحوالہ طب عن ابی موسیٰ حدیث ۱۳۰۹۳ مؤسسة

الرسالہ بیروت ۵ / ۳۳۳

^۳ القرآن الکریم ۳۹ / ۶۰

کلیۃً نہیں بہت جگہ عام مراد لیتے ہیں کہ فی مکروہات الصلوٰۃ (جیسا کہ نماز کی بحث مکروہات میں مذکور ہے۔ ت) بہت جگہ خاص کراہت تنزیہی،

<p>کہا لا یخفی علی من تتبع کلامہم و قد بینہ فی البحر الرائق ورد المحتار و ذکرناہ فی کتاب الصلوٰۃ من فتاوانا، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>	<p>جیسا کہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں کہ جس نے ان کے کلام کو تلاش کیا (چھان بین کی) چنانچہ اس کو بحر الرائق اور رد المحتار میں وضاحت سے بیان فرمایا گیا ہے اور میں نے اس کو اپنے فتاویٰ کی بحث صلوٰۃ میں ذکر کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)</p>
---	---

مسئلہ ۳۰۷: از کلمہ دھرم تلہ اسٹریٹ مسجد ٹیپو سلطان مرسلہ حافظ محمد عظیم صاحب ۲۴ شعبان ۱۴۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص عالم اور حافظ ہو کر اپنے لڑکے کو علم انگریزی تعلیم دلوائے اور دینی علم سے محروم رکھے اور اپنی لڑکیوں کے عقد غیر شرع سے کرے آیا حشر کے دن اس سے باز پرس ہوگی یا نہیں؟
الجواب:

ضرور باز پرس کا محل ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

<p>"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا" ^۱</p>	<p>اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آتش دوزخ سے بچاؤ۔ (ت)</p>
---	--

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>کلکم راع وکلّم مسؤل عن رعیتہ ^۲</p>	<p>تم میں سے ہر ایک چرواہا (نگہبان) ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت (زیر دست) کے بارے میں باز پرس ہوگی (ت)</p>
--	--

نیز فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الدین النصیح لکل مسلم ^۳ (دین اسلام ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنا ہے۔ ت)
واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۶/۲۶

^۲ کنز العمال حدیث ۱۴۷۱۰ موسسة الرساله بیروت ۶/۳۰

^۳ صحیح البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحة قدیمی کتب خانہ ۱/۱۳، صحیح مسلم باب بیان ان

الدین النصیحة قدیمی کتب خانہ ۱/۵۴

مسئلہ ۳۰۸:

مسئلہ مولوی خلیل احمد خاں پشاور

۱۹ شوال المکرم ۱۳۱۵ھ

چہ می فرمائید علمائے دین اس مسئلہ کہ معلم کو دکان رازدن علی الاطلاق مباح ست یا اجرت وغیر اجرت شرط ست۔ بیّنوا توجروا۔	علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ استاد اپنے شاگرد بچوں کو بغیر کسی قید و شرط کے بدنی سزا دے سکتا ہے یا نہیں؟ کیا بچوں کو اجرت لے کر پڑھانے یا بلا اجرت پڑھانے والے کے لئے الگ الگ ضابطہ ہے۔ بیان فرمائیے اجرت پائیے
--	--

الجواب:

زدن معلم کو دکان را وقت حاجت بقدر حاجت محض بغرض تنبیہ واصلاح و نصیحت بے تفرقہ اجرت وعدم اجرت رواست اما باید کہ بدست زندہ بچوب و در کرتے بر سہ بار نیفر ایند فی رد المحتار، لایجوز ضرب ولد الحر بامر ابیه اما المعلم فله ضربه لمصلحة التعليم وقیده الطرسوسی بان یکون بغیر آلة جارحة وبان لایزید علی ثلث ضربات، و ردہ الناظم بانه لا وجه له ویحتاج الی نقل و اقره الشارح قال الشرنبلا لی والنقل فی کتاب الصلوٰۃ یضرب الصغیر بالید لابل الخشبۃ ولایزید علی ثلث ضربات ^۱ اھ بتلخیص۔	ضرورت پیش آنے پر بقدر حاجت تنبیہ، اصلاح اور نصیحت کے لئے بلا تفریق اجرت وعدم اجرت استاد کا بدنی سزا دینا اور سرزنش سے کام لینا جائز ہے مگر یہ سزا الٹری ڈنڈے وغیرہ سے نہیں بلکہ ہاتھ سے ہونی چاہئے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پٹائی نہ ہونے پائے، چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے کہ کسی آزاد بچے کو اس کے والد کے حکم سے مارنا جائز نہیں لیکن استاد تعلیمی مصلحت کے تحت پٹائی کر سکتا ہے۔ امام طرسوسی نے یہ قید لگائی ہے کہ مار پیٹ زخمی کر دینے والی نہ ہو اور تین ضربوں سے زائد بھی نہ ہو، لیکن ناظم نے اس قید کو رد کر دیا کہ اس کی کوئی وجہ نہیں لہذا نقل کی ضرورت ہے اور شارح نے اس کو برقرار رکھا۔ علامہ شرنبلا لی نے فرمایا نقل کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ چھوٹے بچے کو ہاتھ سے سزا دی جائے نہ کہ لاٹھی سے اور تین ضربوں سے تجاوز بھی نہ ہونے پائے اھ بتلخیص
---	---

^۱ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۷۶

<p>جامع صغار استروشنی میں ہے: میرے والد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بحث صلوٰۃ ملتقط میں ذکر فرمایا کہ جب بچے کی عمر دس سال ہو جائے تو نمازی بنانے کے لئے اسے ہاتھ سے سزا دی جائے لاٹھی سے نہیں اور تین مرتبہ سے تجاوز بھی نہ کیا جائے۔ یونہی استاد کے لئے روا نہیں کہ تین مرتبہ سے تجاوز کرے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استاذ کی بچوں کو مارنے کے بارے میں فرمایا: تین مرتبہ سے زائد ضربیں لگانے سے پرہیز کرو کیونکہ اگر تم تین مرتبہ سے زیادہ سزا دی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم سے بدلہ لے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p>	<p>در جامع الصغار استروشنی است ذکر والدی رحمہ اللہ تعالیٰ من صلوٰۃ الملتقط اذا بلغ الصبی عشر سنین یضرب لاجل الصلوٰۃ بالید لا بالخشب ولا یجاوز الثلث وکذا المعلم لیس له ان یجاوز الثلث قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لمر داس المعلم ایاک ان تضرب فوق الثلث فانک اذا ضربت فوق الثلث اقتص اللہ منک^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>
--	---

مسئلہ ۳۰۹: از ماہرہ ضلع ایٹہ سرکار کلاں مرسلہ حضرت شاہ سید مہدی حسن میاں صاحب ۳ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ
عالی جناب مولانا صاحب زید مجد کم! اپنا شرعی خیال عورات کے لکھنے کی نسبت ظاہر فرمائیے یہاں عرصہ سے یہ امر معرض بحث میں ہے۔

الجواب:

حضور، عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع و سنت نصاریٰ و فتح باب ہزاران فتنہ اور مستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے جس کے مفاسد شدیدہ پر تجارب حدیدہ شاہد عدل ہیں، متعدد حدیثیں اس کے ممانعت میں وارد ہیں جن کی بعض کی سند عند التحقیق خود قوی ہے اور اصل متن حدیث کے معروف و محفوظ ہونے کا امام بیہقی نے اعادہ فرمایا اور پھر تعدد طرق دوسری قوت ہے اور عمل امت و قبول علماء، تیسری قوت اور محل احتیاط و سد فتنہ، چوتھی قوت تو حدیث الاقل حسن ہے اور ممانعت میں اس کا نص صریح ہونا خود روشن ہے۔ بخلاف حدیث شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ حفصہ نے فرمایا کیا حفصہ کو غلہ کامنتہ نہ سکھائے گی جیسے اسے لکھنا سکھایا، اجازت میں اصلاً کوئی حدیث صریح نہیں۔

^۱ احکام الصغار مسائل الصلوٰۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۶

احادیث مما نعت: یہ ہیں۔

حدیث اول: ابن حبان بطریق یحییٰ بن زکریا بن یزید دقاق، اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق مطیر حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی:

<p>قالا حدثنا محمد بن ابراهيم ابو عبد الله الشامي حدثنا شعيب بن اسحق الدمشقي عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله تعالى عنها قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا تسكنوهن الغرف ولا تعلموهن الكتابة وعلوهن المغزل وسورة النور¹</p>	<p>(دونوں) محدث ابن حبان اور امام بیہقی نے فرمایا ہم سے محمد بن ابراہیم ابو عبد اللہ شامی نے بیان کیا (انہوں نے کہا) ہم سے شعیب ابن اسحاق دمشقی نے بیان کیا اس نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے باپ عروہ سے، اس نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت فرمائی، مائی صاحبہ نے فرمایا۔ (ت) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ اور کاتنا اور سورہ نور تعلیم کرو۔</p>
---	---

یہی حدیث حاکم نے صحیح مستدرک میں اسی طریق سے اور بیہقی نے شعب میں بطریق محمد بن محمد بن سلیمان روایت کی:

<p>قال حدثنا عبد الوهاب الضحاك ثنا شعيب بن اسحق الحديث² سنداً ومثلاً</p>	<p>اس (محمد بن محمد بن سلیمان) نے کہا ہم سے عبد الوہاب ضحاک نے بیان کیا (اس نے کہا) ہم سے شعیب بن اسحاق نے بیان کیا یعنی حدیث سند اور متن کے لحاظ سے بیان فرمائی۔ (ت)</p>
---	---

حاکم نے کہا صحیح الاسناد³ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اس پر حافظ ابن حجر نے اطراف میں کہا:

¹ اللآلی المصنوعة بحواله ابن حبان كتاب النكاح دار المعرفة بيروت ۲/ ۱۲۸

² المستدرک للحاکم کتاب التفسیر النہی عن تعلیم الكتابة للنساء دار الفکر بیروت ۲/ ۳۹۶

³ المستدرک للحاکم کتاب التفسیر النہی عن تعلیم الكتابة للنساء دار الفکر بیروت ۲/ ۳۹۶

بلکہ عبد الوہاب (روای حدیث) متروک ہے اھ (یعنی محدثین نے اسے نظر انداز کیا ہے۔ مترجم) میں کہتا ہوں کہ محدث ابن عدی نے اس کے متعلق کمزور بات کی ہے کہ اس کی بعض حدیثوں کی متابعت نہیں کی جاتی، یہ قول توبخاری و مسلم کے بہت سے رجال (رواۃ) پر بھی صادق آتا ہے۔ (ت)	بل عبد الوہاب متروک ^۱ اھ اقول: لان القول فیہ ابن عدی فقال بعض حدیثہ لا یتابع علیہ و هذا صادق علی کثیر من رجال الصحیحین۔
--	--

بیہقی نے بطریق اول روایت کر کے کہا ہذا بہذا الاسناد منکر^۲ یہ حدیث اس سند سے منکر و غیر معروف ہے۔ خاتم الحفاظ سیوطی نے مآلی میں فرمایا: افاد انہ بغیر ہذا الاسناد لیس بمنکر^۳ یعنی بیہقی نے افادہ کیا کہ حدیث اور سند سے منکر نہیں، معروف و محفوظ ہے اقول: وستسمع انہ بنفس السند غیر منکر (میں کہتا ہوں عنقریب تو سن لے گا کہ حدیث نفس سند کے اعتبار سے منکر نہیں۔ ت)

حدیث دوم: امام ترمذی، محمد بن علی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تسکنوا نساء کم الغرف ولا تعلمون الكتاب ^۴ ۔	اپنی عورتوں کو بالا خانوں پر نہ بساؤ اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔
--	--

یہ حدیث امام ابن حجر مکی نے فتاویٰ حدیثیہ میں استثناء ذکر کی۔

حدیث سوم: ابن عدی کامل میں اور ابن حبان، سند معتمد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال حدثنا جعفر بن سهل ثنا جعفر بن نصر ثنا حفص بن غياث عن ليث عن	(دونوں) (یعنی ابن عدی اور ابن حبان) نے جعفر بن سهل سے (اس نے کہا) جعفر بن نصر نے ہم سے بیان کیا (اس نے کہا) حفص بن
---	--

^۱ اللآلی المصنوعة بحوالہ حافظ ابن حجر کتاب النکاح دار المعرفة بیروت ۲/ ۱۶۸

^۲ اللآلی المصنوعة البیهقی فی شعب الایمان کتاب النکاح دار المعرفة بیروت ۲/ ۱۶۸

^۳ اللآلی المصنوعة البیهقی فی شعب الایمان کتاب النکاح دار المعرفة بیروت ۲/ ۱۶۸

^۴ نوادر الاصول للترمذی لاصل الخامس والعشرون والمائتان فی النهی الخ دار صادر بیروت ص ۷۱-۷۰

<p>مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تعلموا نسائکم الکتابۃ ولا تسکنوهن العلال^۱۔</p>	<p>غیاث نے ہم سے بیان کیا اس نے لیث، اس نے مجاہد، اس نے عبد اللہ ابن عباس سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے۔ (ت) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالائی منزلوں پر نہ بساؤ۔</p>
--	---

یہ حدیث بتخریج ابن عدی امام حافظ سیوطی نے الاجرا الجزل فی الغزل میں ذکر کی:

<p>وقال ابن الجوزی لا یصح، جعفر بن نصر حدث عن الثقات بالبوایطیل^۲ وقال الحافظ ابن حجر فی الاطراف بعد ذکر الحدیث الاول وقدر وی من طریق حفص القاری عن لیث عن مجاہد من ابن عباس رضی اللہ عنہما^۳ اھ اقول: الظاهر ان هذه متابعه لحفص بن غیاث فان حفصاً القاری امام القراءة حفص بن سلیمان ابی داؤد و هذا مصرح به عند مخرجیه، حفص بن غیاث، وهو امام فی الحدیث ثقة فقیه من رجال الستة، ولیث صدوق من رجال مسلم والاربعة والبخاری فی</p>	<p>حافظ ابن جوزی نے کہا حدیث مذکور صحیح نہیں اس لئے کہ جعفر بن نصر ثقہ راویوں سے باطل روایات نقل کرتا ہے اھ۔ حافظ ابن حجر نے "الاطراف" میں پہلی حدیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا: حفص قاری، لیث، مجاہد اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے حدیث روایت کی گئی اھ۔ اقول: (میں کہتا ہوں) ظاہر ہے کہ یہ حفص بن غیاث کی متابعت ہے کیونکہ حفص قاری، حفص بن سلیمان ابوداؤد قرأت کے امام ہیں، تخریج کرنے والوں کے نزدیک اس کی تصریح پائی گئی۔ حفص بن غیاث حدیث کے امام، ثقہ، فقیہ اور حدیث کی چھ کتابوں کے رواۃ میں سے ہیں۔ لیث صدوق (سچا) ہے مسلم اور چار دیگر کتابوں (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) کے</p>
---	---

^۱ الکامل لابن عدی ترجمہ جعفر بن نصر دار الفکر بیروت ۳/ ۵۷۵، اللآلی المصنوعة بحوالہ ابن حبان کتاب النکاح دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۶۸

^۲ اللآلی المصنوعة بحوالہ ابن حبان کتاب النکاح دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۶۸

^۳ اللآلی المصنوعة بحوالہ ابن حجر کتاب النکاح دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۶۸

رجال میں سے ہیں اور تعلیقات بخاری کے رواقہ میں سے ہیں البتہ زندگی کے آخری حصے میں انہیں اختلاط ہو گیا تھا لیکن اس وجہ سے ان کی حدیث ساقط نہیں قرار پائی۔ جمہور کا کہنا یہ ہے کہ یہ ان لوگوں میں شمار ہے جن کی حدیث کو لکھا جاتا ہے، امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں یہ بیان فرمایا امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں فرمایا: ستر، صدق اور اخذ علم کا نام اس کو شامل ہے۔ امام ترمذی نے "حدیث حمام" میں اس کی تحسین فرمائی، اور امام بخاری سے نقل کیا گیا کہ وہ صدوق ہے البتہ کبھی کبھار بعض چیزوں میں وہ وہم کا شکار ہو جاتا ہے جب اس سے حفص قاری نے روایت کیا تو جعفر بن نصر درمیان سے خارج ہو گیا، اور ہمارے نزدیک جلیل القدر امام حفص قاری کی توثیق صواب (درست) ہے۔ چنانچہ وکیع بن جراح نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہے اور علامہ ذہبی نے فرمایا وہ فی نفسہ صادق ہے، امام احمد سے اس کے بارے میں اختلاف نقل کیا گیا ہے چنانچہ حنبل بن اسحق نے امام احمد سے یہ روایت کی کہ ماہہ باس یعنی اس میں کوئی حرج نہیں، اور ان سے دوسری روایت نقل کی گئی کہ وہ متروک الحدیث ہے، ابن ابی حاتم

التعلیقات، غیرانہ اختلط بأخرہ لکن لم یسقط بہ حدیثہ فقد قال الجمہور ہو من یکتب حدیثہ ذکرہ النووی^۱ فی شرح صحیح مسلم، وقال مسلم فی مقدمۃ صحیحہ اسم الستر والصدق وتعاطی العلم یشملہ^۲ وقد حسن لہ الترمذی حدیثہ فی الحمام، ونقل عن البخاری انہ صدوق وربما یشیع فاذا روى عنه حفص القاری خرج جعفر بن نصر، والصواب عندنا فی الامام الجلیل حفص القاری تشییہ، فقد قال وکیع انہ ثقہ، وقال الذہبی، ہو فی نفسہ صادق، اختلف فیہ عن احمد فروی حنبل بن اسحق عنه، ماہہ باس، وروی عنه اخری متروک الحدیث ہكذا روى ابن ابی حاتم

^۱ شرح صحیح مسلم للنووی مقدمۃ الكتاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴

^۲ شرح صحیح مسلم للنووی مقدمۃ الكتاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴

عن عبد الله احمد عن ابيه وروى ابو علي بن الصواف
عن عبد الله عن ابيه صالح. وليس فيه لامام
معتد جرح مفسر قاذح يسقط حديثه. وابن
خراش ليس هناك. قال ابو زرعة كان رافضياً خرج
مثالب الشيخين اقول: قال عبد ان. وحمل ابن
خراش الى بندار عندنا عبدان وضع جزأين صنفهما
في مثالب الشيخين فأجازة بالف درهم¹. قال الذهبي
هذا والله الشيخ المعثر الذي ضل سعيه فيما انتفع
بعلمه فلا عتب على حمير الرافضة. قال ابو بكر بن
حمدان المروزي سمعت ابن خراش يقول شربت
بولي في هذا الشاند خمس مرات² اه وكان جرئياً على
تكذيب الثقات. وهذا احمد بن الفرات الامام
الحافظ الثقة الفقيه الحجة الذي اطبقوا على توثيقه
و لم يأت فيه عن احد من الائمة تليين ولا بعض
تليين

نے بواسطہ عبد اللہ بن احمد اپنے والد کے حوالہ سے اسی طرح
روایت کی۔ ابو علی بن صواف نے عبد اللہ عن ابيه کے
حوالے سے روایت کی کہ وہ صالح ہے اس کے حق میں کسی
مستند امام کی قاذح، جرح نہیں جو اس کی حدیث کو ساقط کر
دے۔ رہا ابن خراش کا معاملہ تو وہ اس طرح کا نہیں چنانچہ ابو
زرعہ نے فرمایا کہ وہ رافضی تھا، اس نے مطاعن و عیوب
شیخین (حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہما) کی تخریج کی۔ اقول: (میں کہتا ہوں) عبدان نے کہا ابن
خراش بندار کے پاس ہمارے نزدیک دو ایسے اجزاء اٹھلائے جو
کہ مطاعن شیخ میں اس نے تصنیف کئے اور دوم: ارد رہم انعام
پایا۔ علامہ ذہبی نے فرمایا خدا کی قسم یہ بوڑھا کذاب عیب
لگانے والا ہے جس کی سعی فضول ولاحاصل کاموں میں ضائع
ہوئی اس نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا لہذا رافضی گدھوں
پر کوئی عتاب نہیں۔ ابو بکر بن حمدان مروزی نے کہا میں نے
ابن خراش کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے پانچ مرتبہ اس شان
میں اپنا پیشاب پیا وہ مستند و معتد راویوں کو جھٹلانے پر
دلیر تھا۔ یہ احمد بن فرات امام، حافظ، ثقہ، فقیہ اور حجت تھا کہ
جس کی توثیق پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے۔ ائمہ میں سے کسی امام
سے اس کی مکمل یا بعض نرمی (ڈھیلا پن)

¹ میزان الاعتدال ترجمہ ۵۰۰۹ عبد الرحمن بن یوسف دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۲۰۰

² میزان الاعتدال ترجمہ ۵۰۰۹ عبد الرحمن بن یوسف دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۲۰۰

ذکرہ ابن خراش فقال يكذب عبدًا قال الذهبي على ما في تهذيب التهذيب أذى ابن خراش نفسه¹، وقال في الميزان بطل قول ابن خراش²، ولا غرو قد اتهم مالك بن اوس الصحابي رضي الله تعالى عنه بالكذب بروايته حديث ما تركناه صدقة، لا جرم ان ذكره الذهبي في طبقات الحفاظ ثم اخذ يوجهه الى ان خاطبه بقوله انت زنديق معاند للحق فلا رضى الله عنك، ثم قال مات ابن خراش الى غير رحمة الله تعالى³، أما الحديث الاول ففيه شعيب ومن فوقه ائمة اجلاء لا يسأل عنهم وإنما النظر في محمد بن ابراهيم - اقول: ادخله ابو نعيم في حلية الاولياء وقد وصفه المزني والذهبي والعسقلاني بالزاهد وهم يصفون به

مروی نہیں لیکن ابن خراش نے اس کا ذکر کیا کہ وہ دانستہ جھوٹ بولتا تھا چنانچہ امام ذہبی نے تہذیب التہذیب میں فرمایا ابن خراش نے ان کو دکھ پہنچایا، اور المیزان میں فرمایا کہ ابن خراش کا قول باطل ہے۔ اور کوئی تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ اس نے ما ترکناہ صدقہ کی حدیث روایت کرنے پر مالک بن اوس صحابی رسول پر کذاب ہونے کی تہمت لگائی ہے۔ بلاشبہ علامہ ذہبی نے اسے "طبقات الحفاظ" میں ذکر کیا ہے پھر رد کرتے ہوئے اس قول سے مخاطب فرمایا کہ تو زندق ہے یعنی بے دین ہے، حق سے عناد رکھنے والا ہے، اللہ تعالیٰ تجھ سے کبھی راضی نہ ہو۔ ابن خراش اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ۲۸۳ھ میں رحلت کر گیا۔ جہاں تک پہلی حدیث کا تعلق ہے تو اس میں شعیب اور اس سے اوپر جلیل القدر ائمہ ہیں جن کے متعلق کوئی شبہ یا اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ محمد بن ابراہیم کے بارے میں کچھ توقف پایا جاتا ہے۔ اقول: (میں کہتا ہوں کہ محدث ابو نعیم نے اسے حلیۃ الاولیاء میں شمار کیا ہے۔ مزنی، ذہبی اور عسقلانی نے لقب "زاهد" سے اس کی توصیف کی ہے جبکہ اس

¹ تہذیب التہذیب ترجمہ ۱۱۷۷ احمد بن الفرات دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱/۶۷

² میزان الاعتدال ترجمہ احمد بن فرات ۵۱۴ دارالمعرفة بیروت ۱/۱۲۸

³ تذکرۃ الحفاظ ترجمہ ابن خراش عبدالرحمن بن یوسف دائرۃ المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن ۲/۲۳۰

الاولیاء کما عرف من محاور تهم حتی اقتصر علیہ الذہبی فی وصف سید الاقطاب الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فهذا توثیق له وای توثیق ومالولی و الکذب حاشاهم و لیس فیہ بعد ذلک جرح مفسر، حتی قول الدار قطنی کذاب، وتحامل القوم علی الصوفیة الکرام و الحنفیة العظام معروف، و قال الامام النووی فی التقریب لایقبل الجرح الامین السبب^۱، قال الامام السیوطی فی التدریب لان الناس مختلفون فی اسباب الجرح فیطلق احدهم الجرح بناء علی ماعتقده جرحاً و لیس بجرح فی نفس الامر، قال ابن الصلاح وهذا ظاهر مقرر فی الفقه واصوله و ذکر الخطیب انه مذهب الائمة من حفاظ الحديث کالشیخین وغیرہما ثم ذکر امثله الی ان قال قال الصیر فی وکذا اذا قالوا فلان کذاب لابد من بیانه لان

لفظ کو وہ اولیاء اللہ کی تعریف و توصیف ہی کے لئے استعمال کرتے ہیں جیسا کہ ان کے محاوروں سے معلوم ہوتا ہے حتی کہ علامہ ذہبی نے سید الاقطاب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی یہی الفاظ استعمال کرنے پر اکتفا کیا ہے لہذا اس کی توثیق ہوئی پس اس سے بڑھ کر اور کون سی توثیق ہو سکتی ہے، ولی اور جھوٹ کا باہم کیا جوڑ اور رابطہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو انہیں اس سے محفوظ رکھا اور اس کے بعد اس بارے میں کوئی مفصل جرح نہیں حتی کہ امام دارقطنی کا کذاب کہنا بھی اور صوفیائے کرام اور حنفیہ عظام پر لوگوں کا حملہ آور ہونا تو مشہور و معروف ہے امام نووی نے تقریب میں فرمایا واضح سبب کے بغیر، جرح مقبول نہیں۔ امام سیوطی نے التدریب میں فرمایا لوگ اسباب جرح میں مختلف ہیں چنانچہ ایک شخص اپنے اعتقاد کے مطابق کسی شے پر جرح کا اطلاق کرتا ہے حالانکہ فی الواقع وہ جرح نہیں ہوتی۔ ابن الصلاح نے کہا کہ یہی فقہ اور اصول فقہ میں ظاہر و مقرر ہے، اور خطیب نے ذکر کیا ہے کہ یہی مذہب ائمہ حفاظ حدیث جیسے بخاری، مسلم اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ کا ہے پھر اس کے بعد مثالیں ذکر فرمائیں یہاں تک کہ فرمایا امام صیر فی نے کہا۔ اس طرح جب محدثین کہیں کہ فلان کذاب (فلاں جھوٹا ہے) تو اس کا بیان کرنا

^۱ تقریب النووی مع تدریب الراوی النوع الثالث والعشرون قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۸

الکذب یحتمل الغلط کقولہ کذب ابو محمد^۱ اھ وکتبت علیہ وکذلک قول ابن مسعود وحذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی دوران السماء کذب کعب، وقد شبه هشام بن عروۃ ومالك واجلة علی محمد بن اسحق انه کذاب، وحافوا علیہ ثم لم یذکروا الاما لایثبت به کذب ولا المرام به اصلا، ویرد لابن اسحق الوثاقۃ لاجرم ان لم یعرج علیہ الحافظ فی التقریب۔ وانضر فی محمد بن ابراہیم علی قولہ، منکر الحدیث وکذلک لم یزد البیہقی فی حدیثہ علی استنکارہ بهذا السند، اقول: والرجل اعنی محمد بن ابراہیم من المشائخین کما فی المیزان وغیرہ، الجمع السائح من شتات العلوم ما لیس

ضروری ہے کیونکہ کذب (جھوٹ) غلطی کا بھی احتمال رکھتا ہے (یعنی شاید اس کی مراد کذاب اور کذب سے غلطی ہو یعنی وہ بہت غلط گو ہے) جیسا کہ قائل کا کہنا کہ ابو محمد نے جھوٹ کہا اھ اور میں نے اس پر لکھا ہے یونہی ابن مسعود اور حذیفہ بیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دوران آسمان کے متعلق کعب کے بارے میں فرمانا کذب کعب یعنی کعب نے غلط کہا اور یہ مطلب نہیں کہ اس نے جھوٹ کہا، چنانچہ هشام بن عروہ، مالک اور دوسرے جلیل القدر لوگوں نے محمد بن اسحق کے کذاب ہونے پر شبہ کا اظہار فرمایا لیکن انہوں نے اس پر زیادتی کی۔ پھر انہوں نے ایسے امور ذکر کئے جن سے اس کا کذب ثابت نہیں ہوتا اور نہ اس سے کلیہ مقصد حاصل ہوتا ہے۔ اور ابن اسحق کے لئے بلاشبہ توثیق وارد ہوئی ہے اگرچہ حافظ نے التقریب میں اس کی موافقت نہیں کی۔ اور محمد بن ابراہیم کے بارے میں توقف اس کے اس قول سے کہ وہ منکر الحدیث ہے اور اسی طرح امام بیہقی نے اس سند سے اس کی حدیث میں صرف استنکار کا اضافہ کیا ہے۔ میں کہتا ہوں محمد بن ابراہیم مشائخ میں سے ہے جیسا کہ المیزان وغیرہ میں ہے، وہ اس قدر جامع ہے کہ جو علوم دوسروں کے پاس نہیں وہ ان مختلف

^۱ تدریب الراوی شرح تقریب النوای النوع الثالث والعشرون قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۹-۲۵۸

عند الآخرین، ومن عادتہم استنکار ما لا یعرفون
فیذکرون عندہم ان مدار حدیث علی فلان ثم
سبعوا من یرویہ عن غیرہ انکروہ فاذا تکرر ذلک منہ
قالوا مثل الحدیث و ربما تعدوا الی الحکم بالکذب
وماہو الا القضاء بالنفی علی الاثبات والصواب علیہ
واللہ تعالیٰ اعلم، لم یجتمع کل العلم فی احد بعد
نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهذا جہل الحفظ
البخاری هو وغیرہ من الحفاظ کان عندہم ان
حدیث المؤمن یکل فی معاً واحدا لم یروہ عن ابی
اسامۃ غیر ابی کریب ورواہ الترمذی من اربعۃ فقال
حدثنا بہ ابی کریب وابو ہشام وابو السائب وحسین
بن الاسود عن ابی اسامۃ قال ثم سألتہ محمود ابن
غیلان عنہ فقال هذا حدیث ابی کریب فسألت
البخاری فقال لم نعرفہ الا من حدیث

علوم میں سیاحت کرنے والا ہے اور ان کی عادت یہ ہے کہ
جس چیز کو وہ نہ جانیں یا نہ پہچانیں تو اس کا انکار کر دیتے ہیں۔
پھر وہ اپنے ہاں ذکر کرتے ہیں کہ حدیث کا مدار "فلاں" پر ہے
پھر جیسے ہی یہ سنیں کہ راوی کسی دوسرے سے روایت کر رہا
ہے تو اس کا انکار کر دیتے ہیں اور پھر جب اس سے یہ مکرر ہو
تو کہتے ہیں مثل الحدیث (یعنی یہ اس حدیث کی مثل ہے) اور
بعض اوقات جھوٹ اور قضائی نفی علی الاثبات کی طرف تجاوز
کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس بارے میں
ثواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام
علوم کسی ایک شخصیت میں جمع نہیں ہو سکتے یہی وہ بات ہے
جس کو امام بخاری وغیرہ حفاظ حدیث نہیں سمجھ پائے، ان کے
نزدیک یہ حدیث کہ "مومن ایک آنت میں کھاتا ہے" کو
ابو کریب کے بغیر ابو اسامہ سے کسی اور نے روایت نہیں کیا
حالانکہ امام ترمذی نے اسے چار اشخاص سے روایت کیا ہے
چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں ہم سے ابو کریب، ابو ہشام، ابو
السائب اور حسین ابن اسود سے ابو اسامہ کے حوالے سے
بیان کیا۔ ترمذی کہتے ہیں پھر میں نے اس کے متعلق محمود ابن
غیلان سے پوچھا تو اس نے کہا یہ ابو کریب کی حدیث ہے پھر
میں نے امام بخاری سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کو
حدیث

ابی کریب فقلت حدیث ابی کریب، ومن قبل هذا اتي الامام الثقة الواقدي فانه روى حدیث امر المومنین امر سلمة رضى الله تعالى عنها افعيباً وان انتماً، عن معمر عن الزهري ومكان الحديث عندهم الا عن يونس عن الزهري فقامت عليه القيامة من كل جانب حتى قال ذلك الجبل الشامخ امام السنة احمد بن حنبل رضى الله تعالى عنه، لم يزل يدافع الله الواقدي حتى روى عن معمر عن الزهري عن نبهان عن امر سلمة رضى الله تعالى عنها افعيباً وان انتماً، فجاء بشيئ لاحيله فيه الحديث حديث يونس لم يروه غيره¹ اه وجعله هو المفسد لامر الواقدي وفعله داء لادواله، ولما اراد على بن المديني ان يسمع من الواقدي كتب اليه احمد كيف تستحل ان تكتب عن رجل روى عن معمر حديث نبهان و هذا حديث يونس

ابو کریب کے سوا نہیں پہچانتے۔ میں نے کہا حدیث ابو کریب؟ اور یونہی امام ثقہ واقدی پر یہی کچھ ہوا کیونکہ واقدی نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں: "کیا تم دونوں اندھی ہو گئی ہو" انہوں نے یہ حدیث معمر سے بواسطہ زہری روایت کی ہے جبکہ ان کے نزدیک یہ حدیث یونس سے بواسطہ زہری مروی ہے، پھر اس لئے اس (یعنی واقدی) پر ہر طرف سے قیامت قائم کی گئی یہاں تک کہ علم و عمل کے کوہِ گراں امام السنۃ احمد بن حنبل جیسی شخصیت نے فرمایا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ واقدی کا دفاع کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے معمر بواسطہ زہری اور نبهان کے حوالے سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث روایت کی کہ "کیا تم دونوں اندھی ہو گئی ہو" گویا وہ ایسی شے لایا جس کے حل کی کوئی تدبیر نہیں کیونکہ صرف یونس کی حدیث ہے اس کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کی اہ پھر یہی چیز واقدی کے بگاڑ کا ذریعہ بن گئی۔ اور یہ بیماری ہے جس کے لئے کوئی دوا نہیں۔ جب علی بن مدینی نے واقدی سے کچھ سننے کا ارادہ کیا تو امام احمد نے انہیں لکھا کہ یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ آپ ایسے شخص سے حدیث لکھیں جو معمر سے "حدیث نبهان" روایت کرتا ہے حالانکہ یہ حدیث یونس ہے جس میں

تفرد به^۱ اھ، مع ان الحدیث رواہ عن ابن شہاب
ثلاثة، یونس کہا عرفوا ومعبر کہا روی الواقدی
وثالثهم عقیل قال احمد بن منصور الرمادی (وہو
ثقة حافظ حجة) لما قدمت مصر حدثنا ابن ابی
مریم ثقة ثبت فقیہ (انا نافع بن یزید) ثقة عابد
عن عقیل عن ابن شہاب فذكر حدیث بنہان قال
فلما فرغ منه ضحكت فقال لم تضحك فاخبرته
بقصة علی واحد، قال وقال ابن ابی مریم ان شیوخنا
المصريين لهم عناية بحدیث الزہری قال الرمادی
وهذا الحدیث فیما ظلم فیہ الواقدی، بلی ذکر محمد
بن ابراہیم، ابن حبان الذی قال فیہ الذہبی فی
ترجمة عثمان الطرائفی اما ابن حبان فأنه یقعقع
کعادتہ^۲ - والكلام فی الرجال لایجوز الا بعد تمام

وہ متفرد ہے اھ حالانکہ اس حدیث کو ابن شہاب زہری سے
تین افراد نے روایت کیا ہے (۱) یونس جیسا کہ معروف ہے
(۲) معمر جیسا کہ واقدی نے روایت کی (۳) عقیل۔ چنانچہ
احمد بن منصور رمادی نے کہا وہ یعنی عقیل ثقة حافظ اور حجت
ہے۔ جب میں مصر میں آیا تو ابن ابی مریم نے ہم سے بیان
کیا (یہ ثقة، ثبت اور فقیہ ہے) ہمیں نافع بن یزید نے بتایا (یہ
بھی ثقة اور عابد ہے) اس نے عقیل، اس نے ابن شہاب
زہری کے حوالے سے روایت کی پھر اس نے حدیث نبیان
بیان کی۔ راوی یعنی احمد منصور رمادی نے کہا جب وہ اس کے
ذکر کرنے سے فارغ ہوا تو میں ہنس پڑا تو اس نے کہا ہنستے
کیوں ہو؟ تو میں نے اسے علی بن مدینی اور امام احمد کا واقعہ
بتایا تو ابن ابی مریم نے کہا ہمارے مصری شیوخ کے لئے
حدیث زہری عنایت ہے، رمادی نے کہا اس حدیث میں
واقدی پر ظلم کیا گیا، ہاں ابن حبان نے محمد بن ابراہیم کا ذکر
کیا ہے ابن حبان وہی ہے جس کے بارے میں عثمان طرائفی
کے ترجمہ میں علامہ ذہبی نے فرمایا لیکن ابن حبان تو وہ ویسے
ہی کھٹ کھٹ کرتا ہے جیسا کہ اس کی عادت ہے۔ اور اسماء
الرجال میں کلام کرنا جائز نہیں سوائے اس شخص کے جو مکمل

معرفت اور تام ورع رکھتا ہو عبدالعزیز بن ابی کے ترجمہ میں کہا ابن حبان نے کہا نافع سے بواسطہ ابن عمر ایک موضوع نسخہ روایت کیا گیا ہے، ابن حبان نے یہ بغیر دلیل کے بیان کر دیا۔ علامہ ذہبی نے محمد بن فضل شیخ بخاری کے ترجمہ میں کہا ابن حبان مشہور فضول گو ہے اور ذہبی نے حجاج بن ارطاة کے ترجمہ میں کہا یوں ابن حبان نے کہا، یہ قول تخمینی ہے۔ تو یہ ابن حبان، محمد بن ابراہیم کے متعلق کہتا ہے کہ اس سے روایت کرنا سوائے فہم و اعتبار کے حلال نہیں کیونکہ وہ حدیثیں وضع کرتا ہے۔ قول: (میں کہتا ہوں) اس نے اس کا اظہار نہیں کیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد بن ابراہیم کی کرامت ہے کہ ابن حبان نے نفس واحد میں اپنے آپ سے مناقضہ اور مقابلہ کیا کہ اسے وضاع (حدیثیں گھڑنے والا) بھی قرار دیا اور اسے ان لوگوں میں بھی شامل کیا کہ جن کی حدیثیں لکھی جاتی ہیں اور ان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ۔ کون ایسا وضاع ہوگا جس کی حدیثوں پر اعتماد کیا جائے اور اسی طرح ابن حبان نے فحش گوئی سے کام لیا کہ محمد بن علاقہ کے بارے میں کہا کہ وہ مستند راویوں سے موضوعات

المعرفة وتأم الورع، وقال في ترجمة عبدالعزيز بما
ابن وقال ابن حبان روى عن نافع عن ابن عمر
نسخة موضوعة، هكذا قال ابن حبان¹ بغير بينة،
وقال في ترجمة محمد بن الفضل شيخ البخاري، ابن
حبان الخساف المتهور² وقال في ترجمة حجاج بن
ارطاة كذا قال ابن حبان هذا القول مجازفة³ فهذا
قال فيه لاتحل الرواية عنه الا باعتبار كان يضع
الحديث، اقول: ما اظهر الاكرامة من الله تعالى
لمحمد بن ابراهيم، حيث ناقض ابن حبان نفسه
في نفس واح فجعله وضاعاً وجعله ممن يكتب
حديثه و يعتبر به وسبّحن الله من وضاع يعتبر
بحديثه وقد افحش القول هكذا في محمد بن علاقة
فقال كان يروى الموضوعات عن الثقات لايحل ذكره

¹ میزان الاعتدال ترجمہ ۵۱۰۱ عبدالعزیز بن ابی دار المعرفة بیروت ۲/ ۲۲۸

² میزان الاعتدال ترجمہ ۸۰۵۷ محمد بن الفضل شیخ البخاری دار المعرفة بیروت ۲/ ۸

³ میزان الاعتدال ترجمہ ۱۷۲۶ حجاج بن ارطاة دار المعرفة بیروت ۱/ ۴۶۰

روایت کرتا ہے لہذا بغیر جرح و قدح کے اس کا تذکرہ کرنا جائز نہیں۔ اس کا اول اگرچہ اس کے آخر سے آسان ہے جو کچھ اس نے "محمد" کے بارے میں کہا تاہم آخر جو کہ حکم ہے زیادہ سخت ہے۔ اس نے کہا حاکم نے کہا کہ وہ موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے (ذہاب الحدیث) ہے امام دارقطنی نے کہا متروک ہے۔ امام بخاری نے کہا اس کی حدیث میں نظر ہے اور وہ یہ بات اسی کے متعلق کہتا ہے جو غالباً متمم ہو، جیسا کہ ازدی نے عبد اللہ بن داؤد تمار کے بارے میں کہا ہے ازدی نے کہا اس کی حدیث اس کے جھوٹ پر دلالت کرتی ہے اور ان تمام باتوں نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ لہذا حافظ نے التقریب میں اپنے اس قول "صدوق یخطی (سچا ہے، غلطی کرتا ہے) پر اکتفا کیا ہے کیونکہ ابن معین نے اس کی توثیق کی ہے پھر یہ باتیں کیسے اثر انداز ہو سکتی ہیں اس شخص پر جو اولیاء اللہ میں شمار ہوتا ہو لہذا حدیث انشاء اللہ حسن ہے اور یہ ایک وجہ ہے اور کتنی اچھی وجہ ہے۔ دوسری بات حدیث تین صحابہ سے مختلف طریقوں سے مروی ہے (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) لہذا بعض کا ضعف بعض سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں وضاع کوئی نہیں اور نہ ہی کذاب ہے اور ہم نے اس کو اپنی کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین اگلوٹھے چومنے سے آنکھوں کا روشن ہوتا) کے فائدہ ۱۲

الا علی جهة القدح فیہ فالولہ وان کان اھون مباحال فی محمد فأخبرہ وہ الحکم اشد وقال وقال الحاکم بیروی احادیث موضوعہ ذاہب الحدیث وقال الدار قطنی متروک وقال البخاری فی حدیثہ نظروہو لا یقول هذا الا فیمن یتھمہ غالباً، کما قال الازدی فی عبد اللہ بن داؤد التمار، وقال الازدی حدیثہ یدل علی کذبہ وکل ذلك لم یؤثر فیہ، فاقصر الحافظ فی التقریب علی قوله صدوق یخطی وذلك لان ابن معین وثقه فکیف تؤثر فی رجل معدود من اولیاء اللہ تعالیٰ فالحدیث حسن ان شاء اللہ تعالیٰ هذا وجه وانعم به من وجه، والثانی ان الحدیث جاء عن ثلثة من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم بطرق متنوعہ فنیجبر ضعف بعضها ببعض اذلیس فیہا وضاع ولا کذاب اعنی من تحقق فی ذلك، وقد بیناہ فی کتابنا "منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین" من الفائدة ۱۲

سے ۱۴ تک بیان کیا ہے چنانچہ جلیل القدر امام علامہ سیوطی نے التعقبات علی الموضوعات میں فرمایا حدیث متروک اور منکر اس صورت میں ضعیف اور غریب کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے جبکہ اس کے طرق یعنی سندیں متعدد ہوں، بلکہ بعض اوقات درجہ حسن تک اس کا ارتقاء ہو جاتا ہے یا ارتقاء ہو جاتا ہے اھ محقق علی الاطلاق کمال ابن ہمام نے فتح القدير میں فرمایا حدیث ضعیف تعدد طرق کی وجہ سے حجت ہو جاتی ہے کیونکہ اس کے طرق کا تعدد اس کے نفس الامر کی ثبوت پر قرینہ ہے اھ۔ تیسری بات امت مرحومہ اس حدیث پر عمل کرنے میں شامل ہے اور یہ زمانہ سلف سے قرناً فقراً ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے۔ اس میں حدیث کے اندر جو کچھ ہے اس کی تقویت ہے جیسا کہ ہم نے الھاد الکاف فی حکم الضعاف کے افادہ میں بیان کیا ہے، چنانچہ امام خاتم الحفاظ نے التعقبات میں فرمایا۔ بہت سے ائمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ کسی حدیث کے صحیح ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اہل علم اس کو نقل کریں اگرچہ اس کی کوئی ایسی سند نہ ہو جس کی مثل پر اعتماد کیا جائے اھ۔

الی فائدة ۱۴، وقال الامام الجليل السيوطي في التعقبات على الموضوعات المتروك والمنكر اذا تعددت طرقه ارتقى الى درجة الضعيف الغريب بل ربما يرتقى الى الحسن^۱ اھ وقال المحقق على الاطلاق في فتح القدير الضعيف يصير حجة بذلك لان تعدده قرينة على ثبوته في نفس الامر^۲ اھ والثالث درجت الامة المرحومة على العمل به من لدن السلف وهلم جرا وفي هذا من تقوية الحديث ما فيه كما بيناه في الافادة في "الهاد الكاف في حكم الضعاف" وقال الامام خاتم الحفاظ في التعقبات قد صرح غير واحد بان من دليل صحة الحديث قول اهل العم به وان لم يكن له سند يعتمد على مثله^۳ اھ

^۱ التعقبات علی الموضوعات باب المناقب المكتبة الاثرية سانگھہ بل ص ۵۷

^۲ فتح القدير كتاب الصلوة باب النوافل مكتبة نوريه رضويه سكر ۳۸۹

^۳ التعقبات علی الموضوعات باب الصلوة المكتبة الاثرية سانگھہ بل ص ۱۲

وستأتيك اقوال العلماء وجه الكهنوى ان يستخرج نساء كاتبات فلم يأت في هذه الالف و ثلاثائة سنين. الاتسع نسوة. منهن السيدة اسماء بنت الفقيه كمال الدين موسى بمدينة زبيده فوفيت سنه ۹۰۴ قال في "النور السافر في اخبار القرن العاشر" كان لقولها وقع في القلوب وربما كتبت الشفاعات الى السلطان والقاضى والامير فتقبل شفاعتها¹ اهوليس فيه ما يغنى بمقصوده فمثل الكتابة لا يلزم ان تكون بيد نفسها. وقد ورد في الاحاديث كتب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الى الملوك وغيرهم، وقد شاع وذاع ان السلطان كتب لفلان كذا مع انه لا يعرف ان يضع سوادا في بياض ومنهم من لم يعرف الا وضع اسمه في الامضاء ولم يذكر نص "نزهة الجلساء" في ترجمة المستكفي بالله، ومريم بنت ابي يعقوب انما قال ذكر الكتابة في ترجمتها فلعله ذكر كما في اسماء الزبيدية

عن قريب اقوال علماء تيرے ہاں پیش ہوں گے، لکھنوی نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ لکھنے والی عورتوں کا استخراج کیا تو تیرہ سو سال کی مدت میں نو عورتیں بھی منظر عام پر نہ آئیں، ان میں سیدہ اسماء دختر کمال الدین موسیٰ مدینہ زبید میں ہوئیں ان کی وفات ۹۰۴ھ میں ہوئی۔ النور السافر فی اخبار القرن العاشر میں کہا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں اس کے قول کی وقعت تھی بعض دفعہ وہ بادشاہ، امیر یا قاضی کے دربار میں کئی سفارشیں بصورت درخواست پیش کرتیں تو اس کی سفارشیں قبول کی جاتی تھیں اہ اس میں مقصود تک رسائی والی کوئی شے نہیں کیونکہ ضروری نہیں کہ کتابت انہی کے ہاتھ سے ہو اس لئے کہ بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بادشاہوں وغیرہ کو خطوط لکھے، اور مشہور ہے کہ بادشاہ نے فلاں کے لئے اس قدر انعام لکھ دیا جبکہ بادشاہ کچھ وہ ہیں جو لکھنا بالکل نہیں جانتے اور کچھ وہ جو صرف اپنا دستخط کر سکتے ہیں یعنی صرف اپنا نام لکھ سکتے ہیں اور نثر الجلاء کی تصریح مستکفی باللہ کے ترجمہ میں ذکر نہ کی، اور مریم بنت یعقوب، اس نے کہا اس کے ترجمہ میں کتابت ذکر کی گئی ہے، شاید اسی طرح مذکور ہو جیسا کہ اسماء زبیدیہ کے ترجمہ میں مذکور ہے

¹ النور السافر فی اخبار القرن العاشر

فلم تسلم له الاست ولو شاء ان يُحصي الكتّابين من الرجال في قرن بل يوم واحد ما استطاع فهذا دليل اى دليل على تحرز الامة من تعليمهن الكتابية مع ما فيها من جليل الانتفاع۔

والرابع ان الحديث الضعيف يعمل به في مقام الاحتياط ويشهد له الحديث الصحيح "كيف وقد قيل" وغير ذلك، مما بسطنا في رسالتنا "الهاد الكاف في حكم الضعاف" وقال الامام الجليل الجلال السيوطي في "التدريب" يعمل بالضعيف ايضا في الاحكام اذا كان فيه احتياط¹ اه في اذكار الامام النووي وفتح المغيث وسيم الرياض، الاحكام لا يعمل فيها الا بالحديث الصحيح والحسن الا ان يكون في احتياط في شيعي من ذلك² اه باختصار، وقال العلامة ابراهيم الحلبي في الغنية، الوصل بين الاذان والاقامة يكره في كل الصلوات لما روى الترمذي عن جابر رضي الله تعالى عنه

پھر اس کے لئے صرف چھ عورتیں ہی بچیں۔ اور اگر وہ لکھنے والے مردوں کا ایک صدی بلکہ ایک دن کا شمار کرنا چاہے تو نہ کر سکے۔ اور یہ دلیل ہے اور مزید کوئی دلیل ہو اس پر کہ امت مسلمہ میں عورتوں کی تعلیم کتابت سے احتراز اور پرہیز کیا جاتا تھا باوجودیکہ تحرز میں بڑا فائدہ ہے۔

چوتھی بات حدیث ضعیف پر مقام احتیاط میں عمل کیا جاسکتا ہے جبکہ کوئی حدیث صحیح اس کی شہادت دے، کیسے، حالانکہ یہ بھی کہا گیا "اور اس کے علاوہ بھی متعدد باتیں کہی گئیں جن کو ہم اپنے رسالہ "الهاد الکاف فی حکم الضعاف" میں کھول کر شرح و بسط سے بیان کیا ہے امام جلیل القدر جلال الدین سیوطی نے التدريب میں فرمایا حدیث ضعیف پر احکام میں بھی عمل کیا جاسکتا ہے جبکہ اس میں احتیاط ہو اہ۔ امام نووی کی الاذکار اور فتح المغیث اور نسیم الرياض میں ہے کہ احکام میں حدیث صحیح او حسن کے بغیر عمل نہیں کیا جاسکتا الا یہ کہ اس کے عمل کے سلسلہ میں مقام احتیاط ملحوظ ہو، اہ باختصار، چنانچہ علامہ ابراہیم حلبي نے الغنیہ میں فرمایا ہر نماز میں اذان اور اقامت کے درمیان وصل مکروہ ہے، اس کی وجہ جامع ترمذی کی وہ حدیث ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

¹ تدريب الراوى شرح تقريب النووي النوع الثالث والعشرون الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۳

² الاذکار للنووی فصل فی الامر الخ دار الكتاب العربی بیروت ص ۷، ۸

وہو وان كان ضعيفاً لكن يجوز العمل به في مثل هذا الحكم¹ اھ مختصراً، وقد اخرج ابو الفرج في الموضوعات حديثاً من ولد له ثلاثة اولاد فلم يسم احدهم محمداً فقد جهل، بطريق الليث عن مجاهد عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم²، وعلمه بان ليث تركه احمد وغيره فتعقبه خاتم الحفاظ في اللآلئ بان الحارث رواه عن النضر بن شنقي مرسل والنضر قال ابن القطان، مجهول قال وهذا المرسل يعضد حديث ابن عباس ويدخله في قسم المقبول³ اھ وله نظائر جملة اور دنيا جملة منها في "الهاد الكاف"۔ اما حديث الشفاء بنت عبد الله رضي الله تعالى عنها قالت دخل علي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وانا عند حفصة

مروی ہے اگرچہ وہ حدیث ضعیف ہے تاہم اس قسم کے حکم میں اس پر عمل کرنا جائز ہے اھ مختصراً، ابو الفرج نے الموضوعات میں یہ حدیث تخریج کی، جس کسی کے ہاں تین بچے پیدا ہوئے پھر اس نے ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھا تو اس نے جہالت کی۔ یہ حدیث بواسطہ لیث، مجاہد اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس نے حدیث مذکور میں تعلیل ذکر کی (یعنی اسے معلل قرار دیا) کہ لیث کو امام احمد وغیرہ نے چھوڑ دیا ہے اور خاتم الحفاظ نے لآلئ میں اس کا تعاقب کیا ہے کہ حارث نے اس کو نضر بن شنقی سے مرسل (یعنی بلا قید سند) روایت کیا ہے، اور ابن قحطان نے کہا کہ نضر مجہول ہے۔ امام سیوطی نے فرمایا یہ مرسل، حدیث ابن عباس کو تقویت پہنچاتی ہے اور اسے قسم مقبول میں داخل کرتی ہے اھ اس کے لئے بہت سے نظائر ہیں ان سب کو ہم "الهاد الكاف" میں لائے ہیں۔ رہی حدیث شفاء دختر عبد اللہ رضي الله تعالى عنها، اس نے کہا میرے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میں سیدہ حفصہ رضي الله

¹ غنیہ المستملی شرح منیة المصلی فصل فی سنن الصلوۃ سمیل اکیڈمی لاہور ص ۷۷-۷۶-۷۳

² الموضوعات لابن الجوزی کتاب المبتداء باب التسمیة لمحمد دار الفکر بیروت ۱/ ۱۵۴

³ اللآلئ المصنوعة فی الاحادیث الموضوعات کتاب المبتداء دار المعرفة بیروت ۱/ ۱۰۲

فقال لی الا تعلیمین هذه رقية النملة كما علمتیهما
 الكتابۃ رواه ابو داؤد^۱ فقال (حدثنا ابراهیم بن
 مہدی المصیصی) وثقه ابو حاتم وقال العقیلی حدث
 بمناکیر واسند عن یحیی بن معین قال ابراهیم
 بن مہدی جاء بمناکیر قال فی التقریب مقبول وہی
 درجۃ قاصرة عن یقال فیہ صدوق سیئ الحفظ
 اویہم اویخطی او تغیر بآخرہ (ناعلی بن مسہر) ثقة
 له غرائب بعد ما اضر (عن عبد العزیز بن عمر بن
 عبد العزیز) صدوق یخطی ضعفہ ابو مسہر وحده
 (عن صالح بن کیسان) ثقة ثبت فقیہ (عن ابی بکر بن
 سلیم بن ابی حثمۃ ثقة) (عن الشفاء) رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا فالحدیث لا یزال عن الصالح وهو قضیۃ سکوت
 فهذا قد یقال انه یفہم من ظاہرہ الجواز لکن ارینا

تعالیٰ عنہا بیٹھی ہوئی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تو اسے
 لکھنا سکھانے کی طرح پھنسی کا دم نہیں سکھاتی۔ امام ابو داؤد نے
 اس کو روایت کیا ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا ہم سے ابراہیم
 بن مہدی مصیصی نے بیان کیا، ابو حاتم نے اس کی توثیق کی۔
 عقیلی نے کہا یہ منکر روایات بیان کرتا ہے اور یحییٰ بن معین
 سے سند لایا اس نے کہا ابراہیم بن مہدی منکر حدیثیں لایا۔
 تقریب میں کہا گیا وہ مقبول ہے اور یہ کم درجہ ہے اس سے کہ
 جس کے بارے میں کہا جائے صدوق سیئ الحفظ الخ یعنی وہ
 سچا ہے البتہ اس کا حافظہ خراب ہے یا وہ ہم کرتا ہے یا غلطیاں
 کرتا ہے یا آخر عمر میں اس میں تبدیلی آگئی تھی۔ ہم سے علی
 بن مسہر نے بیان کیا کہ وہ ثقہ ہے البتہ اس کے لئے کچھ
 غرائب ہیں اس کے بعد کہ وہ نابینا ہو گیا تھا اس نے عبد العزیز
 بن عمر بن عبد العزیز سے روایت کی، وہ سچا ہے البتہ غلطی کر
 جاتا ہے صرف ابو مسہر نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، اس نے
 صالح بن کیسان سے روایت کی وہ ثقہ ثبت اور فقیہ ہے اس
 نے ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے روایت کی۔ وہ ثقہ ہے
 اس نے سیدہ شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ پس
 حدیث صالح سے نیچے نہیں اترتی اور وہ قضیہ سکوت ہے کبھی
 کہا جاتا ہے کہ اس سے بظاہر

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی الرقی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۸۶

العلماء لا يشنون عليه، فمنهم من يقول انما هو تعريض من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بحفصة قرره الذكي المغربي واستحسنه الحافظ ابو موسى جدا وقال التاويل ماذهب اليه الامام التورپشتي الحنفي في شرح المصابيح ونقله عنه العلامة الطيبي الشافعي في شرح المشكوة مقرا عليه وعنه الفتى في مجمع البحار ونقل مثله الامام السيوطى في مرقاة الصعود عن النهاية مقتصرًا عليه، قال الطيبي و يحتمل الحديث وجهين آخرين احدهما التحضيض على تعليم الرقية وانكار الكتابة اى هلا علمتها ما ينفعها من الاجتناب عن عصيان الزوج كما علمتها ما يضرها من الكتابة وثانيهما ان يتوجه الانكار الى الجبلتين جميعاً والمراد بالنملة المتعارف بينهم لانها منافية لحال المتوكلين¹ اه وتارة يقولون لعل هذا قبل النهى، ذكره الشيخ المحقق

جواز سمجھا جاتا ہے لیکن ہم نے علماء کرام کو دیکھا کہ وہ اس روش پر نہیں چلتے لہذا ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سیدہ حفصہ پر تعریض ہے، چنانچہ ذکی مغربی نے اس کو برقرار رکھا ہے اور حافظ ابو موسیٰ نے یقیناً اس کو مستحسن سمجھا اور کہا کہ اس کی تاویل وہ ہے جس کی طرف امام تورپشتی حنفی شرح مصابیح میں گئے ہیں اور اس کو ان سے علامہ طیبی شافعی نے شرح مشکوٰۃ میں نقل کر کے ثابت رکھا ہے اور ان سے فتی نے مجمع البحار میں نقل کیا ہے اور امام سیوطی نے اسی کی مثل "مرقاة الصعود" میں نہایہ سے نقل کر کے اسی پر اکتفا کیا ہے۔ علامہ طیبی نے فرمایا حدیث مذکور دو اور وجوہات کا احتمال رکھتی ہے ان میں سے ایک رقیہ (دم کرنا) پر ابھارنا اور اکسانا ہے جبکہ تعلیم کتابت کا انکار کرنا ہے یعنی کیون نہ تو نے اسے وہ چیز سکھائی جو اسے فائدہ دیتی کہ وہ شوھر کی نافرمانی سے بچنے کا ذریعہ ہے، اور کتابت کیوں سکھائی جو موجب دکھ اور ضرر۔ (دوسری وجہ) یہ ہے کہ انکار دونوں جملوں کی طرف متوجہ ہے اور اس سے مراد وہ ہے جو ان کے درمیان متعارف ہے کیونکہ رقیہ وغیرہ توکل کرنے والوں کے حال کے منافی ہے اھ کبھی یہ کہتے ہیں کہ شاید (یہ اجازت) انہی سے پہلے ہو۔ چنانچہ شیخ محقق

¹ شرح الطيبي على مشكوة المصابيح كتاب الطب والرقى الفصل الثانى ادارة القرآن كراچى ۸/۳۰۶

فی الاشعة واخرى خصت به حفصة رضى الله تعالى عنها لان نساءه صلى الله تعالى عليه وسلم خصصن بأشياء قال الله تعالى "يُنِسَاءُ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ"¹ وخبر لا يعلمن الكتابة. يحمل على عامة النساء خوف الافتتان عليهن نقل القارى فى المرقاة عن بعضهم وكذا الشيخ المحقق واقر عليه وقال القارى يحتمل ان يكون جائز للسلف دون الخلف لفساد النسوان فى هذا الزمان² اه فدلّت كلماتهم هذه على انهم يكرهون الكتابة لهن، والاعتراض بان كل ذلك خلاف الظاهر فان تحققت الامر فانه ادخل فى المقصود فما كانوا ليغفلوا عن ذلك فهل تراهم عدلوا اليه اللداع ما اليه عظيم ورأيتنى كتبت على هامش الاشعة عند ذكر انها خصوصية

نے اشعة الملعات میں اس کا ذکر فرمایا، اور کبھی کہتے ہیں کہ (یہ اجازت) سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصیت ہے اور یہ ان کے ساتھ مختص ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بعض اشیاء سے مخصوص ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے نبی مکرم کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔" اور حدیث کہ "عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ" عام عورتوں پر محمول ہوگی ان کے حق میں فتنہ کے اندیشہ سے۔ اس کو ملا علی قاری نے مرقاة میں بعض سے نقل کیا ہے اور اسی طرح شیخ محقق نے اس کو برقرار رکھا ہے۔ م لا علی قاری نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ سلف کیلئے جائز ہو لیکن پچھلے لوگوں کے لئے جائز نہ ہو اس لئے کہ اس زمانے میں عورتوں میں فساد پایا جاتا ہے اہ پھر ان کے یہ کلمات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ عورتوں کے لئے کتابت (یعنی لکھائی کا عمل) مکروہ سمجھتے ہیں۔ اور یہ اعتراض کہ یہ سب باتیں خلاف ظاہر ہیں، اگر یہ امر ثابت ہو جائے تو اس کا مقصود میں زیادہ دخل ہے کیونکہ وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ ان باتوں سے بے خبر ہوں، کیا تم انہیں دیکھتے ہو کہ وہ کیوں اس طرح مڑ گئے مگر اس لئے کہ اس پر کوئی نہ کوئی بڑا داعی اور باعث ہے مجھ یاد ہے کہ

¹ القرآن الکریم ۳۳/۳۲

² مرقاة المفاتیح کتاب الطب والرقی الفصل الثانی المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/۳۲۶

میں نے اشعة المعات کے حاشیہ پر جو کچھ اس کی تصریح تھی لکھ دی اس ذکر کے ساتھ کہ کتابت سیدہ حفصہ کی خصوصیت ہے پس جواب دیکھنے سے پہلے ہی میں نے اس کا اظہار کر دیا تھا اقول: (میں کہتا ہوں) اس کے باوجود کوئی کہنے والا یہ کہہ دے کہ محض تشبیہ، جواز میں کوئی صریح نص نہیں، بخلاف لا تعلموہن یعنی عورتوں کو کتابت نہ سکھاؤ۔ یہ ممانعت میں واضح نص ہے۔ علاوہ اس کے یہ ایک معین واقعہ ہے جس میں کوئی عموم نہیں، بخلاف حدیث نبی کے۔ علاوہ ازیں حدیث شفاء اگر مقدم ہو تو منسوخ ہے اور اگر مؤخر ہو تو پھر ہم اسے تسلیم ہی نہیں کرتے مگر یہ کہ سیدہ حفصہ کی خصوصیت قرار دی جائے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ریشم پہننے کی رخصت اور اجازت دی تھی۔ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نوحہ اور رونے کی اجازت دی۔ اس کے بعد ان کاموں سے منع فرمادیا، تو پھر یہ رخصت دینے کی صورت میں بعض کی تخصیص ہوئی لہذا علی الاطلاق نسخ حکم نہیں علاوہ ازیں یہ مقام مقام احتیاط ہے لہذا مانع کو مقدم کیا جائے گا، اس کے علاوہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ نبی بالکل وارد نہیں ہوئی تو پھر بھی حال زمانہ منع کے لئے حاکم، (یعنی حالات زمانہ میں ممانعت کے لئے کافی ہیں)

لحفصة مانصه هذا الجواب قد ابدته من قبل ان اراه اقول: ومع ذلك لقاء ان يقول ان نفس التشبيه ليس بنص صريح في الجواز بخلاف، لا تعلموہن، فانه نص في المنع، على انها واقعة عين لا عموم لها بخلاف النهي، على ان حديث الشفاء ان تقدم فمنسوخ او تاخر فلا نسلم الا تخصيص حفصة كما رخص النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لزبیر وعبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی لبس الحریر ولنادبة سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی النیاحۃ بعهد مانھی عن ذلك فلم یکن الا تخصیص بعض بالتخصیص لا نسخ الحكم على الاطلاق، على ان المقام مقام الاحتیاط فیقدم الحاضر على انه لو فرض عدم ورود نهی اصلا لکان حال الزمان حاکما بالمنع وکم من حکم

بارہا اختلاف زمانہ سے حکم بدل جاتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو مساجد میں جانے کی اجازت دی تھی اور وہ زمانہ رسالت میں مساجد میں جایا کرتی تھیں بلکہ عیدین (چھوٹی، بڑی عید) میں پردہ نشین خواتین کو بھی آپ نے عید گاہ میں جانے کا حکم صادر فرما رکھا تھا جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایات میں موجود ہے بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ باندیوں کو اللہ تعالیٰ کے گھروں (مساجد) میں جانے سے مت روکو۔ امام احمد اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تخریج فرمائی۔ پس اس کے باوجود جو نہی حالت زمانہ خراب و فاسد ہو گئے تو ائمہ کرام نے صراحتاً عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روک دیا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کے آج کے حالات دیکھتے جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں تو انہیں مسجدوں میں جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں۔ (ت)

يختلف باختلاف الزمان الاترى ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذن للنساء ان يخرجن الى المساجد وقد كن يخرجن على عهد الرسالة بل امر في العيدين باخراج العواتق وذوات الخدور كما في الصحيحين¹ بل قال لا تمنعوا اماء الله مساجد الله، اخرجه احمد² ومسلم عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما ومع ذلك اذا فسد الزمان نص الائمة بالمنع وقالت ام المؤمنين رضي الله تعالى عنها لوراي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من النساء ما رأينا لمنعهن المساجد كما منعت نساء بنى اسرائيل³۔

¹ صحيح البخارى كتاب العيدين باب اذلم يكن لها جلباب في العيد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۴، صحیح مسلم کتاب العیدین فصل فی

اخراج العواتق وذوات الخدور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۹۰

² صحيح مسلم كتاب الصلوة باب خروج النساء الى المساجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۳، مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر الكتب

الاسلامی بیروت ۲/ ۱۶ و ۱۵۱

³ صحيح البخارى كتاب الاذان باب خروج النساء الى المساجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۰، صحيح مسلم كتاب الصلوة باب خروج

النساء الى المساجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۳

یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ اگلے زمانے کی دو چار بیبیوں کے حال فعل سے استناد کا یہاں کوئی محل نہیں پہلے تو عموماً عورات کو حکم تھا کہ پنجگانہ مسجدوں میں حاضر ہوں، پردہ نشینیں اگرچہ حالت حیض میں ہوں کہ نماز پڑھ بھی نہیں سکتیں محض شرکت برکت دعا کے لئے عید گاہوں کو ضرور جائیں۔ اب یہ احکام کیوں نہ رہے، حضرت ام المؤمنین حفصہ تو ام المؤمنین ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا آج حضرت فقیہ فاطمہ سمرقندیہ بنت امام علاؤ الدین رحمہما اللہ تعالیٰ کے مثل کون سی بی بی ہے بلکہ بعد تلاش و تفحص صرف معدود نساء کی کتابت کا پتا چلنا ہی بتا دیتا ہے کہ سلفاً خلفاً علماء و عامہ مومنین کا عمل اس کے ترک ہی پر رہا ہے۔ مرد ہر زمانے میں لاکھوں کاتب ہوئے اور عورتیں تیرہ سو برس میں معدود۔ پُر ظاہر کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے اگر کتابتِ نساء میں حرج نہ ہوتا جمہور امت سلف سے آج تک اس کے ترک پر کیوں اتفاق کرتی، بالجملة سبیل سلامت اسی میں ہے، لہذا ان اجلہ علماء کرام امام حافظ الحدیث ابو موسیٰ و امام علامہ تورپشتی و امام ابن الاثیر جزری و علامہ طیبی و امام جلال الدین سیوطی و علامہ طاہر فتنی و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے اسی طرف میل فرمایا، وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے اب جو اجازت کی طرف جائے یا حال زمانہ سے غافل ہے یا امت مرحومہ کی خیر خواہی سے غافل۔

(جو اپنے زمانے والوں کے حالات سے آگاہ نہ ہو وہ جاہل اور نادان ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور نادان ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، پھر اس کے بعد میں نے شیخ ابن حجر کا فتاویٰ حدیثیہ میں کلام دیکھا جس میں انہوں نے ام المؤمنین کی روایت اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ذکر فرمائی اور کچھ اضافہ کرتے ہوئے فرمایا۔) یعنی نیز امام ترمذی الحکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ لقمان نے ایک

ومن لم يعرف اهل زمانه فهو جاهل^۱۔ نسأل الله العفو والعافية ثم رأيت بعد ذلك كلام الشيخ ابن حجر في الفتاوى الحديثية ذكر فيه حديث ام المؤمنين وحديث ابن مسعود ايضا رضي الله تعالى عنهما وزاد فقال واخراج الترمذي الحكيم عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال مر لقمان على جارية

^۱ رد المحتار کتاب الايمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۵۹

<p>لڑکی کو دیکھا کہ مکتب میں سکھائی جا رہی ہے فرمایا یہ تلوار کس کے لئے صیقل کی جاتی ہے۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں اس حدیث میں علت نہی کتابت کی طرف اشارہ ہے کہ عورت لکھنا سیکھ کر خود بھی فاسد غرضوں کی طرف راہ پائے گی اور فاسقوں کو بھی اس تک رسائی کا بڑا موقع مل جائے گا جو لکھنا نہ جاننے کی حالت میں نہ ملتا کہ آدمی وہ بات لکھ سکتا ہے جو کسی کی زبانی نہ کہلا بھیجے گا نیز خط اپنی سے زیادہ پوشیدہ ہے تو اس میں حیلہ و مکر کی بہت جلد راہ ملے گی لہذا عورت لکھنا سیکھ کر صیقل کی ہوئی تلوار ہو جاتی ہے (وہ کسی چیز پر نہیں گزرتی مگر جلدی سے اسے کاٹ کر رکھ دیتی ہے پس عورت لکھائی سیکھنے کے بعد اسی طرح ہو جاتی ہے لہذا اس سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا جاتا کہ وہ بڑی جلدی میں بروجہ بلیغ اس دعوے و مطالبے کے قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ (ت)</p>	<p>فی الكتاب فقال لمن يصقل هذا السيف اى حتى يذبح به وحينئذ فيكون فيه اشارة الى علة النهى عن الكتابة وهى ان المرأة اذا تعلبتها توصلت بها الى اغراض فاسدة وامكن توصل الفسقة اليها على وجه اسرع وابلغ واخذع من توصلهم اليها بدون ذلك لان الانسان يبلغ بكتابته فى اغراضه الى غيره ما لم يبلغه برسول ولان الكتابة اخفى من الرسول فكانت ابلغ فى الحيلة واسرع فى الخداع والمكر فلاجل ذلك صارت المرأة بعد الكتابة كالسيف الصيقل الذى لا يمر على شىء الا قطعه بسرعة فكذلك هى بعد الكتابة تصير لا يطلب منه شىء الا كان فيها قابلية الى اجابته اليه على ابلغ وجه اسرعه¹ اهـ</p>
--	---

ہندی مثل نے بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا "اے بوری کوئی دیت ہے متوازن ہتھیار"۔

<p>جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ کلام نہایت پختہ اور واضح ہے جس کا اوپر والا حصہ ہرے بھرے خوبصورت پتوں والا ہے (اعلاہ مورق) اور نچلا حصہ جائے سیرابی ہے (اسفلہ مغدق) اور ہمارے آقا لقمان حکیم کا ارشاد ہے جو حدیث پاک میں وارد ہوا کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے</p>	<p>وهذا كما ترى كلام متين مبين، اعلاه مورق واسفله مغدق وقول سيدنا لقمان الذى جاء فى الحديث ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم رواه سيف باليقين و القطع</p>
--	---

¹ الفتاوى الحديثية مطلب يكره تعليم النساء الكتابة المطبعة الجبالية مصر ۶۳

روایت فرمایا وہ عورت یقینی اور حتمی طور پر تلوار ہے کہ جس کے بعد گردن کٹنے اور الگ ہونے کے علاوہ کوئی گنجائش نہیں، رہی یہ بات کہ شیخ نے حدیث شفاء کا جواب اپنے اس قول سے ذکر فرمایا۔ میں کہتا ہوں کہ عورتوں کی تعلیم کتابت کے مطالبے پر حدیث پاک میں کوئی دلالت نہیں بلکہ اس میں دلیل جواز ہے اور ہم اسی کے قائل ہیں، منکر نہیں، البتہ انتہائی بات یہ ہے کہ اس میں نہی تنزیہ ہے اس لئے کہ اس پر بہت سے مفاسد کا ترتیب ثابت ہو چکا ہے اھ میں کہتا ہوں (صاحب فتاویٰ) کہ یہ ان کے مذہب پر مبنی ہے اس لئے کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذرائع کی روک تھام کے قائل نہیں لہذا یہ ہمارے خلاف حجت (دلیل) نہیں خصوصاً جبکہ ہم فسادِ زمانہ بھی دیکھ رہے ہیں اور وہ خطرناک حالات کہ جن کی سماعت سے کان بہرے ہوں۔ پس گناہوں سے محفوظ رہنے اور نیکی کرنے کی (کسی میں) ہمت و قوت نہیں سوائے خدائے عظیم و کبیر کے فضل و کرم کے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم مغفرت و عافیت چاہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

لیس بعده لعنق الشبهة الا الجزّ والقطع اما ما ذكر الشيخ بعده جواباً عن حديث الشفاء بقوله، قلت ليس فيه دلالة على طلب تعليمهن الكتابة وانما فيه دليل على جوازه الكتابة ونحن نقول به وانما غاية ان النهي عنه تنزيهاً لما تقرر في المفاسد المرتبة عليها فاقول: مبني على مذهبه فان الامام الشافعي رضي الله تعالى عنه لا يقول بسد الذرائع فلا يكون حجة علينا لاسيما مع ما نرى من فساد الزمان وما تصمم بسماعه الاذان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔ نسأل الله العفو والعافية، والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۳۱۰: ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قرآن شریف کا ترجمہ اس طرح پر کرنا کہ نیچے ترجمہ میں مخذوفات اور مطالب وغیرہ خطوط ہلالی بنا کر لکھ دیئے جائیں جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:

الحمد للہ قرآن عظیم بحفظ الہی عز وجل ابد الابد تک محفوظ ہے تحریف محرفین و انتحال منتحلین کو اس کے سراپردہ عزت کے گرد بار ممکن نہیں "لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ" ^۱ (باطل اس کے آگے اور پیچھے

^۱ القرآن الکریم ۴۱/۴۲

سے نہیں آسکتا۔) حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے قرآن اتارا اور اس کا حفظ اپنے ذمہ قدرت پر رکھا

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" ^۱ (ہم ہی نے قرآن پاک کو اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔) تورات و انجیل کچھ تو ملعون اخباروں نے اپنے اغراض ملعونہ سے روپے لے کر اپنے مذہب ناپاک کے تعصب سے قصدِ تبدیلیں اور کچھ ایسے ہی ترجمہ کرنے والوں نے اس خلط و خبط کی بنیادیں ڈالیں مرور زمانا کے بعد وہ اصل و زیادت مل ملا کر سب ایک ہو گئیں، کلام الہی و کلام بشر مختلط ہو کر تمیز نہ رہی۔ الحمد للہ نفس قرآن میں اگرچہ یہ امر محال ہے تمام جہان اگر اکٹھا ہو کر اس کا ایک نقطہ کم بیش کرنا چاہے ہرگز قدرت نہ پائے مگر ترجمہ سے مقصود ان عوام کو معانی قرآن سمجھانا ہے جو فہم عربی سے عاجز ہیں خطوط بلالی نقول و در نقول خصوصاً مطالع مطالع میں ضرور مخلوط و نامضبوط ہو کر نتیجہ یہ ہوگا کہ دیکھنے والے عوام اصل ارشاد قرآن کو اس مترجم کی زیادت سمجھیں گے اور مترجم کی زیادت کو رب العزۃ کا ارشاد یہ باعث ضلال ہوگا اور جو امر منجر بہ ضلال ہو اس کی اجازت نہیں ہو سکتی اسی لئے علماء مترجمین نے ترجمہ کا یہی دستور رکھا کہ بین السطور میں صرف ترجمہ اور جو فائدہ زائدہ ایضاً مطلب کے لئے ہوا وہ حاشیہ پر لکھا نہیں کی چال چلنی چاہئے۔ وبالله التوفیق، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱۱: ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک شخص وعظ کہتا ہے اور ان صفتوں سے موصوف ہے: اَوَّلًا مَقُولُهُ اس کا الصلوۃ علیک یا رسول اللہ کہنا نہ چاہئے حاضر کے واسطے ہے۔ دوسرے بیان کیا روزہ دار کو چاہئے وقت استسجی کے اوپر کو سانس نہ لے اور آپ کو خوب سنبھالے پانی اوپر نہ جائے ورنہ روزہ اس کا تباہ ہوگا روزہ دار اور غیر روزہ دار کے استسجی میں بہت فرق ہے۔ تیسرے آمین کہنے آواز بلند سے شیطان کے برچھے لگتا ہے اگر بہت بلند آواز سے آدمی کہیں تو بہت برچھی لگتی ہیں، اور اس آدمی نے تقویۃ الایمان اور تنبیہ الغافلین اور کچھ آیات و حکایات و حدیث شریف کا ترجمہ بغیر استاد کے مطبوعہ دیکھ کر یاد کر لیا ہے بیان کرتا ہے اوع علم ناخ اور منسوخ آیات اور اقسام حدیث شریف اور صرف و نحو بھی نہ جانے بحدیکہ من وعن و واحد و ثثنیہ میں فرق نہیں کر سکتا ہے ایسے آدمی کا وعظ سننے کو اجازت شریعت محمدیہ اہل شرع کے ہے یا نہیں؟ بیٹنوا تو جروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔) ت

^۱ القرآن الکریم ۹/۱۵

الجواب:

شخص مذکور زاجاہل اجہل و گمراہ بد مذہب ہے اسے وعظ کہنا حرام اور اس کا وعظ سننا حرام، الصلوٰۃ علیک یا رسول اللہ کہنا باجماع مسلمین جائز و مستحب ہے جس کی ایک دلیل ظاہر و باہر التحیات میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے اور اس کے سوا صحاح کی حدیث میں یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی ھذہ^۱ (اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنی اس حاجت (ضرورت) میں آپ کو اپنے پروردگار کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور آپ کو وسیلہ بناتا ہوں۔ (ت) موجود جس میں بعد وفات اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور پکارنا اور حضور سے مدد لینا ثابت ہے مگر ایسے جاہل اجہل کو احادیث سے کیا خبر، جب اسے التحیات ہی یاد نہیں جو مسلمانوں کا ہر بچہ جانتا ہے۔ تقویۃ الایمان سخت بددینی و ضلالت کی کتاب ہے اس کا اور اس کے مصنف کا حال فتاویٰ و رسائل علماء عرب و عجم سے ظاہر، سردست فقیر کا رسالہ مسئلۃ بہ الکوکبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ^ع جدید الطبع حاضر من شاء فلیطالعہا حاضر ہے جو چاہے اس کا مطالعہ کرے۔ (ت) آمین آواز سے کہنے میں شیطان کے برچھا لگنا اور جس قدر زیادہ بلند آواز سے ہو اسی قدر زیادہ زخم پہنچنا یہ بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ روزہ دار کو یہ بہتر تو ہے کہ استنجا کرنے میں اوپر سانس بقوت نہ لے مگر اس قدر سے روزہ نہ جائے گا، نہ مطلقاً پانی چڑھنے سے جب تک پانی موضع حقنہ تک نہ پہنچے، اور ایسا ہوگا تو درد شدید پیدا ہوگا۔ در مختار میں ہے:

لو بالغ فی الاستنجاء حتی بلغ موضع الحقنة فسد الصوم وهذا فلما یکون ولو کان فیورث	استنجا کرنے میں اگر اس تک مبالغہ کیا کہ پانی حقنہ (محل دوا) تک پہنچ گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور ایسا
---	--

عہ: رسالہ ہذا (الکوکبۃ الشہابیۃ) فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد نمبر ۱۵ میں مرقوم ہے۔

^۱ جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی دہلی ۱۲/ ۱۹۷۷، مسند احمد بن حنبل حدیث عثمان بن حنیف المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۸، سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ ما جاء صلوٰۃ الحاجۃ (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰)، المستدرک للحاکم کتاب الصلوٰۃ التطوع ۱/ ۳۱۳ کتاب الدعاء ۱/ ۵۱۹ و ۵۲۶ دار الفکر بیروت

دعاءً عظیماً ^۱ ۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔	بہت کم ہوتا ہے، اگر ہو تو بڑی بیماری پیدا ہو جائے گی واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (ت)
---	---

مسئلہ ۳۱۲: از پبلی بھیت بازار ڈرمنڈ گنج دکان خلیل الرحمن عطر فروش مرسلہ محمد مظہر الاسلام صاحب ۲۴ رجب ۱۴۱۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں: اگر کوئی عالم یہ دعویٰ کرتا ہو کہ میں یہاں کے اہم اسلام کا حاکم ہوں اور منہیات شرعی پر زجر و توبیخ نہ کرتا ہو بلکہ ایسے اشخاص سے کہ جو منہیات شرعی میں مبتلا ہوں ان کے یہاں دعوتیں کھاتا ہو نذرانہ لیتا ہو یعنی شراب خوار، علی الاعلان ہوئے فروش ہو، مسکرات کا ٹھیکیدار ہو رشوت علی الاعلان لیتا ہو، ڈاڑھی منڈاتا ہو، علی الاعلان زنا کرتا ہو، وغیرہ وغیرہ۔ پس ایسے شخصوں سے ملنے کو فخر جانتا ہو ایسے عالم کے واسطے شریعت عالی کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

عالم دین سنی المذہب جو اپنے اہل علم شہر میں علم ہو ضرور ان کا حاکم شرعی ہے کما فی الحدیقة الندیة^۲ عن الفتاویٰ العتابیة (جیسا کہ حدیقہ ندیہ میں فتاویٰ عتابیہ سے نقل کیا گیا ہے۔ ت) نہی عن المنکر اپنی شرائط کے ساتھ ضرور فرض ہے مگر وہ زجر و توبیخ میں منحصر نہیں ایسے مرتکبان کبائر کے ساتھ اختلاط میں نظر علماء مختلف رہی ہے اور قول فیصل یہ کہ اس کا فیصلہ عالم ماہر کی نظر پر ہے جو اصلح سمجھے اس پر عمل کرے کما بیّنہ الامام حجة الاسلام فی الاحیاء (جیسا کہ حجة الاسلام (امام غزالی) نے اس کو احیاء العلوم میں بیان فرمایا ہے۔ ت) دعوت کھانا فی نفسہ حلال ہے جب تک معلوم و متحقق نہ ہو کہ یہ کھانا جو ہمارے سامنے آیا عینم حرام مال ہے کما فی الہندیة^۳ عن الذخیرة عن الامام محمد (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں بحوالہ ذخیرہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے۔ ت) بہر حال عوام کو علمائے دین سنیان متین کی شان میں حسن ظن و حسن عقیدت لازم ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

^۱ درمختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۴۹

^۲ الحدیقہ الندیة شرح الطریقة المحمدیة النوع الثالث مکتبہ نوریہ فیصل آباد ۱/۳۵۱

^۳ الفتاویٰ الہندیة کتاب الکراہیة الباب الثانی عشر نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/۳۴۲

مسئلہ ۳۱۳: مسئلہ مولوی حامد علی صاحب طالب علم مدرسہ اہلسنت باشندہ الہ آباد ۱۳۳۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جو ان کے پاس اپنے لڑکے کو پڑھنے کے لئے بھیجے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب:

حرام حرام حرام، اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے آثام۔ قال اللہ تعالیٰ:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا" ^۱ ۔ واللہ سببخنہ وتعالیٰ اعلم۔	اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ واللہ سببخنہ وتعالیٰ اعلم (ت)
---	---

مسئلہ ۳۱۴: مرسلہ ڈاکٹر محمد واعظ الحق سعد اللہ لودی ڈاکخانہ خسرو پور ضلع پٹنہ بوساطت مولوی ضیاء الدین صاحب ۱۵ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ
غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟
الجواب: غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا حماقت ہے۔

مسئلہ ۳۱۵: از او حین علاقہ گوالیار مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ
براہِ سخن پروری عبارت کتب میں اپنی طرف سے چند الفاظ داخل کر کے علماء کرام اور حتیٰ کہ استاد عظام خود کو دھوکا دینا کیا حکم رکھتا ہے جو حکم محقق اس مسئلہ میں ہو بیان فرمائیں و بحث مسئلہ عبارت کتب ہو۔

الجواب:

سخن پروری یعنی دانستہ باطل پر اصرار و مکابرہ ایک کبیرہ۔ کلمات علماء میں کچھ الفاظ اپنی طرف سے الحاق کر کے ان پر افتراء دوسرا کبیرہ۔ علماء کرام اور خود اپنے اساتذہ کو دھوکا دینا خصوصاً امر دین میں تیسرا کبیرہ۔ یہ سب خصالتیں یہود لعنہم اللہ تعالیٰ کی ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ "وَلَا تَكْسِبُ الْإِنْسَانُ إِلَّا نَفْسَهُ بِطَائِلٍ وَتَكْسِبُ الْإِنْسَانُ" ^۲	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (لوگو) حق کے ساتھ باطل نہ ملاؤ اور نہ حق کو چھپانے والے بنو جبکہ تم (حق کو خوب) جانتے ہو۔ (ت)
--	--

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۶

^۲ القرآن الکریم ۲/۳۲

<p>اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خرابی اور بربادی ہے ان لوگوں کے لئے بوجہ ان کے ہاتھوں کی لکھائی کے، اور خرابی ہے ان کے لئے بوجہ ان کی کمائی کے جو وہ مکار ہے ہیں۔ (ت)</p> <p>اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ اللہ کے کلام کو سمجھنے اور جاننے کے باوجود بدل ڈالتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p>	<p>وقال اللہ تعالیٰ "قَوَّيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا كَتَبْتُ آيِدِيهِمْ وَأَوَّيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ" ①</p> <p>وقال تعالیٰ "يُحَرِّقُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ" ②</p> <p>واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>
---	---

مسئلہ ۳۱۶:

از قاضی ٹولہ شہر کہنہ

۷ ذی القعدہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ اگر کوئی شخص جس نے سوائے کتب فارسی اور اردو کے جو کہ معمولی درس میں پڑھی ہوں اور اس نے کسی مدرسہ اسلامیہ یا علماء گرامی سے کوئی سند تحصیل علم نہ حاصل کی ہو اگر وہ شخص مفتی بنے یا بننے کا دعوٰی کرے اور آیات قرآنی اور احادیث کو پڑھ کر اس کا ترجمہ بیان کرے اور لوگوں کو باور کرائے کہ وہ مولوی ہے تو ایسے شخص کا حکم یا فتویٰ اور اقوال قابل تعمیل ہیں یا نہیں اور ایسے شخص کا کوئی دوسرا شخص حکم نہ مانے تو اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:

سند کوئی چیز نہیں، بہترے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی اُن کی شاگردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی، علم ہونا چاہئے اور علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس و تدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمت علماء کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل ان کا وظیفہ تھا فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آج کل کے صد ہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے، پس اگر شخص مذکور فی السؤال خواہ بذات خود خواہ بفیض صحبت علماء کا لیلین علم کافی رکھتا ہے جو بیان کرتا ہے غالباً صحیح ہوتا ہے اس کی خطا سے اس کا صواب زیادہ ہے تو حرج نہیں اور اگر دونوں وجوہ علم سے عاری ہے صرف بطور خود اردو فارسی کتابیں دیکھ کر مسائل بتائے اور قرآن و حدیث کا مطلب

① القرآن الکریم ۹/۲

② القرآن الکریم ۵/۲

بیان کرنے پر جرات کرتا ہے تو یہ سخت اشد کبیرہ ہے اور اس کے فتویٰ پر عمل جائز نہیں اور نہ اس کا بیان حدیث و قرآن سننے کی اجازت۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اجراکم علی الفتیا اجراکم علی النار ^۱ ۔	جو شخص فتویٰ دینے میں زیادہ جرات رکھتا ہے وہ آتش دوزخ پر زیادہ دلیر ہے۔
---	---

اور ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

من قال فی القرآن براہیہ فأصاب فقد أخطأ ^۲ ۔	جس نے قرآن کے معنی پر اپنی رائے سے بیان کئے اس نے اگر ٹھیک کہے تو غلط کہے۔
---	--

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتیئ مقعدہ من النار ^۳ ۔	جو بغیر علم کے قرآن کے معنی کہے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔
--	---

والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۰ تا ۳۱۷: مرسلہ محمد اسحاق سکریٹری انجمن محمدیہ کوچین ملک ملیبار

(۱) آج کل مسلمان جو تکمیل یونیورسٹی کی کوشش کرتے ہیں اور چندہ فراہم کرتے ہیں وہ ثواب ہے یا نہیں؟

(۲) آیا تکمیل یونیورسٹی دینی ضروریات سے ہے یا نہیں؟

(۳) اس مد میں جو روپیہ دیا جائے وہ صدقہ جاریہ میں محسوب ہوگا یا نہیں؟

(۴) اس یونیورسٹی میں اہلسنت شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:

اگر یہ بات قرار پائے اور اس کے افسر عہدہ داران اس کا پورا ذمہ قابل اطمینان کریں کہ اس کا حصہ دینیات صرف اہلسنت و جماعت کے متعلق رہے گا جن کے عقائد مطابق علمائے حرمین طہیین ہیں

^۱ کنز العمال بحوالہ الدارمی حدیث ۲۸۹۶۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/ ۱۸۴

^۲ کنز العمال بحوالہ جندب حدیث ۲۹۵۷ مؤسسة الرسالة بیروت ۲/ ۱۶

^۳ کنز العمال بحوالہ د، عن ابن عباس حدیث ۲۲۵۸ مؤسسة الرسالة بیروت ۲/ ۱۶

ہیں انہیں کی کتب نصاب میں ہوں گی، انہیں کے علماء مدرسین ہوں گے، انہیں کی تربیت میں طلباء رہیں گے، غیروں کی صحبت سے ان کو بچایا جائے گا، روپیہ جو اہلسنت سے لیا جائے گا صرف اسی کام میں صرف کیا جائے گا، اس وقت اہلسنت کو اس میں داخل ہونا جائز اور باعث ثواب ہوگا، اور جو کچھ اس میں دیا جائے گا صدقہ جاریہ ہوگا۔ رہا اس کی تکمیل میں کوشش اور چندہ فراہم کرنا، وہ صرف اتنی بات پر بھی ثواب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں ہر مذہب کی تعلیم باقی ہے وہ روپیہ اس لئے جمع نہیں کرتے کہ دین حق کی تعلیم ہو بلکہ حق و ناحق دونوں کی تعلیم کو سنیوں کے بچوں کو تعلیم ہوگی کہ قرآن مجید بعینہ محفوظ ہے اس میں کسی قسم دخل بشری سے ایک نقطہ کی کمی بیشی ہوئی نہ ہو سکتی ہے، کوئی غیر نبی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، تقدیر کی بھلائی برائی سب اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور اس پر کچھ واجب نہیں وہ جو چاہے کرے، ہمارا اور ہمارے افعال نیک و بد کا وہی ایک اکیلا خالق ہے اس کا دیدار روز قیامت حق ہے، خلفائے اربعہ کی امامت برحق ہے ان میں اللہ عزوجل کے یہاں سب سے زیادہ عزت و قربت والے صدیق اکبر ہیں پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انہیں بلکہ صحابہ میں سے کسی کو برا کہنے والا جہنمی مرد و دملعون ہے اور شیعہ کے بچوں کو تعلیم ہوگی کہ یہ قرآن بیاض عثمانی ہے اس میں سے کچھ آیتیں سورتیں صحابہ نے گھٹادیں بعض الفاظ کچھ کے کم کر دیئے جیسے ائمة ہی ازکی من ائمة کی جگہ امة ہی اربی من امة بتا دیا، مولا علی وائمہ اطہار اگلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں، تقدیر کی برائی خدا کی طرف سے نہیں، بندہ کے لئے اصلاح کرنا لطف سے پیش آنا خدا پر واجب ہے خدا اس کے خلاف نہیں کر سکتا، اپنے اعمال کے ہم خود خالق ہیں، خدا کا دیدار حق نہیں، خلفائے اربعہ میں تین معاذ اللہ ظالم غاصب ہیں، اُن کو سخت سے سخت برائی سے یاد کرنا گالیاں دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ پھر وہ خود اعلان کرتے ہیں کہ سب سے زائد اہتمام سائنس کی تعلیم کا ہوگا۔ سائنس میں وہ باتیں ہیں جو عقائد اسلام کے قطعاً خلاف ہیں بچوں کی تربیت دینے تہذیب و انسانیت سکھانے کے لئے دنیا بھر میں کوئی مسلمان نہ رہا عرب مصر روم شام حتیٰ کہ حرمین شریفین کے علماء و مشائخ میں کوئی اس قابل نہیں ہاں کمال مہذب و شیخ تربیت و پیر افادت بننے کے لائق یورپ کے عیسائی ہیں ان کو اس قدر بیش قرار تنخواہیں ان روپوں سے دی جائیں گی کہ وہ یہاں رہنے پر مجبور ہوں ان کی صحبت و تربیت میں مسلمانوں کے بچے رکھے جائیں گے ان کے اخلاق و عادات سکھائے جائیں گے، ایسی صورت میں حال ظاہر ہے ابتداء میں کہ مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے کو بہت سنبھل سنبھل کر بنا بنا کر مقاصد دکھائے گئے ہیں ان میں تو یہ حالت ہے

آئندہ جو کارروائی ہوگی رویش بیس حاش پر اس (اس کا چہرہ دیکھ لیکن اس کا حال نہ پوچھ۔ ت) سالہا سال سے جو علی گڑھ کالج انہیں مقاصد کے لئے قائم ہے اس کے ثمرات ظاہر ہیں کہ مسلمانوں کو نیم عیسائی کر چھوڑا اس کے اکثر تعلیم یافتہ اسلام و عقائد اسلام پر ٹھٹھے اڑاتے ہیں ائمہ و علماء کو مسخرہ بتاتے ہیں خود غرضی و خود پسندی دنیا طلبی دین فراموشی یہاں تک کہ داڑھی وغیرہ اسلامی وضع سے تفران کا شعار ہے جب ادھر سے کہ یہ آثار ہیں تکمیل کے بعد جو ثمرات ہوں گے آشکار ہیں ع

قیاس کن زگلستان او بہار ش را

(اس کے باغ سے اس کی بہار کا اندازہ کر لیجئے۔ ت)

وباللہ العصمة (اور اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک رنڈی یہ چاہتی ہے کہ مجھ کو کلام مجید کوئی نیک بخت صالح پڑھا دیا کرے، اور اس کو بہت شوق ہے اور منت عاجزی کرتی ہے کہ کلام الہی صحیح طور پر پڑھ جائے، اس صورت میں اس کو پڑھانا یا وہ کچھ نذر کرے اس کو لینا جائز ہو گا یا نہیں؟ بینواتوجروا (بیان فرمائیے اور اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

جو شیطان کو دور سمجھتا ہے شیطان اس سے بہت قریب ہے، وہ مستحب چاہتی ہے اور حرام نہیں چھوڑتی یہ بھی شیطان کا مکر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۲: از سنبل محلہ کوٹ ضلع مراد آباد مرسلہ حافظ اکرام صاحب ۲۷ صفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عالم بے عمل جاہل باعمل سے فضیلت میں زیادہ ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

الجواب:

جاہل، عالم کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا جبکہ وہ عالم دین ہو۔

قال اللہ تعالیٰ "قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" ^۱	(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے علم والے اور بے علم۔
--	---

^۱ القرآن الکریم ۹/۳۹

جاہل بوجہ جہل اپنی عبادت میں سوگناہ کر لیتا ہے اور مصیبت یہ کہ انہیں گناہ بھی نہیں جانتا اور عالم دین اپنے گناہ میں وہ حصہ خوف و ندامت کا رکھتا ہے کہ اسے جلد نجات بخشتا ہے، ولذا حدیث میں ارشاد ہوا کہ عالم کا ہاتھ رب العزت کے دست قدرت میں ہے اگر وہ لغزش بھی کرے تو اللہ تعالیٰ جب چاہے اسے اٹھالے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۳: مسئلہ نجف خاں طالب علم مدرسہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسلمان بچوں کو ضروری دینی تعلیم قرآن مجید کا ترجمہ، مسئلہ مسائل کی کتابیں اور بقدر حاجت حساب و اصول حفظان صحت جس سے ان کو اپنے بچوں کی داشت و نگہداشت میں مدد ملے پردہ کی سخت نگرانی کے ساتھ مسلمان دیندار پابند صوم و صلوٰۃ معلّمہ کے ذریعہ سے پڑھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا تو جروا۔

الجواب:

عقائد اہلسنت و مسائل اہلسنت کی کتابیں پڑھائی جائیں، عقائد و مسائل ضروریہ کی تعلیم فرض ہے، حساب وغیرہ بعض مفید باتیں بھی سکھانے میں حرج نہیں، اصول حفظان صحت جہاں تک مسائل اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں ان کی تعلیم میں مضائقہ نہیں، اور جو مخالف ہیں جیسے بیماری اڑ کر لگنے کے وسوسے، ان کی تعلیم جائز نہیں، تدبیر منزل، بروجہ مطابق شرعی و حقوق شوہر و اولاد و مذمت کذب و غیبت و ضرورت پردہ و حجاب کی بھی تعلیم ہو، مگر عورتوں کو لکھنا سکھانا منع ہے اس سے فتنہ کا چور دروازہ کھلتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۴: مستفسرہ محمد میاں طالب علم بہاری بریلی محلّہ سوداگران

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ علم دین حاصل کرنا واجب ہے، فرض ہے یا سنت؟ فقط۔

الجواب:

فرض عین کا علم حاصل کرنا فرض عین، فرض کفایہ کا فرض کفایہ، واجب کا واجب، مستحب کا مستحب، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۵، ۳۲۶: مرسلہ فیض الحق ابوالاسد مدرس مدرسہ اسلامیہ ضلع ایٹہ ڈاک خانہ گنج ڈونڈوارہ موضع حرولہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسئلوں میں:

(۱) ایک شخص نے قاعدہ بغدادی نہ قرآن مجید فرقان حمید کسی سے پڑھا اور نہ استعداد و ملکہ استخراج

صحت الفاظ قرآن، اور پھر وہ مسلمانوں کے بچوں کو قرآن شریف پڑھاتا ہے اور طرفہ تماشائیہ کہ خود دیگر دوست یاروں کو چار پائی وکری پر بٹھاتا ہے اور قرآن شریف نیچے رکھا ہوتا ہے، ایسے معلم اور پڑھانے والے کا اور متعلمین و پڑھنے والوں کا کیا حکم شرع شریف سے ہے؟ بینوا بالکتاب وتوجروا الی یوم الحساب (کتاب کے حوالہ سے بیان کرو اور روز حساب اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

(۲) غیر مقلدین نے آج کل قصبوں اور دیہاتوں میں مترجم فی السطور خطبے تقسیم کئے ہی ہیں جو کہ اکثر جاہل حنفی پیش امام بھی عید میں ان کو پڑھا کرتے ہیں مع ترجمے کے۔ آیا یہ مذہب حنفی میں جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

(۱) قرآن مجید بے پڑھے کوئی شخص صحیح نہیں پڑھ سکتا، جس نے قرآن مجید نہ پڑھا اور استادوں سے صحیح نہ کیا اسے جائز نہیں کہ اوروں کو پڑھائے، نہ لوگوں کو جائز ہے کہ اس سے پڑھیں یا اپنی اولاد کو اس سے پڑھوائیں وہ سب گنہگار ہوتے ہیں۔ جو معلم ایسا ہو کہ آپ اور اس کے یار دوست چار پائیوں اور کرسیوں پر بیٹھیں اور قرآن مجید نیچے زمین پر رکھا ہو اگر اس سے مراد حقیقتہً زمین پر رکھنا ہے اور وہ لوگ ایسا کرتے ہیں تو ان کے اسلام میں کلام ہے مسلمان ہر گز ایسا نہ کرے گا یہ وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں قرآن مجید کی عزت اصلاً نہ ہو اور جس کے دل میں قرآن مجید کی عزت اصلاً نہ ہو وہ مسلمان نہیں، اور اگر یہ مراد ہے کہ پڑھنے والے لڑکے زمین پر بیٹھتے ہیں قرآن مجید ر حل پر یا ان کے ہاتھوں یا گود میں ہے اور یہ معلم وغیرہ ان سے اونچے بیٹھتے ہیں تو جب بھی سخت بدکار، ناہنجار، فاسق، فجار، مستحق عذاب نار و غضب جبار ہیں۔ اور اگر قصداً بوجہ توہین استخفاف شان قرآن مجید ایسا کرتے ہیں تو آپ ہی کفار ہیں۔ بہر حال ایسے معلم سے پڑھنا پڑھوانا حرام ہے اور اس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔ المولیٰ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جمعہ و عیدین کے خطبوں میں ساتھ ساتھ اُن کا ترجمہ پڑھنا خلاف سنت ہے اس سے احتراز چاہئے والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۷: مرسلہ عبدالعزیز تاجر چرم مقام قصبہ ٹیکاری محلہ شاہ گنج ضلع گیا۔ بروز دوشنبہ تاریخ ۱۶ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ

ایک شخص جو عالم ہے اس نے جمعہ کے روز وعظ کے اندر یہ بیان کیا کہ جن لوگوں نے جمعہ کے روز روزہ افطار کیا اور نماز عید پڑھی وہ ناجائز ہے ہم نے فتویٰ غیر عالم سے منگوا یا ہے جن کو ضرورت ہو ہمارے مکان پر آکر دیکھ لیں اور عام جمعہ میں فتویٰ نہیں دکھلایا اور جب مکان پر لوگوں نے طلب کیا

توفتوی دکھلانے سے انکار کیا ایسا فتویٰ کہ جس سے ہر ایک مسلمان کو تعلق دینی ہے اس کا چھپا رکھنا عالم کے حق میں کیسا ہے؟

الجواب:

اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو فتویٰ چھپانا بہت بجا تھا اگرچہ اعلان کے ساتھ وعظ میں حکم شرعی بیان کر دینے کے بعد کتمان علم و اخفائے حق کی حد میں نہیں آسکتا کہ عالم پر زبانی بیان حکم فرض ہے خود لکھ کر دینا ضروری نہیں کما فی غمز العیون وغیرہ (جیسا کہ غمز العیون وغیرہ میں ہے۔ ت) نہ کہ اور کالکھا پیش کرنا مگر جبکہ اس کے پیش کرنے میں عوام کی ہدایت کا ظن غالب ہو اور اسے بلا وجہ شرعی چھپائے تو اب البتہ جرم کی حد میں آجائے گا کہ اس نے مسلمانوں کا خلاف ہدایت پر رہنا پسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>(لوگو!) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p>	<p>لَا يَزَالُ مِنْ أَحَدِكُمْ حَتَّى يَحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يَحِبُّ لِنَفْسِهِ^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>
--	--

مسئلہ ۳۲۸: از کراچی بندر شاپ کچر صدر بازار بردکان سیٹھ حاجی نور محمد عبدالقادر مسلولہ عبد اللہ حاجی روز چہار شنبہ بتاریخ ۸ محرم ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین و مفتیان شرع متین کہ یہاں ایک مدرسہ مسلمان لڑکیوں کے لئے کھولا گیا ہے جس میں اس مدرسہ کی معلّمہ مروجہ تعلیم جو فی زمانہ اسکولوں میں لڑکوں کو دی جاتی ہے بعینہ وہی تعلیم لڑکیوں کو دی جاتی ہے یعنی لکھانا و پڑھانا اور حساب و نظمیں یاد کراتی اور سکھاتی ہے، یہ فعل فی زمانہ لڑکیوں کے لئے روا اور جائز ہے یا ممنوع اور ناجائز ہے؟ علاوہ اس کے لڑکیاں بارہ چودہ سال کی بے پردہ آیا کرتی ہیں اور اس مدرسہ کے خادمہ نوجوان لڑکے ہیں ان کے سامنے اور وقت امتحان کے غیر مردوں کے آگے الحان سے نظمیں پڑھتی ہیں، کیا یہ فعل شرعاً حرام ہے یا نہیں؟ اور لڑکی مشتبہ ہونے کے لئے شرعاً کتنی عمر ہونی چاہئے اور ایسے مدرسہ کی تائید کرنے والوں اور ان کے والدین کے لئے جو اپنی لڑکیاں ایسے مدرسہ میں بھیجا کرتے ہیں اور تعلیم مروجہ دلاتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟ فقط

^۱ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول قدیمی کتب خانہ کراچی ۷

الجواب:

لڑکیوں کا غیر مردوں کے سامنے خوش الحانی سے نظم پڑھنا حرام ہے، اور اجنبی نوجوان لڑکوں کے سامنے بے پردہ رہنا بھی حرام، اور لڑکیوں کو لکھنا سکھانا مکروہ، یونہی عاشقانہ نظمیں پڑھانا ممنوع، اور ایسے مدرسہ کو مدد دینی شیطان کو اس کے مقاصد میں مدد دینی ہے، اور جو اپنی لڑکیوں کو ایسی جگہ بھیجتے ہیں بے حیا بے غیرت ہیں ان پر اطلاق دیوث ہو سکتا ہے، نورس کی عمر کی لڑکی مشتاقہ ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۱۲۳۲۹: از برٹس گائناڈمر اپتیس حال ویچ ایسٹ بنگ مسئلہ عبدالغفور روز شنبہ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

(۱) اگر ایک شخص نے کہا کہ در مختار کو حدیث کے سامنے نہیں مانتا تو اس کا جواب کیا ہوا؟

(۲) جاہل کو عالم مان لینا کیسا ہے؟

(۳) ایک شخص نے اپنے کو مولانا قرار دیا اور وہ شخص زید کو جانتا ہے کہ وہ وہابی ہے اور زید کہتا ہے کہ میں سنت جماعت ہوں اور دراصل میں زید کے اعتقاد میں کچھ فتور پایا جاتا ہے اور زید مناظرہ کے لئے سنی مولانا کو طلب کرتا ہے تو مولانا کو زید سے مناظرہ کرنا لازم آتا ہے یا کہ نہیں اور سنی مولانا کا زید سے کہ دراصل وہ وہابی ہو مناظرہ نہ کرنا باعث ننگ مذہب سنت جماعت کے ہے یا کہ نہیں؟

الجواب:

(۱) اس کا جواب وہی مناسب ہے جو قرآن عظیم نے تعلیم کیا ہے کہ:

تم پر (الوداعی) سلام ہو، ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

"سَلِّمْ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِ الْجَاهِلِينَ" ۱

(۲) جہل ہے اور اس کا انجام ضلالت۔ حدیث میں ہے:

(قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے) یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا تو لوگ (بامر مجبوری) رئیس جاہلوں کو (دینی مقتدا)

حتى اذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤسا جهالا ففسعوا فافتنوا بغير علم فضلو واضلوا ۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱ القرآن الكريم ۲۸/۵۵

۲ صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰/۱

بنائیں گے، پھر ان سے دینی مسائل پوچھیں گے تو وہ بغیر علم فتوے دیں گے تو خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۳) وجوب مناظرہ کے لئے شرائط ہیں، اگر وہ سب پائے جاتے ہیں تو مناظرہ لازم ہے اور اس کا ترک مضر مذہب۔ اور اگر ان میں سے ایک بھی منتفی ہے مثلاً طرف مقابل جاہل ہے یا متعصب معاند ہے جس سے قبول حق کی امید نہیں یا مناظرہ میں فتنہ ہو تو کچھ ضرور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۲: مسئلہ معین الدین احمد ڈاکخانہ بنگلا ضلع مین سنگھ چار شنبہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص بغیر علم حدیث و تفسیر و اصول و فقہ کے فتوے دے یا لکھے تو کیسا ہے یعنی شرعاً وہ شخص مجرم و ماخوذ ہوگا یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)
الجواب:

ضرور مجرم ہے، حدیث میں ہے: افتوا بغیر علم فضّلوا و اضلوا^۱ بے علم کے فتویٰ دیا تو آپ بھی گمراہ ہوا اور ان کو بھی گمراہ کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۳: مسئلہ سیٹھ حاجی آٹو صاحب از پور بندر کاٹھیاواڑ شنبہ ۶ رمضان شریف ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ گجراتی زبان لڑکیوں کو غیر مذہب والی عورتوں سے سیکھوانا یعنی پڑھوانا اور نیز لکھنے کی تعلیم دلوانا جیسے ہندوئی و آریہ مذہب والی عورتوں سے قبل واقفیت ضروری علم دینی کے جائز ہے یا نہیں یعنی اپنے دین حقہ کے مسائل اور دیگر مسائل روزمرہ مثل نماز و روزہ وغیرہ کے پہلے اور نیز اردو کی دنیوی کتابیں پڑھوانے کے واسطے کیا حکم ہے یعنی ہم لوگوں نے مدرسہ قائم کیا ہے اس مدرسہ میں عربی اردو گجراتی علم پڑھایا جاتا ہے، اب ہم علمائے دین سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ گجراتی علم درست ہو تو ہندو عورتوں سے پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟ اور لڑکیوں کو لکھنا اور پڑھانا سکھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہی علوم مسلمان عورتوں سے سیکھنا درست ہے یا نہیں؟ فقط
الجواب:

عورتوں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا منع ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا تعلّمواھن الکتابۃ^۲ (عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ)

^۱ صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰/۱

^۲ اکامل لابن عدی ترجمہ جعفر بن نصر دار الفکر بیروت ۵۷۵/۲

اس میں فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: "وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ" ^۱۔ فتنہ قتل سے بھی سخت ہے۔ حضرت لقمان علی الانبیاء الکرام وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لڑکی مکتب میں ایسی تعلیم ہوتے ہوئے دیکھی، فرمایا:

لَمِنْ يَصْقِلْ هَذَا السِّيفَ ^۲ ۔	یہ تلوار کس کے لئے صیقل کی جا رہی ہے۔
---	---------------------------------------

یہ انہوں نے اپنے زمانے کی نسبت فرمایا اب تو جیسے فتنہ کا زمانہ ہے ظاہر اس لئے درمختار وغیرہ میں فرمایا:

مَنْ لَمْ يَعْرِفْ أَهْلَ زَمَانِهِ فَهُوَ جَاهِلٌ ^۳ ۔	جو کوئی اپنے زمانے کے لوگوں کے حالات سے ناواقف ہے وہ نادان ہے (ت)
---	---

غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے ذی علم عاقل بالغ مردوں کے مذہب اس میں بگڑ گئے ہیں، عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا خارجی مذہب کی عورت کی صحبت میں معاذ اللہ خود خارجی ہو گیا اور یہ دعوٰی کیا تھا کہ اسے سنی کرنا چاہتا ہے، جب صحبت کی یہ حالت تو استاد بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ استاد کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے، اور پھر کمسن لڑکیاں کچی لکڑی جدھر کو پھیری گئی پھر جائیں گی، تو غیر مذہب عورت کی سپردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وہی دے گا جو آپ دین سے واسطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بددین ہو جانے کی پرواہ نہیں رکھتا، شریعت کا تو یہ حکم ہے کہ کافرہ عورت سے مسلمان عورت کو ایسا پردہ واجب ہے جیسا انہیں مرد سے، یعنی سر کے بالوں کا کوئی حصہ یا بازو یا کلائی یا گلے سے پاؤں کے گٹوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصہ مسلمان عورت کا کافرہ عورت کے ساتھ کھلا ہونا جائز نہیں۔ درمختار و تنویر الابصار میں ہے:

وَالذَّمِيَّةُ كَالرَّجُلِ الْإِجْنَبِيِّ فِي الْأَصْحِ فَلَا تَنْظُرُ إِلَى بَدَنِ الْمُسْلِمَةِ ^۴ ۔	ذمیہ زیادہ صحیح قول میں غیر محرم مرد کی طرح ہے لہذا وہ کسی مسلمان عورت کے جسم کو نہ دیکھے (ت)
--	---

^۱ القرآن الکریم ۱۹۱/۲

^۲ الفتاویٰ الحدیثیہ مطلب یکرہ تعلیم النساء المطبعة الجمالیة مصر ص ۲۳

^۳ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب الوتر والنوافل مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۹

^۴ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/۲۴۲

یہ حکم اس کافرہ کی نسبت فرمایا جو سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتی ہے پھر اس کا کیا ذکر جو مطیع الاسلام بھی نہیں، اہلسنت وجماعت کے عقیدے اور طہارت و نماز و روزہ کے مسئلے یکساں پر فرض ہے اور ان کی معتبر کتابیں جیسے عقائد میں مختصر رسالہ عرفان ایمان وغیرہ (نہ وہ کتابیں کہ بے دینوں یا بدمذہبوں نے لکھیں جیسے بہشتی زیور وغیرہ کہ ایسی کتابیں پڑھنا پڑھانا حرام ہے) غرض سنی عالم کی اردو تصنیف صحیح العقیدہ نیک خصلت سے پڑھنا ضروری ہے ان ضروریات اور قرآن عظیم پڑھنے کے بعد پھر اگر اردو یا گجراتی کی دنیوی کتاب جس میں کوئی بات نہ دین کے خلاف ہو نہ بے شرمی کی، نہ اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے کی، اور پڑھانے والی عورت سنی مسلمان پارسیا حیدار ہو تو کوئی حرج نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۳۴: ۳۳۶۵: از ملک گجرات علاقہ احمد آباد مقام برمگام جامع مسجد غلام محی الدین ۴ شوال المعظم ۱۳۳۴ھ

علمائے شرع متین کی خدمت میں چند سوالات عرض کئے جاتے ہیں:

(۱) ایک شخص نے مدرسہ فخرؔ و حدؔ قائم کیا ہے کہ سابق اس کے سے ایک مدرسہ جاری تھا جو حسبہ اللہ عموماً استفادہ عباد اللہ کے لئے قائم کیا گیا تھا تو اس کے شکست و نیست و نابود کرنے کی غرض سے یہ ثانی مدرسہ بنایا کہ اس مدرسہ قدیمہ میں کوئی نہ پڑھے اور بند ہو جائے حالانکہ مدرسہ ثانیہ کی ضرورت نہ تھی، آیا اس طور سے اور اپنی اغراض نفسانی اور حطام دنیوی سے مدرسہ قائم کرنا جائز ہے؟

(۲) ایک شخص منکر قیامت اور تارک الجماعت اور منکر جمعہ ہے باوجود ان اعتقادات کے تعلیم و تعلم گجراتی اور انگریزی میں ترقی اور دینی علوم میں تنزل پسند کرنے والا شخص ہے تو اگر ایسا شخص مدرسہ قائم کرے تو اس میں دینی تعلیم و تعلم جائز ہے یا نہیں، اور اخلاق بگڑنے کے خوف سے احتراز لازم ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص شریر اور فتنہ انگیز اور فقہائے کرام کی کتابوں کا منکر اور فعل لواطت کا قائل بلکہ زانی بھی ہے تو ایسے مدرس کے پاس اپنی اولاد کو پڑھانا درست ہے یا نہ؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے؟ اجیبو ابماکھو صواب۔

الجواب:

(۱) اگر واقعہ یہی ہے کہ پہلا مدرسہ تعلیم دین مطابق مذہب اہلسنت وجماعت کے لئے کافی و وافی تھا اور اس پر عقدؔ و عملاً کوئی اعتراض شرعی نہ تھا تو اس کے قرب میں دوسرا مدرسہ محض بلا حاجت

قائم کرنا عبث بلکہ تفریق قوت ہے لیکن اگر حالت یہ ہے جو سوال میں لکھی تو یہ مدرسہ اس مدرسہ کے توڑنے اور ضرر پہنچانے کے لئے قائم کیا گیا اور پہلا مدرسہ واقعی خالص مدرسہ اہلسنت وجماعت مطابق شریعت ہے، تو اس نیت نامحمود کے ساتھ یہ جدید مدرسہ مسجد ضرار کے حکم میں ہوگا اور اس کے اہل پر اس کا بند کر دینا واجب۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام میں ضرر اور ضرار دونوں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
--	--

(۲) جو شخص قیامت کا منکر اور دین کا معاذ اللہ تنزل چاہنے والا ہے وہ کسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا اور مرتد کی صحبت آگ ہے نہ کہ اس کے زیر تربیت ہو،

قال اللہ تعالیٰ "وَأَمَّا يُنْشِئَنَّ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكَرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" ②۔	(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اگر تمہیں کبھی شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ہر گز ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (ت)
---	--

اور جب وہ دین کا تنزل چاہنے والا ہے تو تعلیم دین کی ترقی اس سے کیونکر متوقع ہے، اس مدرسہ کے پاس نہ جانا چاہئے اور چھوڑ دیا جائے کہ اسی کے خیال والے اس میں پڑھیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) کتب فقہائے کرام کا منکر گمراہ بد دین ہے اور حل لواطت کا قائل کافر، ایسے شخص کے پاس بیٹھنا حرام ہے نہ کہ اس سے پڑھنا۔

قال اللہ تعالیٰ "وَلَا تَزْكُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَنَسُّمُ النَّاسُ" ③۔	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں (دوزخ کی) آگ پہنچے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
---	--

^۱ نصب الراية كتاب الدييات باب ما يحدث الرجل في الطريق المكتبة الاسلاميه رياض ۳۸۴/۳

^۲ القرآن الكريم ۶/۲۸

^۳ القرآن الكريم ۱۱۳/۱۱

مسئلہ ۳۳: مرسلہ حکیم وجیہ الدین احمد صاحب از چھپرہ ضلع سارن محلہ بارہ دری ۳۵ صفر ۱۳۳۵ھ

زبدۃ المحققین قبلہ نمائے آیات اولین، عمدۃ الفواضل، تسلیم پائے تعظیم پذیر فتنہ خدمت فیضدرجت ہو۔ مزاج شریف، کچھ عرض ہے نظر فیض اثر اگر اس طرف متوجہ فرمائی جائے تو حکم العلماء ورثۃ الانبیاء سے مجھ عقیدت آور کو افادہ و امداد کامل پہنچے۔ اس علاقہ ملک شرقیہ کے شہر چھپرہ میں بہت لوگ مولوی وارث حسن بناری کے مریدان ہیں اور خود وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید و خلیفہ ہیں جو اپنا سلسلہ مولانا امداد اللہ مہاجر مکی کے ساتھ درست کرتے و صادق بتاتے اور مولوی اشرف علی دیوبندی جو فہومنہم (انہیں میں سے ہے۔ ت) ان کی تصانیف سند و شیوع میں لاتے، ہم لوگ صوفیان مستند و صادقان و اکابران بے جرم و داغ رہ سلوک و عرفان کے مقتدی و ہدایت یافتہ اور وہ لوگ تصوف غیر مقلدانہ آمیز سے علم افزا شدہ، رموز قرآنیہ کا فہم ان کو آسان ہے مطالب حدیث غوامض ان کے کم علم کے برنوک زبان ہے غرض عجب عنوان عمل و ایقان ہے یہ بات معلوم ہوئی کہ کوئی کتاب حسام الحرمین ہے جس میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی ارتداد بیعت از جانب مولانا امداد اللہ مہاجر مکی بہرہ و سند درج ہے، آپ جناب اقدس نے اسے چھپوایا ہے پس یہ التماس خدمت شریف ہے کہ ایک جلد اس کی اس بندہ ناچیز کو بھی ارسال فرما کر مرہون منت فرمائیں اور اس کے علاوہ اور بھی کوئی رسالہ وغیرہ ان لوگوں کے عقائد یا انفساخ و نادرستی بیعت وغیرہ کے بارہ میں ہو وہ بھی مرحمت ہو۔ دوسری بات یہ کہ اس ہمہچندان کو شوق حصول علم جفر ہوا نقوش و ادعیات مرتبہ قاعدہ جفر زیادہ تر اثرات بروج و کواکب کے ساتھ مبنی و محتوی ہیں لہذا تھوڑا حصہ علم نجوم کا بھی معلوم کرنا لازم ہوا، اوقات و ساعات سابعہ سیارہ و منازل و بروج سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ٹھہرا، پس سلسلہ بندان گنگوہی نے یک دم سرے سے علم نجوم ہی کو کل کفر ٹھہرایا اور بوجہ اس کہ احوال مغیبات نجوم و جفر سے دریافت ہوتے لہذا علم جفر کو اس کا چھوٹا بھائی بتایا اور ایک حدیث مشکوٰۃ کی ثبوت کفر میں پیش کی کہ کاہن و ساحر و منجم یک حکم رکھتے اور علم نجوم سکھنا اور سکھانا دونوں ہی کفر۔ یہ کہا گیا کہ علم نجوم کل کفر ہو نہیں سکتا کیونکہ علماء و فضلاء و حکماء و مفسرین و محدثین کو تھوڑی واقفیت حقیقت اشیاء و جزئیات امور علم نجوم کی بھی ضرور ہے تا استدلال و تردید مذاہب باطلہ کی وہ بخوبی کر سکیں اور اس کی حقیقت و ماہیت و افعال و خواص سمجھیں اور بتائیں چنانچہ تمثیل و تطبیق میں مولانا روم علیہ الرحمۃ و فتراول مثنوی معنوی میں فرماتے ہیں:

(۱) ہر کرا با اخترے پیو مٹی ست مرد را با اخترے خود ہمگی ست

(۲) طالعش گرزہ رہا شد با طرب میل کلی دارد آں عشق و طلب

(۳) در بود مرغی و خونریز خو جنگ و بہتان و خصومت جویدا^۱

(ترجمہ: (۱) جس شخص کو ستاروں سے وابستگی ہے مرد کو ستاروں سے خود ہی ہمت لڑانی چاہئے۔

(۲) عیش و عشرت رکھتے ہوئے، جس کا طالع زہرہ ستارہ ہے وہ مکمل رجحان عشق کی جستجو کی طرف رکھتا ہے۔

(۳) اگر اس کا طالع ستارہ مرغ ہے تو وہ خونریزی کی عادت اور لڑائی جھگڑا اور بہتان تراشی ڈھونڈتا رہتا ہے)

اگر بے وجود ہوتا اور ضلالت کی بات تھی تو مولانا نے اس پر کیوں واقفیت حاصل کی اور مزید برآں دوسرے مسلمانان کے واقفیت عامہ کے لئے کیوں رقم فرمایا۔ علم نجوم اور احکام نجوم جو منجمین پیشینگوئیاں کہہ کر کماتے پھرتے یہ دونوں دو چیز ہے یہ البتہ ضرور ہے اور بیشک ہم اس پر عمل ہیں کہ احکام نجوم پر ہم ایمان نہیں رکھتے کہ بالیقین یہی ہو کے رہے گا ستاروں کو فاعل حقیقی ہم ہرگز نہیں سمجھتے، مصدر خیر و شر ستاروں کو ہم کبھی نہیں جانتے مگر ہاں تاثرات ان کے بیشک مانتے، افعال اثر خوب یا خراب جو اللہ پاک نے ان میں دے کر متعین بکار عالم کیا ہے وہ بیشک بمرضی اللہ پاک یوں و لیوں جاری ہوا کرتا،

<p>اللہ تعالیٰ نے رات، دن، سورج اور چاند تمہارے تابع کر دیئے یعنی تمہاری خدمت میں لگا دئے، اور ستارے اس کے حکم کے پابند ہیں، یقیناً ان باتوں میں عقلمند افراد کے لئے قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں۔ (ت)</p>	<p>"وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ" ۲</p>
---	---

تفسیر مولانا عبدالحق حقانی میں بہ تفسیر سورہ فاتحہ آیۃ اهدنا الصراط المستقیم در بیان و تشریح افراط و تفریط فی العبادات و افراط و تفریط فی العلوم کے آخر عبارت میں صاف درج و مستنبط ہے کہ علم نجوم و طلسم و نیر نجات و کیمیا وغیرہ علوم و دیگر فنون کا افراط منع و یکدم تفریط بھی ناجائز حالت درمیانی بہتر اور اسی کو حکمت کہتے اور حکمت وجہ کمال انسان اور مصداق صراط مستقیم^۳۔

^۱ مثنوی معنوی دفتر اول باب حکایت بادشاہ جہود الخ نورانی کتب خانہ پشاور / ۲۳

^۲ القرآن الکریم ۱۶ / ۱۲

^۳ تفسیر حقانی تحت آیۃ اهدنا الصراط المستقیم دارالاشاعت تفسیر حقانی حقانی منزل دہلی حصہ دوم ص ۳۲

جلد اول فتاویٰ میں مولانا مفسر دہلوی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے درج ہے سوالات عشرہ جو شاہ بخارا نے ان کو لکھا تھا اس کے جواب سوال ہفتم میں علم منطق و علم انگریزی و علم فارسی و علم فقہ و علم نجوم و رمل و علم قیافہ و سحر کے بارہ میں یہ تحریر کہ جو حکم صاحب آلہ کا وہی حکم آلہ کا اور تحصیل علم کی وجہ سے گنہگار نہیں ہو سکتا الخ۔ اور اسی دفتر اول فتاویٰ میں بحصہ آخر مرقوم کہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ایک شخص کو حفظ حرمت و عزت کے لئے انگلشٹری نقرئی پر اسم عزیز بقاعدہ تفسیر علم جفر کندہ کرانے کو بوقت شرف قمر فرمایا اور تحقیق ساعت شرف اہل نجوم سے کرنے کو فرمایا۔ پس علم جفر اگر بحکم کفریہ تھا تو اس علم کے قاعدہ میں اسم الہی کا کیوں نقش بنایا اور علم نجوم بحکم کفریہ تھا تو اس کی ساعت اور اہل نجوم سے تحقیق کر لینے کو کیوں اجازت دیا اور بقول منکران سعد و نحس ستارگان کوئی چیز نہیں تو تخصیص شرف قمر کیا چیز ٹھہری اور مولانا محدث ہو کر خود ان دونوں علم کفریہ کو یکھا و جانا اور دوسرے اہل اسلام کو کیوں بتایا۔ اب آپ کی خدمت عالی میں بینوا توجروا کی عرض و تصدیق ہے کہ دربارہ امر متذکرہ جو کچھ بحکم آیات و حدیث ثابت و مستنبط ہوتا ہو وہ بدستخط و مہر اپنے زیب قلم فرمائیں تا معترضان عامل بالحدیثان کو دکھلایا جائے اور بسا اکیراں دین و عاملان شرع مبین جو ان دونوں علم مذکورہ کو جانتے تھے انہوں پر الزام بدیہ جو عائد ہو رہا ہے بطریق احسن دفع کر دیا جائے و توثیق و تصدیق کے لئے زیب قلم فرمودہ آنجناب چوں حرز جاں بحفاظت رکھا جائے۔

الجواب:

حضرات علمائے کرام حریم شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریمًا نے بالاتفاق رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و احزابہما کی نسبت نام بنام فتوئے کفر و ارتداد دیا ہے اور صاف ارشاد فرمایا ہے:

من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر ^۱	جس نے ان کے عذاب اور کفر میں شک کیا وہ بلاشک و شبہ کافر ہو گیا۔ (ت)
--	---

یہاں سے ان کی بیعت کی حالت بھی ظاہر کہ مرتد ہو کر بیعت کیونکر قائم رہ سکتی ہے اس کے لئے حسام الحرمین کا ملاحظہ کافی ہے۔ جفر بیشک نہایت نفیس جائز فن ہے حضرات اہلبیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا علم ہے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے خواص پر اس کا اظہار فرمایا اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے معرض کتابت میں لائے۔ کتاب

^۱ حسام الحرمین علی منحہ الکفر والبدین مطبع اہلسنت بریلی ص ۹۲

مستطاب جفر جامع تصنیف فرمائی۔ علامہ سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں: امام جعفر صادق نے جامع میں ماکان و مایکون تحریر فرمادیا¹۔

سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الدر المکنون والجوهر المصنوع میں اس علم شریف کا سلسلہ سیدنا آدم و سیدنا شیث و غیر ہما انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے قائم کیا اور اس کے طرق و اوضاع اور ان میں بہت غیوب کی خبریں دیں²۔

عارف باللہ سیدی امام عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے ایک رسالہ اس کے جواب میں لکھا اس کا انکار نہ کرے گا مگر ناواقف یا گمراہ متعسف۔ نجوم کے دو ٹکڑے ہیں علم و فن تاثیر۔ اول کی طرف تو قرآن عظیم میں ارشاد ہے:

سورج اور چاند ایک حساب سے چل رہے ہیں، یہ سورج ہے جو اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے، یہ اس (اللہ تعالیٰ) کا اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جو زبردست اور سب کچھ اچھی طرح جاننے والا ہے، ہم نے چاند کے لئے مختلف منازل کا ایک اندازہ کر لیا ہے یہاں تک کہ وہ آخر کار کھجور کی پرانی (اور بوسیدہ) ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے، اور نہ سورج کی یہ طاقت ہے کہ وہ پیچھے سے چاند کو آ پکڑے، اور نہ رات میں یہ قوت ہے کہ وہ دن سے آگے نکل جائے، یہ سب کے سب اپنے مرکز (مدار) میں تیر رہے ہیں ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا لیکن ہم نے رات کی نشانی مٹادی (یعنی اسے مدہم

"الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ" ③
 "وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ" ④
 وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَا مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ⑤ لَا
 الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَ
 كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ" ④
 "وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَاتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ
 النَّهَارِ مُبْصِرًا ۚ فَلْيَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ۚ وَتَعْلَمُوا أَعَدَّ لِلْسَّائِفِينَ
 وَالْجَسَابِ كُلًّا

¹ شرح المواقف المقصد الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۶/۲۲

² الدر المکنون والجوهر المصنوع

³ القرآن الکریم ۵۵/۵

⁴ القرآن الکریم ۳۶/۳۸-۳۹

<p>کر دیا) اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو (یعنی دن کو رزق حلال کی تلاش کرو) تاکہ تم لوگ سالوں کی گنتی اور حساب کو جان سکو، اور ہم نے ہر چیز کو خوب اچھی طرح تفصیل سے بیان کر دیا۔ برجون والے آسمان کی قسم۔ بڑا بابرکت ہے (اللہ تعالیٰ) جس نے آسمان میں برج رکھے۔ پھر میں قسم کھاتا ہوں بیچھے ہٹ جانے والے تاروں کی۔ اور (قسم کھاتا ہوں) سیدھی رفتار والے رکے رہنے والے تاروں کی۔ اور وہ (خدا کے مقبول بندے) آسمان و زمین کی پیدائش (بناوٹ) میں گہرا غور و فکر کرتے ہیں۔ (پھر عرض کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ بیکار اور بے فائدہ نہیں بنایا۔ لہذا تمام عیوب و نقائص سے تیری ذات پاک ہے لہذا ہمیں آتش دوزخ کے عذاب سے بچا اور محفوظ فرمادے۔ کیا آپ نے اپنے پروردگار کے (بے شمار نشانات قدرت میں سے اس نشانی کو) نہیں دیکھا کہ کس طرح سایہ کو پھیلا دیتا ہے، اور اگر وہ چاہتا تو ٹھہرا ہوا بنا دیتا۔ پھر ہم نے اس کے وجود پر سورج کو دلیل ٹھہرا دیا، پھر ہم آہستہ آہستہ اسے (سایہ کو) اپنی طرف سمیٹتے رہتے ہیں۔ پس آیات مذکورہ کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات قرآنیہ ہیں (جو علم نجوم کی طرف راہنمائی کرتی ہیں) (ت)</p>	<p>شَيْءٌ فَصَلَّاهُ تَقْصِيلاً ۝^۱ "وَالسَّمَاءَ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝^۲ "تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا ۝^۳ "فَلَا أُقْسِمُ بِالنُّجُومِ ۝^۴ "وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَابَعًا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَابِلًا ۝^۵ "سُبْحَانَكَ فَقَعَاذَ اللَّهِ النَّاسِ ۝^۶ "أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۝^۷ "وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝^۸ "ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۝^۹ "۝^{۱۰} "إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ آيَاتٍ كَثِيرَةٍ</p>
---	--

اور اس کا فن تاثیر باطل ہے تدبیر عالم سے کواکب کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا نہ ان کے لئے کوئی تاثیر ہے غایت درجہ حرکات فلکیہ مثل حرکات نبض علامات ہیں کہا قال اللہ تعالیٰ:

اور کچھ نشانیاں ہیں اور وہ لوگ ستاروں سے راہ پاتے ہیں۔ (ت)

"وَعَلَبَتْ ۝ وَالنَّجْمُ هُمْ يَهْتَدُونَ ۝^۷ "

^۱ القرآن الکریم ۱۲/۷

^۲ القرآن الکریم ۱/۸۵

^۳ القرآن الکریم ۶۱/۲۵

^۴ القرآن الکریم ۱۶۱/۱۵

^۵ القرآن الکریم ۱۹۱/۳

^۶ القرآن الکریم ۳۶، ۳۵/۲۵

^۷ القرآن الکریم ۱۶/۱۲

نبص کا اختلاف اعتدال سے طبیعت کے انحراف پر دلیل ہوتا ہے مگر وہ انحراف اس کے اثر نہیں بلکہ یہ اختلاف اس کے سبب سے ہے اس علامت ہی کی وجہ سے کبھی اس کی طرف اکابر نے نظر فرمائی ہے "فَنَظَرَ نَظْرًا فِي الْهُجُورِ ۖ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ" ۱ (پھر ایک نگاہ ستاروں پر ڈالی تو ارشاد فرمایا میں تو بلاشبہ بیمار ہوں۔ ت) زمانہ قحط میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ باران کے لئے دعا کرو اور منزل قبر کا لحاظ کر لو۔ امیر المومنین مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے:

لاتسافروا والقبر فی العقر۔	سفر نہ کرو جبکہ چاند برج عقرب میں ہو۔ (ت)
----------------------------	---

اگرچہ علماء نے اس کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ عقرب ایک منزل تھی اور قمر ایک راہزن کا نام تھا کہ اس منزل میں تھا۔ علم تکسیر علم جفر سے جادو و سرافن ہے اگرچہ جفر میں تکسیر کا کام پڑتا ہے یہ بھی اکابر سے منقول ہے امام حبیہ الاسلام غزالی و امام فخر الدین رازی و شیخ اکبر محی الدین ابن عربی و شیخ ابوالعباس یونی و شاہ محمد غوث گوالیاری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اس فن کے مصنف و مجتہد گزرے ہیں اس میں شرف قبر وغیرہ ساعات کا لحاظ اگر اسی علامت کے طور پر ہو جس کی طرف ارشاد فاروقی نے اشارہ فرمایا تو لا باس بہ ہے اور پابندی اوہام منجمین کے طور پر ہو تو ناجائز،

"مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءُ سَيِّمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاءُكُمْ مَا أُنْزِلَ اللَّهُ بِهِمْ مِنْ سُلْطٰنٍ ۖ إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ ط ۖ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ط ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝" ۲	وہ تو نہیں مگر کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی سند (دلیل) نہیں اتاری۔ حکم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، پس اس نے یہ حکم فرمایا کہ اس کے بغیر کسی کی عبادت نہ کرو یہی ٹھیک دین ہے، لیکن زیادہ تر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں مانتے۔ (ت)
--	--

طسم و نیر نجات سراسر ناجائز ہیں نیرنج تو شعبہ ہے اور شعبہ حرام کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ در مختار وغیرہ بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔ ت) اور طسم تصاویر سے خالی نہیں اور تصویر حرام، (حدیث میں ہے:)

۱ القرآن الکریم ۷۳/۸۸ و ۸۹

۲ القرآن الکریم ۱۲/۲۰

اشد الناس عذاباً يوم القيامة من قتل نبياً وقتله نبي والمصورون ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	روز قیامت سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب اس کو ہوگا کہ جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا اسے کسی نبی نے مار ڈالا، اور تصویریں بنانے والوں کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
--	--

مسئلہ ۳۳۸: مرسلہ مولوی محمد بہاؤ الدین صاحب موضع سکندر پور ڈاکخانہ کرنڈہ ضلع غازی پور ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ
یہاں پر ایک وہابی رہتا ہے وہ شخص پیرو ہے علمائے دیوبند کا، خاص کر مولوی اشرف علی و مولوی رشید احمد کا۔ وہ شخص کہتا ہے
کہ پیر و استاد دینی سے مرتبہ زیادہ ہے ماں باپ کا کیونکہ ماں باپ کا مرتبہ قرآن مجید سے زیادہ ثابت ہوتا ہے فقیر نے حدیث
پیش کی کہ فضیلت پیر و استاد کی ماں باپ سے زیادہ ہے، اس شخص نے کہا کہ ہم قرآن مجید کے مقابلہ میں حدیث کو نہ مانیں
گے، تو سوال یہ کہ حدیث شریف کا انکار کرنے والا کیا ہوا، اور ماں باپ سے مرتبہ زیادہ پیر و استاد کا ہے یا نہیں؟ بادل لیل و بابت
قلم سے تحریر کر دیجئے وہ تحریر سند سمجھوں گا۔ والسلام

الجواب:

پیر و استاد علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ وہ مربی بدن ہیں یہ مربی روح، جو نسبت روح سے بدن کو ہے وہی نسبت استاد و
پیر سے ماں باپ کو ہے،

کما نص عليه العلامة الشرنبلالی في غنية ذوی الاحکام وقال فيه ذاب الروح لا ابو النطف ^۲ ۔	جیسا کہ علامہ شرنبلالی نے غنیہ ذوی الاحکام میں اس کی صراحت فرمائی چنانچہ اس میں ارشاد فرمایا یہ استاد انسان کے روح کا باپ ہے اس کے مادہ تولید (نطفہ) سے بنے ہوئے جسم کا باپ نہیں۔ لہذا جو فرق جسم اور روح میں ہے وہی فرق استاد اور والدین میں ہے۔ (ت)
--	---

قرآن عظیم میں ماں باپ کا ذکر فرمایا یہ نہیں فرمایا کہ ان کے برابر کسی کا حق نہیں بلکہ وہ آیہ کریمہ جس میں اپنے شکر کے
ساتھ والدین کے شکر کو فرمایا، مربیان دین کا مرتبہ ماں باپ سے بہت زائد

^۱ المعجم الكبير حديث ۱۰۴۹ و ۱۰۵۱۵ المكتبة الفيصليه بيروت ۱۰/۲۶۰ و ۲۶۲

^۲ غنية ذوی الاحکام

ہونے کی طرف اشارہ فرماتی ہے ظاہر ہے کہ تربیت دین نعت عظمیٰ ہے اور اس کا شکر قطعاً فرض، مگر ان کا شکر بعینہ شکر الہی عزوجل ہے اسی واسطے انہیں لی میں داخل فرمایا ان کے بعد والدین کا ذکر ارشاد ہوا، ورنہ والدین کا حق نبی سے بڑھ جائے گا کہ یہاں جس طرح استاد و پیر کا ذکر نہیں ویسے ہی نبی کا بھی ذکر نہیں۔ دیوبندیوں سے انکار حدیث کی شکایت کیا معنی رکھتی ہے۔ علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین دیکھئے کہ یہ لوگ خود حضور رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کے مخالف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۹: مرسلہ شیخ محمد اکرام الدین طالب علم درجہ حفظ (د) چوک لکھنؤ مدرسہ فرقانیہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا باپ علوم دینیہ پڑھنے سے زید کو روکتا ہے کیا زید بلا رضامندی اپنے باپ کے طلب علم دین کے واسطے اپنا وطن چھوڑ کر دوسرے شہر میں جا کر علم دین پڑھے درحالیکہ اس کے وطن میں کوئی مولوی حافظ موجود نہیں ہے۔، جواب بحوالہ کتب مسطور فرمایا جائے۔ بینوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

طلب علم دین اپنی حاجت کے قدر فرض عین اور اس سے زائد فرض کفایہ ہے اس کے باپ کا اس سے روکنا خلاف حکم خدا ہے اور خلاف حکم خدا میں کسی کی اطاعت نہیں۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا طاعة لاحد فی معصیة اللہ تعالیٰ ^۱ ۔	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت (اور فرمانبرداری) نہیں۔ (ت)
--	--

فتاویٰ امام قاضیہاں میں ہے:

لو خرج فی طلب العلم بغیر اذن والدیہ فلا بأس به ولم یکن هذا عقوقاً ^۲ ۔	اگر حصول علم کے لئے بغیر اجازت والدین باہر جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور یہ ان کی نافرمانی نہیں۔ (ت)
--	--

^۱ المعجم الكبير حديث ۳۱۵۰ المكتبة الفيصلية بيروت ۳/ ۰۹- ۲۰۸

^۲ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظر والاباحة فصل فی التسليم الخ نوکشتور لکھنؤ ۳/ ۹۴

ہاں اگر باپ محتاج ہے اور اگر یہ باہر جائے تو وہ ضائع رہ جائے کوئی ذریعہ قوت نہ اس کے پاس ہو نہ یہ بھیج سکے تو اس کا روکنا بجائے، فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

قال محمد رحمه الله تعالى في السير الكبير اذا اراد الرجل ان يسافر الى غير الجهاد لتجارة او حج او عمرة وكره ذلك ابواه فان كان يخاف الضيعة عليها بان كانا معسرين و نفقتهما عليه وماله لايفي بالزاد و الراحلة و نفقتهما فانه لا يخرج بغير اذنها سواء كان سفرا يخاف على الولد الهلاك فيه كركوب السفينة في البحر او دخول البادية ماشيا في البرد الشديد او لا وان كان لا يخاف الضيعة عليها بان كانا موسرين ولم تكن نفقتهما عليه. ان كان سفرا لا يخاف على الولد الهلاك فيه كان له ان يخرج بغير اذنه ان كان يخاف على الولد لا يخرج الا باذنها كذا في الذخيرة وكذا الجواب فيما اذا خرج للنفقة الى بلدة اخرى ان كان لا يخاف عليه الهلاك بسبب هذا الخروج كان بمنزلة السفر للتجارة وان كان يخاف عليه الهلاك كان بمنزلة الجهاد

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سیر کبیر میں فرمایا جب کوئی شخص جہاد کے بغیر کسی اور کام کے لئے سفر کرنے کا ارادہ کرے مثلاً کاروبار کرنے یا حج یا عمرہ کرنے کا ارادہ کرے، لیکن والدین اس کے سفر کرنے کو ناپسند کریں، اگر اسے (اپنے باہر جانے کی وجہ سے) والدین کی ہلاکت (اور تلف ہونے) کا خطرہ ہو مثلاً اس طرح کہ وہ دونوں تنگدست اور نادار ہوں اور دونوں کے اخراجات کا یہ ذمہ دار ہو، اور حالت یہ ہو کہ اس کا سرمایہ زاد راہ، سواری اور ان دونوں کے اخراجات کے لئے ناکافی نہ ہو تو پھر اس صورت میں یہ شخص والدین کی اجازت کے بغیر نہ جائے، خواہ ایسا سفر ہو جس میں بیٹے کی ہلاکت کا خطرہ ہو جیسے سمندر میں کسی کشتی پر سوار ہونا یا کسی جنگل بیابان کو شدید سردی کے دنوں میں پیدل طے کرنا، یا ایسا نہ ہو، اگر اسے والدین کی ہلاکت کا خطرہ نہ ہو مثلاً وہ دونوں (والدین) مالدار ہوں اور ان کے اخراجات اس کے ذمے نہ ہوں۔ اگر سفر میں انہیں بیٹے کی ہلاکت کا کوئی خطرہ نہ ہو پس اس صورت میں یہ والدین کی اجازت کے بغیر باہر جاسکتا ہے۔ اور اگر انہیں اسکی جان کا اندیشہ ہو تو پھر بغیر اجازت لئے سفر نہ کرے۔ ذخیرہ میں یہی مذکور ہے اور یہ جواب ہے، جب یہ حصول فقہ کے لئے کسی دوسرے شہر میں جائے، اگر

<p>اس سفر میں ہلاکت کا خطرہ نہ ہو تو پھر یہ سفر تجارت کی طرح ہے۔ اور اگر ہلاکت کا خوف ہو تو پھر بمنزلہ سفر جہاد ہے۔ محیط میں اسی طرح مذکور ہے اہ باختصار۔ تو نے دیکھا کہ میں نے اس کے قول "لا یخرج بغیر اذنہما" وہی کچھ لکھا کہ جس کی اس نے تصریح کی اقول: (میں کہتا ہوں) یہاں "اذن" سے مراد حقیقتاً اذن ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ان دونوں (والدین) کے پاس بقدر کفایت مال ہو اگرچہ کسی دوسرے کی طرف سے مہیا ہو۔ لیکن اگر یہ اُن سے اجازت مانگے جبکہ یہ جانتا ہے کہ اس کے بغیر ان کے بقدر ضرورت (کفاف) مال نہیں اور وہ غضبناک لہجے میں کہہ دیں اللہ تعالیٰ کی برکت کے پیش نظر روانہ ہو جا تو یہ کسی حالت میں "اذن" نہیں اگرچہ فرض کر لیا جائے لہذا اس کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے انہیں ضائع کر دینا حرام ہے، اور حرام کسی کی اجازت سے حلال نہیں ہو سکتا۔ (ت)</p>	<p>کذا فی المحيط^۱ اہ باختصار، ورائتی کتبت علی قوله، لا یخرج بغیر اذنہما مانصہ اقول: ای حقیقة فانہ لا یکون الا اذا کانت عندہما کفایۃ ولو من قبل غیرہما اما اذا استأذن وهو یعلم ان لا کفایۃ لہما دونہ فقالا غضبا سر علی بركة الله تعالى فهذا لیس من الاذن فی شیء وان فرض فلا معتبر بہ لان اضاعتہما حرام والحرام لا یحل بأذن احد۔</p>
--	---

اسی طرح اگر لڑکا امر دُخو بصورت محل فتنہ ہے اور تنہا جاتا ہے تو کہا گیا کہ اس صورت میں بھی باپ روک سکتا ہے۔ خانیہ میں بعد عبارت سابقہ ہے:

<p>یہ حکم اس وقت ہے جبکہ وہ بارش ہو لیکن اگر وہ لڑکا بے ریش، خوبصورت ہو تو پھر دریں صورت والد اس کے باہر جانے سے یعنی سفر کرنے سے روک سکتا ہے (ت)</p>	<p>قيل هذا اذا كان ملتجئاً فان كان امر دصبيح الوجه فلا يبيہ ان يمنعه من الخروج^۲ اھ</p>
---	---

اقول: (میں کہتا ہوں) تحقیق مقام یہ ہے کہ اگر وہاں جانے میں اندیشہ فتنہ یقینی ہے یعنی ایسا ظن غالب کہ فقہیات میں ملحق بہ یقین ہے تو بلاشبہ باپ روک سکتا ہے بلکہ روکنا لازم ہے

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الخ الباب السادس والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۵

^۲ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی التسبیح والتسلیم الخ نوکثور لکھنؤ ۱۲/ ۷۹۴

فان درء المفاسد اہم من جلب المصالح (کیونکہ مفسد کا دفاع مصالح کے حصول سے زیادہ ضرور کرے۔ ت) اور اگر محض وہم ہے تو معتبر نہیں ہے اور اگر متوسط حالت ہے تو علم ضروری سے نہیں روک سکتا اور زائد میں نظر مختلف ہے اور معیار موازنہ مفسدہ و مصلحت ہے کہا قانون الشرع والعقل فلیکن التوفیق وبالله التوفیق (جیسا کہ شرعی اور عقلی قانون کا تقاضا ہے پس توفیق حاصل ہونی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی حصول توفیق ہے۔ ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴۰: از بریلی محلہ سوداگری مسئلہ محمد حسین طالبعلم مدرسہ منظر اسلام ۷ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے عمرو کو علم طب سکھایا اور عمرو نے زید کو علم حساب سکھایا مرتبہ استاد اور شاگرد ہونے میں دونوں برابر ہیں یا کسی کو ایک دوسرے پر افضلیت ہے؟

الجواب:

جمع تفریق ضرب تقسیم جس قدر پر علم فرائض کا توقف ہے طب سے افضل ہے باقی حساب میں تو غل سے طب افضل ہے جس نے افضل سکھایا وہ افضل استاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴۱: از بریلی مدرسہ اہلسنت مولوی شفیع احمد صاحب طالب علم مدرسہ ساکن بیلپور کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے ماں باپ اگر تحصیل علم فرض سے منع کریں تو اس میں ان کی تعمیل حکم ہرگز نہیں چاہئے اور اگر ان کی قربت میں تحصیل نہ ہو سکے تو سفر کرنا ضرور ہے اگرچہ ماں باپ کو اس کی خدمت کی طرف احتیاج ہو تو یہ قول زید صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا بالتفصیل ولو کان القلیل توجروا من رب الجلیل (کسی قدر تفصیل سے بیان فرماؤ اگرچہ تھوڑی ہو، اور جلیل القدر پروردگار سے اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

قول زید صحیح ہے مطلقاً جبکہ اس علم کی تحصیل چاہتا ہو جو فرض عین ہے یونہی صحیح ہے اگر بقدر فرض عین جانتا ہو اور فرض کفایہ کی تحصیل چاہے اور وہاں میسر نہ ہو اور اس کے سفر کرنے میں والدین کا ضائع چھوڑنا نہ ہو اور اگر ان کی اضاعت لازم آئے تو فرض عین کے بعد کفایہ کے لئے اس کی اجازت نہیں ہو سکتی کہ ان کا ضائع نہ چھوڑنا اس پر فرض عین ہے ضائع چھوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ نہ مال رکھتے ہیں نہ کسب پر قادر ہیں یہی کماتا ہے اور انہیں کھلاتا ہے اور اگر تحصیل کفایہ میں مشغول ہوگا

تو ان کے نفقہ سے عاجز ہوگا اور وہ نان شبینہ کو محتاج رہ جائیں گے یا وہ سخت مریض یا اپانچ یا مفلوج ہیں کہ حرکت سے عاجز ہیں اور ان کی خدمت اسی کے متعلق ہے اور وہ اجیر نہیں رکھ سکتے تو تحصیل کفایہ کو سفر ممنوع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴۲: از سوائی مادھو پور قصبہ ساگود ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ الف خاں مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ تعلیم انگریزی و ہندی کی مسلمان کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

غیر دین کی ایسی تعلیم کہ تعلیم ضروری دین کو روکے مطلقاً حرام ہے، فارسی ہو یا انگریزی یا ہندی، نیز ان باتوں کی تعلیم جو عقائد اسلام کے خلاف ہیں جیسے وجود آسمان کا انکار یا وجود جن و شیطان کا انکار یا زمین کی گردش سے لیل و نہار یا آسمانوں کا خرق و التیام محال ہونا یا اعادہ معدوم ناممکن ہونا وغیر ذلک عقائد باطلہ کہ فلسفہ قدیمہ جدیدہ میں ہیں ان کا پڑھنا پڑھانا حرام ہے کسی زبان میں ہو نیز ایسی تعلیم جس میں نیچریوں دہریوں کی صحبت رہے ان کا اثر پڑے دین کی گرہ سست ہو یا کھل جائے، اور اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علوم آلیہ مثل ریاضی و ہندسہ و حساب و جبر و مقابلہ و جغرافیہ و امثال ذلک ضروریات دینیہ سیکھنے کے بعد سیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں کسی زبان میں ہو اور نفس زبان کا سیکھنا کوئی حرج رکھتا ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴۳: مولوی افضل صاحب طالب علم مدرسہ منظر اسلام مورخہ ۷ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

چہ میفرماید علمائے دین کہ یک شخص نزد کسے سبق خواندہ بعدہ معلوم کہ استاد اور دین خود مستقیم نیست ومی گوید کہ امام صاحب نداشته و اجماع را غلط میداندمی گوید کہ قادیانی مجدد بود وغیرہ بے ادبی ہا از او دیدہ و او را ترک کرد و او را بسیار ناراضی کرد کہ آیا این شاگرد نزد شرعی ملامت است یا نہ اینچنین استاد حق بر سر شاگرد دارد یا نہ؟ بینوا تو جبر و ا-

علمائے دین کیا فرماتے ہیں (اس مسئلہ میں کہ) ایک آدمی نے ایک استاد سے سبق پڑھا بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ اس کا استاد ٹھیک دین نہیں رکھتا، کہتے ہیں کہ اس کا کوئی امام نہیں (یعنی وہ کسی امام کا پیروکار نہیں) اور وہ اجماع امت کو غلط کہتا ہے اور کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مجدد تھا اور اس کے علاوہ اور کئی ناشائستہ اور بے ادبی کی کتابیں (شاگرد نے) استاد سے دیکھیں اس لئے اس کو چھوڑ دیا اور اس کو سخت ناراض کیا، تو کیا یہ شاگرد اسلامی شریعت میں قابل ملامت ہے یا نہیں، اور اس قسم کا استاد شاگرد پر اپنا حق رکھتا ہے یا نہیں؟ بیان فرمائیے اجر پائیے۔ (ت)

الجواب:

اس قسم کے استاد کا اپنے شاگرد پر وہی حق ہے جو شیطان لعین کا لعین راکہ اور لعنت مے کنندہ روز قیامت کشاں کشاں بدوزخ اگلند۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اس قسم کے استاد کا اپنے شاگرد پر وہی حق ہے جو شیطان لعین کا لعین راکہ اور لعنت مے کنندہ روز قیامت کشاں کشاں بدوزخ اگلند۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
---	---

(تعالیٰ اعلم) (ت)

مسئلہ ۳۴۴: مولوی افضل صاحب طالب علم مدرسہ منظر اسلام مورخہ ۷ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

سوال دیگر برادر من مرا تعلیم کردہ و رمن ظلم و ستم بجد کردہ در مال دنیاوی و من با او گفتگو بسیار کردہ ام دریں باب اس حق دار است یا نہ و نزد شرع ملامت ست یا نہ؟	دوسرا سوال: میرے بھائی نے مجھے تعلیم دی لیکن اس نے دنیوی مال کے معاملہ میں مجھ پر بجد ظلم و ستم کیا، پھر میں نے اس سے بہت سی باتیں کیں اس باب میں یہ حقدار ہے یا نہیں؟
--	--

الجواب:

برادرِ کلاں را در حدیث بشابہ پدر شمرده اند خاصہ کہ استاذ باشد استاذ علم دین خود اعظم از پدرست برائے مال با او ناخفا ظنی نمی شاید کرد باینمہ اگر در گفتگو تجاوز از حد نہ کردہ ست بزہ کار نیست و بوجہ عدم رعایت حق استاذ و برادر کلاں خالی از ملامتی ہم نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	بڑے بھائی کو حدیث پاک میں والد کے مشابہ شمار کیا ہے جبکہ وہ استاذ بھی ہو۔ علم دین کا استاذ (مرتبہ میں) والد سے بہت بڑا ہے۔ لہذا دنیاوی مال کی وجہ سے اس کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہئے تھی، اور ان سب باتوں کے باوجود اگر کلام کرنے میں حد سے تجاوز نہیں کیا تو کنگہ کار نہیں۔ پس استاذ اور بڑے بھائی کے حق کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے ملامت سے خالی بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
--	---

مسئلہ ۳۴۵: از ریاست جموں کشمیر خاص محلہ رنگہ نراں بخانہ منشی چراغ ابراہیم براسۃ جہلم مرسلہ محمد یوسف صاحب ۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

اگر کوئی صاحب اہل علم ہو کر اپنے استاد مربی کا انکار کرے کہ ہمارا کوئی استاد نہیں باوجودیکہ گواہ موجود ہوں، تو اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

استاد کا انکار کفران نعمت ہے، اور کفران نعمت موجب سزا و عقوبت،

"وَهَلْ نُجِزِي إِلَّا الْغُفُورَ" ^۱ (ہم بدلہ یعنی سزا نہیں دیتے سوائے ان کے ناشکر گزار ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴۶: از فیض آباد مسجد مغلیہ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن و مولوی عبدالحی
۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
پیر مولوی جو مرید کرتے ہیں نائب رسول بھی کہلاتے ہیں ان کو پیروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور ان کے
اصحاب اور امامان شریعت کی واجب ہے؟

الجواب:

ضرور واجب ہے مگر کسی شخص پر بدگمانی کہ یہ پیروی نہیں کرتا بے کسی ایسی دلیل کے جو آفتاب کی طرح روشن ہو جائز نہیں
اور علماء پر عوام کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو مشہور بمعرفت ہو اس کا معاملہ زیادہ نازک ہے ہر عام مسلمان کے لئے حکم ہے کہ اس
کے ہر قول و فعل کے لئے ستر محمل حسن تلاش کرو نہ کہ علماء و مشائخ جن پر اعتراض کا عوام کو کوئی حق نہیں یہاں تک کہ کتب
دینیہ میں تصریح ہے اگر صراحۃً نماز کا وقت جارہا ہے اور عالم نہیں اٹھتا تو جاہل کا یہ کہنا گستاخی ہے کہ نماز کو چلئے وہ اس کے لئے
ہادی بنایا گیا ہے نہ کہ یہ اس کے لئے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴۷: از جو ناگڑھ محلہ کتیانہ مدرسہ اسلامیہ مرسلہ حافظ محمد حسین
۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

نذیر احمد بی، اے، ایل، ایم، کاترجمہ صحیح ہے یا غلط؟ اور لڑکوں کو مدرسہ میں اس کاترجمہ پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:

نذیر احمد کا نہ ترجمہ صحیح ہے نہ ایمان، وہ شخص منکر خدا تھا، جیسے اس نے اور کتاہیں نصرانیت و نیچریت آمیز لکھیں جن سے مال
کمانا مقصود تھا ویسے ہی یہ ترجمہ بھی کر دیا گیا اس سے بھی دامنوں ہی کی غرض تھی ورنہ جو شخص اللہ ہی کو نہ مانتا ہو وہ قرآن کے
ترجمہ کو کیا جانے گا۔ اس کاترجمہ ہر گز نہ پڑھایا جائے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴۸: از شہر محلہ قرلان مرسلہ مولوی حاجی منیر الدین بنگالی متعلم مدرسہ اہلسنت و جماعت ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

زید معلم ہے اور اپنے استاد احبابوں کو لے کر تخت پر بیٹھ کر حقہ پیتے ہیں اور اس کے شاگردان

^۱ القرآن الکریم ۳۴/۱۷

ایک ڈیڑھ گز کے فاصل زمین پر بیٹھ کر قرآن عظیم پڑھتے ہیں اسے ہر طرح کہا گیا مگر وہ اس فعل سے باز نہیں آتا معاذ اللہ اب زید پر کیا حکم ہے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ میل جول کرنا کیسا ہے؟

الجواب:

وہ معلم اور اس کے ساتھ بیٹھنے والے سب بے ادب گستاخ ہیں اس کو تنبیہ کی جائے اگر نہ مانے تو صاحب مکان پر لازم ہے کہ وہاں سے تخت اٹھالے اور اس پر بھی اسے متنبہ ہوتا نہ دیکھے تو اسے موقوف کردے کہ بے ادب ہے نہ کہ شاگرد کو، مولانا قدس سرہ فرماتے ہیں:

از خدا جو یم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از لطف رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد^۱

(ہم اللہ تعالیٰ سے حصول ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب رب تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ بے ادب نہ صرف اپنے آپ کو برے حالات میں رکھتا ہے بلکہ اس کی بے ادبی کی آگ تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴۹: از شہر کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مدرس دارالعلوم

قرآن شریف میں عربی عبارت کے نیچے اردو میں ترجمہ اور انگریزی یا بنگلہ زبان میں مطالب و شان نزول و قصص کا لکھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

جائز ہے جبکہ فائدے مطابق شرع ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵۰: از اردہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیر اضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خاں صاحب

۲۵ شوال ۱۳۳۶ھ اس خیال سے انگریزی پڑھنا اور پڑھوانا بچوں کو کہ اس میں عز و جاہ دنیوی ہے یا حصول دنیا کا بڑا ذریعہ ہے جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:

سائنس وغیرہ وہ فنون و کتب پڑھنی جن میں انکار وجود آسمان و گردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو حرام ہے، اور وہ نوکری جو خود حرام یا حرام میں اعانت ہے اس کی نیت سے پڑھنا

^۱ مثنوی معنوی دفتر اول در خواستن توفیق رعایت ادب الخ نورانی کتب خانہ پشاور ص ۶

بھی حرام ہے اور اگر جائز فنون جائز نوکری کے لئے پڑھے تو جائز ہے جبکہ اس میں وہ انہماک نہ ہو کہ اپنے ضروریات دین و علوم فرض کی تعلیم سے باز رکھے ورنہ جو فرض سے باز رکھے حرام ہے اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے دین و اخلاق و وضع پر اثر نہ پڑے، اسلامی عقائد و خیالات پر ثابت و مستقیم اور مسلمانی وضع پر قائم رہے ان سب شرائط کے اجتماع کے بعد جائز رزق حاصل کرنے کے لئے حرج نہیں رہی اس سے عز و جاہ دنیوی کی طلب، طلب جاہ خود نا جائز ہے اگرچہ عربی زبان و اسلامی علوم سے ہونہ کہ وہ جاہ کہ استقامت علی الدین کے ساتھ کم جمع ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ ان کے ہاں عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ سب عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَيُّبْنَعُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَبِيًّا" ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
---	--

مسئلہ ۳۵۱: از پنڈول، بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مسئلہ شاہ خاکی بوڑاہ دیوبندی کا وعظ سننا، ان سے فتویٰ لینا اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا، کھانا، شادی کرنا کیسا ہے؟
الجواب:

دیوبندی وہابیوں کی اخبث شاخ ہے، اس کا وعظ سننا حرام، اس سے فتویٰ لینا حرام، اس سے میل جول سخت حرام، بلکہ اسے مسلمان جان کر ہو تو کفر، علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ^۲ (جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۳۵۲: از شہر مسئلہ عبد الحفیظ صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کسی عالم باعمل کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ چند مسئلہ شرعیہ دریافت کر کے اس پر عمل کرے مگر عالم نے اس کے ساتھ اخلاق محمدی نہیں برتا اور سخت خفگی ظاہر کی کہ اس کی دہشت سے زید نے ناراض ہو کر اپنے اس ارادہ کو ترک کر دیا جس مسئلہ پر عمل کرنے والا تھا چونکہ علمائے باعمل و ارث انبیاء ہیں، اخلاق محمدی نہ برتنے سے اور زید کو مسئلہ کی واقفیت نہ ہونے سے وہ عالم موجب عذاب خداوندی کا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

^۱ القرآن الکریم ۱۳۹/۴

^۲ حسام الحرمین علی منحہ الکفر والبدین مطبع اہلسنت، بریلی ص ۹۲

الجواب:

سائل کا کلام متناقض ہے عالم باعمل بھی کہتا ہے اور اتنا شدید الزام بھی اس پر دھرتا ہے اگر واقعی عالم باعمل ہے تو اس کی خفگی اگر اس کی کسی معصیت یا بے ادبی شریعت کے سبب ہوگی اسے لازم تھا کہ توبہ کرے اور معافی چاہے نہ یہ کہ اس کے سبب عالم سے کنارہ کش ہو اور مسئلہ پوچھنے کا فرض چھوڑ کر اپنی معصیت میں یہ دو گناہ اور اضافہ کرے اور تیسرا یہ کہ عالم پر الزام رکھنا چاہے، فلاح نہیں پاتا وہ جاہل جو خادمان شریعت کا ادب نہ کرے اور بالفرض اس کی خفگی اس پر کسی معصیت و بے ادبی شریعت کے سبب نہ ہو بعض وقت انسان کی طبیعت منغص ہوتی ہے اس کا سبب کچھ اور ہوتا ہے اور دوسرے کابات کرنا بھی اس وقت ناگوار ہوتا ہے اس وقت وہ اسے جواب ترشی سے دیتا ہے جو اس پر ناراضی کے باعث نہیں ہوتا ایسے وقت کی ترشی اہل سعادت کے لئے قابل لحاظ نہیں، اکابر صدیقین نے فرمایا:

ان لنأشيطاناً ليقربنا فإذا رأيتوه فاعتزلوا۔	بے شک ہمارے لئے بھی شیطان ہے جو ہمارے قریب ہوتا ہے جب تم اسے دیکھو تو الگ ہٹ جاؤ۔ (ت)
---	---

یعنی ہم بھی بشر ہیں بشر کا سا غصہ ہمیں بھی آتا ہے جب اسے دیکھو تو اس وقت ہمیں چھیڑو نہیں بلکہ الگ ہٹ جاؤ۔ اور بالفرض یہ بھی نہ سہی بلکہ بلاوجہ محض اس سے کج خلقی کی تو ضرور اس کا الزام اس عالم پر ہے مگر اسے اس کی خطا گیری اور اس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رہنمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادہ مسائل چھوڑ دینا اس کے حق میں زہر ہے اس کا کیا نقصان، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عالم اگر اپنے علم پر عمل نہ کرے جب اس کی مثال شمع کی ہے کہ آپ جلے اور تمہیں روشنی دے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ عالم حقیقۃً عالم دین سنی صحیح العقیدہ ہادی راہ یقین ہو ورنہ اگر سنی نہیں تو کتنا ہی خلیق کتنا ہی متواضع کتنا ہی خوش مزاج بنے نائب ابلیس ہے اس سے کنارہ کشی فرض ہے اور اس سے فتویٰ پوچھنا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵۳: از شہر کہنہ محلہ لودھی ٹولہ مسئلہ حبیب اللہ خاں ۲۹ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو صاحب جھوٹا مسئلہ بیان کریں ان کے واسطے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدیدہ کبیرہ ہے اگر قصداً ہے تو شریعت پر افتراء ہے اور شریعت پر

افتراء اللہ عزوجل پر افتراء ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ" ^۱ وہ جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔

اور اگر بے علمی سے ہے تو جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتویٰ دے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من افقی بغیر علم لعنتہ ملئکة السماء والارض ^۲ جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

ہاں اگر عالم سے اتفاقاً سہو واقع ہو اور اس نے اپنی طرف سے بے احتیاطی نہ کی اور غلط جواب صادر ہوا تو مواخذہ نہیں مگر فرض ہے کہ مطلع ہوتے ہی فوراً اپنی خطا ظاہر کرے، اس پر اصرار کرے تو پہلی شق یعنی افتراء میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵۴: از شہر محلہ ملوکپور مسئلہ امیر اللہ صاحب ۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

حضور والا! السلام علیکم! انجمن خدام المسلمین کو مولوی قطب الدین صاحب نے بغرض استقبال مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کے بلوایا تھا ممبران انجمن نے ان کا استقبال بریلی جنتشن پر کیا اور وہاں سے ان کی سواری کو اپنے ہاتھوں سے کھینچ کر حضور کے در دولت تک لا پہنچایا، پھر حضور کے در دولت سے مولوی قطب الدین کے مکان تک اسی شان و شوکت سے پہنچایا مسلمانوں کو ایک عالم دین کے استقبال و خدمت کرنے سے کیا شرع مطہر روکتی ہے، اور یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ حضور کو سخت صدمہ پہنچا اور حضور کی شان گھٹائی، مفصل طور پر جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:

وعلیکم السلام، استغفر اللہ، یہ جو سننے میں آیا محض کذب و افتراء ہے اور وہ تعظیم کہ مسلمانوں نے سنی عالم کی کی باعث اجر عظیم و رضائے خدا ہے، حدیث میں ارشاد ہوا:

من تواضع لله رفعه الله ^۳۔ واللہ تعالیٰ اعلم جس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے عاجزی اختیار کی اللہ اس کو بلند کر دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

^۱ القرآن الکریم ۱۰/۶۹

^۲ کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۰۱۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۰/۱۹۳

^۳ مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۳/۷۶

مسئلہ ۳۵۵:

از شہر چڑھائی نیب مسئلہ عبدالرحیم صاحب

۷ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خدا کے یہاں مفتی فتویٰ دینے کا ذمہ دار ہے یا وہ بھی جو فتویٰ پر عمل کرے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

اگر وہ مفتی قابل فتویٰ نہیں یا عامہ مسلمین شہر دربارہ فتویٰ اس پر اعتماد نہیں کرتے یا فتویٰ ایسا غلط ہے جس کی صریح غلطی مستفتی پر ظاہر ہے یا عالم معتمد مستند نے اس کے غلط ظاہر کر دیئے یا فتویٰ واقعات پر نہیں ہے اور اس میں مفتی نے اصل واقعہ چھپایا اور غلط رخ دکھایا تو مفتی، اس پر عمل کرنے والا دونوں مآخوذ گرفتار ہیں ورنہ جب تک حق واضح نہ ہو جاہل پروبال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۶: از احمد آباد گجرات محلہ چھپیاں پانچ پینیلی مکان چھینہ سلطان جی علی جی کوڑے والے مسئلہ غلام نبی صاحب پیر زادہ ۱۳ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین:

(۱) جو لوگ کتب دینیات وغیرہ طالب علم کو تعلیم دینے سے مدرس اول کو منع کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟
(۲) اور کسی نا اہل کو اس کی قابلیت سے باہر علم سکھانا بغرض مباحثات و مجادلات کے کیا ہے؟ بینوا بیانا شافیا توجروا
اجرا و افیا (شانی بیان فرماؤ اور پورا اجر و ثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

(۱) تعلیم دین اگر بوجہ دین ہے تو اس سے ممانعت منع خیر ہے "مَنْعًا لِلْخَيْرِ مُعْتَدًا" ^۱ (بھلائی سے روکنے والا حد سے گزرنے والا اور گنہگار ہے۔ت) میں داخل ہونا ہے ایسے لوگوں کی بات ہر گز نہ سنی جائے نہ انہیں مدرسہ میں دخل دیا جائے ہاں اگر مدرس اول بد مذہب ہو اور بنام اپنے مذہب فاسد کی اشاعت چاہتا ہو تو اسے روکنا فرض ہے اور یہ تعلیم دین کی ممانعت نہ ہوئی بلکہ تخریب دین کا انسداد ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ القرآن الکریم ۶۸ / ۱۲

(۲) قابلیت سے باہر علم سکھانا فتنہ میں ڈالنا ہے اور ناقابل کو مباحث و مجادل بنانا دین کو معاذ اللہ ذلت کے لئے پیش کرنا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	جب نا اہل کو کام سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو (ت)
---	---

مسئلہ ۳۵۸: از موضع گھاگرہ ڈاکخانہ پانیکوڑہ ضلع مین سنگھ مسئولہ مولوی سعید الرحمن ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موضع گھاگرہ میں لوگوں نے ایک نیا جلسہ قائم کیا ہے بگلہ میں اس کا نام سمیتی ہے واسطے فیصلہ کرنے مقدمہ وغیرہ کے۔ لیکن اس میں چار پانچ شخص ناقابل علم شریعت سے ناواقف سردار ہو کر اپنی رائے کے مطابق احکام جاری کرتے ہیں شریعت کے خلاف اور اگر کوئی ان کے خلاف شرع حکم کو نہ مانے تو اس کو امامت سے برخاست اور جمعہ و جماعت سے خارج کرتے ہیں اور لوگوں کو اس کی دعوت و نماز جنازہ غرض تمام دنیوی اخروی کاموں سے منع کرتے ہیں علماء کی اہانت، ظالموں کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور عالموں سے حسد بغض کینہ دل و جان سے کرتے ہیں حتیٰ کہ اہل علم کو حقیر سمجھتے اور کبھی گالیاں بھی دیتے ہیں حسد کی وجہ سے عالموں کو پیچھے اور ان پڑھ کو آگے نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں یعنی جاہل کو امامت کا حکم دیتے ہیں، موافق شریعت ان پر کیا حکم ہے اور جو ان کی مدد کرے ان پر کس قدر گناہ ہے؟ بیّنوا تو جروا۔

الجواب:

جاہلوں کو حاکم شرع بنانا حرام ہے اور وہ جو خلاف شرع حکم دیتے ہیں اس کا ماننا حرام ہے، ایسے لوگوں کے لئے قرآن عظیم میں تین الفاظ ارشاد فرمائے: ظالم، فاسق، کافر۔ اور اپنے باطل احکام نہ ماننے والوں کو امامت و جمعہ و جماعت سے خارج کرنا ان کا سخت ظلم ہے اور ان کی نماز جنازہ سے روکنا اور اشد ظلم۔ ظالموں کی تعظیم حرام ہے اور عالمان دین کی اہانت کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے:

من قال للعالم عوئلہ قاصدا به الاستخفاف کفر ^۲ ۔	جس شخص نے کسی عالم کو بصیغہ تصغیر عوئلہم ہلکا جان کر کہا تو وہ کافر ہو گیا۔ (ت)
---	---

^۱ صحیح البخاری کتاب العلم باب من سئل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴

^۲ مجمع الانہر فی شرح ملتقى الابحر باب المرتد ثم ان الفاظ الکفر الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۹۵

اور عالم دین سے بلاوجہ بغض رکھنے میں بھی خوف کفر ہے اگرچہ اہانت نہ کرے۔ فتاویٰ خلاصہ وغیرہا میں ہے:

من ابغض عالما بغیر وجه ظاہر خیف علیہ الکفر ^۱ ۔	جس نے کسی عالم سے بغیر کسی وجہ ظاہر کے دشمنی رکھی تو اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔ (ت)
---	--

عالموں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کرنا اور جاہلوں کو امام بنانا حکم شریعت کا بدلنا ہے۔ غرض ایسے لوگ شیطان کے مسخرے ہیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان سے دور رہیں اور جو ان کی مدد کرتے ہیں وہ انہیں کے مثل ہیں۔ حدیث میں ہے:

من مشی مع ظالم لیعینہ وهو یعلم انه ظالم فقد خلع من عنقه ربقة الاسلام ^۲ ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔	جو دانستہ ظالم کی مدد دینے چلے اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔
--	---

مسئلہ ۳۵۹، ۳۶۰: از گورکھپور محلہ دھمال مسئلہ سعید الدین ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ:

- (۱) عالم کا یہ کہہ دینا کہ میں نے مسئلہ صحیح بیان کیا تھا یا غلط مجھ کو یاد نہیں ہے دوسرے سے پوچھ لو، درست ہے یا نہیں؟
- (۲) کسی عالم سے پوچھا کہ آپ صحیح و غلط بھی بیان کرتے ہیں اور اس پر اس کا جواب دینا کہ ہاں، درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

- (۱) صرف درست نہیں بلکہ واجب ہے اگر اس کو اپنے بیان میں شک ہو گیا ہو اور خود اس کی تنقیح نہ کر سکتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۲) اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ مجھ سے کبھی خطا بھی ہو جاتی ہے تو درست ہے اور اگر یہ مراد کہ کبھی قصداً مسئلہ غلط بیان کر دیتا ہے تو سخت فسق کا اقرار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الفاظ الکفر الجنس الثامن مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳۸۸/۴

^۲ المعجم الکبیر حدیث ۶۱۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱/۲۲۷

مسئلہ ۳۶۱: ازاجیر مقدس محلہ لاکھی کوٹھری اوپری گلی نزد پیر زادگان مسئلہ کمال الدین ۸ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے کو عوام پر مولوی ظاہر کرے جس نے نہ تو کسی مدرسہ میں تعلیم باقاعدہ حاصل کی ہو اور نہ جس نے کوئی سند منشی عالم فاضل کی حاصل کی ہو اور خود ساختہ استفتاء پر خود ہی جواب تحریر کر دے اور طلباء و مدرسین سے دستخط کرائے اور جس سے اپنی ذات کا منفع ہونا مقصود ہو اور جو جید عالم و مولوی صاحبان و قاضی صاحب پر شہرت حاصل کرنے اور زر حاصل کرنے کی غرض سے جاوید حمله کرے اور جو مدت تک قاضی صاحب کے پیچھے نماز ادا کرتا رہا ہو اور چند روز سے قاضی صاحب کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتا ہے اور صدہا علما قاضی صاحب کے پیچھے نماز ادا کرتے رہے ہیں۔ بینوا تو جو را۔

الجواب:

سند حاصل کرنا تو کچھ ضرور نہیں، ہاں باقاعدہ تعلیم پانا ضرور ہے مدرسہ میں ہو یا کسی عالم کے مکان پر، اور جس نے بے قاعدہ تعلیم پائی وہ جاہل محض سے بدتر، نیم ملاحظہ ایمان ہو گا ایسے شخص کو فتویٰ نویسی پر جرات حرام ہے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من افقی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض ^۱ ۔	جو بے علم فتویٰ دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتوں کی لعنت ہے۔
---	---

اور اگر فتویٰ سے اگرچہ صحیح ہو وجہ اللہ مقصود نہیں بلکہ اپنا کوئی دنیاوی نفع منظور ہے تو یہ دوسرا سبب لعنت ہے کہ آیات اللہ کے عوض ثمن قلیل حاصل کرنے پر فرمایا گیا:

"أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَوَّلُ وَيَأْتِي الْآخِرُ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" ②	ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے کلام نہ فرمائے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف نظر رحمت کرے اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔
--	---

اور علمائے دین کی توہین کرنے والا منافق ہے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۲۹۰۱۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۰/۱۹۳

^۲القرآن الکریم ۳/۷۷

ثلاثة لا يستخف بحقهم الامنافق بين النفاق ذو العلم وذو الشبهة في الاسلام وامام مقسط ¹ ۔	تین شخصوں کا حق ہلکا نہ جائے گا مگر جو منافق کھلا منافق ہو عالم اور وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا اور سلطان اسلام عادل۔
---	---

تحصیل زر کے لئے علماء مسلمین پر بیجا حملہ کرنے والا ظالم ہے اور ظلم قیامت کے دن ظلمات، قاضی مذکور جیسے امام کے پیچھے بلاوجہ شرعی نماز ترک کرنا تفریق جماعت یا ترک جماعت ہے، اور دونوں حرام و ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶۲: از یونا اور علاقہ پران ملک مالوہ مسئلہ قاسم علی اذی القعدہ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اسلام و ایمان و شرع شریف کے احکام کو جانتا ہے اور لوگوں کو گناہ سے بچنے کی ہدایت اس آیت کے وسیلے "فَدَّ كُرْ اِنْ تَفَعَّتِ الدِّ كُرْ مِ" ² کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر عالم ہے تو اس کا یہ منصب ہے اور جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۳۶۳: از بھان پورہ کمر اسٹیٹ مسئلہ مرتضیٰ خاں پی سارجنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس آفس اذی الحجہ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ خالد نے خلاف شرع کوئی مسئلہ بیان کیا اور بکر نے جس کے ذہن میں وہ غلط ہے بغرض اصلاح سوال کیا تو کہا بکر کا یہ سوال غلط ہے اور خالد نے یہ مسئلہ شرعیہ استصوابیہ کو نہیں سمجھا یا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

بکر کے ذہن میں جبکہ خالد کا مسئلہ صحیح نہ تھا تو بکر کا اسے پوچھنا کچھ بے جا نہ ہوا اور خالد کا نہ بتانا سخت بے جا ہوا خصوصاً جبکہ خالد نے مسئلہ غلط بیان کیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

¹ المعجم الكبير حديث ۸۱۹ المكتبة الفيصلية بيروت ۸ / ۲۳۸، كنز العمال حديث ۸۱۱ / ۲۳۸ مؤسسة الرسالة بيروت ۱۶ / ۳۲

² القرآن الكريم ۹ / ۸۷

مسئلہ ۳۶۴: از ملک آسام ضلع گوہتی مرسلہ محمد طیب اللہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سید و عالم ایسا ہے کہ تمام شہر کا استاد ہے اور فتوے و فرائض و امامت عید گاہ اور جنازہ وغیرہ کا کام اسی سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی ضیافت میں اکراٹا یا امتیاز ایک ہی دسترخوان پر ان کو برتن میں اور مہمان کو پتے میں کھلائیں تو شرعیہ درست ہے یا نادرست؟ بیٹنوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پایے۔ ت)
الجواب:

بلاشبہ جائز ہے، علماء سادات کو رب العزت عزوجل نے اعزاز و امتیاز بخشا تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا منتہی اور صاحب حق کو اس کے حق کا ایفا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ "قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" ۱۔	(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تو فرما کیا برابر ہو جائیں گے عالم اور جاہل۔
--	--

جب اللہ جل و علا ہی نے علماء و جملہ کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی ان کا امتیاز لازم، اسی باب سے ہے علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام و مسند اکرام پر جگہ دینا کہ سلفاً و خلفاً شائع و ذائع اور شرعاً و عرفاً مندوب و مطلوب۔ ام المؤمنین صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہا و علیہا وسلم کی خدمت اقدس میں ایک سائل کا گزر ہوا اسے ایک ٹکڑا عطا فرمایا ایک شخص خوش لباس شاندار گزرا اسے بٹھا کر کھانا کھلایا اس بارہ میں ام المؤمنین سے استفسار ہوا، فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے لائق برتاؤ کرو۔ دیکھو یہ تفرقہ برتن اور بتے کے فرق سے کہیں زائد ہے اور عالم و جاہل و سید و غیر سید کا امتیاز سائل و خوش لباس کے امتیاز سے کہیں بڑھ کر۔

ابوداؤد فی سننہ عن میمون بن ابی شیبہ ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مَرَّبَہَا رَجُلٌ عَلَیْہِ ثِیَابٌ وَہِیْئَةٌ فَاقْعَدَتْہُ	امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت میمون بن ابی شیبہ سے روایت کی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے ایک شخص عمدہ لباس پہنے ہوئے گزرا تو آپ نے اسے
--	---

^۱ القرآن الکریم ۹/۳۹

فَاَكُلْ فَقِيلَ لَهَا فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مِنْ اَزْهَمِ ¹	بٹھا کر کھانا کھلایا پھر آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کے حسب مراتب سلوک کیا کرو (ت)
--	---

امام مسلم اپنے مقدمہ صحیح میں فرماتے ہیں:

لَا يَقْصُرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرَ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يَرْفَعُ مَنْزِلَ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ وَيُعْطَى كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيهِ حَقُّهُ وَيَنْزِلُ مَنْزِلَتَهُ وَقَدْ ذَكَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَنْزِلَ النَّاسَ مِنْ اَزْهَمِ ²	بلند مرتبہ شخص کی حسب مرتبہ عزت و قدر ہونی چاہئے اس کی توقیر کرنے میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے اور پست درجہ والے کو اس کی حیثیت سے بڑھانا بھی مناسب نہیں اس سلسلے میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم لوگوں سے ان کے مراتب کے مطابق سلوک کیا کریں۔ (ت)
---	--

ہاں علماء و سادات کو یہ ناجائز و ممنوع ہے کہ آپ اپنے لئے سب سے امتیاز چاہیں اور اپنے نفس کو اور مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ
یہ تکبر ہے اور تکبر ملک جبار جلت عظمت کے سوا کسی کو لائق نہیں، بندہ کے حق میں گناہ اکبر ہے،

"أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ" ﴿۱۰۰﴾ "جہنم میں نہیں ہے ٹھکانا تکبر والوں کا۔ جب سب علماء کے آقا سب سادات کے باپ
حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہا درجہ کی تواضع فرماتے اور مقام و مجلس و خورش و روش کسی امر میں اپنے
بندگان بارگاہ پر اختیار نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے مگر مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زائد علماء و سادات کا اعزاز
و امتیاز کریں یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لئے طالب قیام ہونا مکروہ اور

¹ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تنزیل الناس من ازلہم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۹

² صحیح مسلم مقدمۃ الكتاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴

³ القرآن الکریم ۶۰/ ۳۹

لوگوں کا معظم دینی کے لئے قیام مندوب۔ پھر جب اہل اسلام ان کے ساتھ امتیاز خاص کا برتاؤ کریں تو اس کا قبول انہیں ممنوع نہیں، امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی، کہیں تشریف فرما ہوئے صاحب خانہ نے حضرت کے لئے مسند حاضر کی امیر المومنین اس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔

<p>سعيد بن منصور في سننه عن سفين بن عيينه عن عمرو بن دينار عن محمد بن علي رضي الله تعالى عنهما قال القى لعلی کرم الله تعالى وجهه وسادة فقعد عليها وقال لا يابى الكرامة الاحرار رواه الديلمي¹ عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فذكروه والله سبخنه وتعالى اعلم۔</p>	<p>سعيد بن منصور نے اپنی سنن میں سفیان بن عیینہ سے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے محمد بن علی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے وسادۃ (یعنی کچھونا) بچھایا گیا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: عزت و توقیر کا انکار گدھا ہی کر سکتا ہے۔ اور محدث دیلمی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پھر اس نے وہی حدیث بیان فرمائی۔ واللہ سبخنہ وتعالیٰ اعلم (ت)</p>
--	--

¹ المقاصد الحسنہ بحوالہ سعید بن منصور حدیث ۱۳۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۴۶۹

مجالس ومحافل

میلاد شریف، گیارہویں شریف، مرثیے، ذکر شہادت وغیرہ

مسئلہ ۳۶۵: از امر وہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہد صاحب میلاد خواں ۲۲ شعبان ۱۴۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد میں مردوں کو بازو بنا کر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور وہ کون سی
حالتیں ہیں جن کے سبب سے مولود کا پڑھنا ناجائز ہو جاتا ہے۔ بیٹنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)
الجواب:

امرد کہ اپنی خوبصورتی یا خوش آوازی سے محل اندیشہ فتنہ ہو خوش الحانی میں اسے بازو بنانے سے ممانعت کی جائے گی فان هذا
الشرع المطهر جاء بسد الذرائع والله لا يحب الفساد (کیونکہ یہ پاک شریعت (ناجائز) ذرائع کی روک تھام کرتی ہے
اللہ تعالیٰ فتنہ و فساد کو پسند نہیں فرماتا۔ ت) منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دوشیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستر۔ علماء
فرماتے ہیں امرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔

رد المحتار میں بحوالہ ہندیہ اس نے الملتقط سے نقل کیا ہے کہ لڑکاجب مردوں کی حد کو پہنچ جائے	فی رد المحتار عن الہندیۃ عن الملتقط الغلام اذا بلغ مبلغ
---	--

الرجال ولم يكن صبيحاً فحكمه حكم الرجال وان كان صبيحاً فحكمه حكم النساء ¹ ۔	اور خوبصورت نہ ہو تو وہ مردوں کا حکم رکھتا ہے یعنی اس پر مردوں والے حکم کا اطلاق ہوگا اور اگر وہ خوبصورت ہو تو عورتوں کا حکم رکھتا ہے (ت)
---	---

علماء نے اباحت سماع کے شرائط میں یہ بھی شمار فرمایا کہ ان میں کوئی امر نہ ہو۔

في رد المحتار عن التتارخانية عن العيون، له شرائط ستة ان لا يكون فيهم امرد ² الخ۔	فتاویٰ شامی میں تتارخانیہ سے اس نے العیون سے روایت کی ہے کہ سماع کے لئے چھ شرائط ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان میں بے ریش لڑکا نہ ہو الخ۔ (ت)
---	---

وہ پڑھنا سننا جو منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو، ناجائز ہے جیسے روایات باطلہ و حکایات موضوعہ و اشعار خلاف شرع خصوصاً جن میں توہین انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہو کہ آج کل کے جاہل نعت گویوں کے کلام میں یہ بلائے عظیم بکثرت ہے حالانکہ وہ صریح کلمہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶۶: کوہ نینی تال چھوٹا بازار مرسلہ شیخ علی الدین صاحب ۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۳ھ

خدمت میں علمائے دین کی عرض ہے کہ جو مولود شریف چندہ اہل ہنود سے ہوا اس میں بدنی اور مالی شرکت اور اہتمام اہل ہنود رہا اور وقت شروع مولود شریف اہل ہنود کی اجازت سے ہی شروع ہوا اور ان کی اجازت سے ہی ختم ہوا اور ان کی اجازت سے ہی شیرینی تقسیم ہوئی اور نیچے عام سڑک بازار میں فرش ہو کر کتاب پڑھی جاتی تھی اور اوپر دکانوں کے چپ و راست بالا خانوں کے چھجوں پر اہل ہنود بیٹھے تھے اور ساتھ حکم کے اہتمام کر رہے تھے اور ہر ایک کام ان کی اجازت سے ہی ہوتا تھا اور یہ شخص ایسے لہجہ سے آواز بنا کر پڑھتا ہے کہ مرثیٰ لوگوں کو مات کرتا ہے جو لوگ بے علم و ناواقف ہیں وہ اس کی آواز اور لہجہ پر لوٹ ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس زید نے اپنے پانچ روپے فیس مولود شریف کی پڑھوائی مقرر کر رکھے ہیں بغیر پانچ روپیہ فیس کے کسی کے یہاں جاتا نہیں اور وقت نماز سب سے پہلے سبقت امامت کی کرتا ہے اور اپنے آپ کو "مولوی صاحب" کے لفظوں سے اپنے قلم سے لکھتا ہے اور کچھ معمولی روایتیں علماء دین سے یاد کر لی ہیں اور جمعہ کے روز مسجد میں منبر پر

¹ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۳

² رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۲

بیٹھ کر وعظ پڑھتا ہے اور پیرامیدی بھی کرتا ہے اور وقت ختم ہونے مولود شریف کے اعلان باواز بلند اسی زید مولود خواں نے کہا کہ دیکھو ان اہل ہندو صاحبوں کی امداد اور شرکت سے میرے یہاں پر کیسی رونق روشنی وغیرہ کی تم مسلمانوں سے دس حصہ اور بیس حصہ زائد ہوئی۔ لہذا اب اس معاملہ میں استفتاء شرعی جو کچھ ہو وہ مشرح ہر فقرہ کا جواب تحریر فرمائیں۔ جملہ اہل اسلام کوہ نینی تال چھوٹا بازار۔

الجواب:

اسا نکلین کے بیان سابق سے واضح ہوا کہ یہ چندہ ہندوؤں نے خود نہ کیا بلکہ زید میلاد خواں نے مجلس کی اور مسلمانوں سے برخلاف ہو کر ہندوؤں سے چندہ لیا اور ان کی امداد سے یہ کام کیا یہ سراپا خلاف شرع ہوا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا لانستعين بمشرك۔ اخرجه احمد وابوداؤد ¹ و ابن ماجة عن ام المؤمنين الصديقة رضى الله تعالى عنها بسند صحيح۔	ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے (اس کو صحیح سند کے ساتھ امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ت)
---	--

علمائے کرام تو امور دین میں کافر کتابی سے اتنی مدد لینی بھی مکروہ رکھتے ہیں کہ اپنی قربانی ذبح کرنے کو اس سے کہے حالانکہ وہ ایک کام خدمت لینا ہے نہ کہ معاذ اللہ دینی بات کے لئے مشرکوں سے مانگنا، دینی کام کا دار و مدار سب انہیں کی اجازت پر ہونا اسے کوئی سچا مسلمان کامل الایمان گوارا نہیں کر سکتا۔ تنویر الابصار و رد المحتار وغیرہا میں ہے:

کرہ ذبح الكتابی ای بالامر لانها قربة ولا ینبغی ان یتستعان بالکافر فی امور الدین ² الخ۔	کسی مسلمان کے حکم دینے سے کتابی کا قربانی کے جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ قربت ہے یعنی تقرب الہی کا ذریعہ ہے اور یہ مناسب نہیں کہ دینی کاموں میں کسی کافر سے مدد لی جائے۔ الخ (ت)
---	--

¹ مسند احمد بن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۲۸، سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی البشرک

یسهم له آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۹، سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب الاستعانة بالمشرکین (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۸)

² رد المحتار کتاب الاضحیۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۰۸

۲ دوسرا امر ناجائز اس مجلس میں یہ تھا کہ عام سڑک پر خصوصاً بازار میں جہاں آمدورفت کی زیادہ کثرت رہتی ہے فرش کر کے کتاب پڑھنا کہ یہ حقوق عامہ میں دست اندازی ہوئی شریعت میں تو اسی لحاظ سے راستہ میں نماز پڑھنی بھی مکروہ ہوئی نہ کہ بازار کی سڑک پر مجلس۔ درمختار وردالمختار میں ہے:

تکرہ الصلوٰۃ فی طریق لان فیہ شغلہ بمالیس لہ لانہا حق العامة للمرور ^۱ اہ مختصراً۔	راستے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ راستہ اس کام کے لئے نہیں لہذا اس کام کا کرنا لوگوں کے گزرنے کے حق کو متاثر کرتا ہے اہ مختصراً (ت)
--	--

۳ تیسری سخت بیہودہ بات کتاب وقاری کا نیچے اور کافروں کا چھجوں پر ہونا کہ سخت بے تعلیمی کتاب و ذکر شریف تھی، حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توجہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا ذکر شریف سنتے تو مسجد اقدس میں ان کے لئے منبر بچھاتے وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و مدحت اور حضور کے دشمنوں بدگوئیوں کی مذمت بیان کرتے کما رواہ الامام البخاری فی صحیحہ (جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا ہے۔ ت) نہ کہ معاذ اللہ کتاب نیچے اور کافر اونچے ہوں۔

۴ زید نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اجرت مقرر رکھی ہے ناجائز و حرام ہے اس کا لینا اسے ہر گز جائز نہیں اس کا کھانا صراحۃً حرام کھانا ہے اس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یاد کر کے سب کو واپس دے، وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو پھرے، پتا نہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر تصدق کرے، اور آئندہ اس حرام خوری سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو۔ اول تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک خود عمدہ طاعات و اجل عبادات سے ہے اور طاعت و عبادت پر فیس لینا حرام، مبسوط پھر خلاصہ پھر عالمگیری میں ہے:

لا يجوز الاستیجار علی الطاعات کالتذکیر ولایجب الاجر ^۲ اہ ملخصاً۔	نیک کاموں میں اجرت لینا ناجائز نہیں، جیسے وعظ کرنا۔ اور اجرت واجب نہیں ہوگی اہ ملخصاً (ت)
--	--

خلاصہ پھر تترخانہ پھر ہندیہ میں ہے:

الواعظ اذا سأل الناس شیئاً فی	جب وعظ کرنے والا مجلس میں اپنے لئے کچھ
-------------------------------	--

^۱ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۵۴

^۲ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاجارۃ الباب السادس عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۴۴۸

المجلس لنفسه لايحل له ذلك لانه اكتساب الدنيا بالعلم ¹ ۔	جب وعظ کرنے والا مجلس میں اپنے لئے کچھ مانگے تو اس کے لئے ایسا کرنا حلال نہیں کیونکہ اس میں علم کے ساتھ دنیا کا حصول ہے۔ (ت)
---	--

قنیہ پھر اشباہ پھر در مختار میں ہے:

ونظم الدر اتم، حیث يقول تسبی شركة صنائع واعمال وابدان ان اتفق صانعان علی ان يتقبلا الاعمال التي يمكن استحقاقها ومنه تعليم كتابة وقرآن و فقه علی المفتی به بخلاف دالین ومغنین وشهود محاکم وقراء مجالس وتعاز ووعاظ وسؤال آه ²	در مختار کی عبارت زیادہ تام اور مفصل ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں (شرکت قبل) جس کو شرکت صنائع واعمال وابدان کہاجاتا ہے (صنائع صنعت کی جمع ہے اس کے معنی ہیں پیشہ اور پیشہ ور کی کار کردگی۔ اعمال اور ابدان، عمل اور بدن کی جمع ہیں۔ چونکہ اس میں غالباً دونوں افراد کا جسمانی کام ہوتا ہے اس لئے اس کو یہ نام دیا گیا) اگر دو پیشہ ور اس بات پر باہمی اتفاق کر لیں کہ وہ ایسا کام لیں گے جس میں استحقاق اجرت ممکن ہے اور اسی شعبہ سے کتابت سکھانا، قرآن مجید اور علم فقہ پڑھانا اس قول کے مطابق کہ جس پر فتویٰ دیا گیا ہے بخلاف دو دالوں کی شرکت کے اور دو گویوں کی شرکت کے۔ فیصلے کے دو گواہوں، مجلس میں قرآن مجید پڑھنے والوں، تعزیت کرنے والوں، وعظ کرنے والوں اور اصرار کے ساتھ مانگنے والوں کی شرکت کے آہ (ت)
---	---

ثانیاً: بیان سائل سے ظاہر کہ وہ اپنی شعر خوانی و زمزمہ سنجی کی فیس لیتا ہے یہ بھی محض حرام۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

لا تجوز الاجارة علی شیء من الغناء وقراءة الشعر ولا اجر فی ذلك وهذا كله قول ابی حنیفة وابی یوسف و محمد رحمهم اللہ تعالیٰ کذا فی غایة البیان ³ آہ مختصراً۔	گانا اور اشعار پڑھنا (ایسے اعمال ہیں) ان میں سے کسی پر مزدوری اور اجرت لینا جائز نہیں اور نہ ان میں اجرت ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ تینوں کا یہ قول اور فتویٰ ہے، چنانچہ غایۃ البیان میں یونہی مذکور ہے آہ مختصراً۔ (ت)
---	---

¹ رد المحتار کتاب الصلوة دار احیاء التراث العربی بیروت / ۲۵۴

² در مختار کتاب الشركة مطبع مجتبائی، بلی / ۳۷۳

³ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاجارة نورانی کتب خانہ پشاور / ۴۴۹

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ امامت میں اس کا سبقت کرنا بھی گناہ ہے جبکہ حاضرین میں اس کے سوا کوئی اور شخص قرآن مجید صحیح پڑھنے والا سنی صحیح العقیدہ متقی موجود ہو کہ جب یہ علانیہ حرام کھاتا ہے تو کھلا فاسق ہے اور فاسق کو اور لوگ اگر آگے کریں تو گنہگار ہوں نہ کہ خود ہی آگے بڑھ جائے۔ غنیہ میں ہے:

لو قد موافقاً یثبون ^۱ ۔	اگر کسی فاسق کو لوگ امامت کے لئے آگے کریں تو گنہگار ہوں گے۔ (ت)
------------------------------------	---

یوہیں اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب لکھنا بھی گناہ و مخالف حکم قرآن عظیم ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلَا تُكْفِرُوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّبَعْتُمْ" ۚ ^۲	(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے اٹھان دی اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں چھپے تھے تو اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ کہو خدا خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہے۔
--	---

اور فرماتا ہے:

"أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ طَبَلُوا اللَّهَ يُزَيِّنُوا مَن" ۚ ^۳	کیا تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جو آپ اپنی جان کو سترہا کرتے ہیں بلکہ خدا سترہا کرتا ہے جسے چاہے۔
---	--

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قال انا عالم فهو جاهل۔ رواه الطبرانی في الاوسط ^۴	جو اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے (امام طبرانی نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)
--	--

^۱ غنية المستمل فصل في الامامة سهيل الكيومي لاہور ص ۵۱۳

^۲ القرآن الكريم ۵۳/۳۲

^۳ القرآن الكريم ۴۹/۴

^۴ المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۶۸۴۲ مكتبة المعارف ریاض ۷/۴۳۳

ہاں اگر کوئی شخص حقیقت میں عالم دین ہو اور لوگ اس کے فضل سے ناواقف اور یہ اس سچی نیت سے کہ وہ آگاہ ہو کر فیض لیں ہدایت پائیں اپنا عالم ہو ناظاہر کرے تو مضائقہ نہیں جیسے سیدنا یوسف علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا تھا: "إِنِّي خَفِيفٌ عَلَيْكُمْ" ^۱ (بیشک میں حفاظت کرنے والا اور جاننے والا ہوں۔ ت) پھر یہ بھی سچے عالموں کے لئے ہے۔

زید جاہل کا اپنے آپ کو مولوی صاحب کہنا دو ناگناہ ہے کہ اس کے ساتھ جھوٹ اور جھوٹی تعریف کا پسند کرنا بھی شامل ہوا۔

<p>(اللہ عزوجل نے فرمایا) ہر گز نہ جانو تو انہیں جو اترتے ہیں اپنے کام پر اور دوست رکھتے ہیں اسے کہ تعریف کئے جائیں اس بات سے جو انہوں نے نہ کی تو ہر گز نہ جانو انہیں عذاب سے پناہ کی جگہ میں اور ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔</p>	<p>قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ "لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا آتَوْا وَيُجِبُونَ أَنَّ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبْنَهُمْ بِمَقَارِقٍ مِنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" ^۲۔</p>
---	--

معالم شریف میں عکرمۃ تابعی شاگرد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں منقول:

<p>خوش ہوتے ہیں لوگوں کو بہکانے اور اس پر کہ لوگ انہیں مولوی کہیں حالانکہ مولوی نہیں۔</p>	<p>يَفْرَحُونَ بِأَضْلَالِهِمُ النَّاسَ وَبِنِسْبَةِ النَّاسِ إِيَّاهُمْ إِلَى الْعِلْمِ وَلَيْسُوا بِأَهْلَ الْعِلْمِ ^۳۔</p>
---	--

جاہل کی وعظ گوئی بھی گناہ ہے۔ وعظ میں قرآن مجید کی تفسیر یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث یا شریعت کا مسئلہ اور جاہل کو ان میں کسی چیز کا بیان جائز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>جو بے علم قرآن کی تفسیر بیان کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے (اس کو امام ترمذی نے</p>	<p>مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعِدَهُ مِنَ النَّارِ۔ رواه الترمذی ^۴</p>
---	--

^۱ القرآن الکریم ۵۵/۱۲

^۲ القرآن الکریم ۱۸۸/۳

^۳ معالم التنزیل تحت آیہ ۱۸۸/۳ مصطفیٰ البابی حلبی مصر/ ۲۶۵

^۴ جامع الترمذی ابواب تفسیر القرآن امین کمپنی دہلی ۱۱۹/۲

وصحہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔ (ت)
---	---

اور احادیث میں اسے صحیح و غلط و ثابت و موضوع کی تمیز نہ ہوگی، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من یقل علی ما لم یقل فلیتبعوا مقعدہ من النار۔ رواہ البخاری ^۱ فی صحیحہ عن سلمۃ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہ فرمائی وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے (امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت کیا۔ (ت)
---	---

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

افتوا بغیر علم فضلو واضلو۔ رواہ الاثمۃ احمد ^۲ والشیخان والترمذی وابن ماجۃ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	بے علم مسئلہ بیان کیا سو آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)
--	---

دوسری حدیث میں آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض۔ رواہ ابن عساکر ^۳ عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ۔	جو بے علم فتویٰ دے اسے آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کریں (ابن عساکر نے امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے اسے روایت کیا۔ (ت)
---	--

^۱یوہیں جاہل کا پیر بننا لوگوں کو مرید کرنا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا چھوٹا منہ بڑی بات ہے پیر ہادی ہوتا ہے اور جاہل کی نسبت ابھی حدیثوں سے گزرا کہ ہدایت نہیں کر سکتا نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ فقہ ع

^۱ صحیح البخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۱

^۲ صحیح مسلم مقدمۃ الكتاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/، جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی ذهاب العلم کتاب خانہ رشیدیہ ۲/۹۰

^۳ الفقیہ والمتفقہ ماجاء من الوعید الخ ۱۰۴۳ دار ابن جوزیہ جدہ وریاض ۲/۳۲۷

کہ بے علم تنواں خدا را شناخت

(کیونکہ جاہل اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا۔ ت)

”زید کا مشرکین کی مدح و ستائش علی الاعلان خصوصاً منبر پر ذکر شریف بیان کرنا خصوصاً انہیں مسلمانوں پر ترجیح دینا سخت ناپسند رب العزت جل و علا ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذلك العرش۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم ^۱ الغیبة وابویعلی والبیہقی فی الشعب عن انس بن مالک وابن عدی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب جل و علا غضب فرماتا ہے اور عرش الہی ہل جاتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبة (غیبت کی برائی) میں، ابویعلیٰ اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک اور ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)
--	---

اس بیان سے تمام مراتب مسئلہ سالکین کا جواب ہو گیا، زید پر لازم کہ توبہ کرے۔ اللہ عز و جل توفیق دینے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶۷: از درو تحصیل کچھا ضلع نینی تال مرسلہ عبدالعزیز خاں ۲۲ رجب ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قیام بوقت میلاد شریف سنت ہے یا مباح؟ اور تارک کی اس قیام پر حرف زنی درست ہے یا نہ؟ بیّنوا تو جروا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ ت)

الجواب:

مستحب ہے،

کما نص علیہ ائمة ذورایة ورؤیة کما فی عقد الجوہر ^۲ والدرر السنیة وغیرہما من الکتب البہیة ولنا فیہ	جیسا کہ ائمہ روایت و رؤیت نے اس کی تصریح فرمائی جیسا کہ عقد الجوہر اور درر سننیہ وغیرہ قیمتی کتب میں مذکور ہے، اور اس موضوع پر ہمارا
---	--

^۱ شعب الایمان حدیث ۴۸۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۲۳۰

^۲ عقد الجوہر فی مولد النبی الا زہر مطبوعہ جامعہ اسلامیہ لاہور ص ۲۵ و ۲۶

رسالة كافية شافية بأذن الله تعالى سبينها "اقامة القيامة على طاعن القيام لنبي تهامة" صلى الله تعالى عليه وسلم۔	ایک رسالہ بنام "اقامة القيامة على طاعن القيام لنبي تهامة" صلى الله تعالى عليه وسلم (اس شخص پر قیامت برپا کر دینا جو نبی تہامہ کے لئے قیام تعظیم پر زبان طعن دراز کرے) لکھا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے موضوع پر کافی اور بیمار ذہنوں کو شفا بخشنے والا ہے۔ (ت)
---	--

یوں ترک ہو کہ چند لوگ بیٹھے ہیں ذکر ولادت اقدس آیا تعظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انکار نہیں مگر اس وقت بیٹھے رہے
کہ آخر قیام واجب نہیں ایسے ترک پر طعن نہیں، اور اگر یوں ترک ہو کہ مجلس میں اہل اسلام نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کیا یہ بلا عذر جما رہا تو قطعاً محل طعن و دلیل مرض قلب ہے، نظیر اس کی شاہد عین یہ ہے کہ کسی مجمع
میں بندگان سلطانی تعظیم سلطانی کیلئے سر و قد کھڑے ہوں اور ایک نامہذب بے ادب قصداً بیٹھا رہے ہر شخص اسے گستاخ کہے گا
اور بادشاہ کے عتاب کا مستحق ہو گا یوں ہی اگر ترک قیام بر بنائے اصول باطلہ و ہابیت ہو تو شنیع تر ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۶۸: از کانپور محلہ جرنیل گنج مسجد حاجی فرصت مرسلہ محمد سہول ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ

ماقولکم ایہا العلماء الکرام اے علماء کرام! تمہارا کیا ارشاد ہے) اس مسئلہ میں کہ ذکر میلاد کے وقت جیسا کہ آج کل قیام
کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب:

قیام وقت ذکر ولادت حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام مستحب و مقبول ائمہ کرام و علماء اعلام و رائج و معمول
حریمین طیین و جملہ بلاد دار الاسلام ہے شرع مطہر سے اس کے منع پر اصلاً دلیل نہیں و من ادعی فعلیہ البیان اس مسئلہ کی تفصیل
جلیل کتاب مستطاب اذاعة الاثم لما نعی عمل المولد والقیام (ان لوگوں کے گناہ جو میلاد اور قیام سے روکنے والے ہیں۔
ت) تصنیف لطیف حضرت ختام المحققین امام المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد و رسالہ اقامة القيامة على طاعن القيام لنبي تهامة
تالیف فقیر نحیف و دیگر کتب و رسائل علماء و افاضل میں ہے، علامہ سید جعفر برزنجی مدنی قدس سرہ السنی عقد الجوبہر میں فرماتے ہیں:

قد استحسن القيام عند ذکر ولادته الشريفة ائمة ذو رواية ورؤية فطوي لمن كان تعظيمه	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر ولادت شریف کے وقت کھڑا ہونے کو ائمہ روایت و درایت نے مستحسن قرار دیا ہے لہذا اس خوش نصیب کیلئے
--	---

صلى الله تعالى عليه وسلم غاية مرأه ومراة خاتمة المحدثين ¹ ۔	خوشخبری ہے جس کا غایت مقصد اور مرکز نگاہ آنحضرت صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ (ت)
---	---

علامہ سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی الدر السنیہ میں فرماتے ہیں:

من تعظیبه صلى الله تعالى عليه وسلم الفرح بديلة ولادته وقرأة المولد والقيام عند ذكر ولادته صلى الله تعالى عليه وسلم واطعام الطعام وغير ذلك مما يعتاد الناس فعله من انواع البر فان ذلك كله من تعظیبه صلى الله تعالى عليه وسلم وقد اخردت مسائلة المولد ومايتعلق بها بالتأليف واعتنى بذلك كثير من العلماء فالفوا في ذلك مصنفات مشحونة بالادلة والبراهين فلا حاجة لنا الى الاطالة بذلك انتهی ² ۔ والله تعالى اعلم	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان کی ولادت والی رات میں خوشی منائے، تذکرہ ولادت کرے اور بوقت ولادت قیام کرے، لوگوں کو کھانا کھلائے اور ان کے علاوہ دیگر امور خیر بھی انجام دے جن کے کرنے کے عادی ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب کام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں شمار ہوتے ہیں، اور میں نے میلاد رسول اور اس سے متعلق مسائل پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور بے شمار علماء نے بھی اس کا اہتمام کیا ہے چنانچہ اس موضوع پر ان حضرات نے ایسی کتابیں تصنیف فرمائیں جو عقلی و نقلی دلائل سے بھری پڑی ہیں، لہذا ہمیں اس موضوع کو طویل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں، انتہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
---	---

مسئلہ ۳۶۹: از کانپور پرائی سبزی منڈی کی مسجد مرسلہ مولوی احمد علی صاحب ۱۶ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم و کرم فرمائے آپ کا کیا ارشاد ہے) اس مسئلہ میں کہ دیار بنگالہ میں آج کل
بعض بعض مولوی اور میاں جی دو تین چھو کروں کو جو لجن دلکش و دباؤیز رکھتا ہوا ردو وفارسی غزل کا وزن گنگری کا ساتھ تعلیم
دیتے ہیں جب کہیں مولود شریف کی دعوت ہوتی ہے تو ان چھو کروں کو ہمراہ لے کر جاتے ہیں اور محفل میلاد شریف ہوگا کر
کے عوام و خواص کو اطلاع و اعلان کرتے ہیں جب سامعین مجتمع ہو جاتے ہیں تو فارسی وار دو غزل اور قصائد و اشعار

¹ عقد الجوبہ فی مولد النبی الا زہر جامعہ اسلامیہ لاہور ص ۲۵ و ۲۶

² الدر السنیہ

گوناگوں کو ان چھوکروں کے سور سے اپنی سوز ملا کر اس طور پڑھتے کہ مجال کیا ہے کسی کو جو اس میں اور رنڈیوں کے گانے میں کچھ بھی فرق سمجھے مگر سامعین میں سے اکثر تو ایسے ہیں کہ فارسی وارد تو بالکل نہیں سمجھتے مجرد وزن اور آواز ہی پر فریفتہ و مفتون ہو کر سماعت کرتے ہیں اور گاہ بگاہ عبارت منثورہ سے اپنی زبان میں سمجھا دیتے ہیں وہ بھی اکثر بے اصل ہے اس طور پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا تو جروا۔

الجواب:

ایسا پڑھنا ممنوع ہے، یہ پڑھنا نہیں گانا ہے اور امر دے گانے میں قننہ ہے، اور فتنے کا بند کرنا واجب۔

<p>فتاویٰ شامی میں بحوالہ تاتارخانیہ "العیون" سے روایت ہے کہ گانا سننا حرام غذا ہے پس جس کسی نے اسے مباح قرار دیا تو یہ اس کے لئے اس صورت میں ہے کہ کھیل وغیرہ سے خالی ہو اور زیور تقویٰ سے آراستہ ہو اور اسے اس کی طرف کچھ اس طرح کی احتیاج اور ضرورت ہو جس طرح مریض کو دوا کی احتیاج ہوتی ہے اور اس کے لئے چھ شرائط ہیں، ایک یہ کہ ان میں کوئی بے ریش لڑکا شریک نہ ہو الخ ملخصاً، اور فتاویٰ خیر یہ میں تاتارخانیہ کے حوالہ سے نصاب الاحساب سے منقول ہے کہ گانا گانا اور سننا حرام ہے اور جس نے سے مباح کہا تو یہ اس کے لئے ہے جو نفسانی خواہش سے خالی ہو، اور اس کے جواز کی چھ شرائط ہیں، ایک یہ کہ ان میں کوئی بے ریش لڑکا اور کوئی عورت شریک نہ ہو الخ ملخصاً (ت)</p>	<p>فی ردالمحتار عن التاتارخانیہ عن العیون، سماع غناء حرام ومن اباحه فلین تخلی عن اللهو وتخلی بالتقوی واحتاج الی ذلك احتیاج المریض الی الدواء وله شرائط ستة ان لایكون فیهم امرء¹ الخ ملخصاً وفي الخیریة عن التتارخانیة عن نصاب الاحساب التغنی واستماع الغناء حرام ومن اباحه فلین تخلی عن الهوی وله شرائط ان لایكون فیهم امرء ولا امرأة² الخ ملقطاً۔</p>
--	--

یو ہیں بے اصل و باطل روایات کا پڑھنا سننا حرام و گناہ ہے، نص علیہ علماء القدییم والحديث فی کتب الفقہ واصول الحديث (چنانچہ قدیم علماء کرام نے فقہ اور اصول حدیث کی کتابوں میں

¹ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۲

² فتاویٰ خیریة کتاب الکراهة والاستحسان دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۷۹

اس کی صراحت فرمائی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۰: ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس زمانہ میں بہت لوگ اس قسم کے ہیں کہ تفسیر و حدیث بے خواندہ و بے اجازت اساتذہ بر سر بازار و مسجد وغیرہ بطور وعظ و نصائح کے بیان کرتے ہیں حالانکہ معنی و مطلب میں کچھ مس نہیں فقط اردو کتابیں دیکھ کے کہتے ہیں، یہ کہنا اور بیان کرنا ان لوگوں کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بیٹنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پایے۔ ت)

الجواب:

حرام ہے، اور ایسا وعظ سننا بھی حرام، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار، والعیاذ باللہ العزیز الغفار، والحديث رواه الترمذی ^۱ وصححه عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جس شخص نے قرآن مجید میں بغیر علم کچھ کہا اسے اپنا ٹھکانا دوزخ سمجھ لینا چاہئے، اللہ تعالیٰ کی پناہ جو سب پر غالب اور سب کچھ بخش دینے والا ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دے کر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے ذکر فرمایا، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
---	---

مسئلہ ۳۷۱: ازبداویوں ۱۸ محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد حضور خیر العباد علیہ الوفاء تحیۃ الیوم التناد، میں جو شخص کہ مخالف شرع مطہر ہو مثلاً تارک صلوٰۃ شارب خمر ہو داڑھی کتر و اتنا یا منڈ و اتنا ہو مونچھیں بڑھاتا ہو بے وضو بے ادبی گستاخی سے بروایات موضوعہ تنہا یاد و چار آدمیوں کے ساتھ بیٹھ کر مولود پڑھتا ہو اور اگر کوئی مسئلہ بتائے تنبیہ کرے تو استہزاء و مزاح کرے بلکہ اپنے معتقدین کو حکم کرے کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں کیونکہ جیسے ان کے رخسار صاف ہوتے ہیں ایسے ہی ان کے دل مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہے، ایسے شخص سے مولود شریف پڑھوانا یا اس کو پڑھنا یا منبر و مسند پر تعظیماً بیٹھنا بٹھانا بانی مجلس و حاضرین و سامعین کا ایسے اشخاص کو بوجہ

^۱ جامع الترمذی ابواب تفسیر القرآن باب ماجاء یفسر القرآن آفتاب عالم پریس لاہور ۱۱۹/۲

خوش آوازی کے چوکی پر مولود پڑھنے بٹھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے آدمی سے رب العزت جل مجدہ اور روح حضور فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوش ہوتی ہے یا ناخوش؟ اور پروردگار عالم ایسی مجالس سے خوش ہو کر رحمت نازل فرماتا ہے یا غضب؟ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان محافل میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں؟ بانیان اور حاضرین محافل کے مستحق رحمت ہیں یا غضب؟ بینوا من الکتب توجروا عند رب الارباب (کتاب کے حوالے سے بیان فرماؤ تاکہ رب الارباب کے ہاں سے اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

انفعال مذکورہ سخت کبائر ہیں اور ان کا مرتکب اشد فاسق و فاجر مستحق عذاب یزداں و غضب رحمن اور دنیا میں مستوجب ہزاراں ذلت و ہوان خوش آوازی خواہ کسی علت نفسانی کے باعث اسے منبر و مسند پر کہ حقیقۃً مسند حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے تعظیماً بٹھانا اس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے، تبیین الحقائق و فتح اللہ المعین و طحاوی علی مرآۃ الفلاح وغیرہا میں ہے:

فی تقدیم الفاسق تعظیبه وقد وجب علیہم اہانتہ	فاسق کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ بوجہ فسق لوگوں پر شرعاً اس کی توہین کرنا واجب اور ضروری ہے۔ (ت)
---	---

روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام، ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمال ناراض ہیں، ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پا کر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الہی ہیں یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال شدید میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر اس پڑھنے والے پر وبال ہے اور خود اس کا اپنا گناہ اس پر علاوہ اور ان حاضرین و قاری سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پر ہے اور اپنا گناہ اس پر طرہ مثلاً ہزار حاضرین مذکور ہوں تو ان پر ہزار گناہ اور اس کا عذاب قاری پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی پر دو ہزار دو گناہ ایک ہزار حاضرین کے اور ایک ہزار ایک اس قاری کے اور ایک خود اپنا، پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہو گا بلکہ جس قدر روایات موضوعہ جس قدر کلمات نامشروع وہ قاری جاہل جری پڑھے گا ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حساب وبال و عذاب تازہ ہونا مثلاً فرض کیجئے کہ ایسے سو کلمات مردودہ اس مجلس میں اس نے پڑھے تو ان حاضرین میں ہر ایک پر سو سو گناہ اور اس قاری علم و دین سے عاری پر ایک لاکھ ایک سو گناہ اور باقی پر دو لاکھ دو سو، و قس علیٰ هذا، رسول اللہ

^۱ ففتح المعین کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱/ ۲۰۸، تبیین الحقائق باب الامامة المطبعة الكبرى بولاق مصر ۱۱

۱۳۴، غنیۃ المستمل فی الامامة سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>جس شخص نے لوگوں کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس کے جتنے پیروکار ہوں گے ان سب کے اجر و ثواب کے برابر اس داعی کو بھی ثواب ہوگا اور پیروکاروں کے اجر و ثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی، اور جس کسی شخص نے لوگوں کو گمراہی کی طرف دعوت دی تو جتنے لوگ ان کا اتباع کریں گے ان سب کے برابر دعوت دینے والوں کو گناہ ہوگا لیکن گمراہی میں اتباع کرنے والوں کے گناہوں میں بھی ذرہ برابر کمی نہیں ہوگی۔</p> <p>ائمہ کرام امام احمد، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت کیا۔ (ت)</p>	<p>من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئاً ومن دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل اثام من تبعه لا ينقص ذلك من اثامهم شيئاً¹۔ رواه الاثمة احمد ومسلم و الاربعة عن ابى هريرة۔</p>
--	---

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و منزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک جگہ تشریف فرما ہوں البتہ وہاں ابلیس و شیاطین کا ہجوم ہوگا، والعیاذ باللہ رب العالمین (اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) ذکر شریف حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم با وضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز اگر نیت معاذ اللہ استغفار کی نہ ہو، حدیث صحیح میں ہے:

<p>نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے، چنانچہ امام احمد،</p>	<p>كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يذكر الله على كل احيانه²۔ رواه الاثمة احمد و</p>
---	---

¹ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۹۷، جامع الترمذی ابواب العلم ۲/ ۹۲ و سنن ابن ماجہ باب من سن سنة حسنة الخ ص ۱۹، سنن ابی داؤد کتاب السنة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۷۹، صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنة حسنة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۱

² صحیح مسلم کتاب الحيض باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۲، صحیح البخاری ۱/ ۴۲ و سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب في الرجل يذكر الله الخ ۲/ ۴، سنن ابن ماجہ ابواب الطهارة ذكر الله تعالى على الخلاص ص ۲۶، مسند احمد بن حنبل عن عائشة رضي الله عنها المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۷۰ و ۱۵۳

مسلم والاربعة الا النسائي عن ام المؤمنين الصديقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ورواہ البخاری تعلیقاً۔	مسلم، بخاری، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ (سوائے نسائی کے) سب نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سند سے اس کو روایت کیا البتہ امام بخاری نے بطور تعلیق اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)
---	---

اور اگر عیاذ باللہ استخفاف و تحقیر کی نیت ہو تو صریح کفر ہے، یوہیں مسائل شرعیہ کے ساتھ استہزاء صراحتہ کفر ہے،

قال الله تعالى "قُلْ أَلِلهُ وَإِلَيْتُهُ وَسُؤْلُهُ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ" ① لَا تَعْتَدُوا وَقَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ" ②	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے میرے محبوب رسول! ان لوگوں سے فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ اس کی آیات اور اس کے رسول سے استہزاء اور مذاق کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ کیونکہ تم ایمان کا انکار کرنے والے ہو۔ (ت)
---	---

یوہیں وہ کلمہ ملعونہ کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں الخ صاف سنت متواترہ کی توہین اور کلمہ کفر ہے،
والعیاذ باللہ رب العالمین۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم (خدا کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک، برتر، سب سے زیادہ علم والا ہے اور اس عزت و توقیر کے مالک کا علم کامل اور نہایت درجہ پختہ ہے۔
(ت) فقط۔

مسئلہ ۳۷۲: از ترویض ضلع اعظم گڑھ محلہ مغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ
بے نمازی مسلمان کے گھر میلاد شریف کی محفل میں شریک ہونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب:

مجلس میلاد شریف نیک کام ہے اور نیک کام میں شرکت بری نہیں، ہاں اگر اس کی تنبیہ کے لئے اس سے میل جول یک لخت
چھوڑ دیا ہو تو نہ شریک ہوں یہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷۳: از کلی ناگر ضلع پیلی بھیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۲ جمادی الآخر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حرام کرنے والا مولود پڑھتا ہے اور حرام سے توبہ
کرتا ہے اور بعد مولود پڑھنے کے پھر حرام کرنے پر کمر باندھے ہے تو اس کے حق میں مولود کا پڑھنا کیسا ہے اور وہ شخص مجلس
مولود پڑھنے کے اور بلانے کے قابل ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

① القرآن الکریم ۹/۶۶، ۶۵

الجواب:

جس شخص کی نسبت معروف و مشہور ہے کہ معاذ اللہ وہ حرام کار ہے اس سے میلاد شریف پڑھوانا اور اسے چوکی پر بٹھانا منع ہے،

کما فی تبیین الحقائق وفتح اللہ المعین وغیرہما فی تقدیمہ تعظیہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ^۱ ۔	جیسا کہ تبیین الحقائق، فتح اللہ المعین اور دیگر کتب میں مذکور ہے کہ فاسق کو (امامت کیلئے) آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شریعت میں لوگوں پر اس کی توہین واجب ہے (ت)
---	--

مگر شہرت صحیح ہونہ جھوٹی بے معنی تہمت، جیسے آج کل بہت نا اہل جاہل خدائاترس اپنے جھوٹے اوہام کے باعث مسلمانوں پر اتہام لگا دیتے ہیں اس سے وہ خود سخت حرام و کبیرہ کے مرتکب اور شدید سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ رہا خالی بلاناوہ مصلحت دینی پر ہے اگر جانے کہ بہ نرمی سمجھانے میں زیادہ اثر کی امید ہے تو یوں ہیں کرے اور اگر جانے کہ دور کرنے اور سختی برتنے میں زیادہ نفع ہوگا، تو یہی کرے، اور حال یکساں ہے تو شریعت کی غیرت اور دوسروں کی عبرت کیلئے علانیہ دوری بہتر اور اپنے عیبوں پر نظر

اور مسلمانوں کے ساتھ رفق و رحمت کے لئے خفیہ نرمی اولیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷۴: از محمد صابر عفی عنہ اعظم گڑھ ۲۹ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہنود میلاد شریف کے چندے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں یا خود اہل ہنود افراد میلاد شریف کرائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ بیٹنوا توجروا۔

الجواب:

ہندو سے مسلمان امر دین میں مدد نہ لے۔ حدیث شریف میں ہے:

انا لانستعین بمشرك ^۲ ۔	ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے (ت)
-----------------------------------	----------------------------------

اور اگر وہ خود شرکت چاہیں تو بطور چندہ شریک نہ کیا جائے کہ اس کے مال سے قربت قائم نہیں ہو سکتی ہاں اگر وہ کسی مسلمان کو تملیک کر دے یہ مسلمان چندے میں دے دے مضائقہ نہیں جبکہ اس طور پر لینے میں ہندو کے لئے وجہ استعلا نہ ہو وہ یہ نہ سمجھے کہ مسلمانوں نے مجھ سے استمداد کی میری مدد کے محتاج ہوئے بلکہ احسان مانے کہ میرا مال قبول کر لیا، ہندو اپنے مال سے کوئی کار خیر کرے مقبول نہیں،

^۱ فتح المعین کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۰۸، تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامة المطبعة الکبریٰ الامیریہ

بولاق مصر ۱/ ۱۳۴

^۲ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجہاد حدیث ۱۵۰۰۹ ادارۃ القرآن کراچی ۱۲/ ۳۹۵، سنن ابی داؤد کتاب الجہاد ۲/ ۱۹، سنن ابن ماجہ ابواب

الجہاد ص ۲۰۸، ومسند احمد بن حنبل، عن عائشہ ۶/ ۶۸

اور کافروں نے جو کام کئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں بکھرے ہوئے ذرات کی طرح کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	"وَقَدْ مَنَّآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَعَجَلْنٰهُ هَبَآءً مَّثُوْرًا" ①۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
--	--

۲۷ صی الحجہ ۱۳۲۲ھ

بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ طالب حسین خاں

مسئلہ ۳۷۵:

گیارہویں شریف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور قیام مولود جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

گیارہویں شریف اور مجلس مبارک میلاد کا قیام جس طرح مکہ معظمہ و مدینہ معظمہ کے علماء کرام اور بلاد دارالاسلام کے خاص و عام میں شائع ہے ضرور جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے کہا کہ بعد نماز جمعہ ذکر شہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوگا، چنانچہ عمرو نے مسجد میں بعد نماز جمعہ اس کا اعلان اور اشتہار کر دیا زید نے درمیان اذکار تعریف و فضائل و ذکر شہادت شہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم و گریہ و زاری اہلبیت اطہار اور اہلبیت مطہرات کا اونٹوں پر بے پردہ جانا اور قید خانہ میں مقید ہونا اور زید پلید کا سرد بار بلانا اور گفتگو ہونا جہاں تک کہ زید کو کتبہائے معتبرہ اہلسنت و جماعت سے یاد تھا بیان کر دیا اور اہل سماع کو رقت طاری ہونا اور اس رقت ہونے کی وجہ سے کچھ پڑھنے والے اور سننے والے کو اجر ملنا اور نیز اسی قسم کا جلسہ اپنے مکانوں میں بنظر ثواب منعقد کرنا، بخلاف طریقہ روافض کے یعنی تعزیہ و علم وغیرہ سے اس مکان کو معمر رکھنا مذہب اہلسنت والجماعت میں درست ہے یا نہیں اور بعد ختم مجلس شیرینی و شربت و چاء پر فاتحہ و بیخ آیت پڑھ کر ثواب شہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پہنچانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

حضرات کرام کے فضائل و مناقب و مراتب و مناصب روایات صحیحہ معتبرہ سے بیان کرنا سنانا عین ثواب و سعادت ہے اور ذکر شہادت شریف بھی جبکہ مقصود ان کی اس فضیلت اور ان کے صبر و استقامت کا بیان ہو مگر غم پروری کا شرع شریف میں حکم نہیں، نہ غم و ماتم کی مجلس بنانے کی اجازت، نہ ایسی باتیں کہی جائیں جس میں ان کی بے قدری یا توہین نکلتی ہو، ماہ ربیع الاول شریف میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا مہینہ ہے اور وہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا مہینہ، پھر ائمہ دین و علمائے کاملین نے اسے ولادت اقدس کی عید بنایا وفات شریف کا ماتم نہ بنایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷۹۵۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں:

(۱) بطریق روافض بغیر ذکر حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اہلسنت کے واسطے واقعات کر بلا بیان کرنا اور بوجہ ہم نامی خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان فرزند ان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کاند کرہ منجملہ شہدائے دشت کر بلا ترک کرنا جائز ہے نہیں؟

(۲) جن مقامات پر آریہ سماج حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور روافض صحابہ عظام سے بدظنی پھیلاتے ہیں شبانہ روز درمے قدمے سخن غرضیکہ ہر طرح سے بے حد کوشاں رہتے ہیں وہاں ہر امکانی طریقہ سے عوام کو حفظاً للعقائد ان حضرات کے مناقب اور محامد سے واقف کرنا مذہباً واجب ہو گیا نہیں؟

(۳) جو شخص پاس مخالفین امور مذکورہ سے یہ کہہ کر باز رکھے کہ "اگر تم تعریف کرو گے تو وہ دل میں برا کہیں گے" تو ایسے شخص کی اقتداء کر کے مقاصد مخالفین کی تکمیل ہونے دیں یا اس سے قطع تعلق کر لیں۔ جواب مدلل اور مفصل ارشاد فرما کر مابجور ہوں۔

الجواب:

(۱) افضل اذکار ذکر الہی عز جلالہ ہے اور ذکر الہی میں سب سے افضل نماز، اگر نماز بھی بطور روافض پڑھی جائے گی ناجائز و ممنوع ہے نہ کہ اور اذکار مجالس محرم شریف میں ذکر شہادت شریف جس طرح عوام میں رائج ہے جس سے تجدید حزن و نوحہ باطلہ مقصود اور اکاذیب و موضوعات سے تلویت موجود خود حرام ہے، صواعق محرقہ پھر ماثبت بالسنۃ میں ہے:

ایاکہ ثم ایاکہ ان یشغلہ ببذع الرافضة من الندب و النیاحۃ والحزن اذلیس ذلک من اخلاق المومنین ^۱ الخ۔	رافضیوں کی بدعات مثلاً رونائیںٹنا، گریہ وزاری کرنا اور سوگ منانا وغیرہ میں مشغول ہونے سے بچو اس لئے یہ کام مومنوں کی عادات و اخلاق میں سے نہیں الخ۔ (ت)
--	---

ہاں ذکر فضائل شریف حضرت سیدنا امام حسین ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ جائز روایات صحیحہ معتمدہ معتبرہ سے ضرور نور عین نور ہے مگر صرف اسی پر اقتصار اور ذکر خلفاء کرام رضی اللہ

^۱ الصواعق المحرقة الباب الحادی عشر الفصل الاول مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۱۸۳

تعالیٰ عنہم سے دامن کشی خصوصاً لکھنؤ جیسے محل حاجت میں کہ کوفہ ہند ہے ضرور قابل اعتراض و احتراز ہے۔ قسم اول نسبت امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:

یحررم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسین ^۱ ۔	واعظ وغیرہ پر یہ حرام ہے کہ وہ شہادت حسین علیہ السلام کی روایات (بے سند اور بلا تحقیق) بیان کرے۔ (ت)
---	--

امام ابن حجر مکی صواعق محرقة میں فرماتے ہیں:

مأذکرہ من حرمة رواية قتل الحسين لاينافي ما ذكرته في هذا الكتاب لان هذا البيان الحق الذي يحب اعتقاده من جلاله الصحابة رضي الله تعالى عنهم وبراءتهم من كل نقص بخلاف مايفعله الوعاظ الجهلة فانهم يأتون بالأخبار الكاذبة الموضوعة ونحوها ولايبينون المحامل والحق الذي يحب اعتقاده فيوقعون العامة في بغض الصحابة وتنقيصهم ^۲ ۔	امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی روایات کے متعلق جو حرام ہونے کا ذکر کیا گیا وہ اس کے منافی نہیں جو کچھ میں نے اس کتاب میں بیان کیا، کیونکہ یہ بیان وہ حق ہے کہ جس پر (ایک مرد مومن کا) اعتقاد رکھنا واجب ہے، جو کہ عظمت شان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ہر کئی کوتاہی سے ان کی برات ہے، بخلاف جاہل واعظوں کے (قصہ گو افراد کے) کہ وہ جھوٹی اور موضوع روایات لوگوں کی مجالس میں بیان کرتے ہیں لیکن ان کا محل اور وہ حق بیان نہیں (یعنی سچی اور واقعی بات کو ظاہر نہیں کرتے) کہ جس پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے (پھر اس پردہ پوشی سے) عوام کو بغض صحابہ اور ان کی تنقیص و توہین میں ڈال دیتے ہیں۔ (ت)
---	---

اور قسم دوم کی نسبت کتاب العیون پھر شرح نقایہ علامہ قسستانی اور کتاب الکراہیۃ میں ہے:

لو ارداد ذکر مقتل الحسين ينبغي ان يذكر او لا مقتل سائر الصحابة لئلا يشابه الروافض ^۳ ۔	اگر کوئی واعظ شہادت حسین علیہ السلام کو بیان کرنا چاہے تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ پہلے باقی صحابہ کرام کی شہادت کے واقعات لوگوں کو
--	---

^۱ الصواعق المحرقة بحوالہ الضرابی الخاتمة فی بیان اعتقاد اہل السنة والجماعة مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۲۲۳

^۲ الصواعق المحرقة بحوالہ الضرابی الخاتمة فی بیان اعتقاد اہل السنة والجماعة مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۲۲۴

^۳ جامع الرموز شرح النقایة للقهستانی کتاب الکراہیۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳/ ۳۲۳

سنائے تاکہ روافض سے مشابہت نہ ہو کیونکہ وہ صرف شہادت حسین علیہ السلام پر اکتفا کرتے جبکہ اہل سنت صحابہ اور اہلبیت دونوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ (ت) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اذا ذكر الصالحون فحيها بعبير ¹ ۔	جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کا تذکرہ کرو (ت)
---	--

اور ذکر شہادت میں حضرت ابو بکر و عمر و عثمان اولاد امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ذکر اس لئے ترک کرنا کہ ان کے اسماء حضرات عالیہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے نام پاک ہیں، صریح رفض و اوہام زمانہ روافض خذلیم اللہ کا اتباع ہے کہ مسیحی کے باعث اسم سے عداوت ہاتھ باندھ لیتے ہیں اگرچہ وہ نام کسی محبوب کا ہو ﴿فَتَكْفُمُ اللّٰهُ اَنْ يُّؤْفِكُوْنَ﴾² (اللہ تعالیٰ انہیں مارے کہ وہ کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ ت) اسی لئے یہ بے پیرے دوشنبہ کو پیر کہنے سے احتراز کرتے ہیں مسجد کے تین در نہ بنائیں گے کہ خلفائے ثلاثہ کا عدد ہے ایسے ہی اوہام پر تو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

الشيعة نساء هذه الامة۔	رافضی اس امت کی مادہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
------------------------	--

(۲) ضرور واجب بلکہ اہم فرائض سے ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سب فاصحابي وظهرت الفتن او قال البدع ولم يظهر العالم عليه فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا وعدلا ³ ۔	جب میرے صحابہ کو برا کہا جائے اور فتنے یا فرمایا بدعتیں ظاہر ہوں اس وقت عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ اس کافر سے قبول کرے نہ نفل۔
---	--

¹ مسند امام احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۸۸

² القرآن ۹/ ۳۰

³ کنز العمال حدیث ۳۲۵۳۵/ ۱۱ ۵۴۳ و فیض القدیر بحوالہ الدیلمی تحت حدیث ۷۵۱ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۰۲، الفردوس بسأثور

الخطاب حدیث ۱۲۷۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۲۱

ف: حدیث کے یہ الفاظ دو حدیثوں کا مجموعہ معلوم ہوتے ہیں کیونکہ کتب احادیث میں ان الفاظ کا مجموعہ کسی جگہ نہیں مل سکا۔ نذیر احمد سعیدی

(۳) وہ شخص جو اس عذر باد و باطل سے اس فرض کو منع کرتا ہے یا سخت سفیہ جاہل ہے یا درپردہ ان کفار و اشقیاء کا مدد و معاون۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ شق ثانی ہو تو اس سے مطلقاً قطع تعلق کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم ^۱ ۔	ان سے دور بھاگو ان کو اپنے سے دور کرو کہیں تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔
--	---

اور شق اول ہو تو اسے سمجھائیں کہ پرانی خباثت کے سبب ہم اپنا فرض کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا تَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا هْتَدَيْتُمْ ^۲ "۔	اے ایمان والو! اپنی جانوں کی فکر کرو جو بھٹک گیا وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔ (ت)
---	---

تو علماء فرماتے ہیں کہ:

لا تترك سنة لاقترا نها مع بدعة من غيره۔	کسی ایسی سنت کو نہ چھوڑا جائے جو کسی دوسرے کی بدعت کے ساتھ مخلوط ہو۔ (ت)
---	--

نہ کہ ایسے مہمل خیال پر اس درجہ اہم فرض کو چھوڑنا اور پھر نتیجہ یہ کہ ان کی خباثتیں فاش و آشکار ہوں اور ادھر سے جواب نہ ہو اور عوام ان کے شکار ہوں آج وہ دل میں برا کہتے ہیں کل سیکڑوں کو علانیہ برا کہنے والا بنالیں، ایسی اوندھی مت کا کیا ٹھکانہ ہے، یوں تو اذان بھی حرام ہو جائے گی کہ دور سے سن کر بھی اعداء دین کے کلیجے شق ہوتے ہیں اور خفیہ جو منہ پر آتا ہے بکتے ہیں، اگر یہ جاہل سمجھ جائے فہماور نہ معلوم ہوگا کہ جاہل نہیں معاند ہے اس سے بھی قطع تعلق لازم ہوگا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَأَمَّا يُسِئْتِكُمُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَعْتَدْ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ وَالْقَوَارِ الْفٰلِیٰیْنَ ^۳ "۔	اگر شیطان تمہیں کسی بھلاوے میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت)
--	---

^۱ صحیح مسلم باب النہی عن الروایة عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملها قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

^۲ القرآن الکریم ۵/ ۱۰۵

^۳ القرآن الکریم ۶/ ۶۸

نسأل الله العفو والعافية ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔والله تعالی اعلم۔	ہم اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت چاہتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ بلند و بالا اور بڑی شان رکھنے والا (کسی کو) توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
--	---

مسئلہ ۳۸۰/۳۸۶: از مر سنیاتھانہ جہان آباد ضلع پبلی بھیت مرسلہ شیخ ممتاز حسین صاحب ۶ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں:

- (۱) اکثر دیکھا ہے کہ میلاد شریف میں مردوں کو دو حصے اور لڑکوں کو ایک حصہ دیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) چھوٹے بتا سے مٹھی بھر دیئے جاتے ہیں کسی کو کم کسی کو زیادہ پہنچتے ہیں اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟
- (۳) اگر بتا سے ختم ہو گئے اور کچھ آدمی رہ گئے تو کچھ حرج ہوا یا نہیں؟
- (۴) اگر میلاد شریف بغیر شیرینی کے پڑھا جائے؟
- (۵) میلاد شریف ختم ہونے پر مرد کسی کام کے سبب چلا گیا تو کچھ گناہ ہوا؟
- (۶) میلاد شریف جس کے یہاں ہو اس سے کچھ رنج ہو یہ سننے جائے اور شیرینی نہ لے تو کیا گناہ ہے؟
- (۷) اگر شیرینی تقسیم کے بعد بچالے؟

الجواب:

- (۱) حسب رواج مردوں کو دو حصے لڑکوں کو ایک دینے میں حرج نہیں کہ بوجہ رواج کسی کو ناگوار نہیں ہوتا۔
- (۲) مٹھی سے کم بیش پہنچنے میں بھی حرج نہیں مگر اتنی کمی نہ ہو کہ اسے ناگوار گزرے اس کی ذلت سمجھی جائے۔
- (۳) کچھ آدمی رہ گئے تو اگر ہو سکے تو اور مٹگا کر ان کو بھی دے انکار کر دینا مناسب نہیں اور نہ ہو سکے تو ان سے معذرت کر لے۔
- (۴) میلاد شریف بغیر شیرینی بھی ہو سکتا ہے اصل مراد تو ذکر شریف ہے۔
- (۵) ختم کے بعد جو چلا گیا اس پر کچھ الزام نہیں۔
- (۶) میلاد شریف سننے کو حاضر ہو اور شیرینی نہ لے تو حرج نہیں جبکہ اس میں صاحب خانہ کی دل آزاری نہ ہو ورنہ بلاوجہ شرعی مسلمان کی دل آزاری کی اجازت نہیں۔
- (۷) تقسیم کے بعد شیرینی بچ رہے تو وہ اس کا مال ہے جو چاہے کرے اور بہتر یہ ہے کہ اسے بھی عزیزوں

قربوں ہمسایوں دوستوں مسکینوں پر بانٹ دے کہ جتنی چیز اللہ عزوجل کے لئے نکالی اس میں سے کچھ بچالینا مناسب نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۸۷: از کمیدہ ضلع بنگالہ مرسلہ عبدالحکیم صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شب برات میں حلوہ وغیرہ بناتے ہیں اور خوشی کرتے ہیں اور آتشبازی وغیرہ چھوڑتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور روز مقرر کر کے کرنا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ بدعت کہتے ہیں اور وہ کس وقت سے ہے؟ آیا یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور تسبیح وتہلیل وقرآن مجید پڑھ کر اُجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور مردہ کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ اور مولود شریف میں اشعار وغیرہ راگ سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اکثر لوگ گاتے ہیں ملک بنگالہ میں کہ جہاں لوگ اردو نہیں سمجھتے ہیں فقط خوش الحانی کو سنتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ مولود شریف اور قیام کے منکر ہیں آیا مولود شریف حدیث وقرآن سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور قدمبوسی کتنے آدمیوں کی کرنا جائز ہے اور جلسہ میں کوئی خوشی وغیرہ کی بات اگر لوگ سنتے تو ہاتھ کی تالی دیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ بیٹنوا توجروا

الجواب:

حلوہ وغیرہ پکانا فقراء پر تقسیم کرنا احباب کو بھیجنا جائز ہے اللہ کے فضل ونعمت پر خوشی کرنے کا قرآن مجید میں حکم ہے جائز خوشی ناجائز نہیں۔ آتشبازی اسراف وگناہ ہے۔ دن کی تعیین میں جرم نہیں جبکہ کسی غیر واجب شرعی کو واجب شرعی نہ جانے۔ بدعت کہنے والے خود بدعت میں ہیں۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ جو کچھ قرآن وحدیث نے منع نہ فرمایا اس سے منع کرنے والا بدعتی ہے۔ تسبیح وتہلیل وتلاوت قرآن مجید پر اجرت لینا حرام ہے۔ مردہ کو اس کا کچھ ثواب نہیں مل سکتا۔ خوش الحانی جائز ہے جبکہ مزامیر وفتنہ ساتھ نہ ہو۔ میلاد مبارک وقیام کے آج کل منکر وہابیہ ہیں اور وہابیہ گمراہ بے دین۔ میلاد شریف قرآن عظیم کی متعدد آیات کریمہ اور حدیث صحیح سے ثابت ہے جس کی تفصیل اذقۃ الانام میں ہے قدمبوسی معظمان دینی مثل پیر وعالم دین وسادات و سلطان عادل ووالدین کی جائز ہے، تالی بجانا نصاریٰ کی سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۸۸: از قصبہ بشارت گنج ضلع بریلی بڑی مسجد مرسلہ نجو خاں فوجدار یعنی باقی والہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

مجلس وعظ یا میلاد شریف میں لوگوں کو وجد آجاتے ہیں اس میں پاگل کی طرح ہاتھ اور پاؤں ہلاتے ہیں یہ کیسے جائز ہے یہ کیا بات ہے بعض آدمی سر ہلاتے نہ بیہوش ہوتے ہیں یہ کیا بات ہے یہ کیا علامت عشق ہے یا کیا ہے؟ تحریر فرما کر سرفراز فرمائیں۔ زیادہ سلام

الجواب:

اس کی تین صورتیں ہیں، وجد کہ حقیقتہً دل بے اختیار ہو جائے اس پر تو مطالبہ کے کوئی معنی نہیں، دوسرے تو وجد یعنی باختیار خود وجد کی سی حالت بنانا، یہ اگر لوگوں کے دکھاوے کو ہو تو حرام ہے اور ریا اور شرک خفی ہے، اور اگر لوگوں کی طرف نظر اصلانہ ہو بلکہ اہل اللہ سے تشبہ اور بہ تکلف ان کی حالت بنانا کہ امام حجۃ الاسلام وغیرہ اکابر نے فرمایا ہے کہ اچھی نیت سے حالت بناتے بناتے حقیقت مل جاتی ہے اور تکلیف دفع ہو کر تواجہ سے وجد ہو جاتا ہے تو یہ ضرور محمود ہے مگر اس کے لئے خلوت مناسب ہے مجمع میں ہونا اور ریا سے بچنا بہت دشوار ہے، پھر بھی دیکھنے والوں کو بدگمانی حرام ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِشْمٌ" ^۱	اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں۔
--	---

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ^۲ ۔	گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے،
---	--

جسے وجد میں دیکھو یہی سمجھو کہ اس کی حالت حقیقی ہے اور اگر تم پر ظاہر ہو جائے کہ وہ ہوش میں ہے اور باختیار خود ایسی حرکات کر رہا ہے تو اسے صورت دوم پر محمول کرو جو محمود ہے یعنی محض اللہ کے لئے نیکوں سے تشبہ کرتا ہے نہ کہ لوگوں کے دکھاوے کو، ان دونوں صورتوں میں نیت ہی کا توفرق ہے اور نیت امر باطن جس پر اطلاع اللہ ورسول کو ہے جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تو اپنی طرف سے بری نیت قرار دے لینا برے ہی دل کا کام ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں:

الظن الخبیث انما ینشأ من القلب الخبیث ^۳ ۔	خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	

مسئلہ ۳۸۹: مسئلہ حافظ عبد اللطیف صاحب مدرس مدرسہ حنفیہ سسوان از سسوان ۲۸ صفر ۱۳۳۲ھ

مجلس ذکر شہادت جائز یا ناروا، ایک صاحب نے کہا کہ تجدید سرور مختلف فیہ اور تجدید غم باتفاق ناجائز۔

^۱ القرآن الکریم ۱۲/۴۹

^۲ صحیح البخاری کتاب الادب باب ما ینہی عن التحاسد والتدابیر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۹۶

^۳ فیض القدیر تحت حدیث ۲۹۰۱ ایاکم والظن الخ دار المعرفۃ بیروت ۳/۱۲۲

الجواب:

مجلس ذکر شہادت اگر روایات باطلہ سے ہو تو مطلقاً ناروا، اور روایات صحیحہ سے ہو تو اگر تجدید غم و جلب بکاء مقصود ہے بیشک نا محمود ہے اور اگر ذکر فضائل محبوبان خدا، مراد ہے تو مورد رحمت جواد ہے۔

وانما الاعمال بالنیات وانما لكل امرئ ما نوى ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	کاموں کا مدار ارادوں پر ہے اور ہر آدمی وہی پائے گا جس کا اس نے ارادہ کیا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
--	--

مسئلہ ۳۹۰: از شہر لاہور لنڈا بازار دکان بھگوان داس مرسلہ محمد حسین معمار بریلی والا ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ گیارہویں میں رباعی شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں؟
رباعی یہ ہے؟

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب بادشاہ و شیخ و درویش و ولی و مولانا
اور اگر یہ رباعی پڑھنا جائز ہے تو کل طریقہ فاتحہ گیارہویں شریف کا براہ مہربانی تحریر فرمادیتے۔

الجواب:

یہ رباعی نہ پڑھی جائے اس میں بعض الفاظ خلاف شان اقدس ہیں، فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید و درود شریف سے ہو سکے پڑھ کر ثواب نذر کرے۔ اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درود غوثیہ، پھر ایک ایک بار الحمد شریف و آیہ الکرسی، پھر سات بار سورہ اخلاص، پھر تین بار درود غوثیہ۔ درود غوثیہ یہ ہے: اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود و الکرم و علی آلہ و بارک وسلم۔ اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے: و علی آلہ الکرام و ابنہ الکریم و امتہ الکریمۃ و بارک وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۱: بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ مجلس میلاد شریف میں ذکر حضرات امام حسین علیہم السلام کا بغیر ذکر فضائل حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جائز نہیں۔ دوسرا قول زید کا یہ ہے کہ مجلس میلاد مبارک میں ذکر حضرات امام حسین علیہم السلام کا قطعی جائز نہیں ہے۔ یہ دونوں اقوال زید کے کہاں تک صحیح ہیں؟ بیٹنوا
توجروا۔ (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

^۱ صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱

الجواب:

مجلس میلاد مبارک مجلس فرحت و سرور ہے اس میں علماء کرام نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف کا تذکرہ بھی پسند فرمایا، اور ذکر شہادت جس طور پر رائج ہے وہ ضرور طریقہ غم پروری ہے۔ رہا حضرات اماہین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و مناقب صحیحہ معتبرہ کا ذکر، وہ نور ایمان و راحت جان ہے۔ اس سے کسی وقت ممانعت نہیں ہو سکتی جبکہ وجہ صحیح پر بقصد صحیح ہو۔ یہ شرط نہ صرف اس میں بلکہ ہر عمل صالح میں ہے۔ اور یہ بھی کتابوں میں ہے کہ ذکر حضرات حسنین بعد ذکر حضرات صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہو۔ اس سے مطلب یہ نہیں کہ ان کا ذکر کریم بے ذکر صحابہ ناجائز ہے۔ وہ ہر ایک مستقل عبادت ہے کہ ترک ذکر صحابہ عظام بالقصد جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹۲: مرسلہ جناب سید احمد صاحب بن حاجی سید امام حکیم صاحب از اکوٹ ضلع اکولہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ جناب حضرت حامی سنت ماحی بدعت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فضلكم، السلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی سے عرض ہے کہ یہاں برار میں دو برس سے مجلس کانفرنس کی ہونا شروع ہوئی ہے اور میرے کو بھی نامہ آیا میں افسوس کرتا ہوں کہ ہر مذہب کا شخص ممبر ہو سکتا ہے کر کے تحریر ہے اب اس مجلس میں جانا ثواب ہے یا کہ حرام ہے۔ چند کلمہ مشعر حالات سے سرور فرمائیے۔ زیادہ چہ مزید توجہ۔

الجواب:

بملاحظہ حضرت سید صاحب مکرم ذی الحجۃ والکرم دام کرہم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ مجلس نیچریوں کی ہے اس میں شرکت جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اگر تمہیں شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو"۔ اور نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "(لوگو!) ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی"۔ اور حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

قال اللہ تعالیٰ "وَأَمَّا يُسَيِّئُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" ① وقال اللہ تعالیٰ "وَلَا تَزْكُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" ② وفي الحديث عن النبي صلى الله تعالى عليه

① القرآن الكريم ۶/ ۲۸

② القرآن الكريم ۱۱/ ۱۱۳

<p>سے روایت ہے کہ جو کسی قوم کی جماعت بڑھائے وہ انہی میں شامل ہے۔ ابویعلیٰ نے اسے اپنی مسند میں روایت کیا۔ اور علی بن معید نے کتاب الطاعة والمعصية میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، اور عبد اللہ ابن مبارک "الزهد" میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ اور خطیب بغدادی تاریخ میں انس بن مالک کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں: جو کوئی لوگوں کے ساتھ ہو کر جماعت میں اضافہ کرے تو وہ انہی میں سے ہے۔ (ت)</p>	<p>وسلم من کثر سواد قوم فهو منهم، رواه ابو یعلیٰ^۱ فی مسنده وعلی بن معید فی کتاب الطاعة والمعصية عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابن المبارک فی الزهد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و الخطیب فی التاریخ عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلفظ من سود مع قوم فهو منهم^۲۔</p>
---	--

پندرہ سال ہوئے کہ اس بارہ میں فتویٰ علمائے کرام حرمین شریفین مسمیٰ بہ فتاویٰ الحرمین بر جف ندوة البین (حرمین شریفین کے فیصلے، ندوہ کے جھوٹ بولنے پر، زلزلہ برپا کرنے کے بارے میں۔ ت) طبع ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹۳: ازمانڈلے بر مہاسورتی مسجد ۶ رجب ۱۴۳۳ھ

وعظ کے بعد شیرینی تقسیم کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

جائز ہے لعدم المانع بلکہ اس کا عمل زیادہ باعث اجتماع و حضور ذکر و استماع ہوگا و سبیلہ خیر خیر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹۴: مسئلہ حافظ عبد المجید صاحب از قبضہ تحصیل سوار خالص علاقہ ریاست رامپور بروز شنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محفل مولود شریف

^۱ کشف الخفاء بحوالہ ابی یعلیٰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۲۴، نصب الراية للاحادیث الھدایة کتاب الجنایات من کثر سواد الخ

المکتبة الاسلامیہ ۳/ ۳۴۶

^۲ کنز العمال بحوالہ خط عن انس حدیث ۲۴۶۸۱ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۰، تاریخ بغداد ترجمہ عبد اللہ بن عتاب ۵۱۶۷ دار الکتب

العربی بیروت ۱۰/ ۴۰

میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور وقت پیدائش کے قیام کرنا مستحب ہے یا بدعت؟ بحوالہ کتاب فقہ یا حدیث بیان فرمائیے۔

الجواب:

مجالس خیر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اکابر اولیاء نے مشاہدہ فرمائی اور بیان کیا،

کما فی بھجة الاسرار للامام الاوحد ابی الحسن نور الدین اللخمی الشطنوفی وتنویر الحوالک للامام جلال الملة والدين السيوطی وغیرہما لغیرہما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔	جیسا کہ بھجة الاسرار (مضنفہ) امام یکتائے زمانہ ابوالحسن نور الدین علی لُحْمی شطنوفی نے اور تنویر الحوالک میں امام جلال الدین سیوطی نے اور ان دو کے علاوہ دوسرے حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا، ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ (ت)
---	---

مگر یہ کوئی کلیہ نہیں سرکار اکرم ہے جس پر ہو جب ہو

(۱) اگر بادشہ بر در پیرزن بیاید تو اے خواجہ سہلت من

(۲) ہمیں کرد مورے دعاء سحر کہ مہمانش آید سلیمان مگر

(۳) چہ خوش گفت یک مرغ زیرک بدو سلیمان باید ولے جائے کو

(۱)۔ اگر بادشاہ بڑھیا عورت کے دروازے پر قدم رنجہ فرمائے تو اے خواجہ (سردار) ! تو مونچھوں کو تاؤ نہ دے۔

۲۔ سحری کے وقت ایک چیونٹی نے یہی دعا مانگی شاید اس کے ہاں حضرت سلیمان مہمان بن کر تشریف لائیں۔

۳۔ ایک دانا پرندے نے اس سے کیا خوب کہا، حضرت سلیمان تو ضرور جلوہ افروز ہوں مگر کون سی جگہ ہو، ذرا یہ تو کہہ دے۔ (ت)

مجلس میلاد مبارک میں وقت ذکر ولادت مقدس قیام جس طرح حرمین شریفین و جمیع بلاد دارالاسلام میں دائرو معمول ہے مستحب و مستحسن ہے۔

قال الله عز وجل "وَلَعَلَّاهُ وَتَوْفَّقُوا لَهُ" ^۱	اللہ عزوجل نے فرمایا: ان کی یعنی حضور اکرم کی عزت و توقیر کرو۔ (ت)
--	--

^۱ القرآن الکریم ۹/۳۸

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو پھر یہ دلوں کا تقویٰ (پرہیزگاری) ہے۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ" ۱۔
--	--

علامہ سید جعفر برزنجی مدنی عقد الجومر میں فرماتے ہیں:

بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ذکر کرنے کے موقع پر ائمہ صاحب روایت اور صاحب مشاہدہ نے قیام کو مستحسن قرار دیا ہے۔ لہذا اس خوش نصیب کے لئے خوشخبری ہو کہ جس کی نگاہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بجالانا اس کا غایت مقصد اور قرار نگاہ کا محل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	وقد استحسِن القیام عند ذکر مولدہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمة ذورواية ورؤية فطوبی لمن كان تعظيہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایة مرامہ ومرماہ ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
---	--

مسئلہ ۳۹۷۳۹۵: مسئلہ بنے خاں سوداگر پارچہ بریلی محلہ نالہ متصل کڑہ مندرائے ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں مجلس میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مجلس میلاد شریف میں بعد بیان مولود شریف کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعات کر بلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) رافضیوں کے محرم میں ذکر شہادت و مصائب شہداء بیان کرنا و سوز خوانی و مرثیہ مصنفہ انیس و دہر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو، اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں، اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول

^۱ القرآن الکریم ۲۲/۳۲

^۲ عقد الجوبہ فی مولد النبی الازہر ترجمہ و حاشیہ نور بخش توکلی جامعہ اسلامیہ لاہور ص ۲۶، ۲۵

ہوگا کما نص علیہ فی الہندیۃ وغیرہا) جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور اس کے علاوہ دوسرے فتاویٰ میں اس مسئلہ کی تصریح کی گئی۔ ت) بلکہ شیرینی اگر اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئے یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ نہ دیا ہو تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی جو شیرینی اسے خاص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اس پر فاتحہ حرام ہے، یہ حکم تو شیرینی و فاتحہ کا ہوا مگر ان کے یہاں جانا اگرچہ میلاد شریف پڑھنے کے لئے ہو معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے:

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقع التہم ^۱ ۔	جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو۔
--	--

تو ان کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت پر ہے، پھر جو اہل تقویٰ نہیں اسے ان کے ساتھ قرب، آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے اس کے لئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احسن کا کام ہے و من رقع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ جو رمنے کے گرد چرائے گا کبھی اس میں پڑ بھی جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکر حزن اس میں مناسب نہیں کما فی مجمع البحار (جیسا کہ مجمع البحار میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) حرام ہے ع

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

(ہم جنس اپنے جیسے ہم جنس کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ ت)

حدیث میں ارشاد ہوا: لا تجالسوہم^۲ اُن کے پاس نہ بیٹھو۔ دوسری حدیث میں فرمایا: من کثر سواد مع قوم فہو منهم^۳ (جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

^۱ مراق الفلاح علی بامش الطحطاوی باب ادراک الغریضہ نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۲۴۹

^۲ کنز العمال حدیث ۳۲۲۶۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۲۹

^۳ تاریخ بغداد ترجمہ عبداللہ بن عتاب ۵۱۶ دار الکتب العربی بیروت ۳/ ۴۰، کنز العمال حدیث ۳۵۷۳۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۹/ ۲۲

مسئلہ ۳۹۸:

مرسلہ مولوی محمد واحد صاحب

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذکر میلاد مبارک بہ تعین ایام و تخصیص ربیع الاول شریف یا بہ تقریر یازدہم و دیگر تواریخ اعراس مشائخ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے گھروں میں مسجدوں میں درود شریف یا قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا یا دوازدہم شریف تک ہر روز مجلس ذکر میلاد کرنا اور حاضرین سامعین ذکر اقدس کو مٹھائی دینا یا کھانا کھلانا یعنی فرح و سرور ولادت اقدس یا ایام وصال ارباب کمال میں زیادتی عبادت و صدقہ و مبرات اور نظم میں نعت حضرت سید المنعوتین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بخوش الحانی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

ذکر حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان و سرور جان ہے ان کا ذکر بعینہ ذکر رحمن ہے۔ قال تعالیٰ:

"وَمَرَقْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" ^۱ (اے حبیب! ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے۔ ت) حدیث میں ہے: اس آیہ کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے:

اتذری کیف رفعت لک ذکرک۔	کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر۔
-------------------------	---

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی: اللہ اعلم (اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ت) ارشاد ہوا:

جعلتک ذکر امن ذکرى فمن ذکرک فقد ذکرنى ^۲	اے محبوب! میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بیشک اس نے میرا ذکر کیا۔
--	---

اور ماہ ربیع الاول شریف اس کے لئے زیادہ مناسب، جیسے دور قرآن و ختم قرآن کے لئے ماہ رمضان کہ اسی مہینے میں اترا،

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ	ماہ رمضان شریف وہ بابرکت مہینہ ہے کہ جس میں
------------------------------------	---

^۱ القرآن الکریم ۹۴/۴

^۲ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الاول الفصل الاول المطبعة الشركة الصحافية مصر ۱۵

قرآن مجید اتارا گیا (ت)

فِيهِ الْقُرْآنُ^۱

یہاں اس عالم میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رونق افروز ہونا ماہ ربیع الاول میں ہوا واللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز جان افروز و شنبہ کو روزہ شکر کے لئے خاص فرماتے اور اس کی وجہ یوں ارشاد فرماتے کہ فیہ ولدت و فیہ انزل علی^۲ (اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر کتاب اُنری۔ یہ تخصیصات بوجہ مناسبات ہیں تو اُن پر طعن جہل ہے بلا مناسبت تخصیص کو تو فرمایا گیا صوم یوم السبت لالک ولا علیک^۳ یعنی روزہ کے لئے روز شنبہ کی تخصیص نہ تجھے نافع نہ مضر، تو مناسبات جلیلہ کے باعث تخصیص پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے ہاں تخصیص بمعنی توقف کہ اوروں ہو ہی نہ سکے یا بمعنی وجوب شرعی کہ اس دن ہونا شرعاً لازم اور دوسرے دن ناجائز ہو ضرور باطل ہے مگر وہ ہرگز کسی کے ذہن میں نہیں کوئی جاہل سا جاہل بھی ایسا خیال نہیں کرتا و لکن الوہابیۃ قوم لایعلمون (وہابی ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں جانتے۔ ت) یہی حال یازدہم و دوازدہم و توارخ وصال محبوبان ذوالجلال کا ہے اور اوقات فاضلہ میں تکثیر اعمال صالحہ بلاشبہ مطلوب و مندوب ہے جس پر قرآن عظیم و احادیث کثیرہ ناطق ان من افضل ایاکم الجعۃ فاکثروا فیہا من الصلوۃ علی^۴ (بلاشبہ تمہارے ہفتہ کے تمام دنوں میں سے سب سے افضل دن روز جمعہ ہے، لہذا اس دن سب دنوں سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھو۔ ت) درود خوانی و تلاوت قرآن مجید و اطعام طعام و صدقات و مبرات کی خوبیاں ضروریات دین سے ہیں محتاج بیان نہیں اور شیرینی کی تخصیص میں فوائد عدیدہ ہیں، ایک تو یہ کہ قلب المؤمن حلوی بحب الخلو مسلمان کا دل میٹھا ہے مٹھاس کو دوست رکھتا ہے۔

دوم وہ روزانہ عام لوگوں کے استعمال میں نہیں آتی وکل جدید لذیذ ومن وافق من اخیه شہوة غفرلہ (ہر نئی چیز ذائقہ دار ہوتی ہے اور جو کوئی اپنے بھائی سے اس کی چاہت میں موافقت کرے تو اس کے گناہ بخش دئے گئے۔ ت)

سوم حسب عرف اغنیا کو بھی اس کے لینے میں باک نہیں ہوتا بخلاف اس کے کہ روٹی بانٹی جائے۔

^۱ القرآن الکریم ۱۸۵/۲

^۲ مسند احمد بن حنبل حدیث ابن قتادة الانصاری المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۹۹ و ۲۹۷

^۳ مسند احمد بن حنبل حدیث الصماء بن بسر المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۶۸

^۴ سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۵۰

چہارم جو چیز محبوبان خدا سے منتسب ہو جائے سزاوار تعظیم ہو جاتی ہے، شیرینی اس کے لئے زیادہ مناسب کہ اس میں چیز پھینکنے کی نہیں ہوتی۔ نعت شریف ذکر اقدس ہے اور اس کا خوشی الحانی سے ہونا مورث زیادت شوق و محبت۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواہب اللدنیہ شریف میں تصریح فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح شریف الحان خوش کے ساتھ سننا محبت حضور کو ترقی دیتا ہے^۱، اور ولادت اقدس پر اظہار فرحت و سرور خود نص قرآن سے مامور۔ قال اللہ تعالیٰ:

تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت چاہئے کہ اسی پر فرحت و سرور کریں۔	"قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْلَ ذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا" ^۲
--	--

انسان العیون میں ہے: بعض صالحین خواب میں زیارت جمال اقدس سے مشرف ہوئے عرض کی یا رسول اللہ! یہ جو لوگ ولادت حضور کی خوشی کرتے ہیں، فرمایا: مَنْ فَرحَ بِنَاكَ فَحَنَابِه^۳ جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۹: ازرائے بریلی محلہ جہان متصل مکان سید فدا علی چنگی انسپکٹر مرسلہ حافظ قمر الحسن صاحب ۲۳ شعبان ۱۳۳۵ھ وارد حال بریلی شہامت گنج۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سنی مسلمان از سرتاپا معصیت میں مبتلا ہے اس نے محض اپنی نجات کا ذریعہ خیال کر کے مجلس میلاد شریف منعقد کی ہو اور نہایت وفور شوق سے ذکر رحمۃ للعالمین سرکار دو عالم اپنے آقائے نامدار کا بکثرت سننا اختیار کیا ہو اور نماز بھی پڑھتا ہو اور سچ بھی بولتا ہو اور حلال کمائی مجلس میں صرف کرتا ہو، مسکین الطبع رقیق القلب شریف ابن شریف ہو اور اچھے لوگ اسے اچھا سمجھتے ہوں اور بد باطن لوگ اسے برا سمجھتے ہوں اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور جا کر سننا جائز ہے یا نہیں اور اس کو محفل میلاد مقرر کرنا اور ذکر سرور عالم سننا چاہئے یا نہیں؟ اور جو شخص میلاد خواں اپنی بد باطنی سے اس کے یہاں مجلس پڑھنے نہ جائے اور دوسروں کو روکے اور اس کی برائی ناکردہ کی تہمت لگائے وہ گنہگار ہے یا نہیں؟

^۱ المواہب اللدنیہ المقصد السابع محبة ذكره صلى الله تعالى عليه وسلم المكتبة الاسلامی بیروت ۳/ ۱۲-۳۱۱

^۲ القرآن الکریم ۱۰/ ۵۸

^۳ انسان العیون

الجواب:

اگر یہ بیان واقعی ہے کہ اچھے لوگ اسے اچھا سمجھتے ہیں تو بد باطنوں کے برا سمجھنے سے برا نہیں ہو سکتا، نہ لوگوں کی بدگمانی سے کوئی اثر سوا اس کے کہ بدگمانی کرنے والے خود ہی گنہگار ہوں، قال اللہ تعالیٰ:

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ (ت)	"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ" ^۱
--	--

جھوٹی تہمت رکھنے والا سخت گنہگار و مستحق عذاب ہے اور اس بنا پر اس کے یہاں مجلس مبارک پڑھنے سے لوگوں کو روکنا مناع للخیار ہونا ہے۔ ظاہر سوال کا جواب تو یہ ہے اور واقع کا علم اللہ عزوجل کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰۰: ازبدایوں اسلام مگر مرسلہ عزیز حسن کا سنبھل ۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین ان مسئلوں میں:

(۱) حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں کوئی پیشین گوئی قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو حوالہ کتاب و سطر و صفحہ سے ہو۔

(۲) اگر مجلس کہ جس میں ذکر شہادت حضرت امام زمان علیہ السلام ہو اور واقعات صحیح ذکر کئے جائیں اور وہ ماہ محرم میں ہو علاوہ ازیں اپنے دوستوں اور سامعین کو کچھ از قسم شیرینی ختم مجلس پر تقسیم کی جائے تو جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:

(۱) قرآن مجید میں تمام ماکان و مایکون کا بیان ہے،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہم نے آپ پر ایک عظیم کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا واضح بیان ہے۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَاثًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" ^۲ ۔
---	---

اور حدیثوں میں شہادت شریفہ کا صاف ذکر ہے، امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صواعق محرقة وغیرہا میں ان کی تفصیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جبکہ روایات صحیحہ بروجہ صحیحہ بیان کی جائیں اور غم پروری وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف

^۱ القرآن الکریم ۴۹/۱۲

^۲ القرآن الکریم ۱۶/۸۹

باعث نزول رحمت الہی ہے اور تقسیم شیرینی ایک سلوک حسن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۰۲ تا ۴۰۳: از شہر محلہ ذخیرہ مسئلہ منشی شوکت علی صاحب محرر چوگی ۸ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

- (۱) کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا، ان کی نیاز کی چیز کا لینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جبکہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) محرم میں بعض مسلمان ہرے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱) جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے، ان کی نیاز نیاز نہیں، اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی، کم از کم ان کے ناپاک قلنتین کا پانی ضرور ہوتا ہے، اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت۔

(۲) محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کا شعار رافضیاں لیاں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۰۴: از کاشمیری دروازہ تھانہ ۴، سوندھی ٹھیکیدار مسئلہ امیر حسن بیدوالے ۹ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موجودہ زمانہ میں جو میلاد شریف مروج ہے اور اس میں شیرینی وغیرہ تقسیم ہوتی ہے اور حضرات سیدان اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جو نذر و نیاز وغیرہ محرم میں یا غیر محرم شریف میں ہوتی ہے اس میں جا کر شرکت کرنا اور کھانا اور پینا کیسا ہے چاہے کسی قوم میں ہو خواہ شیاہ میں ہو اس کا کھانا پینا یا شرکت دینا کیسا ہے؟ اور جو لوگ اس میں شرکت دینے سے یا شریک ہونے پر منع کرتے ہیں ان کے واسطے مولوی لوگ کیا حکم فرماتے ہیں؟

الجواب:

مجلس مبارک اور نیاز شریف کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہیں سب خوب و مستحسن ہیں اور ان میں شرکت باعث ثواب اور ان کا کھانا بھی جائز، اور جو ان کو بلا وجہ شرعی منع کرے باطل پر ہے یہ دہابیہ کا کام ہے لیکن رافضی کے یہاں کی مجالس میں شرکت جائز نہیں، نہ اس کے یہاں کھانا کھایا جائے، اس سے میل جول ہی جائز نہیں اور اگر اس کے یہاں کے کھانے میں گوشت ہے جب تو وہ قطعی حرام و مردار ہے مگر یہ کہ ذبح ہونا اور پکنا اور اس کے سامنے لانا سب مسلمانوں کے زیر نظر ہوا ہو کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہوا ہو۔ روافض کے یہاں شرکت جو لوگ منع کرتے ہیں حق پر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹ شعبان چہار شنبہ ۱۳۳۹ھ

مسئلہ ۴۰۶۵: از نظام آباد ضلع اعظم گڑھ مسئلہ سید اصغر علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

- (۱) جو شخص شیعہ ہو اور اپنے مذہب میں سخت ہو اس سے مسلمان خفیوں کو محفل میلاد شریف پڑھانا چاہئے یا نہیں بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ ایسی روایات پڑھتا ہے جس سے صحابہ اور سنی مذہب کی توہین ہوتی ہے۔
- (۲) جو مسلمان سنی مذہب حنفی کا پابند ہو وہ شیعوں کی مجلسوں میں شرکت کرے اور ان کے جلوس کا انتظام (مثل تاشہ، ڈھول، روشنی، جلوس گھوڑی کا جس کو دلدل تابوت کہتے ہیں) کرے اور اس شرکت کو مذہب حنفی کی رو سے جائز سمجھے بالخصوص ایسی مجالس میں شرکت کرنا کہ جس میں روایات خلاف مذہب حنفی پڑھی جاتی ہیں وہ کیسا ہے؟ بیٹنوا تو جروا

الجواب:

(۱) رافضی سے مجلس شریف پڑھوانا حرام ہے،

لان فی تقدیمہ تعظیہ وقد جب علیہم اہانتہ شرعاً تبیین ^۱ الحقائق وغیرہ۔	اس لئے کہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شریعت میں لوگوں پر اس کی توہین و تذلیل ضروری ہے، جیسا کہ تبیین الحقائق وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)
--	--

یہ اسی حالت میں ہے کہ وہ کوئی بات کسی صحابی یا مذہب اہلسنت کی توہین نہ کرے اور اگر ایسا کرتا ہے تو جو دانستہ اس سے پڑھوائے فقط مرتکب حرام نہیں بلکہ اسی کی طرح گمراہ رافضی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) مجالس روافض اور ان خرافات میں شرکت حرام ہے اور اس کے جائز سمجھنے پر سخت حکم ہے اگر ان مجالس میں مذہب اہلسنت پر حملہ ہوتا ہو تو ان میں شرکت پر راضی نہ ہوگا مگر گمراہ والعیاذ باللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰۷: از سورت سگراپورہ محلہ مولوی اسماعیل مرحوم مسئلہ غلام رسول بن عبدالرحیم ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ چند اشخاص نے گیارہویں شب ہر مہینہ میں مجتمع ہو کر بغرض ایصال ثواب

^۱ تبیین الحقائق باب الامامت والحدث فی الصلوۃ المطبوعۃ الکبریٰ بولاق مصر ۱۳۴

روح پر فتوح حضرت محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درود شریف کی تسبیح و کلمہ تہلیل و سورہ اخلاص شریف کے بعد یا غوث یا غوث یا غوث کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ در صورت جائز ہونے کے بجائے اس کے درود شریف یا کلمہ تہلیل وغیرہ اذکار پڑھیں تو کیسا؟ بیٹنوا تو جروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

جائز ہے کوئی حرج نہیں اور درود شریف یا تسبیح و تہلیل کا اس سے افضل ہونا وجہ منع نہیں ورنہ سوا افضل الاذکار لا الہ الا اللہ ہر دعا و ذکر و درود شریف سب ممنوع ہو جائیں بلکہ تمام اذکار کہ قرآن خوانی ان سب سے افضل ہے بلکہ غیر اوقات کراہت نفل میں قرآن خوانی بھی کہ نماز نفل اس سے افضل ہے۔ یہاں ایک نکتہ اور قابل لحاظ ہے سائل نے وقت حاجت و مصیبت ندائے غیر اللہ کا جواز اپنا معتقد بتایا انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ندائے غیر اللہ نہیں بلکہ اللہ ہی کی ندا ہے کہ وہی نسبت ملحوظ و مناط ندائے جس طرح کہ ملقط و در مختار و عالمگیریہ میں ہے:

التواضع لغير الله حرام ^۱	غیر اللہ کے لئے تواضع حرام ہے۔
-------------------------------------	--------------------------------

حالانکہ انبیاء و اولیاء اور ماں باپ اور اساتذہ وغیرہم کے لئے تواضع کے حکم سے قرآن و حدیث اور خود یہ کتابیں مالا مال ہیں تو وجہ وہی کہ ان کے لئے تواضع غیر اللہ کی تواضع نہیں اللہ ہی کے لئے ہے کہ اسی کی نسبت ملحوظ ہے اسی نکتہ سے غفلت کے سبب وہابیہ خذلیم اللہ تعالیٰ شرک جلی میں گرفتار ہوئے اور مسلمانوں کو مشرک کہنے لگے انہیں انبیاء و اولیاء وجود الہی کے مقابل مستقل وجود نظر آئے اور ان کی ندا غیر خدا کی نداجانی، یوہیں ان سے استمداد ان کی تعظیم ہر بات میں وہی غیریت و استقلال کا لحاظ رکھا اور "يُرِيدُونَ أَن يُقْفَرُوا بِإِثْنِ اللَّهِ وَرُسُلِهِ" (وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں۔ ت) کے مصداق ہوئے، اس کا زیادہ بیان ہمارے رسالہ الاستمداد و کشف ضلال دیوبند میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۰۸: ازوڈنگردایہ مہ کانہ گجرات گاڑی کے دروازہ متصل مکان چاندار سول مسئولہ عبدالرحیم احمد آبادی ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ سید الاولین والآخرین کی مجلس مبارک سے اہل محلہ کو منع کرنا کیسا ہے؟

^۱ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۲۴۵

^۲ القرآن الکریم ۱۵۰/ ۴

بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ اور اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

اگر وہ مجلس شریف منکرات شرعیہ سے خالی ہو اور اس وقت منع کرنے کے لئے کوئی ضرورت خاصہ شرعیہ داعی نہ ہو بلکہ صرف اس بنا پر منع کرتا ہے کہ وہابی ہے اور مجلس مبارک کو برا جانتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ وہابیہ گمراہ بددین بلکہ کفار مرتدین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ میلاد سے متعلق

اعلیٰ حضرت کا ایک اہم اور مدلل فتویٰ

جو پہلے اس جلد میں شامل نہ تھا فتویٰ کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے اسے اس مقام پر شامل کر دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۴۰۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محفل میلاد شریف و قیام بوقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہے بعض لوگ اس قیام سے انکار کرتے ہیں بدیں وجہ کہ قرونِ ثلثہ میں نہ تھا اور ناجائز بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ثقافت علماء سے خاص اس بارے میں منع وارد ہے، چنانچہ سیرت شامی میں ہے: هذا القيام بدعة لا اصل لها^۱ (یہ قیام بدعت ہے اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ ت) ان کے اقوال کا کیا حال ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ اور اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا بیان و اظہار اور اپنے فضل و رحمت کے ساتھ مطلقاً خوشی منانے کا حکم دیا ہے، قال اللہ تعالیٰ:

اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ (ت)

"وَأَمَّا بَعْضُ مَن لَّيَ لَیْلَتًا مِّنَ اللَّیْلِ إِذَا يَأْتِيهِ رَبُّكَ فَحَدِّثْ" ۲

^۱ انسان العیون فی سیرۃ الامین المأمون باب تسمیئہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمداً واحداً المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۱/ ۸۳

^۲ القرآن الکریم ۱۱/ ۹۳

وقال الله تعالى:

"قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْدُ لَكَ قَلِيلٌ حُوا" ¹	(اے محبوب! آپ) فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہئے کہ (لوگ) خوشی کریں (ت)
--	--

ولادت حضور صاحب لولاک تمام نعمتوں کی اصل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا" ²	بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (ت)
---	---

اور فرماتا ہے:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" ³	(اے محبوب!) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت دونوں جہان کے لئے۔ (ت)
--	--

تو آپ کی خوبیوں کے بیان و اظہار کا نض قطعی سے ہمیں حکم ہوا اور کار خیر میں جس قدر مسلمان کثرت سے شامل ہوں اسی قدر زائد خوبی اور رحمت کا باعث ہے، اسی مجمع میں ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کرنے کا نام مجلس و محفل میلاد ہے۔ امام ابوالخیر سخاوی تحریر فرماتے ہیں:

ثم لازال اهل الاسلام في سائر الاقطار والمدن يشتغلون في شهر مولده صلى الله عليه وسلم بعمل الولائم البديعة المشتملة على الامور البهجة الرفيعة ويتصدقون في ليلاليه بانواع الصدقات و يظهرون السرور يزيديون في المبرات ويهتبون بقرأة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم ⁴ انتهي۔	یعنی پھر اہل اسلام تمام اطراف واقطار اور شہروں میں بماء ولادت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمدہ کاموں اور بہترین شغلوں میں رہتے ہیں اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات اور اظہار سرور و کثرت حسنات و اہتمام قرآن مولد شریف عمل میں لاتے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔ انتہی۔ (ت)
---	--

¹ القرآن الكريم ۵۸/۱۰

² القرآن الكريم ۱۶۳/۳

³ القرآن الكريم ۱۰۷/۲۱

⁴ انسان العیون بحوالہ السخاوی باب تسمیته صلی اللہ علیہ وسلم محمد و احمد المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۸۳/۱، اعانة الطالبین فصل

فی الصداق مطلب فی فضل عمل المولد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیروت ۳/۲۶-۳۶۵

اور قول بعض کا کہ میلاد بایں ہیئت کذائی قرون ثلاثہ میں نہ تھا ناجائز ہے، باطل اور پرآگندہ ہے، اس لئے کہ قرون و زمانہ کو حاکم شرعی بنانا درست نہیں یعنی یہ کہنا کہ فلاں زمانہ میں ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور فلاں زمانہ میں ہو تو باطل اور ضلالت ہے حالانکہ شرعاً و عقلاً زمانہ کو حکم شرعی یا کسی فعل کی تحسین و تقبیح میں دخل نہیں، نیک عمل کسی وقت میں ہو نیک ہے اور بد کسی وقت میں ہو برا ہے۔

<p>ففى الحديث الشريف من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها¹، ومن هذا النوع قول سيدنا عمر رضى الله تعالى عنه فى التراويح نعمت البدعة²۔</p>	<p>پس حدیث شریف میں ہے: جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اپنے ایجاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور جو اس طریقے پر عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا۔ اسی قسم کا ایک قول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی دربارہ تراویح ہے کہ یہ اچھی بدعت ہے۔ (ت)</p>
--	---

توثیبت ہوا کہ ہر امر مستحدث در دین خواہ قرون ثلاثہ میں ہو یا بعد بمقتضائے عموم "من" کہ حدیث میں "من سن سنة حسنة" میں مذکور ہے اگر موافق اصول شرعی کے ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے اور محمود و مقبول ہوگا اور اگر مخالف اصول شرعی ہو تو مذموم اور مردود ہوگا۔ قال عیاض المالکی (قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے فرمایا:)

<p>ما أحدث بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فهو بدعة والبدعة فعل ما لا سبق اليه فمأ وافق اصلا من السنة ويقاس عليها فهو محمود وما خالف اصول السنن فهو ضلالة ومنه قوله عليه الصلوة والسلام:</p>	<p>نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جو نیا کام نکالا گیا وہ بدعت ہے اور بدعت وہ فعل ہے جس کا پہلے وجود نہ ہو جس کی اصل سنت کے موافق اور اس پر قیاس کی گئی ہو وہ محمود ہے اور جو اصول سنن کے خلاف ہو وہ ضلالہ، اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول مبارک</p>
---	--

¹ صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنة حسنة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۱، مسند احمد بن حنبل عن جریر بن عبد اللہ

المکتب الاسلامیہ بیروت ۴/ ۲۲-۳۶۱، سنن ابن ماجہ باب من سن سنة اچھائی سید کچنی کراچی ص ۱۸

² صحیح البخاری کتاب الصیام باب فضل من قام رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۹، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون باب

تسمیئہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد و احمد المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۱/ ۸۳

کل بدعة ضلالة ^۱ الخ۔	"ہر بدعت گمراہی ہے الخ" اسی قبیل سے ہے۔ (ت)
---------------------------------	---

اور سیرت شامی میں ہے:

تعرض البدعة على القواعد الشريعة فإذا دخلت في الإيجاب فهي واجبة أو في قواعد التحريم فهي محرمة أو المندوب فهي مندوبة أو المكروه فهي مكروهة أو المباح فهي مباحة ^۲ ۔	بدعت کو قواعد شرعیہ پر پیش کیا جائے گا تو وہ جب وجوب کے قاعدہ میں داخل ہو تو واجب، یا اگر حرام کے تحت ہو تو حرام، یا مستحب کے تحت ہو تو مستحب، یا مکروہ کے تحت ہو تو مکروہ، یا وہ مباح کے قاعدہ کے تحت ہو تو مباح ہوگی۔ (ت)
---	---

علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

ان كانت مباحيندرج تحت مستحسن في الشرع فهي بدعة حسنة وان كانت مباحيندرج تحت مستقبح في الشرع فهي بدعة مستقبة ^۳ انتهي۔	اگر وہ بدعت شریعت کے پسندیدہ امور میں داخل ہے تو وہ بدعت حسنہ ہوگی، اور اگر وہ شریعت کے ناپسندیدہ امور میں داخل ہے تو وہ بدعت قبیحہ ہوگی انتہی۔ (ت)
--	---

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ وہابیہ کا بدعت کو صرف بدعت سیئہ میں منحصر جاننا اور اس کی کیفیت کی طرف نظر نہ کرنا محض ادعا اور باطل ہے بلکہ بعض بدعت بدعت حسنہ ہے اور بعض بدعت واجبہ ہے جس کلیہ کے تحت داخل ہو ویسا ہی حکم ہوگا، اور یہ شروع میں تحریر ہو چکا ہے کہ ذکر ولادت شریف "وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" ^۴ (اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ ت) کے تحت میں ہے تو قطعاً مندوب و مشروع ہوا۔ علامہ ابن حجر نے فتح المبین میں لکھا ہے:

والحاصل ان البدعة الحسنة متفق على ندبها وعلى البول واجتماع	یعنی بدعت حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے اور عمل مولد شریف اور اس کے لئے لوگوں کا
--	---

1

^۲ الحاوی للفتاویٰ باب الولیمة حسن المقصد فی عمل المولد دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۹۲

^۳ عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب الترویج باب فضل من قام رمضان بیروت ۱۱/ ۱۲۶

^۴ القرآن الکریم ۱۱/ ۹۳

الناس کذلک ^۱ ۔	جمع ہونا اسی قبیل سے ہے۔
لیجئے اس میں مجمع کی تصریح بھی موجود ہے، اور مسلم الثبوت میں ہے:	
شاع وزاع احتجاجہم سلفاً وخلفاً بالعمومات من غیر نکیہ ^۲ ۔	شرع کے عموم کو حجت ماننا اسلاف و اخلاف میں بلا انکار مشہور و معروف ہے۔ (ت)
اور یہ بھی اسی میں ہے:	
والعمل بالمطلق یقتضی الاطلاق ^۳ ۔	مطلق پر عمل میں اطلاق کا لحاظ ہوتا ہے۔ (ت)
تحریر الاصول علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے:	
العمل بہ ان یجری فی کل ماصدق علیہ المطلق ^۴ ۔	اس پر عمل یوں کہ جس پر مطلق صادق آتا ہے اس میں حکم جاری ہوگا۔ (ت)
قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):	
"وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" ^۵	یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرو تا کہ فلاح پاؤ۔
اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر یعنی خدا کا ذکر ہے، حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:	
"وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" ^۶	بلند کیا ہم نے تمہارے ذکر کو تمہارے واسطے۔
امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابن عطاء قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں:	
جعلتک ذکراً من ذکری فمن ذکرك ذکرني ^۷ ۔	یعنی اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا پس جو تمہاری یاد کرے اس نے میری یاد کی۔

^۱ انسان العیون بحوالہ ابن حجر باب تسمیۃ صلی اللہ علیہ وسلم محمد و احمد المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۸۴/

^۲ مسلم الثبوت الفصل الخامس مسئلہ للعموم صبیغ مطبع الانصاری و بلی ص ۷۳

^۳ مسلم الثبوت فصل المطلق مادل علی فرد منتشر مطبع الانصاری و بلی ص ۱۱۹

^۴ التقرير والتحرير مسئلة الاكثر ان منتهی التخصیص جمع یزید علی نصفه الخ دار الفکر بیروت ۲۶-۳۶

^۵ القرآن الکریم ۸/۴۵

^۶ القرآن الکریم ۴/۹۴

^۷ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الفصل الاول المکتبۃ الشریکۃ الصحافیۃ ۱۵

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد و تعریف بعینہ خدا کی یاد ہے، پس حکم اطلاق جس طرح سے آپ کی یاد کی جائے گی حسن و محمود رہے گی ایسا ہی قیام بوقت ذکر و ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اولاً، اس کے جواز ثابت کرنے میں ہمیں ضرورت نہیں کیونکہ کل اشیاء میں حلت ہے، جو کوئی عدم جواز کا دعوٰی کرے اس پر دلیل و بینہ ہے، ہمارے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

الحلال ما حلّ الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مباح فاعنه ^۱ ۔	اللہ تعالیٰ نے جو اپنی کتاب میں حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جو حرام فرما دیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت اختیار کیا وہ معاف ہے (ت)
--	---

ہاں ہم قیام کے مستحسن ہونے کا ثبوت بھی دیتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمانوں کا عین ایمان ہے اور اس کی خوبی و تعریف قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

"إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۝" ^۲	بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (ت)
--	--

وقال اللہ تعالیٰ:

"وَمَنْ يُعِظَّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝" ^۳	اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (ت)
--	---

وقال اللہ تعالیٰ:

"وَمَنْ يُعِظَّمْ حُرْمَتُ اللَّهِ فَهُوَ حَبِيرٌ ۝ عِنْدَ رَبِّهِ" ^۴	اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے (ت)
--	---

پس بوجہ اطلاق آیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقہ سے کی جائے گی حسن و محمود رہے گی اور خاص طریقوں کے لئے جداگانہ ثبوت کی ضرورت نہ ہوگی، ہاں اگر کسی طریقہ کی

^۱ جامع الترمذی ابواب اللباس باب ما جاء في لبس الفراء امين كيني ويلي / ۲۰۶، سنن ابن ماجه ابواب الاطعمة باب اكل الجبن والسمن البج

ایم سعید کینی کراچی ص ۲۴۹

^۲ القرآن الکریم ۲۸ / ۸ و ۹

^۳ القرآن الکریم ۲۲ / ۳۲

^۴ القرآن الکریم ۲۲ / ۳۰

ممانعت شرعاً ثابت ہوگی تو وہ بیشک ممنوع ہوگا۔ امام ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں:

<p>نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جس سے الوہیۃ الہ میں شرکت لازم نہ آئے ہر طرح امر مستحسن ہے ان سب کے نزدیک جن کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے روشن کی ہیں انتہی۔ خواہ شریعت کا ورود خاص اس امر میں ہو یا نہ ہو یہ اس لئے کہ مطلق تعظیم جس کی طرف اور جس پر متوجہ کی گئی تو اسم کے ہر مسمیٰ کو شامل ہو سکے۔ (ت)</p>	<p>تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجميع انواع التعظیم التي ليس فيها مشاركة الله تعالى في الألوهية امر مستحسن عند من نور الله ابصارهم انتهى^۱۔ سواء ورد الشرع بخصوصه او لم يرد ذلك لان مطلق التعظیم وما حث عليه واليه فليعم كل ما يسمي باسمه۔</p>
---	--

جن کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے نور بصارت بخشا ہے ان کے نزدیک یہ قیام بوقت ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض بنظر تعظیم و اکرام حضور اقدس بجلالت ہے ہیں بیشک حسن و محمود ہے تا وہ فتنہ منکرین خاص اس صورت کی ممانعت قرآن و حدیث سے ثابت نہ کریں اور ان شاء اللہ تاقیامت اس کی ممانعت ثابت نہ کر سکیں گے۔

رہا یہ کہ قیام ذکر ولادت شریف ہی کے وقت کیوں ہے اس کی وجہ نہایت روشن اور واضح ہے۔

اولاً: صد ہا سال سے علمائے کرام اور بلاد اسلام میں یونہی معمول ہے۔

ثانیاً: ائمہ دین کی تصریح ہے کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صورت تعظیم میں سے ایک صورت وقت قدوم معظم بجلالی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی۔

ثالثاً: وقت ولادت شریف حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ملائکہ تعظیم کے واسطے کھڑے ہوئے تھے شرف الانام تصنیف علامہ شیخ قاسم بخاری میں یہ روایت موجود ہے اس لئے ہم بھی جب ذکر ولادت شریف کرتے ہیں تو ان ملائکہ کا تشکل پیدا کرتے ہیں کیونکہ محدثین کے نزدیک واقعہ مرویہ کی صورت اور تشکل پیدا کرنا مستحب ہے چنانچہ بخاری شریف کے صفحہ تین میں روایت ہے کہ وقت نزول وحی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دل میں پڑھتے اور لبوں کو

^۱ الجوہر المنظم الفصل الاول مکتبہ قادریہ لاہور ص ۱۲

ہلاتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس وقت یہ حدیث روایت کرتے تو اپنے لبوں کو ہلا دیتے جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہلاتے تھے، اور حضرت ابن جبیر بھی ہلاتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ہلاتے دیکھا^۱۔ پس جبکہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے واقعہ مرویہ کا تشکل اور تمثیل ثابت ہے تو ہم بھی واقعہ میلاد میں قیام ملائکہ کا تشکل اور تمثیل پیدا کرتے ہیں، باقی صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قیام ملائکہ کا تشکل نہ بنانا اور محفل میلاد شریف کو ہیئت کدائی کے ساتھ آراستہ نہ کرنا مستلزم منع شرعی نہیں۔ امام احمد بن محمد بن قسطلانی بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع الخ ^۲	کسی کام کا کیا جانا جواز کی دلیل ہے اور نہ کیا جانا منع کرنے کی دلیل نہیں الخ۔ (ت)
---	--

علامہ برزنجی عقد الجواہر میں فرماتے ہیں:

قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمة ذوریة ودراية فطوبی لمن کان تعظیبه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرامہ و مرامہ ^۳ الخ۔	بیشک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے ذکر کے وقت کھڑا ہونے کو ان اماموں نے جو صاحب روایت و درایت ہیں اچھا جانا ہے تو اس شخص کیلئے سعادت ہے جس کی مراد و مقصود کی غرض نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو الخ۔ (ت)
--	--

علی الخصوص حرین شریفین مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ مبداء و مرجع دین و ایمان کے اکابر علماء و مفتیان فضلاء مذاہب اربعہ مدتوں سے میلاد مع قیام کرتے آئے اور اس کے جواز کا فتویٰ دیتے آئے، پھر ان پر ضلالت اور گمراہی کا اطلاق کیونکر ہو سکتا ہے۔ ع

چہ کفر از کعبہ، رخنہ ز کج ماند مسلمانی

ربا عبارت سیرت شامی سے استدلال، سو وہ سب باطل، کیونکہ علامہ برہان الدین حلبی انسان العیون فی سیرت الامین المامون عبارت مذکورہ کو نقل کر کے شرح میں فرماتے ہیں:

ای لکن ہی بدعة حسنة لانه	یعنی لیکن یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ
--------------------------	----------------------------------

^۱ صحیح البخاری باب کیف بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳

^۲ المواہب اللدنیہ

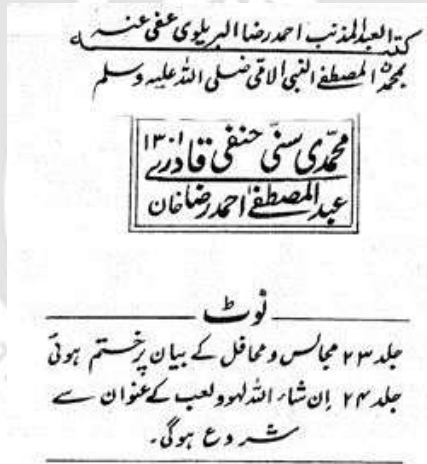
^۳ عقد الجواہر فی مولد النبی الا زہر جامعہ اسلامیہ لاہور ص ۲۵

لیس کل بدعة مذمومة ^۱ ۔	ہر بدعت مذمومہ نہیں ہوتی۔ (ت)
-----------------------------------	-------------------------------

اور اسی مقام میں ہے:

قد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامة ومقتداء الائمة دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعه علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصره ^۲ انتھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ مرجع الوہاب۔	دین و تقویٰ میں امت کے عالم اور اماموں کے مقتداء امام تقی الدین سبکی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پاک کے وقت قیام ثابت ہے اور آپ کے زمانہ کے مشائخ نے اس معاملہ میں آپ کی پیروی کی ہے انتھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ مرجع الوہاب۔ (ت)
---	--

کتبہ العبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم



^۱ انسان العیون فی سیرۃ الامین المأمون باب تسمیئہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد و احمد المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت ۸۳/۱

^۲ انسان العیون فی سیرۃ الامین المأمون باب تسمیئہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد و احمد المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت ۸۳/۱